بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مصنف

دلا حمدِ الٰہی ہو رقم کیا — کہ مین کیا اور مرا دست و قلم کیا
زمین کے صفحہ پر ہر لحظہ ہر آن — ابد تک گر لکھین سب جنّ و انسان
مگر ہے ترک مین اسکی یہی ڈر — کہ ہو جائے نہ یہ مجموعہ ابتر
سبھون پر عام ہے انعام تیرا — کہ منعم ہے خدایا نام تیرا
مری حق عاجزی ہے تجکو معلوم — ثواب حمد سے رکھنا نہ محروم
مری قدرت سے باہر ہو سراسر — تری نعمت کی یارب ہو برابر
وہ حمدِ پاک جسمین ہو یہ تاثیر — رہون دنیا مین با عزّ و توقیر
وہ حمدِ پاک جو حاجت روا ہو — نکالے دل کا جو جو مدعا ہو
وہ حمدِ پاک جو لائق ہو تیرے — وہ حمدِ پاک جو کام آئے میرے
وہ حمدِ پاک جس سے تو ہو راضی — وہ حمدِ پاک جس سے مین ہون ناجی
وہ حمدِ پاک جو جنّت دکھائے — عذاب قبر و دوزخ سے بچائے
وہ حمدِ خاص جس سے دل ہو روشن — فتیلہ ہون رگین اور خون روغن

سیاہی ہون اگر سب بحرِ زخّار — ئے کیا کر قلم ہر شاخ اشجار
جو حق حمد ہے وہ تو بھلا کیا — رقم ہرگز نہ ہو اک شمّہ اسکا
لہذا عاجزانہ یہ دعا ہے — تمنّا ہے طلب ہے التجا ہے
خدایا رحم کر مجھ ناتوان پر — کرون تحمید مین مجبور و مضطر
خدایا رحم کر مجھ پر کرم کر — مرے دفتر مین حمد ایسی رقم کر
وہ حمدِ پاک جو کی ہو سبھون نے — ملائک نے بشر نے اور جنّون نے
وہ حمدِ پاک جسمین ہو یہ برکت — مین دنیا مین رہون با عیش و عشرت
تجھے جو حمد ہو مقبول و منظور — رہون کونین مین مین جس سے مسرور
وہ حمدِ پاک جو میری دوا ہو — کرے دور جرم عصیان سے شفا ہو
وہ حمدِ پاک جسمین یہ اثر ہو — دمِ مردن نہ شیطان سے ضرر ہو
وہ حمدِ خاص جو بہتر ہو میری — بتا دے اے خدا جو یاد تیری
وہ حمدِ خاص جو تجھسے ملا دے — خیال ماسوی دل سے بھلا دے

وہ حمدِ خاص جب ہے اپنی ہستی
ہے میری نظر میں کچھ نہ باقی

نہیں تیرے سوا کوئی جہان میں
زمین میں آسمان میں لامکان میں

توہی اول ہے اور آخر توہی ہے
توہی باطن ہے اور ظاہر توہی ہے

جدھر دیکھوں ادھر توہی نظر آئے
دوئی کا پردہ چشمِ دل سے اٹھ جائے

جو کچھ موجود ہوتا ہے یہ معلوم
یہ ہستی ہے فقط اک امر موہوم

دعائیں حمد میں میں نے جو مانگین
کہو یارو کہ آمین ثم آمین

نعت

بھلا میں [illegible] لولاک
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

جو حقِ نعت [illegible] وہ
کسی سے ہو بھی سکتا ہے کہیں وہ

اگر دل [illegible] وے
یہی کہتا ہے تھوڑی نعت لکھدے

جو صورت [illegible] شانِ خدا
کلامِ پاک فرمانِ خدا ہے

خدا ہے نور [illegible] خدا
اُسی سے نورِ حق ظاہر ہوا ہے

حقیقت [illegible] آگاہ
وہ دل سے بول اُٹھے اللہ اللہ

[illegible] کو معلوم
وہ ہون موجود یا سب یا کہ معدوم

[illegible] یار
کہ ایمان کالبد ہے اور وہ جان

خدایا [illegible] نبی
نہ باقی پھر خواہش کسی کی

محبت [illegible] لکھو
مجھے عشقِ محمدؐ میں ڈبو دے

کروں کیا نعتِ احمدؐ ہائے ہیہات
مشکل ہے منھ ذرا سا اور بڑی بات

خدا خود کر رہا ہے جسکی تعریف
بھلا بندہ کرے کیا اُسکی توصیف

محمدؐ سرورِ ہر دو جہان ہے
محمدؐ افسرِ کون و مکان ہے

جہان میں افضل المخلوق وہ ہے
خدا عاشق ہے اور معشوق وہ ہے

حقیقت میں خدا جانے وہ کیا ہے
مگر آئینۂ وحدت نما ہے

تا ادب یا قلم جاتے ادب ہے
درود انپر پڑھوں وہ وقت اب ہے

درود اتنا ہی نازل اُن پہ تو کر
اور اُنکی آلؑ در صحابؓ سب پہ

محبت جب نہ ہو ایمان ہے بیکار
بسانِ قالبِ بیجان ہے بیکار

مرا قبلہ شہِ ہر دو سرا ہو
مرا دل طائرِ قبلہ نما ہو

خدایا بہرِ یار و آلِ احمدؐ
دعائیں فخرِ عاصی کی نہوں رد

اب [illegible] میری سنو سراپا گناہ ہمہ تن قصور امیدوار رحمتِ غفور ذلیل ترین انام فخر الدین احمد برائے نام۔ بد نام کنندۂ نکو نامی چند [illegible] جناب ظفر آبادی ظفر احمد صاحب صدیقی کا فرزند ہون لکھنؤ میرا وطن ہے فرنگی محل مسکن ہے ملک العلماء مولانا محمد حیدر صاحب مغفور کا نواسا ہون حضرت محمد قدرت علی صاحب مرحوم کا پوتا ہون ان حضرات کے فضل و کمالات دیکھکر اپنی نالیاقتی پر روتا ہون [illegible] حضرت آپ جی مولانا شاہ محمد عبد الوالی صاحب قدس سرہ کا مرید اور خادم ہون وائے بر ما کہ ایسے پیر و مرشد کامل کی پیروی [illegible] ازحد سخت نادم ہون بیت صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَّلَعِبٍ ، فَاٰهًا ثُمَّ اٰهًا ثُمَّ اٰهًا ، حق تعالیٰ مجھ پر بالفضل و کرم کرے علم عمل میں مجھے انکا قدم بقدم کرے آمین ثم آمین بحق طٰہٰ و یٰسٓ

سبب تالیف

کیمیا [illegible] سعادت جو کتاب حقیقت میں اسم با مسمیٰ اور لاجواب ہے اسمیں جو چار عنوان اور چار ارکان ہیں فی الحقیقت رکنِ ایمان ہیں

سلہ [illegible] نے امتثال فرمایا ۱۲

افاضہ مین کسی کتاب کو اسکے مثل سمجھنے کا محل نہین احیاء العلوم کے سوا کوئی اسکا نعم البدل نہین رہنمائے جادۂ قویم پیشوائے صراط مستقیم مرشد منہاج طریقت خضر شوارع شریعت کے افاضات سے ہے یعنی امام الانام حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ما تعاقب الایام واللیالی کی تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا کچھ حال کرامت اشتمال تحریر مین آئے تو دیباچہ دفتر مناقب بنجائے یہی علماء وارثان پیغمبر ہین مرتبہ مین انبیاء بنی اسرائیل کے ہمسر ہین بھلے ور ہر مسلمان کو خدا اُن کی محبت نصیب کرے اور اُن کے اتباع کی توفیق دے آمین یارب العالمین ۔

ایک دن جناب عالی ہمم مصدر فیض وکرم عمیم الاحسان کریم الامتنان فیض رسان صاحب وضع وتالیف قدردان وضیع وشریف امیر باتوقیر ہمہ تن خلق سراپا مروت جناب منشی **نول کشور** صاحب سلامت کی خدمت اکسیر خاصیت مین یہ ہیچمدان حاضر تھا کیمیائے سعادت کا کچھ ذکر ہوا از راہ فیض رسانی مجھ سے فرمایا یہ مضمون افادت مقرون زبان مبارک پر آیا کہ اس کتاب کامل النصاب کی فارسی عبارت ہے اور اس زمانہ مین لوگون کو اُردو کی طرف زیادہ رغبت ہے اور یہ فارسی قدیم کم استعداد لوگون کی سمجھ مین بخوبی نہین آتی ہے طالبون کی کیمیا کچی رہ جاتی ہے ہمین بدل منظور ہے کہ تو اس نسخہ کی ترکیب بدل کہ تیرا نام ہوا اردو مین ترجمہ کر کہ فیض عام ہو ایک ان کا فرمانا دوسرے عاصی نے اس امر کو موجب سعادت دارین جانا دل سے منظور کیا تعمیل ارشاد مین مشغول ہوا الحمد للہ سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین اس امر اہم کا انجام ہوا اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت اس کتاب کا نام ہوا یہ لفظی ترجمہ نہین بلکہ حتی المقدور کتاب کا مطلب اپنے محاورہ اور روزمرہ کے موافق تحریر ہے عمداً نہ کہین تبدیل ہے نہ تغییر ہے ہان کہین کسی اجمال کی تفصیل کے واسطے کوئی لفظ یا فقرہ بڑھایا ہے اگر مطلب کے موافق کوئی شعر برمحل یاد آگیا تو بے اختیار زبان قلم پر آیا ہے چونکہ امام عالیمقام مصنف کیمیائے سعادت شافعی المذہب تھے لہذا برادران حنفی المذہب کو چاہیے کہ مسائل فقہیہ مین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرین اپنے مذہب کے علمائے فتوی پوچھ لین اور ناظرین با لیاقت سے امید ہے کہ بمقتضائے الانسان مساوق النسیان اگر اس ہیچمدان سے کہین غلطی ہوئی ہو تو اُسے بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین مورد الزام نہ بنائین اور درگاہ الہی مین یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو عاصی پر معاصی کے حق مین منجملہ باقیات صالحات کرے اپنی رحمت کاملہ سے اس مشقت شاقہ کو میرے واسطے دنیا مین سبب راحت عقبی مین موجب نجات کرے آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین

التماس

مالکان مطابع بلاد وامصار اور تاجران ہر شہر و دیار کی خدمت مین التماس ہے کہ جناب مولوی فخرالدین احمد صاحب مرحوم ومغفور نے کتاب فیض انتساب کیمیائے سعادت کا ترجمہ بفرمائش وامداد مطبع اودھ اخبار فرمایا ہے اور نام اس ترجمہ کا اکسیر ہدایت رکھا ہے اور اپنا حق المحنت مطبع موصوف کو ہبہ کر دیا ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت مالک مطبع مذکور اس ترجمہ کو نہ چھاپین نہ چھپوائین جسقدر نسخون کی ضرورت ہو مطبع منشی نولکشور سے خرید فرمائین فقط ۔

العبد
مہتمم مطبع اودھ اخبار

قد انطبع بعون الله الکریم و بفضیلة العمیم
اکسیر ہدایت
ترجمہ
کیمیای سعادت
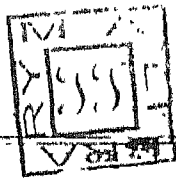
في المطبع المعمور المنشی نولکشور

شکر و سپاس بقیاس آسمان کے تارون اور مینھ کے قطرون اور درختون کے پتون اور میدان کی ریت اور زمین و آسمان کے ذرون کے برابر اسی
خدا کیلیے ہی کہ یگانگی جسکی صفت ہے اور بزرگی بڑائی برتری اچھائی جسکی خاصیت ہے اُسکے جلال کے کمال سے کوئی بندہ آگاہ نہین اُسکی معرفت
کی حقیقت مین اُسکے سوا کسی کو راہ نہین بلکہ اُسکی حقیقت معرفت مین اپنی عاجزی کا اقرار کرنا صدیقون کی معرفت کا منتہا ہے[1] اور اُسکی حمد و ثنا
مین اپنی تقصیر کا مقر ہونا فرشتون اور پیغمبرون کی ثنا کی انتہا ہے اُسکے جلال کی پہلی جھپک مین حیران رہ جانا عقلمندونکی عقل کی غایت ہے اُسکے
جمال کی نزدیکی ڈھونڈھنے مین متحیر رہجانا سالکون اور مریدونکی نہایت ہے اُسکی اصل معرفت کی امید توڑ دینا اپنا جی چھوڑ دینا ہے اُسکی معرفت مین دعوے
کمال کرنا تشبیہ و تمثیل کا خیال کرنا ہی اُسکی ذات کے جمال کے ملاحظے سے چکاچوند سب آنکھون کا حصہ ہی اُسکی عجیب عجیب صنعتون کو دیکھنے سے معرفت ظاہری
سب عقلونکا ثمرہ ہے کوئی شخص ایسا نہو کہ اُسکی ذات کی عظمت مین سوچ کرے کہ کیونکر اور کیا ہی کوئی دل ایسا ہو کہ اُسکی عجیب عجیب صنعتونسے ایک لحظہ
غافل ہو کہ اُنکی ہستی کیا ہے اور کسکی قدرت سے برپا ہی تاکہ ضرور پہچانے کہ سب اسی کی قدرت کے آثار ہین اور اسی کی عظمت کے انوار ہین اور سب عجائب و غرائب
اُسی کی حکمت کا ہے اور سب پرتو جمال اُسی حضرت کا ہی اور جو کچھ ہی اُسی سے ہے اور سب اُسی کے سبب سے ہے بلکہ خود سب وہی ہی کہ کسی چیز کو اُسکی ہستی کے سوا
حقیقت مین ہستی نہین ہی بلکہ سبھونکی ہستی اُسی کے نور ہستی کی پرچھائین ہے اور درود نامحدود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کہ وہ سب پیغمبرون کے
سردار اور رہنما اور راہبر ہیں اور ایماندار کے ہین اور اسرار ربوبیت کے امانتدار اور برگزیدہ حضرت پروردگار ہین اور انکے یارون اور اہل بیت پر کہ
ان مین سے ہر ایک اُمت کا پیشوا ہی اور شریعت کی راہ دکھانیوالا ہی اما بعد اے عزیز جان اسبات کو جان کہ خدا نے آدمی کو کھیل و بیہودہ باتون
کیواسطے نہین پیدا کیا ہی بلکہ اُسکا کام اور خطر بڑا ہے اسواسطے کہ اگر وہ ازلی نہین تو ابدی بیشک ہی یعنی اگر ہمیشہ سے نہین تو ہمیشہ تک ہے اور
اگرچہ اُسکا بدن مٹی کا ناچیز ہے مگر اُسکی روح کی حقیقت ربانی اور عزیز ہے اور اُسکی اصل اگرچہ پہلے سے چرند درند شیاطین کی صفتون سے ملی ہے

[1] یہ اشارہ ہے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی طرف کہ اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ خدا کے پہچاننے سے اپنے تئین عاجز جاننا خدا کی پہچان ہے ۱۲ —
[2] مطلب یہ ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچے اور خطر یہ ہے کہ بہائم کے مقام مین گر پڑے ۱۲ —

اور اس میل مین بھر [illegible] مشقت کی گھریا مین رکھی جاتی ہے تو اُس آلائش سے پاک ہو کر درگاہِ الٰہی کی قربت کی قابلیت پاتی ہے
اسفل السافلین سے [illegible] تک سب نیچ اونچ اُسی کا کام ہے اسفل السافلین اسکا یہ ہے کہ چرند درند شیاطین کے مقام مین گر کر خواہش ا
غصہ کے پھندے مین پھنسے اور اعلیٰ علیین اُسکا یہ ہے کہ ملائکہ کے درجے پر پہونچے مثلاً خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے یہ دونو
اُسکے قیدی ہون وہ اُنکا [illegible] ہو جائے جب یہ مرتبۂ بادشاہی اُسے حاصل ہوتا ہے تب وہ جنابِ الٰہی کی بندگی کے قابل ہوتا ہے اور یہ بند
کی قابلیت صفتِ ملائکہ [illegible] کا کمال مرتبہ ہے جب حضرتِ الٰہی کے جمال کی محبت کا مزہ اُسے حاصل ہوتا ہے تو اُسکی یہ سے ایکدم صبر نہین کر
اُس جمالِ لازوال کی [illegible] ہو جاتی ہے اور آنکھ پیٹ فرج کی شہوت کے حصہ مین جو بہشت ہے وہ اُسکے نزدیک ہیچ اور زشت ہو جاتی ہے چونکہ
پیدائش مین آدمی کی اصل ناقص اور ناچیز ہے تو اُسے نقصان سے درجہ کمال کو پہونچانا ممکن نہو گا مگر مشقت اور علاج کر نیسے جسطرح وہ کیمیا جو تانبے پیتل
کو پاک صاف کرکے سونا کر دیتی ہے نہایت دشوار ہے ہر ایک اُسے نہین پہچانتا اسیطرح یہ کیمیا بھی جو آدمی کی اصل کو بہیمیت کی کثافت سے ملائکہ کی صفا
اور نفاست کو پہونچاتی ہے [illegible] صفائی کی بدولت سعادتِ ابدی ہاتھ آتی ہے مشکل ہے ہر ایک نہین جانتا اس کتاب کی بنیاد ڈالنے سے اسی کیمیا
اجزا کا بیان مقصود ہے جو [illegible] مین کیمیائے سعادتِ ابدی ہے اسواسطے **کیمیائے سعادت** اس کتاب کا ہمنے نام رکھا کیمیا کا نام اس کتاب
بہت مناسب ہے اسواسطے کہ [illegible] اور سونے مین زردی اور بھاری پنے کے سوا اور کچھ فرق نہین اور اس کیمیا سے دنیا مین مالدار ہونے کے سوا
حاصل نہین اور دنیا چندروزہ ہے اور [illegible] دنیا خود کیا ہے اور چار پایون کی عادات اور ملائکہ کی صفا مین زمین آسمان کا فرق ہے اور اس کیمیا کا ثمرہ سعادت
ابدی ہے کہ اُسکی مدت کی غایت نہین اور اُسکی نعمتون کے اقسام کی نہایت نہین اور کسی میل کو اُسکی نعمتون کی صفائی مین دخل نہین یہ کتاب حقیقت
کیمیا ہے اُسکے سوا اور کسی چیز کو کیمیا کہنا [illegible] کے سوا اور کیا ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ جسطرح کیمیائے زر ہر ایک بڑھیا کی گرستی مین نہین
بلکہ بڑے آدمیون اور بادشاہون کے خزانہ مین پاتے ہین اسیطرح کیمیائے سعادتِ ابدی بھی ہر جگہ نہین پاتے بلکہ خزانۂ ربوبیت مین پاتے ہین ا
خداوند کریم کا خزانہ آسمان مین [illegible] ہے اور زمین مین انبیا کے قلوب جو کوئی یہ کیمیا درگاہ نبوت کے سوا اور کہین ڈھونڈھے گا راہ بھولے گا
دھوکا کھائے گا خیالِ خام [illegible] آئیگا قیامت مین اُسکی مفلسی ظاہر ہو جائیگی تمام خلق اُسکے کھوٹے پیسے سے ماہر ہو جائے گی اس
اُلٹی سمجھ کھلجائے گی فَكَشَفْنَا [illegible] عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اُسے ندا آئیگی اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ کی بڑی رحمتون سے ایک رحمت
یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا صلوات اللہ علیہم دنیا مین بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ خلق کو سکھا مین نقد دل کو مشقت کی گھریا مین کھنا
اور یہ کہ بُرے اخلاق جنسے دل [illegible] میلا ہوتا ہے دل سے کیونکر دور کرین اور اوصافِ حمیدہ سے خانۂ دل کسطرح معمور کرین سب کو
فرماتے ہین اسواسطے حق تعالیٰ نے [illegible] بادشاہی کے ساتھ جسطرح اپنی تعریف کی اسیطرح انبیا صلوات اللہ علیہم کے بھیجنے پر بھی اپنی توصیف کی
پر اپنا احسان جتایا یعنی یون فرمایا [illegible] مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

سلہ نیچے سے نیچا درجہ ۱۲ سلہ اونچے سے اونچا [illegible] خدا تعالیٰ کا خزانہ ۱۲ سلہ اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری اب تیری نگاہ آج تیز ہے ۱۲ سلہ رحمتین خدا کی اوپر اُن
سلہ اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور [illegible] وہ بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا وہی ہے جس نے مبعوث کیا امیون (ان پڑھون) مین ایک رسول انھین مین سے پڑھتا اُن
اُسکی آیتین اور اُنکو سنوارتا اور سکھاتا کتاب و عقل [illegible] سے پہلے تھے صریح بھلاوے مین ۱۲ سلہ اُمی اسکو کہتے ہین جو اپنی ان کے زیر تربیت پرورش پائے یا منسوب بطرف ام القریٰ کے یعنی مکہ کے ہو ۱۲

کے یہی معنی ہین کہ بُرے اخلاق جو جانورونکی صفت ہے رسولؐ اُنسے چھڑاے اور یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ سے یہی مراد ہے کہ صفات ملائکہ کا خلعت
اُنکو پہناے اور اس کیمیا سے یہی غرض ہے کہ نقصان کی باتین جو نہ چاہئین اُنسے آدمی پاک و مُعرا ہو اور کمال کی جو صفتین ہین اُنسے آراستہ ہو سب
کیمیا ہین بڑی کیمیا یہ ہے کہ دنیا سے مُنہ پھیرے اور خدا کیطرف توجہ کرے جیسا کہ پہلے رسول مقبول صلعم حقتعالی نے تعلیم فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا[1] تبتیلا کے یہی معنی ہین کہ سب سے رشتہ تعلق توڑے اور بالکل اپنے تئین اپنے معبود کے اختیار مین چھوڑے یہ اس کیمیا کا
مجمل بیان ہے اور اسکی تفصیل دراز ہے اور بے پایان لیکن چار چیزون کی معرفت اسکا عنوان ہے اور چار معاملہ کا پہچاننا اسکے ارکان اور ہر رکن کی
دس اصلین ہین **پہلا عنوان** یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین پہچانے **دوسرا عنوان** یہ ہے کہ حق تعالی کو پہچانے **تیسرا عنوان** یہ ہے کہ دنیا کی حقیقت
پہچانے **چوتھا عنوان** یہ ہے کہ حقیقت آخرت پہچانے اور ان چار چیزون کا جاننا حقیقت مین معرفت مسلمانی کا عنوان ہے لیکن معاملے اسلام کے
ارکان کے چار ہین دو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین اور دو باطن سے دو جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین **پہلا رکن** خدا کے احکام کا بجا لانا
اسے عبادات کہتے ہین **دوسرا رکن** اپنی حرکات سکنات اور معیشت مین اُنکو نگاہ رکھنا اسے معاملات کہتے ہین اور دو رکن جو باطن سے علاقہ رکھتے
ہین وہ یہ ہین **پہلا رکن** بُرے اخلاق مثلاً غصہ کنجوس پن ڈاہ غرور خود بینی وغیرہ سے دلکو پاک رکھنا اور اُنھین اخلاق کو مہلکات و راہ دین کے عقبات[2]
کہتے ہین **دوسرا رکن** اچھے اخلاق مثلاً صبر شکر محبت رجا توکل وغیرہ سے دل کو آراستہ کرنا ان اخلاق کو منجیات کہتے ہین **پہلا رکن** جسمین عبادت کا
بیان ہے اسکی دس اصلین ہین **پہلی اصل** اہل سنت کے اعتقاد کے بیان مین **دوسری اصل** طلب علم کے بیان مین **تیسری اصل** طہارت کے بیان مین
چوتھی اصل نماز کے بیان مین **پانچوین اصل** زکوۃ کے بیان مین **چھٹی اصل** روزے کے بیان مین **ساتوین اصل** حج کے بیان مین۔
آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین **نوین اصل** ذکر اور دعاؤن اور وظیفون کے بیان مین **دسوین اصل** وظیفونکی ترتیب کے بیان مین
دوسرا رکن معاملات کے آداب کے بیان مین اسکی بھی دس اصلین ہین **پہلی اصل** کھانا کھانے کے آداب کے بیان مین **دوسری اصل** آداب نکاح کے بیان مین
تیسری اصل سوداگری اور پیشہ کے آداب کے بیان مین **چوتھی اصل** طلب حلال کے بیان مین **پانچوین اصل** صحبت کے آداب بیان مین **چھٹی اصل**
گوشہ نشینی کے آداب کے بیان مین **ساتوین اصل** آداب سفر کے بیان مین **آٹھوین اصل** راگ و رحال کے [illegible] بیان مین **نوین اصل** امر معروف
اور نہی منکر کے آداب کے بیان مین **دسوین اصل** رعیت پروری و پادشاہی کے بیان مین **تیسرا رکن** مہلکات کے بیان [illegible] اسکی بھی دس اصلین ہین **پہلی اصل**
ریاضت نفس کے بیان مین **دوسری اصل** پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج کے بیان مین **تیسری اصل** [illegible] زبان کی آفتون کے علاج کے بیان
چوتھی اصل غصہ اور کینہ اور ڈاہ کے علاج کے بیان مین **پانچوین اصل** محبت دنیا کے علاج کے بیان مین **[illegible] اصل** محبت مال کے علاج
کے بیان مین **ساتوین اصل** جاہ و حشمت کے علاج کے بیان مین **آٹھوین اصل** ریا و نفاق عبادات کے علاج کے بیان مین **نوین اصل** تکبر اور
نخوت کے علاج کے بیان مین **دسوین اصل** غرور اور غفلت کے علاج کے بیان مین **چوتھا رکن** منجیات [illegible] مین اسکی بھی دس اصلین ہین۔
پہلی اصل توبہ کے بیان مین **دوسری اصل** شکر اور صبر کے بیان مین **تیسری اصل** خوف و رجا کے [illegible] مین **چوتھی اصل** درویشی و زہد کے
بیان مین **پانچوین اصل** نیت اور اخلاص و صدق کے بیان مین **چھٹی اصل** مراقبہ اور [illegible] بیان مین **ساتوین اصل**

[1] اور یاد کرنا اپنے رب کا اور چھوٹ اُس کی طرف سب سے الگ ہو کر ۱۲ [2] عقبہ اُس جگہ کو کہتے ہین جہان مسافر لُٹ جاتے ہین ۱۲

تفکر کے بیان مین **آٹھوین اصل** توحید اور توکل کے بیانمین **نوین اصل** محبت اور عشقِ الٰہی کے بیانمین **دسوین اصل** موت کو یاد کرنے اور موت
حال کے بیان مین کیمیاے سعادت کے ارکان اور اصول کی فہرست یہی ہے ہم اس کتاب مین چار عنوان اور چالیس اصلون کی صاف
شرح کرینگے اور قلم کو مشکل عبارت اور باریک مضمون سے باز رکھین گے کہ یہ کتاب عام فہم ہو اسواسطے کہ اگر کسی کو تحقیق اور تدقیق کی رغبت
ہو تو اسکے سوا اور عربی کتابون کا مطالعہ کرے مثلاً احیاء العلوم[1] جواہر القرآن یا اور تصانیف جو اس علم مین ہین اور اس کتاب سے فقط عوام کا سمجھانا
ہے اسواسطے کہ بعض لوگون نے درخواست کی کہ یہ علم فارسی عبارت مین لکھا جائے تاکہ مطلب ہماری سمجھ مین آئے خداوند کریم اُن کی اور میری
نیت کو پاک اور صاف رکھے ریا اور تکلف کے میل سے شفاف رکھے اپنی رحمت کا خالص امیدوار بنائے صواب کا دروازہ مفتوح فرمائے مددگار
خداے عزوجل ہے جو زبان پر آئے اسی پر عمل رہے کہ جس بات پر عمل نہو وہ رائگان ہے کہنا اور عمل نہ کرنا قیامت کو موجب وبال ہے زیان ہے نعوذ باللہ[2]

آغاز کتاب مسلمانی کے عنوان کے بیان مین مسلمانی کے چار عنوان ہین
پہلا عنوان مسلمانی کا یہ پہلا عنوان ہے اپنے تئین پہچاننے کا بیان ہے

اے عزیز جان اور یقین مان کہ اپنے تئین پہچاننا حق تعالی کی معرفت کی کنجی ہے اسیواسطے کہا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[3]
اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنی اپنی نشانیان جہانمین اور انکی ذاتون مین
انکو دکھاتے ہین تاکہ حق کی حقیقت انپر ظاہر ہو اے عزیز کل کائنات مین کوئی چیز تجھسے زیادہ تیرے قریب نہین جو تو اپنے تئین نہ پہچانیگا تو اور کو کیا
غالباً تو کہیگا کہ اپنے تئین پہچانتے ہین تو یہ خطا کریگا کہ ایسی پہچان خدا کی معرفت کی کنجی نہین ہوسکتی کیونکہ یون تو اپنے تئین جانور بھی پہچانتے ہین جیسا تو اپنے
سر منھ ہاتھ پانون گوشت پہچانتا ہے اور اپنے باطن کا اتنا حال جانتا ہے کہ جب بھوکا ہوتا ہے روٹی کھاتا ہے جب غصہ مین ہوتا ہے کسی سے بھڑتا ہے جب تجھپر شہوت
ہوتی ہے نکاح کا ارادہ کرتا ہے اس بات مین سب جانور تیرے برابر ہین تجھے اپنی حقیقت ڈھونڈھنا چاہیے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے کدھر جائیگا یہان کیون آیا ہے اور خدا نے
کس کام کیلیے پیدا کیا ہے تیری نیکبختی کاہے مین ہے اور تیری بدبختی کس امر مین ہے اور یہ صفتین جو تجھمین ہین ان مین سے بعض چرند درند بعضے شیاطین بعضے فرشتون کی ہین
تو کون ہے تیری اصل حقیقت کیا ہے اور کون کون صفت تجھمین عاریت ہے جبتک تو یہ نہ جانیگا اپنی سعادت نہ ڈھونڈھ سکیگا اور ان مین سے ہر ایک کی غذا الگ الگ ہے اور
جداجدا کھانا پینا سونا موٹا اور قوی ہونا چارپایون کی غذا اور سعادت ہے اگر تو چارپایہ ہے دن رات یہی کوشش کر کہ تیرے پیٹ اور فرج کا کام بنے اور مارنا اور بارڑالنا خونخوار درندون کی غذا
اور سعادت ہے اور شر نکالنا حیلہ اور مکر کرنا شیطان کی غذا ہے اگر تو بھی انھین مین سے ہے تو انکے کام مین مشغول رہ کہ تو آرام پائے اور اپنی نیکبختی تجھے ہاتھ آئے اور خدا کا جمال
فرشتون کی غذا اور سعادت ہے غصہ کو اور چارپایون اور درندون کی صفتون کو انمین دخل نہین اگر تو فرشتون کی اصل رکھتا ہے تو اپنی اصل مین کوشش
کر کہ تو جناب الٰہی کو پہچانے اور اس جمال کے مشاہدے مین راہ پائے اور اپنے تئین شہوت اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور اس بات
تک تلاش کرے کہ تجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ خدا نے چرند درند کی صفتین تجھ مین کیون پیدا کی ہین آیا اسلیے پیدا کی ہین کہ وہ تجھے اپنا قیدی بنا کر
اپنی خدمت مین لائین اور دن رات بیگار پکڑے رہین یا اسواسطے کہ تو انکو اپنا قیدی کرے اور یہ جو سفر کہ تجھکو پیش ہے انمین اپنا تابع بنائے ایک کو سواری
لائے دوسرے کو اپنا ہتھیار بنائے اور چند دن جو تو اس منزل مین ہے انکو اپنے کام مین رکھے کہ انکی مدد سے سعادت کا بیج تیرے ہاتھ لگے تب تو انھین اپنی انونین پائے

[1] یہ کتابین امام والامقام کی تصنیف ہین ۱۲ [2] ہم خدا کی پناہ مانگتے ہین اس سے ۱۲ [3] جس نے پہچانا اپنے نفس کو بیشک پہچانا اپنے رب کو ۱۲

سعادت کے مقام کیطرف متوجہ ہو جائے خاص لوگ اس مقام کو جناب الٰہیت کہتے ہین اور عوام جنت کہتے ہین اور یہ سب باتین تجھے جاننا ہین کہ
کچھ اپنی معرفت تجھے حاصل ہو اور جس نے یہی نہ جانا دین سے نجالت اسکا حصہ ہا اور دین کی حقیقت سے اسے پردہ رہا **فصل** اے عزیز اگر تجھے اپنے تئین
جاننا منظور ہے تو یہ بات جاننا ضرور ہے کہ خدا نے تجھکو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک ظاہری ڈھانچا جسے بدن کہتے ہین اور جسکو ظاہری آنکھ سے دیکھ سکتے
ہین دوسرے باطنی معنی ہین کہ اسکو نفس و روح و دل و جان کہتے ہین اور اسے فقط باطن کی آنکھ سے پہچان سکتے ہین ظاہری آنکھ سے نہین دیکھ سکتے
اور یہی باطنی معنی تیری حقیقت ہے اور اس معنی کے سوا اور جو چیزین ہین وہ اسکی تابع اور لشکر اور خدمتگار ہین اور ہم اس حقیقت کو دل کہتے ہین ہم جب
دلکی بات کہینگے تو اے عزیز جان تو کہ دل سے یہی حقیقت انسان مراد لینگے اور اس حقیقت کو کبھی روح کہتے ہین کبھی نفس و دل سے وہ گوشت کا
لوتھڑا مقصود نہین ہے جو سینہ مین بائین طرف موجود ہے اسکی حقیقت کیا ہے کہ جانورون و مردون کے بھی وہ ہوتا ہے اور اس لوتھڑے کو حقیقت انسان ہے ظاہری آنکھ سے
نہین دیکھ سکتے جو چیز ظاہری آنکھ سے دکھائی دے وہ اس عالم سے ہے جسے عالم شہادت کہتے ہین اور اس دل کی حقیقت اس عالم سے نہین ہے بلکہ اس عالم
مین مسافرانہ آیا ہے وہ ظاہری گوشت کا لوتھڑا اس دل کی سواری اور ہتھیار اور بدن کے سب عضو اسکا لشکر ہے وہ تمام بدن کا بادشاہ اور افسر
ہے خدا کی معرفت اور اسکے جمال بے مثال کا مشاہدہ اسی دل کی صفت ہے اور اسی پر تکلیف عبادت ہے اسی سے خطاب ہے اسی پر ثواب و عذاب
ہے اصلی سعادت اور شقاوت اسی کے لیے ہے ان سب باتون مین بدن اسکا تابع ہے اسکی حقیقت و صفتون کا پہچاننا خدای تعالیٰ کی معرفت
کی کنجی ہے اے عزیز ایسی کوشش کر کہ تو اسکو پہچانے کہ وہ ایک عمدہ گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے اور درگاہ الوہیت اسکا اصلی معدن ہے وہین سے
وہ آیا ہے وہین پھر جائیگا یہان مسافرانہ آیا ہے تجارت اور زراعت کے لیے تشریف لایا ہے تجارت اور زراعت کے معنی آگے بیان ہونگے
وہان انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی عیان ہونگے **فصل** اے عزیز یہ سمجھ لے کہ جبتک تو دل کی ہستی کو نہ جانیگا اسکی حقیقت کو نہ پہچانیگا جب تک
پہچان پھر حقیقت جان بعدہ دل کا لشکر معلوم کر کہ کیا ہے پھر یہ سمجھ کہ دل کو اس لشکر سے کیا علاقہ ہے پھر اسکی صفت پہچان حق تعالیٰ کی معرفت اسے
کیونکر حاصل ہوتی ہے اور معرفت سے اپنی سعادت کو کسطرح پہونچتا ہے انمین سے ہر ایک کا بیان آئیگا لیکن دلکی ہستی [illegible]
کو کچھ شک نہین اور اسکی ہستی اسکے ظاہری ڈھانچے [illegible] اسواسطے کہ یہ بدن مُردہ کے مانند [illegible] مقصود روح کی حقیقت
ہی ہے روح جب نہ رہی بدن مُردہ ہے اگر کوئی اپنی آنکھ بند کرے اور اپنے تماکے اور دنیا و مافیہا کو جسے آنکھ سے دیکھ سکتا ہے [illegible] تو اپنی ہستی کو ضرور
پہچانے اور گو کہ اپنے کالبد اور دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو لیکن اپنے تئین جانے اور اگر کوئی اس [illegible] غور کرے تو کچھ آخرت
کی بھی حقیقت پہچانے اور یہ جانے کہ جب [illegible] لیں گے تو اس کا قائم رہنا اور فنا ہونا [illegible] **فصل** دل کی بابت
اور کیا خاص صفت دل کی ہے اس کے بیان کرنے کی شریعت نے اجازت نہین دی ہے اسیواسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح
نہین فرمائی اور حق تعالیٰ کی جناب سے یہ آیت آئی وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ [illegible] عالم امر سے
ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہوئی اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جس [illegible] اور مقدار اور کمیت
راہ پائے اسے عالم خلق کہتے ہین اسواسطے کہ لغت مین خلق کے معنی اندازہ کرنیکے ہین اور آدمی کے دل [illegible] نہین اسیواسطے

سلہ اگرچہ اے خدائے برتر نے ۱۲ سلہ تجھ سے پوچھتے ہین روح کے متعلق کہہ تو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے ۱۲ سلہ آگاہ ہو اسی کا [illegible]

تقسیم نہین قبول کرتا ہی اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اُس مین ایک طرف کسی چیز کا جہل اور دوسری طرف اُسی چیز کا علم ہونا درست ہوتا اور ایک
وقت وہ اسکا عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتین محال ہین اور روح باوجودیکہ قابلِ قسمت نہین اور مقدار کو اس مین مداخلت نہین مگر مخلو
ہے اور پیدا کی گئی ہی اور جیسا کہ خلق اندازہ کرنے کو کہتے ہین ویساہی پیدا کرنے کو بھی کہتے ہین تو اس معنی پر روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے
معنی کے لحاظ سے عالم امر سے ہی عالم خلق سے نہین اسواسطے کہ عالم امر اُن چیزون سے عبارت ہے جنمین ناپ اور اندازہ کو دخل نہو جو لوگ روح
قدیم سمجھے غلط سمجھے اور جنھون نے روح کو عرض کہا غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہین دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے
بدن اُسکا تابع ہی تو روح عرض کیونکر ہوئی اور جنھون نے روح کو جسم کہا ہی اُنکو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہوسکتا ہے اور روح ٹکڑے
نہین ہوسکتی ایک چیز اور ہی اُسکو بھی روح کہتے ہین وہ ٹکڑے بھی ہوسکتی ہے اور جانورون کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہین وہ خدا
کی معرفت کا محل ہی جانورون کیواسطے وہ روح نہین ہوتی وہ نہ جسم ہی نہ عرض بلکہ فرشتون کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے اسکی حقیقت
جاننا دشوار ہے اور اسکی تفصیل کرنے کی اجازت نہین اور دین کی راہ چلنے مین پہلے اسکے پہچاننے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ پہلے دین
راہ مین محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی شخص کما حقہ ریاضت کریگا یہ پہچان اُسے خود بخود حاصل ہوجائیگی اور یہ معرفت منجملہ اس ہدایت
کے ہی جو اس آیت مین حق تعالےٰ نے فرمائی ہے وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] اور جس نے پوری ریاضت نہین کی اس
روح کی حقیقت کہنا درست نہین لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر نہ جانے گا جہاد کیا کرے گا فصل
اے عزیز اسبات کو جان کہ بدن دل کی مملکت ہے اور اس مملکت مین دل کے مختلف لشکر ہین وَمَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ[2] آدمی سے عبارت
آخرت کے لیے دل کو پیدا کیا ہی اور سعادت ڈھونڈھنا اسکا کام ہی اور اسکی سعادت خدا تعالیٰ کی معرفت پر موقوف ہے اور صانع کی معر
مصنوعات سے اسکو حاصل ہوتی ہی اور یہ عالم حس سے ہی اور عجائبات عالم کی معرفت ظاہر و باطن کے حواس سے اُسے حاصل ہوتی ہی اور
کو بدن کے ساتھ ثبات ہی معرفت دل کا شکار ہی اور حواس پھندا بدن سواری اور پھندے کا اُٹھانیوالا اسواسطے دل کو کالبد درکار ہوا او
کالبد پانی مٹی گرمی تری سے ملکر بنا اسوجہ سے کم طاقت ہی اور باطن مین بھوک ظاہر مین آگ پانی دشمن درندون کے سبب سے ا
پیے خطرہ ہلاکت ہی اسیوجہ سے کھانے پینے کی اسکو حاجت ہوئی اور دو لشکرون کی اُسے ضرورت ہوئی ایک ظاہری لشکر ہے جیسے ہاتھ پاؤن
دانت معدہ دوسرا باطنی لشکر ہے جیسے بھوک پیاس اور ظاہری دشمن سے بچنے مین بھی اسکو دو لشکرون کی حاجت ہوئی ہاتھ پاؤن ہتھیار تو ظا
ایک لشکر ہے اور غصہ خواہش باطنی لشکر ہے اور بے دیکھے چیز مانگنا بے دیکھا دشمن ہانکنا ممکن نہ تھا تو حواس ظاہری اور باطنی کی ضرور
ہوئی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے کی قوتین ظاہری پانچ حواس ہین اور خیال تفکر حفظ توہم تذکر کی قوتین دماغ مین باطنی پانچ حواس
ہر ایک قوت کیواسطے کام خاص ہی ایک قوت مین خلل پڑنے سے آدمی کے دین دنیا کے کام مین خلل آتا ہے یہ سب ظاہری باطنی لشکر دل کے
مین ہین اور دل سب کا بادشاہ ہی ہاتھ پاؤن آنکھ قوت تفکر سب دل کے حکم سے کام کرتے ہین اور سبکو خدا نے خوشی سے دل کا
ہے تاکہ بدن کی حفاظت کرے کہ دل اپنا توشہ لے اور اپنا شکار پکڑے اور آخرت کی سوداگری پوری کرے اور اپنی سعادت

[1] اور جنھون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھا دینگے ان کو اپنی راہین ۱۲ [2] اور کوئی نہین جانتا تیرے پروردگار کے لشکرون کو مگر وہی ۱۲

بیچ ٹھہرائے اور یہ لشکر دل کی ایسی اطاعت کرتے ہین جیسے فرشتے خدا تعالیٰ کی اطاعت خوشی سے کرتے ہین اور حکم الٰہی کے خلاف کوئی کام نہین کرتے **فصل** دل کے لشکر کی تفصیل طویل ہی اے عزیز تجھے اصل مطلب ایک مثال مین معلوم ہو جائیگا یہ تمثیل ہی کہ بدن گویا ایک شہر ہے اور ہاتھ پاؤن پیشہ ور خواہش اس شہر کی عامل غصہ کوتوال دل بادشاہ عقل وزیر ہی بادشاہ کو مملکت کے انتظام کیواسطے ان سبکی احتیاج ہی لیکن خواہش جو گویا عامل ہی جھوٹی اور زیادتی کرنیوالی ہی جو وزیر عقل کہتا ہے اسکے خلاف ہی کہتی ہی اور ہمیشہ یہی چاہتی ہی کہ سلطنت مین جتنا مال ہی سب خراج کے بہانے سے لے اور غصہ جو گویا کوتوال ہی سخت شریر تُند خو اور تیز ہے مارڈالنا زخمی کرنا اسے اچھا معلوم ہوتا ہی جسطرح شہر کا بادشاہ سب باتون مین اپنے وزیر سے مشورہ کرتا ہی اور جھوٹے طمع دار عامل کا کان مروڑے رکھتا ہی وزیر کے برخلاف اسکا کہا نہین مانتا ہی کوتوال کو اسپر متعین کرتا ہے کہ اسکو زیادتی سے باز رکھے اور کوتوال کو بھی دباؤ مین رکھتا ہے کہ قدم حد سے نہ بڑھائے اور ان باتون سے اُس بادشاہ کی سلطنت مین انتظام رہتا ہی اسیطرح بادشاہِ دل بھی اگر وزیر عقل کے مشورے سے کام کرے خواہش اور غصہ کو رام کرکے عقل کا محکوم کردے اور عقل کو انکا محکوم نہ بنائے تو بدن کی سلطنت کا انتظام درست رہے اور سعادت کی راہ چلکر حضرت الٰہیّت مین بے روک ٹوک پہونچ جاوے اور اگر عقل کو غصہ اور خواہش نے قید کیا ملکِ تن خاک سیاہ ہوا بادشاہِ دل بدبخت ہلاک تباہ ہوا **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ جان لیا ہی کہ خواہش اور غصہ کو کھانے پینے اور بدن کی حفاظت کرنے کیواسطے خدا نے پیدا کیا ہی تو یہ دونون بدن کے خدمتگار ہین دکھانا پانی بدن کا چارہ ہی اور بدن کو حواس کا بوجھ اُٹھانے کے واسطے پیدا کیا ہی تو بدن حواس کا خادم ہی اور حواس کو عقل کی جاسوسی کیواسطے پیدا کیا ہی کہ انکی بدولت خدا کی عجیب عجیب صنعتین پہچانے تو حواس عقل کے خادم ہین اور عقل کو دل کے واسطے پیدا کیا ہی کہ دل کی شمع و چراغ بنے اور اسکی روشنی مین درگاہ الٰہی دل کو نظر آئے کہ یہی دید دل کی بہشت ہے تو عقل دل کی خادم ہی اور دل کو جمالِ الٰہی کے نظارے کیواسطے پیدا کیا ہی جب دل اس نظارہ مین مشغول ہو وہ بندہ خدا کی درگاہ کا خادم بنا اور حق تعالیٰ نے جو فرمایا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] اسکے یہی معنی ہین دلکو پیدا کیکے اُسے مملکت اور لشکر اور سواری بدن اسیواسطے دی ہی کہ عالمِ خاک سے اعلیٰ علیین کی سیر کرے اگر کوئی اس نعمت کا حق ادا کرنا اور بندگی کی شرط بجا لانا چاہے تو چاہیے کہ بادشاہ کیطرح سلطنت کی مسند پر بیٹھے اور خدا کی درگاہ کو اپنا مقصود اور قبلہ بنائے اور آخرت کو اپنا وطن اور ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے اور دنیا کو منزل بدن کو سواری ہاتھ پاؤن کو خدمتگار عقل کو وزیر خواہش کو مال کا نگہبان غصہ کو کوتوال حواس کو جاسوس بنا کر ہر ایک کو ایک ایک کام پر مقرر کرے کہ دماغ میں ہین قوتِ خیال جو دماغ مین اگلی طرف ہی اسے اخبار کے ہرکارون کا افسر بنائے تاکہ جاسوس سب پہلے اخبار اُسکے پاس لائین اور قوتِ حافظہ جو دماغ مین پچھلی طرف ہے اسکو اخبار کا محافظ دفتر کرے کہ اخبار کے پرچے اس افسر سے لیکر حفاظت سے رکھے اور وقت پر وزیر عقل سے عرض کرے اور وزیر ان سب خبرون کے موافق جو ملک سے اُسے پہونچتی ہین ملک کا انتظام اور بادشاہ کے سفر کی تدبیر کرتا ہے وزیر عقل بھی اگر دیکھے کہ لشکر مین سے کوئی مثلاً خواہش غصہ وغیرہ بادشاہ سے پھر گیا اور اطاعت سے باہر ہو گیا اور راہزنی کیا چاہتا ہی تو اسکی تدبیر کرے اور جہاد کیطرف متوجہ ہو کہ وہ پھر راہ پر آجائے اور اُس کے مارڈالنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ سلطنت بغیر انکے درست نہ رہیگی بلکہ ایسی تدبیر کرے کہ انکو اپنے قابو مین لائے کہ جو سفر آگے در پیش ہی اسمین مددگار رہین دشمن نہو جائین رفاقت کرین چوری ڈکیتی عمل مین نہ لائین جب ایسا کیا تو سعید ہوا اور نعمت کا حق ادا [illegible] کے عوض مین مسندِ شاہی سلطنت

[1] اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ۱۲

وقت پر پائیگا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لایا تو اور باغی ڈکیتون دشمنون سے ملگیا تو نمکحرام اور شقی ہوگیا اور اس بداعمالی کی سخت سزا پائیگا۔
فصل اے عزیز جان تو کہ آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتھ جو اُسکے باطن مین ہین ایک علاقہ ہی اور ہر لشکر کے سبب سے آدمی مین ایک صفت اور خُلق پیدا ہی اُن مین سے بعضے اخلاق بُرے ہین کہ آدمی کو تباہ اور غارت کرتے ہین اور بعضے اچھے ہین کہ آدمی کو درجۂ سعادت پر پہونچا کر عالی قربت کرتے ہین وہ اخلاق سب تو گرچہ بہت ہین لیکن چار قسم کے ہین چارپایون کے اخلاق درندون کے اخلاق شیطانون کے اخلاق ملائکہ کے اخلاق چونکہ آدمی مین لالچ اور خواہش ہے اسوجہ سے چارپایون کے کام کرتا ہے مثلاً کھانے اور جماع کرنے پر مرتا ہے اور چونکہ آدمی مین غصہ ہی اس سبب سے کُتے شیر بھیڑیے کے کام کرتا ہی مثلاً مارنے مارڈالنے لوگون سے گالی گلوج ہاتھا پائی کرنے پر شیر ہوتا ہے اور حیلہ مکر کرنا لوگون مین فساد ڈالنا چونکہ آدمی مین موجود ہی اسوجہ سے شیاطین کے کام کرتا ہی اور چونکہ آدمی مین عقل ہی اس باعث سے فرشتون کے کام کرتا ہی مثلاً علم کو دوست رکھنا بُرے کامون سے پرہیز کرنا لوگون کی اچھائی چاہنا ذلیل کامون سے بچکر عزت دار رہنا ہر کام مین حق پہچانکر خوش ہونا جہل و نادانی کو عیب جاننا اور فی الحقیقت آدمی کی سرشت مین چار چیزین ہین کتاپن سورپن شیطانپن فرشتہ پن کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاؤن کھال کیوجہ سے کچھ بُرا نہین بلکہ اپنی عادات کے سبب سے بُرا ہی کہ آدمیون سے بھڑ جاتا ہی اور سور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچھ بُرا نہین بلکہ اسوجہ سے بُرا ہے کہ ناپاک اور بُری چیزون کی طمع رکھتا ہے اور کُتے اور سور کی روح کی یہی حقیقت ہے اور آدمی مین بھی یہ باتین موجود ہین اسیطرح شیطانپن اور فرشتہ پن کے یہی معنی ہین اور آدمی سے فرمایا ہی کہ عقل کا نور جو فرشتون کے انوار اور آثار سے ہی اور اُسکی بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ رسوا نہو اور شیطان اُس سے مکر نہ کر سکے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے ایک شیطان ہے اور میرے واسطے بھی ہی لیکن خدا نے مجھکو اُسپر فتح دی اور وہ میرا مغلوب ہوگیا اور مجھے بُرائی کا حکم نہین دے سکتا اور آدمی کو یہ بھی حکم ہے کہ لالچ اور خواہش کے سور اور غصہ کے کتے کو ادب مین رکھے اور عقل کو زبردست کرے کہ اسکے حکم سے اُٹھین بیٹھین جو آدمی ایسا کریگا اُس کو اچھے اخلاق جو اُسکی سعادت کے تخم ہون حاصل ہونگے اور اگر اسکے خلاف کریگا اور خود انکا خدمتگار ہو جائیگا تو بُرے اخلاق جو اُس کی بدبختی کے بیج ہون اُس سے ظاہر ہونگے اور اگر خواب یا بیداری مین اسکے حال کی تمثیل اسکو دکھائین تو اپنے تئین دیکھے گا کہ ایک سور یا کتے یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی اگر کوئی کسی مسلمان کو کسی کافر کے قبضۂ قدرت مین دیدے تو کافر اس مسلمان کا جو حال کریگا وہ ظاہر ہی اور اگر فرشتے کو کتے اور سور اور شیطان کے قبضہ مین دیدے تو اُس فرشتے کا حال اُس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا اگر لوگ انصاف کرین اور سوچین تو دن رات اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہین اور حقیقت مین انکا حال یہی کہ ظاہر مین گو کہ آدمی کے مشابہ ہین لیکن قیامت کو یہ بھید کھلیگا اور انکا ظاہر بھی باطن کی صورت پر ہوگا جنپر خواہش و لالچ غالب ہے لوگ انکی سور کی ایسی صورت دیکھینگے اور جنپر غصہ غالب ہے انکی بھیڑیے یا کتے کی ایسی صورت ہو جائیگی اسیواسطے ہی کہ اگر کسی نے بھیڑیے کو خواب مین دیکھا تو مرد ظالم اسکی تعبیر ہے اور اگر کسی نے سور کو خواب مین دیکھا تو نجس آدمی اُسکی تعبیر ہے کیونکہ نیند موت کا نمونہ ہی نیند کے سبب [illegible] عالم سے جو انسان دور ہوا صورت سیرت کے تابع ہوئی ہر شخص کو ویسا ہی دیکھا جیسا اسکا باطن ہی یہ بڑے بھید کی بات ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی متحمل نہین **فصل** اے عزیز جب معلوم ہوا کہ باطن مین یہ حکم دینے والے ہین تو اپنے حرکات سکنات کو دیکھ کہ چارون مین سے تو کسکی [illegible] مین ہی اور یقین جان کہ تو جو حرکت کریگا اُس سے دل مین ایک صفت پیدا ہو کر رہے گی

اور اُس جہان مین تیری مصاحب ہوگی ان صفات کو اخلاق کہتے ہین اور سب اخلاق ان چارون حکم کرنیوالون سے پیدا ہوتے ہین یعنی اگر خواہش
کے سُور کا تو مطیع ہی تو پلیدی بیحیائی لالچ خوشامد خست دوسرے کی بُرائی پر خوش ہونا یہ صفتین پیدا ہوتی ہین [illegible] دبائے رکھیگا تو قناعت
حیا شرم دانائی پارسائی بےطمعی غریبی کی صفت ظاہر ہوگی اگر غضب کے کتے کی تو اطاعت کریگا نڈر ہونا [illegible] ہونا غرور تکبر اپنی بڑائی
چاہنا افسوس غصہ کرنا دوسرے کو کم جاننا اور ذلیل سمجھنا لوگون سے بھڑنا یہ باتین پیدا ہونگی اگر اس کتے کو [illegible] تو صبر بردباری درگذر استقلال
بہادری سکوت عزت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونگے اور اگر اس شیطان کی تو اطاعت کریگا جسکا کام اس [illegible] کو در غلان کر دلیر کرنا اور
مکر سکھانا ہی تو دھوکا دینا خیانت کرنا جلسازی کپٹ رکھنا مکر یہ امر پیدا ہونگے اگر تو اسکو زیر کر کے اسکے فریب [illegible] عقل کے لشکر کی مدد
کریگا تو دانائی معرفت علم حکمت صلاحیت حسن خلق بزرگی ریاست کی صفتین پیدا ہونگی اور یہ اوصاف [illegible] ساتھ ہین گے تیری نیک
یادگار ہونگے اور تیری سعادت کا تخم ہو جائینگے اور جن کامون سے بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہین انھین گناہ کہتے ہین اور جن کامون سے اچھے
اخلاق پیدا ہوتے ہین انھین عبادت کہتے ہین آدمی کے حرکات سکنات ان دو حال سے جنکا ذکر ہوا خالی نہین دل گویا روشن آئینہ ہی اور بُرے
اخلاق دھوان اور ظلمات ہین جب دل تک پہونچتے ہین اُسے اندھا کر دیتے ہین کہ قیامت کے دن جناب الٰہی کی [illegible] سے محروم ہے اور نیک
اخلاق گویا نور ہین کہ دل مین پہونچکر اُسے سیاہی اور گناہون سے صاف کر دیتے ہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اِتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا یعنی ہر بُرائی کے بعد بھلائی کر کہ بھلائی بُرائی کو مٹا دیتی ہے اور قیامت مین آدمی کا دل [illegible] ہو آئیگا یا روشن ہوگا آیا کیا ہے
فَلَا یَنْجُوْا اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اور آدمی کا دل ابتدائے خلقت مین لوہے کا سا ہی جس سے روشن آئینہ بنتا ہی کہ تمام عالم اس مین
دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اُسے خوب حفاظت سے رکھین نہین تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اُس [illegible] بن سکے حق تعالٰی نے فرمایا ہے
کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ آدمی مین چونکہ درندون [illegible] چوپایون شیطانون کی صفتین
ہین تو ہم کیونکر جانین کہ فرشتہ پن اسکی اصل ہے اور یہ صفتین عارضی اور عاریت ہین اور کسطرح معلوم ہو کہ آدمی فرشتون کے اخلاق
حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہے اور صفتون کیواسطے نہین پیدا ہوا تو سُن تاکہ تجھکو معلوم ہو جائے کہ آدمی [illegible] چوپایون اور درندون سے اشرف
اور کامل تر ہے اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہی وہی اُسکا نہایت درجہ ہے اور اسیواسطے اُسے پیدا کیا ہی اسکی مثل یہ ہی کہ گھوڑا گدھے سے
عزت دار ہی کیونکہ اسے بوجھ اُٹھانے کیواسطے پیدا کیا اور اسے لڑائی اور جہاد مین دوڑانے کیواسطے [illegible] سوار کی ران کے نیچے جیسا
چاہے دوڑے حالانکہ اسکو گدھے کی طرح بوجھ اُٹھانے کی قوت بھی ہی اور کمال گدھے سے [illegible] ہے اگر وہ اپنے کمال سے عاجز ہو
تو اُسے لدو بنائین گے اور اسکو گدھے کا مرتبہ ملیگا اسمین اُسی کی خرابی اور نقصان ہی اسیطرح بعض لوگ [illegible] سمجھے کہ آدمی کو کھانے پینے [illegible]
کرنے کے لیے پیدا کیا ہی اپنی تمام عمر اسی مین گنواتے ہین اور بعضے جانتے ہین کہ آدمی کو [illegible] کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے
جیسے عرب ترک کرد یہ دونون خیال غلط ہین اسواسطے کہ کھانا پینا جماع کرنا خواہش سے [illegible] اور خواہش جانورون کو بھی
ہے بلکہ اونٹ کا کھانا اور گرگر یا کا جماع آدمی کے کھانے اور جماع سے زیادہ ہے تو آدمی [illegible] بزرگ ہے اور دوسرے کو

[illegible] کوئی نجات نہ پائیگا مگر وہ شخص جو خدا کے سامنے ایسا دل لایا ہو کہ گناہون سے سلامت ہو ۱۲ [illegible] کوئی نہین [illegible] ایا انکے دلون [illegible] [illegible]

مغلوب کرنا غصّہ کے سبب سے ہوتا ہی اور غصّہ درندون کو بھی ہی جو کچھ چرند درندہ وغیرہ کو ملا وہ آدمی کو بھی ملا ہے بلکہ اسکے سوا آدمی کو کمال بھی عنایت ہوا ہے وہ کمال عقل ہے کہ اُسکے سبب سے آدمی خدا کو پہچانتا اور اسکی عجیب عجیب صنعتین جانتا ہی اور اُسی عقل کی وجہ سے آدمی اپنے تئین خواہش اور غصّہ کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اور یہی فرشتون کی صفت ہے اور اسی کے سبب سے آدمی درندہ چرند سب پر غالب ہے اور وہ سب بلکہ جو کچھ زمین پر ہے آدمی کے مطیع ہین جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا[ا] آدمی کی حقیقت وہی ہے جس سے اسکا کمال ہے اور اور صفتین عارضی اور عاریت ہین اور آدمی کے کمال کیواسطے پیدا ہوئی ہین اسی سے جب آدمی مرجاتا ہی نہ خواہش رہتی ہی نہ غصّہ یا ایک جوہر رہتا ہی جو فرشتون کیطرح خدا کی معرفت سے آراستہ ہے اور خواہ نخواہ وہی آدمی کا رفیق ہوتا ہی اور یہی جوہر فرشتونکا بھی رفیق ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی درگاہ مین رہتے ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ[ب] یا آدمی کے ساتھ ایک چیز اوندھی تاریک ہتی ہے تاریک اس سبب سے ہوتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے اسمین زنگ لگا ہے اور اوندھی اسوجہ سے ہوتی ہے کہ غصہ غضب کے سبب سے اسے آرام ملتا تھا غصہ غضب تو یہان چھوٹا تو اسکے دل کا منھ اسیطرف رہیگا اسواسطے کہ اسکی خواہش اور مقصد تو یہان ہے اور یہ جہان اُس جہان کے نیچے ہے اب وہ جہان ہی تو اسکا سر نیچے ہوگا وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ[ج] کے یہی معنی ہین اور جو ایسا ہوگا شیطان کے ساتھ سجّین مین جائیگا اور سجّین کے معنی ہر ایک کو نہین معلوم اسیواسطے حق تعالیٰ نے فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ[د]

فصل دل کے عالمون کے عجائبات کی انتہا نہین اور دل کی بزرگی اسی سے ہے کہ سب سے نرالا ہی بہت لوگ اس سے غافل ہین دلکی بزرگی دو وجہ سے ہی ایک تو علم کیوجہ سے دوسرے قدرت کے سبب سے علم کیوجہ سے بزرگی کی دو قسمین ہین ایک کو تمام خلق جان سکتی ہی دوسری نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہی اُسے کوئی نہین پہچان سکتا وہ بزرگی جو ظاہر ہے تمام علمون اور صنعتون کی معرفت کی قوت ہے اور اسی قوت کیوجہ سے دل تمام صنعتین پہچانتا ہی اور جو کچھ کتابو نمین ہی اُسے پڑھتا اور جانتا ہی جیسے ہندسہ حساب طب نجوم علم شریعت اور باوجود اسکے کہ دل ایسی ایک چیز ہے کہ ٹکڑے نہین ہو سکتا مگر سب علم اسمین سما جاتے ہین بلکہ اسمین تمام عالم ایسا ہی کہ گویا صحرا مین ذرّہ ہی اور لحظہ بھر مین زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک دل اپنی فکر اور حرکت سے جاتا ہی باوجودیکہ زمین پر ہی تمام آسمان ناپتا ہے اور سب ستارونکو ناپ کر جانتا ہی کہ اتنے اتنے گز کے فرق پر ہین اور مچھلی کو دریا کی تہ سے حیلہ سے باہر نکالتا ہے اور پرندکو ہوا سے زمین پر ڈالتا ہی اور زورآور جانور جیسے اونٹ ہاتھی گھوڑا ان کو اپنا تابع کر لیتا ہی اور عالم مین جو عجیب عجیب علم ہین وہ اسکا پیشہ ہی اور یہ سب اُسی پانچ حواس سے حاصل ہوتے ہین اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب حواس کو دل کیطرف راہ ہی اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جیسے عالم محسوسات یعنی عالم جسمانی کیطرف پانچون حواس دل کے پانچ دروازے ہین اُسی طرح عالم ملکوت یعنی عالم روحانی کیطرف بھی دلمین ایک کھڑکی کھلی ہی اور بہت لوگ عالم جسمانی ہی کو محسوس جانتے ہین اور حواس ظاہری کو علم کا راستہ سمجھتے ہین حالانکہ یہ دونون ذرا ذرا سے ہین انکی حقیقت کیا ہے اور دلکی بہتیری کھڑکیان جو علمون کیطرف کھلی ہوتی ہین اسپر دو دلیلین ہین ایک خواب کہ سوتے مین حواس ظاہری بند ہو جاتے ہین اور دل کی کھڑکی کھلجاتی ہے اور عالم ارواح اور لوح محفوظ مین غیب کی چیزین نظر آتی ہین جو کچھ آیندہ ہونے والا ہے دکھائی دیتا ہے یا صاف معلوم ہوتا ہے یا مثال مین نظر آتا ہے جو مثال مین نظر آتا ہی لئے تعبیر کی حاجت پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کوئی

ا اور مطیع کیے تمہارے لیے جو کچھ کہ زمین مین ہے سب ۱۲ ب بیٹھے ہین بیٹھک مین نزدیک بادشاہ کے جسکا سب پر قبضہ ہے ۱۲ ج اگر کبھی تو دیکھے جسوقت منکر سر ڈالے ہونگے اپنے رب کے پاس ۱۲ د اور تجھے کیا خبر کہ کیا ہے سجّین ۱۲

جاگتا رہتا ہے لوگ اُسکو معرفت کا زیادہ مستحق جانتے ہین حالانکہ دیکھتے ہین کہ جاگنے مین حواس سے غیب کی چیزین نظر نہین آتی ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہیے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اُس آئینہ کے مانند ہے جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر والے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اُسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسیطرح دل جب آئینہ کیطرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوح محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوح محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہے عالم روحانی کے ساتھ مناسب نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہے تو خواہ نخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہے لیکن خواب مین حواس تو علیحدہ ہوجاتے ہین مگر خیال باقی رہتا ہے اسیوجہ سے مثالی مین خیال نظر آتا ہے اور صاف حال نہین کھلتا اور جب آدمی مرجاتا ہے تو نہ خیال باقی رہتا ہے نہ حواس اُسوقت کچھ آڑ نہین ہوتی کام صاف ہوتا ہے اسوقت اُس سے کہتے ہین فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اور وہ جواب دیتا ہے رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اور عالم ملکوت کی طرف دل کیطرف کھڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے دلمین فراستین و نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا ہوتے ہین اور وہ یہ نہین جانتا ہے کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم روحانی سے ہے اور حواس جنکو اس عالم کیواسطے پیدا کیا ہے خواہ نخواہ اس عالم کو دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جبتک اس عالم سے فارغ نہوگا اُس عالم کیطرف راہ نہ پائیگا

فصل اے عزیز یہ گمان نکرنا کہ عالم روحانی کیطرف دل کی کھڑکی بے سوئے اور بے مرے نہین کھلتی ایسا نہین ہے بلکہ اگر کوئی شخص جاگتے مین ریاضت و محنت کرے اور دلکو خواہش و غصہ کے ہاتھ سے چھڑائے اور بُرے اخلاق سے پاک کرے اور خالی جگہ مین بیٹھے اور آنکھ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دل کو عالم روحانی سے یہان تک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہین حتیٰ کہ آپ سے اور تمام عالم سے بیخبر ہوجائے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نہ رکھے جب ایسا ہوجائے تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہیگی اور لوگ جو کچھ خواب مین دیکھینگے وہ جاگتے مین دیکھے گا فرشتون کی ارواح اچھی صورتون مین اُسپر ظاہر ہونگی پیغمبرون کو دیکھنے لگے گا اور اُن سے بہت فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے ملکوت اُسے نظر آئینگے اور جس کسی پر یہ راہ کھلی وہ عجیب عجیب تماشے اور بڑے بڑے کام جنکی تعریف امکان سے باہر ہے دیکھیگا وہ جو رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ فَأُرِيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور حق تعالی نے جو ارشاد فرمایا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سب اسی حال مین ہے بلکہ انبیا کے علم سب اسیطرح سے تھے حواس و سیکھنے سے نہ تھے اور سب کا آغاز ریاضت و مجاہدہ تھا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا یعنی سب سے رشتہ تعلق توڑ اور اپنے تئین بالکل خدا کے قبضہ اختیار مین چھوڑ دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کہ خدا سب کی مدد و درست کرتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پروا ہو اور خلائق سے جدا ہو [illegible]

ؔ اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری اب نگاہ تیری آج تیز ہے ؕ اے رب ہمارے ہم نے دیکھا اور سن لیا ہم کو پھیر بھیج ہم کرین بھلے کام ہمکو یقین آیا [illegible] سفر ہون کو ؕ اسی طرح دکھانے لگے ہم ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی ؕ مالک مشرق اور مغرب کا [illegible]

یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہے کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ شغل سے دل صاف ہو اور پڑھکر یہ امر حاصل کرنا عالموں کا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اور اولیاء کے علم کی نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے ربّ العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے چھوٹا ہے بہت لوگون کو اس راہ کا راست اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہے اے عزیز اگرچہ تجھ کو ذوق سے یہ حال حاصل نہ ہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اسکا ایمان لا اور تصدیق کر تاکہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہ ہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہے

فصل اے عزیز یہ گمان نہ کر تا کہ یہ امور پیغمبرون کے واسطے خاص ہین اسواسطے کہ سب آدمیون کی ذات اصل خلقت مین اسکے لائق ہے جیسے کوئی لوہا ایسا نہین کہ اصل خلقت مین اسکی لیاقت نہ رکھتا ہو کہ اُس سے آئینہ نہ بن سکے کہ اس آئینہ مین عالم کی صورت نظر آئے مگر یہ کہ اسمین زنگ لگے اور اُسکی اصل مین پیوست ہو جائے اور اُسے خراب کر دے یہی حال دل کا بھی ہے کہ اگر دنیا کی حرص اور خواہش اور گناہ اسپر چھا جائین اور اس مین جگہ کر لین تو دل زنگ آلود اور میلا ہو جاتا ہے اور یہ لیاقت اس مین نہین رہتی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے[1] كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ اور سب مین یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے[2] اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى جیسا کہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے اگر پوچھین کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہین ہین جواب دیگا ہان زیادہ ہین اگرچہ سب عقلمندون نے نہ کان سے سنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس جواب کا سچ ہونا سبھون کے دل مین گڑا ہوگا جیسا کہ سب آدمیون کی خلقت ہے خدا کی معرفت بھی سب آدمیون کی فطرت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے[3] وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اور فرمایا ہے[4] فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور عقلی دلیل اور تجربہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ امور پیغمبرون کے ساتھ خاص نہین اسواسطے کہ پیغمبر بھی آدمی ہین[5] قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ جس شخص پر یہ راہ کھلی ہو اگر تمام خلق کی صلاح خدا اُسے بتائے اور وہ سبکو بلائے اور ہدایت کرے تو جو کچھ خدا نے اُس شخص کو بتایا ہے اُسے شریعت کہتے ہین اور خود اُس شخص کو پیغمبر کہتے ہین اور اُسکے حالات کو معجزات کہتے ہین اور اگر وہ شخص خلق کو بلا کر ہدایت کرنے مین مشغول نہ ہو تو اُسے ولی کہتے ہین اور اُسکے حالات کو کرامات کہتے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جس شخص کو یہ حال پیدا ہو خواہ نخواہ خلق کو بلا کر وہ ہدایت کرنے مین بھی مشغول ہو بلکہ خدا کی قدرت مین ہے کہ اُسے ہدایت کرنے مین اسوجہ سے مشغول نہ کرے کہ اسوقت شریعت تازہ ہو اور خلق کو ہدایت کرنیکی ضرورت نہو یا ہدایت کرنے کی اور شرطین ہون کہ اس ولی مین وہ نہ پائی جاتی ہون اے عزیز تجکو چاہیے کہ اولیا کی ولایت اور کرامت پر ایمان درست رکھ اور یہ جانے رہ کہ پہلے تو اسے محنت سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین محنت کرنیکو دخل ہے لیکن یہ نہین ہے کہ جو کھیتی کرے وہ غلّہ بھی کاٹے اور جو چلے وہ منزل کو بھی پہونچے اور جو ڈھونڈھے وہ پائے جو کام عزّت دار ہوتا ہے اُسکی شرطین بھی بہت زیادہ ہوتی ہین اور اسکا حصول بھی مشکل ہوتا ہے اور مقام معرفت مین آدمی کے جو درجے ہین یہ کام تو اسمین سے بہت بڑا درجہ ہے اور بے کوشش اور مرشد کامل کے اس کام کا ڈھونڈھنا بھی نہین آتا اور اگر یہ دونون بھی ہون تو جبتک خدا کی مدد نہ ہو اور ازل مین اس شخص کیواسطے اس سعادت کا حکم نہو چکا ہو اس مراد کو نہ پہونچیگا اور علم ظاہری مین امامت کا درجہ پانا اور سب کام ایسے ہی ہین

فصل اے عزیز اصل آدمی جسے دل کہتے ہین

[1] اور ہر بچہ پیدا ہوتا ہے اوپر فطرت کے پھر ماں باپ اُسکے یہودی بناتے ہین اُسے اور نصرانی بناتے ہین اُسے اور مجوسی کر دیتے ہین اسکو ۱۲ [2] کیا نہین ہون مین رب تمھارا کہا اُنھون نے البتہ ہے ۱۲ [3] اور اگر تو اُنسے پوچھے کہ کس نے اُنھین پیدا کیا تو بیشک کہینگے کہ اللہ نے ۱۲ [4] وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو ۱۲ [5] کہدے اے محمد سوا اسکے کوئی بات نہین ہے کہ مین تمھاری طرح کا ایک آدمی ہون

معرفت کی راہ ہے اسکی جو بزرگی ہے اس بیان سے وہ بزرگی کچھ پہچانی ہی تجھکو معلوم ہوئی اب جان تو کہ قادر ہونیکی وجہ سے بھی اسکو عظمت
ہے وہ فرشتون کی خاصیت ہے کہ حیوانون کو وہ بزرگی حاصل نہین ہے اور دل کی قدرت یہ ہے کہ جیسے عالم اجسام فرشتون کا مسخر ہے جب وہ مناسب
دیکھتے اور خلق کو محتاج پاتے ہین خدا کے حکم سے پانی برساتے ہین موسم بہار مین ہوا چلاتے ہین بچہ دان مین حیوان کی صورت زمین مین روئیدگی کی
شکل بناتے سنوارتے ہین ہر ہر کام پر فرشتون کا ایک ایک گروہ مقرر ہے اسی طرح آدمی کا دل بھی فرشتون کی جنس سے ہے اور اسکو بھی خدا نے
قدرت دی ہے کہ بعضے اجسام اسکے بھی مسخر ہین اور بدن ہر ایک کا خاص عالم ہے اور دل کا مسخر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم ہے کہ دل انگلی مین نہین
اور علم و ارادہ بھی انگلی مین نہین مگر جب دل حکم دیتا ہے تو انگلی ہلتی ہے اور جب دل مین غصہ ہوتا ہے تمام بدن سے پسینا جاری ہو جاتا ہے یہ مینھ
ہے اور جب دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے تو ہوا چلتی ہے اور وہ شہوت آلت کیطرف چلی جاتی ہے اور جب دل مین کھانیکا خیال آتا ہے تو زبان
کے نیچے جو قوت ہے وہ خدمت کے لیے اُٹھ کھڑی ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے کہ کھانے کو ایسا تر کرے کہ کھا لیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ دل کا تصرف بدن
مین جاری ہے اور بدن دل کا مسخر ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ یہ امر ممکن ہے کہ بعضے دل جو زیادہ بزرگ و قوی ہین اور فرشتون کی اصل سے زیادہ
مشابہت رکھتے ہین بدن کے علاوہ اور اجسام بھی انکے مطیع ہون مثلاً اس دل کی ہیبت اگر شیر پر پڑے تو وہ عاجز اور مطیع ہو جائے اگر کسی بیمار
کی طرف وہ دل ہمت باندھے وہ اچھا ہو جائے اگر تندرست کیطرف ہمت کرے بیمار پڑ جائے اگر کسی شخص کو چاہے کہ اسکے پاس آئے
اُس شخص کا دل بھی اسکے پاس جانے کو چاہے اگر ہمت باندھے کہ مینھ برسے تو برسنے لگے یہ سب عقلی دلیل سے ممکن ہے اور تجربہ سے معلوم ہے
اور نظر لگنا اور جادو جسکو کہتے ہین وہ اسی قسم سے ہے سب چیزون مین آدمی کے نفس کو دخل ہے مثلاً جو نفس [illegible] دیکھکر
اپنے حسد کیوجہ سے اسکے ہلاک ہونیکا خیال کرے تو وہ چارپایہ فوراً ہلاک ہو جائے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے [illegible]
وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ[1] دل مین جو قدرتین ہین اُنہین سے یہ ایک عجیب قدرت ہے ایسی خاصیت اگر پیغمبرون سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اگر ولی سے ظاہر ہو
کرامت ہے اگر اس خاصیت والا نیک کامون مین رہتا ہے تو اُسے بھی ولی کہتے ہین اور اگر بُرے کامون مین رہتا ہے تو جادوگر ہے اور [illegible]
معجزات سب آدمی کے دل کی قدرت کی خاصیت ہے اور ان مین بڑا فرق ہے اس کتاب مین اس فرق کے بیان کی گنجائش نہین **فصل** یہ
جو بیان ہوا جو کوئی نہ جانیگا نبوت کی حقیقت خوب نہ پہچانیگا مگر گفت و شنید سے کچھ جانیگا اسواسطے کہ نبوت اور ولایت آدمی کے دل کے بڑے
درجون مین سے ایک درجہ ہے اور اس درجے مین خاصیتین حاصل ہوتی ہین ایک یہ کہ عوام پر جو حال خواب مین کھلتا ہے [illegible]
جاگتے مین کھلتا ہے دوسری یہ کہ عوام کے نفس فقط ان کے بدن ہی مین اثر کرتے ہین اور اس درجہ والے کا نفس ان چیزون [illegible]
باہر ہین اسطرح اثر کرتا ہے کہ اسمین خلق کا بناؤ ہو بگاڑ نہ ہو تیسری یہ کہ عوام کو جو علم سیکھنے سے آتے ہین اس درجہ والے کو بے سیکھے [illegible]
ہین اور چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ جو شخص کچھ تیز عقل اور صاف دل ہوتا ہے بے سیکھے بعض علم اس کے دل مین آجاتے [illegible]
بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے وہ بہت یا سب علم خود بخود جان جائے اور ایسے علم کو علم لدنی کہتے ہین جیسا [illegible]
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[2] جس شخص کو یہ تینون خاصیتین حاصل ہون وہ پیغمبران بزرگ [illegible]

[1] نظر بد ڈالتی ہے آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو دیگ مین ۱۲ [2] اور سکھایا ہم نے اسے اپنے پاس سے ایک علم ۱۲

یہ درجہ حاصل ہے اور ہر ایک مین بھی بڑا فرق ہے اسواسطے کہ کسی کو ہر ایک مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بہت بہت اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سبب سے کمال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینون خاصیتین تمام و کمال حاصل تھین جب حقتعالی نے چاہا کہ خلق کو آنحضرت کی نبوت کا حال بتائے تاکہ سب آنحضرت کی پیروی کرین اور اپنی سعادت کی راہ سیکھین تو ان تینون خاصیتون مین سے ہر ایک کا شایبہ انکو عنایت کیا ایک یہ خواب دکھایا دوسری یہ خلق کی سمجھ سیدھی کردی سہتے تیسری سے علمونین انکے دلونکو درست کردیا اور یہ ممکن نہین کہ آدمی ایسی چیز کا ایمان لائے جسکی جنس اسکے دلمین موجود نہو اسواسطے کہ جس چیز کا شایبہ آدمی مین نہو گا اُس چیز کی صورت اُسکی سمجھ ہی مین نہ آئیگی اسیواسطے حقیقت الٰہیہ کما حقہ کوئی نہین پہچانتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل وراے ہے شعانی اسماء اللہ کی کتاب مین کھلی ہوئی دلیل کیساتھ ہم نے بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہین کہ اولیا انبیا کیواسطے ان تینون خاصیتون کے سوا اور خاصیتین بھی ہون کہ ہم مین اُنکا شایبہ نہین اسوجہ سے ہم اُنہین نہ جانتے ہون اور جیسا ہم یہ کہتے ہین کہ خدا کو سوا خدا کے کوئی خوب نہین پہچانتا اسی طرح ہم یہی کہتے ہین کہ رسول کو بھی کوئی خوب نہین پہچانتا مگر وہی رسول یا جو اس سے مرتبہ مین زیادہ ہو تو آدمیون مین پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اور نہین اس سے زیادہ نہین معلوم اس واسطے کہ لوگ اگر ہم سے ذکر کرتے کہ کوئی شخص گر پڑتا ہے اور بےحس و حرکت پڑا رہتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ یہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اور جب یہ کہنے سننے والا ہوتا ہے تو اپنا یہ حال بھی نہین جان سکتا اگر ہمین نیند نہوتی تو ہم لوگون کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اسواسطے کہ آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اسکو نہین باور کرسکتا اور اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۔ اور فرمایا ہے وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ۔ اے عزیز اس بات کا تعجب نکر کہ اولیا انبیا مین ایسی کوئی صفت ہو کہ اور کسی کو اسکی کچھ خبر نہو اور انہین اس صفت کے سبب سے عمدہ لذتین اور حالتین حاصل ہون اسواسطے کہ تو دیکھتا ہے کہ جسکو شعر کا ذوق نہین راگ سے بھی اسکو لطف نہین آتا اگر کوئی چاہے کہ اس بے ذوق کو شعر کے معنی سمجھادے تو نہین سمجھا سکتا کہ اسے شعر کی کچھ خبر ہی نہین اسیطرح اندھا رنگت اور دیدار کی لذت کے معنے نہین سمجھ سکتا خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نکر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے اور اس سے پہلے کسیکو انکی خبر نہو

فصل

اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے آدمی کی بندگی تجھے معلوم ہوئی اور یہی معلوم ہوا کہ صوفیون کی کیا راہ ہے یہ جو تو نے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہے اور تو نے اس سے انکار کیا ہوگا تو انکار نہ کر صوفیون کا یہ کہنا حق ہے اسواسطے کہ محسوسات اور محسوسات کے علم کے ساتھ اگر تو مشغول رہیگا تو یہ شغل اس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا اور دل حوض کے مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ انکی راہ سے حوض مین پانی بہتا ہے اگر تجھکو منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی نکلے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض مین ہے اور اس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہے اسے بالکل حوض سے نکال اور سب نہرون کا راستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پائے اور حوض کی تہ کو کھود کر صاف پانی اسکے اندر سے نکلے اور حوض جب تک باہر کے پانی سے بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اس کی تہ سے پانی نکل سکے اسی طرح باہر والے علم سے جبتک دل خالی نہو وے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے پیدا ہوتا ہے نہ پیدا ہوگا ہان عالم اپنے تئین اگر سیکھے ہوئے علم سے خالی کر ڈالے اور اسکے ساتھ مشغول نرہے تو وہ علم جس سے اپنے تئین خالی کیا ہے

[illegible] ۔۔۔ [illegible] ۱۲ [illegible] یعنی [illegible] ۱۲ [illegible] اسکی حقیقت ۱۲ [illegible] اور جب راہ پر نہین آئے اس سے

[illegible] ۔۔۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ۔۔۔ [illegible] نہین جانتا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] رسول ہو [illegible] مرتبہ مین زیادہ نہین ۱۲

حجاب نہو گا اور ممکن ہے کہ اس عالم کو کشف حاصل ہو اسی طرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات جن سے دل
خالی کیا ہے اُسے حجاب نہونگے آور حجاب کا سبب یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنّت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے لیے جیسا چاہیے
اسکی دلیلین بھی سیکھین اور اپنے تئین بالکل اُسیکا کر دیا اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہین تو جب اس کے دل مین کچھ آئیگا
یہی کہے گا کہ جو مین نے سیکھا ہے یہ اسکے خلاف ہے اور جو اسکے خلاف ہے وہ باطل ہے ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم ہونا ممکن نہین اس
واسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہے کہ حقیقتین ڈھانچے سے ایسی
کھل جائین جیسے ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو عالم اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ سیکھتا ہے اُسے کچھ حقیقت نہین کھلتی
جب وہ یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو یہ سمجھ اُس کا حجاب ہوتی ہے اور چونکہ یہ سمجھ اُس پر غالب ہوتی ہے جس نے کچھ تھوڑا سا علم
سیکھا ہے تو غالبًا ایسے لوگ اس درجے سے محروم اور محجوب رہین گے اور جو عالم اس سمجھ کو دور کرے اُس کا علم آڑ نہ ہو گا بلکہ یہ کشف اُسے
حاصل ہو گا تو اُس کا درجہ کامل ہو گا اور اُس کی راہ اس شخص کی راہ سے بہت بے خوف اور سیدھی ہو گی جس کا قدم علم مین پہلے سے
مضبوط نہ ہوا ہو اور شاید مدت تک خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور تھوڑا شبہہ بھی اس کے لیے آڑ ہو جائے اور عالم ایسے خطرہ سے
بے دہشت ہوتا ہے اے عزیز اگر کسی صاحبِ کشف سے تو سُنے کہ علم آڑ ہے تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور انکار نہ کرے لیکن
غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو اس زمانے مین نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہے صوفیون کی بنی ہوئی
واہیات باتین کچھ سیکھی ہین اور ان لوگون کا یہ شغل ہے کہ تمام دن اپنے تئین دھوتے ہین لنگ گدڑی جانماز سے اپنے تئین آراستہ کرکے علم اور
علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار ڈالنے کے قابل ہین اسواسطے کہ آدمیون کے شیطان اور خدا رسول کے دشمن ہین کیونکہ خدا رسول نے علم
اور عالمون کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم کیطرف بلایا ہے یہ بدبخت جب صاحبِ حالت نہوا اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنی علم اور علما
کو بُرا کہنا اسکو کب درست ہے اور اس بدبخت کی مثل اس شخص کی ایسی ہے جس نے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اسلیے کہ اس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور
جب سونے کا خزانہ اسکے سامنے رکھین تو اسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام آتا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور
سونا نہ لے اور کیمیا نہ اُسنے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے آور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ
یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے خوش ہوتا ہے اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہے تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہے اور عالمون کا علم سونے کے
مثل ہے اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اس سے
سونے کے سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اُس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہے جس کے پاس سونے کے ہزار دینار موجود
ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور باتین اور تلاشی بہت ہین اور اس زمانے مین اس کی حقیقت کمیاب ہے اور بہت ڈھونڈھنے
والے دغا کھاتے ہین صوفیون کا کام بھی ایسا ہی ہے اصل صوفی پن ان لوگون مین نہین جو ہے تو تھوڑا اور یہ بات نادر ہے
کہ کمال کو پہونچے تو جاننا چاہیے کہ جس کسی کو صوفیون کا تھوڑا سا حال نمودار ہو اُسے بہ عالم پر فضیلت نہین ہے کیونکہ ان مین سے

ف ۱ جھوٹے صوفی جو علم اور علما کی مذمت کرتے ہین وہ قابل قتل ہین ۱۲ ف ۲ انبیا اولیا کا کشف کیمیا ہے اور عالمون کا علم سونا ہے ۱۲

بہتون کو ایسا ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع مین کچھ خلل اُن پر ظاہر ہوتا ہے اسوقت اس درجے سے گر پڑتے ہین اور کامل نہین ہوتے اور بعضے ہوتے
ہین کہ سودا اور خیالِ خام اُن پر غالب ہوتا ہے اور اسکی کچھ اصل نہین ہوتی اور وہ اسے حق اور مستحکم کام سمجھتے ہین اور وہ ایسا نہین ہوتا
اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات واہیات دونون ہوتے ہین اسی طرح اس حال مین بھی ہوتے ہین بلکہ عالمون[1] پر اُس صوفی کو فضیلت
ہے جو اس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علم دین سے علاقہ رکھتا ہے اور اورون کو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ صوفی بے سیکھے آپسے اس علم کو
جان لے اور یہ امر نہایت نادر ہے تو چاہیے کہ اے عزیز تصوف کی اصل راہ اور صوفیون کی بزرگی پر تو ایمان لا اور اس زمانہ کے صوفیون کے سبب
سے اُن اصلی صوفیون سے بداعتقاد نہو اور ان مین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہے اُسے تو سمجھ کہ نادانی سے کرتا ہے **فصل** اے عزیز
شاید تو یہ کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت ہی مین ہے تو اسکا جواب تو جان لے کہ خدا کی معرفت مین آدمی کی سعادت ہونا
اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی سعادت اسی کام مین ہوتی ہے جسمین لسے مزہ اور چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اسی کام مین ہوتا ہے جس کو
اُسکا جی چاہے اور جی اسی کام کو چاہتا ہے جسکے واسطے وہ چیز پیدا ہوتی رہے جیساکہ شہوت کا مزہ اسی مین ہے کہ آدمی کی آرزو بر آئے اور
غصہ کا مزہ اسی مین ہے کہ دشمن سے بدلہ لے آنکھ کا مزہ اچھی صورتین دیکھنے مین کان کا مزہ اچھی آوازین سننے مین ہے اور دل کا مزہ اس امر مین
ہے جو دل کی خاصیت ہے اور جسکے واسطے خدا نے دلکو پیدا کیا ہے وہ امر کامون کی حقیقت کا پہچاننا ہے کہ یہی دل کا خاصہ ہے لیکن خواہش اور غصہ اور
پانچون حواس سے محسوسات کی پہچان چارپایونکو بھی حاصل ہے اور چونکہ کامون کی اصل حقیقت کی معرفت دل کی خاصیت ہے اسیواسطے آدمی
جو چیزین نہین جانتا اسے دریافت کرنے کو جی چاہتا ہے اور جو شئے جانتا ہے اسپر خوش ہو کر فخر کرتا ہے اگر وہ بُری چیز مثلاً شطرنج سیکھنے کی فکر مین ہے
اور جو اسے جانتا ہے اس سے اگر کہین کہ تو نہ سکھانا تو اسے صبر کرنا دشوار ہوتا ہے اور اس خوشی سے کہ عجیب کھیل جانتا ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنا
فخر ظاہر کرے اے عزیز تجکو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ دل کی لذت کامونکی معرفت مین ہے تو یہ بھی جان لے کہ جتنی اچھی اور عمدہ چیز کی معرفت ہوگی
اس سے دل کو اتنی ہی زیادہ لذت ہوگی اسواسطے کہ جو شخص وزیر کے بھیدون سے خبردار ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اگر پادشاہ کا محرم راز
ہوجائے اور اُسکے امور مملکت پر واقفیت پائے تو بہت ہی خوش ہوگا اور جو شخص کہ علم ہندسہ کے ذریعے سے آسمانونکی شکل اور مقدار جانتا ہے
وہ اس شخص کی بہ نسبت بہت خوش رہتا ہے جو شطرنج کھیلنا جانتا ہے اور شطرنج بچھانا جاننے سے شطرنج کھیلنا جاننے مین آدمی کو زیادہ خوشی ہوتی
ہے اسیطرح معلوم یعنی جانی ہوئی چیز جتنی زیادہ اچھی ہوگی اسکا علم یعنی جاننا بھی اتنا ہی عمدہ ہوگا اور اس مین اسی قدر مزہ زیادہ ہوگا اور حقتعالےٰ
سب چیزون سے اشرف ہے اسواسطے کہ سب چیزون کو اسی کے سبب سے شرف ہے وہی تمام عالم کا بادشاہ ہے تمام عالم کے عجائبات اسی کی صفت کی
نشانیان ہین تو کوئی معرفت بھی اُسکی[2] معرفت سے زیادہ شریف اور مزہ دار نہین اور حضرتِ ربوبیت کے دیدار سے بہتر کوئی دیدار نہین اور دل
کی طبیعت اس کے دیدار کو چاہتی ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی طبیعت اُسی خاصیت کو چاہتی ہے جسکے واسطے اسے خدا نے پیدا کیا ہے اگر کوئی دل ایسا ہو
جس سے اس معرفت کی خواہش زائل ہوگئی ہو وہ دل اس بیمار کے مانند ہے جسے کھانے کی خواہش نہ رہی ہو اور روٹی کی بہ نسبت مٹی اُسے بہت
اچھی معلوم ہوتی ہو اگر اس بیمار کا علاج نہ کرین اور کھانیکی خواہش اُسے پھر نہ پیدا ہوجائے اور مٹی کا شوق نہ جاتا رہے تو وہ بیمار دنیا مین بڑا کم نصیب ہے

[1] ہر صوفی کو ہر عالم پر فضیلت نہین ہان صوفی کامل کو عالم ظاہر پر فضیلت ہے ۱۲ [2] خدا کو پہچاننے سے زیادہ کوئی چیز مزہ دار نہین اور اسکے دیدار سے بڑھکر کوئی دیدار نہین ۱۲

اور ہلاک ہوجائیگا اور وہ شخص جسکے دلمین خدا کی معرفت سے زیادہ اور چیزون کا شوق ہے وہ بھی بیمار ہے وہ اس جہان مین بدبخت اور تباہ ہوگا اور سب
خواہشین اور محسوسات کی لذتین آدمی کے بدن سے علاقہ رکھتی ہین خواہ نخواہ مرجانے سے وہ زائل ہوجائینگی اور ان خواہشون کے سبب جو محنت اپنے
اُٹھائی ہے وہ بھی جاتی رہیگی اور خدا کی معرفت کی لذت جو دل سے علاقہ رکھتی ہے مرنے سے دونی ہوجائیگی اسواسطے کہ دل نہ مریگا اور معرفت برقرار
رہیگی بلکہ دل زیادہ روشن ہوجائے گا اور اور چیزون کی خواہش سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اسمین اُس سے دونی لذت اُٹھائے گا اور اس کی
تفصیل اصل محبت مین جو آخر کتاب مین ہے بیان کیجائیگی **فصل** گو ہر آدمی کا جو حال کہا گیا اتنا ہی اس کتاب مین کفایت کرتا ہے جو کوئی زیادہ
تفصیل چاہے تو کتاب عجائب القلوب[لہ] مین جو ہم نے لکھی ہے دیکھے اور ان دونون کتابون سے بھی آدمی کو پوری خودشناسی یعنی اپنے نفس کی پہچان
حاصل نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ دل آدمی کا ایک رکن ہے اور دل کی سب صفتون مین سے بعضی صفتون کا یہ بیان ہے اور آدمی کا دوسرا رکن
بدن ہے اور اسکے پیدا کرنے مین بھی بہت عجائبات ہین آدمی کے ہر ظاہری[سلہ] اور ہر باطنی عضو مین عجیب باتین اور عمدہ حکمتین ہین اور آدمی کے
بدن مین کئی ہزار رگین اور ریشے اور ہڈیان ہین ہر ایک کی صورت اور صفت علیحدہ ہے اور ہر ایک سے غرض جدا ہے [illegible] تو اُن سب سے
بیخبر ہے فقط اسقدر جانتا ہے کہ ہاتھ پکڑنے کے واسطے پاؤن چلنے کے واسطے زبان کہنے کیواسطے ہے لیکن یہ بات تو جانتا کہ خدا نے دس پردون
سے آنکھ کو بنایا ہے اور وہ دسون پردے باہم مختلف ہین انہین سے اگر ایک بھی کم ہو تو آدمی کے دیکھنے مین خلل پڑجاتا ہے اور یہ بھی نہین معلوم کہ
ہر پردہ کس واسطے ہے اور دیکھنے مین آدمی انکا کیون محتاج ہے اور آنکھ کی مقدار جتنی ہے آنکھ ظاہر ہے اور اسکی تفصیل [illegible] کتابون مین [illegible] لکھی ہے
اگر تجکو آنکھ کے پردونکی کیفیت نہین معلوم تو کیا تعجب اسواسطے کہ تو یہ بھی تو نہین جانتا کہ اندرونی اعضا مثلاً جگر تلی پتا گردہ وغیرہ کیون بنے ہین جگر
تواسواسطے بنا ہے کہ معدے سے طرح طرح کی غذائین جو اسمین پہونچین ان سب کو ایک انداز پر خون کے رنگ کا کردے [illegible] غذا ہونیکے
قابل ہوجائے جب خون جگر مین پک جاتا ہے تو اسکے نیچے تلچھٹ رہجاتا ہے اور وہ تلچھٹ سودا ہوجاتا ہے تلی اسواسطے ہے کہ اسکو جگر سے لے اور
اُسکے اوپر کچھ زرد زرد جھین پیدا ہوتا ہے وہ صفرا ہے پتا اسواسطے ہے کہ اُس کو خون پر سے کھینچ لے اور خون جب جگر سے باہر نکلتا ہے پتلا
اور بے قوام ہوتا ہے گُردہ اس واسطے ہے کہ پانی کو لہو سے کھینچ لے تاکہ بغیر سودا اور صفرا کے قوام ہوکر خون رگون مین جائے اگر پتے مین
کچھ آفت پہونچے گی تو صفرا خون مین رہ جائے گا اس سبب سے کانوار صفراوی بیماریان پیدا ہونگی اگر تلی کو کوئی صدمہ پہونچ جائے گا
تو سودا خون مین ملا رہ جائیگا سوداوی بیماریان پیدا ہونگی اگر گردے کو کچھ آفت پہونچیگی تو خون مین پانی رہ جائیگا استسقا کی بیماری
پیدا ہوگی اسی طرح آدمی کے ظاہری اور باطنی اعضا مین سے ہر عضو کو ایک کام کیواسطے خدا نے پیدا کیا ہے اور اسکے بغیر بدن مین
خلل پڑتا ہے بلکہ آدمی کا بدن گو کہ چھوٹا ہے مگر تمام عالم کے مثال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین خدا نے پیدا کیا ہے سب آدمی کا بدن مین اسکا
نمونہ ہے ہڈی پہاڑ پسینا مینھ بال درخت دماغ آسمان حواس گویا تارے ہین اسکی تفصیل دراز ہے بلکہ جہان مین جس جس قسم کی
مخلوق ہے مثلاً سور کتا بھیڑ یا چارپایہ دیو پری فرشتہ ان سب کی مثال آدمی کے بدن مین موجود ہے چنانچہ یہ پہلے ذکر ہوچکا ہے
بلکہ جو جو پیشہ ور[ف] جہان مین ہین ان سب کے نمونے جسم انسان مین ہین جو قوت کہ معدہ مین کھانا ہضم کرتی ہے گویا باورچی ہے اور جو قوت رفع فضلہ کھانے کو

لہ یہ کتاب امام والامقام کی تصنیف ہے ۱۲ سلہ سر سینہ پیٹھ دونون ہاتھ دونون پاؤن یہ ہفت اندام ظاہری ہین اور یہان ظاہری مراد ہین ف سب پیشہ ور [illegible]

جگر اور بھوک کو آنتون مین پہونچاتی ہے گویا گندھی ہے اور جو قوت کہ کھانے کو جگر مین خون کے رنگ پر کر دیتی ہی گویا رنگریز ہی اور جو قوت
کہ خون کو عورت کی چھاتیون مین پہونچکر دودھ اور مرد کے خصیون مین سپید منی کر دیتی ہے گویا دھوبی ہے اور جو قوت کہ غذا کو ہر ہر عضو
مین کھینچکر پہونچاتی ہے گویا بندھانی ہے اور جو قوت کہ پانی کو جگر سے کھینچکر گردے مین مثانہ مین بہا دیتی ہے گویا سقا ہے اور جو قوت
بھوک کو پیٹ سے باہر گرا دیتی ہے گویا حلال خور ہے اور جو قوت سودا اور صفرا کو اندر اسواسطے پیدا کرتی ہی کہ بدن تباہ اور خراب ہو وہ گویا
مفسد جعلساز ہے اور جو قوت صفرا وغیرہ بیماریون کو دور کرتی ہی وہ گویا منصف رئیس ہے اور اسکی تفصیل بھی طویل ہی اے عزیز اصل مطلب یہ ہے
کہ تجکو یہ بات معلوم ہو جائے کہ تیرے اندر کئی طرح کی قوتین تیرے کام مین مشغول ہین اور تو خواب خرگوش مین ہی یعنی غافل پڑا ہے اور اُن
قوتون مین سے کوئی تیرے کام سے غافل اور فارغ نہین ہوتی تو نہ اُنکو جانتا ہے اور جسنے انھین تیرے کام کو پیدا کیا ہی نہ اُسکا احسان مانتا
ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ایک دن کے واسطے تیری خدمت کے لیے بھیجے تو تمام عمر تو اسکا شکریہ ادا کیا کرتا ہے اور جس نے تیرے اندر کئی
ہزار پیشہ ور تیری خدمت کو مقرر کیے ہین کہ عمر بھر تیری خدمت سے ایکدم بھی فارغ نہین ہوتے تو اسے یاد بھی نہین کرتا اور بدن کی ترکیب
اور اعضا کی منفعت جاننے کو علم تشریح کہتے ہین اور وہ بڑا علم ہے اور خلق اس سے غافل ہی اسے نہین پڑھتی جس نے پڑھا تو اسواسطے
پڑھا کہ علم طب مین اُستاد ہو جائے اور علم طب خود مختصر اور بے حقیقت ہے گو اسکی طرف حاجت ہے مگر دین کی راہ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن
اگر کوئی شخص خدا کی عجیب صنعتین دیکھنے کی نیت سے اس علم کا مطالعہ کرے تو اُسے خدا کی صفتون مین سے تین صفتین خواہ نخواہ معلوم
ہو جائین ایک یہ کہ اس قالب کا بنانیوالا اور اس جسم کا پیدا کرنے والا اتنا بڑا قادر ہے کہ اسکی قدرت کمال مین نقصان اور عاجزی کو ہرگز
دخل نہین جو چاہے کر سکتا ہے کہ دنیا مین کوئی کام اس سے زیادہ عجوبہ نہین کہ ایک قطرہ پانی سے ایسا جسم پیدا کر سکتا ہے اور جو یہ عجوبہ امر کر سکتا
ہے اسے مرنے کے بعد پھر زندہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا دوسری یہ صفت کہ وہ خالق ایسا عالم ہے کہ اسکا علم سب کامونکو گھیرے ہوے
ہے اسواسطے کہ یہ عجائبات ان عمدہ عمدہ حکمتون کے ساتھ بغیر کمال علم کے غیر ممکن ہین تیسری یہ صفت کہ خالق کی عنایت اور لطف و رحمت
بندون پر بے نہایت ہے کہ بندہ کو جو کچھ چاہیے تھا پیدا کیا بلکہ جس چیز کی ضرورت تھی مثلاً جگر دل دماغ کہ حیوان کی اصل ہے وہ بھی اُسے
دی اور جس چیز کی ضرورت نہ تھی فقط حاجت تھی مثلاً ہاتھ پاؤن زبان آنکھ وغیرہ وہ بھی عنایت کی اور جن چیزون کی نہ حاجت نہ ضرورت
تھی مگر اُن سے مزید زینت تھی مثلاً بالون کی سیاہی لبون کی سرخی بھوؤن کا خم آنکھون اور پلکون کی ہمواری وہ بھی مرحمت فرمائین تاکہ
بندہ بہت اچھا معلوم ہو اسواسطے یہ چیزین بنائین اور یہ لطف و مہربانی فقط آدمی ہی کے ساتھ نہین بلکہ سب مخلوقات کے ساتھ ہی یہانتک
کہ بھنگا اور مکھی اور مکھی کو بھی جو چیز چاہیے تھی دی اور باینہمہ انکی ظاہری صورت بھی اچھے اچھے نقشون سے آراستہ اور عمدہ عمدہ رنگون سے پیراستہ
کی تو آدمی کی خلقت کو مفصل غور سے دیکھنا خدا کی صفات پہچاننے کی کنجی ہے اسیوجہ سے اس علم یعنی علم تشریح کی بزرگی ہی نہ اس سبب سے عظمت
ہے کہ طبیب کو اسکی حاجت ہی اور جیسا کہ شعر اور تصنیف اور صنعت کے عجائبات تو جتنے زیادہ جانتا ہے شاعر اور مصنف اور صانع کی عظمت
بھی اُتنی زیادہ تیرے دل مین آتی ہے اسیطرح خدا کی عجیب عجیب صنعتین اس صانع باکمال کی عظمت دریافت کرنیکی کنجی ہے اور یہ علم بھی معرفت نفس کا
راستہ ہی لیکن علم دل کی نسبت تنگ اور چھوٹا ہی اسواسطے کہ یہ بدن کا علم ہی اور بدن مثل سواری اور دل مانند سوار ہے اور پیدا کرنے سے سواری

مقصود نہین سوار مقصود ہے سوار کے واسطے مرکب ہوتا ہے مرکب کے لیے سوار نہین ہوتا لیکن اتنا بھی جو بیان کیا تو اسواسطے کہ تو یہ جان لے
کہ باوجودیکہ کوئی چیز تیری ذات سے زیادہ تجھ سے نزدیک نہین مگر ساتھ اسکے بھی تو اپنے تئین خوب نہین پہچان سکتا اور جو اپنے تئین تو نہ پہچانے
اور اورون کے پہچاننے کا دعوی کرے وہ اس مفلس کے مانند ہے جو اپنے تئین تو کھانا نہین دے سکتا اور دعوی کرتا ہے کہ تمام شہر کے محتاج
اسکی روٹی کھاتے ہین اسکا یہ کہنا اور دعوی کرنا محض واہیات ہے اور تعجب کی بات ہے **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے
آدمی کے گوہر دل کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اب یہ جان لے کہ خدا نے یہ گوہر بہت عمدہ تجھے دیا ہے اور تجھ سے پوشیدہ کیا ہے اگر تو اسے نہ ڈھونڈھیگا
اور اسکو ضائع کرے گا اور اس سے غافل رہیگا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہوگا کوشش کر کے دل کو ڈھونڈھ اور دنیا کے تعلقات سے نکال
بزرگی کے درجہ پر پہونچا کہ اس جہان مین بزرگی اور عزت ظاہر ہو یعنی خوشی بے ملال اور بقا بے زوال اور قدرت بے عجز اور معرفت
بے شبہہ اور جمال بے کدورت دیکھے لیکن اس جہان مین دل کی بزرگی اس بات سے ہے کہ اس جہان مین عزت و شرف حقیقی پیدا کرنے کی لیاقت رکھتا ہے
نہین تو آج اس سے زیادہ عاجز اور ناقص کوئی نہین کہ گرمی سردی بھوک پیاس بیماری دکھ درد غم مین پھنسا ہے اور جن چیزون مین
اسے لذت اور راحت ہے وہی اسکے لیے موجب نقصان و مضرت ہے اور جو چیز اسکو نفع پہونچانیوالی ہے وہ تلخ و [illegible] نہین [illegible]
جو شخص بزرگ اور عزت دار ہوتا ہے وہ علم یا قدرت و قوت یا ارادہ و ہمت یا اچھی صورت کی بدولت صاحب عزت ہوتا ہے آدمی کے علم کی طرف
اگر دیکھا جائے تو اس سے زیادہ کوئی جاہل نہین کہ اگر ایک رگ بھی اسکے دماغ مین ٹیڑھی ہو جاتی ہے تو ہلاکت اور جنون کا اندیشہ ہوتا ہے
اور وہ یہ نہین جانتا کہ اسکا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اسکی دوا اسکے سامنے ہوتی ہے اور وہ دیکھتا ہے اور نہین پہچانتا
کہ یہ میری دوا ہے اگر آدمی کی قوت اور قدرت کا خیال کیا جائے تو اس سے زیادہ کوئی عاجز نہین کہ ایک مکھی سے نہین جیت سکتا ہے
اگر ایک بھنگے کو خدا اسپر مسلط کر دے تو اس سے ہلاک ہو جاتا ہے اگر ایک مکھی ڈنک مارے تو بے خواب اور بے قرار ہو جاتا ہے
اگر آدمی کی ہمت کی طرف دیکھا جائے تو ایک دانگ[1] چاندی کا اگر اس سے نقصان ہوتا ہے تو اداس اور ملول اور پریشان ہوتا ہے اگر
بھوک کے وقت ایک نوالہ اسے نہ ملے تو بدحواس ہو جاتا ہے اس سے زیادہ کنجوس اور کون ہوگا اگر آدمی کے جمال اور صورت کا
خیال کیجیے تو نجاست کے ڈھیر پر ایک چمڑا تان دیا ہے آدمی اگر دو دن اپنا بدن نہ دھوئے تو اسکی خرابیان ظاہر ہوتی ہین اور آپ سے آپ
اکتا جائے بدن سے بدبو آنے لگے نہایت رسوا ہو آدمی سے زیادہ کوئی چیز گندی نہین اسواسطے کہ اسکے اندر ہمیشہ نجاست رہتی ہے اور
وہ نجاست بردار ہے اور ہر روز دو بار نجاست خود دھوتا ہے یعنی آبدست لیتا ہے **نقل** ہے کہ ایک دن شیخ ابو سعید قدس سرہ صوفیون کیساتھ
کہین تشریف لیے جاتے تھے ایک مقام پر پہونچے وہان لوگ سنڈاس صاف کرتے تھے راستہ پر نجاست پڑی تھی سب ساتھیون نے
ناک بند کر کے ایک طرف بھاگے شیخ ممدوح وہین پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو سمجھو تو یہ نجاست مجھ سے کیا کہتی ہے لوگون نے کہا
یا شیخ کیا کہتی ہے فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ کل مین بازار مین تھی یعنی میوہ مٹھائی خبیص وغیرہ تھی سب لوگ مجھے مول لینے پر روپیہ تھیلیان
مجھ پر لٹاتے تھے ایک شب مین تمھارے پیٹ مین رہی متعفن اور نجس ہو گئی اب مجھکو تم سے بھاگنا چاہیے یا تم کو مجھ سے [illegible]

[1] دانگ کے وزن مین بہت اختلاف ہے مگر اکثر ثقات کے نزدیک چھ رتی ہے ۱۲

بات ہے کہ آدمی اس عالم مین نہایت ناقص اور عاجز اور بیکس ہو قیامت کو اسکی گرم بازاری ہوگی اگر کیمیاے سعادت کو گوہر دل پر ڈالیگا چارپایون کے مرتبے سے نکلکر فرشتون کے درجے پر پہونچیگا دنیا اور خواہش دنیا کی طرف اگر متوجہ ہوگا فرداے قیامت کو کُتّے اور سُور اس سے بہتر ہونگے کہ خاک ہو جائینگے اور رنج سے نجات پائینگے اور آدمی عذاب مین رہیگا تو آدمی نے جہان اپنی بزرگی جانی ہے چاہیے کہ اپنا نقصان اور بیچارگی اور بیکسی بھی پہچان رکھے اسواسطے کہ اپنے نفس کو اسطرح پہچاننا بھی معرفتِ الٰہی کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہو اسقدر بیان اپنے تئین پہچاننے کو کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہین۔

دوسرا عنوان مسلمانی کا یہ دوسرا عنوان ہے اسمین خدا کی معرفت کا بیان ہے

اے عزیز از جان یہ بات جان کہ اگلے پیغمبرون کی کتابون مین مذکور ہے کہ انسے یون ارشاد خداے غفور ہے کہ اِعْرِفْ[۱] نَفْسَكَ تَعْرِفْ رَبَّكَ اور آثار[۲] و اخبار[۳] مین مشہور ہے کہ مَنْ[۴] عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ آدمی کا دل مثل آئینہ ہو جو کوئی اسمین غور کریگا خدا کو دیکھیگا اور بہت آدمی اپنے مین غور کرتے ہین اور خدا کو نہین پہچانتے تو جس لحاظ سے کہ دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہو اس لحاظ سے دلکو جاننا ضرور ہوا اور اس جاننے کی دو صورتین ہین ایک نہایت مشکل ہو کہ اکثر عوام اُسے نہین جان سکتے اور انکی سمجھ مین وہ صورت نہین آسکتی اور جسے عوام نہ سمجھ سکین اسکا بیان مناسب نہین لیکن وہ صورت بیان کرنا چاہیے جسے سب سمجھ سکین وہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی سے خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت یعنی اپنے بدن اور اعضا مین جو آدمی کا تصرف اور اختیار ہے اُس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم مین ہے پہچانے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نے جب پہلے اپنے تئین ہست جانا اور یہ جانتا ہے کہ کئی برس پہلے نیست تھا اور اسکا نام و نشان کچھ نہ تھا جیسا حق[۵] نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا اور جس چیز سے آدمی اپنی اصل خلقت پہچانے کہ اپنی ہستی سے پہلے مین کیا تھا وہ چیز نطفہ ہے جو ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہے جسمین عقل سماعت بصارت سر ہاتھ پاون زبان آنکھ رگ پٹھا ہڈی گوشت چمڑا کچھ نہ تھا بلکہ ایک ہی طرح کا سفید پانی تھا پھر اسمین یہ سب عجائبات یعنی عقل سر ہاتھ پاون وغیرہ ظاہر ہوے اُسنے اپنے تئین آپ نہین پیدا کیا بلکہ اور کسی نے اُسے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ آپ باوجودیکہ درجۂ کمال کو پہونچا ہے اور یقینی جانتا ہے کہ ایک بال پیدا کرنے سے عاجز ہے تو یہ بھی جانیگا کہ جب پانی کا ایک قطرہ تھا تو اور بھی زیادہ عاجز اور ناقص تھا اپنے تئین آپ کیا پیدا کرتا پس خواہ نخواہ آدمی کو اپنے پیدا ہونے سے خالق کی ذات کی ہستی معلوم ہوگی اور جب اپنے بدن کے عجائبات جو ظاہر اور باطن مین ہین دیکھیگا (اور بعض عجائبات بدن کی تفصیل بیان ہو چکی ہے) تو اپنے خالق کی قدرت عیان دیکھیگا اور جانیگا کہ میرا خالق بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور سمجھیگا کہ اس سے بڑی قدرت اور کیا ہوگی کہ ایسے ذلیل ناچیز پانی کے قطرے سے کمال اور جمال کے ساتھ کیا صورت بناتا ہے اور اُس صورت مین کیا کیا عجائب غرائب دکھاتا ہے اور آدمی جب اپنی عجیب عجیب صفتون اور اپنے اعضا کی منفعتون کو دیکھتا ہے کہ ہر عضو ظاہری مثلاً ہاتھ پاون آنکھ زبان دانت اور اعضاے باطنی مثلاً جگر تلی پتا وغیرہ کو خدا نے کس حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے تو اپنے خالق کے علم کو پہچانتا ہے کہ کیا علم اتم ہے اور کیسا محیط اشیاے عالم ہے

[۱] تو پہچان اپنے نفس کو تو پہچانیگا تو اپنے رب کو ۱۲ [۲] آثار صحابہؓ کے اقوال ۱۲ [۳] اخبار احادیث نبوی ۱۲ [۴] جس نے اپنے نفس کو پہچانا بیشک اس نے اپنے رب کو پہچانا ۱۲ [۵] کبھی ہوا ہے آدمی پر ایک وقت زمانہ مین جو نہ تھا وہ کوئی چیز جو تکرار مین آتی ہم نے بنایا آدمی کو ایک بوند پانی کے لچھے سے پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا اسکو دیکھتا سنتا ۱۲

اور آدمی یہہ بھی جان جائیگا کہ ایسے عالم سے کوئی چیز غائب نہین ہو سکتی اگر سب عقلمندون کی عقل کو کام مین لائین اور انکو عمر دراز دین اور وہ فکر کرین کہ ان اعضا مین سے ایک عضو کی بھی کوئی ایسی صورت نکالین جو اس صورت موجودہ سے بہتر ہو تو نہین نکال سکتے مثلاً دانتون کی صورت جو بالفعل موجود ہے یعنی کھانے کی چیز کاٹنے کے واسطے سامنے کے دانت تیز ہین اور کھانے کی چیز کو مہین کرنے کے واسطے اور دانت چوڑے ہین دانتون کے قریب زبان پنہاری کے آبخورے کے مثل ہے کہ اناج چکی مین ڈالتی ہے اور توت جو زبان کے نیچے ہے خمیر بنانے والے اور پانی چھڑکنے والے کے مانند ہے کہ جسوقت جتنا چاہیے اتنا پانی بہاتی ہے کہ کھانا تر ہو اور حلق سے اتر جائے اور گلے مین نہ پھنسے اس صورت کے خلاف اور کوئی شکل جو اس سے بہتر ہو تمام عالم کے عقلمند ملکر نہین نکال سکتے اسی طرح ہاتھ مین پانچ انگلیان ہین چار انگلیان ایک طرح کی اور ایک انگوٹھا ان انگلیون کی نسبت بہت دور اور لنبائی مین چھوٹا اور ہر انگلی کے ساتھ کام آتا ہے اور سب انگلیون پر پھرتا ہے اور سب انگلیون مین تین تین گرہین ہین اور انگوٹھے مین دو گرہین ایسی بنائی ہین کہ آدمی اگر چاہے تو ہاتھ جیسے چلو بنا سکتا ہے مٹھی بند کرکے گھونسا بنالے اور گھونسے کو اپنا ہتھیار کرلے یعنی دشمن کو مارے خواہ مٹھی کھول کر پنجہ کو طباق بنالے اور [illegible] سے کام مین لائے اگر تمام جہان کے عقلمند انگلیون کی اور کوئی وضع تجویز کرین مثلاً یہ کہ سب انگلیان ایک ہی انداز کی ہون یا تین ایک طرف اور دو ایک طرف اور دو ایک جانب ہون یا پانچ کی چھ یا چار ہون یا تین گرہون کے بدلے دو یا چار گرہین ہون نہین سے جو [illegible] سوچین اور کہین سب ناقص ہین اور جس انداز پر خداوند کریم نے پیدا کیا وہی انداز بہت اچھا ہے اس بیان سے معلوم ہوگا کہ حق تعالی کا علم سب نقص [illegible] کو محیط ہے اور سب چیزون سے خالق مطلع ہے اور آدمی کے ہر ہر عضو مین ایسی حکمتین ہین جو شخص اُن حکمتون کو جتنا زیادہ جانے گا اتنا ہی علم خدا کی عظمت اور وسعت سے اُسے تعجب بھی زیادہ ہوگا اور آدمی جب اپنی حاجتون کو دیکھنے لگے تو پہلے دیکھے کہ قدرت اعضائی محتاج ہے پھر جانیگا کہ کھانے کپڑے گھر کا بھی وہ محتاج ہے اور اسکے کھانے کی چیزونکو بھی مینہ ہوا گرمی سردی کی حاجت ہے اور جو اُن کھانے کی چیزونکو کھانے کے قابل کرین اُن صنعتون کی بھی ضرورت ہے اور اُن صنعتون کو بھی اوزار مثلاً لوہے تانبے پیتل [illegible] کی حاجت ہے اور اس بات کے بنانے اور معلوم ہونے کے اوزار کیونکر بنتے ہین اوزار بھی محتاج ہین آدمی ان ان چیزون کی طرف اپنی حاجتین دیکھکر جانے گا کہ سب مخلوقات بہت خوب انداز پر ایجاد ہوئی ہے اور سب مصنوعات کی بہت اچھی وضع پر بنیاد ہوئی ہے اور [illegible] چیز جس قسم کی خدا نے بنائی ہے اگر نہ بناتا تو بنا سکتا کیسا اسکا انداز بھی کسی کے خیال مین نہ آتا اور سمجھیگا کہ سب مخلوق اور مصنوع [illegible] اور لطف کی مہربانی اور عنایت سے ان سب کی بنیاد ہے اور اس سمجھ کی بدولت آدمی کو یہ صفت معلوم ہوگی کہ تمام عالم پر خدا کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسی صفت کے باعث اولیا کی زندگانی ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] حق تعالے نے فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ[1] اور جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ دودھ پیتے بچون پر [illegible] شفقت [illegible] سے زیادہ بندون پر ارحم الراحمین کی رحمت ہے غرضکہ جب آدمی نے اپنے پیدا ہونے سے خدا کی ہستی کو جانا [illegible] حقتعالی کے کمال قدرت کو پہچانا اور عجائب حکمتون اور اپنے اعضا کی منفعتون سے خدا کے کمال [illegible]

---

[1] سبقت لے گئی ہے میری رحمت میرے غضب پر ۱۲

فقط زیب وزینت ہے انہین اپنے ساتھ مجتمع اور موجود دیکھنے سے لطف اور رحمت ذوالجلال کو دیکھا تو نفس کی پہچان جوایسی ہے وہ معرفت حق کی کنجی ہے **فصل** آدمی نے جس طرح حق تعالے کی صفات کو اپنی صفات سے پہچانا اور حق تعالیٰ کی ذات کو اپنی ذات سے جانا اسی طرح حق تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس بھی اپنی تنزیہ اور تقدیس سے جانتا ہے اور حق تعالے کی تنزیہ اور تقدیس کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ وہم وخیال مین آئے وہ اس سے پاک اور مقدس ہے اور اگرچہ کوئی جگہ حق تعالیٰ کے تصرف سے خالی نہین مگر کسی جگہ کے ساتھ منسوب ہوسکنے سے وہ بری اور منزہ ہے اور آدمی اس تنزیہ اور تقدیس کا نمونہ اپنے مین دیکھتا ہے اسواسطے کہ جان کی حقیقت جسے ہم دل کہتے ہین وہ بھی اُن چیزون سے منزہ اور پاک ہے جو وہم وخیال مین آئین اسواسطے کہ اسکے لیے نہ مقدار وکمیت ہے اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیت کیفیت قسمت دل سے دور ہے تو دل کا بے رنگ ہونا بھی ضرور ہے اور جس چیز کا نہ کچھ رنگ ہوگا نہ مقدار وہ کبھی خیال مین نہ آئے گی اسواسطے کہ خیال مین وہی چیز آتی ہے جسے یا جسکی جنس کو آنکھ دیکھ پاتی ہے اور رنگ اور شکلون کے سوا خیال اور نظر مین کچھ نہین آتا اور طبیعت جو یہ چاہتی ہے کہ معلوم ہو فلانی چیز کیسی ہے اسکے یہی معنی ہین کہ اس چیز کی کیسی شکل ہے چھوٹی ہے یا بڑی اور جو چیز ان صفتون یعنی صورت رنگت چھوٹائی بڑائی سے مبرا ہے اسے پوچھنا کہ کیسی چیز ہے بیجا ہے آے عزیز جس چیز مین چگونگی کو دخل نہین اگر تو اسے دریافت کیا چاہے تو اپنی حقیقت مین غور کر دیکھ تو تیری حقیقت جو خدا کی معرفت کی جگہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اسکی نہ کچھ مقدار نہ کمیت وکیفیت ہے اگر کوئی پوچھے کہ روح کیا چیز ہے اسکا جواب یہی ہوگا کہ چگونگی کو اسمین کچھ دخل نہین جب تونے اپنے تئین جانا کہ چگونگی سے پاک اور مبرا ہے تو یہ بھی جان کہ حق تعالے چگونگی سے منزہ اور مقدس اور پاک ہونے مین بہت اولیٰ ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ بے چون اور بے چگون کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور اپنی حقیقت کو نہین پہچانتے کہ خود بے چون اور بے چگون موجود ہین بلکہ آدمی اگر اپنے مین ڈھونڈے تو ہزار چیزین بے چون اور بے چگون دیکھے یعنی اپنے مین درد دیکھے غصہ دیکھے عشق دیکھے مزہ دیکھے اور اگر چاہے کہ ان چیزونکی چونی اور چگونگی دریافت کرے تو نہین دریافت کرسکتا اسواسطے کہ ان چیزونکی نہ رنگت ہے نہ صورت ہے تو اس سوال کو کہ کیونکر ہے اور کیسا ہے غصہ درد وغیرہ مین کچھ دخل نہین تو معلوم ہوا کہ چیزین بیچون اور بیچگون موجود ہین بلکہ اگر کوئی آواز یا مزہ یا بو کی حقیقت دریافت کیا چاہے کہ یہ چیزین کیسی ہین تو نہین ہوسکتا آدمی انکے دریافت کرنے مین عاجز ہے اور عاجزی کا سبب یہ ہے کہ چون اور چگونہ مقتضائے خیال ہے کہ حس بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال ہر چیز مین آنکھ کا حصہ ڈھونڈھتا ہے اور جو چیز کان کی مملکت ہے جیسے آواز اس مین آنکھ کا کچھ حصہ نہین بلکہ آواز کی چونی اور چگونگی دریافت کرنا محال ہے اسواسطے کہ جسطرح رنگت اور صورت حس سمع سے بے تعلق اور مبرا ہے اسی طرح آواز حس بصر سے پاک اور منزہ ہے اسیطرح جو چیز خانۂ دل مین آتی ہے اور عقل سے پہچانی جاتی ہے وہ اور سب حواس سے پاک ہے اُس مین کسی حواس کا حصہ نہین اور چونی اور چگونگی محسوسات مین ہوتی ہے یہ تحقیق اور غور کرنے کی بات ہے اسکی تفصیل کتب معقولات مین بیان ہے اس کتاب مین جسقدر بیان ہوا یہی بہت ہے اور اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اپنی بیچونی اور بیچگونگی سے حق تعالیٰ کی بیچونی اور بے چگونگی آدمی پہچان سکتا ہے آے عزیز اس بات کو تو جان لے کہ جان موجود ہے اور بدن کی بادشاہی اور بدن مین جن جن چیزون کے واسطے چونی اور چگونگی حاصل ہے وہ اُس بادشاہ یعنی جان کی مملکت ہے اور جان خود بیچون و بے چگون ہے اسی طرح بادشاہ عالم یعنے حق تعالیٰ بیچون اور بیچگون ہے

ف دوسرے طور پر حق تعالیٰ کی تنزیہ کا بیان

اور محسوسات جو چونی اور چگونگی رکھتے ہین حق تعالےٰ کی مملکت ہے حق تعالےٰ کی تنزیہ کا دوسرے طور پر یہ بیان ہے کہ حق تعالےٰ کو کسی جگہ کے ساتھ منسوب نہین کرسکتے کہ خدا اس جگہ ہے اور جان کو کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین کرسکتے کہ جان ہاتھ مین ہے یا پاؤن مین ہے یا سر مین ہے یا اور کسی عضو مین ہے بلکہ بدن کے سب اعضا قسمت پذیر ہین یعنی ٹکڑے ہوسکتے ہین اور جان قسمت پذیر نہین ہے یعنے ٹکڑے نہین ہوسکتی اور جو چیز قسمت پذیر نہو قسمت پذیر چیز مین اس کا سما جانا محال ہے اسواسطے کہ اگر وہ اُسمین سماجائے تو قسمت پذیر ہوجائے گی اور باوصف اس کے کہ جان کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین ہوسکتی مگر کوئی عضو جان کے تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جان کے تصرف اور حکم مین ہین اور جان سب اعضا کی بادشاہ ہے اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنی حق تعالےٰ کے تصرف مین ہے اور حق تعالیٰ اس امر سے منزہ اور پاک ہے کہ کسی خاص جگہ کے ساتھ اُسے منسوب کرین تقدس اور تنزیہ کا تمام حال جب بیان ہو کہ روح کی خاصیت اور بھید صاف صاف بیان ہو اور اسے بیان کرنے کی اجازت نہین اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[1] کا سب حال اس وقت ظاہر ہوگا وَاللّٰہُ اَعْلَم

فصل اے عزیز تو نے حق تعالےٰ کی ذات کو تو جان لیا اور تو نے اسکی صفات کو اور چونی اور چگونگی سے اسکے پاک ہونے کو پہچان لیا اور کسی جگہ کے ساتھ منسوب ہونے سے حق تعالےٰ پاک ہے یہ بھی تجھکو معلوم اور باور ہوچکا اور آدمی کا نفس تمام معرفت کی کنجی ہے یہ امر بھی مقرر ہوچکا اب ابواب معرفت مین سے ایک یہ بات باقی ہے کہ اپنی مملکت مین حق تعالیٰ کا پادشاہی کرنا کیونکر ہے اور حکمرانی فرمانا کس طرح ہے اور فرشتون کا حکم فرمانا اور فرشتون کا حکم بجالانا اور ملائکہ کے ہاتھ سے کام لینا اور آسمان سے زمین پر حکم بھیجدینا اور آسمان اور [illegible] کے باشندون کے کام کو وابستۂ آسمان بنانا رزق کی کنجی آسمان کو حوالہ کرنا یہ سب امور کیونکر ہین حق تعالےٰ کی معرفت مین یہ بڑا باب ہے جسطرح پہلی معرفتون کو معرفت ذات وصفات کہتے ہین اس معرفت کو معرفت افعال کہتے ہین نفس کی معرفت [illegible] کی کنجی ہے اور جو تو یہ نجانے گا کہ اپنی مملکت بدن مین تو کیونکر پادشاہی کرتا ہے اور کس طرح [illegible] تو حقیقی پادشاہ عالم کس طور سے حکمرانی فرماتا ہے تو چاہیئے کہ پہلے تو اپنے تئین پہچان اور اپنے ایک ایک کام کو جان مثلاً جب [illegible] تو پہلے لکھنے کی خواہش وارادہ تجھ مین پیدا ہوتا ہے پھر دل مین حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے یہ ظاہر ہے [illegible] لٹکتا ہے اُس مین حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش کرکے دماغ مین جاتا ہے اور [illegible] کہتے ہین جو حس و حرکت کی قوتون کو اٹھائے ہوئے ہے اور یہ روح اور ہے کہ چارپایون کی بھی ہوتی ہے [illegible] اور وہ روح اور ہے جسے ہم دل کہتے ہین وہ چارپایون کے نہین ہوتی اور وہ روح [illegible] کی جگہ ہے یہی روح جنبش کرتی ہے اور جب دماغ مین پہونچتی ہے تو دماغ کے پہلے خزانہ مین جو قوت [illegible] پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین کچھ اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب [illegible] کی طرح بندھے ہین جو شخص دبلا ہو اس کے بازو مین ان پٹھون کو لوگ دیکھ سکتے ہین [illegible] اور سرِ انگشت کو جنبش دیتے ہین اور سرِ انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بحکم اللہ کی صورت [illegible]

[1] بیشک اللہ نے پیدا کیا ہے آدم کو اپنی صورت پر ۱۲ اور اللہ بڑا جاننے والا ہے۔

ف معرفت افعال

جو خیال کے خزانہ مین ہے حواس کی معاونت خصوصاً آنکھ کی اعانت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو جسطرح اس کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے تجھ مین ظاہر ہوتی ہے اسیطرح حق تعالےٰ کے سب کامون کا آغاز اسکی صفات مین سے ایک صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت ہے اور جسطرح لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے پھر دل کے واسطہ سے اور اور جگہ مین پہونچتا ہے اسی طرح حق تعالیٰ کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پھر اورون کو پہونچتا ہے اور جیسے بخارات کی طرح جسم لطیف ...ی کی رگون کی راہ اُس اثر کو تیرے دماغ مین پہونچاتا ہے اور اُس جسم لطیف کو روح کہتے ہین ویسی ہی حق تعالےٰ کے واسطے ...ی ایک جوہر ہے کہ اس ... ارادہ کو عرش سے کرسی پر پہونچاتا ہے اور اس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس کہتے ہین اور جسطرح دل ...ے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دل کی حکومت اور تصرف مین دل کے نیچے ہے اسی طرح حق تعالےٰ کے ارادہ کا اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور جسطرح بسم اللہ جو تیری مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اسکی صورت دماغ کے خزانہ مین ظاہر ہوتی ہے اور اسکے موافق فعل ظاہر ہوتا ہے اسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی اسکا نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ مین جس طرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے تاکہ پٹھے ہاتھ اور انگلی کو جنبش دین اور انگلی قلم کو حرکت دے اسی طرح جواہر لطیف یعنی فرشتہ جو کہ عرش اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جس طرح دماغ کی قوت رگون اور پٹھون کی اعانت سے انگلیون کو جنبش دیتی ہے اسی طرح وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارون کے تار شعاعی کے واسطہ سے عالم سفلی[1] مین امہات[2] عالم سفلی کی طبیعتون کو جنبش دیتے ہین ان کو چار طبع یعنی گرمی سردی تری خشکی بھی کہتے ہین اور جس طرح قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور پراگندہ اور جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اسی طرح یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات کی اصلون کو جنبش دیتی ہین اور جس طرح کاغذ پر سیاہی کو قلم جب پراگندہ اور جمع کرتا ہے تو کاغذ اسے قبول کرلیتا ہے اسی طرح تری ان مرکبات کو شکل کے قابل کرتی ہے اور خشکی انھین شکل کا نگہبان کردیتی ہے تاکہ مرکبات[3] اس شکل کی حفاظت کرین اور اس شکل کو چھوڑ نہ دین اسواسطے کہ اگر تری نہ ہو تو مرکبات خود شکل قبول نہ کرین اور اگر خشکی نہو تو شکل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا کام تمام کرتا ہے اور اپنی حرکت کو اختتام کرتا ہی تو بسم اللہ کی صورت آنکھ کی مدد سے اُس نقش کے موافق جو خزانۂ خیال مین تھا پیدا ہوتی ہے اسیطرح جب سردی گرمی ان مرکبات کی اصلون کو حرکت دیتی ہے تو فرشتونکی مدد سے حیوان اور نبات کی صورت اس عالم مین اُس صورت کے موافق جو لوح محفوظ مین بھی پیدا ہوتی ہے اور جس طرح تیرے سب کامون کا اثر تیرے دل سے پیدا ہوکر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے اسیطرح عالم اجسام کا آغاز کار عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اسکے بعد اور لوگ دلکو تیرے ساتھ نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف عرش کے واسطے سے ہے لوگ جانتے ہین کہ حق تعالےٰ ساکن عرش اعلیٰ ہے اور جس طرح جب دل پر تو غالب ہوا اور دل کا کام درست ہو گیا تو مملکت بدن کی تدبیر تو کرسکتا ہے اسی طرح جب حق سبحانہ تعالےٰ عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش سیدھا کھڑا ہوا اور مغلوب ہوگیا تو تمام مملکت

---

[1] یعنی یہ عالم جو آسمان کے نیچے ہے ۱۲ [2] اس عالم کی اصلین ۱۲ [3] چار عناصر سے بنی ہوئی چیزین ۱۲-

عالم کی تدبیر ہنگی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ[1] اسی سے عبارت ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب حق ہے اور جو لوگ صاحب بصیرت ہین انکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہین کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[2] اور اس بات کو حق جان کہ بادشاہ کو بادشاہون کے سوا کوئی نہین جانتا اگر تجھے تیری مملکت پر بادشاہ نکیا ہوتا اور خداوند تعالے نے اپنی مملکت کا نمونہ سا تجھے خود نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اُس بادشاہ کا شکر کر جسنے تجھکو پیدا کیا اور تجھے بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے مملکت دی دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع دل ہے اس سے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ سے تیری کرسی خزانۂ خیال سے تیری لوح محفوظ بنائی آنکھ کان اور سب حواسون سے تیرے فرشتے دماغ کا گنبد جو پٹھون کا منبع ہے اس سے تیرا آسمان اور [illegible] سے بنائے اور انگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے دل کو بیچون اور بیچگون پیدا کر کے سب اعضا پر [illegible] تجھے [illegible] اپنی اور اپنی بادشاہی سے زینہار غافل نہ رہنا ورنہ اپنے خالق سے غافل رہے گا فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ [illegible] یا اِنْسَانُ تَعْرِفُ رَبَّکَ[3]

فصل یہ سب جو بیان ہوا کہ آدمی کی بادشاہی حضرت مالک الملک کی سلطنت کا نمونہ ہے اس سے بڑے بڑے دو علمون کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا علم اور قوتون اور صفتون کے ساتھ اسکے اعضا کا تعلق اور دل [illegible] قوتون [illegible] کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی علم ہے کہ ایسی کتاب مین اسکی تحقیق بیان نہین ہو سکتی اور دوسری تفصیل معلوم ہونی [illegible] عالم کی مملکت کو فرشتون سے اور فرشتون کو [illegible] اور آسمان عرش کرسی کو ملائکہ سے ملا [illegible] ربط ہے [illegible] کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار ہوگا ان سب کا اعتقاد کریگا اور حق سبحانہ تعالی کی عظمت ان سب باتون سے جانیگا [illegible] کہ خود کیونکر غافل اور نادان رہا اور کیون مبتلائے نقصان رہا کہ ایسے بادشاہ ذو الجلال صاحب حسن و جمال سے [illegible] محجوب ہے اور [illegible] کو حضرت الوہیت کے جمال سے تو کیا خبر ہوگی مگر اسقدر جو بیان کیا گیا فقط اسواسطے ہے کہ [illegible] پہچان [illegible]

فصل جو لوگ عالم طبیعی اور واقف علم نجوم ہین وہ بیچارے محروم ہین کہ کامون کو عناصر اور ستارون پر حوالہ کرتے ہین [illegible] مثال [illegible] کوئی چیونٹی کاغذ پر چلے اور کاغذ کو دیکھے کہ سیاہ ہوا جاتا ہے اور اسپر نقش بنتا ہے پھر غور کرے قلم کی نوک کو دیکھے [illegible] خوش ہو [illegible] کی حقیقت پہچان لی اور چھٹی پائی کاغذ پر نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم طبیعی کا ہے [illegible] نہین [illegible] بعد اسکے اُس چیونٹی کے پاس دوسری چیونٹی جسکی آنکھ بڑی اور نگاہ تیز ہو آئے اور پہلی چیونٹی سے کہے تو نے غلطی کی [illegible] دیکھتی ہون اور قلم کے علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہون وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجھ پر خوش ہو کر کہے [illegible] انگلیان نقاشی کرتی ہین قلم نقاشی نہین کرتا قلم انگلیون کا تابع ہے یہی نجوم کی مثال ہے کہ عالم طبیعی سے [illegible] دیکھا کہ طبائع ستارون کے مسخر او مطیع ہین لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتون کے قبضہ [illegible] علم سے اعلی تک پہونچ نہ سکا اور جسطرح منجم اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام مین یہ تفاوت ہوا اور [illegible] ان لوگون کے درمیان جو عالم ارواح مین ترقی کرتے ہین اختلاف پڑا کہ اکثرون نے عالم اجسام سے [illegible]

---

[1] پھر حقتعالی سیدھا ہوا عرش پر تدبیر کرتا ہے کامونکی [2] البتہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر [3] پس [illegible] [illegible]

باہر انھون نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کیطرف معراج کی جو راہ ہے وہ اُن پر بند ہو گئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار
مین بھی اسی طرح دشوار گذار راہین اور آڑین بہت ہین ان مین سے بعضون کے ستارون اور بعضون کے ماہتاب اور بعضون کے آفتاب کے مانند
درجے ہین اور یہ ان لوگون کی معراج کے مراتب ہین جنھین حقتعالی ملکوت آسمان دکھائے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے[1] وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ
مَلَکُوْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا[2] اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ اور اسیواسطے رسول
مقبول صلعم نے فرمایا ہے[3] اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ کَشَفَھَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ کُلَّ مَنْ اَدْرَکَ بَصَرُہٗ کتاب مشکات الانوار
اور مصباح الاسرار مین اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے اے عزیز مقصود یہ ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم
طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الٰہی کے درمیان مین نہ ہوتی تو علم طب
باطل ہو جاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یاری نہ کر سکی پہلی منزل مین رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھہرایا مسخر نہ سمجھا اور
ان ہی کو مالک جاننا چاہا کر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اُن بیقدر نوکرون مین سے ہے جو جوتون کی پاس والی صف مین کھڑے رہتے ہین اور منجم نے جو ستارونکو
اسباب الٰہی مین داخل کیا تو سچ کہا اسواسطے کہ اگر اسباب الٰہی مین نہ ہوتے تو دن رات برابر ہو جاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان مین اسی کے سبب سے ہے
اور جاڑا گرمی بھی برابر ہو جاتا اسواسطے کہ گرمی مین گرمی اسوجہ سے ہوتی ہے کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے مین دور ہوتا ہے
اور جس خدا کی قدرت مین یہ ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا کیا تعجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھ ایمان مین کچھ خلل نہین کرتی
لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستارون کو اصل سمجھا اور کامون کو ان ہی پر محول جانا اور ستارونکا مسخر ہونا نہ دیکھا[4] وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ہ وَّالْقَمَرُ
وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِہٖ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام مین لائین تو ستارے کارگزار ہین اپنی طرف سے کام نہین کرتے بلکہ جس طرح پٹھے عضاء
کو حرکت دینے مین اُس قوت کی جہت سے کام مین آتے ہین جو دماغ مین ہے اسیطرح ستارے بھی اُن فرشتون کے واسطے سے جو کام مین رہتے
ہین عمال ہین اور ستارے بھی اگرچہ نقیبون کے درجہ پر کم رتبہ نوکر ہین لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجہ کے فرمانبردار ہین
اُنکی طرح ستارہ اخیر درجے کے اُن نوکرون مین نہین جو جوتون والی صف مین رہتے ہین **فصل** خلق مین ایسے بہت اختلافات ہین کہ ایک ایک
وجہ سے ہر ایک کی باتین سچ اور راست ہین لیکن لوگ ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہین کچھ نہین اور سمجھتے ہین کہ ہم نے اسکو پورا دیکھ لیا ان لوگونکی
یہ مثال ہے جیسے اندھون کا حال ہے اندھے جب سنتے ہین کہ انکے شہر مین ہاتھی آیا ہے تو اسکو پہچاننے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اسے ہاتھ سے پہچان
سکین گے اور ہاتھ سے ٹٹولتے ہین کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاؤن پر کسی کا دانت پر یہ اندھے جب اور اندھون کے پاس جاتے ہین اور وہ
اُنسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہین تو ان مین سے جس اندھے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤن پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ
دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے
سچ بھی کہتے ہین اور اسوجہ سے دھوکا بھی کھاتے ہین کہ سمجھتے تھے کہ ہم نے تمام ہاتھی کو پہچان لیا اور حقیقت مین تمام ہاتھی کو نہین پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کو

---

[1] اور اسی طرح ہم نے دکھائی ابراہیم کو بادشاہی آسمانون اور زمین کی ۱۲ [2] تحقیق کہ مین نے متوجہ کیا اپنے منھ کو ایسے کی طرف جس نے بنایا آسمانون اور زمین کو ۱۲ [3] بیشک اللہ کے واسطے ستر ہزار
پردے ہین نور کے اگر اُٹھالے ان پردون کو ہر آئینہ جلاوین تجلیان اسکے رخ کی اُن سب کو جن کی نظر ان پر پڑے ۱۲ [4] اور سورج اور چاند اندازہ ہین اور چاند اور تارے اُسکے حکم کے مطیع ہین ۱۲

فصل

آنکہ حق تعالی کے ایک نوکر اور فرمانبردار پر پڑی اسکی سلطنت قاہرہ اور قدرت کاملہ سے دنگ ہو کر نوکر کو کہا کہ یہی پادشاہ ہے اور هٰذَا رَبِّي[1] جب کسی
کو خدا نے راہ راست بتائی اور جنکو اپنا رب سمجھا تھا ان سب کا نقصان اسنے دیکھا اور اُن کے علاوہ دوسرے کو دیکھا تو کہا کہ جسے مین رب اور
خدا سمجھا تھا وہ تو اور کے حکم کے تابع ہے اور جو دوسرے کے حکم کے تابع ہو وہ خدائی کے لائق نہین[2] لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ
کواکب اور طبائع اور بروج اور فلک الکواکب جو بارہ برجون پر تقسیم ہے اور ان کے علاوہ جو عرش عظیم ہے ایک وجہ سے ان سب کی
مثال اُس پادشاہ کی ایسی ہے جس کا ایک خاص حجرہ ہو اور اس کا وزیر اس حجرہ مین بیٹھا ہو اور اس حجرہ کے گرداگرد بارہ دروازون کا رواق ہو اور
ہر ہر دروازہ مین اس وزیر کا ایک ایک پیش دست بیٹھا ہو اور سات نقیب سوار باہر سے اُن دروازون کے گرد پھرتے ہون اور پیش دستون کو وزیر
کے جو احکام آتے ہین انھین سنتے ہون اور چار پیادے ان سات سوارون سے دور کھڑے ہون اور ان سوارون کو دیکھتے ہون کہ دولت
انکو کیا حکم آتا ہے اور ان چارون پیادون کے ہاتھ مین چار کمندین ہون کہ انھین ڈالکر کسی گروہ کو حکم کے موافق حاضر حضور کرین اور کسی کو دور کرین
کسی گروہ کو خلعت دین کسی کو سزا اور اذیت دین عرش حجرۂ خاص کے مانند ہے اور وزیر مملکت کے جلوس فرمانے کی جگہ ہے اور وہ ایک بڑا مقرب
فرشتہ ہے اور تارون والا آسمان رواق ہے اور بارہ برج بارہ دروازہ ہین اور اس وزیر کے نائب اور فرشتے ہین ان فرشتون کا درجہ اس مقرب فرشتے
کے درجے سے کم ہے اور ان فرشتون مین سے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد ہے اور سات ستارے سات سوار ہین کہ نقیبون کی طرح ان دروازون کے گرد
ہمیشہ پھرا کرتے ہین اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک قسم کا حکم انھین پہونچتا رہتا ہے اور جنکو چار عنصر کہتے ہین یعنی آگ پانی خاک ہوا چار پیادونکے مانند ہین
کہ اپنے وطن سے باہر نہین جاتے اور چار طبیعتین یعنی گرمی سردی تری خشکی چار کمندین ان چار پیادون کے ہاتھ مین ہین مثلاً جب کسی کا حال بدلجائے یعنی
دنیا سے اپنا منھ پھیرے اور رنج اور درد اسپر غالب ہو جائے اور دنیا کی نعمتین اسے دل سے بری معلوم ہونے لگین اور انجام کار کا رنج و فکر اسے گھیرے
تو طبیب کہیگا کہ یہ بیمار ہے اور اس بیماری کو مالیخولیا کہتے ہین افتیمون کا جوشاندہ اسکا علاج ہے طبیعی کہیگا کہ خشکی جب دماغ مین غالب ہو جاتی ہے
تب یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اور جاڑون کی ہوا اس خشکی کا سبب ہے جبتک فصل بہار نہ آئیگی اور رطوبت ہوا مین نہ آجائے گی یہ بیمار اچھا نہ ہوگا
اور نجومی کہیگا کہ اس شخص کو سودا ہے عطارد کو مریخ سے جب منحوس مشاکلت ہوتی ہے تو سودا پیدا ہوتا ہے جبتک عطارد سعیدین کے مقابلہ
یا تثلیث پر نہ آئیگا اس شخص کا حال اصلاح نہ پائیگا طبیب اور طبیعی اور نجومی سب سچ کہتے ہین ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ[3] لیکن یہ بات
کہ حضرت ربوبیت سے اس شخص کی سعادت کا حکم ہوا اور دو نقیب تیز آزمودہ کار یعنی عطارد اور مریخ کو اسواسطے بھیجا کہ درگاہ الٰہی سے
پیادون مین سے ایک پیادہ یعنی ہوا خشکی کی کمند مارے اور اس شخص کے دماغ مین خشکی ڈالدے اور دنیا کی لذتون کیطرف سے اس شخص کا منھ
پھیردے ڈر اور رنج کے کوڑے مارکے قصد اور طلب کی مہار پھیر کر اسے درگاہ الٰہی مین بلائے نہ علم طب مین ہے نہ علم طبیعت و نجوم مین
بلکہ یہ گوہر آبدار علم نبوت کے بحر ناپیدا کنار سے نکلتا ہے یعنی یہ بات عالم علوم نبوت سے معلوم ہوتی ہے جو مملکت کے سب کنارون اور جناب
احدیت کے سب عاملون اور نقیبون اور نوکرون کو محیط ہے اور پہچانتا ہے کہ ہر ایک عامل وغیرہ کس شغل کیواسطے ہین اور کسکے حکم سے حرکت
کرتے ہین اور خلق کو کہان بلاتے ہین اور کہان سے باز رکھتے ہین تو ہر ایک نے جو کچھ کہا سچ کہا لیکن پادشاہ مملکت اور تمام سپہسالارون کے

[1] یہ پروردگار ہے میرا ۱۲ [2] مین نہین دوست رکھتا ہون نیچے جھکنے والون کو ۱۲ [3] یہ ان کی نہایت کا مرتبہ ہے علم کی رو سے ۱۲

بھید سے اُسنے خبر نہ رکھی حق تعالےٰ اسی طرح بلا بیماری سود المحنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین ہماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنے حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَآءَ مُوَكَّلٌ بِالْاَنْبِيَآءِ ثُمَّ الْاَوْلِيَآءِ ثُمَّ الْاَمْثَلِ فَالْاَمْثَلِ بیمار جان کران کو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ انھین کی شان مین آیا ہے آدمی کی پادشاہی جو اُسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی پادشاہی جو اسکے بدن کے باہر ہے دوسری مثال سے اسکا حال کھلا اور اسیو جسے بدن کے باہر کی پادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنے اسے اول ہی مین بیان کیا **فصل** اے عزیز اب سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ کے معنی تجھکو پہچاننا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الٰہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالےٰ کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی تو سبحان اللہ کے معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالےٰ کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب و درمیانی اسی کے تابع ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین تو الحمد للہ کے معنے جان لیے کہ جب اسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اسکے سوا اور کسی کے واسطے نہین ہو سکتا اور جب تونے یہ معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود سر حاکم نہین ہے تو لا الٰہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالےٰ کی کنہ حقیقت کو نہین جانا ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ بہت بزرگ اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اسباب سے بزرگ تر و بڑا ہے کہ خلق اسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اورون سے بڑا اور بزرگ ہے کیونکہ اسکے ساتھ اور کوئی چیز خود موجود ہی نہین کہ وہ اُس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسواسطے کہ سب موجودات اُسی کے وجود کا نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین کہ وہ اس امر سے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالےٰ کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی ایسی ہوئی آدمی تو کیا وہ تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالےٰ کی پادشاہی کیا آدمی کی پادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ اسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالےٰ کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوئے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الٰہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جائے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہم سے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت اور پادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اس سے ہم یہی کہینگے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اسے حاصل ہی نہ ہوگا اس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکے گا ہان اس مزہ کو البتہ پہچانیگا جسکا شائبہ اُسے حاصل ہوا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذّت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک دوسرے سے کچھ برابر ہین اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکون کو چاہیے اے عزیز معرفت الٰہی کا جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئی ہین ایسا ہی انھین بھی جان لے پس حق تعالےٰ کے سوا حق تعالےٰ کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا **فصل** حق سبحانہ تعالےٰ کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتاب مین ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جسقدر بیان ہوا اسیقدر اسبات کیواسطے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اور آدمی کو اپنے مقدور بھر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جائے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت اسکی بدولت ہے بلکہ آدمی کی

لے بیشک بلا مقرر کیگئی ہے انبیا پر پھر اولیا پر پھر بزرگ تر پھر بزرگ پر ۱۲ لے مین بیمار ہوا تو تونے میری عیادت نہ کی ۱۲ لے پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کیواسطے ہے اور کوئی معبود نہین مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے ۱۲

سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہی اور یہ بات کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے اسکی وجہ پہلے ہی بیان ہو چکی ہے لیکن
بندگی اور عبادت آدمی کے واسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مریگا تو خدا ہی سے اُسے سروکار ہوگا اِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ[1]
اور جب شخص کو کسی کے پاس رہنا ہو اُس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہتا ہی اسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اسے دوست رکھیگا اتنی
ہی اسکی سعادت بڑھیگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہی اور حقتعالی کی دوستی آدمی کے دل پر معرفت اور ذکر کی کثرت ہی
سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی تو اسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اُسکا ذکر زیادہ کرتا ہی تو اسکے دوست ہوجاتا ہے
اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ فَالْزِمْ بُدَّكَ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا
سروکار مجھی سے ہی ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ آدمی ہمیشہ عبادتون مین مشغول رہے
اور فراغت سے عبادت اسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جائے اور خواہشون کا رشتہ تعلق جب ہی ٹوٹتا ہے کہ
آدمی گناہون سے ہاتھ اٹھاوے تو گناہون سے ہاتھ اُٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور عبادت کرنا غلبۂ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون
سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہی جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى[2] اور چونکہ سب کام عبادت نہین ہوسکتے بعضے ہوسکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون
سے دستبردار ہونا نہ ممکن ہے نہ درست ہی اسواسطے کہ اگر آدمی کھانا نہ کھائیگا تو ہلاک ہوجائیگا اگر جورو سے جماع نہ کریگا نسل منقطع ہوجائیگی
بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو ایک اندازا اور حد چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کردے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا
آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے حد باندھے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندھوالے اور اندازہ کرالے اور یہ امر محال ہی کہ
آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر چھوڑ دین اسواسطے کہ خواہش خود اسپر غالب ہوتی ہی راہ حق ہمیشہ اس پر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد برآتی ہی
وہ چیز خواہش کے سبب اسے اچھی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جائے بلکہ دوسرے کا فرمانبردار کیا جائے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اسکی فرمانبرداری
کیجائے بلکہ اسواسطے بڑا دوراندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت کی راہ ہوگا
اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑے گا اسی سبب سے حق تعالے
نے فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ[3] **فصل** غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے
دستبردار ہوگئے اکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہی پہلی وجہ اُس فرقہ کی نادانی کی ہے جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتا کہ اُس
بیچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین جگونگی کے ساتھ ڈھونڈھا جب نہ پایا تو اسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ
کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب اس حکمت اور ترتیب کے ساتھ خودبخود پیدا ہوئے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے ہین یا
یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بیخبر ہے تو اور چیز کو کیا پہچانے گا اور ان کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا سا خط
دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اس مین کچھ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

[1] اسی کی طرف رجوع اور بازگشت ہے ۱۲ [2] بیشک اسنے نجات پائی جسنے اپنے تئین پاک کیا اور یاد کیا اپنے پروردگار کا نام پھر نماز پڑھی ۱۲ [3] جو اللہ کی حدون سے بڑھ گیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا ۱۲

اور جسکا اندھاپن اسقدر ہو وہ بدبختی اور گمراہی کی راہ سے کبھی نہ پھریگا اور نجومی اور طبیعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہو چکی ہے دوسری وجہ اس گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہ ہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ آدمی گھاس پات کے مثل یا اور حیوانون کے مانند ہے جب مر جائیگا نیست ہو جائے گا اس پر نہ عتاب ہے نہ اسکا حساب اسپر نہ عذاب ہے نہ اسکو ثواب اور اپنے نفس کو نہ جاننا اس جہل کا سبب ہے کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اُسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی نہ مریگی لیکن اسکا ڈھانچا اس سے پھیر لین گے اور اسی کو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اُن لڑکون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنی نہین پہچانتے اور کہتے ہین کہ حق تعالیٰ کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا رنج اور راذیت ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پروا ہے اسکے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالیٰ ایک بار ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكّٰى[1] فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ اور وَمَنْ[2] جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اور وَمَنْ[3] عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے یہ جانتا ہے کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز نہ کرے اور کہے کہ طبیب کو اس سے کیا کہ مین اسکا حکم مانون یا نہ مانون اسکا یہ کہنا تو سچ ہے لیکن وہ ہلاک ہو جائیگا طبیب کی حاجت کیوجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن اس باعث سے ہلاک ہو جائیگا کہ پرہیز نہ کرنے مین اسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اُسنے نہ کیا تو راہ بتانیوالے کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہو جائیگا جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دلکی بیماری اس جہان مین شقاوت کا سبب ہے اور جیسا دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے عبادت اور معرفت اور گناہون سے پرہیز دلکی سلامتی کا باعث ہے وَلَا يَنْجُو[4] اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ چوتھی وجہ ان لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو اور وجہ سے شریعت سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ شرع حکم فرماتی ہے کہ خواہش غصہ ریا سے دل کو پاک کرو اور یہ امر ممکن نہین اسواسطے کہ خدا تعالےٰ نے آدمی کو ان ہی چیزون سے پیدا کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ ایسا ہی جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ احمق یہ نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انھین ادب سکھاؤ اور اسطرح دبائے رکھو کہ شرع اور عقل پر غالب نہ ہو جائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حد مین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم انکے گناہ صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجہ پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلعم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ نہ چاہیے اور عیش نہ چاہیے حالانکہ آپ کے نو محل تھے اور فرمایا مین تمہاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنے آدمی کی طرح مجھے غصہ آتا ہے اور حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی اس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ہضم کر جائے اسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہووے ہی نہ پانچوین وجہ اُن لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حقتعالیٰ کی صفتون سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے جس حال پر ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائیگا اور یہ نہین جانتے کہ جسطرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین کہتے کہ باوصفیکہ رحیم وکریم ہے مگر اس جہان مین اکثر خلق کو بلا بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی اور سوداگری نہین کرتے مال ہاتھ نہین آتا

---

[1] اور جسنے اپنے تئین پاک کیا اسنے اپنے تئین پاک نہین کیا مگر اپنی ذات کے واسطے ۱۲ [2] جسنے کوشش کی اُسنے کوشش نہین کی مگر اپنی ذات کے واسطے ۱۲ [3] اور جس نے نیک کام کیے تو اپنی ذات کے واسطے ۱۲ [4] اور کوئی نجات نہ پائے گا مگر وہ شخص جو خدا کے پاس گناہون سے دل سلامت لائے گا ۱۲

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور
سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے باوصفیکہ حق تعالے رزق کا ضامن ہے اور اسنے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا[1]
اور آخرت کا کام حق تعالیٰ نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ[2] چونکہ لوگ اسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق
ڈھونڈھنے سے ہاتھ نہین اُٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ
اُن لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کرکے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کرسکتا
اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قُلَّتَین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کم ظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی
ایک بات ان سے کہے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر یہ اسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے
تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ و تاریک ہوجاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین قُلَّتَین یعنی عالی ظرف نہین ہوئے ہین کہ ایسی چیزون
سے باک نہ رکھین یہ دعویٰ باطل کہ ہم عالی درجہ ہین گناہ ہمین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا بھی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش
ریا اسکے پاس بھی نہ آئے تو اسکا بھی یہ دعوے کرنا محض تکبر ہے اسواسطے کہ اسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے نہ بڑھ جاویگا انبیاؑ تو اپنی چوک
اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہؓ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے
اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان کے مکر مین یہ نہین پھنسا ہے اور کیونکر پہچانا کہ اس کا درجہ انبیاؑ اور صحابہؓ کے مرتبے سے بڑھا ہے اگر یہ
احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ انکو کچھ ضرر نہ کرتا تھا لیکن نالہ و زاری اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور فائدے کے واسطے کرتے تھے
تو یہ بھی خلق کے واسطے کیون نہین کرو دیکھتا ہے کہ جو کوئی اسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے
میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلعم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نہ تھا تو آنحضرت اپنے تئین تقوے اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے
تھے آنحضرت نے ایک صدقہ کا خرما منھ سے نکالکر پھینکدیا اگر کھالیتے تو اس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اسکا کھانا سکو درست ہوجاتا اور اگر اس
خرمے سے آنحضرت صلعم کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلعم کے درجے سے
زیادہ اور بڑھکر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدح اسکو نہ بگاڑینگے
اور معاذ اللہ رسول اعظم صلعم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے کہ ایک خرما اسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اس احمق کی مونچھین مڑوڑتا
اور جہان کے بیوقوف اس احمق کو مسخرا بناتے ہین اسواسطے کہ عقلمندون کو اسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اسکی ہمسفری کرنے مین ننگ
و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زبردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور
ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ ہانکتا ہے کہ مین زبردست ہون
پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اسکے دعوے پر دلیل طلب کرے اور اسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور
کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھے تو وہ شیطان کا

[1] اور نہین ہے کوئی چلنے والا زمین پر مگر خدا ہی کے ذمہ اس کا رزق ہے ۱۲ [2] اور نہین ہے آدمی کے لیے مگر جو اس نے محنت کی ۱۲

بندہ ہے اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اس سے اس دلیل کا خواستگار رہنا چاہیے ورنہ مغرور اور دنیا پر فریفتہ ہو کر ہلاک ہو جائیگا اور آدمی یہ نہین جانتا کہ متابعت شرع مین نفس کا ہمہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے ساتوین وجہ غفلت اور خواہش کی بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہین پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والا وہ فرقہ ہے جس نے اُن سب وجہون مین سے جن کا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہین اور فساد ڈالتے ہین چکنی چکنی باتین بناتے ہین اور صوفیون کا لباس پہنکر تصوّف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہین اس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطے کہ اس کی طبیعت مین لغویت اور خواہش غالب ہوتی ہے وہ فساد کرنے کی اُسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اس فساد کے سبب سے مجھپر عذاب ہوگا تاکہ فساد اسپر تلخ اور شاق ہو جائے بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہین اسکو فساد کہنا تہمت اور حدیث ہے یعنی نئی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنے تک نہین جانتا ایسا آدمی غافل اور شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اسپر مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہین ہوتا کہ اسکو بات سے شبہہ نہین پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر ان لوگون مین سے ہے جنکی شان مین حقتعالیٰ نے یون ارشاد فرمایا ہے[ل] اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ یَّهْتَدُوْا اِذًا اَبَدًا ان لوگون کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے نہ حجت اور تقریر سے اور اس عنوان مین نصیحت کی تفصیل ور ہر چیز کے مباح ٹھہرانیوالون کی غلطی کے بیان مین اسیقدر کفایت کرتا ہے جو بیان کیا گیا کہ اس غلطی اور گمراہی کا سبب یا یہ ہے کہ اسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہین دریافت کیا اور جب آدمی کی نادانی ایسے کام مین ہو جو اسکی طبیعت کے موافق ہے تو اس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک و شبہہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف راہ اباحت مین قدم دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم متحیر ہین اگر ان سے پوچھیے کہ تم کس چیز مین متحیر ہو تو جواب نہین دے سکتے اسواسطے کہ انکو طلب ہے نہ شبہہ ان لوگون کی ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجھکو بیماری کا خلل ہے اور بیماری نہ بتائے تو جبتک اسکی بیماری نہ جانے گا طبیب اُسکا علاج نہ کر سکے گا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز مین تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات مین شک نہ کر کہ تو بندہ ہے اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور یہ بات اُسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ۔

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے اسمین معرفت دنیا کا بیان ہے

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلون مین سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافرون کا راستہ ہے اور مسافرون کے زاد راہ لینے کے واسطے صحرائے معرفت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہے دنیا اور آخرت دو حالتون سے عبارت ہے جو حالت موت سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اسے دنیا کہتے ہین اور جو حالت موت کے بعد ہے اُسکو آخرت کہتے ہین اور دنیا سے زاد آخرت مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتدائے خلقت مین سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ ایسا کمال حاصل کرے اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بنائے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو جائے یعنی وہان باریاب ہو اور مشغول نظارۂ حضرت ربّ الارباب ہو اور یہی امر اسکی بہشت اور اسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اُسے اسیواسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اسکی آنکھ نہ کھلے گی اور اُس جمال لازوال کو نہ پہچان لے گا

[ل] بیشک ہم نے انکے دلون پر پردے ڈالدیے ہین کہ وہ اسکو نہ سمجھین اور اُنکے کانون مین بوجھ ہے ۱۲ [ع] اور اگر اے محمد تو انھین ہدایت کیطرف بلائے تو وہ اسوقت ہدایت نہ پائین کبھی ۱۲ ۔

نظارہ کیا کرسکے گا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صنعتون کی پہچان جمال حضرت الٰہی کی معرفت کی کنجی ہے
اور آدمی کے حواس اُن صنعتون کی معرفت کی کنجی ہین اور بغیر اس ڈھلنچے کے جو پانی مٹی سے بنا ہے حواس ممکن نہ تھے
اس وجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم مین آپڑا کہ اس سے توشہ لے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان حواس
سے معلوم ہوتا ہے اسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالےٰ کی معرفت حاصل کرے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہین اور مخبری کرتے
ہین تو لوگ کہتے ہین کہ آدمی دنیا مین ہے اور جب یہ حواس رخصت ہوتے ہین اور وہ آپ اور اسکی ذاتی صفتین فقط رہ جاتی ہین تو کہتے
ہین کہ آخرت کو روان ہوا تو دنیا مین آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا **فصل** آدمی کو دنیا مین دو چیزون کی حاجت
ہے ایک یہ کہ دل کو ہلاکت کے سببون سے بچائے اور دل کی غذا حاصل کرے دُوسرے یہ کہ بدن کو ہلاک کرنے والی چیزون سے محفوظ
رکھے اور اسکی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اس کی طبیعت کی
خواہش کے موافق اور اُسکی خاصیت ہے اور آدمی کی خاصیت کا بیان پہلے ہوچکا ہے اور حق تعالےٰ کے سوا اورکسی چیز کی محبت مین ڈوبا رہنا
آدمی کے دل کی ہلاکت کا سبب ہے اور بدن کی کفالت اور خبرگیری دل ہی کیواسطے چاہیے کہ بدن فنا ہوجائیگا اور دل باقی رہیگا اور دل کیواسطے
بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی راہ مین حاجی کیواسطے اونٹ اونٹ حاجی کیواسطے ہوتا ہے حاجی اونٹ کیواسطے نہین ہوتا جبتک کعبہ مین پہونچے
اور اونٹ سے بیفکر اور بے پروانہ ہوجائے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبرگیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر
ضرورت چاہیے اگر حاجی دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آراستہ کرنے کو ٹھہرا رہیگا اور اسکی خبرگیری کیا کریگا تو قافلے سے پیچھے رہ جائے گا اور
ہلاک ہوگا اسیطرح آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کریگا یعنی اسکی غذا مہیا کرے گا اور اُسے ہلاکت کے سببون سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت
سے محروم رہیگا اور بدن کو دنیا مین فقط ان تین چیزون کی احتیاج ہے کھانے پینے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر وہ ہے کہ گرمی سردی
اور ہلاکت کے اسباب سے اسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا مین بدن کیواسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہین بلکہ یہی تین چیزین خود دنیا کی اصل
ہین دل کی غذا معرفت ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو تو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے لیکن حق تعالےٰ
نے خواہش کو آدمی پر تعین کردیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اسکی سواری ہے وہ ہلاک نہ ہوجائے اور اس خواہش
کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہین ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش کو اپنی حد پر رکھے
اور پیغمبرون کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کردین لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے اسکو لڑکپن
ہی مین پیدا کیا اسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہ پکڑلی اور غالب ہوگئی اور عقل و شرع جو بعد مین پیدا ہوئی
ہین اُن سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمی کو ہمہ تن خورد و پوش اور مسکن کی تلاش مین مشغول کرے اس سبب سے آدمی اپنے تئین بھول جاتا ہے اور
یہ نہین جانتا کہ یہ خورد و پوش اور مسکن کسواسطے چاہیے اور وہ خود دنیا مین کیون آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اُسے بھول جاتا ہے
اے عزیز ان سب باتون سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو نے جانی ہے اب چاہیے کہ دنیا کی شاخون کو پہچان اور دنیا مین جو شغل ہین
اُسے جان **فصل** اے عزیز اس بات کو جان کہ اگر دنیا کی تفصیل مین تو غور کریگا تو تجھ کو معلوم ہوگا کہ دنیا تین چیزون سے عبارت ہے ایک ان

فصل دنیا تین چیزون سے عبارت ہے

چیزون کی ذاتین جو زمین پر پیدا ہوئی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل زمین مسکن اور منفعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات مثلاً تانبا پیتل لوہا اوزار کے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کھانے کے واسطے آدمی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول رکھتا ہے دل کو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاؤن کو انکی درستی اور کارسازی مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو ان چیزون کے ساتھ اٹکانے سے دل مین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہون جیسے حرص بخل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاؤن کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھول کر دنیا کے کامون مین ہمت باندھتا ہے اور جس طرح اصل دنیا مین تین چیزین ہین خورد و پوشش اور مسکن اسی طرح جن صنعتون اور شغلون کی آدمی کو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین سنار کی صنعت جولاہے کی صنعت ٹھوئی کی صنعت لیکن ان مین سے ہر ایک کی شاخین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دھنیا اور سوت کاتنے والا جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی ان کے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سب کو لکڑی لوہے چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار بڑھئی چکوا پیدا ہوا اور ہر ایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسواسطے کہ ہر ایک اپنا تمام کام آپ نہین کر سکتا تو سب دنیا مین جمع ہو گئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح ہر ایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوئین اور ہر ایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر نہ راضی ہوا اور دوسرے کے درپے ہوا تو اور تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک سیاست اور سلطنت دوسرے قضا اور حکومت تیسرے علم فقہ کہ اس کے سبب سے خلق مین سلطنت اور سیاست کرنے کے قواعد لوگ جانین اور یہ ہر ایک اگرچہ پیشہ ورونکی طرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشہ ہے اسوجہ سے دنیا کے شغل بہت ہو گئے اور آپس مین الجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین ان مین گم کر دیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان سبکی اصل فقط تین ہی چیزین یعنی خورد و پوشش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل ان ہی تینون چیزون کیواسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کیواسطے ہین اور بدن دل کے واسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالی کے واسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جائے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے اے عزیز دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین مسافر پاؤن رکھکر آمادہ سفر نہ رہے اور آخرت پر جس شخص کی ہمہ تن نظر نہ رہے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا کے شغل اختیار کرے اُسنے دنیا کو نہین پہچانا اور اس جہل اور نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اُسکے مکر و فریب جاننا اور مثال دینے سے اُس کا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اُسکی مثال سننے کا وقت ہے

فصل پہلی مثال اے عزیز اس بات کو جان اور اس نکتہ کو پہچان کہ دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجھکو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو ہمیشہ تجھ سے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرا ذرا ہٹتی ہے اسکی یہ مثال ہے کہ اُسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھیے تو ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجھکو معلوم ہے کہ تیری عمر ہمیشہ روان ہے آہستہ آہستہ ہر دم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے کہ تجھ سے گذرتی ہے اور تجھے رخصت کرتی ہے اور تجھکو کچھ خبر نہین دوسری مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین یہانتک تجھے تیرا دوست دکھاتی ہے کہ تجھکو اپنا عاشق بناتی ہے

اور تجھ سے ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریگی اور کسی کے پاس نہ جائیگی اور دفعۃً تجھے چھوڑ کر تیرے دشمن پاس چلی جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردونکو لبھاتی ہے کہ اپنا عاشق بناتی ہے تب اپنے گھر لیجاتی ہے اور موت کا مزہ چکھاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ مین دنیا کو بڑھیا عورت کی صورت پر دیکھا پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی مین نہین آ سکتے پوچھا مر گئے یا طلاق دی کہا نہین مین نے سبھون کو مار ڈالا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ان اور احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اورون کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت نہین کرتے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنَا مِنْ سِحْرِھَا[1] تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور اس مین جو بلا اور محنت ہے اس کو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اسکا ظاہر دیکھ کر فریفتہ ہو جائے اُس بڑھیا عورت کی سی اس کی مثال ہے جو کہ اپنا منھ تو چھپائے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہو جائے زیور بیش بہا سے پیراستہ ہو جائے کہ جو کوئی دور سے اُسے دیکھتا ہے عاشق زار ہو جاتا ہے اور جب اس کے منھ سے نقاب ہٹاتا ہے ذلیل ہو کر اسکی صورت سے بیزار ہو جاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بڑھیا کی صورت پر فرشتے لائین گے اُسکی آنکھین سبز ہون گی بڑے بڑے دانت منھ کے باہر نظر آئین گے خلق جب اُسے دیکھے گی کہے گی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے کہین گے یہ وہی دنیا ہے جسکے واسطے تم آپس مین حسد دشمنی کر کے ایک دوسرے سے لڑ مرے قرابتین چھوڑ دین اس پر فریفتہ ہو گئے پھر دنیا کو دوزخ مین ڈال دینگے وہ کہے گی بار خدایا جو میرے دوست تھے وہ کہان ہین حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اُن لوگون کو بھی اس کے ساتھ دوزخ مین پہونچا دو نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کسقدر زمانہ گذرا جسمین دنیا نہ تھی اور ابد تک کتنا زمانہ ہے جسمین نہ ہوگی تو معلوم ہو جائے کہ دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان مین گنتی کی چند منزلین ہین ہر برس گویا منزل ہے ہر مہینا فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم اور وہ ہمیشہ روان ہے کسی کو ایک فرسنگ راہ ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا ساکن بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ وہین رہے گا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اُن کامون کا محتاج نہ ہو اور دس دن مین زیر خاک ہو جائیگا پانچوین مثال اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اُٹھاتے ہین اور اسکی عوض مین ذلت اور مصیبت جو قیامت کو اُٹھائین گے اس لذت اور اس مصیبت کے اُٹھانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی عمدہ کھانا خوب چکنا اور میٹھا یہانتک کھائے کہ اسکا معدہ خراب ہو جائے تو اُسوقت قے کرتا ہے اور دستون کے ہاتھون رسوا ہوتا ہے اور شرم کھاتا ہے اور پشیمان ہو جاتا ہے کہ لذت گئی اور ذلت رہی اور جیسے کھانا جتنا بھاری اور عمدہ ہوتا ہے اُتنا ہی اسکا ثفل بدبودار غلیظ گندہ ہوتا ہے اُسی طرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت مین اُتنی ہی اسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور یہ امر[2] جانکنی کے وقت خود ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جس قدر زیادہ ہوتا ہے جانکنی کے وقت اُس کی جدائی کا رنج بھی مفلس کی نسبت اُسے اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اسواسطے کہ دوستی دنیا دل کی صفت ہے اور دل موت کے بعد برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تھوڑا دکھائی دیتا ہے

[1] اے اللہ بچا ہم کو مکر سے دنیا کے ۱۲

ف دنیا گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے

ف قیامت کے دن دنیا بصورت بڑھیا نظر آئے گی

ف دنیا مسافر کی راہ

[2] ف دنیا کی محبت کا رنج و عذاب جانکنی کے وقت ظاہر ہو جاتا ہے

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت نہ ہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اس کام سے سو کام پیدا ہو جاتے ہین اور اسکی تمام عمر اُسی مین گذر جاتی ہی حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اُتنا ہی زیادہ پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہی کہ ہلاک ہو جاتا ہی اور اسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہی کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص پانی مین جائے اور تر نہ ہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہ ہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آئے اسکی مثال ایسی ہی جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اُس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کیواسطے مکان آراستہ رکھتا ہو اور مہمان کو گروہ گروہ بلا کر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھی اسکے سامنے رکھے کہ معطر ہو جائین اور خوشبو مین بس جائین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جائین کہ اور لوگ آئین گے تو جو مہمان اس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہی اور عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈالکر معطر ہو جاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجا لاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجھکو دیدیگا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اس سے لے لیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلاتا ہے دنیا بھی گویا مہمانسرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ سرا مین ہے اسکا لالچ نہ کرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اسکی مثال ایسی ہی جیسے آدمیونکی ایک جماعت کشتی مین ہو اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور کشتیبان نے منادی کر دی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگائے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہ ہو جائے کہ کشتی جلد روانہ ہو جائے گی اور یہ لوگ اس جزیرہ مین جا کر پراگندہ ہو گئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اُسنے پھرتی سے طہارت کر لی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوشرنگ پھول اور خوش آواز جانور اور سنگریزے منقّش اور رنگا رنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہ نہ پائی تنگ و تاریک جگہ مین بیٹھا اور تکلیف اٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر بھی کفایت نہ کی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چُن لایا اور کشتی مین اُنکے رکھنے کی جگہ نہ پائی تنگ جگہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو اپنی گردن پر رکھ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزون کا عمدہ رنگ بدلکر سیاہ ہو گیا اور بدبو آنے لگی تو اُن بدرنگ اور بدبودار سنگریزون کے پھینکنے کی جگہ بھی نہ ملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اس بوجھ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اس جزیرے کے عجائبات دیکھ کر ایسا متحیر ہوا کہ انھین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دُور پڑا رہا کشتیبان کا پہلا کہا نہ سنا اُسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اُس گروہ کے بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضون کو درندون نے ہلاک کر ڈالا پہلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھول کر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کر دیا اِسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ[1] اور بیچ والے دونون گروہ گنہگارون کے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھ نہ کھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی حظ اُٹھایا ایک نے سیہ کاری کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گرانبھی بنایا **فصل** اے عزیز دنیا کی بُرائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھ دنیا مین ہے سب بُرا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے اسلیے

[1] اُنھون نے دوست رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ مین ۱۲

کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہ آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور عمل اگرچہ بعینہ نہین رہتا لیکن اُسکا اثر رہتا ہے اور اس کے اثر کی دو قسمین ہین ایک گوہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالی کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات الصالحات ہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ[1] علم اور مناجات کی لذت اور حقتعالی کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھکر ہے اور دنیا مین ہر لیکن دنیا مین سے نہین ہے تو دنیا کی سب لذتین بُری نہین ہین[ف] بلکہ جو لذتین فنا ہو جاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بُری نہین ہین بلکہ اسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہر اور مرنے کے بعد بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم و عمل ور مسلمانون کی بڑھتی مین مددگار ہر جیسے وہ نکاح اور خورد پوش ور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضرور ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کرے اور فراغت سے دین کا کام کرنے کی نیت کرے وہ شخص دنیادار نہین مذموم اور بُری وہ دنیا ہر جس سے دین کا کام نہ مقصود ہو بلکہ وہ اس عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اُس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہر اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ یعنے یون حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہر مگر اللہ کا ذکر اور جو اُسمین مدد کرے حقیقت دنیا کی تفصیل ور دنیا سے جو مقصود ہے اسکا بیان اسیقدر یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو راہ دین مین کھٹکے کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالے وہان پر بخوبی عیان ہوگا۔

چوتھا عنوان مسلمانی کا یہ چوتھا عنوان ہے اس مین معرفت آخرت کا بیان ہر

اے برادر اس بات کو باور کر کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ پہچانے گا جبتک حقیقت موت نہ جانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی نہ جان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جبتک حقیقت روح نہ جان لیجائیگی اور حقیقت روح جاننا بھی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہر جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ ہمنے پہلے کہا ہر کہ آدمی دو چیزسے بنا ہر ایک روح دوسرے ڈھانچا روح سوار ہر اور ڈھانچا گویا سواری ہے اور اس روح کو کالبد کیوجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنّت ہوگی اور بے شرکت اور بے مداخلت قالب فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنّت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی ان لذتون ور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور ذریعے سے نہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دل کے اُن رنج والم کو جو بیواسطہ قالب ہون آتش روحانی کہتے ہین لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہر خود ظاہر ہر باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنّت سے حاصل ہر اور آگ سانپ بچھو خاردار درخت وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنّت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سبھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اسکی تفصیل کتاب احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہر اور یہان اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت اور دوزخ روحانی کا ذکر اشارۃً اور حقیقت موت کا بیان تفصیل وار کرتے ہین کیونکہ اسکو ہر ایک نہین جانتا ہر ہر کس و ناکس نہین پہچانتا ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہر یعنی حقتعالی نے رسول اکرم صلعم کی زبانی فرمایا ہر اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ[2] یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور دل مین عالم ملکوت کی طرف ایک روزن ہر اُسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہین اور ان مین کچھ شک و شبہہ نہین رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت کیطرف کھلتا ہر اسے آخرت کی سعادت و شقاوت کا

[ف] دنیا کی سب لذتین بُری نہین ہین ۱۲

[ف] [illegible] آتش روحانی

[1] اور نیک کمائی جو باقی ہے وہ نیک ہے تیرے پروردگار کے نزدیک ۱۲
[2] مہیا کی گئی ہے میرے نیک بندون کیلیے وہ چیز جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر خطرہ گذرا ۱۲

یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر بات لینے سے نہین بلکہ مشاہدہ اور معائنہ کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہے کہ اس جہان مین بدن کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت و علالت ہے اور اسکے بہت سے سبب ہوتے ہین مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادت بدن کا سبب ہے اور بہت کھانا اور پرہیز نہ کرنا شقاوت تن کا سبب ہے اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دل کیلیے یعنی آدمی کی روح کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے اس سعادت کی دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہے اور اسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور معزز علم ہے بہت لوگ جو علما کہلاتے ہین اس علم سے غافل بلکہ منکر ہین بدن ہی کی جنّت اور دوزخ کو فقط مانتے ہین اور آخرت کو فقط سماعت اور تقلید ہی سے جانتے ہین اور ہم نے (یعنی امام والا مقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق و تشریح مین عربی کتابین لکھی ہین اور اس کتاب مین اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہے اور جسکا باطن تعصب و تقلید کی آلایش سے پاک ہے وہ یہ راہ پائیگا اور آخرت کا حال اسکے دل مین ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتھ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہے **فصل** اے عزیز اگر تو کچھ حقیقت موت جاننا چاہتا ہے اور اسکے معنی پہچاننا چاہتا ہے تو یہ امر جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہین ایک روح حیوانات کی جنس سے ہے اسکا نام روح حیوانی ہے اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہے اسکا نام روح انسانی ہے اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہے یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ مین بائین طرف لٹکتا ہے اور یہ روح حیوان کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے اسکا مزاج معتدل ہے دل سے دھکتی رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا مین جاتی ہے اور یہ روح حس و حرکت کی قوت کو اٹھائے ہوئے ہے جب دماغ مین پہونچتی ہے تو اسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھ کو اس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے کان کو اس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اسی طرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہین اس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر مین آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہین جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسی طرح خدا کی قدرت سے روح کی بدولت آنکھون مین نور اور کانون مین سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہین اگر کسی رگ مین سُدّہ اور گرہ پڑجاتی ہے تو جو عضو اس گرہ کے بعد ہے بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اس مین کچھ حس و حرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ سُدّہ اور گرہ کھلجاوے روح گویا چراغ کی لو ہے اور دل بتی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جائے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے اسیطرح اگر غذا نہ دیجائے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتی زیادہ تیل کھینچے تو چکٹ جاتی ہے اور پھر تیل نہین لیتی اسی طرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی چیز ماری جائے تو تیل بتی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجھ جاتا ہے اسی طرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور اس روح کا مزاج جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے معانی لطیف مثلاً حس و حرکت کی قوت کو قبول کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے تو روح ان اثرون کو قبول کرنے کے لائق نہین رہتی جس طرح آئینہ کہ جبتک اس کا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزونکی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اس مین نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلود ہوجاتا ہے تو صورت نہین قبول کرتا یعنی اسمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہوگئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسی طرح اس بخار لطیف معتدل یعنی روح حیوانی مین حس و حرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اسکے اعتدال مزاج کے ساتھ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہوجاتا ہے تو یہ بھی حس و حرکت وغیرہ کی

قوتون کو قبول نہین کرتی جب قبول نہ کیا تو اعضا اسکے انوار سے محروم اور بےحس وحرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین سے ایک بندہ ہی اُسے ملک الموت کہتے ہین خلق اُسکا نام جانتی ہے اسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اسکا پہچاننا دشوار ہی مرگ حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہی کیونکہ اُس مین روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہی وہ ہے اور اسکے علاوہ اور روح بھی ہی اسکا نام روح انسانی اور دل ہی اوپر بعضی فصلون مین اسکا ذکر ہوچکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین ہی جو ہوائے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہی اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہی اور حق تعالی کی معرفت اسمین سماتی ہے اور جس طرح حق تعالی ایک ہی اور قسمت پذیر نہین ہی اُسی طرح اسکی معرفت بھی ایک ہی اور قسمت پذیر نہین ہے تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اُس چیز مین سماتی ہی جو یگانہ ہی اور قسمت پذیر نہین ہی اے عزیز انسان مین بتی تو روشنی تینون چیزین فرض کرلے بتی گویا قالب ہے اور چراغ کی ٹیم روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہی اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی نسبت گویا لطیف ہے اور اسکی طرف بھی اشارہ نہین ہوسکتا اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جائے تو یہ مثال ٹھیک ہی لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہی کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہی جب چراغ گل ہو تو زائل بالکل ہوا اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہی اور روح حیوانی کے زائل ہونیسے یہ باطل نہین ہوتی اگر اسکی مثال چاہے تو ایک نور فرض کر کہ چراغ سے بہت لطیف ہی اور چراغ کا قیام اسکے سبب سے ہے اسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہوجائے اور روح حیوانی ایک وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اس کا ہتھیار ہی جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوجاتا ہے قالب مردہ ہوجاتا ہے اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سواری اور بے ہتھیار ہوجاتی ہی سواری تباہ ہونیسے سوار نیست ونابود نہین ہوجاتا بے ہتھیار یعنی نہتھا ہوجاتا ہے اور یہ ہتھیار اس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہی کہ بہاری محبت اور عنقاے معرفت الٰہی کو شکار کرے اگر شکار کرچکا ہی تو ہتھیار کا ضائع ہوجانا اسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجھ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلعم نے جو ارشاد فرمایا ہی کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجھ اپنے اوپر گوارا کیے ہی جب شکار اسکے ہاتھ آئے تو دام کا ضائع ہوجانا اسکو غنیمت ہوتا ہی اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتھ آنے کے پہلے ہی دام ضائع ہوجاتا ہے تو شکاری حسرت بغایت کرتا ہی اور مصیبت بے نہایت اُٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے

فصل پس جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتھ پاؤن شل ہوجائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتھ ہے نہ وہ پاؤن بلکہ ہاتھ پاؤن اسکے آلات ہین اور وہ انکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے اے عزیز جسطرح ہاتھ پاؤن تیری اصل حقیقت نہین ہین اسی طرح پیٹھ پیٹ سر بلکہ تمام قالب بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجائین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجاتا ہی اسواسطے کہ ہاتھ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھ تیرا فرمانبردار نہ رہے یعنی تجھ کو اسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھ مین ایک صفت تھی جسے قدرت کہتے ہین اسکی وجہ سے ہاتھ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ سے وہ روح ہاتھ مین جاتی تھی جب ان مین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھ خدمت سے معذور ہوا اسی طرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا ہے روح حیوانی کے باعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا ہی اسی کو

ف: آدمی کی موت اور طرح پر ہے ف: روح حیوانی

ف: روح حیوانی زائل ہونے سے روح انسانی باطل نہین ہوتی

کو موت کہتے ہین اگرچہ فرمانبردار یعنی بدن اپنی جگہ پر برقرار نہین ہی مگر تو اپنی جگہ پر برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو یہ بات جان جائیگا کہ تیرے یہ اعضاء وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارات سے تحلیل ہوگئے اور غذا سے اُن کے بدلے اور اعضاء پیدا ہوئے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہوجائے تو اپنی ذات سے اسی طرح زندہ رہے گا لیکن تیرے اوصاف کی دو قسمین ہین ایک مین قالب کی شرکت ہے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف بے مادّہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسری مین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت اور اُسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرّت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہی اور تیرے ساتھ رہیگی اور باقیات صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہی یعنی حق تعالیٰ کی پہچان نہین ہی تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہیگی اور یہ جہل ہی تیری روح کا اندھاپن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا [۱] مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ہ اور جب تک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم ان کا علاقہ نہ پہچانے گا موت کی حقیقت بھی نہ جانے گا

فصل اے عزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور اُنکے مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہی کہ ان چارون طبعون کے اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اس روح کی سواری کے لائق ہوجائے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین اور وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہی اور اسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اسکی ذات کی خواہش سے نہین آسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے [۲] قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ اور یہ جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے [۳] اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ہ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہی ایک کو مٹی کے ساتھ حوالہ فرمایا اور اُسکے اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کیا کہ سَوَّيْتُهٗ یعنی اسے مین نے تیار اور مہیا کیا اور یہی اعتدال ہی پھر اُسوقت ارشاد کیا وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ اسکو اپنے ساتھ منسوب فرمایا اسکی یہ مثال ہی جیسے کوئی پارچہ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجائے پھر اسکو آگ کے پاس لیجاکر پھونکے کہ اسمین آگ لگ جائے اور جس طرح روح حیوانی سفلی کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہی کہ روح حیوانی سے بیماری دفع کرکے اسے اسباب ہلاکت سے بچائے اسی طرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اُسکے واسطے بھی اعتدال ہے کہ علم اخلاق و ریاضت جو شریعت سے ہے اسکے اعتدال کو دیکھے رہتا ہی اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہی چنانچہ ارکان مسلمانی مین اسکا بیان آئیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانے گا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے جیسے یہ ناممکن ہی کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالیٰ کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالیٰ کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہم نے

---

[۱] جو دنیا مین اندھا ہے وہ آخرت مین اندھا ہے اور بڑا گمراہ ہے راہ چلنے مین ۱۲ [۲] ہم نے کہا کہ تم سب اُتر جاؤ یہان سے اگر تم کو مجھ سے کچھ ہدایت پہونچے تو جسنے میری ہدایت کی پیروی کی پھر اُنپر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہون گے ۱۲ [۳] بیشک مین پیدا کرنے والا ہون بشر کو مٹی سے پھر جب تیار کیا مین نے اُسے اور پھونکی اُسمین روح اپنی روح سے ۱۲

اسی سبب سے اس معرفت کو مقدم کیا لیکن ایک بھید اسکے اوصاف کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہم نے نہین بیان کیا کہ اس کے بیان کرنے کی اجازت نہین اور ہر ایک کو اُسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمام معرفت حق اور معرفت آخرت اسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش اور طلب سے تو خود اسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سنیگا تو اُسکے سننے کی تاب نہ لائے گا بہتون نے وہ صفت خدا کی شان مین سُنی اور باور نہ کی اور اسکے سننے کی تاب نہ لا سکے انکار کر گئے کہا کہ خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیکاری ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اس صفت کے سننے کی تو کیونکر تاب لائیگا بلکہ وہ صفت خدائے تعالیٰ کی شان مین نہ حدیث مین صاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اُسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ یعنے لوگون سے ایسی بات کہو جسکے سمجھنے کی انھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اُنسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ نہ سمجھ سکینگے تو انکار کرینگے اور انکار اُن کے حق مین مضر ہے **فصل** اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین قالب سے آدمی مستغنی اور بے پرواہ ہے اور اسکی نیستی موت کے معنے یہ نہین ہین بلکہ قالب سے اسکے تصرف کا منقطع ہو جانا موت کے معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے یہ معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اسے وجود مین لائین گے بلکہ یہ معنی ہین کہ اسے کوئی قالب دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرین گے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی بار پیدا کرنا بھی چاہیے تھا اور روح بھی اور اس بار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین اُنکا جمع کرنا ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ لگاؤ نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جائے سوار تو وہی رہیگا اور لڑکپن سے بڑھاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کے اجزا سے خود بدلتے رہے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتدائے خلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شرط لگائی ہے کہ دوبارہ زندہ کر کے پہلا ہی قالب ملیگا اُن پر اعتراضات ہوئے اور اُنھون نے ان اعتراضون کے ضعیف جواب دیے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اُن سے لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کھا جائے اور دونون کے اجزا ایک ہو جائین تو وہ اجزا حشر مین کسے دیے جائینگے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اسکو عبادت کا ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اسکے بدن مین ہوگا یا نہین اگر نہ ہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک تھا ہی نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین اے عزیز جب تو نے دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال وجواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا ہوئے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب بعینہ نہ ہوگا تو جو پہلے تھا وہ بھی نہ ہوگا اس سبب سے لوگ اشکال مین پڑ گئے اور اُن کی اس بات کی اصل مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہو جاتی ہے پھر اسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے

تو اسکا جواب جان لے کہ جو کوئی اوروں کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ مقلد ہے نہ مبصر اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی روح مرنے کے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنے کے بعد ارواح کی دو قسمین ہوتی ہین ایک شقیون کی روح ایک سعیدونکی روح سعیدون کی روح کے بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِهٖ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار پروردگار سے اُنکو سرفرازی کے خلعت جو ملے ہین اُسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے ہین اور اُحد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلعم نے قتل کیا اور مارا تو اُنھین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے فلان فلان اپنے دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا مین نے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تم سے خدا نے کیے تھے بھلا مرنے کے بعد وہ تم نے بھی سچ پائے آنحضرتؐ سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ ان سے کیون کلام فرماتے ہین آپ نے ارشاد کیا کہ اُسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمدؐ کی جان ہے کہ یہ لوگ میری اس بات کو تم سے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین اور جو کوئی قرآن مین اور اُن حدیثون مین غور کریگا جو مُردون کے حق مین وارد ہین اور جنہین یہ مضمون ہے کہ مُردے اہل ماتم اور اہل زیارت سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے سب سے آگاہ ہین تو خواہ نخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مُردون کا بالکل نیست ہوجانا شرع مین کہین نہین آیا ہے بلکہ یہ آیا ہے کہ صفت بدل جاتی ہے گھر بدل جاتا ہے اور قبر دوزخ کے غارون مین سے ایک غار ہے یا جنّت کے باغون مین سے ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہوجائینگے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا اے عزیز اس بات کو جان لے کہ گھوڑا اگر مرجائے تو سوار اگر جاہل ہے تو عالم نہوجائے گا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہوجائیگا لیکن پیادہ البتہ ہوجائیگا تو قالب مرکب ہے جیسے گھوڑا اور تو سوار ہے اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہوجاتے اور اپنے مین آتے ہین اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا راہ تصوّف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اُنکو نظر آتا ہے اسواسطے کہ اُنکی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سُست ہوجاتی ہے اس سبب سے خوف خدا اور اندیشۂ عقبیٰ جب اُس مین پیدا ہوجاتا ہے تو روح حیوانی ان کی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو اُن لوگون کا حال مردے کے حال سے قریب ہوجاتا ہے اور لوگون کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اُنکو یہین کھلجاتا ہے اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتون کو اُس مین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اُسکا کچھ اثر باقی رہجاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اُسے دکھائی ہے تو اسکی خوشی اور راحت اُسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اسکے سامنے پیش کی ہے تو اُسکی اُداسی اور خستگی اسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اُس مین سے کچھ اُسے یاد رہا ہو تو اُسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانۂ خیال نے اُسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کرلیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مثال اُسے خوب یاد رہے اور وہ اُسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلعم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشۂ انگور مجھے دکھایا گیا مین نے چاہا تھا کہ اُسے اس جہان مین لاؤن اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ خوشۂ انگور جس حقیقت کی مثال تھا اُسے اس جہان مین لاسکتے بلکہ محال تھا اس واسطے

فائدہ مُردے اہل ماتم اور اہل زیارت سے آگاہ ہوتے ہین

کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلعم اُسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونے کا سمجھنا مشکل ہے اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے
کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسی کو بالکل یہی سوچ ہوتا ہے کہ بہشت کا خوشۂ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرت نے دیکھا
اور رون نے نہ دیکھا اور کسی کو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرت نے ہاتھ ہلایا تو اَلفِعلُ القَلِیلُ لَا یُبطِلُ الصَّلوٰۃَ یعنے تھوڑا کام نماز کو فاسد نہین کرتا
اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہے جو سمجھتا ہے کہ پہلون اور پچھلون کا علم یہی علم ظاہری ہے اور جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اُس
دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوّف کے ساتھ نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار ہے اور اُسے علم شرع سے انکار ہے اور اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ تو یہ گمان
نہ کر کہ رسول مقبول صلعم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے اُسطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جس طرح حضرت جبرئیل سے سننے کے معنے تو
جانتا ہے کہ اس کام کو بھی اور کامون کے مانند سمجھا ہے لیکن رسول کریم صلعم نے جنّت کو ملاحظہ فرمایا اور جنّت کی حقیقت اس جہان مین کوئی نہین دیکھ
سکتا بلکہ آنحضرت اُس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہو گئے یہ غائب ہونا بھی آپ کے معراج کی ایک قسم تھی غائب ہو جانا
دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اسکے بیطاقت ہو جانے سے اور اس جہان مین کوئی شخص جنّت کو نہین دیکھ سکتا جس طرح
ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اُسی طرح جنّت کا ایک ذرّہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوّت سامعہ جس طرح
اس امر سے معزول ہے کہ آنکھ مین آسمان اور زمین کی صورت جیسی پیدا ہوتی ہے ویسی ہی اُس مین بھی پیدا ہو اُسی طرح اس جہان کے تمام
حواس بہشت کے تمام ذرّون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس خود اُس مین **فصل** اب عذاب قبر پہچاننے کا وقت ہے آے عزیز جان تو کہ عذاب
قبر کی بھی دو قسمین ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جس نے اپنے تئین پہچانا ہو
اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے قائم ہونے مین قالب سے بے پرواہ ہے تو موت سے وہ روح باقی رہیگی موت اسکو
نیست و نابود نہ کرے گی لیکن ہاتھ پاؤن آنکھ کان اور سب حواس اُس سے پھیر لین گے اور جب حواس اُس سے لے لیے جورو لڑکے مال کھیتی لونڈی
غلام گائے بیل گھر بار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزین اُن حواس سے دریافت ہو سکتی ہین وہ سب اُس سے پھیر لین گے اگر یہ
چیزین اُسکی محبوب اور معشوق تھین اور اُسنے اپنے تئین بالکل ان چیزون کے حوالہ کر دیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزون کی جدائی کے
رنج مین رہیگا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہان کسی کو معشوق اور محبوب نہین رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزومند رہتا تھا تو راحت اور آرام
مین رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتھ محبّت اور اُنس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئین بالکل اسی کو دیدیا تھا
اور اسباب دنیا سے منغص اور بیزار رہتا تھا تو جب مر گیا تو اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنے والا اور تشویش مین رکھنے والا
یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور یہ اپنی سعادت کو پہونچ گیا آے عزیز اب غور کر کہ جو کوئی اپنے تئین یہ جانے کہ بعد موت مین باقی
رہونگا اور میری مرغوب اور محبوب چیزین دنیا مین رہینگی تو خواہ نخواہ اُسکو یہ یقین آجائے گا کہ جب مین دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب مرغوب
اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اُٹھاؤنگا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُہٗ[1] جب کوئی
یہ جان لے کہ میرا محبوب حق تعالیٰ ہے اور اپنے توشہ کی قدر لے کر باقی دنیا و مافیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اُسے یہ وثوق ہو جائے گا

ف عذاب قبر روحانی بھی ہے جسمانی بھی

[1] دوست رکھ جسے تو دوست رکھتا ہے بیشک تو اُسے چھوڑ جانے والا ہے ۱۲

کہ مین جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اُٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجھ لیگا اُسے عذاب قبر مین ہرگز کچھ شک و شبہہ نہ رہیگا وہ یقین کریگا کہ عذاب قبر حق ہے اور پرہیزگارون کے واسطے نہین دنیادارون کے لیے ہے اور اُن لوگون کے واسطے ہی جنھون نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ یہ حدیث ان ہی معنون مین ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ[1] **فصل** اے عزیز عذاب قبر کی اصل کو تو نے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اُسکا سبب ہی اب یہ جان کہ اس عذاب مین فرق ہی کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم جسے جسقدر دنیا کی محبت ہے اسی قدر اُس پر عذاب و مصیبت ہے تو جو شخص دنیا مین کل کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اُس پر اُس شخص کے برابر عذاب نہ ہوگا جو زمین اسباب لونڈی غلام ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور سب طرح کی نعمت رکھتا ہی اور سبھون کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہی بلکہ اگر اس جہان مین لوگ کسی سے کہین کہ تیرا ایک گھوڑا چور لے گئے تو اُسے رنج و الم ہوگا اور اگر کہین کہ تیرے دس گھوڑے لے گئے تو پہلے کی نسبت اُسکو زیادہ غم ہوگا اگر اُسکا نصف مال لوگ چھین لین تو اُسے ملال ہوگا اگر سب مال لے لین تو رنج بدرجۂ کمال ہوگا اور ان باتون کا رنج و الم اس مصیبت کے غم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتھ جورو لڑکون کو بھی لوگ لوٹ لے جائین اور سلطنت سے بھی معزول کر دین اور مال اور اہل و عیال اور جو کچھ دنیا مین ہی وہ سب غارت کر ڈالین ور اُس شخص کو بے یار و مددگار تنہا ناچار چھوڑ دین اور یہی زندگی کا انجام ہی موت اسی کا نام ہی تو ہر شخص کو اتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اُسے دنیا کے ساتھ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتھ اسباب دنیا نے بہمہ وجوہ موافقت کی اور اُسنے بالکل اپنے تئین دنیا کے نذر کر دیا اسقدر اُسکے ساتھ محبت کی جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ[2] اُس پر بڑا عذاب ہوگا اور اس عذاب کو یون تعبیر کیا ہی کہ رسول مقبول صلعم نے صحابہؓ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیت کن معنون مین نازل ہوئی ہے مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا[3] صحابہؓ نے عرض کی کہ اُسکا مطلب خدا اور خدا کا رسولؐ خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اُسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ کہ ہر ہر سانپ کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اس کافر کو قیامت تک کاٹتے چاٹتے ہین اور اُسپر پھنکارین مارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اُنھون نے ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقون کو چاہیے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مُردون کی روح مین ہین اُسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اسکی موت کے پہلے سے اُسکے اندر تھے اور وہ بے خبر تھا اُن احمقون کو جاننا چاہیے کہ یہ اژدہے اس کافر کی صفات سے بنے ہین اور ان کے سرون کی تعداد اُسکے بد اخلاق کی شاخون کی تعداد کے برابر ہے دنیا کی دوستی اس اژدہے کا اصل خمیر ہی اس اژدہے کے سر اُتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اُس کافر مین پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ و حشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور ان کے سرون کی کثرت نور بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہی اور اُنکی تعداد

[1] دنیا قیدخانہ ہے مسلمانون کا اور جنت ہے کافرون کی ۱۲ [2] یہ غصہ اس سبب سے ہے کہ انھون نے دوست رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت پر ۱۲ [3] جس نے انکار کیا میری یاد سے بیشک اُس کے واسطے گزران تنگ ہے ۱۲

ف پرہیزگارون پر عذاب قبر نہین ہے

ف عذاب قبر کا سبب محبت دنیا ہے

ف جو اہل نظر ہین انھون نے ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے

نور نبوت سے جان سکتا ہو کہ جتنے بد اخلاق ہین اُتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہو کہ وہ کافر خدا اور رسُول سے ناواقف ہو بلکہ یہ باعث ہے کہ اُس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا جیسا حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ[1] اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا[2] اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان کے باہر ہوتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر پر بہت ہی آسانی ہو جاتی کیونکہ آخر کبھی تو یہ اژدہے دم بھر اُس سے باز رہتے جبکہ اُسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اُسکے عین صفات ہین تو کافر اُن سے کیونکر بھلا بھاگ بچے جیسے کسی نے لونڈی بیچی پھر اُسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اُسے کاٹتا ہے اُسی کا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور اُسکے دل مین پوشیدہ تھا جسوقت تک وہ اژدہا اُسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اُسوقت تک اُس عاشق کو اُسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے اژدہے اُس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اُس کافر کو اُسکی کچھ خبر بھی نہ تھی یہانتک کہ اُنھون نے اب اُس کافر کو کاٹنا شروع کیا وہ جب تک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جس طرح اُسکی راحت کا سبب تھا اُسی طرح فراق مین رنج و مصیبت کا باعث ہوا اگر عشق نہ ہوتا اور محبت نہ ہوتی تو فراق مین عذاب نہ ہوتا اور مصیبت نہ ہوتی اسی طرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے وہی بعد موت باعث عذاب و مصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثال گھر بار کا عشق گویا بچھو ہے اور علیٰ ہذا القیاس وہ لونڈی کا عاشق جس طرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے کہ مجھے بچھو ڈنک مارے کہ مین مر جاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنھین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا تو حقیقت مین ہر شخص اپنے عذاب کا سبب یہان سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اُسکے درون مین ہو اسیواسطے جناب رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ اِلَيْكُمْ یعنی وہ عذاب تمھارے درون مین ہو کہ تمھارے ملک تمھارے سامنے رکھین گے اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ[3] یعنے اگر تمھین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ یعنے دوزخ کافرون کو محیط ہے اور اُنکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہوگی

فصل اَے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اژدہون کو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین وہ دکھائی نہین دیتے ہین اس کا جواب جان لے کہ ان اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھ سکتے اسواسطے کہ اُس عالم کی چیز کو اس عالم کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا متشکل دکھائی دیتا ہے کہ گویا اُسنے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین دیکھ سکتا جس طرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اُسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اُس شخص کے پاس موجود ہی جو سوتا ہے اور اُس سانپ کے سبب سے اُس شخص کو رنج و عذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے

ف عشق دولت اژدہا عشق مال سانپ سمجھو ۱۲

[1] یہ غصہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگون نے دوست رکھا تھا زندگی دنیا کو آخرت پر ۱۲ [2] تم نے ضائع کیے اپنے مزے دنیا مین جینے کے اور برت چکے اسکو ۱۲ [3] ہرگز نہین اگر تم علم الیقین کے طریقے سے دیکھو تو جہنم کو ضرور دیکھو گے پھر اسکو ضرور دیکھو گے عین الیقین سے دیکھنا ۱۲

اُسکے رنج وعذاب مین کچھ کمی نہین ہو جاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا زخم ہے کہ اس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اُسکی مثال اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے ایسا ہوتا ہے کہ جب دشمن اُس خواب دیکھنے والے پر فتح پائے تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے خواب کی تعبیر پائی کاش مجھے سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہ ہوتا اسواسطے کہ یہ رنج جو دل مین ہے اُس رنج سے بہت بڑا ہے جو سانپ کے کاٹنے سے اسکے بدن پر ہوتا اَے عزیز اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو حال گذرتا ہے فقط خیال ہی تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہی بلکہ وہ سانپ موجود ہی کہ موجود چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جسے تو نے خواب مین پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلق اُسے نہ دیکھ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہی گو تمام خلق اُسے دیکھا کرے آور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مُردے اور سوتے کے پائے ہوے ہین تو اورون کے نہ دیکھ سکنے سے اُن مین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سوتا جلدی جاگ پڑتا ہی اور رنج وعذاب سے چھوٹ جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ اُسے خیال تھا اور مُردہ رنج وعذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطے کہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مُردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کے محسوسات کی طرح اُسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھّو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اُسے ظاہری آنکھ سے دنیا مین دیکھ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہو جائے یعنی سو جائے اور اس مردہ کا حال اُسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ بچھّو مین دیکھیگا اور انبیاؑ اولیاؒ جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطے کہ اورون کو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اُنھین بیداری مین نظر آتا ہے اسواسطے کہ عالم محسوسات یعنی دنیا اس جہان کے معاملات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہی تو یہ طول کلام اس سبب سے ہوتا ہے کہ کچھ احمق قبرون مین دیکھتے ہین اور اُنھین ظاہری آنکھ سے کچھ نظر نہین آتا تو عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ اُنھین اُس عالم کے معاملات کی راہ نہین معلوم

فصل اَے عزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دل کو اس عالم سے تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہی کہ جاہ ومال اور اہل وعیال کو دوست نہ رکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہی کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہو گئے ہین اور انھین دنیا مین خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اُن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین مگر ساتھ اسکے خدا کو بھی دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہوا کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہ ہوگا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہو اور وہ اس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اس مکان سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اور شہر کی ریاست کا اُسے حکم سلطانی پہونچے تو وطن سے نکلنے مین اُسے کچھ رنج نہ ہوگا اسواسطے کہ محبتِ ریاست جو بہت غالب ہے اُسکے سامنے گھر اور شہر کی محبت ناچیز اور ناپائدار ہو جاتی ہے اور اسکا کچھ اثر باقی نہین رہتا تو انبیاؑ اور اولیاؒ اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند وزن شہر وطن کی طرف کچھ التفات ہو جب خدا کی محبت اور اُسکے اُنس کی لذت پیدا ہوتی ہے تو اور سب محبّتین اُسکے سامنے ناچیز ہو جاتی ہین اور یہ لذت موت سے پیدا ہوتی ہے تو یہ لوگ عذاب قبر سے بےخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہشون کو بہت دوست رکھتے ہین وہ اُس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین اور اسی واسطے حقتعالی نے فرمایا ہے

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا[1] یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انھین دنیا سے گئے ہوئے زمانہ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جائین گے تو خدا کی اصل دوستی جو ان کے دلمین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی اُن لوگون کی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جو ایک گھر کو دوسرے گھر کی نسبت یا ایک شہر کو دوسرے شہر کی نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی کچھ دوست رکھتا ہو جب اُسے اُس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچھ دوست رکھتا ہے پہونچا دین تو وہ اسکے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جسے بہت دوست رکھتا تھا جب اُسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتھ خوگر ہو جاتا ہے تو اصل دوستی جو اُس دوسرے محبوب کے ساتھ اُسکے دلمین تھی پھر ظاہر اور غالب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالی کو اصلا دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ انھین اُسی چیز کے ساتھ دوستی ہے جو اُنسے پھیری گئی یعنے دنیا پھر اب کیونکر اس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہینگے اُسکا سبب ایک یہ بھی ہے جو ابھی بیان ہوا اے عزیز اس بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہانکا یہی مذہب باقی ہے تو ایک امر اس بات کی آزمایش کے واسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کسی کا نفس و رخواہش کوئی حکم کرے اور حکم خدا اُسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دل کو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالی کو زیادہ دوست رکھتا ہے جس طرح کوئی شخص دو آدمیون کو دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اُن دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اُسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اُسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اُسے بہت دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا نہ کیا یعنی دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حق تعالی ان سے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا جھوٹ ہے تو اے عزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے پہچانا کہ صاحب نظر مشاہدۂ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر سے چھوٹیگا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹیگی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسی کو کم ہوتا ہے کسی کو زیادہ اسیطرح عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے

فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم اس سے بیخوف و خطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہ ہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو اُن احمقون کا یہ دعوی محال ہے جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین نادان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اُسکے پاس ہے وہ سب چور لیجائے اور جو مقبولیت اور عزت اُسے حاصل ہے وہ اسکے کسی ہمسر کو ملجائے اور اُسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اسکی مذمت کرنے لگین اور باینہمہ اُسکے دل مین کچھ اثر اور رنج نہ ہو اور وہ شخص ایسا رہے کہ گویا اور کسی کا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت و مقبولیت زائل ہو گئی اسکا کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اُسکا یہ دعوی سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک برابر ہے جبتک اُسکا مال چوری نہ جائین اور اُسکے مرید پھر نہ جائین تب تک وہ معذور اور نادان ہین اُسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی مقبولیت اور عزت سے

[1] اور نہین ہے تم مین کوئی مگر اس مین پہونچنے والا ہے یہ امر ہو چکا ہے تیرے رب پر ضرور مقرر پھر نجات دینگے ہم اُن کو جو ڈرتے رہے ۱۲ ۔

ف خدا کی محبت زیادہ ہونے کا امتحان

ف جس طرح تعلق دنیا مین تفاوت ہے اسی طرح عذاب قبر مین بھی ہے ۱۲

بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اُس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی سے کچھ علاقہ نہین ہے جب
جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچڈالتے ہین تو آتش عشق جو اُنکے دلمین دبی تھی بھڑک اُٹھتی ہے اور وہ دیوانے ہوجاتے ہین تو جو شخص
چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اُسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے مگر بقدر ضرورت جس طرح پائخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور
آدمی کو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ جس طرح آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے
پائخانے جاتا ہے اُسی طرح کھانیکا لالچ فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے کہ یہ دونون امر بضرورت ہین علیٰ ہذا القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق
دنیا سے آدمی اپنا دل نہ خالی کرسکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر الٰہی کے ساتھ اُنس و محبّت رکھے اور اُسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے
دل پر خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اُسکی دوستی محبت دنیا پر غالب ہوجائے اور اس امر پر اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر
امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم رکھے اگر اس امر مین نفس اسکی اطاعت کرے تو البتہ بھروسا رکھے کہ مین عذاب قبر سے
بچون گا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب قبر کے سپرد کر دے مگر یہ کہ ارحم الراحمین کی رحمت اگر شامل ہو تو البتہ نجات حاصل ہو

فصل اب ہم دوزخ روحانی کے معنی بیان کرتے ہین اور روحانی سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ وہ دوزخ روح کیواسطے خاص ہے بدنکو اُس سے کچھ واسطہ
نہین نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ[1] یہی دوزخ روحانی ہے کہ یہ آگ دل کو گھیرے ہوئے ہے اور جو آگ بدن مین لگتی ہے اُسے
دوزخ جسمانی کہتے ہین اے عزیز جان تو کہ دوزخ روحانی مین تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری رسوائیون سے
شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمالِ لازوال سے محروم رہنے اور ناامید ہوجانیکی آگ ان تینون آگون کو جان و دل سے کام ہے بدن سے
کچھ مطلب نہین اور ان تینون آگون کے اسباب جو اس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اُنکا بیان کرنا ضرور ہے اس جہان سے ایکمثال مانگے لیکر
اسمین اُنکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہوجائین پہلی قسم دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے
کہ جب تک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دل کی بہشت ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشقِ دنیا
جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے اَلدُّنْیَا جَنَّۃُ الْکَافِرِ[2] اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطے کہ اُس کے معشوق کو اس سے چھین لیا
تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام
دنیا اسکی اطاعت اور حکم مین ہو اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہو اور عمدہ باغ اور بوستان اور عمارات
عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو ناگاہ کوئی دشمن آکر اُسے پکڑ لیجائے اور غلام بنائے اُسکی رعایا کے سامنے اُسے کتّون کی خدمت کا حکم دے یعنی
اُس سے ڈوری والون کا کام لے اور اسکے سامنے اُسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے تصرّف
مین لاؤ اور اُسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اُسکے دشمنون کو دے ڈالے تو اے عزیز دیکھ تو اُس بادشاہ کو اس آفت ناگہانی اور مصیبت
جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون سے جدائی کی آگ اُسکی جان مین لگی ہے اور اُسے
ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعۃً لوگ ہلاک کرڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا

[1] آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی کہ ظاہر ہوگی دلون پر ۱۲ [2] دنیا جنّت ہے کافر کی ۱۲

یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زرریز ہوگی یہ آتش فراق اُسکی جان مین اُسی قدر زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین تمتّع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اُسکے ساتھ زیادہ موافقت کرتی ہے اُسے دنیا کا عشق بھی اُتنا ہی سخت ہوتا ہے اور آتشِ فراق اُسکی جان مین اُتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال اس جہان مین محال ہے اس واسطے کہ اس جہان مین دل کو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ بیمار جب آنکھ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اُسکا رنج بہت کم ہوجاتا ہے اور جب بے شغل ہوجاتا ہے تو رنج بھی بڑھ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سو اُٹھتا ہے رنج مصیبت اسکے دل پر بہت ہوتا ہے اسوجہ سے کہ اُسکی جان سوتے مین کدورت شغل و حواس سے صاف ہوجاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونے کے پہلے جو چیز اُسے پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آوازِ خوش سنتا ہے تو اُسکا اثر زیادہ ہوتا ہے اثر محسوسات سے دل کی صفائی اس سے زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات کے اثر سے بالکل مجرّد اور صاف ہوجاتا ہے اسوقت اسکے دلمین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نہ کرنا کہ وہ آگ دنیا کی آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو ستّر پانیون سے دھوکر دنیا مین بھیجا ہے دوسری قسم رسوائیون سے شرم و ندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی یہ مثال ہے کہ پادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنی حرم سرا مین جانیکی اجازت دے تاکہ کوئی اُس سے پردہ نہ کرے اور اپنے خزانے اُسکے سپرد کردے اور سب کامون مین اُسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر نعمتین اور راحتین پائے پادشاہ سے اپنے دلمین باغی اور سرکش ہوجائے اور خزانۂ پادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور فساد کرے اور ظاہر مین اپنی ایمانداری پادشاہ کو دکھلائے پھر ایک دن اثنائے خیانت و فساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے پادشاہ کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز پادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہے اور تامل اسواسطے کرتا ہے کہ میری خیانت بڑھے تاکہ مجھے دفعۃً عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کرڈالے اے عزیز تجویز کر کہ اُسوقت اُس وزیر کے جان و دل مین اس رسوائی کی ذلت سے کیا آگ لگے گی اور اسکا بدن سلامت رہیگا اور اسوقت وہ ذرہ حقیر سراپا تقصیر چاہیگا کہ مین زمین مین سما جاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات پاؤن اے عزیز اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اُنکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اُن کامون کا بُرا اور رسوا ہے جب قیامت مین اُن کامونکی حقیقت تجھے کُھلے گی تیری رسوائی ظاہر ہوجائیگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین تو سوختہ ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھیگا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بھنا ہوا مرغ ہے جب دیکھتا ہے کہ اپنے موئے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہون تو اے عزیز دیکھ تو وہ کیسا رسوا ہوتا ہے اور اُسکے دلمین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہ ہے اور یہ روح تجھ سے پوشیدہ ہے فردائے قیامت کو ظاہر ہوگی اور اسی واسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مُردے کا گوشت کھاتا ہے تو اُس کی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے اے عزیز اگر تو آج دیوار پر پتھر مارے اور کوئی تجھ کو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکون کی آنکھ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہوگئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دلمین لگے گی اور کسقدر تو رسوا ہوگا اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اسی صفت پر دیکھے گا

حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دشمن کے نقصان کا قصد کرتا ہے اور اسکا کچھ نقصان نہین ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادتین جو اُس جہان مین تیری آنکھ کا نور ہونگی جسکا تو حسد کرتا ہے اُسکے اعمالنامہ مین فرشتے نقل کر دیتے ہین کہ تو بے عبادت رہجائے اور آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اُس سے زیادہ تیرے کام آئیگی اسواسطے کہ عبادت تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہین ہین تو فردائے قیامت کو صورتین حقیقتون اور روحون کی تابع ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھیگا اُس صورت پر دیکھے گا جسکے معنی اُسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اس سبب سے کہ نیند اُس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اُسی صورت پر دکھائی دیتے ہین جو معنون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین[1] کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھ مین ہے مردون کے مُنھ پر اور عورتون کی فرج پر مین مہر کرتا ہون فرمایا کہ تو مؤذن ہے رمضان کے مہینے مین صبح سے پہلے اذان کہدیا کرتا ہے اُسنے عرض کی کہ واقعی ایسا ہی ہے اے عزیز اب دیکھ کہ خواب مین اُسکے معاملہ کی حقیقت اُس سے کس طرح بیان کی اسواسطے کہ اذان رمضان مین آواز اور ذکر کی صورت پر ہے کھانے اور جماع کو منع کرنا اُسکی روح اور حقیقت ہے اور تعجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دکھائی دیتا ہے اور تجھے کسی چیز کی خبر نہین اور یہی مضمون ہے جو حدیث مین آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدشکل بڑھیا کی صورت پر لائین گے کہ لوگ اُسے دیکھ کر کہینگے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکِ[2] فرشتے کہینگے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچھے تم جان دیتے تھے اُسوقت لوگون کو ایسی ندامت ہوگی کہ چاہینگے کہ ہم کو آگ مین لیجائین کہ اس شرم سے ہم نجات پائین اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے

حکایت[3] ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جب رات کو اپنی دُلھن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا دُلھن کی تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانے کا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گھر دیکھا اور چراغ نظر آیا سمجھا کہ دُلھن کا گھر مین نے پایا جب اندر گیا کچھ لوگون کو سوتے دیکھا ہر چند پکارا کسی نے جواب نہ دیا سمجھا کہ سب سوتے ہین ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر مُنھ پر تانے ہے اپنے دل مین کہا یہی دُلھن ہے اُسکے پہلو مین لیٹا اور اُسپر سے چادر اُتاری تو دماغ مین خوشبو پہونچی کہا کہ بیشک یہی دُلھن ہے کہ خوشبو ملے ہے اُسکے ساتھ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اُسکے منھ مین دیدی اسکی نمی اُسے پہونچی سمجھا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکھا تو اُس حجرے کو آتش پرستون کا مقبرہ پایا جو لوگ اُسکی دانست مین سوتے تھے وہ حقیقت مین مُروے تھے جسکی نئی چادر تھی اور جسے اپنی دُلھن سمجھا تھا وہ ایک ڈرونی صورت بڑھیا تھی اُسی دو چار دن کے عرصہ مین مری تھی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تھی وہ اُس بڑھیا کی نجاست اور ناپاکی تھی شاہزادے نے اپنے تئین دیکھا تو تمام بدن نجاست مین بھرا ہے اور اسکے لعاب دہن سے منھ کا مزہ کڑوا ہے چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجائے اور ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اسکی فوج وسپاہ اس حالت سراپا نجاست مین مجھے دیکھ پائے وہ اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ یعنی اُسکا پدر مع افسران لشکر اُسکی تلاش مین آپہونچا اُسے ان خرابیون مین دیکھا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو مین سما جاتا کہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات پاتا اے عزیز فردائے قیامت کو سب

[1] اُن ایک بزرگ کا نام ہے جو خواب کی تعبیر کہنے مین بڑے کامل تھے ۱۲ [2] پناہ مانگتے ہین ہم ساتھ خدا کے تجھ سے ۱۲ [3] حکایت یہ کیا خوب کہانی ہے دنیا دار کی غفلت دنیا کی نجاست عذاب کی حقیقت کی تمثیل مین لاثانی ہے ۱۲

دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بھی اسی صفت پر دیکھین گے دنیوی خواہشون کے ساتھ ملے رہنے سے اُنکے دلمین جو اثر رہا ہوگا وہ بھی اُسی نجاست اور تلخی کا سا ہوگا جو اس شاہزادہ کے بدن اور دہن مین رہی تھی دنیادار اُس سے بھی زیادہ رسوا ہونگے اور عذاب سخت مین مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اُس جہان کے کامون کی تمام وکمال سختی کی مثال اس جہان کی چیزون کے ساتھ نہین دی جاسکتی یہ جو قصہ تھا اُس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تھا جسکو کالبد سے کچھ علاقہ نہین فقط دل وجان سے لاگ ہے اُسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے تیسری قسم جناب الٰہی کے جمالِ بیمثال سے محروم رہنے اور اس سعادت کے حصول سے مایوس ہونے کے افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی اور نادانی جو ساتھ لے گیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی اس جہان مین اُسنے جنابِ احدیت کی معرفت نہ حاصل کی ہو اور تعلیم اور کوشش سے بھی دل نہ صاف کیا ہو کہ بعدِ مرگ جنابِ الٰہی کا جمال اُسمین اس طرح نظر آئے جیسے صاف آئینہ مین عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور دنیا کی خواہشون کے زنگ نے اُسکے دلکو تاریک اور اندھا کر دیا ہو کہ وہ اندھا ہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کیساتھ اندھیری رات مین تو کہین پہونچے کہ وہان بہت سے سنگریزے پڑے ہون اور تو اُنکا رنگ نہ دیکھ سکے تیرے ساتھی تجھ سے کہین کہ جتنے اُٹھ سکین اُن مین سے اُٹھالے ہم نے سنا ہے کہ ان سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جو جتنے اُٹھا سکتا ہے اُن مین سے اُٹھالے جاتا ہے اور تو ان مین سے نہ لیوے اور کہے کہ یہ پوری حماقت ہے کہ سردست اپنے سر بوجھ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجھ باندھ لین اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھ اُنکے ساتھ رہے اور اُن پر ہنسے اور اُنھین احمق سمجھ کر اُن پر افسوس کرے اور کہے کہ جس کسی کو عقل اور فہم ہوتی ہے وہ میری طرح آرام واطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہے طمعِ باطل سے بوجھ اُٹھاتا ہے پھر جب وہ روشنی مین پہونچین اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکھ لاکھ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے تو وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ اُٹھالائے اور تو اس دھوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت کی آگ لگے گی کہ مین نے بھی کیون نہ اُٹھا لیے پھر وہ لوگ اُس جواہرات کو بیچ کر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کھائین اور جہان چاہین رہین اور تجھے ننگا بھوکا رکھین اور اپنا غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچھ تو مجھے بھی دیجیے قولہ تعالیٰ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ[۱] وہ کہین گے کہ کل تو ہمین ہنستا تھا آج ہم تجھے ہنستے ہین اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ[۲] تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانے کی حسرت کی یہ مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات دنیا سے نہ اُٹھا لیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سردست رنج نقد ہم کیون اُٹھائین فردائے قیامت کو چلائین گے کہ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اور کیونکر اُنھین حسرت نہ ہوگی اسواسطے کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع انواع سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اسکی ایک ساعت کے مقابلے مین کچھ بھی نہ ہونگی بلکہ سب کے بعد جسے دوزخ سے نکالین گے اُسکو بھی دنیا کی دس گنی نعمتین دینگے اُن نعمتون کو دنیا کے ساتھ مشابہت ناپ اور انداز سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جس طرح کہتے ہین کہ

[۱] حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے دوزخیون کا حال بتاتا ہے کہ وہ جنتیون کی خوشامد کرینگے اور یون کہین گے کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا جو کچھ خدا نے تمھین روزی دی ہے وہ جواب دین گے کہ تحقیق خدا نے دونون چیزین کافرون پر حرام فرمائی ہین ۱۲ [۲] اگر مسخراپن کروگے تم ہم سے تو ہم بھی مسخراپن کرین گے تم سے جس طرح تم مسخراپن کرتے ہو ۱۲۔

کہ ایک موتی دس اشرفیون کے مثل ہے تو وہ ناپ و انداز مین دس اشرفیونکے مثل نہین ہوتا بلکہ قیمت مین اور روح مالیت مین دس اشرفیون کے مثل ہوتا ہے
فصل اے عزیز جب روحانی آگ کی تینون قسمین تو پہچان چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جبتک تکلیف و درد کا اثر جان کو نہین پہونچتا بدن کو اُس سے کچھ آگاہی نہین ہوتی تو بدن کی تکلیف جان مین پہونچکر بڑھ جاتی ہے پس جو آگ و درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خواہ نخواہ جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہین پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اُسپر کسی چیز کا غالب ہوجانا بھی تکلیفون کا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضائے طبع یہ ہے کہ اُسکی ترکیب اُسکے ساتھ رہے اور اُسکے اعضا سب مجتمع رہین جب زخم کے سبب سے ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضائے طبع کے خلاف رہیگا اور بدن مین درد ہوگا اور زخم ایک کو دوسرے عضو سے جدا کردیتا ہے اسیطرح آگ بھی سب اعضا مین در آتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر عضو مین ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کا مقتضائے طبع جو چیز ہے جب اُسکا خلاف جگہ کریگا تو جان مین بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دلکا مقتضائے طبع ہے نابینائی جو اُسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی تو بے نہایت درد و اضطراب ہوگا اگر لوگون کے دل اس جہان مین بیمار نہوتے تو اُس جہان مین بھی نابینائی کی تکلیف اُٹھاتے جب ہاتھ پاؤن بیکار اور سُن ہوجاتے ہین تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہین ہوتی جب سُن جاتا رہتا ہے اور بدن مین آگ چھو جاتی ہے تو آدمی کو فوراً صدمۂ عظیم ہوتا ہے اسیطرح دنیا مین دل بھی بیکار رہتا ہے اور موت سے اُسکا سُن جاتا رہتا ہے تو دفعۃً یہ آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہین سے نہین آتی اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتھ لیگیا اُسکے دل ہی مین تھی اُسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سبب سے آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین حاصل ہوا اُس آگ سے مطلع ہوگیا[1] كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ کے یہی معنی ہین اور شرع مین جسمانی دوزخ اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اُسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجھ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے بیان کرتا ہے وہ اُسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہین پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھ لے ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملیگی اور تو اس سعادت سے محروم رہیگا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا ہی نہ سمجھے گا اور اُسکے دل مین اس بات کا کچھ خوب اثر نہ ہوگا لیکن اگر تو اُس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑھیگا تو اُستاد تیرے کان اینٹھے گا تو اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈرے گا اسواسطے کہ اُسے سمجھتا ہے اور جسطرح اُستاد کی گوشمالی حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اُسے اپنے باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسی طرح دوزخ جسمانی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی حق ہے اور جیسے گوشمالی ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہین ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمانی کے مقابلہ مین خفیف سی تکلیف ہے

فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ جو عالمون نے کہا ہے اور اپنی کتابون مین لکھا ہے یہ تفصیل وار بیان اُسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اُنھون نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتین جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو اسمین کچھ دخل نہین ہے اسکا جواب معلوم کر لے کہ عالمونکا عذر ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین اور یہ بات اُسکے خلاف نہین ہے اسواسطے کہ آخرت کے بیان مین ان عالمون نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی مین رہے ہین روحانیات کو اُنھون نے نہین پہچانا ہے یا پہچانا ہے مگر بیان نہین کیا کہ اکثر لوگ اُسے نہ سمجھین گے اور جو جسمانی حالات ہین وہ صاحب شرع کی تقلید اور اُن سے بغیر سنے ہوئے معلوم نہین ہوتے لیکن یہ دوسری قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اُسکا جاننا بھی طریق بصیرت و مشاہدۂ باطن سے ہے اس مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے

[1] معنی اس کے اس سے پہلے گزر چکے ہین ۱۲۔

نکلے اور اپنے مولد مین نہ ٹھہرے اور راہِ دین کا سفر اختیار کرے یہان وطن اور مولد سے شہر اور گھر نہین مراد ہی کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہین لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہی اُسکی بھی ایک قیامگاہ ہی یعنی جہان سے وہ ظاہر ہوئی وہ اُسکا وطن ہی وہان سے وہ سفر کر آئی ہی راہ مین اُسے بہت منزلین پڑتی ہین ہر منزل اورہی عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہی پھر عالم مخیلات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات چوتھی منزل ہی اس چوتھے عالم مین اُسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اُسکے آگے پھر کچھ خبر نہین ہوتی اور اس ایک مثال مین ان چار دن عالمونکو آدمی سمجھ سکتا ہے **مثال** جبتک آدمی محسوسات مین ہے پتنگون کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئین چراغ پر گراتے ہین اسواسطے کہ پتنگے کو بینائی ہی لیکن خیال اور یاد رکھنے کی قوت نہین ہی کہ اندھیرے سے بھاگنے کو روزن ڈھونڈھتا ہے چراغ کو روزن سمجھ کر چراغ پر گرتا ہے اسمین آگ پاتا ہے تکلیف اُسے نہین یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہین رہتا اسواسطے کہ اُسے حفظ اور خیال کی قوت نہین ہے اور اس رتبہ پر وہ پہونچا ہی نہین اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر بار بار گراتا ہے یہانتک کہ ہلاک ہو جاتا ہے اگر اُسے خیال اور حفظ کی قوت ہوتی تو ایکبار دردناک ہو چکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار کھا چکتے ہین تو وہ انھین یاد رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھ کر بھاگ جاتے ہین آدمی کی پہلی منزل عالم محسوسات ہی دوسری منزل عالم تخیلات ہے جبتک آدمی اس درجہ پر رہتا ہے بہائم کے برابر رہتا ہی جس چیز سے اُسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اُٹھا چکتا ہی دوسری مرتبہ اس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہی جب اُس درجہ پر آدمی آتا ہی تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہو جاتا ہے بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہی اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز نہ دیکھا ہو اور جس گھوڑے نے شیر کو ہرگز نہ دیکھا ہو وہ جب انھین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ بیل اُونٹ ہاتھی جو بھیڑیے اور شیر سے قد مین بہت بڑے ہین اُن سے نہین بھاگتے یہ سوجھ بوجھ خدا نے اُن کے باطن مین عنایت فرمائی ہے اور باانہمہ جو چیز کل ہونیوالی ہے اُس سے حذر نہین کر سکتے اسواسطے کہ یہ رتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے اور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہی اور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اوّل مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے کہ تخیّل اور وہم کو اُن مین کچھ دخل نہین اور جو چیز آئندہ ہونیوالی ہے اُس سے پرہیز کرتا ہے اور کامونکی حقیقت کو اُنکی صورت سے جدا کرتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اسکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہی پہونچتا ہے اور جو چیزین اس عالم مین دکھائی دے سکتی ہین بے نہایت نہین ہین اسواسطے کہ جو چیز محسوس ہی اجسام سے باہر نہین ہی اور اجسام متناہی ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین آدمی کا تردّد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہی اور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اُسکا چلنا کامون کی حقیقتون اور روحون کے تفحّص کے واسطے ہوتا ہی اور وہ ایسا ہی جیسے پانی پر چلنا اور موہومات مین اُسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی مین ہونا کہ پانی اور مٹی مین اُسکا درجہ ہے اور درجہ معقولات کے اُس طرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوّف علیہم السلام ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ یَقِیْنًا لَمَشٰی فِی الْھَوَاءِ اگر ان کا یقین اور زیادہ ہوتا تو ہوا پر چلتے تو آدمی کے سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین آخیر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جائے تو چار پایون کا جو انتہا اور اسفل درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجۂ اعلیٰ تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب نیچ اونچ اُسی کا کام ہی اور وہ اس خطرہ مین ہی کہ اسفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلیٰ علیین پر چڑھتا ہی اور اس خطرہ کو

قرآن شریف مین حق تعالیٰ نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا[1] اسواسطے کہ جو جمادات ہین اُن کا درجہ نہین بدلتا کہ وہ بیخبر ہین تو جمادات بیخطر ہین اور ملائک اعلیٰ علیّین مین ہین اُنھین اپنے درجے سے اُترنا ممکن نہین بلکہ ہر ایک کا درجہ اُسی پر وقف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حق تعالیٰ نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ[2] اور چارپائے اَسفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین اور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرہ کے مکان مین ہے اسواسطے کہ اُسے درجۂ ملائکہ پر چڑھ جانا اور مرتبۂ بہائم پر اُتر آنا دونون ممکن ہین اور امانت اُٹھا لینے کے معنی یہی ہین کہ خطرناک کام کو اُسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھ کا اور کوئی متحمل ہو سکے اے عزیز اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تونے کہا تھا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین کہتے ہین اُسکا حال تجھے معلوم ہو جائے کہ اُنکا کہنا کچھ تعجب کی بات نہین اسواسطے کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر نادر ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اُسکو اپنا وطن بنا لے گا اور وہین ٹھہر جائیگا اُسے کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہ ہوگا اور کامون کی روحون اور روحانیات کو کبھی نہ جانیگا اس سبب سے اُسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ لوگون کے فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ اسی کو نہ سمجھین گے

فصل بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامون کو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ توفیق ہے کہ شریعت سے انہین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اُن پر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اُن پر غلبہ کرتی ہے اور آخرت سے انکار کرنا انھین پسند آتا ہے تو اُنکے دلمین وہ انکار پیدا ہو جاتا ہے اور شیطان اُسے بڑھاتا ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ دوزخ کی صفت مین جو کچھ آیا ہے فقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنّت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے فقط شعبدہ دکھایا ہے اسی سبب سے خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والونکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور یہ احمق سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین ایسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بھید کی باتون کو دلیل سے سمجھ سکے اسے ایک ظاہری بات مین تامّل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ اگرچہ تجھے ظن غالب یہی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا غلطی پر تھے اور سبھون نے دھوکا کھایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجھا ممکن ہے کہ تجھی سے غلطی ہوئی ہو اور تو ہی دھوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تونے نہ جانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجھا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تونے نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسی طرح اپنی غلطی کو روا نہ رکھے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسی طرح یہ بھی جانتا ہون کہ روح کی کچھ حقیقت نہین اور اُسے بقا نہین اور روحانی جسمانی رنج راحت کچھ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اُس سے ناامید ہونا چاہیے وہ اُن لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْا اِذًا اَبَدًا[3] اور اگر وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجھے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجھے نہ تحقیق معلوم ہے نہ اسکا ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اُسکو ہم یہ جواب دینگے کہ اب اسقدر تونے اقرار کیا تو تجھ پر تیری عقل کی راہ سے واجب ہو گیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کہ جب بہت بڑے خطرے کا گمان ضعیف بھی ہو تو اُس سے لوگ بھاگتے ہین اسواسطے کہ اگر

[1] ہم نے دکھائی امانت آسمان اور زمین اور پہاڑون کو تو سب نے انکار کیا اُسکے اُٹھانے سے اور ڈر گئے اُس سے اور اُٹھا لیا اُسے آدمی نے بیشک تھا وہ ظالم نادان ۱۲ [2] اور نہین ہے ہم مین سے کوئی فرشتہ مگر اُسکے واسطے مقام مقرر ہے ۱۲ [3] اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو اُن کو راہ راست کی طرف بلائے تو ہرگز راہ پر نہ آئین گے اسوقت کبھی ۱۲

ف: اور امانت اٹھانے سے کرنے ہی کے معنی ہین ۱۲

ناکھانیکا قصد کرے اور اگر کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو فوراً تو ہاتھ کھینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اُسنے اسواسطے جھوٹ کہا ہو کہ اگر
ائے تو وہ خود کھائے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید اُسنے سچ کہا ہو تو اپنے دلمین کہتا ہے کہ اسے نہ کھاؤن اس سے بھوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کھاؤن
انہ ہو اُسنے سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہوجاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہوجانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکھنے والا کہے کہ ایک روپیہ بھر چاندی دے کہ تیرے اچھے
ے واسطے کاغذ پر تجھکو ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجھکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اُس نقش کو تندرستی کے ساتھ کچھ نسبت نہین لیکن تو اپنے جی مین یہی
ہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک روپیہ دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے تو فلان کڑوی دوا کھا تو اچھا ہوجائیگا اُسکے کہنے سے اُس دوا کا رنج
نچے گا اور اپنے جی مین کہے گا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر جھوٹ بھی کہتا ہو تو دوا کھانیکی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا قول اور
ے تمام بزرگون یعنی حکما، اولیا، علما کا اُس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول
م نہ ہوگا اُن کے کہنے سے تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اس سے شاید نجات پاجائے اور تھوڑا رنج و نقصان بہت
قصان کی نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر رہے اور ابد کی یہ نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی سی ہے تو
جائے کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جس کے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر انبیاؑ اور بزرگ
چ کہتے ہون اور مین ویسے ہی عذاب سخت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہوجاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اس چند روزہ راحت
سے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون ابد کے یہ معنی ہین کہ اگر تمام عالم کو کاکُن کے دانون سے بھر دین اور ایک چڑیا سے
کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اس مین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہوجائین اور ابد مین سے کچھ بھی کم نہ ہو اگر اتنی مدت
ے ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اے عزیز تو اُسے کیونکر جھیل سکے گا اور ذرا غور تو کر کہ دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلے مین کسقدر
یسا کوئی عقلمند نہ ہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گو یہ امر وہمی ہے اور اس سے بچنے مین بالفعل رنج یقینی ہے مگر اتنے بڑے
ہم سے احتیاط کرنا اور بچ کر چلنا واجب ہے اسواسطے کہ لوگ سوداگری کے واسطے کشتی مین جو بیٹھتے ہین اور بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت
اتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اُس احمق کو عذاب آخرت کا یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے پس اگر ذرا اور
کرے گا تو پرہیزگاری کا بوجھ اُٹھالے گا اسی واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع
ایسا ہے تو تو بھی چھوٹا ہم بھی چھوٹے اور اگر حقیقت مین ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط چھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیرؓ نے
جو ارشاد فرمایا تو اُسکے قصور فہم کے موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذاللہ آپکو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کا راستہ ہے وہ اس ملحد کی سمجھ مین نہ آئیگا
بیان سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت کرنا اور امور آخرت مین
نا اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی خواہش اُسے اسقدر مہلت ہی نہین دیتی کہ وہ امور آخرت مین فکر کرے ورنہ عذاب آخرت کا جسکو
ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکو ایمان ضعیف ہے سب پر عقل کی رو سے واجب ہے کہ اس خطر عظیم سے ڈرین اور احتیاط کی راہ پکڑین فالسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ[1]
ن مسلمانی کا بیان تمام ہوا معرفت نفس معرفت حق معرفت دنیا معرفت آخرت کے ذکر کا انجام ہوا اب انشاءاللہ تعالیٰ ارکان معاملات مسلمانی شروع کرونگا۔

[1] سلام اوپر اُس شخص کے جو پیروی کرے ہدایت کی ۱۲۔

شکر خداے بے نیاز کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

اَے عزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالیٰ کو اور دُنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملۂ مسلمانی کے ارکان کیطرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حق تعالیٰ کی اصل معرفت اُن چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی اُسکی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رُکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رُکن عبادات ہے دوسرا رُکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے یہ رُکن معاملات ہے تیسرا رُکن یہ ہو کہ تو اپنے دل کو بُرے خُلقون سے پاک رکھے یہ رُکن مُہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خُلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رُکن

معاملۂ مُسلمانی کا یہ رکن اوّل ہے اس مین عبادت کا بیان مفصل ہو اس رُکن مین دسؔ اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سُنّت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوٰۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑھنے کے

[1] ہم حمد کرتے ہین اللہ تعالےٰ کی اور درود بھیجتے ہین اُسکے رسُول کریم پر ۱۲ -

بیان مین نوین اصل ذکر اور تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادت کے وقت نگاہ رکھنے کے بیانمین

پہلی اصل اہل سنّت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہو اُس پر پہلا فرض یہ ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جو اُس نے زبان سے کہا ہے اُسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اُس مین دخل نہ رہے اور جب اُسنے باور کرلیا اور اُسکا دل اُن معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اُس مین شبہہ نہ رہا تو بس اسقدر اصل مسلمانی کو کفایت کرتا ہے دلیل سے اُسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑھنے اور شبہے ڈھونڈھنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اُن معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچھ لوگون کا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنے کے واسطے اُنکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور ان شبہون کو اُٹھایا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم کو توال اور اُنکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے ور ان دونون مقام یعنی فقط اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اُسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلے گا معرفت کے درجہ کو نہ پہونچے گا اور معرفت کا دعویٰ کرنا اُسے زیبا نہو گا اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ دوا بھی ایسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اخلاط فاسد اُسکے معدہ مین ہین اور اس دوا سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑھ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اُسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دُنیا مین کچھ تعلق نہ ہو اور تمام عمر خدا ہی کی تلاش مین رہا ہو اور یہ مشکل ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اُسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جائے کہ یہی اُسکی سعادت کا تخم ہوگا؛

اعتقاد کا بیان

اے عزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اُن چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اُسی نے پیدا کیا ہے وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اُسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اُسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اُسکے وجود کی انتہا نہین اُسکی ہستی ازل اور ابد مین واجب ہے اسواسطے کہ نیستی کو اُس مین دخل ہی نہین اور اُسکی ہستی اُسی کی ذات سے ہے اسواسطے اُسکو کسی سبب کی پروا نہین اور اُس سے کوئی چیز بے پروا نہین بلکہ اُس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزون کا قیام اُس خالق کے سبب سے ہے تنزیہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ کسی چیز مین وہ حلول کرتا ہے وہ نہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اُسکے مانند ہے

اُسکے واسطے کوئی صورت نہین کمیّت کیفیت کو اُس مین کچھ مداخلت نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اُس سے وہ پاک ہے کیونکہ سب صفتین اُسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم وخیال جو صورت باندھے وہ اُس صورت کا پیدا کرنے والا ہے چھوٹائی بڑائی اور مقدار کو اُس مین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اُسے جسم کے ساتھ جوڑ نہین ہے وہ نہ کسی جگہ پر ہے نہ کسی جگہ مین ہے بلکہ اُسکی ذات جگہ لینے والی چیز ہی نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اُسکی قدرت کے نیچے مسخّر ہے اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اُسے اُٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملانِ عرش سب کو اُسکی قدرت اور مہربانی اُٹھائے ہوے ہے آج بھی وہ اُسی صفت پر ہے جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا اور ابد تک ایسا ہی رہے گا اسواسطے کہ اُسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین اس لیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی کے ساتھ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہوگا اور اگر صفات کمالی کے ساتھ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص تھا اور اس کمال کا محتاج تھا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتون سے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین پہچاننے کے لائق اور اس جہان مین دیکھنے کے قابل ہے اور اس جہان مین بیچون اور بیچگون اُسے پہچانتے ہین اُسی طرح اُس جہان مین بیچون اور بیچگون اُسے دیکھین گے کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کی قسم سے نہین ہے **قدرت** حق تعالیٰ کسی چیز کے مانند نہین ہے ساتھ اُسکے سب چیزون پر قادر ہے اور اُسکی قدرت کمال کے درجے پر ہے کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اُس مین گذر نہین بلکہ اُس نے جو چاہا کیا جو چاہے گا کرے گا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش وکرسی اور جو کچھ ہے سب اُسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور مسخر ہین اُسکے سوا کسی کا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنے مین کوئی اُسکا یار و مددگار نہین **علم** وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے اُسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوے ہے عرش اعلیٰ سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز بغیر اُسکے جانے ہوے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب چیزین اُسی کے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتّون اور بادلون کے قطرون اور ہوا کے ذرّون کے عدد اُس کے علم مین ایسے کھلے ہوے ہین جیسے آسمان کے عدد **ارادت** جو کچھ عالم مین ہے اُسی کے چاہنے اور ارادے سے ہے کوئی چیز تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی اچھی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج ہو یا راحت بیماری ہو یا صحت اُسی کی تقدیر اور مشیّت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکٹھا ہو کر عالم مین سے ایک ذرّہ کو ہلانا یا کسی جگہ رکھنا یا اُٹھانا یا گھٹانا یا بڑھانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز رہین اور ہرگز کچھ نہ کر سکین بلکہ بے اُسکے چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اُسکی مرضی ہو کوئی اُسے دفع نہین کر سکتا اور جو کچھ تھا اور ہوگا سب اُسی کے تقدیر اور تدبیر سے ہے **سمع بصر** جس طرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اُسی طرح ہر چیز کا دیکھنے سننے والا ہے دور و نزدیک اُسکے شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اس کی بینائی مین یکسان ہے اندھیری رات مین چونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثریٰ مین جو کیڑا ہو وہ اُس کیڑے کی رنگت اور صورت دیکھتا ہے نہ آنکھ سے اُسکی بینائی ہے نہ کان سے اُسکی شنوائی ہے اور جس طرح اُسکی سمجھ تدبیر اور سوچ سے نہین اسی طرح اُسکا پیدا کرنا بھی آلہ سے نہین **کلام** اُسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اُس نے دی وہ سچ ہے اُسکا وعدہ وعید سب حق ہے حکم خبر وعدہ وعید سب اُسی کا کلام ہے

طرح وہ زندہ بینا دانا شنوا توانا ہے اُسی طرح گویا بھی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ بات کی اُسکی بات کام وزبان لب ودہان سے
ن ہے جس طرح آدمی کے دل مین بے آواز اور بے حرف کے بات ہوتی ہے حق تعالیٰ کی بات بھی حرف اور بے آواز ہونے مین اُس سے زیادہ
ور منزّہ ہے قرآن شریف توریت انجیل زبور اور پیغمبرون پر جتنی کتابین اُترین سب اُسی کا کلام ہے اور اُسکا کلام اُسکی صفت ہے اور اُسکی سب
تین قدیم ہین اور ہمیشہ سے ہین اور جس طرح اُسکی ذات قدیم ہے اور ہمارے دل مین معلوم اور زبان پر مذکور ہے اور ہمارا علم اور ذکر مخلوق
علوم اور مذکور قدیم ہے اسیطرح اُسکا کلام بھی قدیم ہے اور ہمارے دل مین محفوظ زبان سے پڑھا گیا مصحف مین لکھا ہوا ہے اور ہمارا محفوظ
ق نہین حفظ مخلوق اور پڑھا گیا مخلوق نہین پڑھنا مخلوق ہے اور مکتوب مخلوق نہین کتابت مخلوق ہے **افعال** عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سب
مخلوق ہین اور جس چیز کو اُسنے پیدا کیا ہے ایسا ہی پیدا کیا کہ اُس سے بہتر نہین ہو سکتی اگر تمام جہان کے عقلمند اپنی اپنی عقلون کو متفق کر کے
ہین کہ اُس جہان کی اُس سے اچھی صورت تجویز کیجیے یا اُس تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر نکالیے یا اسمین کچھ کمی زیادتی کیجیے تو نہین کر سکتے
سوچین کہ اس سے بہتر ہونا چاہیے تھا تو خطا کرین اور خدا کی حکمت اور مصلحت سے غافل رہین ایسے لوگون کی مثل اُس اندھے
سی ہے جو کسی گھر مین جائے وہان ہر ہر چیز قرینہ کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ہو وہ نہ دیکھے اور گر پڑے تو کہے یہ چیز راہ پر کیون رکھی تھی حالانکہ
پر چلنا کیسا اُسے راہ سوجھتی تک نہین پس حق تعالےٰ نے ہر چیز کو عدل اور حکمت کے ساتھ پورا بنایا ہے اور جیسا چاہیے ویسا ہی مخلوق
یا ہے اگر اس سے زیادہ کامل پیدا کرنا ممکن ہوتا اور وہ نہ پیدا کرتا تو یا عاجزی سے نہ پیدا کرتا یا بخل سے اور عاجزی اور بخل دونون اس سے
ہین تو جو کچھ دکھ بیماری فقیری نادانی عاجزی اُسنے پیدا کی ہے سب عدل ہے ظلم تو خود اُس سے ممکن ہی نہین اسواسطے کہ ظلم تو جب
کسی غیر کی ملک مین تصرف کرے اور دوسرے کی ملک مین خدا کا تصرف کرنا ممکن نہین کیونکہ اُسکے ساتھ کسی دوسرے مالک کا ہونا
محال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تھا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو سکتا ہے وہ سب مملوک ہے اور خدا ہی سب کا مالک ہے اُسکا کوئی ہمسر اور شریک
ن **آخرت** حق تعالےٰ نے دو قسم پر عالم کو پیدا کیا ایک عالم اجسام ایک عالم ارواح عالم اجسام کو آدمیون کی روح کا مقام بنایا کہ
عالم سے زاد آخرت لے لین اور ہر شخص کے رہنے کی ایک مدت مقرر فرمائی ہے اُس مدت کی انتہا اجل بنائی ہے بڑھنے گھٹنے کو اسمین کچھ
نہین جب اجل آجاتی ہے تو جان کو بدن سے جدا کر لیتے ہین اور روز قیامت جو حساب اور مکافات کا دن ہے اُس دن جان کو پھر قالب
ے اور سبھون کو اُٹھا کھڑا کرینگے اور ہر ایک اپنے اپنے کردار اعمالنامہ مین لکھے دیکھے گا اُسنے جو کچھ دُنیا مین کیا ہے سب اُسے یاد
ین گے عبادت اور گناہ کی مقدار کو ایسی میزان یعنے ترازو مین جو اس کام کے لائق ہوگی تول کر بتائین گے وہ ترازو اس جہان کی
و کے مشابہ نہین ہے **صراط** پھر سبھون کو پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا اور صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے
ئی اس جہان مین صراط مستقیم یعنی شرع پر جارہا ہوگا اُس صراط پر آسانی سے گذر جائے گا اور جس نے اس جہان مین سیدھی راہ نہ
ار کی ہوگی اُس صراط پر نہ چل سکے گا دوزخ مین گر پڑے گا اور سبھون کو صراط پر ٹھہرا کر پرسش اعمال کرینگے سچّے ایماندارون سے اُنکی
ن کی حقیقت طلب کرینگے اور منافقون اور ریاکارون کو خجلت دینگے اور فضیحتی مین ڈالین گے کسی جماعت کو بیحساب بہشت مین لیجائینگے
ہر وہ کا حساب آسانی سے کسی کا مشکل سے کرینگے آخر سب کافرونکو دوزخ مین بھیجین گے کہ وہ کبھی نجات نہ پائین فرمانبردار مسلمانونکو جنّت مین

داخل کرینگے اور گناہگار مسلمانون کو بھی دوزخ مین روانہ کرینگے انبیا اور بزرگ لوگ اُن مین سے جس کی شفاعت کرینگے ارحم الراحمین اُسے بخشدے گا اور جسکی شفاعت نہ کرینگے فرشتے اُسے دوزخ مین لیجائین گے اور اُسکے گناہون کے قدر اُسپر عذاب کرینگے پھر جنت مین لیجائینگے پیغمبر جونکہ حق تعالی نے یہ امر ٹھہرایا کہ بندون کے بعض اعمال اُن کی شقاوت کا سبب ہون اور بعض سعادت کا موجب ہون اور آدمی اُسے نہین پہچان سکتا کہ کون اعمال سبب شقاوت ہین اور کون موجب سعادت ہین تو خداوند کریم نے اپنے فضل وکرم عمیم سے پیغمبرون کو پیدا کیا اور حکم فرمایا کہ ازل مین جن لوگون کی نسبت کمال سعادت کا حکم ہوچکا ہے اُنھین اس بھید سے آگاہ کرین اور پیغمبرون کو پیغام دیکر خلائق کی طرف بھیجا کہ سعادت اور شقاوت کی راہ اُنکو بتائین تاکہ کسی بندہ کو خدا سے محل حجت نہ باقی رہے پھر سب پیغمبرون کے بعد ہمارے رسول مقبول خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کیطرف بھیجا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال کے درجہ پر پہونچادیا کہ پھر اُسپر زیادتی محال ہے اسیواسطے آپ کو خاتم الانبیا کیا کہ آپ کے بعد پھر کوئی پیغمبر نہ ہوا اور تمام جن وانس کو آپ کی اتباع اور اطاعت کا حکم فرمایا کہ کوئی اُس سے باہر نہ ہو اور آپ کو سب انبیا صلوٰت اللہ تعالی علیہم اجمعین کا سردار اور افسر کیا اور پیغمبرون کے یارون اور دوستدارون سے آپ کے اصحاب اور احباب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو افضل و بہتر کیا

دوسری اصل طلب علم کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ یعنے علم ڈھونڈھنا ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہو خواہ عورت اور اس امر مین سب عالمون کا اختلاف ہے کہ وہ کونسا علم ہے جسکا ڈھونڈھنا سب پر فرض ہے متکلم کہتے ہین وہ علم کلام ہے کہ خدا کی معرفت اُس سے حاصل ہوتی ہے فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ ہے کہ اسکی بدولت آدمی حلال اور حرام مین فرق کرسکتا ہے محدث کہتے ہین کہ وہ علم تفسیر وحدیث ہے کہ علوم شرعیہ کی اصل یہی ہے صوفیہ فرماتے ہین کہ وہ احوال دل کا علم ہے کہ دل خدا کی طرف بندہ کی راہ ہے غرضکہ ہر عالم اپنے علم کی عظمت بیان کرتا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نہ کسی ایک علم کی خصوصیت ہے نہ سب علمون کی فرضیت ہے اس مقام مین تفصیل ہے کہ اُسکے سبب سے یہ اشکال اُٹھ جاتا ہے اے عزیز جان تو کہ جو کافر صبح کے وقت مسلمان ہو یا جو لڑکا بالغ ہو اُسپر یہ سب علم سیکھنا فرض نہین ہوتا بلکہ اُسوقت اُسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنے جانے اور ان معنون کا علم اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ اہل سنت کے عقائد جو پہلی اصل مین ہم نے بیان کیے ہین حاصل کرے اسطرح پر حاصل کرنا ضرور نہین کہ اُن عقائد کی دلیلین بھی جان لے دلیلون کا جاننا اُسپر واجب نہین ہے لیکن اُن عقائد کو قبول کرلے اور باور کرلے اور وہ سب بتفصیل بھی جاننا واجب نہین ہے مگر خدا رسول آخرت بہشت دوزخ حشر نشر کی سب صفتون کا اعتقاد کرلے اور یہ جان لے کہ اُسکا خدا ان

تنبیہ — ناظرین کتاب پر واضح ہو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض اور واجب کا ایک ہی حکم ہے اور امام والامقام مصنف کیمیاے سعادت شافعی المذہب تھے اس مین ایک ہی امر کو کہین فرض لکھا ہے کہین واجب ناظرین بآنکہین اس امر سے مطلع رہین اور ایک ہی امر کو کہین فرض کہین واجب لکھا دیکھ کر خلجان مین نہ پڑین اور تمام عبادات مین مسائل فقہیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق لکھے ہین ۔ برادران حنفی المذہب ان مسائل مین اپنے امام اعظم رحمہ اللہ تعالے کے مذہب کے مطابق عمل کرین ۔

اِن صفات پر ہے اور اُسی خدا کی طرف سے رسول مقبول صلعم کی زبانی پیغام اور احکام آئے ہین جو اطاعت کریگا مرنے کے بعد مرتبہ سعادت کو پہونچیگا جو معصیت کرے گا درجۂ شقاوت کو پہونچیگا جب اُسنے یہ جان لیا تو دو طرح کے علم اُسپر واجب ہوتے ہین ایک تو دل سے علاقہ رکھتا ہے ایک جوارح کے کامون سے جو علم اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہے اُسکی بھی دو قسمین ہین ایک اُن کامونکا علم جو کرنے کے قابل ہین ایک اُن کامونکا علم جو نہ کرنیکے لائق ہین جو کام کرنے کے قابل ہین اُنکا علم ایسا ہے جیسے جو کوئی صبح کو مسلمان ہوا جب ظہر کی نماز کا وقت آئے تو اُسپر فرض کی قدر طہارت اور نماز سیکھنا فرض ہوتا ہے اور جو چیز سنّت ہے اُسکا سیکھنا بھی سنّت ہے فرض نہین جیسے مغرب کی نماز کا وقت آئے تو اُسوقت اُسپر اتنا فرض ہو جاتا ہے کہ اُس نماز کو جان لے کہ تین رکعتین ہین اس سے زیادہ جاننا فرض نہین ہے اور جب رمضان آئے تو روزہ کا جاننا اُس پر اسقدر فرض ہو جاتا ہے کہ یہ جان لے کہ روزہ کی نیت واجب ہے اور صبح سے غروب آفتاب تک کھانا پینا جماع کرنا حرام ہے اگر سونے کے بیس دینار اُسکے پاس ہون تو زکوٰۃ کا جاننا اُسوقت فرض نہین ہان جب سال بھر گذر جائے تو فرض ہوتا ہے کہ اُسکی زکوٰۃ کی مقدار اور مصارف اور شرائط معلوم کرے اور جبتک حج نکرے تب تک حج کا علم اُسپر فرض نہین ہوتا اسواسطے کہ حج کا وقت عمر بھر ہے اسی طرح جب کوئی کام پیش آتا ہے اُسوقت اُس کا علم بھی فرض ہو جاتا ہے مثلاً جسوقت نکاح کرے اسوقت اُسکا علم بھی فرض ہو جاتا ہے مثلاً یہ جاننا کہ خاوند پر جورو کا کیا حق ہے اور حالت حیض مین جماع کرنا درست نہین ہے اور حیض کے بعد غسل کرنے تک جماع کرنا نہ چاہیے اور اسکے سوا اور جو چیزین نکاح سے علاقہ رکھتی ہین اُن سب کا علم فرض ہو جاتا ہے اگر آدمی کوئی پیشہ کرتا ہے اُس پیشہ کا علم بھی اُسپر فرض ہو جاتا ہے اگر سوداگر ہے تو سود کے مسائل اور بیع کی شرطین معلوم کرنا فرض ہے تاکہ بیع باطل سے بچے اسی واسطے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوداگرونکو دُرّے مارکر علم سیکھنے کیواسطے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی بیع کے احکام نہ جانے اُسے تجارت کرنا نہ چاہیے کہ لاعلمی مین سود کھائیگا اور خبر بھی نہوگی اسی طرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے حتّٰی کہ اگر حجّام ہے تو اُسے یہ جاننا چاہیے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور تکلیف کے وقت کونسا دانت اُکھاڑنے کے قابل ہے اور کتنی دوا زخمون مین کام کرتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس اور یہ علم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہین بزاز پر پیشہ حجامت کا علم سیکھنا فرض نہین ہے اور حجام پر بزاز کا علم سیکھنا فرض نہین ہے جو کام کرنے کے لائق ہین اُنکے علم کی مثال یہ تھی اور جو کام نہ کرنیکے لائق ہین اُنکا علم بھی فرض ہے لیکن ہر شخص کے حال کے موافق مختلف ہے اگر کوئی شخص اطلس اور دیبا پہننے کی قدرت رکھتا ہے یا شرابخوارون یا سور کا گوشت کھانے والون کے پاس یا غصب کی جگہ مین رہتا ہے یا مال حرام اپنے قبضہ مین رکھتا ہے تو علما پر واجب ہے کہ اُسے ان باتون کا علم سکھا دین کہ یہ حرام ہے تاکہ وہ اُس سے دست بردار ہو اور اگر کسی جگہ عورتون سے ملا جلا رہتا ہے تو اُسپر یہ جاننا فرض ہے کہ کون عورت محرم ہے اور کون نامحرم ہے اور کسے دیکھنا روا ہے اور کسے دیکھنا ناروا ہے اور یہ علم بھی ہر ایک کے حال کے موافق مختلف ہے اسواسطے کہ جو کوئی ایک کام مین ہو اُسپر اورون کے کام کا علم سیکھنا فرض نہین ہے مثلاً عورتون پر یہ جاننا فرض نہین ہے کہ حالت حیض مین طلاق دینا ناروا ہے اور جو مرد طلاق دینا چاہتا ہو اُسپر یہ مسائل جاننا فرض ہے اور جو کام دل سے علاقہ رکھتے ہین اُن کی بھی دو قسمین ہین ایک قسم دل کے حالات سے علاقہ رکھتی ہے ایک اعتقادات سے تعلق رکھتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ آدمی کو جاننا فرض ہے کہ کینہ حسد تکبر گمان بد اور ایسے امور کرنا حرام ہین اور اُسکا جاننا سب پر فرض عین ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ان عادتون سے خالی نہین تو اسکا علم اور اسکے علاج کا علم

فرض ہی کیونکہ اس قسم کی بیماری عالمگیر ہے اور بے علم کے اسکا علاج ٹھیک نہ ہوگا لیکن بیع سلم اور اجارہ اور رہن اور اس قسم کے معاملات کا علم جو فقہ مین مذکور ہے فرض کفایہ ہے فرض عین نہین ہے یہ اُسی شخص پر فرض ہے جو ایسے معاملات کیا چاہتا ہو اور اکثر خلق ان معاملات سے خالی نہین رہ سکتی دوسری قسم جو اعتقادات سے علاقہ رکھتی ہر وہ یہ ہر کہ اگر خدانخواستہ کسی کے اعتقاد مین کچھ شک پیدا ہو جاوے تو اگر وہ شک ایسے اعتقاد مین ہے جو اعتقاد واجب ہے یا جس اعتقاد مین شک آنا درست نہین ہے تو اُس شک کو دل سے نکال ڈالنا فرض ہے ان سب باتون سے معلوم ہوا کہ طلب علم سب مسلمانون پر فرض ہے اسواسطے کہ کوئی مسلمان جنس علم سے مستغنی اور بے پروا نہین لیکن علم ایک ہی قسم کا نہین ہے اور ہر ایک کے حق مین برابر نہین ہے بلکہ حالات و اوقات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور کوئی شخص علم کی احتیاج سے کسی طرح خالی نہین اسی سبب سے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہی کہ کوئی مسلمان ایسا نہین ہی جسپر طلب علم فرض نہو یعنی جس شخص کو جس علم کی احتیاج ہی اُسپر اُسکا سیکھنا فرض ہے

فصل جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہر شخص پر وہ علم سیکھنا فرض ہی جسکا معاملہ وہ کرتا ہو تو معلوم ہوا کہ عوام الناس ہمیشہ اس خطرہ مین رہتے ہین کہ اُن کو کوئی کام آپڑے وہ یہ نہ سمجھین کہ اس مین کچھ خطر ہے اور اُسے بےخوف و خطر نادانی سے کر بیٹھین اگر اُس کام کی اکثر حاجت ہوتی ہے اور وہ کام نادر نہین ہے تو اُن کی نادانی کا عذر کچھ عذر نہین مثلاً حالت حیض مین یا حیض کے بعد غسل کے پہلے کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ جماع کرے اور کہے کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ منع ہے تو اُسکا یہ عذر کچھ عذر نہین ہے یا کوئی عورت صبح کو پہلے پاک ہو اور مغرب عشا کی نماز قضا نہ کرے کہ یہ مسئلہ اُسے نہین معلوم یا کوئی مرد اپنی جورو کو حالت حیض مین طلاق دے اور اُسے یہ مسئلہ نہ معلوم ہو کہ ایسی حالت مین طلاق دینا حرام ہے تو اُسکی لاعلمی کا عذر مقبول نہ ہوگا قیامت کے دن اُس سے کہا جائیگا کہ ہم نے تو تجھ سے کہدیا تھا کہ طلب علم فرض ہی تو اُس سے کیون باز رہا کہ مبتلائے حرام ہوا ہان جو کام نادر ہو اور اس کے کرنے کی توقع نہ ہو اور لاعلمی سے خلاف شرع ہو جائے تو آدمی معذور ہے

فصل جب یہ معلوم ہوا کہ عوام اس خطرہ سے کبھی خالی نہین ہین تو معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے علم سے بہتر اور بزرگتر کوئی شغل نہین آدمی پیشہ جو کرتا ہے تو دنیا کے واسطے کرتا ہے تو علم بھی بہت لوگون کے واسطے اور پیشون سے بہتر ہے اسواسطے کہ علم سیکھنے والا چار حالون سے خالی نہین ہے یا میراث پانیکے سبب سے خواہ اور کسی وجہ سے دنیا کی طرف سے مطمئن ہے اور مال کافی اُسکے پاس ہے تو علم اُس کے مال کی حفاظت کا سبب ہوگا اور دنیا مین اُسکے لیے باعث عزت اور عقبیٰ مین اُسکے واسطے موجب سعادت ہوگا یا اُسکے پاس مال کافی اور وافی نہ ہو مگر اُس مین قناعت کی صفت ہو کہ جو کچھ ہو اُسی پر اکتفا کرتا ہے اور مسلمان ہونے مین درویشی کا مرتبہ جانتا ہے کہ درویش امیرون سے پانچ سو برس پہلے جنت مین جائینگے ایسے شخص کے حق مین علم آسایش دنیا اور سعادت عقبیٰ کا سبب ہوتا ہے یا جانتا ہے کہ اگر مین علم سیکھون گا تو بیت المال سے یا مسلمان بھائیون کے ہاتھ سے حق حلال مجھے اسقدر ملے گا کہ میرے واسطے کافی ہوگا اور مال حرام نہ ڈھونڈھنا پڑے گا اور بادشاہ ظالم سے کچھ نہ مانگنا ہوگا تو ان تینون قسمون کے طالب علم کے واسطے علم طلب کرنا دین و دنیا مین سب کامون سے بہتر ہے چوتھا وہ شخص ہے جو معاش نہ رکھتا ہو اور طلب علم سے دنیا حاصل کرنا اُسے مقصود ہو اور زمانہ ایسا ہو کہ بادشاہی روزینہ کے سوا جو حرام اور ظلم سے ہو یا لوگون سے لینے کے سوا جو ریا اور ذلت کے ساتھ ہو اور تلاش معاش کی صورت مفقود ہو تو ایسے شخص کو اور جس کسی کو طلب علم سے جاہ و مال مقصود ہو اور علم سے جاہ و مال پیدا کرے گا اُسے اولیٰ یہ ہے کہ جو علم فرض نہین ہین اُن سے جب فارغ ہو تو کسب و ہنر اور دستکاری وغیرہ سیکھے ورنہ ایسا آدمی

رآدمیون کیواسطے شیطان ہوجائیگا اُسکے سبب سے لوگ بہت تباہ ہونگے سخت گمراہ ہونگے جو جاہل اُسے حرام کا مال لیتے اور حیلے
رتاویلین کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرنے مین اسکی اقتدا کرے گا اور صلاحیت کی بہ نسبت ضلالت لوگون مین بہت پھیل جائے گی ایسا عالم
ناکترہے بہتر ہے دخس کم جہان پاک ، تو آدمی کو یہی اولی وانسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کیواسطے
، دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیر لیگا جیسا اگلے
ون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ فَأَبَى الْعِلْمُ أَنْ يَّكُونَ إِلَّا لِلّٰهِ یعنی خدا کیواسطے ہم نے علم نہین پڑھا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف
یا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقائق شریعت کا علم تھا جو خود اُن لوگونکو خدا کی طرف لیگیا دیکھنا چاہیے کہ
ع بخدا ان لوگون کے دلون مین تھی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ جانتے تھے بزرگونکو دیکھتے تھے کہ دنیا سے دور بھاگتے ہین اُن لوگونکو آرزو
ں کہ ایسے بزرگون کی اطاعت و اقتدا کرین جب علم وہ تھا اور زمانہ ویسا تھا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہوسکتے تھے کہ خود علم کی صفت پر
جائین گے علم اُنکا تابع نہو جائیگا اور جو علم اُس زمانے مین پڑھے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی
ری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور واہی تباہی باتین اور جو علم اس زمانے مین ہین کہ اپنے تمام علم کو زاغ دنیا کا پھندا بنایا ہے یعنی
سے حصول دنیا کے سوا کبھی دین کا خیال بھی انکو نہین آیا ہے اُنکی صحبت اور اُنسے علم سیکھنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پھیرتا ہے
یْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اگلے لوگون کا حال سُنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکھا ہوا ہے اور **مصرع**
نیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ اور یہ برابر نہین ہوسکتا **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ اے عزیز دیکھ تو اس زمانہ کے علما دنیا کے
لم ہین یا دین کے اور لوگون کو اُنکا حال دیکھ کر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور اُن کے حالات دیکھ کر
ن کی روسے خلق کا نقصان ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علماے سلف کا متبع اور فرمانبردار ہو اور ایسے علم پڑھاتا ہو جس مین
یا کے غرور اور فریب سے ڈرنے کا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑھنا کیسا اُسکی صحبت باعث منفعت ہے بلکہ اُس کی زیارت موجب سعادت
ہے آدمی اگر وہ علم سیکھے جو مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولی ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبیٰ کی عظمت
کے حالات معلوم ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیا دارون کی نادانی اور حماقت کو جانتا ہے اور کبر ریا حسد عجب حرص
ب دنیا کی آفت اور اُنکا علاج پہچانتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بھی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین
وا دنیا کا لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنے جن علمون سے دنیا کی حقارت
مین نہین آتی ہے پڑھیگا اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کھالے جس سے بیماری اور بڑھ جائے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر
سد ریا فخر عداوت خود آرائی تکبر تلاش جاہ و دولت کا تخم دل مین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑھے اُتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل
ن زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکھے جو فقیہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین مشغول
رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے توبہ کرنا چاہے بھی تو اُسپر دشوار ہوتی ہے

ف امام والامقام اپنے زمانے کے علماء کو دنیادار عالم کہکر مذمت کرتے ہین اور مسلمانون کو اُن کی صحبت سے ممانعت کرتے ہین ولے بر حال ما اس زمانہ مین دیندار عالم ہم کہان پائین ۱۲

تیسری اصل طہارت کے بیان میں

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ہ یعنے اللہ تعالیٰ پاکون کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ ہ یعنے پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ ہ یعنے مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے ہین پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ ہ اور اس سے یہ مقصود ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول و مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہ کی تحقیق ہے اور صدیقون کا کمال درجۂ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان قالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہ ہوگا یاد حق سے آراستہ ہونے کے قابل نہ ہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دل کو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہو جائے یہ متقی لوگون کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ و حرام کھانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہین انسے جوارح یعنے ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ اعضا سب کامون مین ادب و فرمانبرداری سے آراستہ ہو جائین یہ زاہدون کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزون سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہون یہ مسلمانون کی پاکی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر مین معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کے چارون درجون مین پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف دل ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف متوجہ ہین اور جس مین سب کوشش اور محنت کرتے ہین اخیر درجہ کی پاکی ہے انہین متوجہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیون سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہری پاکیزگی کو دیکھتے ہین اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہین اسوجہ سے لوگون کو یہ آسان ہو گئی ہے لیکن حسد کبر ریا دوستی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہون سے بدن کی پاکی انہین کچھ نفس کا حصہ نہین ہے یعنی نفس کو کچھ مزہ نہین ہے اور خلق کی آنکھ اسپر نہین پڑتی اسلیے کہ یہ باتین خدا کے دیکھنے کی ہین خلق کے دیکھنے کی نہین اسیوجہ سے ان کی طرف کوئی راغب نہین ہوتا

فصل طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجا لائے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیا تو وہ طہارت مکروہ ہو جائے گی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہو جائیگا اور یہ فرط احتیاط جو صوفیون کی عادت ہے کہ پاتابہ چڑھانا چادر سر سے اوڑھنا اور جو پانی یقینًا پاک ہو اُسے اور لوٹے کو دھیان رکھنا کہ کوئی اُس مین ہاتھ نہ ڈالے یہ سب باتین اچھی ہین جو فقیہ لوگ ان باتون کا لحاظ نہین رکھتے اُنھین صوفیون پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مگر کسی شرط سے اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ نقہا اور اور لوگون پر جو انسی احتیاط نہین کرتے کچھ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر چھ شرطون کے ساتھ پہلی شرط یہ ہے کہ اس احتیاط مین اوقات

بسر کرنے کے سبب اور کسی بہتر کام سے محروم نہ رہے اسواسطے کہ اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا باعث ہو یا ایسے کسب مین متوجہ ہونیکی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل وعیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اُسے ان باتون سے محروم رکھتا ہو تو ایسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضروری ہین اسیوجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری کامون مین مشغول تھے اسیوجہ سے ننگے پاؤن چلتے تھے زمین پر نماز پڑھتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے کھانا کھاکر تلوؤن مین ہاتھ ملتے تھے گھوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تھے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تھے بدن کی صفائی نہ کرتے تھے اگر کوئی اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اسے اہل احتیاط پر اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکھے اسواسطے کہ جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہو کر پکارتا پھرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکھتا ہون اور اُسے اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہے یا اور کسی کے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین لوگون کی نگاہ سے گر جاؤنگا اسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پر پاؤن رکھے مباح کی راہ اختیار کرے اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اسکا نفس اس بارہ مین کچھ نزاع کرے تو سمجھ جائے کہ ریا کی آفت نے اُس مین دخل پایا ہے اسوقت اسپر واجب ہو جاتا ہے کہ ننگے پاؤن پھرے اور زمین پر نماز پڑھے اور احتیاط سے ہاتھ اُٹھائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے اور احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چھوڑے بچ ہی نہین سکتا تو اُسپر احتیاط چھوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے کہ احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبھی کبھی اسکی راہ بھی چلے چنانچہ رسول مقبول صلعم نے ایک مشرک کے برتن سے اور حضرت عمرؓ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر اوقات خاک پر نماز پڑھی ہے اور جو کوئی سونے کے واسطے زمین پر کچھ نہ بچھاتا تھا اُسکی بڑی تعظیم فرماتے تھے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت سراسر سعادت کو چھوڑ دے گا اور اُسکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کرے گا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اسکے نفس نے اس احتیاط مین عزت اور لذت پائی ہے اب اسے احتیاط سے ہاتھ کھینچنا مشکل ہوگا چوتھی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دل کو رنج پہونچے اسے چھوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دل کو رنج دینا حرام ہے اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی غلام راہ مین ہاتھ پکڑنے کا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اُس کے بدن مین پسینہ ہو اور دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو یہ حرام ہے بلکہ خُلق کرنا اور مسلمانون سے ملنا ہزار احتیاطون سے بہتر اور مبارک اور افضل ہے اسی طرح اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤن رکھنا چاہے یا کسی کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہے یا برتن مین پانی پینا چاہے تو اسے منع کرنا اور اپنی کراہت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ ایک بار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ اس مین بہت لوگون نے ہاتھ ڈالے ہین اور گھنگھولا ہے ٹھہریے مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگاکر پانی کھینچے دیتا ہون آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑھے ہوے

جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور جو شخص احتیاط نہ کرے اس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اُسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ
ان کے مان باپ اور رفیق جب ان کا لوٹا یا کپڑا لینے کو ہاتھ بڑھاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہی اور جو احتیاط کہ واجب
نہین ہے اُسکے سبب سے یہ امور کیونکر درست ہو جائین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین انکے دماغ مین تکبّر پیدا ہو جاتا ہے لوگون پر
یہ احسان جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچا کر انھین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا
حال لوگون سے بیان کر کے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور ان کو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس آسان طریقہ پر چلتے تھے اسے اختیار
نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب بُرے اخلاق ہین اور جس شخص سے وقوع مین آئین
اسکی نجاست باطنی پر دلیل ہین دل کو ایسی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہی کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین اور ان باتون سے
باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہی پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزین اور بات کرنے مین بھی اس احتیاط کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی
ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھ روکا یعنے اسے نہ کیا تو یہ اس بات پر دلیل ہی کہ اور باتون مین یہ احتیاط فقط رعونت کے واسطے
ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہی امین تو کچھ بھی احتیاط نہین کرتا پھر احتیاط سوجھتی ہے کہ جب تک
ہاتھ مُنھ نہین دھوتا نماز نہین پڑھتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اسکا کھانا حرام ہے اگر نجس ہے تو بلا ضرورت کیون کھاتا ہی اگر پاک ہے
تو ہاتھ کیون دھوتا ہے پھر جب ہاتھ منھ دھویا تو جس کپڑے پر عوام الناس بیٹھتے ہین اُسپر نماز نہین پڑھتا نہین معلوم کہ عوام النّاس کے
گھر کا پکّا کھانا کیون چکھ جاتا ہے اس مین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا ہے حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہی اور اکثر ایسے لوگ
بازاریون کے گھر مین انھین کے گھر کا پکّا کھانا تو نوش کر جاتے ہین اور اُن لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑھتے یہ باتین احتیاط مین سچے
ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنی احتیاط منہیّات اور منکرات کے ساتھ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار
منع ہے یا طہارت مین دیر لگائے کہ کوئی مسلمان اسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہائے یا اول وقت سے تاخیر کر کے نماز پڑھے یا
امام ہو کر جماعت کو انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اُسے دیر ہوتی ہو یا اُس سبب سے اُس مسلمان کے
کسب اور کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اسکے عیال و اطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اُس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہی درست
نہین ہو جاتے یا مسجد مین اپنا مصلّے اسواسطے بہت پھیلائے کہ اور کسی کا کپڑا اُسے نہ چھو جائے اس مین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو یہ کہ مسجد
کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور چھین لیا حالانکہ اسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہ سے زیادہ نہ تھا دوسرے یہ کہ ایسی صف جس مین
بہت لمبا چوڑا مصلّے بچھا ہو ملی ہوئی نہین ہو سکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندھے سے کاندھا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے ایسا پرہیز کرتا
ہے جیسا کتّے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ پڑھے جاہل احتیاط کے سبب سے اُن کے مرتکب ہوتے
ہین اور انھین منہیات اور منکرات نہین جانتے **فصل** اے عزیز جب تو نے یہ جان لیا کہ طہارتِ ظاہر طہارت باطن سے جدا
ہے اور باطن کی طہارتین تین ہین ایک گناہون سے اعضاے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے ظاہر دل کی طہارت تیسری
ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بھی تین قسمین ہین ایک نجاست سے طہارت دوسری حدث

وجنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑھتی ہین اُن سے طہارت شلاً ناخون بال میل وغیرہ **پہلی قسم** یعنے نجاست سے طہارت اَے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین مگر شراب جو مستی لائے تھوڑی ہو یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مرجائے ناپاک ہے مگر آدمی اور مچھلی اور ٹڈی اور جن جانورون کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہ ہو جیسے مکھی بچھو مامکھی اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل و متغیر ہو گئی ہو سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور مرغ کا انڈا اور ریشم کا کیڑا اور جو چیز مستحیل اور متغیر نہ ہوئی ہو وہ پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اُسکے ساتھ نماز درست نہین مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے ایک تین پتھر یا ڈھیلے لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جائے بشرطیکہ اپنے مقام سے پھیلا ہوا نہ ہو دوسری شاہراہ کی کیچڑ گو اس مین یقینی نجاست دکھائی دے لیکن شاہراہ کی کیچڑ اُسی قدر معاف ہے جس سے آدمی اپنے تئین بچا نہ سکے یہ نہین کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا ہاتھی گھوڑا وغیرہ کیچڑ سے کپڑون کو خراب کر دے کہ یہ امور نادر ہین اور اتنی کیچڑ معاف نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین بھر جائے مگر اُسی قدر جس سے بچنا ممکن نہ ہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اُسے پہنے ہوئے نماز پڑھی تو معاف ہے چوتھے پسو کا لہو جو کپڑے پر لگا ہو تھوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بھی آیا ہو پانچوین سرخی مائل پانی جو چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اس واسطے کہ آدمی کا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسی طرح جو صاف رطوبت خارش کے دانون سے نکلے وہ بھی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اُس سے پیپ نکلے اُسکا پھوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے اُسکا دھونا واجب ہے اگر دھونے کے بعد اُس کا کچھ اثر باقی رہے تو امید ہے کہ معاف ہو اگر کسی نے فصد کھلوائی ہو یا کسی کے زخم لگا ہو تو اُس کے خون کو دھونا چاہیے اگر کچھ رہ جائے اور دھونے مین خطرہ ہو تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے کہ یہ عذر نادر اور کم ہوتا ہے **فصل** جو جگہ نجس ہو اور ایک بار اُسپر پانی بہ جائے تو پاک ہوجاتی ہے لیکن اگر عین نجاست ہو تو اُسکو دھونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست زائل ہو جائے اور اگر دھویا اور ملا اور کئی بار اُسے ناخن سے کھرچا اور باینہمہ اُسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی حق تعالے نے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری چیز کا پاک کرنے والا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایک بار حدث دور کیا ہو یہ خود پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنے والا ہے لیکن اُسکا رنگ اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑہائی سو من سے کم ہو اور اس مین نجاست پڑ جائے اگرچہ متغیر نہوا ہو تو بھی نجس ہے اور اگر اڑھائی سو من ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہ ہو جائے ناپاک نہین ہوتا چوتھا وہ پانی جسکا رنگ اور بو اور مزہ اُس پاک چیز کے سبب سے بدل جائے جس سے اُس پانی کو بچا سکتے ہون جیسے زعفران صابون اشنان[1] آٹا وغیرہ یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا نہین ہے لیکن اُس مین اگر کچھ یون ہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنے والا بھی ہے **دوسری قسم** طہارت حدث اس مین پانچ چیزین جاننا چاہیے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنے کے آداب استنجا کرنے کے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل** پاخانہ جانیکے

[1] ایک درخت کی پتی ہے ۱۲

آداب کے بیان مین اگر آدمی صحرا مین ہو تو چاہیے کہ لوگون کی نگاہ سے دور ہو جائے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ مین جائے اور بیٹھنے سے پہلے شرمگاہ نہ کھولے اور آفتاب ماہتاب کی طرف منھ نہ کرے اور قبلہ کی طرف منھ اور پیٹھ نہ کرے لیکن اگر پائخانہ مین ہو تو درست ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ قبلہ داہنے بائین طرف رہے جہان لوگ جمع ہوتے ہون وہان نہ پائخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی مین کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل مین نہ پائخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے تاکہ اُسپر چھینٹین نہ پڑین اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون وہان پیشاب نہ کرے اور بائین پاؤن پر زور دیکر بیٹھے جب پائخانہ جانے لگے تو بایان پاؤن پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاؤن پہلے رکھے اور جس چیز مین خدا کا نام ہو اُسے اپنے ساتھ نہ لیجائے اور پائخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جائے پائخانہ جاتے وقت کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ[۱] جب باہر نکلے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُوْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی فِیْ جَسَدِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ[۲] **فصل** استنجا کرنے کے بیان مین چاہیے کہ پتھر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈھیلے پائخانہ پھر چکنے سے پہلے درست کر رکھے جب فارغ ہو تو بائین ہاتھ مین لیکر پائخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہ پر رکھ کر کھسکائے اور نجاست کے مقام پر لاکر اُسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہ نجاست نہ بھرنے پائے اسی طرح تین ڈھیلے کام مین لائے اگر پاک نہ ہو تو دو ڈھیلے اور لے تاکہ طاق رہین پھر پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا یا ایک بڑا ڈھیلا داہنے ہاتھ مین لے اور آلۂ تناسل بائین ہاتھ سے پکڑے اور اس پتھر یا ڈھیلے پر تین بار تین جگہ اُسکا سر رکھے یا دیوار پر تین جگہ تین بار رکھے اور بائین ہاتھ سے ہلائے داہنے ہاتھ سے نہین اگر اتنے ہی پر قناعت کرے تو پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونون سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور ہے تو اُس جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ جائے تاکہ اُسپر پانی نہ اُڑے داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے بائین ہاتھ سے ہتیلی تک اسقدر ملے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اب نجاست کا کچھ اثر نہین باقی رہا جب یہ معلوم ہو جائے تو بہت پانی نہ بہائے اور ملنے مین بہت زور نہ کرے کہ پانی اندر پہونچ جائے لیکن آبدست کے وقت اپنے تئین ڈھیلا رکھے اور اس طرح آبدست لینے مین جہان پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اُسکو نجاست کا حکم نہین ہے وسواس نہ کرنا چاہیے اسی طرح قطرہ جھاڑنے مین تین بار ذکر کے نیچے ہاتھ لے جائے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکھارے اس سے زیادہ اپنے تئین تکلیف نہ دے کہ وسواس پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور ہر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنے کے بعد تری ظاہر ہوئی تو اپنی میانی پر پانی ڈال لے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہو اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا ہی فرمایا ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھ ملے پھر دھوئے تاکہ کچھ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنے کے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ[۳] **فصل** کیفیت وضو کے بیان مین جب استنجا کرکے فارغ ہو تو مسواک کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہٗ بائین طرف اسی طرح مسواک کرے پھر دانتون کے اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک رگڑے اور مسواک کرنا بہت ضرور سمجھے اسواسطے کہ حدیث شریف

[۱] پناہ مانگتا ہون مین ناپاکی نجاست خباثت شیطان مردود سے ۱۲ [۲] سب تعریف اُس خدا کے واسطے ہے جو لے گیا مجھ سے اُس چیز کو جو ایذا دیتی ہے اور باقی رکھا میرے بدن مین اس چیز کو جو نفع دے مجھے ۱۲ [۳] اے اللہ پاک کر میرے دل کو نفاق سے اور بچا میری فرج کو فواحش سے ۱۲

مین آیا ہے کہ مسواک کرکے ایک نماز پڑھنا بے مسواک کیے ستر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسواک کرنے کے وقت یہ نیت اور خیال کرے کہ خدائے تعالے کے ذکر کا راستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اُسیوقت پھر وضو کرے کہ رسول مقبول صلعم ایساہی کیا کرتے تھے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے محروم نہ رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اس وجہ سے کہ بے کلی کیے سو گیا تھا یا دیر تک منھ بند کیے چپکا بیٹھا رہا یا بودار کوئی چیز کھائی اور ان وجہون سے اُسکے منھ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا سنّت ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ[1] کہے اور تین بار دونون ہاتھ دھوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْيُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَكَةِ[2] اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنے کی نیت کرے اور جب تک منھ نہ دھوئے نیّت کا دھیان رکھے پھر تین بار کلی کرکے غرغرہ کرے اور اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ[3] پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور چھنکے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنْتَ عَنِّيْ رَاضٍ[4] پھر تین بار منھ دھوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ بِنُوْرِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِيَائِكَ[5] اور جو بال چہرہ پر ہین اُنکی جڑون کو پانی پہونچائے اگر داڑھی مین بہت بال ہین اور میلے ہین تو داڑھی پر پانی بہائے اور بالون مین اُنگلیون سے خلال کرے اُسی کا نام تخلیل ہے منھ کیطرف کانون سے گوشۂ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکھ کے کوئے کو اُنگلی سے پاک کرے کہ جو کچھ سرمہ وغیرہ کا اثر ہو وہ نکلجائے پھر داہنا ہاتھ آدھے بازو تک تین دفعہ دھوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دھوئیگا بہتر ہوئیگا اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا[6] پھر اسی طرح بایان ہاتھ دھوئے اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اُسے جنبش دیدے کہ اُسکے نیچے پانی پہونچ جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِيَنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ[7] پھر دونون ہاتھ تر کرکے اُنگلیان ملا کر سر پر اگلی طرف رکھے اور گدی تک لیجائے پھر وہان سے اپنے مقام پر پھیر لائے تاکہ بالون کے دونون رخ تر ہوجائین اور یہ ایک بار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اس طور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہوجائے اور کہے اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَاَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ[8] پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گھونگھے مین اُنگلی ڈالے اور انگوٹھے کان کی پشت پر اُتارے اور کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ[9] پھر گردن پر مسح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ فُكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ[10] پھر داہنا پاؤن آدھی پنڈلی تک تین بار دھوئے اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے پاؤن کی انگلیون مین تلوون کیطرف سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چھنگلیا کیطرف سے خلال شروع کرے اور بائین پاؤنکی چھنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِي النَّارِ[11] پھر

---

[1] شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ مہربان رحم کرنے والے کے پناہ مانگتا ہون مین شیطانون کے وسوسون سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے اے پروردگار اس سے کہ وہ آئین میرے پاس ۱۲ [2] اے اللہ مانگتا ہون مین تجھسے یُمن اور برکت اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے شومی اور ہلاکت سے ۱۲ [3] اے اللہ مدد کر میری اپنے ذکر پر اور اپنے شکر پر اور اپنی کتاب کی تلاوت پر ۱۲ [4] اے اللہ سُنگھا تو مجھکو خوشبو جنّت کی درحالیکہ تو مجھ سے رضی ہو ۱۲ [5] اے اللہ سفید کر تو میرے منھ کو اپنے نور سے جسدن سپید کریگا تو منھ اپنے دوستون کے ۱۲ [6] اے اللہ عطا کر تو مجھے کتاب میری میرے داہنے ہاتھ مین اور حساب کر تو میرا حساب آسان ۱۲ [7] اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھسے اس امر سے کہ دے تو مجھے میری کتاب میرے بائین ہاتھ مین یا پیچھے سے میری پیٹھ کے ۱۲ [8] اے اللہ ڈھانپ لے تو مجھکو اپنی رحمت سے اور اُتار تو مجھ پر اپنی برکتین اور سایہ دے مجھے اپنے عرش کے نیچے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر سایہ تیرا ۱۲ [9] اے اللہ کر تو مجھے اُن لوگون مین سے جو سنتے ہین بات پھر پیروی کرتے ہین نیک بات کی ۱۲ [10] اے اللہ چھڑا تو میری گردن کو آگ سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے زنجیرون اور بیڑیون سے ۱۲ [11] اے اللہ جمائے رکھ تو میرے قدم کو پل صراط پر جس دن ڈگ جائینگے قدم دوزخ مین ۱۲

اسیطرح بایان پاؤن دھوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ ۵ اور جب وضو سے فراغت پائے تو کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ ۵ اور جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو اُسے چاہیئے کہ ان سب دعاؤن کے معنے دریافت کرے تاکہ یہ تو جانے کہ مین کیا کہتا ہون اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص طہارت کرنے مین خدا کا ذکر کرتا ہے اُس کے سب اعضا کے تمام گناہ دھو جاتے ہین اور اگر طہارت مین خدا کا ذکر نہین کرتا تو فقط اُتنا ہی بدن پاک ہوتا ہے جہان پانی پہونچتا ہے اور اگرچہ پہلا نہ وضو ٹوٹا ہو تو بھی چاہیے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص طہارت کو تازہ کرتا ہے حق تعالی اُسکے ایمان کو تازہ کرتا ہے جب طہارت کو تمام کرے تو جانے کہ یہ ہاتھ منھ جو پاک کیا ہے یہ خلق کے دیکھنے کی چیزین ہین اور خدا کے نگاہ پڑنے کی خاص جگہ دل ہے اگر توبہ کر کے اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو نہ پاک کیا تو اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو مہمان بلائے اور گھر کا دروازہ تو صاف کرے لیکن گھر کے صحن کو جو بادشاہ کے بیٹھنے کا مقام ہے ناپاک رکھے **فصل** اے عزیز جان تو کہ وضو مین چھ چیزین مکروہ ہین ایک دنیا کی بات کرنا دوسرے منھ پر ہاتھ مارنا تیسرے ہاتھ جھٹکنا چوتھے دھوپ کے جلے ہوے پانی سے وضو کرنا پانچوین بہت پانی بہانا چھٹے تین مرتبہ سے زیادہ دھونا لیکن اس نیّت سے منھ پونچھ ڈالنا کہ گرد نہ جمے یا اس نیّت سے منھ نہ پونچھنا کہ عبادت کا اثر دیر تک رہے یہ دونون باتین منقول ہین اور دونون کی اجازت ہے اور چونکہ یہ نیّت ہے تو دونون صورتون مین فضیلت ہے مٹی کے برتن سے وضو کرنا آفتابہ کی نسبت بہت افضل ہے اور فروتنی اور خاکساری سے بہت ملا ہوا ہے **فصل** غسل کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جو شخص جماع کرے یا جسے سوتے مین خواہ جاگتے مین بے جماع کیے انزال ہو تو اُسپر غسل واجب ہے غسل مین فرض یہ ہے کہ تمام بدن دھوئے بالون کی جڑین بھگوئے رفع جنابت کی نیّت کرے اور سنّت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ کہے اور تین بار ہاتھ دھوئے اور بدن پر جہان نجاست لگی ہو دھو ڈالے جسطرح ہم نے بیان کیا ہے اُسی طرح سب سنتون کے ساتھ وضو کرے اور غسل سے فراغت کر کے پاؤن دھوئے غسل مین بدن پر تین بار داہنی طرف پانی بہائے تین بار بائین طرف تین بار سر سے اور جہان جہان ہاتھ پہونچے بدن ملے اور جو جگہ بند یا چپکی ہوئی ہو وہان پانی پہونچانے مین کوشش کرے کہ یہ فرض ہے اور شرمگاہ سے ہاتھ بچائے رکھے **فصل** تیمم کے بیان مین جس شخص کو پانی بالکل نہ ملے یا اسقدر ملے کہ وہ اپنے رفیقون کے ساتھ پی لے یا جہان سے پانی لایا جاتا ہے اُس راہ مین درندہ ہے یا ایسا شخص ہے جس سے خوف ہے یا پانی غیر کی ملک ہے اور وہ نہین بیچتا یا بہت قیمت پر بیچتا ہے یا ایسا زخم یا بیماری ہے کہ اگر پانی استعمال کرے تو وہ ہلاک ہو جائیگا یا بیماری بڑھ جائیگا خوف ہے تو ان سب صورتون مین صبر کرے جب نماز کا وقت آئے تو پاک مٹی ڈھونڈھے اور دونون ہاتھ اُسپر اس طرح مارے کہ اُس سے غبار اُٹھے اور انگلیان ملی رکھے اور نماز مباح ہونے کی نیّت کرے اور تمام منھ پر دونون ہاتھون سے مسح کرے اور اتنا تکلف نہ کرے کہ خاک بالون کے اندر پہونچے پھر اگر انگوٹھی پہنے ہو تو اُتار کر انگلیان

---

۵۱ اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے ڈگنے سے اپنے قدم کے پل صراط پر جسدن ڈگ جائینگے قدم منافقون کے ۱۲ ۵۲ گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے وہ نہین ہے کوئی شریک واسطے اُسکے اور گواہی دیتا ہون مین تحقیق کہ محمد بندے اُسکے ہین اور رسول اس کے ۱۲ ۵۳ اے اللہ کر تو مجھ کو توبہ کرنے والون مین سے اور کر تو مجھے پاکون مین سے اور کر تو میرے تئین اپنے نیک بندون مین سے ۱۲ ۔

ف جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو وہ ان دعاؤن کے معنی دریافت کرے اسی واسطے ہم نے حاشیہ پر لکھ دیے ہین ۔

کھلی رکھکر دونون ہاتھ مٹی پر مارے اور داہنے ہاتھ کی اُنگلیون کی پشت بائین ہاتھ کی اُنگلیون کے روبرو رکھکر بائین ہاتھ کی اُنگلیون کو داہنے
کی کلائی کی پشت پر کہنی تک پھیرے پھر بائین ہاتھ کی ہتیلی داہنی کلائی کے اوپر پھیرے پھر بائین ہاتھ کا انگوٹھا داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر
پھیرے اسیطرح داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر پھیرے پھر دونون ہاتھون کی ہتیلیان باہم ملے پھر اُنگلیان گھائیون مین ڈالکر ملے اگر ایسا کیا تو
ایک ہی ضربہ کفایت کریگا اگر یہ نہو سکے تو ایک سے زیادہ ضربہ کرے کہ کہنیون تک تمام ہاتھ مین مٹی لگے جب اس تیمم سے ایک فرض پڑھیگا
تو سنّتین جتنی چاہے پڑھے لیکن اگر دوسرا فرض پڑھا چاہے تو از سرنو تیمم کرے **تیسری قسم** فضلات سے بدنکی طہارت اسکی دو قسمین ہین ایک اُس قسم کے
مَیل سے طہارت جو سر اور ڈاڑھی کے بالون مین ہوتا ہے کنگھی پانی مٹی گرم پانی سے یہ میل زائل ہو سکتا ہے رسول مقبول صلعم سے سفر حضر مین کبھی کنگھی
جدا نہ ہوتی تھی اور آپنے تیئن میلون سے پاک رکھنا سنّت ہے دوسرا وہ میل جو آنکھون کے کوئے مین جمع ہو جاتا ہے اُسے وضو مین اُنگلی سے پاک
کرنا چاہیے اور کان مین جو میل ہوتا ہے حمّام سے نکلنے کے بعد عادت کے موافق اُسے نکالڈالنا چاہیے اور ناک مین جو ہوتا ہے اُسے پانی ڈالکر دور
کرے اور دانتون کی جڑون مین جو زردی جمع ہو جاتی ہے اُسے مسواک اور کُلّی کرنے سے زائل کرے اور جو میل اُنگلیون کے جوڑون پر اور
پاؤن پر ایڑی مین اور ناخون مین اور تمام بدن مین ہوتا ہے اُن سب کا دور کرنا سنت ہے اور جاننا چاہیے کہ جہان کہین میل ہو اور پانی کو
کھال تک جانے مین نہ روکے تو طہارت نہین باطل ہوتی لیکن جب ناخون مین خلاف عادت بہت میل جمع ہو جائے تو البتہ پانی کو روکیگا
اور ایسے میلون کو گرم پانی سے اور حمّام مین پاک کرنا سنت ہے **فصل** اور جو کوئی حمّام مین جائے اُسپر چار امر واجب ہوتے ہین اور دس سنت دو
واجب اُس شخص کی شرمگاہ سے علاقہ رکھتے ہین یعنی ناف سے زانو تک اور لوگون کی نگاہ سے بچائے اور بدن ملنے والونکو بھی وہان ہاتھ نہ لگانے
دے اسواسطے کہ ہاتھ لگانا دیکھنے سے زیادہ ہے اور خود بھی اور لوگون کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اگر کوئی اپنی شرمگاہ کھولے تو اگر کچھ خوف نہ ہو تو اُسے
منع کرے اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسی نے اُن واجبات پر عمل نہ کیا تو حمّام سے گنہگار نکلے گا روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما حمّام مین دیوار کیطرف منہ کیے آنکھون پر کچھ باندھے بیٹھے تھے اور عورتون پر بھی یہی واجب ہے اور بلا وجہ عورتون کو حمّام
مین ہرگز نہ جانے دے کہ شرع مین منع ہے اور یہ باتین سنّت ہین کہ پہلے نیّت کرے کہ پاکی کی سنت ادا کرتا ہون تاکہ نماز کے وقت آراستہ
رہون اور لوگون کو دکھانا منظور نہ ہو اور حمّامی کو اُجرت پہلے دیدے تاکہ نہلانے مین اُسکا دل خوش رہے اور جانے کہ یہ زر اُجرت ہمین
ملا ہے پھر بایان پاؤن پہلے رکھکر اندر جائے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[1] اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيْمِ[2] اسواسطے کہ حمّام شیطان کی جگہ ہے اور کوشش کرنا چاہیے کہ حمّام خالی ہو جائے یا ایسے وقت جائے کہ حمّام بالکل خالی ہو اور حمّام
مین جو مکان گرم ہے وہان جلدی نہ جائے تاکہ پسینا بہت نکلے اور جب جائے اُسیوقت طہارت کرے اور بدن دھونے مین عجلت کرے
اور پانی بہت نہ بہائے اسقدر بہائے کہ اگر حمّامی دیکھے تو اُسے بُرا نہ معلوم ہو حمّام کے اندر جاکر کسی کو سلام نہ کرے اگر مصافحہ کرے تو
درست ہے اگر کوئی سلام کرے تو یہ جواب دے کہ عافاک اللہ اور بہت باتین نہ کرے اگر قرآن شریف پڑھے تو آہستہ پڑھے اگر اَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بلند آواز سے کہیگا تو درست ہے اور غروب آفتاب کے وقت اور نماز مغرب و عشا کے درمیان مین حمّام نہ جائے

[1] شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ مہربان رحم کرنے والے کے ۱۲ منہ [2] پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے ناپاکی نجس خبیث خبث کرنے والے شیطان مردود سے ۱۲

کہ شیطانون کے منتشر ہونے کا وقت ہے اور جب گرم مکان مین جائے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے تاکہ سمجھے کہ دوزخ کے قیدخانہ مین کیونکر رہیگا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا حال یاد کرے اگر اندھیرا دیکھے تو قبر کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بُری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو یاد کرے اگر ڈرونی آواز سنے تو نفخۂ صور یاد کرے اگر ذلت و عزت دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول ہونا یاد کرے یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینے مین ایک بار چونے کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاؤن پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے بچون رہے اور درد سر نہ اُٹھے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے سو رہے تو یہ شربت اور دوا کا کام کریگا **فصل** فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اُنکا منڈوانا اولیٰ اور پاکی سے نزدیک تر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست ہے اور تھوڑے بال مونڈنا اور لشکریون کی طرح بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے مونچھون کے بال لب کے برابر کر دینا سنت ہے اور چھوڑ دینا منع ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اُکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر ہے کہ اذیت نہو چوتھے موے نہانی اُن کو اُسترے سے یا نورے سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ بڑھنے نہ دے پانچوین ناخن کاٹنا تاکہ اُسمین میل نہ جمے اگر میل اکٹھا ہوگا تو طہارت نہ حاصل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے ایک گروہ کے ہاتھ مین میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز قضا کرنے کا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہو جاتی ہے چاہیے کہ اُس اُنگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو اُنگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاؤن سے ہاتھ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولیٰ ہے اور کلمہ کی انگلی اور انگلیون سے متبرک و افضل ہے تو چاہیے کہ اُسی سے ناخن کاٹنا شروع کرے اور اُسکے داہنی طرف کاٹتا چلے حتی کہ پھر اُسی اُنگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھون کی اُنگلیون کے سرے ملا کر حلقے کے مانند فرض کرے تو داہنے ہاتھ کے کلمہ کی اُنگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جائے پھر بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچون ناخن کاٹ کر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کاٹنا اور یہ پیدا ہونے کے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون اور مردون کا ختنہ کرنا **فصل** ڈاڑھی اگر لمبی ہو تو ایک مشت چھوڑ کر باقی کتر ڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نہ کرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دینا چاہیے اے عزیز جان تو کہ ڈاڑھی مین دس چیزین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی بو بھی نہ سونگھین گے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑھا سب بوڑھون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بنائے اور بہترین جوانون کا وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈھون کے مانند بنائے اور اس ممانعت کا یہ سبب ہے کہ سیاہ خضاب بُری غرض سے بناوٹ اور فریب ہے دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافر اُنپر دلیر نہ ہو جائین اور اُنھین ضعیف اور بوڑھا سمجھ کر نہ دیکھین تو یہ خضاب سنت ہے اور اسی غرض سے بعض عالمون نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہ ہو تو ہر طرح کا خضاب فریب ہے اور درست نہین ہے تیسرے ڈاڑھی کو گندھک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بوڑھا ہے اور بہت عزت کرین اور یہ سمجھنا حماقت ہے اسواسطے کہ عظمت و عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بڑھاپے

ف: عورتون کا ختنہ کرنا بھی مستحب ہے

ر جوانی سے نہین ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے
ون مین بیس بالون سے زیادہ سفید نہ تھے چوتھے ڈاڑھی کے سفید بال چننا اور بڑھاپے سے ننگ وعار رکھنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے
ے نور سے ننگ وعار کرنا اور یہ امر نادانی سے ہوتا ہے پانچوین ہوس اور سودائے خام سے ابتدائے جوانی مین ڈاڑھی کے بال اُکھاڑنا اور منڈوانا
کہ بے ریشون کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ کے فرشتے ہین کہ اُنکی یہ تسبیح ہے سُبحَانَ مَنْ زَيَّنَ
الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردون کو ڈاڑھی سے اور عورتون کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دُم
طرح ڈاڑھی کو تراشنا کہ عورتون کو اچھا معلوم ہو اور اُسکی طرف رغبت کرین ساتوین سر کے بالون سے ڈاڑھی مین بڑھانا اور پرہیزگارون کی
عادت کے خلاف زلفونکو کان کی لَو سے نیچے چھوڑ دینا آٹھوین ڈاڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکھنا اسواسطے کہ خدا اُس شخص کو دوست
نہین رکھتا جو اپنے تئین تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے نوین لوگون کے دکھلانے کو کنگھی کرنا ادائے سنت کی نیّت سے نہ کرنا دسوین اپنا زہد جتانے کو
ڈاڑھی پراگندہ اور اُلجھائے رکھنا تاکہ لوگ جانین کہ وہ ڈاڑھی مین کنگھی کرنے کیطرف خود مشغول نہین ہوتا ہے اسقدر احکام طہارت بس ہین

چوتھی اصل نماز کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد اور بنا ہے اور سب عبادتون کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص پانچون فرض
نمازین مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اُسکے واسطے عہد باندھا گیا ہے کہ وہ خدا کی حمایت اور امان مین رہے گا گناہ کبیرہ سے آدمی جب باز رہا
ہو اور گناہ صغیرہ اُس سے سرزد ہون گے یہ پانچون نمازین اُسکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ان پانچون نمازون کی مثل ایسی
ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اس مین نہاتا ہو یہ فرماکر آپ نے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز
نہاتا ہو اُسکے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگون نے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ جسطرح پانی میل کو دور کرتا ہے اُسی طرح یہ پانچ نمازین
گناہون کو دور کرتی ہین اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جسنے اُسے چھوڑا اُس نے اپنے دین کو ویران کیا جناب
رسالت پناہ صلعم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون سا کام سب کامون سے افضل ہے آپنے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا اور آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ نماز جنّت کی کنجی ہے اور آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے توحید کے بعد اپنے بندون پر نماز سے زیادہ محبوب کوئی چیز
فرض نہین کی ہے اگر کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتون کو اُس چیز مین مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی مین رہتے ہین کچھ
فرشتے رکوع مین رہتے ہین کچھ سجود مین کچھ قیام مین کچھ قعود مین اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی
وہ کافر ہوگیا یعنی اس بات کے قریب ہوگیا کہ اُسکی اصل ایمان مین خلل آجائے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسی کا پانی ضائع ہوا وہ ہلاک
ہوا یعنے خطر مین پڑنے کے قریب ہوگیا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھین گے اگر شرائط کے ساتھ پوری ہے تو
قبول کرین گے اور اعمال اُسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہوجائین گے اور اگر معاذ اللہ نماز ہی ناقص ہے تو اور سب اعمال سمیت اُسکے
منھ پر پھیر مارین گے اور جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اچھی طرح طہارت کر کے نماز پڑھتا ہے اور پورا رکوع و سجود

بجالاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اُسکی نماز سفید اور روشن عرش تک جاتی ہے اور نماز پڑھنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے نگاہ رکھا ہے اسی طرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہوکر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑھنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے ضائع اور خراب کیا خدا تجھے ضائع اور خراب کرے جبتک خدا کو منظور رہوتا ہے تب تک نماز یہی کہا کرتی ہے پھر اُسکی نماز کو پُرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اُسکے منھ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ سب چورون سے بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے **ظاہر نماز کی کیفیت** اے عزیز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین اور اُن کی ایک حقیقت اور سر ہے اُسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون کی طہارت سے فارغ ہوا اور ستر عورت کر چکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کی طرف مُنھ کرے دونون قدمون مین چار اُنگل کا فاصلہ رکھے پیٹھ سیدھی اور برابر کرے سر آگے کو جھکا دے سجدے کی جگہ سے نظر نہ ہٹائے جب سیدھا کھڑا ہوا تو شیطان کو اپنے سے دور کرنے کی نیت سے تمام سورہ قل اعوذ برب الناس پڑھے پھر اگر اُسکے ساتھ کسی کا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چلاّ کر اذان کہے ورنہ فقط تکبیر کہے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کی لفظون کے معنے دل مین آجائین تو کان کے برابر تک اسطرح ہاتھ اُٹھائے کہ اُنگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کا سرا کان کی لو کے برابر اور ہتیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھ اس جگہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ سینہ کے نیچے باندھے داہنا ہاتھ اوپر رکھے اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی بائین ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی اُنگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کرے اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھ اُتار کر سیدھے چھوڑ دے پھر سینہ کی طرف لیجائے بلکہ اُتارتے ہی وقت ہاتھ سینہ کیطرف لیجائے یہی بہت صحیح ہے اس درمیان مین ہاتھ نہ جھٹکے اور نہ ادھر اُدھر لیجائے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا ہوجائے یا اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اس طرح پر کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جس طرح نماز کے باہر بے تکلّف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اسی طرح کہے اور جب ہاتھ باندھ چکے تو کہے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا[1] پھر اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ پڑھے بعد اُسکے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ[2] اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ[3] اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ[4] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[5] اور الحمد پڑھے اور تشدیدون کو خوب ادا کرے اور حرف مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہوجائے اور ض اور ظ مین فرق کرے اگر فرق نہ ہوسکے تو بھی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹھہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نہ کہے پھر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑھے اگر مقتدی نہو تو فجر کی نماز مین اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین پکار کر پڑھے پھر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل ملی ہوئی نہ ہو اور اس تکبیر مین بھی اُسی طرح ہاتھ اُٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ مین

---

[1] اللہ بہت بڑا ہے بڑی تعریف اللہ کے واسطے ہے بہت پاک ہے اللہ صبح و شام یعنی ہمیشہ ۱۲ [2] پاک ہے تو اے اللہ اور شکر تیرا ہے اور برکت والا ہے نام تیرا اور بڑی ہے بزرگی تیری اور کوئی معبود نہین ہے غیر تیرا ۱۲ [3] پناہ مانگتا ہون خدا کی شیطان مردود سے ۱۲ [4] بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے ۱۲ [5] شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ مہربان رحم کرنے والے کے ۱۲

ماۓ تھے اور رکوع کرے اور دونون ہتیلیان زانو پر رکھے اور اُنگلیان کھلی ہوئی سیدھی قبلہ رو رکھے اور زانو کیطرف نہ جھکاۓ بلکہ سیدھا
ے اور سر اور پیٹھ برابر رکھے کہ اُسکی صورت لام الیسی ہو جاۓ اور دونون بازو دونون پہلو سے دور رکھے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ
ے جب اس طرح رکوع مین ٹھیک ہو جاۓ تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہے اگر امام نہ ہو تو سات بار سے دس بار تک
ے تو بہتر ہے تو پھر رکوع سے اُٹھے اور سیدھا کھڑا ہو جاۓ اور ہاتھ اُٹھاۓ اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور کھڑا رہ کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
ءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَهٗ کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعاۓ قنوت پڑھے اور تکبیر کہہ کر
رح سجدہ مین جاۓ کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکھے پہلے زانو پھر ہاتھ پھر ماتھا اور ناک زمین پر رکھے اور دونون
زمین پر کاندھے کے برابر رکھے اور اُنگلیان کھلی رکھے اور کلائیان زمین پر نہ رکھے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کے بیچ مین کشادہ رکھے
ر عورت سب اعضا ملا لے پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولی ہے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہکر سجدہ سے اُٹھے
ر بائین پاؤن پر بیٹھے اور دونون ہاتھ دونون زانو پر رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاعْفُ
نِيْ وَعَافِنِيْ پھر دوسرا سجدہ اسیطرح کرے پھر یون ہی سا بیٹھکر تکبیر کہے اور اُٹھ کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھے اور الحمد کے
لے اعوذ باللہ کہے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر تشہد کے واسطے بیٹھے جس طرح دونون سجدون کے
واے جلسہ مین بیٹھا تھا اُسی طرح دونون ہاتھ زانو پر رکھ لے لیکن داہنے ہاتھ کی اُنگلیون کو بند کرے مگر کلمہ کی اُنگلی کو سیدھا چھوڑے اور
شہادت جب پڑھے اور الا اللہ کہے تو اُس اُنگلی سے اشارہ کرے لا الہ کہتے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹھے بھی اگر چھوڑے گا تو درست ہے
دوسرے تشہد مین بھی ایسا ہی کرے لیکن دونون پاؤن کو نیچے سے داہنی طرف نکال لے اور بایان چوتڑ زمین پر رکھے پہلے تشہد مین اَللّٰهُمَّ
لِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اُٹھ کھڑا ہو اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاۓ مشہور پڑھ کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ
للّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے اور داہنی طرف اس طرح منھ پھیرے کہ جو کوئی اُسکے پیچھے داہنی طرف ہو وہ اُسکا نصف چہرہ دیکھ سکے پھر اسی
ح بائین طرف سلام پھیرے اور اُن دونون سلامون مین نماز سے باہر آنے کی نیّت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک
ین سلام کرتا ہون **فصل** اتنے کام نماز مین مکروہ ہین بھوک پیاس غصّہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک
ل کے وقت جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکھے نماز پڑھنا اور دونون پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اُٹھا لینا اور سجدے مین
ن کے سرے پر بیٹھنا اور دونون چوتڑون پر بیٹھنا اور دونون زانو سینہ تک لانا اور ہاتھ کپڑے کے نیچے اور آستین کے اندر رکھنا اور
رے کے وقت کپڑے کو آگے پیچھے سے سمیٹنا اور کپڑے کے نیچے کمر باندھنا اور ہاتھ چھوڑ دینا اور ہر طرف دیکھنا اور اُنگلیان چٹخانا اور
ن کھجلانا اور جماہی لینا اور ڈاڑھی کے بالون سے کھیلنا اور سجدے کیواسطے کنکریان ہٹانا اور سجدے کی جگہ پھونکنا اور اُنگلیان

ہ پاک ہے پروردگار میرا بڑا اور شکر ہے اُسکا ۱۲ ۲ سن لی اللہ نے جس نے اُس کی تعریف کی ۱۲ ۳ اے پروردگار واسطے تیرے تعریف ہے آسمانون اور زمین بھر اور اس چیز بھر جو چاہے
بعد اُسکے ۱۲ ۴ پاک ہے پروردگار میرا برتر اور شکر اُسکا ۱۲ ۵ اللہ بہت بڑا ہے ۱۲ ۶ اے اللہ بخشدے مجھے اور رحم کر تو مجھ پر اور روزی دے تو مجکو اور ہدایت کر تو مجھے اور اجر دے تو
اور درگذر کر تو مجھسے اور عافیت مین رکھ تو مجھکو ۱۲ ۷ اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمدؐ کے اور اولاد محمدؐ کے ۱۲ ۸ سلام تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتین اُس کی ۱۲

ملا لینا اور پیٹھ ٹیڑھی کرنا غرضکہ آنکھ ہاتھ اور سب عضا ادب کے ساتھ اور نماز کی صفت پر رہین تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونے کے لائق ہو نماز کے ارکان جو بیان کیے گئے اُنمین سے چودہ فرض ہین نیت[۱] پہلی تکبیر[۲] قیام[۳] الحمد[۴] پڑھنا رکوع[۵] رکوع[۶] مین آرام لینا قومہ[۷] یعنی رکوع سے اُٹھ کھڑا ہونا قومہ[۸] مین آرام لینا سجدہ[۹] سجدہ[۱۰] مین آرام لینا جلسہ[۱۱] یعنی دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا آخر[۱۲] کا تشہد رسول[۱۳] مقبول صلعم پر درود بھیجنا سلام[۱۴] پھیرنا جب اتنی باتون کا لحاظ رکھا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑھنے والا شمشیر سیاست سے بچا لیکن قبول ہونے مین خطرہ ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجائے وہ زندہ تو ہو لیکن ناک کان ہاتھ پاؤن ندارد ہوں تو اس مین شک ہے کہ قبول ہو یا نہ ہو

نماز کی روح اور حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ جو بیان ہوا نماز کی صورت اور قالب کا بیان تھا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہ ہو تو نماز مردہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہو لیکن اعمال اور آداب پورے نہ ہون تو نماز اُس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکھین نکل گئی ہون اور ناک کان کٹے ہون اور اگر نماز کے اعمال تو پورے ہون لیکن روح اور حقیقت نہ ہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکھ تو ہو لیکن بصارت نہ ہو کان تو ہون پر سماعت نہو نماز کی اصل روح یہ ہے کہ اوّل سے آخر تک خشوع اور حضور قلب ہے اسواسطے کہ دل کو حق تعالیٰ کے ساتھ راستا ور درست رکھنا اور یاد الٰہی کو کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتھ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ط یعنے نماز پڑھا کر میرے یاد کرنے کو اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب نہین ہوتا اور یہ امر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑھتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکی نماز کا فقط ایک چھٹا حصہ یا ایک دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یعنی اُسی قدر نماز لکھی جاتی ہے جس مین حضور قلب ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اس طرح پڑھنا چاہیے جس طرح کوئی کسی کو رخصت کرتا ہے یعنی نماز مین اپنی خودی اور خواہش بلکہ ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کر دے اور اپنے تئین بالکل نماز مین مصروف کر دے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ ہم اور رسول مقبول صلعم باہم باتین کرتے ہوتے تھے جب نماز کا وقت آجاتا تھا تو آپ نہ مجھے پہچانتے تھے نہ مین آپ کو یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن ہم پہ بالکل طاری ہو جاتی تھی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جس نماز مین دل نہ حاضر ہو حق تعالیٰ اُس کی طرف دیکھتا بھی نہین جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب نماز پڑھتے تھے تو دو میل سے اُنکے دل کا جوش سنائی دیتا تھا اور ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا جب نماز شروع کرتے تھے تو آپکا دل حق منزل اس طرح جوش کھاتا تھا جسطرح پانی بھری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب نماز کا قصد کرتے تھے تو آپ کے بدن مین لرزہ پڑ جاتا تھا اور رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ وہ امانت اُٹھانے کا وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہ ہو سکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع نہ حاصل ہو اُسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتھ نہ ادا ہو وہ عذاب سے بہت نزدیک ہے اور حضرت ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصداً دیکھے کہ اُسکے دہنے بائین کون کھڑا ہے اُسکی نماز نہ ہوگی اور حضرت امام اعظم رح

نماز کی روح اور حقیقت

ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علما رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ کہا ہے کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتویٰ دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اُسی قدر نماز ہو سکتی ہے جس مین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور فقط تکبیر اول کے وقت اُسکا دل حاضر ہو تو بھی اُمید ہے کہ بالکل نماز نہ پڑھنے والے سے اُسکا حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کھٹکا بھی ہے کہ اُسکا حال بد تر ہو اسواسطے کہ جو شخص سُستی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اُسپر اُس شخص کی نسبت جو بالکل حاضر ہی نہ ہو زیادہ شدت اور سختی ہوتی ہے اسیواسطے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ جو نماز بےحضور ہے وہ عقوبت سے بہت نزدیک ہے اور ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا بات اور بےمحل خیالات سے نہ محفوظ رکھے اُسکو خدا سے دوری کے سوا اور کچھ فائدہ نماز سے نہین اے عزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجھے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور جاندار وہی نماز ہے جس مین اول سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہو اُس نماز مین رمق بھر سے زیادہ روح نہین ہوتی وہ نماز اُس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو **نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان** اے عزیز جان یہ اسرار نماز کا آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جسوقت تو اذان سنے تو چاہیے کہ شوق سے بدل وجان سنے جس کام مین ہو اُسے چھوڑ دے امور دنیا سے مُنھ موڑ لے اگلے لوگون کا یہی دستور تھا یعنے دنیا کے کام چھوڑ کر اذان سننا اُنھین ضرور تھا لوہار اگر ہتوڑا اُٹھائے ہوتا اذان سن کر اسی طرح رُک جاتا پھر اُسے نیچے لاکر لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر سُتالی چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا کیسا جگہ سے نہ ہلاتا اس منادی سے ندائے روز قیامت یاد کرتے تھے یہ سمجھ کر اپنا دل شاد کرتے تھے کہ جو کوئی اُسوقت اس حکم پر دوڑ جائے گا قیامت کو منادی سے بشارت پائے گا اے عزیز اگر تو اپنے دل کو اس منادی سے خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور فرحان رہے گا **طہارت** طہارت کا بھید یہ ہے کہ تو کپڑے اور بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجھ اور توبہ پشیمانی حاصل کر لینے اور بُرے اخلاق چھوڑ دینے سے دل پاک کرنے کو اس طہارت ظاہری کی روح جان اسواسطے کہ خدا کی نظرگاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے **ستر عورت** اسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اُسے خلق کی نگاہ سے چھپا اور اُسکا بھید اور روح یہ ہے کہ جو امر تیرے باطن مین بُرا ہے اُسے حق تعالیٰ سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کر سکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اُس سے پاک کر اور باطن پاک ہونے کی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہو اور یہ عزم بالجزم کرلے کہ آیندہ پھر گناہ نہ کرونگا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ[۱] یعنے توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کر دیتی ہے اگر ایسا نہین کر سکتا تو اُن گناہون پر خوف اور ندامت کا پردہ ڈال کر اسطرح خستہ و شکستہ اور شرمسار اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کرکے بھاگ جاتا ہے اور پھر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اُٹھاتا ہے **قبلہ رو ہونا** اسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا منھ پھیر کر قبلہ رو ہو جائے اور بھید یہ ہے کہ دل کو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف لائے کہ ظاہر و باطن یکسو ہو جائے جسطرح ظاہری قبلہ ایک ہے

[۱] گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہین کیا ۱۲

قبلۂ دل بھی ایک ہی ہے یعنی حق تعالیٰ دل کا اور خیالات مین مشغول ہونا ایسا ہے جیسا منھ کو ادھر اُدھر پھیرنا جس طرح منھ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی اُسی طرح دل بھٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین رہتی اسی واسطے جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اُسکا منھ اور دل اور خواہش ہر ایک سوی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا اپنی مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنے سب گناہون سے پاک ہو جاتا ہے اور یقین جان کہ جسطرح قبلہ کی طرف سے منھ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کر دیتا ہے دل کا منھ حق تعالے کی جانب سے پھیر لینا اور خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کر دیتا ہے بلکہ دل کو خدا کیطرف متوجہ رکھنا اولیٰ ہے اسواسطے کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اُس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی —

قیام اُسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے ڈیل سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جھکائے کھڑا رہ اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے ٹھہر جائے یعنی سب خیالات سے باز آئے حق تعالے کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے اور سمجھے کہ اسوقت بھی حق تعالے پر وہ سب ظاہر ہے اور میرے دل مین جو کچھ تھا اور ہے خدا اُسکا عالم اور ناظر ہے اور میرے ظاہر و باطن سے بالکل وہ آگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے تمام اعضا کو مؤدب کر لیتا ہے ادھر اُدھر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اُس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہوگی کہ بندہ بیچارہ جسے کچھ اختیار نہین اُس سے تو شرم کرتا ہے اور اُسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہو جاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ باک نہین کرتا اُسکے دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ سے کیونکر شرم کرنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ جس طرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہوتا ہے اُس سے تو شرماتا ہے اُسی طرح حق تعالے سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے سبب سے اکثر صحابہ رضؓ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تھے کہ پرند اُن سے نہ بھاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی اور اُسے اپنا ناظر سمجھا اسکا ہر ہر عضو خاشع اور مؤدب ہو جاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلعم جب کسی کو نماز مین ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اُسکا ہاتھ بھی دل کی صفت پر ہوتا **رکوع و سجود** بدن سے فروتنی کرنا اُسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر منھ رکھنا بہتر ین اعضا کو خاک پر رکھنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین تو رکوع سجود اسواسطے مقرر ہین تاکہ وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی بیکسی اور عاجزی پہچان لے اسی طرح ہر ہر کام مین بھید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اُس سے غافل ہوگا تو اُسے صورت کے سوا نماز سے اور کچھ نہ حاصل ہوگا **حقیقت قرأت و اذکار نماز کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اُسکی ایک حقیقت ہے اُس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اُس صفت کے مطابق ہو جائے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق ہو جائے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اُسے عقل و معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نہ جانے تو جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اُسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اُس سے کہا جائے گا کہ فی الواقع تو

یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اُسکے نزدیک وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور
اُسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ٥ اور جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ
کہا تو اُسکے معنی یہ ہین کہ مین نے تمام عالم سے دلکو پھیر کر خدا کیطرف متوجہ کیا اگر اُسکا دل اُسوقت اور کسی طرف لگا ہو تو اُسکا یہ کلام جھوٹ
ہے اور جب خدا سے مناجات کرنے مین پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اُسکا خطرہ ظاہر ہے اور جب حنیفاً مسلماً کہا تو اپنے مسلمان ہونے کا دعوے کیا
اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس
صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی ہوجاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دل پر تازہ کرے اور اپنے
دلکو بالکل شکر گزار بنالے کہ یہ شکر کا کلمہ ہے اور شکر دل سے ہوتا ہے جب ایاک نعبد کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اُسکے دل مین تازہ ہو
اور جب اہدنا کہے تو چاہیے کہ اُسکا دل تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح اور تہلیل اور قرأت وغیرہ ہر ہر
کلمہ مین بھی چاہیے کہ جیسا وہ سمجھتا ہے ویسا ہی ہوجائے اور دلکو اُس کلمہ کے معنی کی صفت سے موصوف بنالے اس کی تفصیل دراز ہے
ذکر کی حقیقت سے آدمی اگر بہرہ مند ہوا چاہے تو ایسا ہی ہوجائے جیسا بیان ہوا ورنہ صورت ہی پر قناعت کرے **حضور قلب کی
تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری
یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھتا ہو جہان کچھ دکھائی سنائی دیتا ہے اور دل اُدھر متوجہ ہوجاتا ہے کہ دل آنکھ کان کا تابع ہے اُسکی تدبیر یہ ہے
کہ خالی جگہ نماز پڑھے کہ وہان کچھ آواز نہ سنائی دیگی اگر جگہ تاریک ہو یا آنکھ بند کرے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے چھوٹا سا
اور ایک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب نماز ادا کرتے تھے تو
قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تھے کہ اُنکی طرف نہ مشغول ہوجائین دوسرا سبب باطنی یہ ہے کہ پریشان خیال اور پراگندہ
خطرے دل مین آئین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسمین ہین ایک تو کسی کام کے سبب سے ہوتا ہے کہ
اُسکی طرف اُسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اُس کام سے پہلے فراغت کرے پھر نماز پڑھے اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ ٥ یعنے جب نماز اور کھانے کا وقت ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھالے
علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فراغت سے نماز پڑھے دوسری قسم ایسے کامون کا خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت
مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہوگئے ہون اُسکی تدبیر یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین
پڑھتا ہے اُسکے مضمون مین دل لگائے اور اُسکے معنی سوچے تاکہ اُس سوچ سے وہ خیالات دور ہوجائین اگر خیالات بہت غالب نہین
ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اُسے روک دے گا اور اگر خواہش قوی ہے تو اس سوچ سے اُس کا خیال
نہ دفع ہوگا اُسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیے تاکہ مادۂ مرض کو باطن سے قطع کردے اور اس مسہل کا نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا
ہے اُسے ترک کرے تاکہ اُسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کرسکے گا تو اُس کے خیال سے ہرگز نہ چھوٹے گا اور اُس کی نماز

ف کیا دیکھا تو نے اُسے جس نے ٹھہرالیا اپنی خواہش کو اپنا خدا ١٢

ہمیشہ دلکی ہاتون مین لگی رہیگی اُس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا نہ سنے اور لکڑی اُٹھا کر انھین اُڑا دے اور اُسیوقت پھر وہ آبیٹھین اگر ان سے نجات پانا چاہتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ اُس درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالے کہ جبتک درخت ہیگا چڑیونکا نشیمن رہیگا اسی طرح جب کسی کام کی خواہش اُسکے دل پر غالب ہیگی خیالات پریشان بھی ضرور آئین گے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے واسطے کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اُس مین ایک بڑا بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپ کی نظر اُس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو اُس کپڑے کو اُتار کر اُسکے مالک کو دیدیا اور پُرانا کپڑا پہن لیا اسی طرح ایک بار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا نماز مین آپ کی نظر اُس پر پڑی تو اچھا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پُرانا تسمہ ڈال دو اور ایک مرتبہ نعلین شریفین نئی بنی تھین آپکو اچھی معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ اس نعلین کے دیکھنے سے وہ مجھے اپنا دشمن نہ ٹھہرائے پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپ نے وہ نعلین اُسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ مین نماز پڑھتے تھے ایک عمدہ جانور دیکھا کہ درختون مین اُڑتا ہے اور راہ نہین پاتا ہے آپکا دل اُسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کَے رکعتین پڑھی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اُسکے کفارہ مین اُس باغ کو صدقہ دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور اُن کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجھے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا ذکر دل پر غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر ہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑھنے سے نہ دور رہوگا جو شخص حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دلکا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ امر اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بھی فراغت دل اُسے مقصود ہو جبتک یہ امر نہ ہوگا تمام نماز مین حضور قلب بھی نہ ہوگا مگر کچھ نماز مین ہوگا تو چاہیے کہ نفلین بڑھائے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر دل حاضر ہوجائے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین

جماعت کے مسنون ہونیکا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس۲۷ نمازون کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اُسنے گویا آدھی رات شب بیداری کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اُسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا کہ جس نے چالیس۴۰ دن ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑھی اور اسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اُسکے واسطے دو نجات لکھتے ہین ایک نفاق سے دوسری دوزخ سے اسیواسطے تھا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہوجاتی تھی تین دن اپنی آپ تعزیت کرتا تھا اور اگر جماعت فوت ہوجاتی تھی تو سات روز تعزیت کرتا تھا حضرت سعید ابن مسیبؓ کہتے ہین کہ بیس۲۰ برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا اکثر علما نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑھے اُسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے آداب یاد رکھنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اُس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا چاہیے اور جب اسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلوتہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی مؤذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے پاک رکھنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دھیان رکھے اور اول وقت نماز پڑھے جماعت کے انتظار مین تاخیر نہ کرے کہ اول وقت کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابۂ کرامؓ جب آجاتے تھے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تھے اور جنازہ پر جب چار صحابہؓ آجاتے تھے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تھے ایکدن جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہؓ نے آپ کا انتظار نہ کیا

ر حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہوگئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہوچکی تھی جب صحابہؓ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ
نے اُن سے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا ہر بار ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتھ للہ امامت کرے امامت کی کچھ مزدوری نہ لے اور جبتک
صف سیدھی نہ ہولے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے او امامت کی نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت
کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہ ہوگا اور نماز جہری مین قرأت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجا لائے ایک جب تکبیر اول
ے اور وجہت وجہی پڑھے او رمقتدی لوگ سورۂ فاتحہ پڑھنے مین مشغول ہون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو دوسری سورت ٹھہر کر پڑھے کہ
س مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام نہ کی یا بالکل نہ پڑھی ہو وہ تمام پڑھے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹھہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے
ں نہ جائے اور مقتدی سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑھنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین با
ے زیادہ تسبیح نہ کہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکی نماز سبکتر اور کامل تر نہ تھی اور اُسکا
سبب یہ ہے کہ جماعت مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کسیکو کچھ کام ہو اور مقتدی کو چاہیے کہ امام کے بعد ہر رکن ادا کرے اُسکے ساتھ نہ ادا کرے جبتک امام
ی پیشانی زمین پر نہ لگ جائے تو مقتدی سجدہ مین نہ جائے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نہ کرے کہ اسی کا
م متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے رکوع وسجود مین جائیگا تو اُسکی نماز باطل ہو جائیگی اور جب سلام پھیرے تو اسقدر اور بیٹھے کہ یہ دعا
ے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ
ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بعدہ پھرتی سے اُٹھے اور لوگون کی طرف منھ کرکے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اُٹھین کہ یہ امر مکروہ ہے

جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اُسکی بڑی فضیلت ہے مسلمانون کی عید کا دن ہے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اُسنے اسلام کی طرف سے منھ پھیر لیا اور اُسکا دل زنگ پکڑ گیا
حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالےٰ جمعہ کے دن چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو
ز دوپہر ڈھلے بھڑکاتے ہین اسوقت نماز نہ پڑھو مگر جمعہ کو کہ اُسدن نہین بھڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے
ن مرے گا شہید کا ثواب پائے گا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا **شرائط جمعہ** اے عزیز جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور
ن کے سوا چھ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہی یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانے کے بعد جمعہ کی نماز کا سلام بھی پھیرے
جمعہ فوت ہوا ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اُس گاؤن مین جہان چالیس
آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد مین نہ ہو تو بھی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جبتک چالیس مرد آزاد مکلّف یعنی عاقل بالغ مقیم
شہر نہ ہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہ ہو چوتھی شرط جماعت ہی کہ اگر یہ گروہ
الگ الگ تنہا نماز پڑھے گا تو درست نہ ہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اُسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہوا ور

یعنے فجر مغرب عشا کی نماز مین ۱۲ ۔ ۲ اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اور تیری طرف پھرتی ہے سلامتی پس زندہ رکھ مجھے ساتھ سلامتی کے اور داخل کر تو مجھے
ت مین برکت والا ہے تو اے پروردگار ہمارے اور برتر ہے تو اے صاحب بزرگی اور بخشش کے ۱۲

اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نہ پائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑھلی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہے کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نمازی نہین سما سکتے یا دقت سے آسکتے ہین تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی مسجد مین سب لوگون کی گنجائش بے تکلف ہو سکتی ہے اور دو جگہ نماز پڑھی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکا تحریمہ پہلے بندھا چھٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا بھی فرض ہے اور دونون خطبون مین کھڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین تحمید یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور تقوی کی وصیت کرنا اُوصِیکُم بِتَقوَی اللہِ[1] کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیت پڑھنا اور دوسرے خطبہ مین بھی چار چیزین فرض ہین لیکن آیت کے عوض دعا پڑھنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمارداری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبھالنے والا نہ ہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑھے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکین **آداب جمعہ** جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ دس سنت اور ادب نہ بھولے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اُٹھا دینا کہ صبح کیوقت نمازگاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹھنا[2] اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اُس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ یہ امر جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبح ہی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید شدید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچھ علما اس غسل کو فرض سمجھے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ اگر کسی کو کلام سخت کہا چاہتے تو کہتے کہ تو اُس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص جنب ہو اور غسل کرے تو اولی یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے بھی دوبانی اپنے اوپر ڈال لے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت اور ادائے سنت کرے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائیگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت بنا کر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے موچھون کے بال کترائے اگر حمام مین پہلے ہی جا کر یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے حق تعالی سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑون کو دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اُسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اُس سے رنجیدہ ہو اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین جاتے تھے اور راہ مین اتنی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن مسجد مین گئے تو تین آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ مین چوتھے درجہ مین ہوا میرا انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین اسلام مین جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کر دیا جب یہود اور نصاری ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت یعنے اپنے اپنے

[1] وصیت کرتا ہون مین تمھین ساتھ پرہیزگاری کے اللہ سے ۱۲ [2] یعنے دنیا کے کامون سے خالی ہو کر بیٹھنا ۱۲ -

معبدون مین صبح ہی جائین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو اُن کا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جائے اُسنے گویا ایک اُونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت مین جائے اُس نے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اُسنے گویا ایک بکری قربان کی اور جو چوتھی ساعت مین جائے اُسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جائے اُسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے باہر نکلتا ہی تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہوجاتے ہین جو اُسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پر پاؤن نہ رکھے یعنی اُنھین پھاندے نہین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص ایسا کریگا تو قیامت کے دن اُسکو پل بنائینگے کہ لوگ اُسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلعم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اُس سے فرمایا کہ تونے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تونے لوگون کی گردنون پر پاؤن رکھا یعنے جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اُسنے نماز ہی نہین پڑھی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ یہ لوگون کا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اُس کے سامنے سے نہ گذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اُس کے سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نماز کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہوکر برباد ہوجائے ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہ ڈھونڈھے اگر نہ پائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اس امر مین بڑی فضیلت ہے لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو اطلس کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا اُسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی بُرائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اس واسطے کہ جہان کوئی بُرائی ہو وہان قصداً نہ بیٹھنا چاہیے آٹھوان ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑھنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دینے اور خطبہ سننے مین مشغول ہوجائے اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اُسے چپ کردینا چاہیے زبان سے نہین اس واسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سُن اُس نے بیہودہ کیا اور جسنے اُسوقت بیہودہ بات کہی اُسے جمعہ کا ثواب نہ ملیگا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتین کرتے ہون وہان نہ بیٹھے اور اُسوقت نماز تحیۃ المسجد کے سوا اور کوئی نماز نہ پڑھے نوان ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان سورتون کا پڑھنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِءُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ[1] اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کریگا تو جہان سے اُسکے خیال مین بھی نہو وہان سے اُسکی روزی اور اُسکا رزق پہونچیگا اور خلق سے بے پروا ہوجائیگا پھر چھ رکعت نماز سنت پڑھے کہ اسقدر رسول مقبول صلعم پڑھتے تھے دسوان ادب یہ ہے

---

[1] اے اللہ اے بے نیاز اے بڑائی کیے گئے اے پیدا کرنے والے اے پھیرنے والے اے رحم کرنے والے اے دوست رکھنے والے بے پروا کردے تو مجھ کو اپنے حلال کی بدولت اپنے حرام سے اور اپنے کرم کے طفیل سے اپنے ماسوا سے ۱۲

کہ عصر کی نماز تک مسجد مین رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد مین رہے تو بہت بہتر ہے علماء نے کہا ہی کہ یہ امر ثواب مین ایک حج اور عمرے کے برابر ہے اگر مسجد مین نہ رہ سکے اور گھر جائے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ رہے تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہی اُسے غفلت مین نہ پائے اور وہ اُسکی فضیلت سے نہ محروم رہے **روز جمعہ کے آداب کا بیان** آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن مین سات فضیلتین طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح کو علم کی مجلس مین حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہو کہ جسکے قال و حال سے رغبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام مین یہ اثر نہو اُسکی صحبت مجلس علم نہین ہی اور جو شخص ایسا صاحب تاثیر ہی اُسکی مجلس مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے یہ مضمون حدیث شریف مین آیا ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت مین حق تعالیٰ سے جو مراد مانگے گا بر آئے گی اس ساعت کے تعیّن مین اختلاف ہی طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان ہو یا خطیب کے منبر پر جانے کے وقت یا جمعہ کی نماز پر کھڑے ہونے کے وقت پھر عصر کی نماز کے وقت غرضکہ صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا وقت معلوم نہین شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسی وقت خدا کی یاد اور عبادت سے خالی نہ رہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلعم پر بہت دُرود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھپر اسّی بار دُرود بھیجے گا اُسکے اسّی برس کے گناہ بخشے جائینگے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ پر دُرود کیونکر بھیجین آپ نے فرمایا کہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ[1] کہتے ہین کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ دُرود پڑھے رسول مقبول صلعم کی شفاعت بیشک اُسے حاصل ہوگی اور اگر فقط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ[2] کہے تو بھی کافی ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑھے اور سورہ کہف پڑھے حدیث شریف مین اُسکی فضیلت بہت لکھی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور دُرود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ[3] ہزار ہزار بار پڑھتے تھے پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہی کہ جو کوئی جامع مسجد مین جا کے چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت مین ایک بار الحمد اور پچاس بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو جبتک جنّت مین اُسکا مقام اُسکو نہ دکھا دین یا اور کسی کو نہ بتا دین کہ وہ اس سے کہدے تب تک وہ اس جہان سے نہ جائیگا اور مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور اُس مین چار سورتین پڑھے انعام کہف طٰہٰ یٰس اگر یہ نہ پڑھ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ جمعہ کے دن کبھی صلوٰة التسبیح ناغہ نہ کرتے تھے اور صلوٰة التسبیح مشہور نماز ہے اولیٰ یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑھے

[1] اے اللہ رحمت نازل کر تو اوپر محمدؐ کے اور اُنکی اولاد پر وہ رحمت جو تیری رضا ہو اور جس سے اُنکا حق ادا ہو اور عطا کر تو اُنکو وسیلہ شفاعت اور بزرگی اور مقام محمود جو وعدہ کیا ہے تو نے اُن سے اور جزا دے تو اُنھین ہماری طرف سے وہ جزا کہ وہ لائق ہین جسکے اور جزا دے تو اُنھین بہت اچھی جو جزا دی ہو تو نے کسی نبی کو اسکی امّت کی طرف سے اور رحمت نازل کر تو اُنکے سب بھائیون پر نبیون اور اچھے کام کرنیوالون مین سے اے بہت بڑے رحم کرنیوالے ۱۲ [2] اے اللہ رحمت نازل کر تو اوپر محمدؐ کے اور اوپر اولاد محمدؐ کے ۱۲ [3] پاک ہی اللہ اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے اور نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے ۱۲

جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز تک علم کی مجلس مین جائے اُسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چھٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقہ سے خالی نہ چھوڑے کچھ نہ ہو تو روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچھ مانگے اُسے زجر کرنا چاہیے اس وقت کچھ نہ دینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بھر مین جمعہ کے دن کو آخرت کے واسطے مسلّم رکھے باقی دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ[1] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ خرید اور فروخت اور کسب دُنیا اس آیت کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم بھائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتھ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیت سے وہ مراد ہین **مسئلہ** اے عزیز جان تو کہ نماز مین جو باتین ضروری تھین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہو علماء سے پوچھنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی تفصیل نہین ہو سکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اُسکے تین سبب ہوتے ہین یا تو جسکی عقل مین خلل ہو اُسے وسوسہ ہوتا ہے یا جسے سودا ہو یا شریعت کے احکام سے جاہل ہو اور نیت کے معنی نہ جانتا ہو کہ نیت اُس رغبت سے عبارت ہے جو آدمی کو خدا کا حکم بجا لانے کے واسطے کھڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص تجھ سے کہے کہ فلانا عالم آتا ہے اُسکے واسطے اُٹھ اور تعظیم کر تو تو اپنے دل مین کہیگا کہ فلانے عالم کے واسطے اُسکے علم کی عظمت کے لیے فلانے شخص کے کہنے سے مین کھڑا ہوتا ہون اور فوراً کھڑا ہو جائے گا اور بے اُسکے کہ تو زبان یا دل سے کہے یہ نیت خود تیرے دل مین ہوگی اور جو کچھ دل مین تو کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے نیت تو وہ رغبت ہے جس نے تجھے اُٹھا کھڑا کیا لیکن یہ جاننا ضرور ہے کہ نیت کے بارہ مین حکم کیا ہے تو اسقدر جاننا چاہیے کہ مثلاً ظہر کی نماز ہے یا عصر کی نماز ہے جب اس امر سے دل غافل نہو تو اللہ اکبر کہے اور دل غافل ہے تو یاد کرے اور یہ گمان نہ کرے کہ ادا اور فرض اور ظہر کے معنی سب ایکبار مفصّل دل مین جمع ہون لیکن جو دل کے نزدیک ہو اُسے باہم جمع کرے اسقدر نیت مین کافی ہے اسواسطے کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے کہ ظہر کی نماز پڑھی تو کہے گا ہان تو جسوقت تو ہان کہتا ہے یہ سب معنی تیرے دل مین موجود ہوتے ہین مفصّل نہین ہوتے تو تجھے اپنے تئین یاد دلانا اُس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اللہ اکبر کہنا ایسا ہے جیسا ہان کہنا جو اس سے زیادہ کھوج کریگا اُسکا دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمی کو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہی جب اتنی نیت کرلی پھر کسی صفت پر ہو جانا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامونکی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تھا کہ رسول مقبول صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے مین کسی کو نیت مین وسوسہ نہ تھا اسواسطے کہ جانتے تھے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اُسے آسان نہ جانے وہ نادان ہے

پانچوین اصل زکوٰۃ کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ زکوٰۃ ارکانِ مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام کی بنا ہے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ سونا چاندی اپنی ملک مین رکھین اور زکوٰۃ نہ دین اُن مین سے ہر ایک کے سینہ پر ایسا داغ دین گے کہ پیٹھ کے پار نکل جائے اور پیٹھ پر داغ دینگے کہ سینہ کے پار ہو جائے اور جو شخص چار پائے

[1] پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پراگندہ ہو جاؤ تم زمین مین اور چاہو تم رحمت خدا کی رحمت مین سے ۱۲

مِلک مین رکھے اور زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اُن چارپایون کو اُسپر مسلّط کرینگے کہ سینگون سے اپنے مالک کو مارین اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچھے ایک بار اُسپر سے گذر جائینگے تو آگے والے پھر اُسے روندنا شروع کرین گے پھر سب اُسپر سے گذرینگے اسی طرح جبتک سبھونکا حساب ہوگا چارپائے پھر پھر کر اُسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین ہے پس مالدارون پر زکوٰۃ کا علم فرض ہے

زکوٰۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان

اَے عزیز جان تو کہ چھ قسم کی زکوٰۃ فرض ہے **پہلی قسم** چارپایون کی زکوٰۃ وہ چارپائے اُونٹ گائے بکری ہین گھوڑے گدھے وغیرہ مین زکوٰۃ نہین ہے اور یہ زکوٰۃ چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی[۱] شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تاکہ اُس پر بڑا اخرچ نہ پڑے اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کھلائے اور اُسے خرچ سمجھے تو زکوٰۃ ساقط ہے دوسری[۲] شرط یہ ہے کہ ایک سال اُسکی ملک مین رہے اسواسطے کہ سال کے اندر اُسکی ملک سے اگر نکل جائین گے تو زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اُن کو حساب مین لین گے اور اصل مال کی تبعیت مین اُنکی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی تیسری[۳] شرط یہ ہے کہ اُس مال کی بدولت تونگر ہو اور وہ مال اُسکے تصرف مین رہا ہو اگر کم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اُس سے چھین لیا ہو تو اُس پر زکوٰۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اُس فائدہ سمیت جو اُن سے حاصل ہوا ہے اُسے پھیر دین تو گذشتہ کی زکوٰۃ بھی اُس پر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال رکھتا ہے اُتنا ہی قرض بھی رکھتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ اُسپر زکوٰۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی[۴] شرط یہ ہے کہ اُس کے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اُسکے سبب سے تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اُونٹ جبتک پانچ نہ ہون اُن کی زکوٰۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اُونٹ ہون تو ایک بکری زکوٰۃ مین دینا واجب ہے اور دس[۱۰] اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین اور بیس[۲۰] مین چار اور یہ بکری ایک برس سے کم کی نہ ہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہ ہو اور پچیس[۲۵] اُونٹون مین ایک یکسالہ اُونٹنی دینا واجب ہے اُونٹنی نہ ہو تو دو برس کا ایک اُونٹ دینا چاہیے جبتک چھتیس[۳۶] اُونٹ نہ ہون تب تک یہی زکوٰۃ ہے اور چھتیس[۳۶] مین دوسالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور چھیالیس[۴۶] مین تین برس کی ایک اونٹنی اور اکسٹھ[۶۱] مین چارسالہ ایک اونٹنی اور چھہتر[۷۶] مین دو دو برس کی دو اونٹنیان اور اکانوے[۹۱] مین سہ سالہ دو اُونٹنیان اور ایک سو اکیس[۱۲۱] مین دو دو سال کی تین اُونٹنیان واجب ہین پھر یہ حساب کرلے کہ ہر چالیس[۴۰] مین دو سالہ اور ہر پچاس[۵۰] مین سہ سالہ اُونٹنی دیوے اور گائے بیل جبتک تیس[۳۰] نہ ہون تب تک اُن مین کچھ زکوٰۃ نہین جب تیس[۳۰] پورے ہون تو اُن مین ایک یکسالہ بچھڑا دینا واجب ہے اور چالیس[۴۰] مین دوسالہ ایک اور ساٹھ مین ایک ایک برس کے دو پھر یہ حساب کرلے کہ ہر تیس[۳۰] مین ایک یکسالہ اور ہر چالیس[۴۰] مین ایک دوسالہ بچھڑا دے لیکن بکری چالیس[۴۰] مین ایک اور ایک سو اکیس[۱۲۱] مین دو اور دو سو ایک مین تین اور چار سو مین چار اسی حساب سے سیکڑے پیچھے ایک بکری دے بکری ہو تو ایک برس سے کم کی نہ ہو بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہ ہو اگر دو آدمی اپنی اپنی بکریان ایک مین ملی رکھتے ہون تو اگر دونون صاحب زکوٰۃ ہین یعنی ایک کافر یا مکاتب نہ ہو تو دونون کا حصہ ایک ہی مال کا حکم رکھتا ہے اگر دونون کا حصہ ملاکر چالیس[۴۰] بکریون سے زیادہ نہ ہون تو ہر ایک پر آدھی آدھی بکری واجب ہے اگر دونون ملاکر ایک سو بیس[۱۲۰] بکریان ہون تو اگر دونون شخص ملکر ایک بکری دین گے تو بھی کافی ہے **دوسری قسم** غلّہ وغیرہ کی زکوٰۃ ہے جس کسی کے پاس آٹھ سو من گیہون یا جو یا خرما یا منقّی یا اور کوئی چیز جو کسی قوم کی قوت اور غذا ہوسکتی ہے اور جس پر وہ لوگ اکتفا کرسکتے ہین جیسے مونگ چنا چاول وغیرہ

اس مین عشر دینا واجب ہے اور جو چیز قوت اور غذا نہ ہو جیسے روئی کتان وغیرہ اور میوہ جات اُس مین عشر واجب نہین ہے اگر چار سو
ن گیہون اور چار سو من جو ہون تو عشر واجب نہین اس واسطے کہ وجوب زکوٰۃ مین ایک ہی جنس سے بقدر نصاب ہونا شرط ہے اگر ندی
ر کاریز سے پانی نہ لیا ہو یعنی ہنوٹ نادے ہے نل منبع سے کھیت وغیرہ نہ سینچا ہو بلکہ دولاب سے پانی لیا ہو یعنے بر بریت ڈھیکی رہٹ سے
ے سینچا ہو تو بھی عشر واجب نہین ہے اور زکوٰۃ مین انگور اور تر خرمے نہ دینا چاہیے بلکہ منقّٰی اور خشک خرمے دینا چاہیے لیکن اگر
ہ انگور خشک ہو کر منقے نہ ہوتا ہو تو انگور دینا درست ہے چاہیے کہ جب انگور رنگ پکڑے اور گیہون جو کا دانہ سخت ہو جائے تو جبتک
قیرون کا حصہ تخمیناً اُس مین نہ انداز کرے تب تک اُس مین کچھ تصرف نہ کرے جب فقیرون کا حصہ انداز کر لیا تو سب مین تصرف کرنا
رست ہے **تیسری قسم** سونے چاندی کی زکوٰۃ ہے چاندی کے دو سو درہم مین پانچ درہم آخر سال مین دینا واجب ہین اور خالص سونے
کے بیس دینار مین نصف دینار واجب ہوگا اور یہ وہ ایک[1] کی چوتھائی ہے اور سونا چاندی جسقدر زیادہ ہو اُسی حساب سے دینا چاہیے اور
چاندی سونے کے برتن اور ساز اسپ مین اور سونے چاندی مین جو تلوار وغیرہ پر لگا ہو اور جو چیز سونے چاندی کی ناجائز ہو
اس مین زکوٰۃ واجب ہے لیکن جو زیور مرد اور عورت کو رکھنا درست ہین اُس مین زکوٰۃ نہین ہے اور جو سونا چاندی اور ون کے پاس
رکھا ہے اور جب چاہے لے سکتا ہے اُسکی زکوٰۃ بھی واجب ہے **چوتھی قسم** سوداگری کے مال کی زکوٰۃ ہے جب بیس دینار کے قدر ایک چیز تجارت
کی نیت سے مول لے اور اُسپر ایک سال گذر رہے تو وہی بیس دینار کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور سال بھر مین جو نفع ہو وہ بھی حساب
مین آئےگا اور ہر سال کے آخر مین مال کی قیمت معلوم کرنا چاہیے اگر سرمایۂ تجارت سونے چاندی سے ہوا ہے تو اُسی سے زکوٰۃ دے اور اگر
نقد سے نہین خریدا ہے تو جو نقد شہر مین اکثر رائج ہو اُس سے زکوٰۃ دے اور اگر کچھ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اُسکے عوض مین
کوئی چیز مول لے تو ابتدائے سال مین بمجرد نیت زکوٰۃ واجب نہین ہوتی لیکن وہ اگر نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونے کے وقت ہی
صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سوداگری کا قصد جاتا رہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی واللہ اعلم **پانچوین قسم** زکوٰۃ فطر ہے
جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے اور گھر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو
اُس سے زیادہ استطاعت رکھتا ہو تو اُس پر اُس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کھاتا ہے ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع[2]
پونے تین من ہوتا ہے اگر گیہون کھاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کھاتا ہو تو گیہون نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کھاتا ہو تو اس مین سے جو
اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ امام شافعیؒ کے نزدیک ہے اور جس کا نفقہ اُس کے ذمّہ واجب ہے اُسکی
طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہے جیسے جورو لڑکے ماں باپ لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اُسکا صدقۂ فطر دونون پر واجب
ہے اور جو لونڈی غلام کافر ہو اُس کا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کی بے
اجازت اُس کی طرف سے دے تو بھی درست ہے اسقدر احکام زکوٰۃ جاننا ضرور تھا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علماء سے

[1] یعنے دو سو درہم کا دسوان حصہ بیس درہم ہین پانچ درہم بیس کی چوتھائی ہے اسیطرح بیس دینار کا دسوان حصہ دو دینار ہین نصف دینار دو کی چوتھائی ہے ۱۲ [2] صاع
دو سو چوراسی تولہ کا ہوتا ہے شاہجہان آبادی سیر سے پونے تین سیر اور نمبری انگریزی سیر سے آدھ پاؤ تین سیر ہوتا ہے ۱۲

پوچھنا چاہیے **زکوٰۃ دینے کی کیفیت کا بیان** چاہیے کہ زکوٰۃ دینے مین پانچ چیزون کا خیال رکھے پہلے یہ کہ زکوٰۃ دیتے وقت یہ نیّت کرے کہ مین زکوٰۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوٰۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت کر لے کہ فرض زکوٰۃ تقسیم کرنے کو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کر دے کہ دیتے وقت تو فرض زکوٰۃ کی نیّت کر لینا دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوٰۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا نہ چاہیے اور زکوٰۃ فطر مین عید سے تاخیر نہ کرے اور رمضان مین جلدی دیدینا درست ہی رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوٰۃ مین سال بھر جلدی کرنا درست ہی لیکن جس شخص کو زکوٰۃ دی ہی وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مر جائے یا مالدار ہو جائے یا کافر ہو جائے تو دوبارہ زکوٰۃ دینا چاہیے تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوٰۃ اُسی جنس سے دے سونا چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین نہ چاہیے چوتھے یہ کہ زکوٰۃ اُسی جگہ دے جہان مال ہو اسواسطے کہ وہان کے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بھیجدیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا ہو جائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوٰۃ ہو آٹھ قومون پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہ ہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور اگر ایک درہم زکوٰۃ ہو تو امام شافعیؒ کے نزدیک چوبیسون آدمی کو پہونچانا چاہیے اُسکے آٹھ حصہ کر کے ایک ایک حصہ تین تین آدمیون کو یا اُس سے زیادہ کو جیسا چاہے تقسیم کر دے گو برابر نہ ہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مؤلفہ عامل زکوٰۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار ملین گے کسی کو نہ چاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوٰۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب مین یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوٰۃ سب کو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوٰۃ مین وہی چیز دے اُسکا عوض نہ دے اور اکثر شافعی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہین ہمین اُمید ہی کہ وہ لوگ ماخوذ نہ ہون گے **ان آٹھ گروہ کی صفت کا بیان** پہلی قسم فقیر ہی فقیر وہ شخص ہی جو نہ کوئی چیز اپنے ملک مین رکھے نہ کچھ کمائی کر سکے اگر کسی کے پاس ایک دن کا کھانا اور بدن پر پورا لباس ہی تو وہ فقیر نہین اور اگر آدھے دن کا کھانا اور ادھورا کپڑا ہے یعنی لباس بے پگڑی یا پگڑی بے لباس تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر اوزار پاس ہون تو آدمی کمائی کر سکتا ہے اگر کوئی اوزار نہین تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب علم ہے اور کمائی کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہین مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر ڈھونڈھے اور لڑکون کیواسطے اُس عیالدار فقیر کا حصہ دیا جائے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمد سے زیادہ ہو اگرچہ وہ گھر اور کپڑے رکھتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایک سال کی روزی اُسکے پاس نہو اور اُسکی کمائی سال بھر کو وفا نہ کرے تو اُسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اُسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گھر کے برتن اور کتابین رکھتا ہو مگر جب سال بھر کے مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہان اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکھتا ہو تو محتاج نہین ہے تیسری قسم کچھ لوگ ہوتے ہین کہ مالدارون سے زکوٰۃ لے کر زکوٰۃ کے مستحقون کو پہونچاتے ہین اُن کی اُجرت مال زکوٰۃ سے دینا چاہیے چوتھی قسم مؤلفۃ قلوب ہین اور یہ وہ مرد معزز اور شریف ہین جو مسلمان ہو جائین اگر اُنکو مال دین گے تو اورون کو اس لالچ سے مسلمان ہونے کی رغبت ہو گی پانچوین قسم مکاتب ہے اور وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئین خود مول لے اور اپنی قیمت دو بار مین یا زیادہ قسطین کر کے

ف اکثر شافعی المذہب [illegible] ۱۲

[1] امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر جنس کے تین تین آدمیون کو زکوٰۃ کا مال دینا ضروری نہین ۱۲

پنے مالک کو ادا کرے چھٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام مین قرضدار ہوگیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کے واسطے لیا ہو جس سے کوئی فتنہ
رد ہوا ساتوین قسم غازی لوگ جن کا یومیہ بیت المال سے مقرر نہ ہوا اگرچہ وہ تونگر ہون لیکن سامانِ سفر مالِ زکوٰۃ سے اُنھین دینا چاہیے
ٹھوین قسم مسافر ہے کہ سفر مین ہو اور زاد راہ اُسکے پاس نہ ہو یا اپنے وطن سے سفر کو چلنے والا ہو تو خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اُسے دینا چاہیے
ور جو کوئی کہے کہ مین فقیر یا مسکین ہون اگر معلوم نہ ہو کہ یہ جھوٹا ہے تو اُسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائین
و اُن سے مالِ زکوٰۃ پھیر لینا چاہیے اور اور اقسام کے مستحقون کے بارہ مین چاہیے کہ معتمد لوگون سے دریافت کرے **زکوٰۃ کے**
اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ جس طرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت صورت کی روح ہوتی ہے اسی طرح
زکوٰۃ کی بھی ایک صورت اور ایک روح ہے جو کوئی زکوٰۃ کی روح کو نہ پہچانے گا اُسکی زکوٰۃ صورتِ بے روح ہے **زکوٰۃ مین تین بھید**
ہین پہلا بھید یہ ہے کہ بندون کو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو خدا کے ساتھ محبت کا دعوے نہ کرتا ہو بلکہ مسلمان
اس بات کے مامور ہین کہ کسی چیز کو حق تعالےٰ سے زیادہ دوست اور عزیز نہ رکھین جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ[1] اِنْ کَانَ اٰبَآءُکُمْ
وَ اَبْنَآءُکُمْ الاٰیۃ غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعویٰ نہ کرتا ہو کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون
اور ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہ جو مین کہتا ہون واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعویٰ بے اصل
سے مغرور نہ ہو اور مال بھی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمی کو حق تعالیٰ نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی مین سچا ہے تو اپنے
اس ایک معشوق کو مجھپر سے فدا کر دے کہ اپنا درجہ میری دوستی مین تو پہچانے تو جو لوگ اس تہ کو پہونچے اور یہ بھید سمجھ گئے اُن کے تین درجے
ہو گئے پہلا درجہ صدیق لوگ تھے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتے تھے سب بالکل اُسپر سے تصدق کر دیا اور کہا کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم
اُسکی راہ مین دینا کنجوسون کا کام ہے ہم پر واجب ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ رسول مقبول صلعم کی خدمت مین اپنا سب مال لے آئے آپ نے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنی جورو لڑکون کے واسطے کیا چھوڑا
عرض کی کہ فقط خدا اور رسول کو چھوڑا ہے اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نصف مال لائے حضرت صلعم نے فرمایا فاروق لڑکے بالون کیواسطے کیا چھوڑا عرض کی کہ اسی قدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تَفَاوُتٌ یعنی تم دونون کے درجون مین بھی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون کے
کلام مین ہے دوسرا درجہ نیک مرد ہین جنھون نے اپنا مال یکبارگی نہ خرچ کیا کہ اُسکی قدرت نہین رکھتے لیکن اُسکو محفوظ رکھا اور فقیرون
کی حاجتون کے اور خیرات کی صورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکھا اور فقط زکوٰۃ پر اقتصار نہ کیا جو محتاج اُنکے

---

[1] پوری آیت قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ اِۨقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ یعنی اگر ہون تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری جوروین اور تمھارا کنبہ اور جو مال تم نے کمائے ہین اور سوداگری کہ ڈرتے ہو جسکے بند ہو جانے سے اور گھر جو تم کو پسند ہین بہت پیارے تم کو اللہ اور اُس کے رسولون سے اور جہاد سے اُسکی راہ مین تو منتظر رہو یہانتک کہ لائے اللہ اپنا حکم اور اللہ نہین ہدایت کرتا فاسقون کی قوم کو ۱۲۔

پاس پہونچا اُسے اپنے عیال و اطفال کے برابر رکھا اور خبر گیری کی تیسرا درجہ وہ کھرے مرد ہین جو اس سے زیادہ طاقت نہین رکھتے کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اُنھون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حکم خدا خوشی خاطر سے قبول کیا اور جلدی بجا لائے اور زکوٰۃ دے کر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ دو سو درہم مین جو حق تعالےٰ نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بھی جس کا دل نہ چاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دے سکتا اُس کی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل اور خفیف ہے **دوسرا بھید** بُخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جس طرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی نزدیکی کے قابل نہین رکھتی نجاست بخل دل کو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکھتی اور بے مال خرچ کیے دل بُخل کی نجاست سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوٰۃ بُخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوٰۃ اُس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست دھوئی ہو اسی وجہ سے زکوٰۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلعم پر اور آپ کے اہلبیت رض پر حرام ہے اسواسطے کہ اُنکے منصب پاکیزہ کو لوگون کے مال کے میل سے بچانا چاہیے **تیسرا بھید** شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دُنیا اور آخرت مین مسلمان کے واسطے سبب راحت ہے تو جس طرح نماز روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے اسی طرح زکوٰۃ نعمت مال کا شکر ہے تاکہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت بے پرواہ دیکھے اور دوسرے مسلمان بھائی کو جو اُسکے مثل ہے درماندہ اور عاجز پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجھے اُس سے بے پرواہ کیا اور اُسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اُسکے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہ ہو کہ خدا مجھے اُسکا سا اور اُسے میرا سا کردے تو ہر ایک کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے یہ اسرار جانے تاکہ اُسکی عبادت صورت بے معنی نہ رہے

آداب زکوٰۃ کا بیان

جو کوئی چاہے کہ میری عبادت زندہ رہے اور بے روح نہ ہو اور ثواب دونا ملے اُسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے **پہلا ادب** یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بھر مین کبھی دیدیا کرے اس سے تین فائدے ہونگے ایک تو یہ کہ عبادت کے شوق کا اثر اُسپر ظاہر ہوگا اس واسطے کہ واجب ہونے کے بعد دینا بضرورت ہے کہ اگر نہ دے گا تو عذاب مین پڑے گا اُسوقت دینا خوف و عذاب و عقوبت سے ہے دوستی اور محبت سے نہین اور وہ بندہ بُرا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی سے نہ کرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوٰۃ دینے سے فقیرون کا دل خوش ہوگا خلوص دل سے وہ دعائے خیر کرینگے کہ اُنھین ناگاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اُسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنے گی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون سے بے فکر ہو جائیگا اس واسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجائے اور وہ اس خیر سے محروم رہے جب آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اُسے غنیمت جانے کہ یہ اُسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اُسکے بعد قریب ہوتا ہے کہ شیطان حملہ کرے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ[1] **نقل** ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا کہ پیراہن فقیر کو دون فورًا اپنے مُرید کو بُلایا اور پیراہن اُتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اُن بزرگ نے فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا میرے دل مین اور کچھ آئے اور اس امر خیر سے مجھ کو باز رکھے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ

[1] بیشک دل مومن کا دو اُنگلیون مین ہے خدا کی اُنگلیون مین سے ۱۲۔

یک بار دینا ہو تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینہ ہے اور شروع سال ہے یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا
اب بھی اُتنا ہی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلعم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپکے پاس ہوتا اللہ دیتے اور رمضان شریف مین خود کوئی چیز نہ
رکھتے اور بالکل خرچ کرڈالتے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص سے نزدیک رہے
حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالیٰ کے غصہ کو فرو کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات
آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک[1] بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے کہ بائین کو بھی خبر نہ ہوئے عزیز دیکھو
کہ چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا پادشاہ عادل کے درجے پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا
ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اُسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر دیا جاتا ہے اُسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور
جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اُس صدقہ کو اعمال ظاہری اور باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد
مین لکھ لیتے ہین اسی واسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین اتنا مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر چپکے سے اُسکے
ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منھ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نہ جانے کہ کسنے دیا اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعے سے
دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا کہ وہ جاگنے نہ پائے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نہ جانے اور
اورون سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا
ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل ریا وغیرہ سب صفتین مہلک ہین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند جو بچھو سے بھی بڑھکر
ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھلا دیگا سانپ کی قوت اور بڑھے گی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک سخت کے ساتھ پڑے گا
اور ان صفتون کا زخم جو دل پر ہے جب قبر مین آدمی جائیگا تو وہ زخم سانپ بچھو کے زخمون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کرچکے
ہین تو برملا صدقہ دینے کا نقصان نفع سے زیادہ ہے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہ ہو اور اپنے دل کو ریا سے بالکل
پاک کرچکا ہو اور یہ سمجھے کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا اور لوگون کو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا
دینا بہتر ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو
پانچوان ادب یہ ہے کہ احسان جتا کر اور لوگون کو سنا کر صدقہ کو ضائع نہ کرے حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا[2]
صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى اذیٰ کے معنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اس طرح کہ اُس سے ترشرو ہوا یا ناک بھون چڑھائی یا اُسے
کلمات سخت کہے یا محتاج جان کر اور سوال کرنے سے اُسے ذلیل وخوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور
حماقت سے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مال ہاتھ سے دینا ناگوار ہے اس سبب سے زچ ہو کر سخت کلامی کی اور جس پر ایک درم دے کر ہزار
لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور نادان ہے اسواسطے کہ اگر وہ زکوٰۃ دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنے تئین دوزخ

---

[1] پانچ آدمی اور ہین اُن کو یہان امام صاحب نے ذکر نہین کیا اسواسطے کہ یہان فقط اس صدقہ دینے والے کا ذکر خیر مقصود تھا جو بہت چھپا کر صدقہ دیتا ہے اُس کے ذکر تک حدیث کا مضمون لکھا باقی چھوڑ دیا ۱۲

[2] نہ ضائع کرو تم اپنے صدقون کو احسان جتانے اور دل دکھانے سے ۱۲

سے آزاد کریگا اگر ان باتون کا ایمان رکھتا ہے تو زکوٰۃ دینا اُسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ تونگری کیوجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف سمجھے اور یہ نہین جانتا کہ جو اُس سے پانچسو برس پہلے جنّت مین جائیگا وہ اُس سے بہت اشرف ہے اور اُسکا درجہ بہت اعلیٰ ہے اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دُنیا مین یہ دلیل و علامت ہے کہ امیر کو خدا نے دُنیا اور مال کے اشغال مین اور اُسکے رنج و ملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دُنیا سے کچھ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کر دیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالیٰ نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین بنایا ہے اور آخرت مین پانچسو برس جنّت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کر دیا ہے **چھٹا ادب** یہ ہے کہ احسان نہ رکھے اور جہل احسان رکھنے کی اصل اور دل کی صفت ہے احسان رکھنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کیساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اُسے دولت دی کہ فقیر میرا زیردست ہے جب یہ سمجھا تو یہ امر اس بات کی علامت ہے کہ یہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکھتا ہے کہ میری عزّت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اُسکے حق مین کچھ قصور کرے تو پہلے سے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ یہ نیکی کی یہ جہل و ر نادانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے اُسکے ساتھ دوستی او ر نیکی کی کہ اُس سے صدقہ قبول کیا اُسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اُسکے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجّام اُس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اُسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تھا اُس نے اُسے نکالڈالا اسیطرح اُسکے دل مین بخل اور اُسکے پاس مالِ زکوٰۃ بھی اُسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تھا کہ فقیر کی وجہ سے اُس سے طہارت بھی حاصل ہوئی نجات بھی ملی تو امیر کو ایک تو اسوجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالیٰ کو دیا اور فقیر نے نیابۃً لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اُسپر احسان جتائے آدمی جب اسرار زکوٰۃ مین سے ان تین بھیدونکو سوچیگا تو سمجھے گا کہ احسان رکھنا نادانی ہے اگلے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہے ہین اور پیشکش کرکے عرض کی ہے کہ یہ مجھسے قبول فرمائیے اور نذر دکھانے کی طرح فقیر کے سامنے ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ فقیر پیسا روپیہ اوپر سے اُٹھائے اور فقیر کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کے نیچے نہ ہو اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنْ یَدِ السُّفْلٰی[1] تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکھے اُمّ المومنین حضرت بی عائشہ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتین تو لیجانیوالے سے فرمادیتین کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکھنا کہ ہم دعا کی مکافات مین ہم بھی اُسکے واسطے دعا کرین تاکہ صدقہ بے عوض و خالص رہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نہ رکھتی تھین کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے اور حقیقت مین احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اُس نے قبول کیا **ساتوان ادب** یہ ہے کہ اپنے مال مین جو بہت اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال مین شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنے کے لائق نہین اسواسطے کہ خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ط یعنی جو چیز لوگ تمھین دین اور تم اُسے کراہت سے لو تو اُس کو راہ خدا

---

[1] اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے ۱۲۔

مین کیون خرچ کرو اور جس شخص نے اپنے گھر کی چیزون مین سے بدتر چیز مہان کے سامنے رکھی تو اُسنے مہان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا کی راہ مین دے اور اچھی چیز اُسکے بندون کے واسطے رکھ چھوڑے اور بُری چیز دنیا اسباب پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جائے اُسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجائے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیا جائے **زکوٰۃ دینے کو فقیر ڈھونڈھنے کے آداب** اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا ہوجاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے اُسے محنت سے دست بردار نہ ہونا چاہیے اور جب زکوٰۃ بجا صرف ہوگی تو اُسکا ثواب بھی المضاعف ہوگا تو چاہیے کہ پانچ صفتون مین سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈھونڈھے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلعم نے فرمایا ہے اَطۡعِمُوۡا طَعَامَکُمُ الۡاَتۡقِیَآءَ یعنے پرہیزگارون کو اپنا کھانا کھلاؤ اُسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچھ لیتے ہین اُسے خدا کی بندگی مین اپنا معین کرتے ہین دینے والا اُنکی عبادت کے ثواب مین شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اُسنے عبادت مین اُس عابد کی مدد کی ہے **نقل** ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیون ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہین کرتے اگر اُنکو کچھ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو اُن کا دھیان بٹ جاتا ہے اور مین ایسے ایک دل کو حق تعالیٰ کی جناب مین لیجانا اُن سو دلون کے ساتھ مراعات کرنے سے بہت دوست رکھتا ہون جن کو دُنیا مقصود ہو یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگون نے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستون مین سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچھ اُس سے مول لیتے اُسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہٗ نے پھر دُکان رکھنے کو تھوڑا سا مال اُسے دیا اور فرمایا کہ تجھ ایسے آدمی کو تجارت مین کبھی نقصان نہ ہوگا دُوسری صفت یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والا طالب العلم ہو کہ اُسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنے کی فرصت پائیگا اور دینے والا علم کے ثواب مین شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی غریبی اور فقیری کو چھپائے ہو اور شان و شوکت سے بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ یہی لوگ ہین جنھون نے اپنی مفلسی پر تجمل اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا نہ چاہیے کہ اُن لوگون کو چھوڑ کر بھک منگے فقیرون کو دے چوتھی صفت یہ ہے کہ عیالدار یا بیمار ہو اسواسطے کہ جسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اُسیقدر اُسے راحت پہونچانیکا ثواب بھی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے کہ قرابت والے ہون کہ اُنکا دینا خیرات بھی ہے اور ادائے حق قرابت بھی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکھتا ہو وہ بھی قرابت دارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین یہ صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اولیٰ تر ہے جب ایسے لوگون کو آدمی دے گا اُنکی دعا اور ہمت اُس دینے والے کے حق مین حصار ہوجائے گی یہ نفع اُس نفع کے علاوہ ہے کہ بُخل کو اپنے دل سے دور کردیا اور نعمت کا شکر بجالایا اور چاہیے کہ زکوٰۃ سادات کو نہ دے کہ یہ مال لوگون کے مالون کا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین اور کافرون کو بھی نہ دے اسواسطے کہ یہ مال کافرون کو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے **زکوٰۃ لینے**

سلہ گمان کرتے ہین اُنھیں ناواقف لوگ غنی گدائی کو مکروہ جاننے کی وجہ سے ۱۲ سلہ یعنے کافر ایسے پلید ہین کہ اس مال کے میل کے لائق بھی نہین اور کافرون کو دینے سے مسلمان بھائی محروم رہجائین گے ۱۲

والے کے آداب کا بیان زکوٰۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجھے کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے کچھ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے اور بندون کو کثرت سے مال عنایت کیا اُسنے جسپر بہت مہربانی فرمائی اُن کو دنیا اور دُنیا کے مال کے بکھیڑون سے محفوظ رکھا اور دُنیا کے حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج وہ مال امیرون پر ڈالا اور اُن سے حکم کر دیا کہ اُن بندون کو جو ہمارے بہت معزز اور ممتاز ہون بقدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دُنیا کے بار سے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ ہمت اور پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتھ سے بقدر حاجت اُنھین پہونچ جایا کرے تاکہ اُنکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرون کے اعمال کا کفارہ ہوجائے تو فقیر جو کچھ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو اور اس نعمت الٰہی کی قدر پہچانے کہ امیرون کو اس کا بیگاری اسواسطے بنا دیا ہے کہ وہ عبادت مین مصروف رہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن خاص خاص غلامون کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہ ہون اُنکو دنیا کمانے مین مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اُن غلامون کا بیگاری بناتے ہین اُن سے محصول و خراج لیکر غلامان خاص کا یومیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبھون سے اپنے خواص کی خدمت لینا مقصود ہے اسی طرح حقتعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اُسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[۱] تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ دینے والا لینے والے پر فضیلت نہین رکھتا اگر حاجت کے واسطے وہ دے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجھے عبادت مین فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچھ لیتا ہے یہ سمجھے کہ حق تعالےٰ سے لیتا ہے اور امیرون کو حکم الٰہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک مؤکل اُسکے ساتھ لازم کر دیا ہے تاکہ وہ اُسے دے اور اُس کا مؤکل ایمان ہے اُسی کو دیتا ہے اس سبب سے کہ اُسکی نجات اور سعادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ مؤکل نہ ہوتا تو امیر ایک حبہ بھی کسی کو نہ دیتا تو فقیر پر اُسکا احسان ہے جس نے امیر کے ساتھ ایک مؤکل لگا دیا ہے تو جب لینے والا یہ سمجھا کہ امیر کا ہاتھ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس وساطت پر خیال کرکے اُسکا شکر ادا کرے حدیث شریف مین آیا ہے فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ[۲] اور باوصف اس بات کے کہ حق تعالیٰ بندون کے کامون کا خالق ہے مگر یہ بندہ نوازی ہے کہ اُنکی تعریف فرماتا ہے اور اُنکا شکر بجا لاتا ہے چنانچہ فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ[۳] اور فرمایا إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا[۴] اور ایسی آیتین ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ حق تعالےٰ جسے واسطۂ خیر بناتا ہے اُسے معزز کرتا ہے جیسا رسول صلعم کی زبانی فرمایا طُوبىٰ لِمَنْ خَلَقْتُهُ لِلْخَيْرِ وَيَسَّرْتُ الْخَيْرَ عَلىٰ يَدَيْهِ[۵] تو جنکو اُس نے معزز کیا اُنکی قدر پہچاننا ضرور ہے شکر کے یہی معنی ہین اور فقیر کو چاہیے کہ دینے والے کے حق مین یہ دعا کرے طَهَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ فِي قُلُوبِ الْأَبْرَارِ وَزَكّٰى عَمَلَكَ فِي عَمَلِ الْأَخْيَارِ وَصَلّٰى عَلىٰ رُوحِكَ فِي رُوحِ الشُّهَدَاءِ[۶] اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے

[۱] اور نہین پیدا کیا مین نے جن اور آدمی کو مگر واسطے اس بات کے کہ عبادت کرین وہ میری ۱۲ [۲] پس تحقیق کہ جس شخص نے نہ شکر کیا آدمی کا نہ شکر کرے گا اللہ کا ۱۲ [۳] کیا اچھا بندہ ہے بیشک وہ تائب ہے ۱۲ [۴] بیشک تھا وہ راستباز نبی ۱۲ [۵] خوشی ہے اُسکے واسطے جسے مین نے پیدا کیا نیکی کے واسطے اور آسان کیا مین نے نیکی کو اُسکے ہاتھون پر ۱۲ [۶] پاک کرے اللہ تیرے دل کو نیکون کے دلون مین اور پاک کرے تیرے کام کو نیکون کے کامون مین اور رحمت کرے تیری روح پر شہیدون کی روح مین ۱۲

کہ جو کوئی تمھارے ساتھ بھلائی کرے اُسکا بدلہ کرو اگر نہ ہو سکے تو اُسکے حق مین اتنی دعا کرو کہ جان لو کہ اُسکی بھلائی کا عوض پورا ہوگیا
اور جسطرح دینے والے کو یہ بات شرط ہے کہ جو کچھ دے اگرچہ بہت بھی ہو تو اُسے حقیر جانے اور اُسکی کچھ قدر نہ سمجھے اُسی طرح لینے والے کا
کمال شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکھے اور تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ جانے اور حقیر نہ سمجھے تیسرے یہ کہ جو حلال کا مال نہ ہو وہ نہ لے
ظالم اور سود خوار کے مال سے کچھ نہ لے چوتھے یہ کہ جسقدر احتیاج ہو اُسیقدر لے اگر سفر کی ضرورت سے لیتا ہے تو زادراہ اور کرایہ کے قدر سے
زیادہ نہ لے اگر اداے قرض کے لیے لیتا ہے تو قرض سے زیادہ نہ لے اگر عیال و اطفال کی کفالت کے واسطے دس درم کافی ہون تو گیارہ
نہ لے کہ وہ ایک درم جو ضرورت سے زیادہ ہے اُسکا لینا حرام ہے اور اگر گھر مین کچھ اسباب یا کپڑا صرف سے زیادہ موجود ہو تو چاہیے کہ زکوٰۃ
نہ لے پانچوین یہ کہ اگر زکوٰۃ دینے والا عالم نہ ہو تو اُس سے پوچھے کہ یہ جو تو دیتا ہے مساکین کا حصہ ہے یا مثلاً قرضدار کا اگر لینے والا
اُسی صفت کا ہے جس صفت والے کا وہ حصہ دیا جاتا ہے اور دینے والا زکوٰۃ کا آٹھوان حصہ اُسے دیتا ہے تو نہ لینا چاہیے اسواسطے
کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کے مذہب مین سب ایک آدمی کو نہ دینا چاہیے

صدقہ اور خیرات کی فضیلت کا بیان

رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ صدقہ دیا کرو اگرچہ آدھا خرما ہو اسواسطے کہ وہ فقیر کو زندہ رکھتا ہے اور گناہ کو یون مارتا ہے
جیسے پانی آگ کو اور فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ آدھے ہی خرمے کی بدولت ہو اگرچہ یہبھی نہ ہو سکے تو میٹھی بات ہی سہی اور
فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے اُسے حقتعالیٰ اپنے دست شفقت و لطف سے اس طرح پرورش فرماتا ہے
جیسے تم اپنے چارپایون کو پرورش کرتے ہو یہانتک کہ چند خرمے کوہِ احد کے برابر ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک
اپنے صدقہ کے سایہ مین ہوگا جبتک خلائق کا حساب ہو کر حکم ہو اور فرمایا ہے کہ صدقہ شر کے دروازون مین سے ستّر دروازے بند
کر دیتا ہے لوگون نے حضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہؐ کون سا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا کہ جو صدقہ تندرستی مین دیا جائے جب
زندگی کی امید ہو اور افلاس کا ڈر نہ ہو یہ نہین کہ آدمی صبر کرتا رہے جب حلقوم مین دم آجائے تو کہے کہ یہ چیز فلانے کو دینا یہ فلانے
کو اسواسطے کہ اب وہ کہے خواہ نہ کہے وہ چیزین تو فلانے فلانے کی خواہ نخواہ ہو ہی جائینگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے دروازے سے سائل کو محروم پھیرتا ہے سات دن تک اُس گھر مین فرشتے نہین جاتے رسول مقبول صلعم دو کام
اورون پر نہین چھوڑتے تھے اپنے ہی ہاتھ سے کرتے تھے فقیر کو صدقہ اپنے ہی دست مبارک سے دیتے تھے اور رات کو وضو کے
واسطے پانی بند کر کے خود رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان کو کپڑا پہنائیگا جبتک وہ کپڑا اُسکے بدن پر رہے گا دینے والا خدا
کی حفاظت مین رہیگا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیے اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے
رہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی نے ستّر برس عبادت کی
اُس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت خبط اور رائگان ہوگئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور اُسے ایک روٹی
دی تو حق سبحانہ تعالےٰ نے اُسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستّر برس کی عبادت اُسے پھیر دی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت
کی تھی کہ بیٹا تجھ سے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت شکر صدقہ دیتے اور

فرماتے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ اور حق تعالیٰ جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جیسا کہ فقیر اس صدقہ کا محتاج جانتا ہے تو اس شخص کا صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اسے دو درم کو بیچتا ہے اُسنے کہا نہین آپ نے کہا جا بھی حقتعالیٰ تو حورعین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہے یعنی صدقہ کے عوض مین عنایت فرماتا ہے

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ ارکان اسلام سے ایک رکن روزہ ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی کا بدلا دس سے سات سو تک دیتا ہون مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اُسکی جزا خود مین دیتا ہون اور فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ؕ یعنی جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہین اُنکی مزدوری حساب مین نہین آتی اور انداز مین نہین سماتی بلکہ حد سے زیادہ ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منھ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کھانا پینا جماع میرے واسطے چھوڑ دیا مین ہی اُسکی جزا دے سکتا ہون اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح اور دعا مقرون اجابت ہے اور فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینا آتا ہے بہشت کے دروازے کھول دیتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کر دیتے ہین اور شیاطین کو قید کرتے ہین اور منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر جلد آکہ تیرا یہ وقت ہے اور اے طالب شر ٹھہر جا کہ تیری جگہ نہین اور روزہ کی بڑی بزرگی یہ ہے کہ حقتعالیٰ نے اُسے اپنی طرف نسبت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ اگرچہ سب عبادتین اُسی معبود برحق کے واسطے ہین لیکن یہ تخصیص ایسی ہے جیسے کعبہ شریف کو اپنا گھر ارشاد کیا گو کہ تمام عالم اُسی کی ملک ہے اور روزہ کیواسطے دو خاصیتین ہین کہ اُن کے سبب سے جناب صمدیت کی طرف منسوب ہونیکے لائق ہوا ایک تو یہ کہ اُسکی حقیقت ترک شہوات ہے اور یہ امر باطنی ہے لوگون کی آنکھون سے پوشیدہ ہے ریا کو اُسمین کچھ دخل نہین دوسرے یہ کہ ابلیس حق تعالیٰ کا دشمن ہے اور شہوات ابلیس کا لشکر ہے اور روزہ اُسکے لشکر کو شکست دیتا ہے اسواسطے کہ روزہ کی حقیقت ترک شہوات ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے باطن مین اسطرح چلتا ہے جیسے خون اُسکے بدن مین روان ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یعنی روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو لوگون نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے یہ فضیلتین اسی سبب سے ہین کہ خواہشین سب عبادتون سے مانع ہین اور سیری خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشون کو مار دیتی ہے۔ **روزہ کے فرائض کا بیان** روزہ مین دس چیزین فرض ہین پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈھے کہ انتیس کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے

۵ ہرگز نہ حاصل کرو گے تم نیکی جب تک کہ نہ خیرات دو گے تم اُس چیز مین سے جسے تم دوست رکھتے ہو ۱۲ ۵۲ روزہ میرے واسطے ہے اور مین ہی جزا دون گا اُسکی ۱۲

ر عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہین جو شخص کسی ایسے معتمد سے رمضان کا چاند ہونا سنے جسے وہ سچا جانتا ہو اُس پر روزہ فرض ہو جاتا
ہے گو قاضی اُسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر مین چاند دیکھا گیا جو سولہ کوس ایک بستی سے دور ہے تو اُس بستی والون پر روزہ فرض ہوگا
ر اگر سولہ کوس سے مسافت کم ہے تو ہوگا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے
ر فرض اور ادا ہے اور جو مسلمان اسبات کو یاد رکھے گا اُسکا دل نیت سے خود خالی نہ رہیگا اگر شک کی رات کو یون نیت کی کہ اگر کل رمضان
ہے تو مین روزہ دار ہون تو نیت درست نہین اگرچہ رمضان ہے یہانتک کہ ایک معتمد کے قول سے شک دور ہو جائے اور رمضان کی آخیر
ت مین یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہو اسواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہ مین بند ہو
بال اور سوچ کر کے وقت تجویز کرے اور اُسی اعتماد پر نیت کرے تو درست ہے اور اگر رات کو نیت کر چکا ساتھ اُسکے کوئی چیز کھائے تو
ت باطل نہ ہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہو جائیگا اور نیت کرے اور حیض بند ہو گیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے کہ باہر سے کوئی چیز
مدًا اپنے درون مین نہ لیجائے فصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان مین ڈالنا روئی سوراخ ذکر مین رکھنا روزہ مین کچھ نقصان نہین
رتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ مثانہ اور اگر بلا قصد کوئی چیز درون مین چلی جائے
جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق مین پہونچے تو روزہ مین نقصان نہین آتا مگر یہ کہ کلی مین مبالغہ کیا اور پانی حلق تک لے گیا تو روزہ
ٹ جائے گا اور بھولے سے اگر کچھ کھا لیا تو کچھ قباحت نہین لیکن اگر صبح وشام کے گمان سے کوئی چیز کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد
غروب آفتاب سے پہلے کھائی تھی تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہو گیا تو
وزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نہ تھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد نہایا تو روزہ درست ہے پانچوان فرض یہ ہے کہ کسی طور
سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے
ر انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمدًا قے نہ کرے بے اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہ ہوگا اور اگر زکام یا اور
ی وجہ سے بلغم کو کھنکھار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہین ہے اسواسطے کہ اُس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منھ مین آنے کے بعد پھر
ل جائے گا تو روزہ ٹوٹ جائیگا **روزہ کی سنتین** چھ ہین سحر دیر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا
غیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد مین اعتکاف کرنا خصوصًا عشرۂ آخر مین جسمین شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلعم اس عشرہ مین آرام
ر خواب سے دستبردار ہو کر عبادت پر کمر باندھتے تھے آپ اور آپ کے گھر والے عبادت سے ایک دم غافل نہ ہوتے تھے اور شب قدر
یسوین یا تیئیسوین یا پچیسوین یا ستائیسوین رات ہے اور ستائیسوین کو اکثر ہوتی ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس عشرہ مین برابر اعتکاف کرے اگر
ر کیا ہے تو لازم ہوگا اعتکاف مین پائخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو مین صرف ہو اُس سے زیادہ
ھر مین نہ ٹھہرے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کیواسطے نکلے گا تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا مسجد مین ہاتھ دھونا
ھانا کھانا سو جانا درست ہے جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرے **روزہ کی حقیقت کا بیان**
اے عزیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہین ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے

جسکا بیان ہوچکا کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اُسکا غایت مرتبہ ہے اور روزے کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو چیز اللہ کے سوا ہے اُس سے ظاہراً و باطناً روزہ رکھے اور الگ رہے جب کلام الٰہی اور اُسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال کریگا تو وہ روزہ کھلجائیگا اور غرض دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہو لیکن اس روزہ کو باطل کردیتا ہے مگر وہ دنیا جو دین کے باب مین مددگار ہو فی الحقیقت دنیا مین داخل نہین ہے حتی کہ علماء نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اُسکے نام پر گناہ لکھتے ہین اسواسطے کہ یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ مین جو حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اُس شخص کو اُسکا یقین و اثق نہین ہے یہ مرتبہ انبیاء اور صدیقون کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہین پہونچتا ہے خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑ دے بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچائے اور یہ روزہ چھ چیزون سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھ کو ایسی چیزون سے بچائے جو خدا کی طرف سے دل کو پھیرتی ہین خصوصاً ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ نظر ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو خوفِ خدا کرکے اُس سے بچے گا اُسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرماینگے کہ اُسکی حلاوت اپنے دل مین پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزین روزہ کو توڑ ڈالتی ہین جھوٹ[۱] غیبت[۲] سخن چینی[۳] جھوٹی قسم[۴] کھانا شہوت سے کسیکی طرف نظر کرنا[۵] دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الٰہی یا تلاوتِ قرآن مین مشغول ہو یا خاموش رہے بحثنا اور جھگڑنا بیہودہ گوئی مین داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علماء کے مذہب مین عوام کے روزہ کو بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلعم کے عہد مین دو عورتون نے روزہ رکھا اور پیاس کے مارے ہلاکت کے قریب ہوگئین آنحضرت صلعم سے روزہ کھول ڈالنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک کاسہ اُن کے پاس بھیجا کہ اُسمین قے کرین ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلعم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے اُن چیزون سے جو خدا نے حلال کی ہین روزہ رکھا اور جو حق تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُس سے توڑ ڈالا یعنی کسی کی غیبت کی ہے اور یہ خون آدمیونکا گوشت ہے جو اُنھون نے کھایا تیسرے یہ کہ کان کو بُری بات سننے سے بچائے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہیے وہ سننا بھی نہ چاہیے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کو ناشایستہ حرکتون سے بچائے جو روزہ دار ایسے بدکام کرتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے اور زہر کھائے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے کہ اُسکے بہت کھانے مین نقصان ہے مگر اصل غذا مضر نہین اسی واسطے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزہ سے اور کچھ نصیب نہین ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہہ کی چیز نہ کھائے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ بھی جب کھائے گا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دوبارہ کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصاً جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جبتک معدہ خالی نہ رہیگا دل صاف نہ ہوگا بلکہ سنّت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے

جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر اپنے مین پائے جب رات کو تھوڑا کھانا کھا کے جلدی نہ سو رہیگا تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے گا اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کے نزدیک کوئی بھرا ہوا ظرف معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اُس کا دل امید مین رہے کہ نہ معلوم روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک قوم کی طرف گذرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے اُنھون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے کہ تا اُسکے بندے طاعت اور عبادت مین پیشقدمی اور زیادتی ڈھونڈھین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا اُن لوگون سے تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی خدائی کی اگر پردہ اُٹھ جائے اور حال کھلجائے تو جنکی عبادت مقبول ہے وہ خوشی مین اور جنکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین نہ مصروف ہولے عزیز ان سب باتون سے تونے یہ پہچانا کہ جو کوئی روزے مین فقط نہ کھانے پینے پر اقتصار کرے اُسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزے کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بنائے کہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور چارپایون کو خواہش غالب ہے اسیواسطے ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہو وہ بھی چارپایون کے مرتبہ پر ہے جب خواہش اُسکی مغلوب ہوگئی تو اُسنے فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا کی اور اسی سبب سے آدمی صفت مین ملائکہ کے قریب ہے مکان مین نہین اور ملائک حق تعالی کے نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حق تعالی کا مقرب ہو جائے گا جب مغرب کی نماز کے بعد اہتمام کریگا اور جو جی چاہے پیٹ بھر کے کھائے گا تو اُسکی خواہش اور زیادہ قوی ہو جائے گی ضعیف نہ ہوگی اور روزے کی روح حاصل نہ ہوگی **قضا کفارہ امساک فدیہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ رمضان مین روزہ کھول ڈالنے سے قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا محل علیحدہ ہے جو مسلمان مکلّف کسی عذر سے یا بے عذر رمضان مین روزہ نہ رکھے اُسپر قضا واجب ہے اسطرح حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرتد پر بھی قضا واجب ہے لیکن دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ سوا اسکے کہ روزہ دار جماع کرے یا اپنے اختیار سے منی نکالے اور کسی صورت مین واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی غلام آزاد کرے اگر نہ ہوسکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ساٹھ مُد اناج ساٹھ مسکینون کو دے اور مُد ایک تہائی کم ایک من ہوتا ہے امساک یعنی باقی دن بھر کھانے پینے جماع سے باز رہنا اُس شخص پر واجب ہوتا ہے جو بے عذر روزہ کھول ڈالے اور حائض اگرچہ دن کو پاک ہوجائے اور مسافر اگرچہ دن کو مقیم ہوجائے اور بیمار اگرچہ دن کو اچھا ہوجائے توان مین سے کسی پر امساک نہین واجب ہے اگر شک والے دن ایک آدمی نے خبر دی کہ مین نے چاند دیکھا ہے تو جو کوئی کھانا کھا چکا ہو اُس پر واجب ہے کہ روزہ دار کی طرح شام تک کچھ نہ کھائے پیے اور جو روزہ دار دن کو سفر کرے اُسے روزہ کھول ڈالنا نہ چاہیے اگر روزہ نہ کھولا اور دن کو کسی شہر مین جا پہونچا تو بھی روزہ کھولنا نہ چاہیے اور مسافر کو روزہ رکھنا نہ رکھنے سے اولی ہے مگر جب طاقت نہ رکھتا ہو فدیہ یہ ہے کہ ایک مُد اناج مسکین کو دے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت نے لڑکا ہلاک ہوجانے کے خوف سے اگر روزہ کھول ڈالا تو اُسے قضا کے ساتھ فدیہ دینا بھی واجب ہے اُس بیمار پر فدیہ واجب نہوگا جس نے اپنی ہلاکت کے اندیشے سے افطار کیا ہو اور شیخ فانی جو ضعف کے سبب سے روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسپر قضا کے عوض فدیہ واجب ہے اگر کسی نے قضائے رمضان مین یہانتک تاخیر کی کہ دوسرا

رمضان آگیا تو اُسپر ہر روزے کی عوض قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے

فصل سال بھر مین جو دن بزرگ اور متبرک ہین اُن مین روزہ رکھنا سنّت ہے جیسے عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ذوالحج کے پہلے نو دن یعنی پہلی تاریخ سے نوین تاریخ تک اور محرم کی پہلی تاریخ سے دسوین تاریخ تک اور رجب شعبان حدیث شریف مین آیا ہے کہ رمضان کے بعد ماہ محرم کا روزہ سب روزون سے افضل ہے اور محرم بھر روزہ رکھنا سنّت ہے اور پہلے عشرہ مین روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ ماہ محرم کا ایک روزہ اور مہینون کے تیس روزون سے بہتر ہے اور رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے تیس روزون سے افضل ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ماہ حرام مین جمعرات جمعہ ہفتہ کو روزہ رکھتا ہے اُسکے واسطے سات سو برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے چار مہینے ماہ حرام ہین محرم رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور ان مین ذوالحجہ افضل ہے اسواسطے کہ حج کا مہینا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ خدا کے نزدیک کسی وقت کی عبادت ذوالحجہ کے عشرۂ اول کی عبادت سے زیادہ محبوب اور بہت خوب نہین ہے اور اُسمین ایک دن کا روزہ ایک برس کے روزہ کے مثل ہے اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے مانند ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا جہاد مین بھی اتنی فضیلت نہین آپنے فرمایا کہ جہاد مین بھی نہین مگر جس شخص کا گھوڑا مارا جائے اور اُسکا خون بھی جہاد مین گرایا جائے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے اس امر کو مکروہ جانا ہے کہ رجب کا مہینا بھر روزہ رکھین تاکہ وہ رمضان کے ساتھ مشابہ نہو جائے اس سبب سے ایک دن کم یا زیادہ افطار کیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب شعبان نصف کو پہونچ جائے تو رمضان تک روزہ نہین ہے اور آخر شعبان مین افطار کرنا بہتر ہے کہ رمضان اُس سے الگ رہے اور آخر شعبان مین رمضان کے استقبال کے روزے رکھنا مکروہ ہے مگر قصد استقبال کے سوا اور کوئی نیّت ہو اور ہر مہینے مین ایام بیض[1] کے روزے افضل ہین اور ہفتہ مین دوشنبہ جمعرات جمعہ کے تمام سال برابر روزے رکھنا سب روزون کو شامل ہے لیکن سال بھر مین پانچ دن افطار کرنا ضرور ہے عید الفطر اور عید اضحیٰ اور ایام تشریق[2] کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارھوین بارھوین تیرھوین تاریخ اور چاہیے کہ اپنے اوپر افطار کو منع نکرے کہ یہ امر مکروہ ہے اور جو شخص صوم دہر یعنی سال بھر کے روزے نہین رکھتا وہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے یہ صوم داؤد ہے یعنی حضرت داؤد علیہ السلام یونہی روزہ رکھتے تھے اُسکی بڑی بزرگی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن عاص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ سے روزے کا بہتر طریقہ پوچھا آپ نے یہی طریقہ یعنی صوم داؤد ارشاد فرمایا اُنھون نے عرض کی کہ مین اس سے بھی بہتر چاہتا ہون آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہے اور اس سے کمتر یہ ہے کہ جمعرات اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے یہانتک ماہ رمضان کے نزدیک ہو جائے سال کی ایک تہائی سے اور جب کوئی شخص روزہ کی حقیقت پہچانے کہ اس سے خواہشون کا توڑنا اور دل کا صاف کرنا مقصود ہے تو چاہیے کہ اپنے دل کا نگہبان رہے اس صورت مین کبھی تو افطار بہتر ہوگا کبھی روزہ اسی سبب سے جناب رسالتمآب صلعم کبھی یہانتک روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کبھی آپ افطار نہ فرمائین گے اور کبھی یہانتک افطار کرتے کہ لوگ جانتے اب کبھی روزہ نہ رکھین گے آپ کے روزہ رکھنے کی کوئی ترتیب مقرر نہ تھی اور عالمون نے

---

[1] ایام بیض ہر چاند کی تیرھوین ۔ چودھوین ۔ پندرھوین تاریخین ۱۲ [2] ایام تشریق ماہ ذوالحجہ کی ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۳ تاریخین ہین اور حسب تفصیل مصنف ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۳ کو روزہ نہ رکھنا چاہیے ۱۲

چار دن سے زیادہ برابر افطار کرنا مکروہ جانا ہے اور اس کراہت کو بقرعید اور ایّام تشریق سے لیا ہے کہ چار ہی دن ہین اسواسطے کہ ہمیشہ روزہ کھلا رکھنے مین یہ اندیشہ ہے کہ دل سیاہ کردے اور غفلت غالب کردے اور دل کی آگاہی ضعیف ہوجائے

ساتوین اصل حج کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حج ارکان اسلام مین سے ہے اور یہ عبادت عمر بھر مین ایکبار فرض ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حج نکیا اور مرگیا اُس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصرانی اور فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے بے اسکے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشائستہ باتین بکے وہ گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا مان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہین کہ عرفات پر کھڑے ہونے کے سوا اور کوئی چیز اُنکا کفّارہ نہین ہوسکتی اور فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی خوار اور ذلیل اور زرد رو نہین ہوتا اسواسطے کہ اُس دن حق سبحانہٗ تعالیٰ رحمت بے نہایت اپنے بندون پر نازل اور نثار فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ عفو کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کی فکر مین اپنے گھر سے نکلے اور اثنائے راہ مین مرجائے اُسکے واسطے قیامت تک ایک حج اور ایک عمرہ ہر سال لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کعبۂ شریفہ یا مدینۂ منورہ مین پہونچکر مرے وہ قیامت کے دن حساب کتاب سے پاک ہے اور فرمایا ہے کہ ایک حج مبرور دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے بہشت کے سوا اور کوئی چیز اُسکی جزا نہین اور فرمایا ہے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہین کہ آدمی حج مین عرفات پر کھڑا ہو اور گمان کرے کہ مین بخشا نہین گیا علی ابن الموفق نامی ایک بزرگ تھے اُنھون نے کہا ہے کہ ایک سال مین نے حج کیا عرفہ کی شب کو دو فرشتے خواب مین دیکھے کہ سبز لباس پہنے آسمان سے اُترے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے اِمسال کتنے حاجی تھے اُسنے کہا نہین بولا چھ لاکھ تھے پھر کہا کہ یہ جانتا ہے کہ کتنے آدمیون کا حج قبول ہوا اُسنے کہا کہ نہین کہا کل چھ آدمیونکا حج قبول ہوا یہ بزرگ کہتے ہین کہ مین ان فرشتون کی باتون کے ہول سے جاگ پڑا اور نہایت غمگین اور سخت اندوہناک ہوا اور اپنے جی مین کہا کہ مین ان چھ آدمیون مین سے کبھی نہونگا اسی فکر اور رنج مین مشعر الحرام مین پہونچا وہان سوگیا اُن ہی دونون فرشتون کو پھر دیکھا کہ آپس مین وہی باتین کرتے ہین اُسوقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ آج کی رات حق تعالیٰ نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا نہین اُسنے کہا کہ اُن چھ کے طفیل مین چھ لاکھ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اُٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجالایا اور جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج کے ذریعہ سے خانۂ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جائینگے کہ چھ لاکھ پورے ہوجائین اور کعبۂ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اُسکے گرد پھرتے ہونگے اور اُسکے پردون پر ہاتھ مارتے ہونگے یہانتک کہ کعبۂ شریف جنّت مین داخل ہوجائے گا اور حاجی لوگ بھی اُسکے ساتھ بہشت مین چلے جائین گے ؁

حج کی شرطون کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کرے گا اُس کا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہو اُس وقت سے حج کے واسطے احرام باندھنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا احرام باندھا تو وہ عمرہ ہوگا

اور تمیز دار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیر خوار ہو اور اُسکی طرف سے ولی احرام باندھے اور اُسے عرفات پر لیجائے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حجِ اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حجِ اسلام ساقط اور فرض ادا ہونے کی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندھنا اگر نابالغ احرام باندھے اور عرفات پر کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہو جائے یا لونڈی غلام آزاد ہو جائے تو حجِ اسلام ادا ہو جائیگا فرض عُمرہ ساقط ہونے کے واسطے بھی یہی شرطین ہین لیکن عُمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابۃً حج کرنے کی یہ شرط ہے کہ پہلے اپنا فرضِ اسلام ادا کرے اگر اُسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کیطرف سے حج کی نیت کرے گا تو اُسی حج کرنے والے کیطرف سے ادا ہوگا اُس دوسرے کیطرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حجِ نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونے کی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ آدمی توانا ہو کہ اپنے ڈیل سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے یعنی راہ مین دریائے خطرناک ور دشمن جان و مال نہ ہونے سے تیسرے اسقدر مالدار ہونے سے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانیکے مصارف کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چلنا پڑے دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤن سے حج نہ کرسکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحبِ فراش ہے کہ اچھے ہونے کی امید نہین مگر شاذ و نادر ایسے شخص کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دے کر روانہ کرے کہ وہ اُس معذور کیطرف سے حج کرے اور اگر اُسکا بیٹا اُسکی طرف سے مفت حج کرنے کو راضی ہو تو لازم ہے کہ اُسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اُجرت پر مقرر کر تو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اُسکی طرف سے مفت حج کرے تو اُسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر اور سال حج کرنے کی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنیسے پہلے مرگیا تو گنہگار مرا اُسکے ترکے سے نیابۃً حج کرانا چاہیے گو اُسنے وصیت بھی نہ کی ہو اسواسطے کہ یہ اُسپر قرض اور دام ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ لکھ بھیجون کہ جو کوئی اور شہرون مین استطاعت رکھتا ہوا ور حج نہ کرے اُس سے جزیہ لیا جائے **حج کے ارکان کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حج کے ارکان جنکے بغیر حج درست نہین ہوتا پانچ ہین احرام طواف اُسکے بعد سعی اور عرفات مین کھڑا ہونا اور ایک قول پر بال منڈوانا اور حج کے واجبات جن کے ترک کرنے سے حج باطل نہین ہوتا لیکن ایک بکرا ذبح کرنا لازم آتا ہے چھ ہین میقات مین احرام باندھنا اگر وہان سے بے احرام باندھے گذریگا تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا سنگریزے مارنا غروبِ آفتاب تک عرفات پر ٹھہرنا اور مزدلفہ مین شب کو مقام کرنا اسی طرح منا مین اور وداع کا طواف ایک قول یہ ہے کہ پچھلے چار واجبات اگر ترک کریگا تو بکرا واجب نہین سنت ہے اور حج ادا کرنے مین تین صورتین ہین افراد قِران تمتع افراد سب سے بہتر ہے جیسے پہلے اکیلا حج کرے جب حج تمام ہو جائے تو حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ بجالائے اور عمرہ کا احرام جعرانہ مین باندھنا تنعیم مین باندھنے سے بہتر ہے اور تنعیم مین باندھنا حدیبیہ مین باندھنے سے افضل ہے اور تینون

1 ایک میدان وسیع ہے مکہ معظمہ سے نو کوس کے فاصلہ پر ۱۲ 2 مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک موضع ہے ۱۲ 3 مکہ معظمہ سے تین کوس اُتر طرف ایک موضع ہے ۱۲ 4 مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام ہے ۱۲

مقام سے باندھنا سنّت ہے قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت ملاکر کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَّ عُمْرَۃٍ[۱] تاکہ دونون کا احرام دفعۃً
ہو جائے حج کے اعمال بجا لائیگا تو عمرہ بھی اُس مین داخل ہوگا جیسے غسل مین وضو داخل ہوتا ہے جو شخص ایسا کرے گا ایک بکرا اُسپر
واجب ہوگا لیکن مکہ معظمہ کے رہنے والے پر واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ اُسے میقات سے احرام باندھنا واجب نہین اُسکے احرام کی جگہ
مکہ معظمہ ہے جو شخص قران کرے وہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کے پہلے طواف اور سعی کریگا تو سعی حج اور عمرہ مین محسوب ہوگی لیکن عرفات پر ٹھہرنے
کے بعد طواف کا اعادہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ طوافِ رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر ٹھہرنے کے بعد ہو تمتّع سے یہ مراد ہے کہ جب میقات
کو پہونچے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ مین تحلّل[۲] کرے تاکہ قید احرام مین نہ ہو تب حج کے وقت بھی مکّے مین حج کا احرام باندھے اور
اُسپر ایک بکرا واجب ہوگا اگر نہ ہوسکے تو عید الاضحٰی کے پہلے تین روزے متواتر خواہ متفرق رکھے اور وطن پہونچکر سات روزے اور
رکھے اور قران مین اگر بکرا نہ ہوسکے تو بھی اسیطرح دس روزے رکھے تمتّع کی قربانی اُس شخص پر لازم آتی ہے جسنے عمرہ کا احرام شوال
یا ذیقعدہ ذی الحجہ کے عشرہ مین کیا ہو یا حج کو زحمت کیا ہو اور حج کا احرام اپنے میقات سے نہ باندھا ہو تو اگر وہ مکہ معظمہ کا رہنے والا ہے یا مسافر
ہے اور حج کے وقت میقات کو گیا یا اُتنی مسافت پر گیا تو اُسپر بکرا نہ واجب ہوگا حج مین چھ چیزین منع ہین ایک لباس پہننا کہ احرام مین
پیراہن اور ازار اور پگڑی نہ چاہیے بلکہ تہبند اور چادر اور نعلین چاہیے اگر نعلین نہ ہو تو کفش درست ہے اگر تہبند نہو تو ازار درست ہے
ہفت اندام کو تہبند سے ڈھانپنا چاہیے مگر سر کھلا رہے اور عورت کو عادت کے موافق لباس پہننا درست ہے لیکن منھ نہ بند کرنا چاہیے اگر
محمل یا سایبان مین ہو تو درست ہے دوسرے خوشبو لگانا اگر خوشبو استعمال کی یا لباس پہنا تو ایک بکرا واجب ہوگا تیسرے بال منڈوانا
ناخن کٹوانا اگر ایسا کیا تو ایک بکرا واجب ہوگا حمام جانا فصد کھلوانا پچھنے لگوانا اس طرح بال کھولنا کہ اُکھڑ نہ آئے درست ہے چوتھے
جماع کرنا اگر جماع کریگا تو ایک اُونٹ یا ایک گائے یا سات بکرے واجب ہونگے اور حج فاسد ہوجائیگا قضا واجب آئیگی لیکن اگر
پہلے تحلّل کے بعد جماع کیا تو ایک اُونٹ واجب ہوگا اور حج فاسد نہ ہوگا پانچوین مجامعت کے مقدمات مثلاً مساس کرنا بوسہ لینا نہ
چاہیے اور جو چیز عورت و مرد کے باہم مس کرنے مین ناقض طہارت ہو اُسمین اور عورت سے حظ اُٹھانے مین ایک بکرا واجب
ہوتا ہے احرام مین نکاح کرنا نہ چاہیے اگر کریگا تو درست نہوگا اسی وجہ سے نکاح کر نہین بکرا وغیرہ کچھ لازم نہین آتا چھٹے شکار کرنا نہ
چاہیے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر خشکی مین شکار کیا تو اُسکے مثل بکرا گائے اُونٹ جس بہتر جانور سے وہ شکار مشابہ ہو واجب آئیگا

حج کی کیفیت کا بیان اے عزیز جان تو کہ اوّل سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقۂ مسنون کے موافق
فرائض سنّتین آداب ملے جلے پہچاننا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اُسکے نزدیک برابر ہون گے کیونکہ آدمی
مقام محبّت مین نوافل و سنّت سے پہونچتا ہے جیسا کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے
سے بندون کو میرے ساتھ بڑا تقرّب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعۂ نوافل و سنن میرا تقرب حاصل کرنیسے کبھی نہ آسودہ
ہوگا یہانتک کہ اس مرتبے کو پہونچ جائے کہ اُسکے کان آنکھ ہاتھ پاؤن مین ہوجاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھ ہی سے لے

۱؎ اے اللہ مین حاضر ہون حج اور عمرہ کو ۱۲ ۲؎ احرام سے باہر آنا ۱۲

مجھی سے کہے تو عبادت کے سُنن و آداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہ آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے **اول سامان سفر اور راہ کے آداب**
مین چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن و فرزند اور جس جس کا نفقہ اُسکے ذمہ ہے اُن سب کا نفقہ ادا کرے وصیت
نامہ لکھے اور حلال کی کمائی سے زاد راہ لے جسمین شبہہ ہو اُس مال سے پرہیز کرے اسواسطے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کر کے حج کریگا تو خوف ہے
کہ حج قبول نہ ہو اور اتنا مال اپنے ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کیواسطے کچھ صدقہ دے قوی
اور تیز جانور کرایہ کو لے اور جو کچھ اسباب لیجانا چاہتا ہے کرایہ لینے والیکو دکھا دے تاکہ اُسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کے امور
مین ہوشیار پیدا کرے کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اُسکا مددگار ہو دوستون کو وداع کرے اور اُنسے دعائے خیر کا خواستگار ہو
اور ہر ایک سے کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِمَ عَمَلِكَ[1] اور یہ لوگ اُسے یون جواب دین فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ[2] وَ
زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ اور جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھے
پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ سورہ فاتحہ کے بعد پڑھے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ[3]
وَاَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ اِحْفَظْنَا وَاِيَّاهُمْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ مَسِيْرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ
الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اور جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ[4] تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بِكَ
اِنْتَشَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اِعْتَصَمْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا
تَوَجَّهْتُ اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ[5] وَبِاللّٰهِ اَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا
اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ط اور راہ بھر قرآن پڑھے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰهُمَّ[6] لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى
كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ط اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب
الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھے **احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونیکے آداب** جب میقات مین پہونچے
اور قافلہ وہان احرام باندھے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخن کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیے ہوے کپڑے اُتار ڈالے سفید چادر
اور تہبند باندھے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اُٹھائے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے
اور زبان و دل سے یہ کہے لَبَّيْكَ[7] اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور جہان کہین چڑہائی

---

[1] سپرد کرتا ہون مین خدا کو تیرا دین اور تیری امانت اور تیرا انجام کار ۱۲ [2] بیچ نگہبانی اللہ کے اور یاری مین اُس کی توشہ دے تجھے خدا پرہیزگاری اور بچالے تجھے ہلاکی سے اور بخشے گناہ تیرا اور متوجہ کرے تجھکو واسطے نیکی کے جدھر توجہ کرے تو ۱۲ [3] اے اللہ تو یار ہے سفر مین اور تو قائم مقام ہے گھر والون اور اولاد اور مال مین بچا ہمین اور اُنھین ہر بلا سے اے اللہ مانگتا ہون مین تجھ سے اپنے اس سفر مین فرمانبرداری اور پرہیزگاری اور وہ کام جس سے تو راضی ہو ۱۲ [4] جاتا ہون ساتھ نام اللہ کے بھروسا کیا مین نے اوپر خدا کے اور نہین ہے پھرنا گناہ سے اور طاقت عبادت کی مگر اللہ کی مدد سے اے اللہ تیرے ہی نام کے ساتھ پراگندہ ہوا مین اور تجھی پر بھروسہ کیا مین نے اور تیرے ہی ساتھ چنگل مارا مین نے اے اللہ توشہ دے مجھے پرہیزگاری اور بخشدے تو میرے واسطے میرا گناہ اور متوجہ کر تو مجھکو نیکی کیطرف جدھر مین متوجہ ہون ۱۲ [5] سوار ہوتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے اور ساتھ اللہ کے اللہ بہت بڑا ہے پاک ہے وہ جسنے مسخر کر دیا واسطے ہمارے اُسے اور نہین ہین ہم اُسپر قدرت رکھنے والے بیشک ہم طرف پروردگار اپنے کے پھرنے والے ہین ۱۲ [6] اے اللہ واسطے تیرے بزرگی ہے سب بزرگیون پر اور واسطے تیرے شکر ہے ہر وقت ۱۲ [7] حاضر ہون مین اے اللہ حاضر ہون مین نہین ہے کوئی شریک تیرا حاضر ہون مین بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے واسطے ہے نہین کوئی شریک ہے واسطے تیرے ۱۲

یا اُتارہو یا قافلے کثرت سے اکٹھا ہون اور اُن ہی کلمات کو باآواز کہتا رہے جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے تو غسل کرے آور حج مین نو سبب سے غسل کرنا سنّت ہے احرام دخولِ مکہ طوافِ زیارت وقوفِ عرفہ مقامِ مزدلفہ اور تین غسل پتھر پھینکنے کے واسطے تین جمرون مین اور طوافِ وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کیواسطے غسل نہین ہے جب غسل کر کے مکہ معظمہ مین جائے اور بیت اللہ پر نگاہ پڑے تو گو ابھی شہر مین ہو مگر فوراً یہ کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَدَارُکَ دَارُ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُکَ عَظَّمْتَہٗ وَشَرَّفْتَہٗ وَکَرَّمْتَہٗ اَللّٰھُمَّ فَزِدْہُ تَعْظِیْمًا وَزِدْہُ تَشْرِیْفًا وَتَکْرِیْمًا وَزِدْہُ مَھَابَۃً وَزِدْ مَنْ حَجَّہٗ بِرًّا وَّکَرَامَۃً اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ جَنَّتَکَ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر ازدحام کے سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اُسکی طرف ہاتھ بڑھا کر یون کہے اَللّٰھُمَّ اَمَانَتِیْ اَدَّیْتُھَا وَمِیْثَاقِیْ تَعَاھَدْتُہٗ اِشْھَدْ لِیْ بِالْمُوَافَاتِ پھر طواف مین مشغول ہو **طواف کے آداب** اے عزیزجان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور ستر عورت اسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنّت اضطباع ادا کرے اضطباع اُسے کہتے ہین کہ تہبند کا بیچ داہنے ہاتھ کے نیچے کر کے اُسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو بیان کیجانب کر کے اسطرح حجر اسود سے طواف شروع کرے کہ اُسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نہ رہے تاکہ پاؤن فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانۂ کعبہ کی حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جب خانۂ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَھٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُکَ وَھٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ اور جب رکنِ عراقی پر پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالْکُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اَللّٰھُمَّ اسْقِنِیْ بِکَاسِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً لَا اَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا اور جب رکنِ شامی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اور جب رکنِ یمانی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَاءِ وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

۱؎ کوئی معبود نہین ہی مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے اے اللہ تو سلام ہو اور تجھی سے سلامتی اور گھر تیرا گھر ہے سلامتی کا برکت والا ہے تو اے صاحب بزرگی اور بزرگی کے اے اللہ یہ گھر تیرا ہے عظمت دی تو نے اُسے اور شرافت دی تو نے اُسکو اور کرامت دی تو نے اُسکے تئین اے اللہ پھر زیادہ کر تو اُسکی تعظیم اور زیادہ کر تو اُسکی بندگی اور تکریم اور زیادہ کر تو اُسکی عظمت اور زیادہ کر تو نیکی اور بزرگی اُس شخص کی جس نے اُسکا حج کیا اے اللہ کھول واسطے میرے دروازے اپنی رحمت کے اور داخل کر تو مجھکو اپنی جنت مین اور پناہ دے تو مجھے شیطان مردود سے ۱۲ ۲؎ اے اللہ اپنی امانت مین نے ادا کی اور اپنا عہد وفا کیا تو میری حق گزاری کا گواہ رہ ۱۲ ۳؎ اے اللہ یہ طواف تیرے ایمان کے واسطے اور تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کی وفا اور تیرے نبی محمد صلعم کی سنّت کی اتباع کیلیے ہے ۱۲ ۴؎ اے اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور یہ امن تیرا امن ہے اور یہ جگہ ہے اُسکی جو پناہ لینے والا ہے ساتھ تیرے آگ سے ۱۲ ۵؎ اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے شک اور شرک اور نفاق اور دشمنی اور بُرے خلقون سے اور بُری نگاہ سے بیچ گھر والون اور مال اور اولاد کے ۱۲ ۶؎ اے اللہ سایہ دے تو مجھے اپنے عرش کے نیچے جسدن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر سایہ تیرے عرش کا اے اللہ پلا تو مجھے کاسہ محمد صلعم سے ایسا شربت کہ پیاسا نہ ہون مین پھر کبھی ۱۲ ۷؎ اے اللہ کر تو اُس حج کو حج مقبول اور دوڑ دھوپ پسندیدہ اور گناہ بخشا ہوا اور سوداگری جو ہرگز نہ بگڑے اے عزّت والے اے بڑے بخشنے والے بخشدے تو اور رحم کر تو اور درگذر کر تو اُس سے جو کچھ تو جانتا ہے بیشک تو بڑا عزّت والا اور بڑا کریم ہے ۱۲ ۸؎ اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے کفر سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجھ سے محتاجی اور عذاب قبر سے اور فساد زندگی اور موت سے اور پناہ مانگتا ہون مین رسوائی سے دنیا اور آخرت مین ۱۲

اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے[1] اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ اسیطرح سات بار طواف کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑھے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور نشاط کے ساتھ چلے اگر خانہ کعبہ کے پاس ازدحام ہو تو دور سے طواف کرے تاکہ جلد جلد چل سکے اور اخیر کے چار شوط مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتون شوط تمام ہو جائین تو بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دے اور دونون ہتھیلیان دیوار پر رکھکر اوسپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اوسجگہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے[2] اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اٰتَيْتَنِيْ اوسوقت درود پڑھے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہین اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل یا دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑھے نماز کے بعد دعا مانگے اور جبتک ساتون شوط نپھیریگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑھے اسکے بعد حجر اسود کے پاس جاکر بوسہ دیکر ختم کرے اور سعی مین مشغول ہو

سعی کے آداب کا بیان چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اسکی طرف جائے اور اتنی سیڑھیون پر چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کعبہ شریف کیطرف متوجہ ہو کر کہے[3] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ اور دعا کرے اور جو مراد رکھتا ہو مانگے پھر وہان سے اوترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے[4] رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اوسکے آگے چھ گز کے قدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جائے اوسپر چڑھکر کوہ صفا کیطرف منھ کرے اور وہی دعائین جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑھے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جائیگا تو دو بار ہوگا سات بار یون ہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنے کیوقت طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب ہے اور سعی اوسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد

---

[1] اے اللہ اے پروردگار ہمارے دے تو ہم کو دنیا مین نیکی اور آخرت مین نیکی اور بچا تو ہم کو بطفیل اپنی رحمت کے عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے ۱۲

[2] اے اللہ اے پروردگار گھر بزرگ کے آزاد کر تو میری گردن نار دوزخ سے اور پناہ دے تو مجھے ہر برائی سے اور قناعت دے مجھ کو اوس چیز پر جو روزی دی تو نے مجھ کو اور برکت دے تو اوس چیز مین جو دی تو نے مجھے ۱۲

[3] نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا کہ نہین ہے شریک کوئی واسطے اوسکے اوسی کے لیے ملک ہے اور اوسی کے واسطے تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے نہ مرے گا اوسی کے ہاتھ نیکی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی معبود نہین مگر اللہ اکیلا ہے اور سچا ہے وعدہ اوس کا یاری کی اوس نے اپنے بندہ کی اور عزت دی اپنے لشکر کو اور شکست دی بہت لشکرون کو اکیلے اپنے نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ خالص کرنے والے ہین واسطے اوسکے دین کو اگرچہ مکروہ جانین کافر ۱۲

[4] اے پروردگار بخش تو اور رحم کر تو اور درگذر کر تو اوس چیز سے جو تو جانتا ہے بیشک تو بڑا عزت والا بڑا اکریم ہے اے اللہ اے پروردگار ہمارے دے تو ہم دنیا مین نیکی اور آخرت مین نیکی اور بچا تو ہم کو عذاب آتش سے ۱۲

سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنّت ہو **وقوفِ عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے دن اہل قافلہ عرفات کو پہونچین تو طوافِ قدوم مین نہ مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طوافِ قدوم کرین تَرویہ کے دن یعنی ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ مکہ معظمہ سے نکل کر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اُسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ پڑھے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ قوّت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج سے اصل غرض یہی ہے کہ اس سعید و شریف وقت مین عزیزونکے دل اور ہمّتین جمع ہوتی ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الٰہ الا اللہ سب ذکرون سے بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرّع اور زاری اور استغفار اور توبہ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت کے پڑھنے کی دعائین بہت ہین اُنکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اُسمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو اُسے پڑھے کہ سب ادعیۂ ماثورہ اُسوقت پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہین کر سکتا تو دیکھکر پڑھے یا اور کوئی پڑھے اور وہ آمین کہے اور غروب آفتاب کے پہلے حدودِ عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب** عرفات کے بعد مزدلفہ مین جائے اور غسل کرے اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نمازِ عشا کے ساتھ ملاکر ایک اذان اور اقامت سے پڑھے اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملہ عبادات ہے اور جو کوئی یہان مقام نہ کریگا اُسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا اور منا مین پھینکنے کیواسطے وہان سے ستّر پتھر اُٹھالے کہ ایسے پتھر وہان بہت ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت پڑھے اور جب مزدلفہ کے اخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے تو اُجالا ہونے تک ٹھہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اُس مقام پر پہونچیگا جسکو وادیِ محسر کہتے ہین جانور کو تیز ہانکے اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہوجائے یہی سنّت ہے پھر صبح عید کو کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبّیک جبتک کہ اُس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اُس سے گذر کر اُس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے سے راستے کے داہنے پر واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اُس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کی طرف منھ رکھنا اولی ہے یہان لبّیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ[1] تَصْدِیْقًا بِکِتَابِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ جب فراغت حاصل ہو تو لبّیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور وہ دن عید کے روز سے چوتھا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر کرنا ہے تو قربانی کرے اور اُسکی شرطین لحاظ رکھے اسوقت بال منڈوائے جب سنگ اندازی اور موتراشی اُس دن کرچکا تو ایک تحلّل اُسے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہوگئے مگر جماع اور شکار پھر مکہ معظمہ کو جاکر طوافِ رکن کرے عید کی آدھی رات گئے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا اولی ہے اور اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جتنی تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلّل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام ہوگا جب یہ طواف بھی اُسطرح جس طرح ہم نے طوافِ قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج کا اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہوجائیگا

[1] اے اللہ یہ پتھر پھینکنا تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنّت کے اتباع کے واسطے ہے ۱۲

اگر سعی پہلے ہی کر چکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ سعی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مار چکا بال منڈا چکا طواف کر چکا تو حج تمام ہوگیا اور احرام سے باہر ہوگیا لیکن ایام تشریق مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب طواف اور سعی سے فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آئے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈھلنے سے پہلے پتھر پھینکنے کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کیطرف ہے سات پتھر پھینکے اور اُسوقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورۂ بقر کے قدر دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر ان تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کر کے مکہ معظمہ کو جائے اگر غروب آفتاب تک ٹھہریگا تو اُس رات کو مقام بھی واجب ہو جائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج کا تمام بیان یہی ہے جو مذکور ہوا **عمرہ کا بیان** جب عمرہ لانا چاہے تو غسل کر کے احرام کے کپڑے جیسے حج مین پہنتے ہین پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے لیے میقات تک جائے اور وہ جعرانہ اور تنعیم[5] اور حدیبیہ[6] ہے اور نیت کرے عمرہ کی اور کہے لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ[1] اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مین جا کر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ معظمہ کو آئے اور راہ مین لبیک کہے مسجد مین جب داخل ہو تو لبیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جس طرح حج مین مذکور ہوا پھر بال منڈائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بھر کر سکتے ہین جو کوئی مکہ معظمہ مین رہے اُسے چاہیے کہ جسقدر ہو سکین عمرے لائے ورنہ طواف کرے یہ بھی نہو سکے تو بیت اللہ کو دیکھا کرے جب خانہ کعبہ کے دروازے کے اندر جائے تو چاہیے کہ دو ستونون کے درمیان مین نماز پڑھے اور ننگے پاؤن بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جائے اور آبِ زمزم پیٹ بھر کر پیے جس نیت سے پیئیگا شفا حاصل ہوگی اور کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ سُقْمٍ وَّارْزُقْنِي الْاِخْلَاصَ وَالْيَقِيْنَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ[2]

طوافِ وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندھے اور سب کامون کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات بار طوافِ وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جیسا طواف کے حال مین اول ذکر ہوا اس طواف مین اضطباع اور جلدی چلنا کچھ ضرور نہین پھر ملتزم مین جا کر دعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکھتا ہوا اُلٹے پاؤن پھرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جائے **مدینہ منورہ کی زیارت کا بیان** تب مدینہ منورہ کو جائے اسواسطے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اُسنے گویا میری حیات مین میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ مین آئے اور زیارت کے سوا اور کوئی اس کی غرض نہ ہو تو حق تعالیٰ کے نزدیک اُسکا حق ثابت ہو جاتا ہے مجھے اُسکا شفیع کریگا مدینہ منورہ کے راستے مین درود شریف بہت کثرت سے پڑھے اور جب مدینہ منورہ کی دیوار سراپا انوار پر نظر پڑے تو کہے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ[3] پہلے غسل کرے بعدہ مدینہ منورہ مین داخل ہو خوشبو اور سپید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور توقیر کے ساتھ رہے اور یون کہے اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ

[1] حاضر ہون مین ساتھ عمرہ کے ۱۲ [2] اے اللہ کر تو اُس پانی کو شفا ہر بیماری سے اور روزی دے تو مجھکو اخلاص و یقین اور خیر و عافیت دینا اور آخرت مین ۱۲ [3] اے اللہ یہ حرم ہے تیرے رسول کا پس کر تو اُسے میرے واسطے حفاظت دوزخ سے اور امان عذاب سے اور حساب کی بُرائی سے ۱۲ [4] اے اللہ داخل کر تو مجھے اچھے داخل ہونے کو اور نکال تو مجھکو اچھے نکلنے کو اور کر تو میرے واسطے اپنے پاس سے غلبہ مدد دینے والا ۱۲ [5] تنعیم مکہ سے تین چار کوس فاصلے پر ایک موضع کا نام ہے ۱۲ [6] حدیبیہ ایک موضع کا نام جو مکہ سے قریب دو کوس کے ہے ۱۲

مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطَانًا نَّصِيۡرًا ؁ پھر مسجد نبوی مین جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس انداز سے پڑھے کہ منبر کا عمود اُس کے داہنے کاندھے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تھا پھر زیارت کا قصد کرے اور مشہد اقدس کیطرف متوجہ ہو اور منھ پھیرے اور پشت بقبلہ ہو جائے دیوار سراپا انوار پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دینا سنّت نہین ہے بلکہ دور رہنے مین بڑی تعظیم ہے پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدَ وُلۡدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيۡنَ وَرَسُوۡلَ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ الطَّاهِرِيۡنَ وَاَزۡوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفۡضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنۡ اُمَّتِهٖ وَصَلّٰى عَلَيۡكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوۡنَ وَغَفَلَ عَنۡكَ الۡغَافِلُوۡنَ ؁ اگر کسی نے حضرت صلعم کو سلام پہونچانے کی وصیت کی ہو تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ مِنۡ فُلَانٍ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ مِنۡ فُلَانٍ ؁ پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما پر سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمَا يَا وَزِيۡرَيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ وَالۡمُعَاوِنَيۡنَ لَهٗ عَلَى الۡقِيَامِ بِالدِّيۡنِ مَادَامَ حَيًّا وَالۡقَائِمَيۡنِ بَعۡدَهٗ فِيۡ اُمَّتِهٖ بِاُمُوۡرِ الدِّيۡنِ تَتَّبِعَانِ فِيۡ ذٰلِكَ اٰثَارَهٗ تَعۡمَلَانِ بِسُنَّتِهٖ فَجَزَاكُمَا اللّٰهُ خَيۡرَ مَا جَزٰى وَزِيۡرَيۡ نَبِيٍّ عَلٰى دِيۡنِهٖ پھر وہان کھڑے کھڑے جتنی دعا مانگی جائے مانگے پھر وہان سے نکلکر بقیع کے قبرستان کو جائے بزرگوارون اور حضرت صلعم کے یارون کی زیارت کرے جب مدینۂ منوّرہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت سراپا بشارت سے سعادت کونین حاصل کرکے رخصت اور وداع کرے

حج کے اسرار کا بیان

اے عزیز جان تو کہ یہ جو کچھ بیان ہوا حج کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے ان مین سے ہر ایک رکن مین سِرّ ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یاد آوری اُمورِ آخرت اس سے اصل مقصود ہے حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اسطرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال سعادت کو پہونچنا محال و مفقود ہے جیسا عنوان مسلمانی مین مذکور ہو چکا آغاز کتاب مین مذکور ہو چکا خواہش کی اطاعت اُسکے واسطے موجب ہلاکت ہے جبتک اپنے اختیار مین ہے اُسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہین بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اُسکا کوئی کام بندہ وار نہین اور بندگی کے سوا اور کسی امر مین اُسکے لیے سعادت و وقار نہین اسیواسطے تھا کہ حق تعالے نے سابق کی ملّتون مین ہر اُمّت کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا یہانتک کہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکلجاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑون پر جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب

۱؎ سلام آپ پر اے رسول اللہ کے سلام آپ پر اے نبی اللہ کے سلام آپ پر اے دوست اللہ کے سلام آپ پر اے برگزیدہ اللہ کے سلام آپ پر اے سردار اولاد آدمؑ کے سلام آپ پر اے سردار رسولون کے اور ختم کرنے والے نبیون کے اور رسول پروردگار تمام عالمون کے سلام آپ پر اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے یارون پر ایسے یار کہ پاک ہین اور آپ کی ازواج طاہرات پر کہ مان ہین مسلمانون کی جزا دے آپ کو اللہ ہماری طرف سے وہ جزا کہ جزا دی کسی نبی کو اُسکی امت سے اور رحمت نازل کرے آپ پر اتنی جتنا یاد کرتے ہین آپکو یاد کرنیوالے اور غافل ہین آپکی یاد سے غافل لوگ ۱۲ ۲؎ سلام آپ پر اے رسول اللہ کے فلانے آدمی کیطرف سے سلام آپ پر اے رسول اللہ کے فلانے آدمی کیطرف سے ۱۲ ۳؎ سلام تم پر اے دونون وزیر رسول خدا کے اور انکی یاری کرنیوالے اور پر کھڑے ہونیکے دین پر جبتک وہ زندہ تھے اور قائم ہونے والے بعد اُنکے اُنکی اُمت مین دین کے کامون کے ساتھ فرمانبرداری کی تم دونون نے اس امر مین اُنکے کامونکی عمل کیا تم دونون نے اُنکی سنت پر پس جزا دے تم دونون کو اللہ نیک اُس جزا کی جو جزا دی ہو کسی نبی کے وزیرون کو جو اُسکے دین پر تھے ۱۲۔

رسالت مآب صلعم سے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے دین مین سیاحت اور رہبانیت نہین ہے آپنے فرمایا اُسکے عوض ہم کو جہاد اور حج کرنیکا حکم ہے تو حق تعالیٰ نے رہبانیت کے بدلے اُس امت کو حج کا حکم فرمایا کہ اسمین مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عبرتین بھی موجود ہین کہ حق تعالےٰ نے کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف منسوب کیا اور اسکو پادشاہون کے در دولت کے مثل بنایا اطراف وجوانب کو اُسکا حرم ٹھہرایا اُسکی تعظیم اور عزت کیواسطے وہان کے شکار اور اشجار کو حرام کردیا اور عرفات کو در دولت سلطانی کے جلو خانے کے مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ سب طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ مکان اور خانۂ کعبہ مین رہنے سے منزّہ اور پاک ہے لیکن آدمی کو جب شوق بیغایت اور آرزوے نہایت ہو تو جو چیز دوست کیطرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان ودل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانون نے اس اشتیاق مین اپنے اپنے اہل وعیال وطن ومال چھوڑدیا اور جنگلون کے خوف وخطر گوارا کیے غلامون اور بندون کیطرح دوست برحق اور مالک مطلق کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت مین اُن کو ایسے کامون کا حکم ہوا جو عقل مین نہین آسکتے جیسے پتھر پھینکنا اور صفا مروہ مین دوڑنا یہ اسواسطے ہوا کہ جو کچھ عقل مین آسکتا ہے نفس کو بھی اس کے ساتھ کچھ اُنس ہوتا ہے اسواسطے کہ اُس کام کو اور اُسکی وجہ کو جانتا ہے مثلاً جانتا ہے کہ زکوٰۃ دینے مین محتاجون کی مددگاری ومدارات ہے اور نماز مین معبود حقیقی کے سامنے فروتنی اور روزہ مین لشکر شیطان کی شکست ہے ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اُسکے باطن مین اُس کام کا خواستگار کوئی نہو پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کسی وجہ سے آدمی نہین کرسکتا اور اسی واسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے بالتخصیص حج کی شان مین زبانِ فیض ترجمان پر آیا ہے لبیک بحجۃ حقًا تعبدًا ورقًا عبودیت اور بندگی آپنے اسیکا نام رکھا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اُنکی غفلت کے باعث سے ہے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ بےمطلبی اُسکا مطلب ہے اور بیغرضی اس سے غرض ہے تاکہ بندگی اس سے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہو اس مین کسی طرح طبیعت اور عقل کا دخل نہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کردے کہ نیستی اور بےنصیبی ہی آدمی کی سعادت ہے تاکہ اُس سے حق اور فرمان حق کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے **حج کی عبرتین** یہ ہین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اُس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اُس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے جب اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کو آدمی وداع کرے تو سمجھے کہ یہ رخصت اُس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہوکر آدمی نکلتا ہے اسیطرح آخر عمر مین بھی چاہیے کہ تمام دنیا سے دل کو خالی کرے ورنہ سفر آخرت اُسے دوبھر ہوجائیگا اور جب سب طرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زادراہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے کہ جنگل بیابان مین کہین بےسامان نہوجائے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدانِ حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زادِ آخرت کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہوجانے والی چیز ساتھ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتھ نہ دیگی اور توشہ اور زادِ راہ کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زادِ آخرت کے لائق نہین

ہ یعنی سواری پر بیٹھے تو چاہیے کہ جنازہ کو یاد کرے اسواسطے کہ یقیناً جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بھی سواری ہوگی اور ممکن
سے اُترنے نہ پائے اور وقتِ جنازہ آجائے اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زادِ سفر آخرت ہو سکے اور جب احرام کے
ے کہ نزدیک پہونچتے ہی روزمرّہ کے کپڑے اُتار کر اُنھین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ
باس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی گھاٹیان اور جنگل کے خطرے دیکھے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچھو کو یاد کرے کہ قبر سے
لے بہت بڑا جنگل ہے اور اس مین بہت سی گھاٹیان ہین اور جسطرح بے رہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اسی طرح
نجیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین اہل وعیال دوست آشنا سے چھوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بھی اسیطرح
جب لبّیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدای تعالیٰ کی ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اُسے اسیطرح ندا پہونچیگی
یال کرے اور اس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہو جاتا تھا اور
ہ پڑ جاتا تھا اور لبّیک نہ کہہ سکتے تھے لوگون نے کہا آپ لبّیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبّیک کہون اور
سعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اُونٹ پر سے بیہوش ہو کر گر پڑے اور ابن الحواری جو حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید
ہ کرتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان نے اُسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر آپ کو غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالےٰ
نا علیہ السلام پر وحی کی تھی کہ اپنی اُمت کے ظالمون سے کہدے کہ مجھے نہ یاد کرین اور میرا نام نہ لین کہ جو مجھے یاد
سے یاد کرتا ہون اگر یاد کرینگے ظالم ہین تو مین اُنھین لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہون اور کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ جو کوئی حج
پیسے لیتا ہے اور لبّیک کہتا ہے اُسکو جواب دیتے ہین لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ حَتّٰی تَرُدَّ مَا فِیْ یَدَیْكَ ٭ اور طواف
یہ ہین جیسے غریب محتاج ناچار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عرضِ حاجت کا موقع ڈھونڈتے
جلو خانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈھونڈتے ہین اور اُنھین امید ہوتی ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ
ورہین ایک نظر دیکھ لے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلو خانۂ سلطانی کے مانند ہے عرفات پر لوگون کا کھڑا رہنا اور
سے لوگون کا مجتمع ہو کر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصاتِ قیامت کے مانند ہے وہان بھی تمام عالم
ایک کو اپنی اپنی فکر ہو گی اور ہر شخص امید و بیم مین ہو گا کہ دیکھا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتھر مارنے سے
مارِ بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشابہت ہو کہ وہان پر ابلیس آپ کے
وسوسہ مین ڈالے آپ نے اُسپر پتھر پھینکے تھے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی
نہ دکھائی دیتا ہم بیفائدہ پتھر کیون مارین تو اس خطرہ کو وسوسۂ شیطانی جان اور بے تامّل پتھر مار کر شیطان کی پیٹھ توڑ کہ پتھر
ن کی پیٹھ ٹوٹتی ہے اور تو بندہ فرمانبردار ہو جا جو حکم تجھے ہو بجا لا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کے تصرّف مین چھوڑ دے
لہ پتھر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کر لیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان اسواسطے ہوا کہ اگر

اور سعدیک کہنا ناپسند ہے یہان تک کہ رد کرے تو اس کو جو تیرے قبضہ مین ہے ۱۲ ۔

کوئی شخص اس راہ کو پہچانیگا تو جسقدر اُسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی و کوشش بلیغ ہوگی اُسیقدر یہ معنی اُسے دکھائی دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پائیگا کہ روح عبادت یہی ہے اور یہ باتین معلوم ہونے سے کامونکی ظاہری صورت سے معنون کی طرف بہت بڑھ جائیگا

آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑھنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصًا نماز مین کھڑے ہوکر جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حق تعالی نے نعمت قرآن عطا فرمائی ہو اور وہ سمجھے کہ اور کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اُسنے اُس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالی نے تعظیم و توقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً قرآن کو کسی کھال مین رکھین تو آگ اُسکے قریب بھی نہ جائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے بڑھکر حق تعالی کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکھے تو شکر گزارون کیواسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اُسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کیطرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ چھوٹتا کاہے سے ہے آپنے فرمایا قرآن شریف پڑھنے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین دو واعظ اور ناصح چھوڑے وہ ہمیشہ تم کو پند و نصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑھو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے حقتعالی کو خواب مین دیکھا عرض کی کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتھ تقرّب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے مین نے عرض کی کہ خواہ معنی سمجھتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان معنی سمجھے خواہ نہ سمجھے **غافلونکی تلاوت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جس نے قرآن پڑھا اُسکا بڑا درجہ ہے اُسے چاہیے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشائستہ باتون سے بچا رہے ہر وقت آداب سے رہے ورنہ معاذ اللہ اسبات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اُسکا دشمن ہوجائے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابو سلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتون کی نسبت مفسد قرآن خوانون کو جلد پکڑیگا توریت مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہین آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر راہ مین ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا رستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اُسکا ایک ایک حرف پڑھتا ہے اور اسمین غور و تامّل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے مین نے لکھا تو اسمین غور و تامّل کرے اور تو اسپر کاربند ہو اور تو اُس سے انکار کرتا ہے اور اسپر عمل نہین کرتا اور جو تو پڑھتا بھی ہے تو غور و تامّل نہین کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالی کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اسمین غور و تامّل کرتے اور دن کو اُسپر عمل کرتے تھے تم لوگون نے اُسکا درس اختیار کیا ہے اُسکے حروف کے زیر و زبر کو درست کرتے ہو اور اُسپر عمل کرنے مین سستی کرتے ہو الغرض قرآن شریف سے مقصود اصلی فقط پڑھنا نہین بلکہ اُسپر عمل کرنا ہے پڑھنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنے کے واسطے جو لوگ پڑھتے ہین اور عمل نہین کرتے اُنکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اُسکے مالک کا نامہ آئے

اس غلام کی نسبت احکام لکھے ہون وہ غلام بیٹھے اور اُس نامہ کو خوش آوازی سے پڑھے اُسکے حروف خوب درست
ور ان احکام مین سے جو اُسمین لکھے ہین کچھ نہ بجالائے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے **تلاوتِ قرآن کے**
ظاہر مین چھ چیزون کی رعایت رکھنا چاہیے اوّل یہ کہ تعظیم سے پڑھے اور پہلے وضو کرے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ
ہے نماز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین کھڑے ہوکر قرآن پڑھتا ہے اُسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیان
ہین اور جو بیٹھکر نماز مین پڑھتا ہے تو پچاس پچاس نیکیان لکھی جاتی ہین اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑھے تو پچیس پچیس نیکیان
وبھی نہ ہو تو دس دس نیکیون سے زیادہ نہین لکھتے اور اگر رات کو نماز مین پڑھے تو بہت افضل ہے کہ خاطر جمعی بہت ہوتی
رے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور اُسکے معنون مین تأمل کرے جلد ختم کرنیکی فکر مین نہ رہے بعض لوگ روز ایک
ہین اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم مین قرآن ختم کرے تو علمِ فقہ جو قرآن مین ہے وہ اُسے نہ حاصل ہوگا
ن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ اگر اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور اَلْقَارِعَۃُ مین آہستہ پڑھون اور غور و تأمل کرون
اور سورۂ آل عمران جلدی پڑھنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کو جلدی
ن شریف پڑھتے دیکھا فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑھتا ہی نہ خاموش ہی اگر عجمی ہو کہ قرآن شریف کے معنی نہین جانتا تو بھی قرآن شریف کی
سطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑھنا افضل ہی تیسرے یہ کہ روئے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا
ف کرکے قصداً رونا لاؤ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِی مین جو آیۂ سجدہ ہے جب اُسے
ہ کے واسطے جلدی نہ کرو تاوقتیکہ رونہ لو اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو چاہیے کہ اُسکا دل روئے اور جناب رسالتمآب صلعم نے
رآن رنج کیواسطے نازل ہوا ہی جب اُسکو پڑھو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تأمل کریگا
ذی اور ناچاری دیکھیگا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اُسپر غفلت نے غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر آیت کا حق ادا کرے اسواسطے
ل صلعم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنے حقتعالیٰ سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے تو حقتعالیٰ
تے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے اور جب تلاوت سے
فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ
ہُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَاۤءَ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ حُجَّۃً لِّیْ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۞
ی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ سب
ین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہی پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو یا کسی کی
یذا ہو تو آہستہ پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑھنے کو چلا کر پڑھنے پر ایسی فضیلت ہے

مجھپر بطفیل قرآن کے اور کر تو اُسے میرے لیے پیشوا اور روشنی اور ہدایت اور رحمت اے اللہ یاد دلا دے مجکو اُس سے جو کچھ بھولا ہون مین اور سکھا مجھے اُس سے جو نہ جانتا
دے تو مجھے اُسکی تلاوت کی رات کو اور دن کے کنارون مین اور کر تو اُسے دلیل میرے لیے اے پروردگار تمام عالم کے ۱۲ ۔

جیسے چھپا کر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین فتور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلا کر پڑھے تاکہ اور لوگ بھی سننے سے بہرہ مند ہون اور اُن کو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑھے اور نیند بھاگ جائے اور سونے والے جاگ پڑین اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پائیگا اور اگر دیکھ کر پڑھے تو بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہی کہ قرآن شریف دیکھ کر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علمائے مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اُنھین تو سجدہ مین پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا فقہ نے تمھین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشا کی نماز پڑھتا ہون مصحف کی تلاوت کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالتمآب صلعم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑھ رہے تھے حضرت صلعم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑھتے ہو عرض کی اسوجہ سے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑھتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑھتے ہو عرض کی کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپنے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر تھی دونون طرح سے ثواب ملیگا چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ خوش آوازی سے پڑھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو رسول مقبول صلعم نے ابوحذیفہ کے مولیٰ کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَهٗ یعنی اُس خدا کا شکر ہے جسنے میری اُمت مین ایسے کو داخل کیا اُسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے پڑھے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہے **تلاوت کے آداب باطن** بھی چھ ہین اول یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالیٰ کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہے اور حق تعالے کی صفت ہے اُسکی ذات سے قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین اور جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہے ہر ایک کہسکتا ہے لیکن اصل آگ کی طاقت نہین اسیطرح ان حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہو تو ساتون زمین اور ساتون آسمانون کو اُسکی تجلی کی تاب و طاقت نہو یہی سبب تھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ [ف] لیکن قرآن کی عظمت اور جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہی تاکہ زبان اور دلون کو اُسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اُس عظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نہ تھی یہ امر اسبات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہی جیسا کہ جانورونکو ہانکنا اور ادب دینا اور اُن سے کام کو کہنا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہین ہی کیونکہ اُنھین آدمیونکی باتین سمجھنے کی طاقت نہین ناچار چار پایونکی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے جتائین اور یہ اُس آواز کو سنکر کام کرین اور اُس کام کی حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور مصلحت نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جائے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہو کر اُسے پرورش کرے اکثر آدمیونکا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین یہانتک کہ بعضے آدمی خود قرآن مجید کو فقط حروف و آواز ہی سمجھے ہین

[ف] اگر اُتارتے ہم اس قرآن کو پہاڑ پر تو ہر آئینہ دیکھتے تم اے محمد صلعم پہاڑ کو ڈرنے والا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا خدا کے خوف سے ۱۲

یت ضعف اور خراب دلی ہے اور یہ ایسا ہی جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو چھائے
ے اور کاغذ اُسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے رہتے ہین اور اسمین کچھ اثر نہین کرتے اور جسطرح ہر کالبد کے واسطے
ے اور وہ کالبد اُسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت
ر حروف کو معانی کے سبب سے شرف ہی اُسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہی کہ حقتعالی کی عظمت کہ یہ اُسکا کلام
شروع کرنے سے پہلے دلمین حاضر کرے اور سمجھے کہ کسکا کلام پڑھتا ہے اور کتنے بڑے کام کو اٹھتا ہی کہ حق تعالی خود ارشاد فرماتا ہے
ہ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۞ اور جسطرح ظاہر مصحف کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی
ؤ طاہر اور پاکیزہ ہو اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہو اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ جب مصحف کھولتے تو اُنپر غشی
ور فرماتے هُوَ كَلَامُ رَبِّيْ ۞ اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تا وقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا اور حق تعالے
ل مین نہین حاضر ہوتی تا وقتیکہ آدمی اُسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی سات زمین سات آسمان اور جو چیزین
میان ہین ملائک جن بشر بہائم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سبکو خیال کرے اور سمجھے کہ یہ قرآن
ہے جسکے قبضے مین یہ سب بلکہ کافۂ انام ہے اگر سبکو ہلاک کر ڈالے تو اُسے کچھ باک نہین اور اُسکے کمال مین کچھ نقصان نہ آئے گا
ق حافظ رازق وہی ہی ان سب یا تو نکا خیال کرے تو اُسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی کے دلمین آئے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑھنے مین
رہے غافل نہو نفس کی باتین اُسے ادھر اُدھر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے پڑھا اُسے نہ پڑھنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑھے
ی ہے جیسے کوئی سیر کیواسطے باغ گیا اور وہان کے عجائب و غرائب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنونکا تماشاگاہ
ت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو جو کوئی شخص قرآن شریف کے معنے نہ سمجھا وہ بڑا
یکن چاہیے کہ اُسکی عظمت دلمین رکھے تاکہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تاکہ معنی سمجھ مین آئین اگر
مجھے تو اعادہ کرے اور اگر اس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑھنے سے یہ اولی اور افضل ہی حضرت ابوذر رضی اللہ
نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے اور حضرت سعد ابن جبیر نے اس آیت مین ایک
ت بسر کی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۞ اگر کوئی شخص ایک آیت پڑھے اور دوسری آیت کے معنون کا دھیان کرے تو اُسنے
حق نہین ادا کیا **نقل** ہے کہ حضرت عامر ابن عبد اللہ وسواس کا گلا اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی وسواس ہو
الہ اگر میرے سینہ مین چھری مارین تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہی مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا ہی کہ قیامت کے
کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہانسے پھرونگا تو دیکھا چاہیے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے تھے اس حکم کی بنا پر کہ
ہ نماز مین پڑھے تو چاہیے کہ اُسوقت اُسکے معنون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے جب اور بات کا خیال کیا اگرچہ وہ بات دین کی

مگر پاک لوگ ۱۲ ؎ وہ کلام ہے میرے پروردگار کا ۱۲ ؎ اگر عذاب کرے تو انکو تو وہ بیشک تیرے بندے ہین اور اگر بخشدے تو اُنکے واسطے تو یقیناً تو عزت والا اور حکمت والا ہے ۱۲ ؎
ؤ اے بدکار لوگو ۱۲

بھی ہو تو بھی وسواس ہے بلکہ چاہیے کہ ہر آیت مین اُسکے معنون کے سوا اور کچھ خیال نہ رکھے کہ جب حقتعالی کے صفات کی آیتین پڑھے تو اُسکے صفات کے اسرار مین تامّل اور غور کرے کہ قدّوس عزیز جبّار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب حقتعالی کے افعال کی آیتین پڑھے مثلاً خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [1] تو عجائبِ خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور اُسکا کمال علم و قدرت سوچے حتّٰی کہ ایسا ہو جائے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اُسکے ساتھ دیکھے اور اُسی سے دیکھے جب یہ آیت پڑھے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ [2] تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی کے ایک قطرہ سے کیسی کیسی مختلف چیزین پیدا ہوتی ہین مثلاً گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلاً سر ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین جیسے سمع بصر حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہے اس بیان سے فکر اور غور کرنے پر آگاہ کرنا مقصود ہے تین آدمیونکو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو ظاہر تفسیر نہ پڑھا ہو اور عربی زبان نہ پہچانتا ہو دوسرے وہ جو کسی گناہِ کبیرہ پر مُصر ہو کسی بدعت کا اعتقاد اُسکے دل مین جما ہو اُسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جس نے علم کلام مین کوئی اعتقاد پڑھا اور اُسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اُسکے دلمین اُس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اُس سے نفرت کرتا ہے تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے پھرے پانچوان ادب یہ ہے کہ اُسکا دل بھی صفاتِ مختلفہ کیطرف پھرتا رہے جسطرح آیتونکے معنے مختلف آتے ہین مثلاً خوف کی آیت پر جب پہونچے تو دل پر خوف اور ہراس اور رقت غالب ہو اور جب رحمت کی آیت پر پہونچے تو فرحت و انبساط دلمین پیدا ہو اور جب حقتعالی کی صفتین سنے تو عین تواضع و انکسار ہو جائے اور جب کفّار کے اقوالِ محال سنے جو حق سبحانہٗ تعالی کی جناب مین کہتے ہین مثلاً شریک اور فرزند تو آواز ہلکی کرے اور شرم و خجالت سے پڑھے اسیطرح ہر آیت کے معنی ہین اور معنی کا مقتضا ہے تو اُسی صفت پر ہو جانا چاہیے تاکہ آیت کا حق ادا ہو چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اسطرح سے پڑھے کہ گویا حق تعالی سے سنتا ہے اور فرض کرلے کہ فی الحال اُسی سے سنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین قرآن شریف پڑھتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ مین نے فرض کرلیا کہ مین رسول مقبول صلعم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہون پھر آگے پڑھا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہون اور زیادہ حلاوت پائی اور پھر اور آگے بڑھا اور بڑے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑھتا ہون کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہٗ تعالی سے سُنتا ہون اب وہ لذّت پاتا ہون کہ ہرگز نہ پائی تھی ۞

نوین اصل حق تعالی کے ذکر کے بیان مین

اَے عزیز جان تو کہ حق تعالی کو یاد کرنا سب عبادتون کا خلاصہ اور جان ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اُس سے بھی یادِ الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ [3] اور تلاوتِ قرآن سب عبادتون سے اسواسطے افضل ہے کہ وہ کلامِ خدائے عزّوجل ہے حق تعالی کی یاد دلاتا ہے اور جو کچھ اُسمین ہے خدا کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے دل جب ہجوم شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہو کر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام بنجاتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا ہے اُس سے ذکرِ الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اُسمین مؤثّر نہین ہوتا اور حج جو زیارتِ خانۂ خدا

[1] پیدا کیا آسمانون اور زمین کو ۱۲ [2] بیشک پیدا کیا ہم نے آدمی کو نطفہ سے ۱۲ [3] بیشک نماز باز رکھتی ہے بدی اور بُرائی سے اور ہر آئینہ ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے ۱۲

اُس سے صاحب خانہ کی یاد اور اُسکی ملاقات کے شوق کا برپا کرنا مقصود ہے تو ذکر الٰہی سب عبادتون کا سر اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام
ور جڑ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور عبادتین اس ذکر کی تاکید اور مضبوط کرنیوالی ہین اور تیرے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا
رتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اسیواسطے ارشاد فرمایا فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ مین تمھین یاد کرون خدا کو
رنا چاہیے اگر ہمیشہ نہ ہو تو اکثر اوقات ہو کہ آدمی کی فلاح اُسکے ساتھ وابستہ ہے اسیواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرتِ ذکر اُسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین
فرمایا ہے الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ اُن بندون کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کبھی
سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَ
الْغَافِلِينَ یعنی اُسے یاد کر زاری اور ہراس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسی وقت غافل نہ ہو جناب رسول مقبول صلعم سے
ے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب
لین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال و مقبول ہے اور تمھارا بزرگترین درجات ہے اور سونا چاندی صدقہ
تر ہے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ اس طرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھ کر ہے کہ تم اُنکی گردنین مارو وہ تمھاری گردنین کاٹین اس
تمھین آگاہ کرون جان نثارون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے وہ کیا کام ہے آپ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حقتعالیٰ کو یاد کرنا
فرمایا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھیگا میرے نزدیک اُسکا انعام اور اُسکو عطا کرنا مانگنے والون کے انعام اور عطا سے بہتر ہے
خدا کو یاد کرنیوالا غافلون مین ایسا ہے جیسے مُردون مین زندہ ہو اور جیسے سوکھی گھاس مین ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوؤن مین
ت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہوگی مگر دنیا مین جو ساعت یاد الٰہی سے
اُنپر گذری ہوگی اُسپر حسرت ہوگی **ذکر کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ذکر کے چار درجے ہین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر
ہے غافل اور بیفکر ہو اُسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل بے اثر نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہو اُسکو اُس زبان پر
باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل و بیکار ہو فضیلت ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور
ے ایسا ہو کہ دلکو تکلّف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جہد اور تکلّف نہ ہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبعیت کے
جائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دلمین گڑ گیا ہو اور ایسا غالب و متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کیطرف اُسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی
درجہ یہ ہو کہ جسکا ذکر ہے وہ دلمین بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور ذکر دلمین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو
تا ہے اُسمین اور اُس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہی بلکہ کمال یہ ہو کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے مذکور
جائے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی سخن نفس سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو
چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جائے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجائش ہی نہ باقی رہے یہ فرط محبت جسکو عشق کہتے
اسکا نتیجہ ہے یعنی اُس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے تصوّر اور

کمالِ خیال مین اُسکا نام بھی بھولجاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جائیگا کہ اپنے تئین اور غیرِ حق جو کچھ ہے سبکو بھولجائیگا تو تصوّف کے پہلے راستے پر آئیگا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اُسکے ذکر سے نیست ہوگیا اور خود بھی نیست ہوگیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالیٰ کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین اُنکی خبر نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہ عالم جو خلق کے نزدیک موجود ہین کسی کو بھول گئے تو اُسکے نزدیک نیست ہوگئے اور جب اپنی خودی بھولگیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہوگیا اور خدا کے سوا جب کوئی چیز اُس کے ساتھ نہ رہی تو حق تعالیٰ ہی اُسکے نزدیک ہست اور اُسکے سامنے موجود ہے اے عزیز جسطرح تو جب نگاہ کرے اور زمین و آسمان اور جو کچھ اسمین ہے وہی دیکھے اُسکے سوا اور کچھ نظر نہ آئے تو تو یہی کہیگا کہ اُسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام عالم یہی ہے اسیطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے کہ ہمہ اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اُسکے اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اُٹھ جاتی ہے جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص اُسوقت آپ سے بیخبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے آدمی جب اس درجہ پر پہونچتا ہے تو فرشتون کی صورتین اُسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اُسے نظر آنے لگتی ہین جناب احدیت کیواسطے جو چیزین خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اُنکا بیان ممکن نہین جب پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اُسکا اثر اُسمین رہتا ہے اور اُس حالت کا شوق غالب ہو جاتا ہے اور دنیا و مافیہا اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اُسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل سے غائب رہتا ہے اور تعجّب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھتا اسواسطے ہو کہ جانتا ہے کہ یہ لوگ کتنے بڑے اور عمدہ کام سے محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامونمین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان فاسد کرتے ہین کہ اُسے سودا ہو جائیگا اگر کوئی شخص فنا اور نیستی کے درجے کو نہ پہونچے اور یہ حالات اور مکاشفات اُسپر ظاہر نہون لیکن فکر الٰہی اُسپر غالب اور مستولی ہو جائے تو یہ بھی کیمیائے سعادت ہے اسواسطے کہ جب فکر غالب ہوگا تو اُنس و محبّت مستولی ہوگی اور دل پر چھا جائیگی یہانتک کہ حق تعالیٰ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ دوست رکھیگا اور اصل سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خدا کی طرف رجوع ہوگی تو موت سے اُسکے دیدار کے بسبب کمال لذّت بقدرِ محبّت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیائے دون ہے اور جو اس پیر زال پر عاشق و مفتون ہے وہ بقدرِ عشق و محبّت اُسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچیگا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہوچکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہو اور وہ احوال جو صوفیہ کو ہوتے ہین اُسپر ظاہر اور نمودار نہون تو چاہیے کہ بیزار نہو کہ سعادت اُس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نورِ ذکر سے آراستہ ہوا تو کمالِ سعادت پر مہیّا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اُسے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنیکے بعد ظاہر ہوگا تو آدمی کو چاہیے کہ مراقبہ کا التزام رکھے تاکہ خدا سے لگا رہے اور کبھی غافل نہو اسواسطے کہ ذکرِ دائمی حضرتِ الٰہیت اور عجائب ملکوت کی کنجی ہے یہ جو جناب سرورِ کائنات علیہ افضل التحیات نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنّت کے باغون کی سیر کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اُسکے یہی معنی ہین اور یہ جو ہم نے بیان کیا اس سے

ف غیر حق کو بھول جانا تصوف کی پہلی راہ ہے ۱۲ ف فنا

ف توحید کا پہلا عالم ۱۲ ف کشف ملائکہ اور ارواح وغیرہ ۱۲

ہ ذکر سب عبادتون کا خلاصہ ہے اور ذکرِ حقیقی یہ ہے کہ اوامر ونواہی پیش آنیکے وقت خدا کو یاد کرے اور گناہ سے ہاتھ کھینچے حکمِ الٰہی بجا
ر اُسے اس بات پر نہ لائے تو اسبات کی دلیل ہے کہ وہ ذکر سخنِ نفس و ربے حقیقت تھا **تسبیح تہلیل تحمید صلوٰۃ استغفا** ر
ضائل کا بیان رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو نیکی کرتا ہے اُسے قیامت کے دن ترازو مین رکھینگے مگر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو اگر
مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان اور جو کچھ اُنمین ہے اُن سب سے زیادہ نکلے اور فرمایا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والا اگر اُسمین سچا ہے
دل سے کہتا ہے اور زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ رکھتا ہے تو بھی اُسے بخشدینگے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا الٰہ الا اللہ کہا
جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ ہر روز
نو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اُسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اُسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائینگی اور سو گناہ مٹائے جائین گے
ل یہ کلمہ شیطان سے اُسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہیگا اُسنے گویا فرزندان اسمٰعیل علیہ السلام مین سے
و آزاد کیا **تسبیح اور تحمید کا بیان** رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو بار کہے
ناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کثرت مین دریا کے جھین کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد تینتیس [۳۳] بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس [۳۳] بار
تینتیس [۳۳] بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے مین بعد سو کو اس کلمہ سے پورا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کفِ دریا کے برابر ہون روایت ہے کہ ایک مرد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی
اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے تنگدست اور محتاج اور عاجز ہو گیا ہون میری کیا تدبیر ہے آپنے فرمایا کہ تو کدھر ہے ملائکہ کے اُس صلوٰۃ اور
تسبیح سے تو کیا بیخبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہین اُسنے عرض کی کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
للّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فجر کی نماز کے پہلے سو بار روز پڑھا کر تاکہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہو جائے اور حقتعالے
ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اُسکا ثواب تجھے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات الصالحات ہین سُبْحَانَ
حَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ اور فرمایا کہ مین ان کلمات کو کہتا ہون اور جو چیزین گردشِ آفتاب کے نیچے ہین اُن سے
دوست رکھتا ہون اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلمون سے بہتر ہین اور فرمایا ہے کہ دو کلمے ہین کہ زبان پر سُبک
مین گران ہین اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ؕ محتاجون نے
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیرون نے لے لیا اسواسطے کہ جو عبادت ہم کرتے ہین وہ وہ بھی
سکے علاوہ صدقہ بھی دیتے ہین اور ہم صدقہ نہین دیسکتے آپ نے فرمایا کہ تمھین محتاجی کے سبب سے ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ
امرِ معروف اور نہی منکر بھی اسیطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم مین سے ایک لقمہ اپنے عیال کے منھ مین دیتا ہے وہ بھی صدقہ
ہے جان تو کہ درویش کے حق مین تسبیح و تہلیل کی فضیلت اس سبب سے زیادہ ہے کہ اُسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک

معبود مگر اللہ اکیلا ہے وہ نہین ہر کوئی شریک واسطے اُسکے اُسی کے واسطے ہے پادشاہی اُسی کیلیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۱۲ ؎۵۲ پاک ہے اللہ اور اُسکی حمد
کرتا ہون مین ۱۲ ؎۵۳ پاک ہے اللہ اور اُسکی حمد کے ساتھ اُسے یاد کرتا ہون پاک ہے اللہ بڑا اور اسکی تعریف کے ساتھ یاد کرتا ہون اُسسے بخشش چاہتا ہون مین اللہ سے ۱۲۔
اللہ اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے اور کوئی معبود نہین ہے مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے ۱۲۔

نہین ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اُس تخم کے مثل ہوتا ہے جو پاک زمین مین ڈالا جائے بہت اثر کرتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اُس دل مین ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشون سے بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کھاری زمین مین بویا جائے کہ اُسکا اثر کمتر ہوتا ہے

درود شریف کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور یہ پیغام لائے تھے کہ حقتعالی ارشاد فرماتا ہی کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہین کرتے کہ جو کوئی تمھاری امت مین سے تم پر ایک بار درود بھیجے گا مین اُسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجے گا مین دس بار اُسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے تمام ملائکہ اُسپر درود بھیجتے ہین خواہ بہت درود بھیجین خواہ کم اور میرا بڑا مقرب وہ ہے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود بھیجتا ہے اُسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور دس برائیان اُس سے محو کر ڈالی جاتی ہین اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے اور اُسمین مجھ پر درود لکھتا ہے تو جب تک میرا نام اُسمین لکھا پاتے ہین ملائکہ اُسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہین

استغفار کا بیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی گناہ کرکے اُن دونون آیتون کو پڑھکر استغفار کرے اُسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دو آیتین یہ ہین ایک وَالَّذِینَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ[1] اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا[2] اور حقتعالی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ[3] اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ[4] اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج مین ہو خوش ہو جائیگا اور جہان سے اُسکے وہم وگمان مین بھی نہو روزی پائیگا اور فرمایا ہے کہ مین دن بھر مین ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اورونکو کسی وقت توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ[5] کہے اُسکے سب گناہ بخشدیے جاتے ہین اگرچہ کثرت مین دریا کے جھاگ اور میدان کی ریت اور درخت کے پتون اور دنیا کے دنونکے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھتا ہی اور استغفار کرتا ہے اُسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے

آداب دعا کا بیان اے عزیز جان تو کہ تضرع اور زاری سے دعا کرنا منجملہ تقربات ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دعا عبادتونکا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتون سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے ہوتی ہی کہ بندہ اپنی شکستگی اور عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور جانے اور دعا مین یہ دونون باتین ہین اور تضرع اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہی آٹھ ادب دعا مین نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہی کہ بزرگ وقتون مین دعا کرنیکی کوشش کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ صبح کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے غازیون کے جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فریضہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان وقتون مین آسمان کے دروازے کھولدیے جاتے ہین اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونیکی حالت مین اور اُسوقت

---

[1] تمامی آیت یہ ہو وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی وہ لوگ جب کرتے ہین برا کام یا ظلم کرتے ہین اپنی جانون پر یاد کرتے ہین اللہ کو پھر بخشش چاہتے ہین اپنے گناہونکی اور کون بخشتا ہے گناہون کو مگر اللہ اور نہین ہٹ کرتے اپنے جو انھون نے کیا اور وہ جانتے ہین ۱۲ [2] جسنے برا کام کیا یا ظلم کیا اپنی ذات پر پھر مغفرت چاہی اللہ سے پائیگا اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا ۱۲ [3] پس تسبیح کر تو ساتھ حمد پروردگار اپنے کے اور مغفرت چاہ تو اُس سے ۱۲ [4] پاک ہے تو اے اللہ پھر اور تعریف کرتا ہون تیری اے اللہ بخشدے تو مجھے بیشک تو توبہ قبول کرنیوالا رحم کرنیوالا ہے ۱۲ [5] مغفرت چاہتا ہون اللہ سے ایسا اللہ کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ زندہ قائم رہنے والا ۱۲

ہبت رقیق ہو اسواسطے کہ دل کی رقت در رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونون ہاتھ اُٹھائے اور آخر کو مُنھ پر اُتارے اسواسطے کہ
یف مین آیا ہے کہ حقتعالی اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اُسکی طرف اُٹھائین وہ اُسے خالی پھیرے اور رسول مقبول صلے اللہ
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزون سے خالی نہ رہیگا یا اُسکا گناہ معاف فرمایا جائیگا یا فوراً کوئی چیز اُسے پہونچے گی یا
تھا ادب یہ ہے کہ دعا مین دُبدھا نہ کرے بلکہ دل اسی بات پر جائے کہ خواہ نخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
نہ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ پانچوان ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا کی تکرار کرے کیونکہ
لیف مین آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اُسکی دعا نہین سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا مین لجاجت اور تکرار کرے اور لگا رہے دعا کرنا
ے یہ نہ کہے کہ بہت دفعہ ہم نے دعا کی اور قبول نہوئی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت اور اُسکی مصلحت خدا بہتر جانتا ہی جب دعا قبول ہو تو
ت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور اگر دعا قبول ہونے مین دیر لگے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ساتوان
ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑھے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے پہلے یون فرماتے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا سے پہلے درود پڑھے گا اُسکی دعا مقبول ہوگی حق سبحانہٗ تعالیٰ بڑا
یسا نہین کہ دو دعاؤن مین سے ایک کو قبول اور دوسری کو رد کرے یعنی درود قبول فرمائے اور اصل مقصد نہ برلائے آٹھوان ادب
عا سے پہلے توبہ کرے گناہون سے قدم باہر دھرے دلکو بالکل خدا کے حوالے کردے اسواسطے کہ اکثر دعاؤن کے رد ہونیکا سبب دلکی غفلت
لکی ظلمت ہوتی ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ مین کال پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی
کے ساتھ تین مرتبہ دعاے باران کیواسطے نکلے دعا نہ قبول ہوئی وحی آئی کہ اے موسیٰ تمھارے گروہ مین ایک غماز ہے جبتک وہ رہیگا
قبول کرونگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ خداوندا وہ کون شخص ہے بتلا کہ مین اُسے نکالدون ارشاد ہوا کہ مین غمازی سے
ن خود کیونکر کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سب لوگ غمازی سے توبہ کرو غرض سبھون نے توبہ کی تب باران رحمت
مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ ایک بار بنی اسرائیل مین قحط پڑا لوگ بارہا دعاے باران کیواسطے گئے دعا نہ قبول ہوئی
وحی آئی کہ ان لوگون سے کہہ کہ تم دعا کیواسطے ایسی حالت مین نکلے ہو کہ تمھارے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہین
ن ناحق مین آلودہ ہین ایسے نکلنے سے میرا غصہ تمپر اور زیادہ ہوا میرے سامنے سے دور ہو

متفرق دعاؤن کا بیان

اے
تو کہ ماثورہ دعائین جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اور صبح شام اور مختلف نمازون کے بعد اوقات مختلف
ھنا سنت ہے وہ دعائین بہت ہین اُنہین سے اکثر کتاب احیاء العلوم مین جمع کی ہین اور چند دعائین بہت عمدہ کتاب
مین مذکور ہین جسے منظور ہو اُن کتابون مین سے یاد کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین اُن دعاؤن کا لکھنا طوالت کا سبب
نہین سے اکثر دعائین مشہور ہین اور ہر ایک کو یاد ہین چند دعائین جنکا حوادث در امور مین پڑھنا سنت ہے اور لوگون کو
ہ بیان کیجاتی ہین کہ لوگ یاد کرلین اور اُنکے معنی سمجھ لین اور وقت پر پڑھا کرین اسواسطے کہ کسی وقت بندہ کو اپنے

م اللہ سے درحالیکہ تم یقین کرتے ہو اُسکے قبول ہوجانیکا ۱۲ ؎ شکر اللہ کا جسکی نعمت کیساتھ تمام ہوتی ہین نیکیان ۱۲ ؎ شکر خدا کا ہی ہر حال ۱۲ ؎ پاک ہی میرا رب بڑے مرتبہ والا بخشش دینے والا ۱۲

خالق سے غافل نہ ہونا چاہیے اور تضرع اور دعا سے خالی نہ رہنا چاہیے جب گھر سے باہر جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ
اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مسجد مین داخل ہونے کے وقت یہ کہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا قدم پہلے رکھے جب ایسی مجلس مین
بیٹھے جہان واہی تباہی باتین ہون تو یہ کہنا اُن کا کفارہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ
وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ سُوْءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جب بازار جائے تو کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جب نیا کپڑا اپنے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ
هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ جب نیا چاند دیکھے تو کہے اَللّٰهُمَّ
اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ جب آندھی آئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَ
خَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ جب کسیکے مرنیکی خبر سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ الْحَيِّ
الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ جب خیرات دے تو یہ کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جب کچھ نقصان ہو تو یہ کہے عَسٰى
رَبُّنَا اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ جب کوئی کام نیا شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا
جب آسمان کیطرف دیکھے تو یہ کہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا
وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا جب آسمان گرجنے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ جب
کہین بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
سُقْيًا هَنِيْئًا وَّصَيِّبًا نَّافِعًا وَّاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ اَذْهِبْ
غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ہیبت اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ
فِيْ نُحُوْرِهِمْ جب کہین درد ہو تو وہان ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ
مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ جب کوئی رنج پہونچے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

لسّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ جب کسی کام مین عاجز آجائے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ
یْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُكَ نَافِذٌ فِیَّ قَضَاۤؤُكَ اَسْئَلُكَ بِکُلِّ اِسْمٍ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِكَ وَ
ٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجِلَاۤءَ غَمِّیْ
بَ حُزْنِیْ وَهَمِّیْ جب آئینہ دیکھے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَاَحْسَنَ خَلْقِیْ وَصَوَّرَنِیْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ
ئی غلام مول لے تو اُسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا جُبِلَ عَلَیْهِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ
ا جُبِلَ عَلَیْهِ سوتے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ هٰذِهٖ نَفْسِیْ اَنْتَ تَتَوَفّٰهَا لَكَ مَحْیَاهَا
اِنْ اَمْسَکْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِیْنَ جب جاگے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
حْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ
ْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَکَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَدِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّ
مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ؕ

دسوین اصل ترتیب وراد کے بیان مین

جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اُس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک آب ہے تجارت کیواسطے
مین تو اُسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اُسکی عمر اُسکی پونجی ہے اور یہ پونجی ہمیشہ
ہے اگر اس سے ہر دم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ
ن اٰمَنُوْا الاٰیہ اُسکی مثال اُس شخص کے مانند ہے کہ یخ جسکا سرمایہ ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے
ن اُس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہے اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین
ب وشمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلونکی نگہبانی کرتے تھے اسواسطے کہ ہر دم کو
سعادت ابدی کے قابل گوہر سمجھے اور اُس گوہر پر اُس سے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر وسیم پہ مہربان ہو اور یہ شفقت اسطرح
ت دن کے اوقات کو انھون نے نیکیون پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد ووظائف جدا جدا معین کیے
ی وقت بیکار نہ جائے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آخرت کی سعادت اُسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جائے اور خدا کی محبت اور

اور انس اُسپر غالب ہو اور یہ اُنس مداومتِ ذکر کے بغیر نہین حاصل ہوتا اور محبّت بے معرفت نہین ہوتی اور معرفت بے تفکر کے حاصل نہین ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخمِ سعادت ہے اور ترکِ دنیا اور ترکِ شہوات و معاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی فراغت پائے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہین بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل سے کہنا بھی نفس کی بات ہے بلکہ ہمیشہ اسیطرح مشاہدہ مین رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر بہت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حالت پر رکھنا ہر ایک کا کام نہین اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے فقط زبان سے جیسے قرآن و تسبیح پڑھنا بعضے دل سے جیسے فکر کرنا کہ دلکو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری حالت کیطرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی مین صرف کرنا چاہیے اُنمین تمیز اور فرق حاصل ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کامون مین نہ صرف کرے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیون کا پلہ جھک جائے کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دُنیا مین اور مباحات سے متمتع ہونے مین صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت مین تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ دوسرا پلہ جھک جائے اسواسطے کہ طبیعت اُسی چیز کی یاور اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضائے طبع ہے اور دلکو دین کے کامون مین لگانا طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین مین خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اُنمین سے ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام مین رہنا چاہیے اور دُنیا کے کام اُسکی تبعیت مین کرنا چاہیے اسیواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنْ اٰنَاءِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اور فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ ان سب آیتون مین یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یادِ الٰہی کرنا چاہیے اور یہ امر بے اُسکے کہ آدمی دن رات کے وقتون کو تقسیم کرے ٹھیک نہین ہوتا تو تقسیم کا بیان ضروری ہوا

دن کے اوراد کا بیان

اے عزیز جان تو کہ دن کے پانچ اوراد ہین پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حقتعالیٰ نے اُسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْاِصْبَاحِ یہ سب آیتین اُسیوقت کی عظمت اور بزرگی مین وارد ہین چاہیے کہ آدمی اُسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ آخر تک یہ دعا پڑھے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا مین مشغول ہو کپڑے پہننے مین سترِ عورت اور تعمیل حکم کی نیّت کرے ریا رعونت سے حذر کرے پھر پاخانے جائے اور بایان پاؤن پہلے رکھے وہان سے نکلکر جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب دعاؤن اور اذکار سمیت وضو اور مسواک کرے پھر فجر کی نماز سنّت گھر مین پڑھکر مسجد مین جائے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور وہ دعا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے سنّت کے بعد پڑھے وہ دعا کتاب بدایۃ الہدایہ مین مذکور ہے دیکھکر یاد کرلے پھر آہستہ مسجد کو جائے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑھے اور پہلی صف کا قصد کرے اور فجر کی سنّت پڑھے اگر گھر مین سنّت پڑھ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور جماعت کے انتظار مین بیٹھے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہو اور نماز فرض پڑھکر طلوع آفتاب تک

یا بیٹھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ
ت رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام
دعا شروع کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ
ـنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پھر ادعیۂ ماثورہ پڑھنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب
ذکر لے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح و تہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو سو بار یا ستر دفعہ یا دس مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے
نہ ہو جائیگا اس سے کم نہ چاہیے ان دس ذکر کے فضائل مین بہت احادیث وارد ہین طول کے خیال سے ہمنے اُن حدیثون کو نہین ذکر
ذکر یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی
ـءٍ قَدِیْرٌ دوسرا ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ تیسرا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ
ـلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ چوتھا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ پانچوان ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ
ـلْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ چھٹا ذکر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ ساتوان ذکر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ
ـثُ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ آٹھوان ذکر اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ
ـجَدُّ نوان ذکر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ دسوان ذکر بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ
الْعَلِیْمُ ان دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہو سکے اُسقدر کہے ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور اُنس و لذت علٰحدہ ہے اسکے بعد قرآن
ـغول ہو اگر قرآن نہین پڑھ سکتا تو قوارع قرآن مثلاً آیۃ الکرسی و آمن الرسول و شہد اللہ اور قل اللہم مالک الملک و سورہ حدید کا شروع اور سورہ
یاد کر کے پڑھا کرے اگر ایسی چیز پڑھا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکھایا ہے
مین بڑی فضیلت ہے اُسے مسبعات عشر کہتے ہین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑھی جاتی ہین الحمد للہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب
ـہو اللہ قل یا ایہا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چھ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین ایک سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ دوسرا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تیسرا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
ـمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَافْعَلْ بِیْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا
ـهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ان مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک بڑی حکایت ہے احیاء العلوم مین مذکور ہے جب
ـارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے اخیر مین اُنکا ذکر آئیگا لیکن جو تفکر کرنا ہر روز ضروری ہے

ف۱ اے اللہ تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی پھرتی ہے جلا تو ہم کو سلامتی کے ساتھ اور داخل کر تو ہم کو جنت مین برکت والا ہے تو اے صاحب بزرگی و بزرگداشت ۱۲ ف۲ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے وہ کوئی شریک نہین ہے اُسکا اُسی کے واسطے بادشاہی ہے اور اُسی کے واسطے تعریف ہے زندہ کرتا ہے وہ اور مارتا ہے وہ وہ زندہ ہے کبھی نہ مریگا اُسی کے ہاتھ مین بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ ف۳ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ بادشاہ حق ظاہر کرنے والا ۱۲ [illegible] ف۵ [illegible] زیادہ کرتا ہون مین [illegible] اے زندہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے [illegible] سب کام ۱۲ ف۶ [illegible] ف۷ اے اللہ کوئی نہین روکنے والا اُسے جو کچھ تو نے دیا اور کوئی نہین عطا کرنے والا اُسے جو کچھ تو نے روکا اور نہین نفع دیتی دولتمند کو تجھی سے دولتمندی ہے ۱۲ ف۸ ساتھ نام کے اُسکے کوئی چیز زمین آسمان مین نہین نقصان کرتی ہے اور وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے ۱۲ ف۹ اے اللہ بخشدے تو مسلمان مردون [illegible] اے اللہ بخشدے تو مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور کر تو ساتھ میرے اور ساتھ اُنکے جلدی اور دیر کو دنیا اور آخرت مین وہ جو لائق ہے تو اُسکا اور نہ کر تو ہمارے ساتھ اے مالک [illegible] لائق ہین بیشک [illegible]

وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دلمین کہے کہ یہ امر ممکن ہے کہ اجل مین ایک دن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کیطرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ ہے اگر اس بات کا یقین کامل ہوجائے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائینگے تو حبِ امر دنیوی مین مشغول ہین اُس سے دور بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے باانیہمہ لوگ ایسے کامونکی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آئے اسیواسطے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ[1] جب دلکو صاف کرکے آدمی یہ تامل کریگا زادِ آخرت مہیا کرنیکی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آج کے دن کتنی نیکیان اُسے میسّر ہوسکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کرسکتا ہے اور ایّام گذشتہ مین کیا کیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے ان سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوتِ آسمان و زمین اور اُنکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمالِ الٰہی ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حق تعالےٰ کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جبتک عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمالِ محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہر ایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اُسکے عوض مین خدا کی نعمتین جو اُسکے شامل حال ہین سوچے اور اُن مصیبتون کا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اُن سے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالائے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک ساعت اِن فکرون مین رہے کہ طلوعِ صبح سے طلوعِ آفتاب تک فجر کی سنّت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اُسکے عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا ورد طلوعِ آفتاب سے وقتِ چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو مسجد مین توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذر جائے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر دن چڑھے نمازِ چاشت افضل ہے اسوقت چار یا چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑھکر اُن نیک کامون مین جو خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانونکا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد وقتِ چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت رکھتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑھے جو آخرت مین کام آئے نافع آخرت[2] وہ علوم ہین جو رغبتِ دنیا کو ضعیف اور رغبتِ آخرت کو قوی کرین عملون کے عیوب اور آفتون کو کھولدین اور اخلاص کیطرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت عضہ تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی اور سجع سے ملا ہوا ہے دُنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتا ہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اُسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیلِ علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہوسکتا ہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب ایسے ذکر مین مشغول ہوسکے جو دل پر غالب ہو اور دل مین گھر کرے اور لازم ہوجائے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہووے جیسے

[1] کیا نہین دیکھتے بادشاہیان زمین و آسمان کی اور جو کچھ خدا نے پیدا کیا کسی چیز سے اور یہ کہ شاید نزدیک پہونچا ہو وقت اُنکا ۱۲ [2] نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین ۱۲

ون فقیهون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانونکی راحت بھی اور عبادت پر اُن کی
ت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت مین بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے عیال و اطفال
سطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اُسکے دست و زبان سے سلامت رہے اور دُنیا کی حرص اُس کو
لبی مین نہ ڈالدے اور کفایت کی قدرت پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگر منجملہ سابقین مقربین نہوگا مگر عابدون مین داخل ہوگا و
بیین کے درجے پر پہونچیگا اور درجۂ سلامت کو لازم پکڑنا کمترین درجات سے ہے جو شخص ان چارون حالتون مین سے کسی ایک
بین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے ہے چوتھا ورد وقتِ زوال سے نماز عصر کے وقت
وقتِ زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ قیلولہ رات کی نماز کیواسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کھانا اگر رات
دت نہ کرتا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پہلے طہارت کرے
شش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان سنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور مؤذن کو جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑھے
ں دے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسوقت آسمان کے دروازے
ین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑھتا ہے ستّر ہزار فرشتے اُسکے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور رات تک اُس
ھنے والے کیواسطے دعائے مغفرت کیا کرتے ہین پھر امام کے ساتھ فرض پڑھے اور دو رکعت سنّت اور پڑھے اور عصر کی نماز
م سکھانے یا مسلمان کی مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین مشغول
وان ورد عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے لیے پہلے سے مسجد مین آئے اور چار رکعت نماز پڑھے اسواسطے
ل مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالٰے اُسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑھتا ہے جب
ں سے فارغ ہو تو جو ہم بیان کر چکے ہین اُن کامون کے سوا اور کسی امر دُنیوی مین نہ مشغول ہو پھر نماز مغرب کے لیے پہلے سے
ن جائے اور تسبیح و استغفار مین دل لگائے اسواسطے کہ اُسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالیٰ نے
ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا اُسوقت والشمس واللیل قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ
بناس پڑھنا چاہیے اور آفتاب ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم رہین اور ہر وقت وہ کام
جو مقتضائے وقت ہو کہ اُسمین برکتِ عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوا اُسکی
رائگان جائے گی۔ رات کے تین اوراد ہین پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے
ہین جاگتے رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیۂ کریمہ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسی بارہ
ل ہوئی ہے چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے دنکو روزہ رکھنے سے زیادہ اس امر کو فضل رکھا ہے
فت کھانا نہین چکھا ہے اور روزے سے فارغ ہو کر گپ شپ لہو و لعب مین مشغول ہو کر سب اعمال و اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہو اور ان کا نکا

سبیح کر ساتھ حمد رب اپنے کے آفتاب نکلنے کے پہلے اور ڈوبنے کے پہلے ۱۲ ۔ خالی ہوتے ہین پہلو اُن کے خواب گاہ سے ۱۲۔

انجام کار خیر سے ہونا چاہیے دوسرا اوراد سونا ہے ہر چند خواب عبادات سے نہین ہے لیکن اگر آداب وسنن سے آراستہ ہو تو منجملہ عبادات ہے سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ سوئے جس طرح مُردے کو لحد مین سُلاتے ہین خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب مین قبض ہو جاتی ہے وہ نہ پھر ملے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہون یہ این طور کہ طہارت کے ساتھ سوئے اور توبہ کرکے عزم بالجزم کرلے کہ اگر جاگون گا تو پھر گناہ نہ کرون گا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئین نہ سُلائے اور نرم بچھونا نہ بچھائے کہ نیند غالب ہو جائے اس واسطے کہ سونا عمر کو بیکار رکھوتا ہے دن رات مین آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اس واسطے کہ جب ایسا کرے گا تو اگر ساٹھ برس کی عمر پائے گا تو اُس مین سے بیس برس کا زمانہ خواب ہی مین ضائع ہو جائے گا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھ سے اپنے قریب رکھ لے تاکہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے واسطے اُٹھے تو وضو کا آرام ہو قیام شب کا یا صبح اُٹھنے کا قصد کرے کہ جب یہ قصد کرے گا تو اگر نیند غالب بھی ہو جائے اور یہ شخص وقت سے زیادہ بھی سو جائے تو بھی ثواب حاصل ہو گا اور جب زمین پر پہلو رکھے تو کہے بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ[1] جیسا دعاؤن مین مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور تَبَارَكَ الَّذِيْ پڑھے تاکہ ذکر اور طہارت کے عالم مین سو جائے جو شخص اس طرح سوتا ہے اُس کی روح کو عرش پر لے جاتے ہین اور جب تک جاگے اُس کو نمازگزارون مین لکھتے ہین تیسرا اوراد تہجد ہے اور وہ نماز شب ہے سو اُٹھ کر آدھی رات کو اس واسطے کہ پچھلی آدھی رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اور بہت نمازون سے بہتر اور افضل ہے اس واسطے کہ اُس وقت دل صاف ہوتا ہے اور دُنیا کا کوئی مشغلہ نہین ہوتا رحمتِ الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے ہین رات کی نماز کے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین کتاب احیاء العلوم مین وہ حدیثین مذکور ہین غرض کہ دن رات کے ہر وقت مین ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیے اور کسی وقت کو بیکار نہ کھونا چاہیے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر عمر تک ہر روز ایسا ہی کیا کرے اگر اُس پر یہ دشوار ہو تو بڑی امید نہ رکھے اپنے دل مین یہی کہے کہ آج کے دن تو ایسا کرلون شاید آج ہی کی رات مرجاؤن اور آج کی رات تو یہ کرلون شاید کل ہی مرجاؤن اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب مداومت اوراد سے ماندہ ہو جائے تو اپنے تئین سفر مین سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن جانے سفر مین رنج مسافرت ہوتے ہین لیکن فراغت اور آسودگی اس مین ہے کہ مسافر جلدی قدم اُٹھائے

[1] تیرے نام کے ساتھ اے رب میرے رکھا مین نے اپنے پہلو کو اور تیرے نام کے ساتھ اُٹھاؤن گا مین اُس کو ۱۲
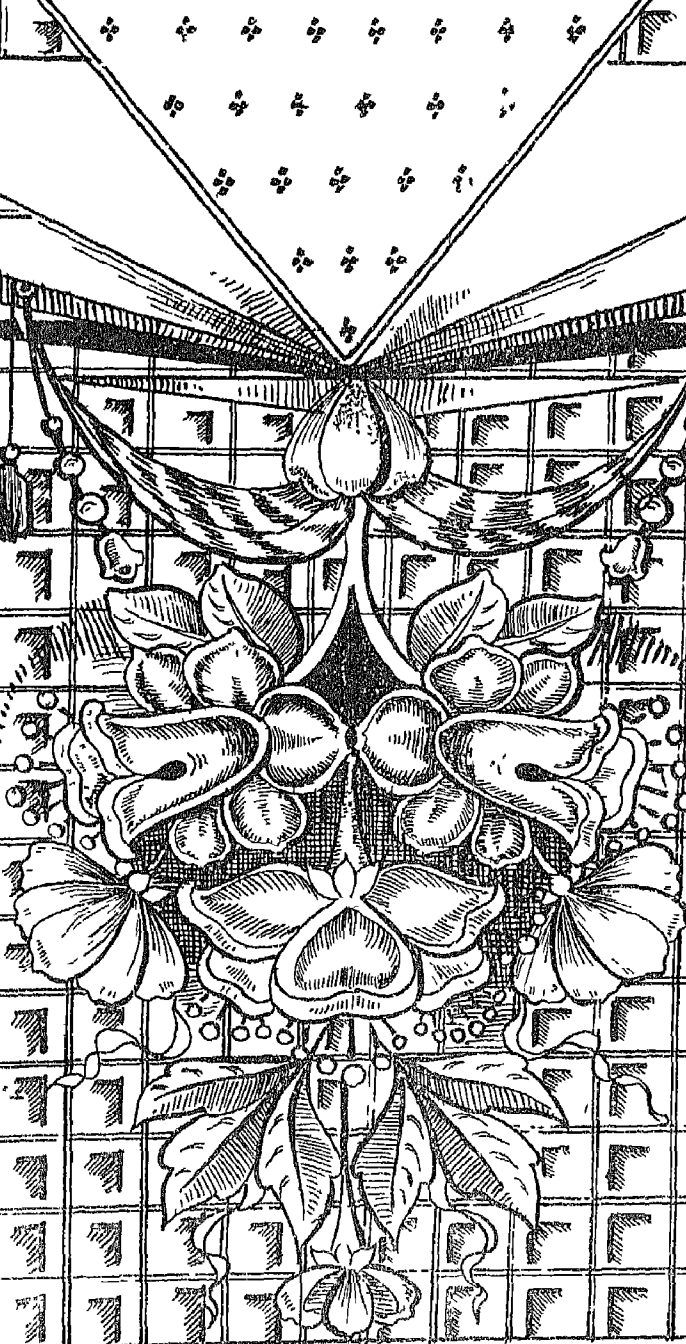
اپنے وطن مین آرام پائے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت مین ملے گی اُس کی نسبت
فانی نہیں ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج و اذیت کھینچے
تو کیا عجب ہے پھر لاکھ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سَو برس رنج اور اذیت
کھینچنا مقام تعجب کب ہے فقط اِس آغاز کا بفضلہ تعالےٰ انجام ہوا۔ یعنے

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت

کا رُکنِ عبادات تمام ہوا۔ اس کے بعد رُکنِ معاملات کی
ابتدا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب درافاضہ
و استفادہ وا ہے فقط

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان برکت اقتران نسخۂ سراپا منفعت
مسمی بہ
اکسیر ہدایت
کا دوسرا رکن
باہتمام ایم۔ ڈی مصرا سپرنٹنڈنٹ
در مطبع تیج کمار واقع لکھنؤ طبع گردید
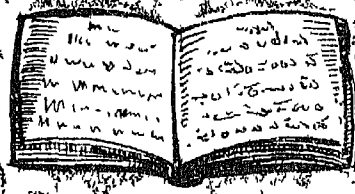
دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

ِمی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت
داب مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل
بشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر معروف
اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور ملکداری کے آداب مین ہے

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

ِیزاز جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملۂ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے
ا دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اُس کا
لم و عمل ہے اور علم و عمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین بلکہ راہ
کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حقتعالےٰ نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا
تا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیۃ مین حق سبحانہ تعالےٰ نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھائے کہ مجھے علم و عمل کی قوت
فرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اُسکو کھانا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر
پہ ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اُس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منھ مین رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منھ مین دے اور یہ

اسواسطے فرمایا کہ ان سب کامون سے راہِ آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا راہِ دین مین سے ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نہ کھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے **کھانا کھانیکے آداب** اے عزیز جان تو کہ کھانا کھانے مین کئی امر سنّت ہین بعضے کھانیکے پہلے ہین بعضے بعد بعضے درمیان مین جو امر کھانے سے پہلے مسنون ہین اُنمین سے **پہلا** یہ ہے کہ ہاتھ منھ دھوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زادِ آخرت کی نیّت سے ہو تو عین عبادت ہی پہلے ہاتھ منھ دھونا وضو کے مانند ہے اور ہاتھ منھ پاک بھی ہو جاتے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی کھانیکے پہلے ہاتھ دھو یا کرے گا وہ افلاس و تنگدستی سے بفکر رہیگا **دوسرا** یہ کہ کھانا دسترخوان پہ رکھے خوان پر نہین کہ رسول مقبول صلعم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا فروتنی سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہین آئی ہے لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگون کی عادت تھی اور رسول مقبول صلعم نے دسترخوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہے **تیسرا** یہ کہ اچھی طرح بیٹھے داہنا زانو اُٹھا کر بائین پھیلی دبا کر بیٹھے تکیہ لگا کر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ مین تکیہ لگا کر کھانا نہین کھاتا اسلیے کہ مین بندہ ہون بندونکی طرح بیٹھتا ہون اور بندونکے طور سے کھاتا ہون **چوتھا** یہ کہ یہ نیّت کرے کہ قوتِ عبادت کیواسطے کھاتا ہون خواہش کیواسطے نہین ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسّی برس ہوئے کوئی چیز مین نے خواہش کیواسطے نہین کھائی اس نیّت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانے کا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھانا آدمی کو عبادت سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھین بس ہین اگر اُسپر قناعت نہو سکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کیواسطے ہے ایک تہائی پانی کے لیے ہے ایک تہائی سانس لینے کو ہے یعنی دو حصّہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصّہ سانس لینے کو خالی رکھے **پانچوان** یہ کہ جبتک بھوکا نہو کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے کھانے سے پہلے جو چیزین سنّت ہین اُن مین سے بہترین سنّت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی جو کوئی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا ہرگز محتاج نہو گا **چھٹا** یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اُسی پہ قناعت کرے عمدہ کھانا نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوتِ عبادت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش و عشرت اور روٹی کی تعظیم سنّت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اُسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے کہ اُسے سالن وغیرہ کے انتظار مین نہ رکھین بلکہ نماز کے انتظار مین بھی نہ رکھین جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اُسے کھالین پھر نماز پڑھین **ساتوان** یہ کہ جس کسی کے ساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آئے تب تک کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہین اور کھانے مین جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہین اُتنی ہی برکت بھی زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نہ فرماتے تھے **کھانے کے وقت کے آداب** یہ ہین کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے مین کہے بسم اللہ دوسرے مین بسم اللہ الرحمٰن تیسرے مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اورون کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور نمک ہی پر تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف مین آیا ہے تاکہ وہ پہلے ہی حرص کو بانیطور توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمے چھوٹا نوالہ اُٹھائے اور خوب چبائے جبتک پہلا نوالہ نہ نگلجائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑھائے اور کسی کھانیکا

نہ کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم کھانے کا ہرگز عیب نہ کرتے اگر اچھا ہوتا نوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور اپنے سامنے سے
گر طباق کے ادھر اُدھر سے میوہ لیکر کھانا درست ہے کہ وہ انواع واقسام کا ہوتا ہے اور ثریدؑ کو پیالے کے بیچ سے نہ کھائے کنارے
ئے اور روٹی کو بیچ سے نہ کھائے بلکہ کنارے سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نہ کرے
غیرہ جو چیز کھانے کی نہیں ہے روٹی پر نہ رکھے روٹی مین ہاتھ نہ پونچھے جو نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اُسے اُٹھا لے اور صاف کر کے
اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر چھوڑ دے گا تو شیطان کیواسطے چھوڑا ہوگا اُنگلی پہلے منھ سے چاٹے پھر اپنے کسی کپڑے سے
ے تاکہ کھانیکا نشان ہو جائے کیونکہ شاید اُسمین برکت باقی ہو گرم کھانے مین پھوکے نہین بلکہ تامّل کرے کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے
کھائے یا زردآلو یا جو چیز شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اُسکے سب کام خدا تعالیٰ کے ساتھ مناسبت
کیونکہ خدا طاق ہے اُسکا جوڑا نہین اور جس کام کے ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح سے نہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب سے
فت سے اولیٰ ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق مین اکٹھا نہ کرے اور ہاتھ مین بھی نہ
علیٰ ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا ثفل پھینکتے ہون کھانا کھانے مین بہت پانی نہ پیے **پانی پینے کے آداب** یہ ہین کہ پانی کا برتن
ہاتھ مین لے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ پیے کھڑے کھڑے لیٹے لیٹے نہ پیے پہلے دیکھ لے کہ اُسمین تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے
لی طرف سے منھ پھیرے اگر ایک دفعہ سے زیادہ مین پیا چاہتا ہے تو تین دفعہ کر کے پیے ہر بار بسم اللہ اور آخر مین الحمد للہ کہے اور
ے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہین نہ ٹپکے جب پی چکے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ[۵۔۲]
جًا بِذُنُوْبِنَا **کھانے کے بعد کے آداب** یہ ہین کہ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور اُنگلی کو منھ سے صاف کر
خوان مین پونچھے روٹی کے ٹکڑے چُن لے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کرے گا اُسکے عیش مین وسعت
ر اُسکی اولاد بے عیب و سلامت رہیگی اور وہ ٹکڑے حور عین کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتون سے نکلکر زبان پر آئے
ل جائے اور جو کچھ خلال کے ساتھ نکل آئے اُسے پھینک دے اور برتن کو اُنگلی سے صاف کر لے اسواسطے کہ حدیث شریف
ہے کہ جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے تو برتن اُسکے حق مین یون دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جس طرح اُس نے مجھے شیطان کے
ے چھڑایا تو اُسے آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھو کر اُسکا دھوون پی جائے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ
کھانیکے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا وَھُوَ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا[۵۔۳] قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور لِاِیْلٰفِ
حلال کا کھانا کھایا ہو تو شکر کرے اور شبہہ کا کھانا کھایا ہو تو روئے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اُس
سا نہین ہے جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دھونے لگے تو اشنانؑ بائین ہاتھ مین لے پہلے داہنے ہاتھ کی
کے سرے بے اُشنان ملے دھوے پھر اشنان مین اُنگلی ڈبوئے ہونٹ اور دانت اور تالو پر رکھ کر خوب ملے اور اُنگلیون کو دھوئے

ثرید کھانے کی ایک قسم ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے مین بھگوتے ہین ۱۲ غیاث ۵۔۲ سب تعریف اُس اللہ کے واسطے ہے جس نے کیا اُس پانی کو خوش مزہ میٹھا اپنی رحمت سے
اُسے کھاری بدمزہ ہمارے گناہون سے ۱۲ ۵۔۳ سب تعریف اُس اللہ کے واسطے ہے جس نے کھلایا ہم کو اور پلایا ہم کو اور کافی ہوا ہمارے تئین اور پناہ دی ہم کو اور وہ سردار ہمارا
ب ہمارا ہے ۱۲ ۵۔۴ ایک کھاری بوٹی کھاری زمین مین اُگتی ہے اُس سے کپڑا دھوتے ہین تو صابون کی طرح صاف کرتی ہے اگر اُس بوٹی کو جلاوین تو سجّی ہو جاتی ہے ۱۲ غیاث اللغات

پھر منھ کو اشنان سے دھوئے **کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب** تنہا ہو یا کسی کے ساتھ یہ آداب جو بیان ہو چکے اُن کا توبہر
حال دھیان رکھے لیکن اگر کسی کے ساتھ کھانا کھائے تو سات آداب اور بھی بڑھائے **پہلا** یہ کہ جو شخص سن یا علم یا پرہیزگاری مین
یا اور کسی سبب سے بڑھ کر ہو وہ جب تک کھانے کو ہاتھ نہ بڑھائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ لپکائے اگر خود سب سے بڑھ کر ہے
تو اورون کو انتظار مین نہ رکھے **دوسرا** یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی پرہیزگارون کے قصص اور حکایت
اور کلام حکمت اور شریعت مین سے اچھی اچھی باتین کرے واہیات خرافات نہ بکے **تیسرا** یہ کہ اپنے ہم پیالہ کا دھیان رکھے تاکہ خود
کسی حالت مین اُس سے زیادہ نہ کھا جائے اگر کھانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کھائے اپنے ساتھی کو زیادہ دے اور اچھا کھانا اُسکے
سامنے بڑھائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اُس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے کھائے مگر تین بار سے زیادہ کھاؤ کھاؤ نہ کرے
اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے کہ کھانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے **چوتھا** یہ کہ ساتھی کو اُس سے
کھاؤ کھاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ جسطرح وہ کھاتا ہے اُسیطرح اُسکا ساتھ دیے جائے اور اپنی عادت سے کم نہ کھائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے
اور تنہائی مین بھی اپنے تئین اُسیطرح باادب رکھے کہ جسطرح لوگون کے سامنے مؤدب رہتا ہے تاکہ جب لوگون کے ساتھ ہو تو ادب سے کھانا
کھا سکے اور اگر دوسرے کو زیادہ کھلانے کی نیت سے خود کم کھائیگا تو بہتر ہے اور اگر اورون کی خوشی کیواسطے زیادہ کھائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت
ابن مبارک فقیرون کی دعوت کرتے اور خرمے اُنکے آگے دھرتے اور کہتے کہ جو زیادہ کھائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم اُسے دونگا
پھر گٹھلیان گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہین اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اُسے دیتے **پانچوان** یہ کہ نگاہ نیچی رکھے اورون کے نوالے کو نہ دیکھے اگر
لوگ اُسکا ادب اور ملاحظہ کرتے ہین تو اورون سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اورون کے نزدیک کچھ حقیر ہے تو پہلے ہاتھ رُکے رکھے تاکہ آخر
کو اچھی طرح کھا سکے اگر اچھی طرح نہین کھا سکتا تو عذر بیان کر دے تاکہ اور شرمندہ نہون **چھٹا** یہ کہ جس امر سے لوگون کی طبیعت کو کراہت اور
نفرت ہو وہ امر نہ کرے برتن مین ہاتھ نہ جھٹکے برتن کیطرف منھ اتنا نہ جھکائے کہ منھ سے جو کچھ نکلے وہ برتن مین جائے اگر منھ سے کچھ
نکالے تو منھ کو پھیر لے چکنا نوالہ سرکہ مین نہ ڈبوئے جو نوالہ دانت سے کاٹا ہو اُسے برتن مین نہ ڈالے کہ ان باتون سے لوگونکی طبیعت
نفرت کریگی اور گھنونی چیزون کی باتین نہ کرے **ساتوان** یہ کہ اگر طشت مین ہاتھ دھوئے تو لوگون کے سامنے طشت مین نہ تھوکے
جو شخص معزز ہو اُسے مقدم کرے اگر لوگ اُسکی تعظیم کرین تو مان لے اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے سب کے ہاتھونکا دھوون جمع کرے
ہر ایک کے ہاتھ کا دھوون الگ نہ پھینکے کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دھولین تو بہت اولی ہے اور فروتنی
سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو آہستہ سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اُڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے
بیٹھنے سے اُسکا کھڑا رہنا اولی تر ہے یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے
کہ حیوان جس طرح اُس کا جی چاہتا ہے اُسیطرح کھاتا ہے اچھی بات نہین جانتا خدا نے اُسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو
یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ اُسپر کاربند نہ ہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اُس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا **دوستون اور
دینی بھائیون کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت** اے عزیز جان تو کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ

، سے افضل ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کرینگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا
سرے جس سے روزہ افطار کریگا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہما السلام فرماتے ہین کہ جب
دون ور بھائیون کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھیو تو جلدی نہ کر تاکہ دیر ہو اسواسطے کہ اُسقدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصریؒ کہتے ہین
بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے مان باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اُسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اُسکا حساب
کا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف مین آیا ہے
کھانا دوستون کے آگے سے بڑھے اُسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بڑھاؤن اُسمین سے
ین امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد
ن حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا اور تو نے مجھے کھانا نہ دیا آدمی عرض کریگا
ر خدایا تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو تمام عالم کا مالک ہے تجھکو کھانے کی کچھ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا تو اگر اُس کو کھانا دیتا
یا مجھ کو دیتا رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا پانی دیتا ہے حق تعالے اُسے آتشِ دوزخ
سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کی راہ کی مسافت ہوتی ہے اور فرمایا خَیرُکُم مَن اَطعَمَ
امَ یعنے تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے **جو دوست ایک دوسرے کی ملاقات کو جائین اُن کے**
انا کھانے کے آداب اے عزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین **پہلا ادب** یہ ہے کہ قصداً کھانے کے وقت کسی کے پاس
ئے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بُلائے کسی کا کھانیکا قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہوگا اور کھانے مین حرام خور
فاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہین کہ کھاؤ اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نہ چاہیے
لطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور جسکے دل سے آگاہ ہے اُسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست
بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ اور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ اور
رت عمر فاروقؓ بھوک کے وقت حضرت ابو ایوبؓ انصاری اور حضرت ابو الہیثمؓ ابن التیہان کے گھر تشریف لیگئے ہین اور مانگ کر
نوش فرمایا ہے یہ امر خیر میزبان کی اعانت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ
ایک دوست کے گھر رہتے کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے
ہتے یہ دوست اُن بزرگون کیواسطے گویا کسب وصنعت تھے اور اُنکی عبادت مین سبب فراغت تھے بلکہ جب دینی دوستی ہوگئی تو
دوست گھر مین نہو تو بھی اسکے کھانے مین سے کھا لینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہؓ کے گھر تشریف
ئے اور اُنکے غیبت مین اُنکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسع ایک بزرگ
سب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسن بصریؓ کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے جب حضرت حسن بصری اپنے گھر
یف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوریؓ کے گھر مین ایسا ہی امر کیا جب حضرت سفیانؓ تشریف لائے

تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجکو یاد دلائے کہ انھون نے ایسا ہی کیا ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اُسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نہ کرے اگر اپنے اہل و عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اُسے رکھ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپنے فرمایا کہ تین شرطون سے مین تیرے گھر آؤنگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لا دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اُسمین سے کچھ پھیر نہ لیجا تیسری یہ کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیلؓ نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلّف کے سبب سے چھوٹ گئے ہین اگر تکلّف درمیان سے اُٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے ملسکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ سے تکلّف کیا اُنھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم بہم ہون تو یہ تکلّف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلّف اُٹھا دو یا مین آنا موقوف کرون حضرت سلمانؓ کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اُس سے بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جانکر سامنے نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اُسے حقیر جانے حضرت یونس علیٰ نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ تکلّف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلّف کرتا کچھ لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اُن کے درمیان فیصلہ کردین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوے آپکو تو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی متعجّب ہوے کہ حضرت زکریا پیغمبر ہوکر ایسی عورت پری طلعت کے ساتھ عیش و عشرت کرتے ہین جب آپکو ڈھونڈھا تو ایک جگہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اُن لوگون نے آپسے باتین کین آپنے اُن سے نہ کہا کہ میرے ساتھ کھانا کھالو جب آپ اُٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے اُن لوگونکو آپ سے ان تینون کامون کا سرزد ہونا محل تعجّب معلوم ہوا عرض کی کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپنے فرمایا کہ خوبصورت عورت اسواسطے رکھتا ہون کہ میرے دین کو بچائے میری آنکھ اور دل اور کہین نہ لگ جائے اور تم سے کھانے کو جو نہ کہا تو اسواسطے کہ وہ میری مزدوری تھی کہ کام کرون مین اگر کم کھاتا تو کام مین تقصیر کرتا اور کام کرنا مجھپر فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ نہ چاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پر جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صدق اور راستی تکلّف کرنے سے بہتر ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ جب جانے کہ میزبان پر دشوار ہوگا تو اُسپر حکومت نہ کرے جب مہمان کو دو چیزون مین اختیار دین تو جو چیز میزبان پر بہت آسان ہو اُسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلعم ہر کام مین ایسا ہی کرتے تھے کوئی شخص حضرت سلمانؓ کے پاس گیا اُنھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اُس شخص کے سامنے لاکر رکھدیا وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمانؓ اور کچھ پاس نہ رکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے وہ شخص جب روٹی کھاچکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اگر تجھمین قناعت ہوتی تو میرا آفتابہ نہ گرو ہوجاتا مگر جہان جانے کہ میزبان کو دقت نہ پڑیگی اور خوش ہوگا تو اُس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعیؒ بغداد مین زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کی اقسام لکھکر

لہ ایک بیتی ہے کہ فقیر اس سے روٹی کھاتے ہین ۱۲ سلہ شکر ہے اُس اللہ کا جس نے قناعت دی مجکو اس چیز پر جو روزی مجھے دی ۱۲۔

، والے کو دیدیتا ایک دن امام صاحب نے ایک قسم کا کھانا دستخط خاص سے اس مین بڑھا دیا جب زعفرانی نے اس کتبہ کو لونڈی کے
ن دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ مین اُس لونڈی کو آزاد کر دیا **چوتھا** ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجالانے پر
سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اُنکی آرزو ہوگی اُسکے مہیا کرنے
ثواب ہوگا رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو برلانے مین کوشش و رستعدی کرتا ہو ہزار ہزار نیکیان
عمالنامہ مین لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اُسکے نامۂ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اُسکا مرتبہ بلند کرتے ہین
ن جنتون مین سے اُسے حصّہ دیتے ہین ایک فردوس دوسری عدن تیسری خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤن یا
ن مکروہ اور برا ہے بلکہ جو کچھ موجود ہے لے آئے اگر مہمان نہ کھائے تو پھیر لیجائے **میزبانی کی فضیلت** اے عزیز جان تو کہ یہ جو
یا گیا اُس صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور ہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے
ن نہ کر اور اگر تو بلائے تو کچھ اُٹھا نہ رکھ یعنے جو تکلّف تجھ سے ہو سکے کر اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت
، وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور ایسے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسی واسطے رسول مقبول صلعم
مایا ہے کہ جو شخص مہماندار نہین اس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلّف نہ کرو اسواسطے کہ جب تکلّف کروگے
، ساتھ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہو خدا اسکے
منی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اُسکے واسطے قرض لیکر تکلّف کرنا درست ہے لیکن دوستون کیواسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات
ہین تکلّف نہ چاہیے اسواسطے کہ تکلّف کرتے کرتے محبّت جاتی رہیگی جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے غلام ابو رافع نام کہتے ہین کہ
ہلعم نے مجھسے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے مین رجب کے مہینے مین ادا کردونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے
ہ نے کہا کہ جبتک کچھ گرو نہ رکھوگے نہ دونگا حضرت ابو رافع کہتے ہین کہ مین پھر آیا اور حضرت صلعم کیخدمت مین اُسکا قول عرض کیا آپ نے
و اللہ مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون اگر وہ دیدیتا تو مین ادا کردیتا اب میری وہ زرہ لیجا اور گرو رکھ لا مین لیگیا اور
یا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مہمان کو ڈھونڈھنے ایک دو میل راہ جاتے جبتک مہمان نہ ملتا کھانا نہ کھاتے اُنکے صدق و خلوص
ہے آجتک اُنکے مشہد مین رسم ضیافت باقی ہے حتّٰی کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہین جاتی اور کبھی سو دوسو مہمان آرہتے ہین بہت سے گاؤن
لے وقف اور معاف ہین **دعوت کے اور دعوت قبول کرنے کے آداب** جو شخص دعوت کرتا ہے اُسکے واسطے سنت ہے
ن کے سوا اور کو نہ بلائے اسواسطے کہ کھانا کھلانا قوت بڑھاتا ہے اور فاسق کو کھانا دینا فسق مین اُسکی مدد کرنا ہے اور فقیرون کو
میرون کو نہ بلائے رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ وہ طعام ولیمہ سب کھانون سے بدتر ہے جسکے واسطے امیرون کو بلائین اور فقیرون کو محروم
و فرمایا ہے کہ تم لوگ دعوت کرنے مین بھی گناہ کرتے ہو ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آئے اور جو آنے والا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہو
ہیے کہ یگانون اور نزدیک کے دوستون کو نہ بھولے کہ وحشت کا سبب ہوگا دعوت سے ڈہنگ اور بڑائی کا ارادہ نہ کرے ادائے
و فقرا کی راحت کا خیال کرے جسے جانے کہ دعوت قبول کرنا اُسے دشوار ہے اُسے نہ بلائے کہ اُسے رنج ہوگا اور جو شخص اس کی

دعوت قبول کرنے مین رغبت نہ کرے اُسکی بھی دعوت نہ کرے کہ وہ اگر مان بھی لیگا تو کھانا کراہت سے کھائیگا اور یہ امر خطا کا سبب ہوگا
دعوت قبول کرنیکا **پہلا ادب** یہ ہے کہ فقیر اور امیر مین کچھ فرق نہ کرے فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے اسواسطے کہ جناب سلطان الانبیا
علیہ الصلوٰۃ والثنا فقیرون کی دعوت قبول فرماتے تھے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گذر ایک محتاج قوم کی طرف ہوا وہ لوگ روٹی کے
ٹکڑے کھا رہے تھے عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ بھی ہمارے شریک ہوجیے آپ سواری پر سے اُتر کر اُن کے شریک ہوگئے اور فرمایا
حق تعالی تکبر کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے جب نوش فرما چکے تو اُن لوگون سے ارشاد فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو
دوسرے دن اُنکے واسطے عمدہ عمدہ کھانا پکوایا اور اُنکے ساتھ بیٹھ کر نوش فرمایا **دوسرا ادب** یہ ہے کہ اگر جانتا ہے کہ میزبان مجھپر احسان
جتائیگا اور رسمی میزبانی جانے گا تو اُس سے لطائف الحیل کر دے اور دعوت نہ قبول کرے بلکہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے قبول کرنے کو
اپنے واسطے موجب فضیلت جانے اور اُسکا احسان مانے علیٰ ہذا القیاس اگر جانتا ہے کہ اُسکے کھانے مین شبہہ ہے یا وہان کا انداز برا ہے
مثلاً اس جگہ فرش اطلسی ہے یا چاندی کی انگیٹھی یا دیوار اور چھت مین جانورون کی تصویر ہے یا راگ مع مزامیر ہے یا کوئی مسخرا پن کرتا ہی یا فحش
بکتا ہے یا جوان عورتین مردون کو دیکھنے آتی ہین یہ سب بُری باتین ہین ایسی جگہ جانا نہ چاہیے اسیطرح اگر میزبان بدعتی یا ظالم یا فاسق ہو یا
ضیافت سے لاف و تکبر اُسے مقصود ہو تو اُسکی دعوت نہ قبول کرے اگر دعوت قبول کی اور وہان کوئی بُری بات دیکھی اور منع نہین کر سکتا
تو وہان سے چلا جانا واجب ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ راہ دور ہونے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ عادات کے موافق جتنی راہ چلنے کی برداشت
ہے اُسکا متحمل ہوجائے توریت مین ہے کہ بیمار پرسی کیواسطے ایک میل جا جنازہ کے ساتھ دو میل جا مہمان کے لیے تین میل جا دینی بھائی کی
ملاقات کو چار میل جا **چوتھا ادب** یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتون
پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھولڈالے کہ مسلمان کا دل خوش کرنے کا ثواب روزہ سے
بہت افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے واسطے روزہ کھولڈالے اعتراض کیا ہے
اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلیف کرے اور تو کہے کہ مین روزہ دار ہون **پانچوان ادب** یہ ہے کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت
قبول نہ کرے کہ یہ جانورونکا کام ہے بلکہ اتباعِ سنت نبوی کی نیت کرے اور اسبات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت نہ قبول کریگا وہ خدا و رسول کا گنہگار ہوگا اسی سبب سے علمائے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول
کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے مین مسلمان بھائی کے اعزاز و اکرام کی نیت کرے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص کسی مومن کا
اعزاز و اکرام کرے اُسنے خدا کا اعزاز و اکرام کیا اور مسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان
کو خوش کرے اُسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات منجملۂ قربات ہے اور
اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت مین جانے کی
یہ چھ نیتین ہین ہر ایک نیت کے عوض مین ثواب حاصل ہوگا اور ایسی ہی نیتون کی بدولت مباح چیزین باعث قرب خدا
ہوجاتی ہین بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات مین اُنکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو

کا کوئی دم ضائع نہ جائے حاضر ہونے کے آداب یہ ہین کہ میزبان کو منتظر نہ رکھے جانے مین جلدی کرے اچھی جگہ نہ بیٹھے جہان میزبان
ہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر مین اُسے بٹھالین تو فروتنی کرے عورتون کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے
دھر بہت نہ دیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب تر ہے اُس کی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اُس
منع نہ کرسکے تو وہان سے اُٹھ جائے حضرت امام احمد حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھے تو چاہیے کہ
ٹرا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے کہ قبلہ اور طہارت کی جگہ اُسے بتادے کھانا رکھنے کے آداب
نہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام مین سے ہے تاکہ مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی
حاضرین کی رعایت اولیٰ تر ہے مگر جبکہ فقیر نہ آیا ہو اور انتظار نہ کرنے سے شکستہ دل ہوجائے گا تو اُسکی خوشی خاطر کی نیت
تاخیر بہتر ہے حاتم اصمؒ نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزون مین چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے مین مُردہ کی
مین لڑکیون کے نکاح مین قرض ادا کرنے مین گناہون سے توبہ کرنے مین اور دعوت ولیمہ مین جلدی کرنا سنت ہے
را ادب یہ ہے کہ کھانے سے پہلے میوہ لائے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نہ رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے
ترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہین اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اُس سے آسودہ ہوجائین -
کھانے والون کی یہ عادت ہے کہ ثقیل غذا آگے رکھتے ہین تاکہ مہمان بہت کھاسکے یہ مکروہ ہے اور بعضون کی یہ عادت ہے کہ
ی سب طرح کے کھانے رکھدیتے ہین تاکہ جسکا جو جی چاہے کھائے جب طرح طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اُٹھائے اسواسطے کہ شاید کوئی
ہو کہ ہنوز آسودہ نہوا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نہ رکھے کہ اسمین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نہ رکھے کہ اسمین تکبر ہے مگر
بہت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھ بڑھ جائیگا اُسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سا
رکھا حضرت سفیان ثوریؒ نے اُن سے کہا کہ کیا تمھین اسراف کا خوف نہین ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے
سراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کا حصہ پہلے نکال لے تاکہ اُنکی نظر دسترخوان پر نہ رہے اسواسطے کہ جب
بچیگا تو وہ مہمان کا شکوہ کرینگے اس امر مین مہمان کے ساتھ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے کہ مہمان کھانا باندھ
ئے جیسے بعض صوفیونکی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اُنکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کہدے یا یہ جانتے ہون کہ میزبان
سے راضی ہے تو کھانا باندھ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نہ کرے اسلیے کہ اگر زیادہ لیجائیگا تو حرام ہوجائیگا یا اگر میزبان
ی نہو تو بھی حرام ہے اسمین اور چوری سے لیجانے مین کچھ فرق نہین اور جو کچھ وہ شخص جو ہم پیالہ ہو شرم سے چھوڑ دے
خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے **ضیافت خانہ سے باہر آنے کے آداب** یہ ہین کہ اجازت سے نکلے اور
ان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے اسلیے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ ایسا ہی کرتے
اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اس سے قصور دیکھے تو معاف کرے حُسن خلق سے
وے کہ حسن خلق بسا تقربات سے بہتر ہے **حکایت** ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت کی اُسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع

حضرت جنید قدس سرہ کو بھی بلالایا آپ جب اُسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اُسکے باپ نے اندر نہ جانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلانے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اُسکے باپ نے اندر نہ جانے دیا آپ پھر آئے اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہ تشریف لائے تاکہ اُس لڑکے کا دل خوش ہو اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اُسکے باپ کا دل خوش ہو حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے اور ہر ردّ و قبول مین آپکو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہِ دین مین سے ہے اسواسطے کہ راہِ دین کو جسطرح شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت ہے اور یہ بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقائے وجود کا سبب ہے حق تعالےٰ نے اسیواسطے نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کیواسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرائے اور راہِ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہِ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے اور اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[1] اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے بندے بڑھتے ہین اور سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امّت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ اولاد زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمھارے سبب سے اور پیغمبرون کی امّت پر فخر کرونگا حتی کہ اُس حمل کے سبب سے بھی فخر کرونگا جو اپنی ماں کے پیٹ سے گر جائے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑھے اور خدا کی بندگی کرے اُسکو بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اُستاد کا حق اُس سے بھی زیادہ ہے اسلیے کہ باپ پیدائش کا سبب ہے اور اُستاد راہِ دین پہچاننے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملۂ راہِ دین ہے تو اُسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اُسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین **دوسرا باب** عقدِ نکاح کے آداب کے بیان مین **تیسرا باب** نکاح کے بعد عیش کرنے کے آداب کے بیان مین **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نکاح کی بزرگی اُسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اُسکے فائدے پانچ ہین **پہلا فائدہ** اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے **پہلا ثواب** یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقائے نسل جو حق تعالیٰ کو محبوب و مرغوب ہے اُس مین کوشش کرتا رہیگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانے گا اُسکو اس امر مین کچھ شک نہ رہیگا کہ یہ بات حق تعالیٰ کی محبوب ہے جب مالک اپنے بندے کو زمین قابلِ زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اُسپر ایک سزاول کرے کہ اُسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نہ کہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اُسکا مطلب و مقصد جان جائیگا کہ مجھسے کھیت جتوانا بیج بوانا درخت پیدا کروانا اُسے مقصود ہے خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا آلتِ مباشرت پیدا کیا مردون کی پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر سزاول کیا تو ان باتون سے جو مقصود آلٰہی ہے وہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہین

[1] اور نہین پیدا کیا مین نے جن وانس کو مگر اسواسطے کہ عبادت کرین میری ۱۲

ی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور سزا اول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹالدے تو خلقت یعنی پیدائش کے مقصود سے وہ پھرا
اسیواسطے صحابۂ کرام اور اگلے بزرگ بے نکاح مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو زوجہ
ون مین مرین اور خود اُنکو طاعون ہوا کہا جبتک کہ مین مرون مرون میرا نکاح کردو مین نہین چاہتا کہ بے جورو مرجاؤن **دوسرا**
ب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کہ مین نکاح کے سبب سے کوشش کرتا رہیگا تاکہ آپکی امت زیادہ ہو کہ اُسکے سبب سے
فخر کرینگے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنیکو منع کیا کہ اُسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے اگر کھجور کی چٹائی گھر مین بچھی
بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ عورت بدصورت جننے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہی کہ نکاح کرنا
ت کیواسطے نہین ہے اسلیے کہ شہوت کیواسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے **تیسرا ثواب** یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل ہوتی
دیث شریف مین ہی کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا اُنمین سے ایک اولاد بھی ہی کہ باپ کی موت کے بعد اُسکی دعا برابر رہتی ہے اور
لو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مُردونکو دکھاتے ہین اس سبب سے وہ راحت پاتے ہین
تھا ثواب یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مرجائے تاکہ وہ اُس مصیبت کا رنج کھینچے اور لڑکا قیامت مین اُس کی شفاعت کرے
مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچّہ سے کہین گے کہ جنّت مین جا وہ مچل جائیگا اور کہے گا کہ اپنے ماں باپ کے بغیر
مین اندر نہ جاؤن گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کا کپڑا پکڑکر کھینچا اور فرمایا کہ جسطرح مین تجھے کھینچتا ہون اسیطرح بچّہ اپنے
باپ کو جنّت مین کھینچتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بچّے جنّت کے دروازے پر جمع ہونگے اور دفعتہً چلّانا اور رونا شروع کرینگے
پنے ماں باپ کو ڈھونڈھین گے حتیٰ کہ ماں باپ کو حکم ہوگا کہ تم لڑکون کی جماعت مین جاؤ اور ہر بچّہ اپنے ماں باپ کو جنّت مین لیجائیگا
یت ایک بزرگ نکاح کرنے مین عذر کرتے تھے یہانتک کہ ایک رات اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس
رے بیتاب ہے لڑکون کا ایک گروہ ہے اُنکے ہاتھون مین چاندی سونیکے کٹورے ہین اور لوگون کو پانی پلا رہے ہین اُن بزرگ نے
انی مانگا اُنھین کسی لڑکے نے نہ دیا اور کہا ہم مین تیرا بیٹا کوئی نہین ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوے اُسیوقت نکاح کیا
سرا فائدہ نکاح مین یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار مین کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتھیار ہے اُسے اپنے سے دور کرتا ہی اسیواسطے
سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اُسنے اپنے آدھے دین کو حصار مین کرلیا اور جو شخص نکاح نہین کرتا گو
و بچالے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہین بچاسکتا نکاح فرزند کی نیّت سے کرے شہوت کے واسطے
اسلیے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمانبرداری کیواسطے یون نہین ہوتا ہے کہ سزا اول ٹالنے کی نیت سے کرے اس واسطے
ت کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ متقاضی ہو ہر چند کہ اُس مین اور حکمت بھی ہے وہ حکمت یہ ہے کہ اُسمین بڑا مزہ رکھا ہے تاکہ وہ مزا آخرت
ون کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اُسکی تکلیف رنج آخرت کا نمونہ ہو ہر چند کہ مباشرت کی لذّت اور آگ کی اذیت
ت کی لذّت و مصیبت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا فرمایا ہے خالق کے نزدیک اُسمین بہت سی حکمتین ہین اور ممکن
ایک ہی چیز مین بہت سی پوشیدہ حکمتین ہون مگر عالمون اور بزرگون ہی پر ظاہر ہون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنے گھر جائے اور اپنی جورو کے ساتھ صحبت کرے کہ اس امر مین سب عورتین برابر ہین **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتون سے موانست ہوتی ہے اور اُنکے پاس بیٹھنے سے اور اُنکے ساتھ مزاح کرنے سے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسائش کے سبب سے شوقِ عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ عبادت کرنا اُداسی لاتا ہے اُس مین آدمی دلگرفتہ ہوجاتا ہے یہ آسائش اس قوت عبادت کو پھیر لاتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ راحت اور آسائش دل سے دفعتہً نہ چھین لو کہ اس سے دل نابینا ہوجائیگا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی وقت مکاشفہ مین اتنا بڑا کام آپڑتا کہ آپکا جسم نازک اُسکا متحمل نہ ہوسکتا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضؓ پر ہاتھ رکھکر فرماتے کَلِّمِيْنِيْ يَا عَائِشَةُ یعنے اے عائشہ میرے ساتھ باتین کر اس سے آپکی غرض یہ ہوتی تھی کہ اپنے تئین تقویت دین تاکہ بار وحی اُٹھانیکی قوت پیدا ہو جب آپکو پھر اس عالم مین لاتے اور وہ قوت تمام ہوجاتی تو اُس کام کا شوق آپ پر غالب ہوتا اور فرماتے اَرِحْنَا يَا بِلَالُ یہانتک کہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی دماغ کو خوشبو سے قوت دیتے اسیواسطے فرمایا ہے حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاۗءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنے تمھاری دنیا سے تین چیزون کو حقتعالے نے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے اور نماز کی تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھون کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسائش کے واسطے ہین تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھون کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جمع کرنے کو منع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا لِيَتَّخِذْ اَحَدُكُمْ لِسَانًا ذَاكِرًا وَقَلْبًا شَاكِرًا وَزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً یعنے زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتھ بیان فرمایا **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دھونا جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل و عبادت سے محروم رہیگا اسواسطے دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی ہے اس سبب سے ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پر صبر کرنا اور اُنکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اُنکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کیواسطے کسب حلال کرنا ابدالون کا کام حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالےٰ چند بزرگون کے ساتھ جہاد مین مشغول تھے کسی نے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے اہل و عیال ہون اور وہ اُنکو صلاحیت کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اُٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا اُنھین اُڑھا دے اُسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام احمد حنبل رحؒ مین تین تفضیلین ہین کہ مجھ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے اور اپنے زن و فرزند

واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب گناہون مین ایک گناہ ہے کہ
لداری کے رنج و مشقت کے سوا اور کچھ اُسکا کفارہ نہین **حکایت** ایک بزرگ تھے اُنکی جورو مرگئی دوسرے نکاح کیواسطے لوگ
ہوے مگر اُنھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی بہت ہے ایک رات اُنھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے
ہین اور مرد ونکا ایک گروہ آگے پیچھے اُترتا ہے اور ہوا مین جاتا ہے جب اُنکے پاس آئے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے
ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ اُن لوگونکی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھ نہ پوچھ سکے
سکے بعد ایک لڑکا تھا اُس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اُسنے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے اعمال مجاہدین
اعمال کے ساتھ آسمان پر پہنچاتے تھے اب نہ معلوم تم نے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدین کے زمرے سے نکال دیا ہے وہ
جب جاگے تو فوراً نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی خواہش کرنا چاہیے **نکاح کی آفتین**
ہین ایک یہ کہ شاید کسب حلال نہ کرسکے خصوصاً اس زمانہ مین اور شاید عیالداری کے سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اُسکے
کی تباہی اور عیال و اطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی اُسکا تدارک نہین کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بندہ
باب عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اُسے ترازو کے پاس ٹھہرا کر پوچھینگے کہ تو نے اپنے عیال کو نفقہ کہان سے دیا اُس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور
تمام نیکیان اس سبب سے رائگان ہوجائنگی اُسوقت منادی ندا کریگا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیان کھا گئے اور یہ گرفتار
حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اُسکے عیال جھگڑینگے اور کہین گے کہ بار خدایا اسکا ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا
یا یا ہم نہ جانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمین نہین سکھائی ہم جاہل رہ گئے تو جو شخص حلال ترکہ نہ پائے یا مال حلال نہ کمائے اُسے نکاح کرنا نہ
ہے مگر جبکہ یقیناً جانتا ہو کہ اگر نکاح نہ کریگا تو زنا مین پڑیگا **دوسری آفت** یہ ہے کہ عیال کا حق بجالانا نہین ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور
محالات پر صبر کرنے اور متحمل ہونے سے اور اُنکے کامون کے سر انجام مین آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہر ایک سے نہین ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور
گنہگار ہوجائے یا اُنکی خبر نہ لے اُنھین تباہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکون سے بھاگے گا اُسکی مثال بھگوڑے
غلام کی سی ہے جبتک جورو لڑکون کے پاس نہ جائے نماز روزہ کچھ قبول نہین ہوتا غرضکہ ہر ایک آدمی کا نفس ہے جبتک اپنے نفس سے نہ
لے اولی یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اُٹھائے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے پوچھا کہ تم نکاح کیون نہین کرتے ہو کہا
اس آیت سے ڈرتا ہون وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مین کیون نکاح کرون
مجھے نکاح کی حاجت نہین اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہین **تیسری آفت** یہ ہے کہ دل جب اہل و عیال کے کام
اور فکر مین ڈوبتا ہے آخرت کے خیال اور زاد آخرت کی تیاری اور خدا کی یاد سے باز رہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الٰہی سے باز رکھے وہ
تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ
عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو عیال داری کا شغل خدا سے مشغول کرتا تھا

عورتون کا مردون پر ویسا حق ہے جیسا مردان کا عورتون پر ۱۲ ؎ اے مسلمانون نہ پھیرے تم کو مال تمھارا اور اولاد تمھاری یاد خدا سے ۱۲

اُس طرح مجھے مشغول نہ کریگا اور جانے کہ اگر مین نکاح نہ کرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد اور بندگی مین رہونگا اور حرام سے بچونگا اُسے نکاح نہ کرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اُسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہ ہو اُسے نکاح نہ کرنا افضل ہے مگر وہ شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خُلق نیک و شفقت و مہربانی پر اعتماد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یادِ الٰہی سے باز نہ رکھے گا اگر مین نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یادِ الٰہی مین مشغول رہونگا اُسکے واسطے نکاح کرنا اولیٰ ہے واللہ اعلم **دوسرا باب** عقدِ نکاح کی کیفیت اور آداب مین اور اُن صفتون کے بیان مین جنکا عورت مین نگاہ رکھنا ضرور ہے **نکاح کی شرطین** پانچ ہین **پہلی شرط** ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہین جس عورت کا ولی نہو سُلطان اُسکا ولی ہے **دوسری شرط** عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کم سِن ہو تو اگر اُس کا باپ یا دادا نکاح کرے تو اُسکی رضامندی شرط نہین ہے مگر تاہم اولےٰ یہ ہے کہ اُسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولےٰ یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگارون کی جماعت اُسوقت موجود ہو فقط دو گواہون پر اکتفا نہ کرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اُنکا فسق مرد اور عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہی **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جس طرح تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسیطرح شوہر اور عورت کا ولی خواہ اُنکا وکیل ایجاب و قبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اُسکی فارسی کہے اور سنّت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کر دیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول کیا عقد کے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کرے پھر عقد باندھے کہ اسمین محبّت و اُلفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو بُرے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اس سے حلال ہو بیس صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسواسطے کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بُت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا و رسُول کا ایمان نہ رکھتی ہو یا اباحتی ہو یعنی اجنبی مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اُسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جسنے جناب ختم الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نہ رکھتی ہو یا مرد اُسکا مالک ہو کُل کا مالک ہو خواہ بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودھ پینے کے سبب سے اُسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اُسپر حرام ہوگئی ہے مثلاً اُسکی بیٹی یا مان یا دادی سے پہلے نکاح کرکے یہی مرد صحبت کر چکا ہے یا اُس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے یا اس مرد کے چار جوروین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اُس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اسواسطے کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنہین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کرین تو اُن دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اُن دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین ہے یا یہ عورت اُس مرد کے نکاح مین تھی اُسنے تین طلاقین دی ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جب تک دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہ ہوگی یا اُن دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو یا وہ عورت کم سِن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک

ف: جسے زنا کا خوف ہو اُسے نکاح کرنا افضل ہے اور جسے یہ خوف نہ ہو اُسے نکاح نہ کرنا بہتر ہے ۱۲

...ہووے تب تک اُسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل ہے نکاح حلال و درست ہونے کی شرطین بھی ہین جن
...دن کا عورت مین دیکھ لینا سنّت ہے وہ آٹھ ہین **پہلی صفت** پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ اگر عورت پارسا نہو اور شوہر
...مین خیانت کرے تو شوہر متفکر رہیگا اور اگر اپنی عصمت مین خیانت کریگی و مرد خاموش رہیگا تو حمیّت اور دین کا نقصان ہے
...مین روسیاہ اور بدنام ہوگا اگر خاموش نرہیگا تو زندگی تلخ ہوجائیگی اور اگر طلاق دیگا تو شاید اُسکے دل سے لگی ہو اور خوبصورت
...پارسا ہے تو بدبلا ہے جب ایسی ہو تو اُسے طلاق دینا بہتر ہے مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلے اللہ
...وسلم کے حضور مین اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا کہ تو اُسے طلاق دیدے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت مین اُس سے
...ن رکھتا ہون فرمایا تو اُسے طلاق نہ دینا اگر طلاق دیگا تو اُسکے بعد آفت مین پڑے گا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال
...کیواسطے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے گا وہ دونون سے محروم رہیگا اور جب دین کے لیے نکاح کرے گا تو دونون مقصد
...لیگے **دوسری صفت** حُسنِ خُلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکرگزار اور زبان دراز ہوتی ہے اور بیجا حکومتین کرتی ہے ایسی
...ت کے ساتھ زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے **تیسری صفت** جمال ہے جو محبّت اور الُفت کا سبب ہوتا ہے
...سطے نکاح کے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنّت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار کی عورتون کی آنکھ مین ایک چیز ہے
...ں اس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی اُنکے ساتھ نکاح کیا چاہے پہلے اُنھین دیکھ لے بزرگون کا قول ہے کہ عورت کے بے دیکھے جو نکاح
...ہے اُسکا انجام پشیمانی اور غم ہے اور وہ جو حضرت نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین
...یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال ڈھونڈھے ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباعِ سنّت کسی
...کو مقصود ہے اور جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے کانی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور
...بن جو خوبصورت تھی اُسکی خواہش نہ کی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ یہ کانی عقل مین اُس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت**
...یہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حُسن و جمال زیادہ ہو بہت مہر باندھنا
...ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کا دس درم مہر باندھا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چارسو درم سے زیادہ نہین باندھا
...**...ین صفت** یہ ہے کہ بانجھ نہ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ
...ت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت باکرہ یعنی کنواری ہو اسواسطے کہ اُسکے ساتھ بڑی محبّت ہوگی اور جو عورت
...شوہر کو دیکھ چکی ہے اکثر اُسکا دل اُسی کیطرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کیا رسول مقبول
...نے فرمایا کہ تو نے باکرہ کے ساتھ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اُسکے ساتھ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ عورت
...النّسب ہو دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے اسواسطے کہ بداصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اسکے اخلاق اولاد مین
...ین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت عزیز قریب نہ ہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اُس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا
...شاید اسکا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اُس ولی پر جو اپنی لڑکی

کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اُسکی صلاح وفلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو زشت رُو سے اور جو روٹی کپڑا نہ
دے سکے اُس سے عذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہو گا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتھ بھی نکاح کرنا درست نہین
ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتھ کر دیا اُسکا قطع رحم ہو جائے گا اور نہ
فرمایا کہ نکاح لونڈی پن ہے ہوشیار رہ کہ اپنی لڑکی کو کس کی لونڈی بناتا ہے **تیسرا باب اول نکاح سے آخر تک عورتون کے ساتھ گذران کرنے کے آداب مین** اے عزیز جان تو کہ یہ امر جب معلوم ہو چکا کہ دین کی اصلون مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو
آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب اُسمین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورون کی جفتی مین کچھ فرق نہ ہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا
لحاظ رکھنا چاہیے **پہلا ادب** ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنے دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہ ہو
جو وہ کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھے گا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اُم المومنین حضرت بی صفیہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جَو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے واسطے اُسی قدر ولیمہ کرے
اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گزرنے پائے دف بجانا اور اُس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے اسواسطے کہ روے زمین پر آدمی
سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح اُسکی پیدائش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے
رُبیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتی ہین کہ جس رات مین دُلھن بنی اُسکے دوسرے دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب آپ کو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپ نے فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین
وہی کہو آپ نے اجازت نہ دی اسواسطے کہ آپ کی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اُسے ملانا درست نہین **دوسرا ادب**
یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ مرو نیکخو رہین اس کے یہ معنی نہین ہین کہ اُن کو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ اُن کا رنج سہین اور اُنکے
حکم محال اور ناشکری کے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتون کو ضعف اور چھپانے کی چیز سے پیدا کیا ہے اُنکے
ضعف کا علاج خاموشی ہے اور چھپانے کی تدبیر یہ ہے کہ اُنکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی
جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اُسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اُنکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین
علیہ افضل صلوٰۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑھا کرو اور لونڈی غلامون کے ساتھ بھلائی
کیا کرو اور عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ ہے یہ تمھاری قیدی ہین ان کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی نے غصہ سے اُنکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے
فرمایا کہ اے بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا تم سے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات آپ کو
جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو حفصہ پر افسوس ہے کہ خاکسار نہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی حفصہ رضی اللہ
تعالے عنہا کو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب نہ دیا کرو

ضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی کا ہسکا نہ کرنا کہ رسول مقبول اُنھین دوست رکھتے ہین اور اُنکی ناز برداری کرتے ہین رسول
ل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ یعنے تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے
ہ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنی جورؤن کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے
سے رُکا نہ رہے اور اُن کی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول
ے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتّٰی کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھین کون آگے نکلجاتا ہے حضرت
ے اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
رمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہوگیا یعنی اب ہم تم برابر ہوگئے ایک دن حبشیون کی آواز سنی کہ کھیلتے ہین اور کودتے ہین حضرتؐ نے بی عائشہ
یقہ سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو وہ بولین ہان آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلایا حضرت صدیقہؓ آپ کے بازو پر ٹھڈی
رد دیر تک دیکھا کین آپؐ نے فرمایا کہ یا عائشہؓ ابھی بس نہ کروگی وہ چپ ہو رہین تین بار آپ نے فرمایا تب اُنھون نے بس کیا ۔
مومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام مین رکھتے تھے فرماتے ہین کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ لڑکونکا
رہے اور خانہ داری کے باب مین مردانہ وار رہے بزرگون نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر مین آئے خندان آئے جب باہر جائے
جائے جو کچھ پائے کھائے جو نہ پائے اُسے نہ پوچھے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ ٹھٹھول ور کھیل اس درجہ نہ بڑھائے کہ اُسکا ڈر جاتا
ہے اور بُرے کامون مین عورتون کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیّت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ
ے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اُنکا قمع ہو جائیگا اور حق تعالے نے فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ یعنی مردونکو عورتون پر
ہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَةِ یعنی جورو کا غلام بدبخت ہے اسواسطے
رد کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ عورتون سے مشورہ کرو لیکن اُنکے کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت
عورتون کی ذات نفسِ سرکش کے مانند ہے اگر ذرا بھی مرد اُنکو اُنکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھ سے جاتی رہین گی اور حدون سے
جائین گی اور تدارک مشکل ہو جائیگا غرضکہ عورتون مین ایک طرح کا ضعف ہے تحمّل اُسکا علاج ہے اور کجی بھی ہے سیاست اُسکی دوا
رد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کی طرح رہے ہر امر کا علاج فوراً کرے لیکن چاہیے کہ صبر و تحمّل زیادہ رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف
رمایا ہے کہ عورت کی مثال ایسی ہے جیسے پسلی کی ہڈی اگر تو اُسے سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹوٹ جائیگی **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جہانتک
ے غیرت کی بات مین اعتدال نہ چھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اُس سے عورت کو منع کرے اور حتّی المقدور باہر نہ نکلنے دے چھت
ر دروازے پر نہ جانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اُسکو نہ دیکھے اور کھڑکی بیلے سے مردونکا تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ
فتنین آنکھ سے پیدا ہوتی ہین اور گھر مین بیٹھے بیٹھے نہین پیدا ہوتین بلکہ کھڑکی بیلے چھت دروازے سے پیدا ہوتی ہین عورت
تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نہ جانے اور بے سبب اُس سے بدگمان ہوتا اور اُسکی ہجو کرنا اور حد سے زیادہ اُس سے شرم و غیرت

تنبیہ واضح ہو کہ آیۂ کریمہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ نازل ہونیکے قبل یہ ماجرا ہوا تھا یعنے اُس زمانہ تک غیر محرم پر نظر ڈالنے کی ممانعت نہ آئی تھی ۱۲ ۔

رکھنا نہ چاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے مین اصرار نہ کرے ایک مرتبہ جناب سرور کائنات شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ آج کی رات کوئی شخص اپنے گھر مین اچانک نہ جائے کل تک یہین ٹھہرو انمین دو شخصون نے عدول حکمی کی دونون نے اپنے اپنے گھر مین برا کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتون پر غیرت کا بار حد سے زیادہ نہ رکھو کہ یہ امر لوگون کو معلوم ہوگا تو طعنہ زنی کرینگے بڑی غیرت یہ ہے کہ نامحرم پر عورت کی نظر نہ پڑنے دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ عورتونکے حق مین کیا امر بہتر ہے حضرت بی فاطمہؓ نے فرمایا یہ بہتر ہے کہ نامحرم مرد انکو نہ دیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بیؓ کو گلے لگا کر فرمایا بِضۡعَۃٌ مِّنِّی یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے جھانکتی ہے اُسے مارا اور دیکھا کہ سیب مین سے ایک ٹکڑا خود کھایا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا اُسپر بھی مارا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کو اچھے کپڑے نہ پہناؤ تاکہ وہ گھر مین بیٹھین اسواسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنین گی تو باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین عورتون کو اجازت تھی کہ مسجد مین جائین اور پچھلی صف مین رہین صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے وقت مین منع کیا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتین کس صفت پر ہین تو مسجد مین نہ آنے دیتے اب مسجد اور مجلس مین جانے سے اور مردون کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر بڑھیا پرانی چادر اوڑھکر جائے تو مضائقہ نہین اکثر عورتون کے حق مین مجلس و نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہان کہین فتنہ کا ڈر ہو وہان عورت کو جانے دینا درست نہین ایک اندھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین آیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عورتین جو وہان بیٹھی تھین نہ اُٹھین اور کہا کہ یہ اندھا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تو تم بھی کیا اندھی ہو عہ چھٹا ادب یہ ہے کہ عورت کا نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے ایک دینار جہاد مین صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا اور ایک دینار اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب مین سب سے افضل ہے اور چاہیے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھائے اگر کھایا ہے تو چھپائے اور جو کھانا نہین پکوا سکتا اُسکی تعریف عورتون کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ ہفتہ بھر مین ایکبار حلوا پکائے یا مٹھائی بنائے دفعۃً شیرینی چھوڑ دینا بیمروتی ہے اگر کوئی مہمان نہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو گھر والے باہم ملکر کھانا کھاتے ہین اُنپر حق تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہین اصل یہ ہے کہ جو کچھ نفقہ دے حلال کی کمائی سے پیدا کرکے دے کیونکہ گھر والون کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے زیادہ کوئی خیانت اور ظلم نہین ساتوان ادب یہ ہے کہ علم دین جو نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ مین کام آتا ہے عورتون کو سکھادے اگر نہ سکھائیگا تو باہر جاکر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب و فرض ہے اور اگر شوہر نے اُسے سکھا دیا ہے تو اُسکی بے اجازت باہر جانا اور کسی سے پوچھنا درست نہین اگر امور دین سکھانے مین قصور کریگا تو مرد خود گنہگار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے

عہ تنبیہ واضح ہو کہ یہ ماجرا آیۂ کریمہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ نازل ہونے کے بعد ہوا لہذا اب بھی حکم ہے ۱۲

ف نامحرم مرد عورت کو نہ دیکھے اور نامحرم عورت مرد کو نہ دیکھے ۱۲

ف عورتونکو اچھے کپڑے نہ پہناؤ ۱۲

قُوٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی اپنے تئین اور اپنے گھر والونکو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب سے پہلے حیض بند ہوجائے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیے اکثر عورتین یہ مسئلہ نہین جانتی ہین **آٹھوان ادب** یہ ہے کہ اگر دو جورو ین رکھتا ہے تو اُنکے درمیان برابر رعایت رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کیطرف مائل رہیگا قیامت کے دن اُس کا آدھا بدن ٹیڑھا ہوجائیگا عطیہ دینے اور رات کو پاس رہنے مین دونون کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کرنے مین برابری واجب نہین کہ یہ امر اپنے اختیار مین نہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی کے پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار مین ہے اُسمین کوشش کرتا ہون لیکن جو میرے اختیار مین نہین ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہوجاوے اور اُسکے پاس جانے کو جی نہ چاہے تو چاہیے کہ اُسے طلاق دیدے قید مین نہ رکھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو طلاق دینا چاہا کہ وہ بوڑھی ہوگئی تھین اُنھون نے عرض کی کہ مین نے اپنی باری حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی آپ مجھے طلاق نہ دیجیے تاکہ قیامت کے دن آپ کی ازواج طاہرات مین میرا حشر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی عرض قبول فرمائی اور اُنھین طلاق نہ دی دو شب حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس اور ایک ایک شب اور بیبیون کے پاس رہنے لگے **نوان ادب** یہ ہے کہ اگر جورو خاوند کی اطاعت نہ کرے اور اُسکی طاقت نہ رکھے تو خاوند اُس سے بہ نرمی و مہربانی اپنی اطاعت کروائے اگر فرمانبرداری نہ کرے تو خاوند غصہ کرے اور سونے کے وقت اُسکی طرف پشت کرکے سوئے اگر اسپر بھی مطیع نہ ہوئے تو تین راتین اُس سے علیحدہ سوئے اگر یہ امر بھی مفید نہ ہو تو اُسے مارے مگر منھ پر نہ مارے اور ایسے زور سے نہ مارے کہ وہ زخمی ہوجائے اگر نماز یا دین کے اور کسی کام مین قصور کرے تو مہینا بھر تک اُس سے خفا رہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایک مہینا کامل سب بیبیون سے خفا رہے تھے **دسوان ادب** یہ ہے کہ صحبت کرنے مین قبلہ کیطرف سے منھ پھیرے اور پہلے بات چیت کھیل پیار بوس و کنار سے اُسکا دل خوش کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو نہ چاہیے کہ اپنی عورت پر جانور کیطرح گرے صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ قاصد کیا ہے آپ نے فرمایا وہ بوسہ ہے جب ابتدا کیا چاہے تو یون کہے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اگر قل ہو اللہ پڑھ لے تو بہتر ہے اور کہے اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا اُسکے جو فرزند پیدا ہوگا وہ شیطان سے محفوظ رہیگا اور انزال کے وقت اس آیہ کریمہ کا دھیان کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا جب منزل ہوا چاہے تو رُکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہوجائے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مرد کی عاجزی کی نشانی ہین **ایک** یہ کہ کسی کو دیکھے کہ اُس سے دوستی رکھتا ہے اور اُسکا نام نہ دریافت کرے **دوسری** یہ کہ کوئی بھائی اُس کی تکریم کرے اور وہ اُس تکریم کو رد کرے **تیسری** یہ کہ بوس و کنار سے پہلے جورو کے ساتھ صحبت کرنے لگے اور جب اُسکی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نہ کرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہوجائے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ چاند رات اور پندرھوین شب اور مہینے کی اخیر رات کو صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتون مین صحبت کرنیکے وقت شیطان حاضر ہوتے ہین اور حالت حیض مین صحبت سے اپنے تئین بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتھ برہنہ سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی صحبت کرنا نہ چاہیے جب ایک بار صحبت کر چکا اور دوبارہ قصد ہے تو چاہیے کہ اپنا بدن دھوڈالے اگر نجس آدمی کوئی چیز کھایا چاہے تو اُسے چاہیے کہ وضو کرلے اور اگر سویا چاہے تو بھی وضو کرلینا چاہیے اگرچہ نجس رہے گا لیکن سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے بال نہ منڈوائے ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کیحالت مین بال اور ناخن اُس سے جدا نہون اور چاہیے کہ منی بچہ دان مین پہونچائے پھیر نہ لے اور اگر عزل[۱] کریگا تو صحیح یہی ہے کہ حرام نہوگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک مرد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے مین نہین چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کرسکے گی آپنے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر مین ہے تو خودبخود فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کُنَّا نَعزِلُ وَالقُرآنُ یَنزِلُ یعنے ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اُترتا تھا ہمین ممانعت نہین ہوئی **گیارھوان ادب** یہ ہے کہ جب اولاد ہو تو اُسکے داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا لڑکپن کی بیماری سے محفوظ رہے گا اور نام اچھا رکھنا چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمن اور اُسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب نامون سے بہتر ہین لڑکا اگر پیٹ سے گر پڑے یعنی حمل اگر ساقط ہوجائے تو بھی اُسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت مؤکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ مین ایک بکرا اور لڑکے کے عقیقہ مین دو بکرے ذبح کرنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی جازت ہے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نہ چاہیے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اُسکے منہ مین میٹھی چیز ڈالین اور ساتوین دن اُسکے بال منڈوائین اور اُسکے بالون کے برابر چاندی یا سونا تصدق کرین اور چاہیے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نہ کرے اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا کہ بھلائی کس مین ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیاں یا تین بہنین ہونگی اور اُنکے سبب سے محنت اُٹھائے گا تو اس مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حق تعالےٰ اُسپر رحم فرمائیگا کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہون آپنے فرمایا کہ اگر دو ہون تو بھی کسی نے عرض کی کہ اگر ایک ہی ہو تو آپنے فرمایا تو بھی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور ہے جسکے دو ہون وہ گرانبار ہے جسکے تین ہون اے مسلمانون اُسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ جنت مین ہے جیسے دو اُنگلیاں یعنی وہ مجھ سے نزدیک رہیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر مین آئے وہ ثواب مین صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالےٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اُسپر آتش دوزخ حرام ہوجاتی ہے **بارھوان ادب** یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حق تعالےٰ

[۱] بالفتح بیکار اور بیکار کرنا ۱۲ غیاث یہان مراد یہ ہے کہ انزال کے وقت بچہ دان سے اپنے عضو تناسل کو ہٹالینا ۱۲

سے راضی نہین کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچانا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن مصرعہ
رت بود روا باشد۔ جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاقین دینا مکروہ
رحالت حیض مین طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت مین اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیے کہ مہربانی کی راہ سے طلاق
رعذر کرے اور غصّہ اور حقارت کے سبب طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو تحفہ دے تاکہ اُسکا دل خوش ہو اور عورت
یدہ باتین کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ مین فلانے عیب کے سبب طلاق دیتا ہون ایک شخص سے لوگون نے پوچھا تو کیون
دیتا ہے کہا مین اپنی جورو کا راز فاش نہین کرسکتا جب طلاق دے چکا تو پھر لوگون نے پوچھا تو نے کیون طلاق دی اُس نے
ہ پرائی عورت سے کیا کام کہ اُسکا بھید کھولون **فصل** یہ جو بیان کیا گیا یہ شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا بہت بڑا
ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت مین خاوند کی لونڈی ہے حدیث شریف مین ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو جورو ان
ہوتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین جورو پر خاوند کے حق ہین اُنہین سے یہی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے بے حکم باہر نہ جائے
ین اور چھت پر نہ آئے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نہ کرے اور بلا ضرورت اُنکے گھر نہ جائے اور اپنے خاوند کی بھلائی کے
ر کچھ نہ کہے اُس سے اور خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے مقصود اور
ی طرح رکھے خاوند کے مال مین خیانت نہ کرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اُسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے تو اسطرح
دے کہ وہ اُسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اُسے نہ پہچانین جو کچھ میسّر
ہر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نہ کرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ ایسا صاف
رکھے جیسا صحبت کیواسطے ہونا چاہیے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن و جمال پر فخر نہ کرے
ر کے احسان کی ناشکری نہ کرے یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب
ے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اُسکا سبب پوچھا معلوم
ہوا کہ اپنے خاوندون پر لعن طعن اور اُنکی ناشکری کرنیسے انکا یہ حال ہے

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

زیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین تو کسب کے آداب
چاہیے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکّل کرکے اپنے تئین بالکل آخرت کے
بنانے مین مصروف کریگا وہ نیکبخت ہے لیکن درجۂ توسّط یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر مقصود
ت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین فراغت حاصل ہونے کے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور آداب
جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین پہلا باب کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین اے عزیز جان تو

کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اُنکی کفالت کرنا راہِ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت عبادتون سے
افضل ہے ایک دن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بیٹھے تھے صبح تڑکے ایک جوان قوی اُدھر سے گزرا اور ایک دکان مین
چلا گیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ افسوس یہ اتنے تڑکے راہِ خدا مین اُٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر
وہ اپنے تئین یا اپنے مان باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر تفاخر اور لاف در
تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خلق سے بے پروا ہونیکو یا اپنے پڑوسیون
اور عزیزون کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اُسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کیطرح منور اور تابان ہوگا
اور فرمایا کہ سچّا سوداگر قیامت کے دن صدّیقون اور شہیدون کے ساتھ اُٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالےٰ دوست
رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے اگر وہ نصیحت بجا لائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کرو کیونکہ روزی کے
دس ٹکڑے ہین نو ٹکڑے فقط سوداگری مین ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالیٰ اُسپر مفلسی کے ستر
دروازے کھولدیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اُسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے
کھاتا ہے اُس نے کہا میرا ایک بھائی ہے وہ مجھے قوت مہیا کر دیا کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد
ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ کسب نہ چھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالےٰ روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ آسمان پر سے سونا
چاندی نہین بھیجتا ہے یعنے اس امر کی اُسے قدرت ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اُسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا
کسب نہ چھوڑنا کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اُسکا دین تنگ ہو جاتا ہے عقل ضعیف ہو جاتی ہے مروت زائل ہو جاتی ہے لوگ اُسے
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار اُن بزرگ نے فرمایا کہ تاجر امانت دار
بہتر ہے کہ وہ جہاد مین ہے اسواسطے کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے مین اُسکا درپے ہے اور وہ اُسکے خلاف کرتا ہے حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین بازار مین اپنے عیال کے واسطے
طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجائے حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے بارے مین
کیا فرماتے ہین جو عبادت کیواسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے شرع نہین جانتا
اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ مین رکھی ہے یعنی جہاد کرنے مین
اوزاعی نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہما کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اُٹھائے ہین پوچھا آپ کا یہ کسب کب تک ہوا کریگا
آپ کے مسلمان بھائی آپ کے اس رنج و تکلیف کو دفع کرسکتے ہین فرمایا چپ رہ کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی طلب حلال
کے واسطے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا اُسپر بہشت واجب ہو جاتی ہے **سوال** اگر کوئی کہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَکُنْ مِنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِیْنَ
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ یعنی مجھے خدا یہ نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہو جا بلکہ یہ فرماتا ہے

یچ کر اپنے پروردگار کی اور مساجد دن مین سے رہ اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے
اب یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے جورو لڑکون کے لیے مال کافی رکھتا ہو بالاتفاق اُسکے واسطے عبادت کرنا
سے بہتر ہے اور جو کسب مقدار کفایت و ضرورت سے زیادہ طلبی کے واسطے ہو اُسمین ہرگز کچھ فضیلت نہین بلکہ اسمین نقصان ہوتا ہے
دنیا سے دل لگانا ہے اور ایسا کسب سب گناہون کا سردار ہے اور وہ شخص جو مال نہین رکھتا مگر مال صالح سے اُسکی اوقات بسری ہوتی
سکو کسب نہ کرنا اولی ہے اور یہ امر چار شخص کے واسطے ہوتا ہے ایک وہ شخص جو ایسے علم مین مشغول ہو جس سے لوگون کو منفعت دینی ہو
علوم شرعیہ یا دنیا کا فائدہ ہو جیسے علم طب دوسرا وہ شخص جو عہدۂ قضا اور وقف اور مصالح خلق مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جسکے
ہین صوفیون کے حالات اور مکاشفات کی راہ کھلی ہو چوتھا وہ شخص جو اُس خانقاہ مین جو عابدون پر وقف ہو بیٹھ کر اوراد اور
ت ظاہری مین مشغول رہے۔ ایسے لوگون کو کسب نہ کرنا اولی ہے پس اگر اُن کی روزی لوگون کے ہاتھ سے پہونچتی ہو اور ایسا
نہ ہو کہ بے سوال کیے اور بے احسان مانے خود ایسے نیک کامون مین راغب ہون تو اس صورت مین کسب نہ کرنا اولی ہے اگلے زمانے
ایک بزرگ تھے اُنکے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہمیشہ عبادت مین مشغول رہتے اور سال بھر ہر شب ایک دوست کے مہمان
ے اور اُنکے دوستون کی یہ عادت تھی کہ اُنھین فارغ البال رکھتے یہ امر اس سبب سے تھا کہ خیر کا دروازہ لوگون پر کھلا رہے ایک بزرگ
ن دوست تھے مہینا بھر ہر شب ایک دوست کے پاس رہتے تھے لیکن جب ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور بے ذلّت اُٹھائے لوگ
کی رغبت نہ کرین تو اپنی اوقات بسری کے واسطے کسب کرنا بہتر ہے اسواسطے کہ سوال کرنا بُرا کام اور بضرورت حلال ہوتا ہے مگر
س جبکا بڑا مرتبہ ہو اور اُسکے سبب سے بہت فائدہ ہو اور قوت طلب کرنے مین اُسکی تھوڑی سی ذلّت ہو تو اُسوقت ہم کہہ سکتے ہین
یسے شخص کو نہ کسب کرنا اولی ہے لیکن وہ شخص جس سے ظاہری عبادت کے سوا اور کوئی فیض اور فائدہ نہین ہوتا اُسکو کسب
اولی ہے اور جو شخص عین کسب مین دل خدا کے ساتھ مشغول رکھتا ہے اُسے کسب کرنا اولی ہے اسواسطے کہ یاد خدا سب عبادتون
ضیلت ہے اور کسب کرنے مین بھی دل خدا کے ساتھ مشغول رکھ سکتا ہے **دوسرا باب علم کسب کے بیان مین تا کہ کسب**
رائط شرعیہ کے ساتھ ہو اے عزیز جان تو کہ یہ باب بڑا ہے فقہ کی کتابون مین ہم نے (امام والا مقام نے) اُس کا بیان
ہے اس کتاب مین اُسیقدر جسکی اکثر حاجت پڑتی ہے بیان کرتے ہین کہ لوگ اسقدر جان لین اور اگر کچھ مشکل پڑے تو پوچھ سکین
جو اسقدر بھی نہ جانے گا وہ حرام اور بیاج مین مبتلا ہو جائیگا اور یہ بھی نہ جانیگا کہ اس بات کو دریافت کرنا چاہیے کسب اکثر
معاملون پر ہوتا ہے بیع[1] ربوٰ[2] سلم[3] اجارہ[4] قراض[5] شرکت[6] تو عقدون کی سب شرطین ہم بیان کرتے ہین **پہلا عقد بیع ہے** اور
کے مسائل جاننا فرض ہے کیونکہ کسی کو اس سے بچاؤ نہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ بازار مین جا کر دُرّے
تے اور فرماتے کہ بیع کے مسائل سیکھے بغیر کوئی شخص اس بازار مین معاملہ نہ کرے نہین تو عمداً خواہ سہواً بیاج مین مبتلا ہو جائیگا
عزیز جان تو کہ بیع کے تین رکن ہین ایک مول لینے والا اور بیچنے والا انھین عاقد کہتے ہین دوسرا رکن مال تجارت ہے کہ اُسے معقود علیہ
ہین تیسرا رکن لفظ بیع ہے **پہلا رکن عاقد ہے** (عقد بیع کرنیوالا ۱۲) اُسے چاہیے کہ پانچ شخصون سے معاملہ نہ کرے لڑکے[1] دیوانے[2] لونڈی[3] غلام[4] اندھے[5]

حرام کھانے والے سے جو لڑکا بالغ نہوا ہو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک اُسکی کی ہوئی بیع باطل ہے گو کہ ولی کے حکم سے ہو
اور دیوانہ کا بھی یہی حکم ہے آدمی جو کچھ اُن سے مول لیگا وہ اگر ضائع ہو جائے تو مول لینے والے پر تاوان ہوگا اگر کچھ اُنھین دیگا تو اُسکا
تاوان اُنسے نہین لے سکتا اسواسطے کہ اُسنے خود اُنھین دیکر مال ضائع کیا اور لونڈی غلام کی بیع اُسکے مالک کی اجازت کے بغیر باطل ہے قصائی
نان بائی بنیے وغیرہ جبتک مالک سے اجازت نہ لے لین تبتک اُنھین لونڈی غلام سے معاملہ کرنا درست نہین ہے یا کوئی عادل خبر دے
یا شہر مین مشہور ہو کہ اُسکو اُسکے مالک نے معاملہ کرنے کی اجازت دیدی ہے تو اگر مالک کی اجازت کے بغیر اُس سے کچھ لین گے تو اُن پر تاوان
ہوگا اور اگر اُسکو کچھ دینگے تو جبتک وہ آزاد نہو جائے تب تک اُس سے تاوان نہین مانگ سکتے اندھے کا کیا ہوا معاملہ باطل ہے مگر یہ کہ
ایک وکیل انکھیارا مقرر کرے وہ جو کچھ لیگا اُسپر تاوان ہوگا اسواسطے کہ مکلف آزاد ہے حرام کھانیوالے مثلاً ترک ظالم چور سود دینے والے
شراب بیچنے والے ڈاکو گویے نوحہ پڑھنے والے جھوٹی گواہی دینے والے رشوت کھانیوالے ان سب کے ساتھ معاملہ درست نہین ہے اگر
معاملہ کرے اور تحقیق جانے کہ اُنسے جو کچھ مول لیا ہے وہ اُن ہی کی ملک ہے تو حرام نہین درست ہے اور اگر تحقیق جانتا ہے کہ جو چیز مول
لی وہ اُنکی ملک نہین ہے تو معاملہ باطل ہے اور اگر مال مشتبہ ہو تو دیکھے اگر بہت سا مال حلال ہے اور تھوڑا حرام کا مال ہے تو معاملہ درست ہے مگر تاہم شبہہ
سے خالی نہین اور اگر بہت سا حرام کا مال ہے اور تھوڑا سا مال حلال ہے تو ظاہرا معاملہ کو ہم حرام نہین کر سکتے لیکن یہ شبہہ حرام کے قریب ہے اور اسکا
خطرہ بہت بڑا ہے یہود اور نصاریٰ کے ساتھ اگرچہ معاملہ کرنا درست ہے لیکن قرآن شریف اُنکے ہاتھ ہدیہ نہ کرے اور مسلمان لونڈی غلام اُن کے ہاتھ
نہ بیچے اور اگر حربی ہون تو ہتھیار بھی اُنکے ہاتھ نہ بیچے کہ یہ معاملہ ظاہر مذہب کی رو سے باطل ہے اور بیچنے والا گنہگار ہوگا اہل اباحت بیدین ہین
اُنکے ساتھ معاملہ باطل ہے ایسے لوگون کا خون کرنا اور مال لے لینا حلال ہے بلکہ یہ لوگ کسی چیز کے مالک نہین اور انکا نکاح باطل ہے اور انکا
حکم مرتدون کے مانند ہے اور جو شخص شراب پینے اور نامحرم عورتون کے پاس بیٹھنے اور نماز نہ پڑھنے کو اُن سات شبہون مین سے کسی ایک
شبہہ کے سبب سے جو عنوانِ مسلمانی مین مذکور ہوئے ہین درست جانے وہ زندیق ہے اُسکے ساتھ معاملہ اور نکاح نہ کرنا چاہیے **دوسرا رکن** مال
ہے کہ اُسی پر معاملہ کرتے ہین اُسمین چھ شرطون کا نگاہ رکھنا ضرور ہے **پہلی شرط** یہ ہے کہ وہ مال نجس نہ ہو تو کتے سور گوہ ہاتھی کی ہڈی
شراب گوشت مردار روغنِ مردار کی بیع باطل ہے لیکن پاک روغن مین اگر نجاست پڑ جائے تو اُسکی بیع حرام نہین ہے علےٰ ہذا القیاس
جو کپڑا ناپاک ہو جائے لیکن مشک نافہ اور تخم کرم ابریشم کی بیع درست ہے اسواسطے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ دونون پاک ہین **دوسری شرط**
یہ ہے کہ مال مین کچھ منفعت ہو کہ مقصود ہو تو چوہے سانپ بچھو اور حشرات الارض کی بیع باطل ہے ڈھنڈی کرنیوالونکو سانپ مین جو نفع ہے
وہ شرع مین بے اصل ہے گیہون کا ایک دانہ یا اور کوئی چیز جسمین معتد بہ فائدہ نہو اسکی بیع باطل ہے مگر بلّی مماکھی چیتا شیر بھیڑیا وغیرہ
جسکی ذات مین یا چمڑے مین منفعت ہو اُسکی بیع درست ہے طوطے مور اور خوبصورت چڑیون کی بیع درست ہے کہ اُنسے منفعت
ہوتی ہے کہ آدمی کو اُنکے دیکھنے سے راحت ہوتی ہے اور بربط چنگ رباب کی بیع باطل ہے کہ ان چیزون سے منفعت اُٹھانا
حرام ہے اور اُنکا نفع کالعدم ہے اور لڑکون کے کھیلنے کے واسطے مٹی کے کھلونے جو بناتے ہین اگر حیوانون کی صورت بنائی ہے تو اُسکی
قیمت حرام ہے اور اُسکا توڑنا واجب ہے درخت اور پھول پتی بنانا درست ہے جس طباق اور کپڑے مین صورت بنی ہو اُس کی بیع

ت ہے کہ اُس کپڑے کا تکیہ بچھونا بنانا درست ہے پہننا درست نہین **تیسری شرط** یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے
ں بے اجازت بیچے گا تو بیع باطل ہے گو خاوند کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست
ں اسواسطے کہ پہلے سے اجازت چاہیے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کر سکے تو جو لونڈی غلام
ے گیا ہو اور جو مچھلی پانی مین اور چڑیا ہوا مین اور بچہ پیٹ مین اور نطفہ گھوڑے کی پیٹھ مین ہو اُسکی بیع درست نہین کیونکہ اُن کا
ا حوالے کر دینا بیچنے والے کے اختیار مین نہین ہے اور جو بال جانور کی پیٹھ پر ہون یا جو دودھ تھن مین ہو اُسکی بیع بھی باطل ہے
ِسطے کہ جبتک حوالہ کریگا نیا دودھ جو پیدا ہوتا ہے اُسمین یہ دودھ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شئی مرہونہ کی بیع باطل
ور جو لونڈی لڑکے کی مان ہوئی ہو اُسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اُسکو حوالے کر دینا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو لڑکا
اگر اُسکی بیع یا اُسے چھوڑ اکر لڑکے کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اُنکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عین مال و
ہ مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھری سے
ہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کر کے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز مین نے
ے ہاتھ بیچی جدھر تو چاہے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال آنکھ سے نہ دیکھے
بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اُتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض
مین و ثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے
ے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا باین طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اُسے
، یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اُتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہونیوالی ہو تو اُسکی بیع باطل ہے اور جو تھان کپڑا ٹاٹ اور موٹے کپڑے
لپٹا ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اُسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اُسکے سر کے بال اور ہاتھ پاؤن جو کچھ بردہ فروش
نا دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر اُن مین سے کچھ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اُسکا ایک حجرہ
دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ بادام باقلا انار مرغی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ
چیزون کو اسی طرح بیچنا مصلحت ہے اور کچے اخروٹ اور باقلا جو دوہرے چھلکے مین ہون بمقتضائے حاجت انکی بیع درست ہے اور فقاع
بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ ہے مگر اجازت سے اُسکا کھانا پینا مباح ہے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ جو کچھ مول لیا ہے جبتک اُسپر قبضہ نہ کرے
تک اُسکی بیع درست نہین چاہیے کہ پہلے اُسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے **تیسرا رکن** عقد ہے لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ
مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اُسکے عوض مین مین نے تجھ کو دی وہ کہے مین نے
قبول کی یا اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہ ہو تو اگر لین دین کے بیشتر لفظ نہ کو رنہو تو بیع درست
ں جیسا کہ اب عادت ہوگئی ہے اور یہ اولیٰ ہے کہ حقیر چیزون مین رخصت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز رکھین کہ اُسکا رواج پھیل گیا ہے

سا رُغ کو کہتے ہین ۱۲ صراح اور وہ ایک اُگنے والی چیز ہے کہ حمام کی دیوارون اور نمناک زمین مین پیدا ہوتی ہے ۱۲ بُرہان

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور علماء شافعی المذہب کے ایک گروہ نے مذہب شافعی مین بھی اس قول کا اعتبار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پر فتویٰ دینا کچھ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہوگئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مین یہی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ بیع کی بہ تکلّف عادت ہوتی تو اُنپر دقت ہوتی اور اس تکلّف کو صحابہؓ نقل کرتے اور پوشیدہ نہ رہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہوجائے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیسا کہ ہدیہ مین ظاہر ہو کہ جو کچھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین لوگ لیجاتے تھے اُسمین ایجاب وقبول کا تکلّف نہوتا تھا اور ہر زمانہ مین ایسا ہی رہا اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عوض نہو بمقتضائے عادت مجرّد فعل سے مِلک حاصل ہوجاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض یعنی قیمت موجود ہے فقط فعل سے مِلک حاصل ہوجانا کچھ محال نہین ہے لیکن ہدیہ مین بمقتضائے عادت تھوڑے بہت مین فرق نہین ہوا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گھر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کریگا اور مِلک حاصل نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تھوڑی تھوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اُس مین حسب عادت اجازت دینا بے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ یہ حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اُن درجون مین کچھ اندازہ نہین کرسکتے جب یہ امر مشکل ٹھہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ اگر کسی نے گدھے کے بوجھ برابر گیہون مول لیے اور لفظ بیع وشرا نہ کہی تو وہ اُسکی مِلک نہوجائینگے اسواسطے کہ وہ حقیر چیز نہین ہین لیکن کھانا اور اُس مین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہوجانے کے سبب سے اباحت حاصل ہوجاتی ہے گو کہ مِلک نہ حاصل ہو اگر ان گیہوؤن سے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے ہواسطے کہ مالک کا حوالہ کردینا قرینۂ حال سے اس بات کی دلیل ہے کہ اُسپر حلال کردیا ہے مگر بشرط عوض اور اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کھلادینا پھر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور تاوان واجب آتا جبکہ اپنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو بھی یہ امر حاصل ہوگیا تو لفظ بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے کی مِلک نہین ہوجاتا یہانتک کہ اگر وہ اور کسی کے ہاتھ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے مول لینے والا کھاجائے مالک پھیر لینا چاہے تو پھیر لے سکتا ہے جسطرح وہ کھانا جو دعوت مین دسترخوان پر چنا جائے اے عزیز جان تو کہ بیع اس شرط سے درست ہوتی ہے کہ اُسکے ساتھ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے گھر پہونچادے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجھے آٹا پیس دے یا تو مجھے کچھ قرض دے یا اور کچھ شرط کرے تو بیع باطل ہوگی مگر چھ شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکھ یا کسی کو گواہ کر یا فلانے آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابھی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار رہے مگر تین دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکھنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل کرینگی **دوسرا عقد** ربوٰا ہے اور ربوٰا نقد اور غلّہ مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک اُدھار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تاوقتیکہ دونون موجود نہ ہون اور ایک دوسرے سے علحدہ ہونے کے پہلے قبضہ کرے اگر اُسی جلسہ مین قبضہ نکرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی حرام ہو اور اُس دینار کو جو ثابت ہو

دینار یا چیز کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا نہ چاہیے اور کھرے دینار کو کھوٹے دینار سے زیادتی کے ساتھ بیچنا نہ چاہیے بلکہ کھرا کھوٹا ثابت شکستہ
ہونا چاہیے اگر کوئی کپڑا ثابت دینار کو لیا اور اُسی شخص کے ہاتھ ٹوٹے ہوے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور
ہ کا سونا جسمین کہ چاندی ہوتی ہے اسکو کھرے سونے چاندی یا زر ہریوہ کے عوض بیچنا نہ چاہیے بلکہ اُس سے اور کوئی چیز مول لے کر
ور جس نقرئی یا طلائی چیز کا چاندی سونا کھرا نہ ہو اسکا یہی حال ہے اور جس موتی کی لڑ مین سونا ہو اسکو سونے کے عوض بیچنا درست نہین
ر زرتار کپڑا زر کے عوض بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہی جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر دو جنس
ہو تو بھی اناج اناج کے عوض اُدھار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے
ن کے عوض گیہون تو بھی اُدھار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتھ درست نہین بلکہ ناپنے مین برابر ہو اگر تولنے مین نہ برابر ہو تو
ہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اُسی انداز سے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی کو گوشت کے عوض بکرا دینا نان بائی
ٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور ناریل دینا درست نہین اور بیع منعقد نہ ہو گی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ
دے کہ اُس سے روٹی لے تو اُسکا کھانا مباح ہے مگر یہ روٹی اُسکی ملک نہ ہو گی اور دوسرے کے ہاتھ نہ بیچ سکے گا اور نان بائی
ون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والے کے گیہون نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر
ہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کر دیا تو کافی نہ ہو گا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط
مجھے بحل کیا کہ تو بھی مجھے بحل کر دے تو یہ باطل ہے اور اگر یہ شرط صراحۃً نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہو کہ اسکے
ین یہ شرط ہے یے اسکے من بھر گیہون پکا یہ بحل کرنا اُس جہان مین اُسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضامندی فقط زبان
ہے دل سے نہین اور جو رضامندی دل سے نہو وہ اُس جہان مین کام نہ آئے گی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ
مین نے تجھے بحل کر دیا اور دل مین بھی یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کر دے تو بھی یہی حال ہے اور اگر
وسرے کو بحل نہ کرے اور دونون چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو اُن سے دنیا مین تو جھگڑا نہ ہو گا اور اُس جہان مین
و جائیگا لیکن اگر کچھ کمی زیادتی ہے تو اس جہان کی خصومت اور اُس جہان کے مظلمہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز
ہے اُسے اُسی اناج کے عوض بیچنا نہ چاہیے اگرچہ برابر بھی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی خمیر اُسے گیہون کے بدلے
نہ چاہیے علیٰ ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شہد کے بدلے اور دودھ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین بلکہ انگور کو انگور کے
اور رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تا وقتیکہ انگور منقی نہو جائے اور رطب خرما نہو جائے اسکا بیان طویل ہے یہ جو
کیا گیا اسکا سیکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ جسے نہین جانتا پیش آئے تو یہ تو سمجھے کہ اسے مین نہین جانتا ہون علماء سے
ون اور اُس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑ جاؤن اور پوچھنے سے معذور نہ رہے اسواسطے کہ جیسا علم پر عمل کرنا فرض ہے
ی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے تیسرا عقد سلم ہے اسمین دس شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ عقد مین کہے کہ مثلاً یہ
ی یا یہ سونا یا یہ کپڑا جو کچھ ہو گدھے کے بوجھ برابر گیہون کے واسطے سلم کے طور پر مین نے دیا اور جس صفت کے گیہون مقصود ہون

اور اُس چیز کی قیمت سے بدلے جاسکین اور جس صفت کا حسب عادت کہنا ضرور ہو سب صاف صاف کہدے تاکہ طرف ثانی کو معلوم ہوجائے
اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ اس صفت کی چیز مین نے مول لی تو بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ
جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اُسکی تول ناپ کرلے تاکہ اگر پھیر لینے کی حاجت پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور
کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس المال حوالے کردے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جس کا حال
وصف سے معلوم ہوجائے جیسے حبوب روئی جانورون کے بال جسکا پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودھ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے
ملکر بنی ہو جنکی مقدار علٰحدہ علٰحدہ نہین جانتا ہے جیسے غالیہ یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ
نعلین تراشا ہوا تیر اُسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے
لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین شرط** یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ
نہ کہے کہ غلّہ تیار ہونے تک اسواسطے کہ یہ ہمیشہ یکسان نہین اور اگر کہے کا نوروز تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے
جمادی الاول پر اُسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ اُس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تا وقتیکہ اُسوقت
پک نہ جاتا ہو سلم باطل ہے اور اگر اُسوقت اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہوجائے تو اگر اُسکی مرضی ہو تو مہلت دے
ورنہ فسخ کرکے مال پھیرے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھ لے کہ کہان حوالے کرین شہر مین یا گاؤن مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اُسے مقرر
کرلے تاکہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہوجائے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کیطرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ کے
انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز مین سلم نہ دے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ جو بے نظیر ہو
یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اُسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم نہ دے جبکہ اناج ہی راس المال ہو مثلاً جو یا گیہون
سانوان کاکن وغیرہ لینے کیواسطے سلم نہ دے **چوتھا عقد اجارہ ہے** اُسکے دو رکن ہین ایک اُجرت دوسرا منفعت پہلا رکن اُجرت
عاقد اور لفظ عقد کا ویساہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت معلوم ہونا چاہیے جیسا ہم نے بیع مین بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر
پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے مثلاً دس درم لگاکر تعمیر کر تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ
مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اُسکی اُجرت مین کھال دینا اور پسنہاری کی اُجرت مین چوکر بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا
دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اُسمین سے مزدوری دینا نہین درست اور اگر یون کہے کہ یہ دکان
مین نے مہینے پیچھے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام مدت معلوم نہین ہوئی یون کہنا چاہیے کہ ایک
سال یا دو سال کو اجارہ دے تاکہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہوجائے **دوسرا رکن** منفعت ہے اے عزیز جان تو کہ جو امر مباح ہو اور
معلوم ہو اور اُسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اُسمین گنجائش ہو اور اُسمین اجارہ درست ہے تو پانچ شرطین اُس مین بجالانا چاہیے پہلی
شرط یہ ہے کہ اُس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دکان آراستہ کرنے کو کسی کا اناج یا کپڑا اُسکھانے کو کوئی درخت
یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور گیہون کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے

وئی اڑھتیا جاہ و حشمت والا ہے اور اسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اسکی مزدوری مقرر کرین تاکہ ایک بات کہدے اور مال
جائے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اسمین کچھ رنج و محنت نہین بلکہ اڑھتیے اور دلال کو اسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے
نی باتین کرے اور اسقدر چلے جسمین رنج و محنت اور دشواری اور دقت ہو تب بھی اجرت مثل سے زیادہ واجب نہوگی اور یہ عادت
مقرر کی ہے کہ مثلاً پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہین تو بقدر مال لیتے ہین بقدر مشقت و ملال نہین لیتے یہ حرام ہے تو اڑھتیے اور دلال جو مال
طرح پیدا کرتے ہین وہ حرام کا مال ہے دلال اس مظلمہ سے دو طرح چھوٹتا ہے ایک یہ کہ جو کچھ اسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت
قدر مانگے قیمت کی مقدار پر نہ الجھے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہی کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص
سی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت مین سے پانچ روپیہ سیکڑا لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہین نہ معلوم خریدار کتنے کو
ید کرین اگر ایسا کہیگا تو باطل ہے اور اسکی محنت کی قدر اجرت کے سوا اور کچھ دینا لازم نہین **دوسری شرط** یہ ہے کہ منفعت پر اجارہ
ہین اسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گائے اجارہ لی تاکہ دودھ دوہے یا گائے ادھیا پر دی
چارہ دے اور آدھا دودھ لے یہ سب اجارے باطل ہین اسواسطے کہ چارہ اور دودھ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو
کے دودھ پلانے کیواسطے اجارہ لے تو درست ہے اسواسطے کہ لڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اسکا تابع دودھ ہے جیسے کاتب کی سیاہی
درزی کا تاگا کہ اسقدر مجہول عمل معلوم کی تبعیت مین جائز ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اسکے سپرد کرنا ممکن اور
ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کیواسطے جو اس سے نہو سکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے یا حیض والی عورت کو مسجد جھاڑنے کیواسطے اجرت پر
لیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ اسکو یہ فعل حرام ہے اگر کسی شخص کو بھلا چنگا دانت اکھاڑنیکو یا صحیح سلامت ہاتھ کاٹنے کو یا بالی پہنانے
سطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے کہ یہ باتین شرع مین درست نہین ہین اور ایسے کامون کی اجرت
حرام ہے اسی طرح گودنا گودنے والونکا حال ہے مردون کیواسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکپن جو درزی سیتے ہین انکی اجرت حرام ہے ایسے
ن کا اجارہ درست نہین علیٰ ہذا القیاس اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجھے رسن بازی یعنی نٹ کا کام سکھا دے تو یہ بھی حرام
اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کریگا وہ اپنی جان کے خطرے مین ہے اور جو شخص تماشا دیکھنے کھڑا رہیگا وہ اسکے
مین شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر تماشا نہ دیکھین تو وہ اپنی جان کو خطرہ مین نہ ڈالے اور جو شخص رسن باز اور دار باز اور
لوگون کو جو بے فائدہ خطرناک کام کرتے ہین کچھ دے گا وہ گنہگار ہوگا اسی طرح مسخرے اور گویے اور نوحہ گر اور ہجو کہنے والے شاعر
دوری دینا حرام ہے اور قاضی کو حکم دینے کے بدلے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی سجل لکھے
اپنے لکھنے کی مزدوری لے تو درست ہے اسواسطے کہ سجل لکھنا اس پر واجب نہین بشرطیکہ اور ون کو سجل لکھنے سے
نہ رکھے اور اگر اور ون کو منع کرے اور اکیلا آپ ہی لکھے اور اس سجل کی مزدوری جو گھڑی بھر مین لکھی ہے دس دینار یا
دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر اور ون کو منع نہ کرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت
درست ہے اگر اور کوئی سجل لکھے اور وہ فقط دستخط کرے اور اسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھ پر واجب نہین

تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اُتنا کام جس سے لوگون کے حقوق مستحکم ہو جاوین قاضی پر واجب ہے اگر واجب نہ بھی ہو تو اتنی محنت گیہون کے
ایک دانہ کا حکم رکھتی ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر قیمت اسوجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خط ہے جو شخص جاہ و رتبہ کیوجہ سے
حاکم ہوا اُسے اُجرت لینا نہ چاہیے مگر قاضی کے وکیل کی اُجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل نہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا حق
باطل کردیتا ہے بلکہ چاہیے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اُسے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ یہ حق کو
باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنے کا قصد
کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ ہو رہے لیکن ایسی بات کا انکار جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے اُس ثالث کو
جو متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دونون کام نہین نکال سکتا
لیکن اگر ایک فریق کیطرف سے محنت کرکے اُسمین ایسی محنت اُٹھائے کہ جسکی کچھ قیمت ہو تو اُسکی اُجرت حلال ہوگی بشرطیکہ
جھوٹ جو حرام ہے نہ بولے اور دغابازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اُسے نہ چھپائے اور ہر ایک کو جھوٹ
موٹ نہ دھمکائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین اور حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے غالبًا صلح نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ
اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اُسکی اُجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق ہے تو درست نہین کہ حقدار
کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرے لیکن اگر جانے کہ ظلم کرے گا اور حیلہ سے اُسے دھمکائے
تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو اسمین ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانت دار ہے اور جانتا ہے کہ جو بات وہ زبان پر لائے گا
اُسکا حساب اُس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا تھا یا بد تو ممکن
نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم اخیر دینا وقوع مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کام مین سعی و سفارش کرتا
ہے اگر محنت کرکے اُسکی اُجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین وقت ہو اور فخر اور جاہ کی عوض مین اُجرت
نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست ہے اُسمین گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی فتحیابی کے واسطے یا حرام یومیہ کے لیے کہے گا یا
سچی گواہی کو چھپائے گا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اُسکی اُجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین ان سب احکام کا
جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور اُسکی تفصیل طویل ہے مگر اتنے بیان سے
ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ یہ کام اُسپر
واجب نہ ہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اُجرت پر مقرر کیا تو درست نہین اسواسطے کہ جب
وہ صف جنگ مین جائیگا تو اُسپر خود لڑنا واجب ہو جائے گا قاضی اور گواہ کی اُجرت بھی اسی سبب سے درست نہین اور
کسی کو اسواسطے اُجرت دینا کہ اُسکی طرف سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے درست نہین کہ ان کامون مین نیابت نہین چلتی اور حج
کے واسطے اُس شخص سے اُجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہو اور تندرست ہونے کی امید بھی رکھتا ہو قرآن شریف پڑھانے
یا علم سکھانے کے واسطے جو معین راہ دین ہو اُجرت دے کر کسی کو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا مردہ نہلانا جنازہ اُٹھانا

گو کہ فرض کفایہ ہے مگر ان کامون کی اُجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور مؤذنی کی اُجرت مین علما کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے
کہ اسکی اُجرت حرام نہین اور اُس محنت کی عوض اُجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کر آتا ہے نماز اور اذان کے عوض مین نہین ہوتی مگر یہ
اجرت کراہت اور شبہہ سے خالی نہین ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور کرایہ کو لے تو اُسکو دیکھ لینا چاہیے اور
کرایہ پر دینے والا دریافت کر لے کہ کتنا بوجھ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا ہانکے گا مگر یہ کہ اسباب مین کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی
کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ لی تو یہ کہہ دینا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوؤن گا سانوین کا کُن کا ضرر گیہون سے زیادہ ہوتا ہے مگر
یہ کہ عادت سے معلوم ہو اسیطرح سب اجارون مین علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اُس اجارہ کے سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی
منفعت نہ معلوم ہو اور اُسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے **پانچوان عقد** قراض ہے اسکے تین رُکن ہین **پہلا رُکن**
سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورقِ نقرہ اور کپڑا اور سامان چاہیے اور وزن معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے
کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کر دین اگر مالک شرط کرے کہ مین اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہین ہے **دوسرا رُکن** نفع ہے
چاہیے جو کچھ عامل کو ملیگا اُسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہے گا کہ دس درم میرے یا تیرے ہین اور باقی کو بانٹ
لے تو باطل ہے **تیسرا رُکن** عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہین اگر گیہون نانبائی کو دے
روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہین اگر تیلی کو تخم کتان اسیطرح پر دے تو وہ بھی درست نہین اگر تجارت مین
شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسی کے ہاتھ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ مول لے تو یہ شرط باطل ہے اور جو بات
معاملہ کو تنگ کرے اُسکی شرط لگانا درست نہین اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے کہ یہ مال مین نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدھا آدھا
بانٹ لین گے وہ کہے مین نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندھا تو خرید و فروخت کرنے مین مالک مال کا وکیل ہو گیا مالک
جب چاہے فسخ کرے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال مع منافع نقد ہو تو منافع بانٹ لین اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہ ہو تو عامل
مال مالک کو حوالہ کر دے اور عامل پر اُسکا بیچنا واجب نہین اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے
کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو تو مالک نہین منع کر سکتا اگر مال جنس ہو اور اُسمین نفع ہو تو عامل پر واجب ہے کہ اسقدر
کا مال بیچے جسقدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال تقسیم کر لین اُس باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہین
جب ایک سال گذر جائے تو زکوٰۃ دینے کے واسطے مال کی قیمت جاننا واجب ہے اور عامل کے حصّہ کی زکوٰۃ عامل پر ہے اور مالک
کی بے اجازت عامل کو سفر کرنا نہ چاہیے اگر سفر کریگا تو اُسپر مال کا تاوان ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو جسطرح ناپ
بار برداری کا صرف اور دُکان کا کرایہ مال مین سے لیتا ہے اُسیطرح زادِ راہ بھی مال قراض مین سے لے اور جب سفر سے پھر آئے
دسترخوان آفتابہ وغیرہ جو کچھ مال مین سے لیکر خریدا تھا وہ سب مال مین داخل ہو جائیگا **چھٹا عقد** شرکت ہے جب دو آدمیون کی
شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرّف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونونکا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور اگر
کم زیادہ ہے تو نفع بھی اُسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ پھیر لین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو تو اس صورت مین کام کے

سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کرنا درست ہے اور یہ تراضی مع الشرکت کے مثل ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی رواج ہے اور وہ
باطل ہین ایک مزدورون اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپس مین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے
اسواسطے کہ ہر ایک کی مزدوری خاص اُسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سامنے رکھدین اور
کہین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اُسمین ہم تم شریک ہین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور
ایک صاحب جاہ اور مال والا جاہ والے کے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شرکت ہو یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اس قدر جاننا
واجب ہے کہ اُسکی اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور شکلین جو ہین وہ نادر ہین آدمی جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت
آپڑے گی اُسے دریافت کر سکے گا اور اگر اسقدر نہ جانے گا تو حرام مین گرفتار ہو جائے گا اور جاننے کا بھی نہین کہ مین مبتلائے حرام
ہوا اُسوقت اُسکا عذر یہ لاعلمی کچھ کارآمد نہ ہوگا **تیسرا باب معاملہ مین عدل وانصاف کا لحاظ رکھنے کے
بیان مین** اَے عزیز جان تو کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی رو سے معاملہ درست ہونے کی شرط تھی اور بسا معاملے
ایسے ہوتے ہین کہ اُنہین فتویٰ تو ہم یہی دین گے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنے والا خدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ
وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو رنج اور نقصان پہونچے اُسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو عام ہے اُس کی بھی دو
نوعین ہین **پہلی نوع** احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچون گا جو ایسا کرے اُسے محتکر کہتے ہین اور
محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے رکھ چھوڑے کہ جب
گران ہو تو بیچون وہ اگر تمام اناج خیرات کر دیگا تو بھی اس کا کفارہ نہ ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج رکھ چھوڑے
حق تعالےٰ اُس سے اور وہ حق تعالےٰ سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لے گیا اور جو اُسوقت نرخ
ہے اُس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اُس نے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اُس نے ایک لونڈی یا غلام آزاد
کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج کو رکھے گا اُسکا دل سیاہ ہو جائے گا اور اُن کو کسی شخص نے
کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اُس مین آگ لگا دو اگلے بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین بیچنے کو بھیجا
وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھیر کر دونے دامون بیچا اور اُن بزرگ کو خط لکھا کہ مین نے ایسا کام کیا اُنھون
نے جواب لکھا کہ ہین نے اُس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب نہ تھا کہ بہت سے نفع کے
عوض تونے دین ہاتھ سے دے دیا یہ کام جو تونے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات دے دے کہ اس
گناہ کا کفارہ ہو جائے اور شاید کہ اسپر بھی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹین اَے عزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونے کا سبب خلق
کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اُسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک ہی
آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہوگا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روکے کہ لوگ پیاسے ہو کر زیادہ
قیمت کو مول لین اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اُسے اختیار رہے

ے چاہیے بیچے اُسپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہین ہے اگر تاخیر نہ کرے تو اولی ہے لیکن اگر اُسکے دلمین یہ خواہش ہو کہ اناج گران ہوجائے
خواہش البتہ بد ہے دوا وغیرہ جو قوت نہین ہین اور جنکی اکثر احتیاج نہین پڑتی ہے اُنکو گرانی مین بیچنے کی نیت سے رکھ چھوڑنا
م نہین ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ
ن علماء کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا بھی جبھی حرام
لہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج ملسکتا ہے تو جمع کر رکھنا حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین
کا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اُسوقت بھی حرام ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی
نج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے
گون کی تکلیف اور موت کی راہ دیکھنا بُری بات ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی بُرا سمجھتے ہین ایک قصائی کے پیشہ کو کہ دل سخت
تا ہے دوسرے سُنار کے پیشہ کو کہ اُسمین دنیا کی آرائش ہے دوسری نوع جس سے رنج عام ہوتا ہے وہ کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ
دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو وہ دینے والا اُسپر ظلم کرچکا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسی کو دھوکا
اسی طرح مدت دراز تک دغابازی کا سلسلہ نہ ٹوٹے پہلے جس نے دغابازی کی ہے اُسپر اُن سب کا مظلمہ ہوگا اسی واسطے
بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم چُرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اُسی وقت ہے اور یہ
ممکن ہے کہ اُسکی موت کے بعد تک چلا جاوے اور وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مرجائے اور اُسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس
ہنا ممکن ہے اور قبر مین اُس شخص پر عذاب ہوا کریگا جسکے ہاتھ سے اُس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین
م کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ اشرفی جسکے ہاتھ لگے اُسے چاہیے کہ کنوین مین ڈالدے اور کسی کو یہ کہکر بھی نہ دے کہ
ٹا ہے کہ شاید وہ اور کسی کے ساتھ دغابازی کرے دوسری یہ کہ بازاری پر واجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان لے
واسطے نہین واجب ہے کہ خود نہ لے بلکہ اسلیے کہ اور کسی کو دھوکے سے نہ دیدے اور مسلمانون کا حق ضائع نہ کرے جو شخص یہ
نہ سیکھے گا اور دھوکے سے کھوٹا روپیہ اشرفی اُسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا
اُسپر اُسکا علم سیکھنا واجب ہے تیسری یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
رحم اللّٰہ امرءً اسھل القضاء وسھل الاقتضاء تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ
نیت ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا ہونا صاف کہہ بھی دے گا تو بھی لینا نہ چاہیے چوتھی یہ کہ کھوٹا سکہ وہ ہے جس مین
ری سونا مطلقًا ہووے ہی نہ لیکن جس مین ناقص سونا چاندی ہے اُسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین بلکہ اگر اُسے خرچ
ے گا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے سے کہدے کہ یہ ناقص ہے چھپائے نہین دوسری یہ کہ اُسے دے
امانت دار ہونے پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغابازی نہ کرے اگر یہ جانے کہ یہ خرچ کرتے وقت دوسرے سے
ہونیکا حال نہ بتائے گا تو اُسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنائے گا

یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کریگا اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد سے بہتر ہے **دوسری قسم** ظلم خاص ہے یہ اُسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہو اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کی طرف سے اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے ؎ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران ہم مپسند ؎ جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اُسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے روا رکھے اُسکا ایمان ناقص ہے اُسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نہ کرے کہ اسمین جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار بے بتائے جانتا ہو تو سچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالٰے نے فرمایا ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ؕ یعنی آدمی جو بات کہتا ہر اُس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی ہوگی تو اُسکا کچھ عذر نہ ہوسکے گا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے تو بھی ادنیٰ کام کے واسطے خدا کا نام لیا یہ بے ادبی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھا کر بیچے گا قیامت کے دن حق تعالٰے اُسکی طرف نہ دیکھے گا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اُسکی تعریف نہ کرتے تھے ایک دن ریشم نکالنے لگے اُنکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا مجھکو جنّت کے کپڑے عنایت فرما یونس بن عبید نے پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اُسے پھینکدیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اُسکا یہ کہنا اپنے مال کی تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائے گا تو دغاباز ہوجائے گا اور نصیحت سے دست بردار ہوجائیگا ظالم اور گنہگار ہوجائے گا اور اگر اوپر کی تہ دکھائے یا اندھیرے مین کپڑا دکھائے تاکہ کپڑا اچھا نظر آئے یا جوتون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغاباز ہوجائیگا ایک دن ایک گیہون والے کی طرف جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کا گزر ہوا آپ نے اُسکے گیہون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا یہ کیا ہے اُس نے عرض کی کہ بھیگے ہوئے گیہون ہین آپ نے فرمایا کہ یہ کیون نہ نکالڈ اے مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا یعنے جو دغابازی کرے گا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اُسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کہ صحابہؓ مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اُسکے پاؤن مین عیب ہے وہ پھر آیا اور تینون سو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے اُنسے کہا کہ یہ معاملہ تم نے کیون خراب کیا اُنھون نے جواب دیا اسواسطے کہ مین نے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اُس کا عیب چھپائے اور یہ دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نہ کردے آور کہا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم سے بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانون کو نصیحت کرین اور اُنپر نگاہ شفقت کرین اور چھپانا نصیحت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ ایسا معاملہ کرنا دشوار ہے اور بڑی محنت کا کام ہے دو چیزون سے اس مین آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر مول لے چکا ہے تو

ب ظاہر کر دینے کا ارادہ رکھے اگر کسی نے اُسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اور ون پر نقصان ڈالنے کا ارادہ
ے جبکہ خود دغاباز پر لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اور ون کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ دغابازی سے روزی کچھ بڑھ
ن جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور برخورداری نہین رہتی اور عیّاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ ہاتھ لگتا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ
آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہیگا اور اُس شخص کا سا حال ہوگا جو دودھ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً بہیا آئی
گائے کو بہا لیگئی اُسکے لڑکے نے کہا کہ دودھ مین تھوڑا تھوڑا پانی ملایا کرتے تھے وہ سب اکٹھا ہوا اور گائے کو بہا لیگیا رسول
بول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ کسی کے پاس مال
ا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اُس سے راحت ہو اور اُس سے خیر بہت و قوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے
مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دُنیا اور عقبیٰ مین اُسکی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور اُس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتا تو
ت طلب کرنا چاہیے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی ہے بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے
جو شخص امانتدار مشہور ہوا ہر شخص اُسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور اُسے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کیساتھ
ہور ہوا اُس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سَو برس سے زیادہ نہوگی اور آخرت کی مدّت
نہایت ہے اور یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیائے چند روزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ
، باتون کا خیال رکھے تاکہ عیّاری اور دغابازی اُسکے دل مین جگہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ مین ہے جب دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالے فرماتا ہے
م جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین تم سچے نہین اور جسطرح بیع مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اسی طرح سب پیشون مین فرض ہے
رکھوٹا کام کرنا حرام ہے مگر یہ کہ پوشیدہ نہ رکھے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالے سے رفو کرنے مین فتوے پوچھا آپ نے فرمایا کہ
باہیے مگر اُس شخص کو درست ہے جو اپنے پہننے کے واسطے رفو کرے بیچنے کے لیے نہین جو شخص دھوکا دینے کے واسطے رفو کرے گا
گنہگار ہوگا اور اُسکی مزدوری حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ ناپ جوکھ مین دغابازی نہ کرے اور پورا تولے حقتعالی
تا ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ یعنے خرابی ہے اُن لوگون کی جو جب دیتے ہین تو کم تولتے ہین اور جب لیتے ہین تو زیادہ تولتے
، اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ جو کچھ لیتے تھے تو آدھا حبہ کم لیتے تھے جب دیتے تھے تو آدھا حبہ زیادہ دیتے تھے اور
نے تھے کہ یہ آدھا حبہ ہم مین اور دوزخ مین آڑ ہے اسواسطے کہ ڈرتے تھے کہ پورا پورا نہین تول سکتے ہین اور کہتے تھے کہ وہ احمق
ہ جو کہ بہشت کو جسکی وسعت سات زمین و آسمان کے برابر ہے آدھے حبہ پر بیچڈالے اور وہ شخص احمق ہے جو آدھے حبہ پر طوبیٰ کو
ں سے یعنے بھلائی کو بُرائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت
موافق تول اور جھکتا تول حضرت فضیلؒ نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار دینار تولتا ہے اور اُسکے نقش
ں جو میل تھا اُسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا تیرا یہ کام دو حج اور دو عمرون سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے دو ترازو والا

آدمی جو ایک سے تول کر دیتا ہے اور ایک سے تُلوا کر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہے
اور بیچتے وقت کھینچکر ناپتا ہے وہ بھی اُن مین داخل ہے اور جو قصائی کہ اُس ہڈی کو جسکا رواج نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہو وہ بھی
اُن مین داخل ہے اور جو شخص غلّہ بیچے اور اُس مین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی اُنہین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب
معاملون مین خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسی نے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ویسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اُس نے
دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچے گا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے تئین دینی بھائی پر فوقیت نہ دے اور یہ
سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالے فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا یعنے کوئی شخص ایسا نہین کہ
دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پایگا چوتھی بات یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا
نکرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ سے آگے جائین اور شہر کا نرخ
چھپائین تاکہ خود سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو بھی آپنے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر
مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اُس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس چھوڑ جاؤ مین کچھ دن بعد گران بیچدونگا اور اس امر کو بھی منع
فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران چکائی تاکہ دوسرا شخص اُسے سچا جانکر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے
صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب کھائے تو جب یہ بھید کھلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے لوگون کی یہ عادت ہے کہ
مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑھا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسی طرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت
نہین جانتا اور سستا بیچتا ہے اُس سے مال خریدنا درست نہین یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مول لیتا ہے اُسکے ہاتھ کچھ بیچنا
درست نہین اگرچہ فتوی اسی پر دیا جائیگا کہ ظاہرا بیع درست ہے لیکن چونکہ حقیقت حال اُس سے پوشیدہ رکھی لہذا گنہگار ہوگا بصرہ
مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اُسکے غلام نے اُسے خط لکھا کہ امسال نیشکر پر آفت آگئی ہے اور لوگون کو خبر نہ ہونے پائے
پہلے بہت سی شکر تم مول لے لو اُس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا فائدہ ہوا اپنے
دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور نیشکر پر آفت آنا اُس سے چھپایا ایسا کام کیسے درست ہوگا تیسون ہزار درم
لیکر شکر والے کے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اُس نے کہا کیون تمام قصہ اُسے کہہ سنایا اُس نے کہا مین نے اب تجھے بحل کر دیا جب گھر آیا
تو رات کو سوچا کہ شاید لحاظ کے مارے اُسنے یہ کہا ہو اور مین تو اُسکے ساتھ دغا کر ہی چکا ہون دوسرے دن پھر لے گیا اور
نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو لے لے مجبور ہوکر اُسنے لے لیے اے عزیز جان تو کہ جو شخص اصلی قیمت کہتا ہے اُسے سچ کہنا
چاہیے اُس مین دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتا دے اور اگر مہنگا مول لیا ہے اور سہل انگاری کی ہے کہ بیچنے والا
اُسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی کہکر مال کے عوض دے اور وہ اتنے کو نہین بکتی تو مول
لیکر دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور پھر بھاؤ بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کر دے
اُسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر مین بہت خیانت کرتے ہین اور اُسے خیانت نہین جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو

پنے اوپر روا نہین رکھتا خود بھی اور دون کے ساتھ وہ دغا نہ کرے اور اس بات کو اپنی کسوٹی بنالے کیونکہ جو شخص اصلی قیمت کے اعتماد پر مول
ناہے تو یہ سمجھ کر مول لیتا ہے کہ مین نے خوب جانچ لیا ہے اور دا جبی مول لیا ہے اور اگر اس امر مین دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا
ر یہ دغابازی ہے **چوتھا باب معاملہ مین احسان اور بھلائی کرنے کے بیان مین** اَے عزیز جان تو کہ حق تعالیٰ نے
سطرح عدل کرنیکا حکم فرمایا ہے اُسیطرح احسان کرنیکا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وہ باب جو اوپر
و رہوا عدل کے بیان مین تھا تاکہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان مین ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ
نَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ جسنے فقط عدل کیا ہے اُس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان مین ہے اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ مین آخرت کا فائدہ
چھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنے والے کو فائدہ ہو وہ تجھپر واجب نہین احسان کا درجہ چھہ وجہون سے حاصل
ناہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نہ رکھے حضرت
ری سقطی قدس سرہٗ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑا سے زیادہ نفع لینا روا نہ رکھتے تھے ایک بار ساٹھ دینار کے بادام مول لیے
ر بادام گران ہو گئے ایک دلاّل نے اُنسے بادام مانگے فرمایا کہ ترسٹھ دینار کو بیچنا دلاّل نے کہا کہ نوے دینار آج ان باداموں کی
ت ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین نے دل مین ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑا سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو
روا نہین رکھتا دلاّل نے کہا کہ مین تمھارے مال کو بھاؤ سے کم پر بیچنا روا نہین رکھتا غرضکہ نہ دلاّل نے بیچا نہ حضرت سری سقطیؒ
وہ قیمت لینے پر راضی ہوئے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المنکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ دکاندار تھے اُنکے پاس کئی تھان
کسی کی قیمت دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اُنکی غیبت مین اُنکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو
جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اُس سے کہا وہ تھان پانچ
رسے زیادہ کا نہین ہے اُسنے کہا مین نے خوشی سے لیا ہے اُن بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو مین اپنے واسطے نہین پسند کرتا اُسے
ی مسلمان کے لیے نہین پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر لے یا میرے ساتھ آ کہ اس سے بہتر تھان دون غرضکہ اعرابی
پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اُسنے کہا کہ محمد ابن المنکدر اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ مرد وہ ہے
جب پانی نہ برسے اور میدان مین طلب باران کے واسطے ہم جائین تو اُسکا نام لینے سے پانی برسنے لگے اگلے بزرگون کی عادت
کہ نفع کم لیتے تھے معاملہ بہت کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے کی بہ نسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ
یوفہ کے بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگو تھوڑے نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو گے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ
عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدے کو رد نہین کیا جس نے مجھ سے
جانور کبھی مانگا تو مین نے اُسے نہ رکھا اور بیچ ڈالا ایک دن ہزار اونٹ اصلی قیمت پر بیچ ڈالے اور ہزار رسیون کے سوا
فع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درم کو بکی اور اونٹون کے اُسی دن کے چارہ کی ہزار درم قیمت میرے ذمہ سے

ققیق کہ اللہ حکم کرتا ہے عدل واحسان کرنے کا ۱۲ ۵ بیشک رحمت اللہ کی قریب ہے احسان کرنے والون کے ۱۲

ساقط ہوگئی تو دو ہزار درم کا نفع ہوا دوسرے یہ کہ محتاجون کا مال مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتونکا سوت اور بچون
اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو اسواسطے کہ یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑھانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کرے گا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لے گا آپ نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً سَہْلَ الْبَیْعِ وَسَہْلَ الشِّرَاءِ لیکن امیر سے زیادہ داموں کو مال
مول لینا نہ ثواب ہے نہ شکریہ ہے دام ضائع کرنا ہے اُن سے تکرار اور اصرار کرکے سستا مول لینا اولیٰ ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
علیہما السلام یہ کوشش کرتے کہ جو کچھ مول لینے ارزان مول لیتے اور بہت جانچتے اُنسے لوگون نے عرض کی کہ ہر دن آپ کئی ہزار درم
خیرات دیتے ہین اس مقدار قلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو دیتے ہین خدا کے واسطے دیتے ہین اُسکی راہ مین
جتنا زیادہ دیجیے کم ہے اور بیع مین دھوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے قیمت لینے مین اسمین تین طرح سے
احسان ہوتا ہے ایک کچھ کم کرنے سے دوسرے ٹوٹے اور کھوٹے روپیے پیسے لینے سے تیسرے مہلت دینے سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو داد و ستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالیٰ اُس پر
کامونکو آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اُسے مہلت دینا واجب ہے احسان نہین
بلکہ منجملہ عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جبتک اپنی کوئی چیز گھاٹے کے ساتھ نہ بیچے یا جس چیز کی اُسے ضرورت ہے اُسکو نہ فروخت کرے
تب تک قیمت نہین ادا کر سکتا تو اُسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے
دن ایک شخص کو میدان حشر مین لائینگے اُسنے دین کے مقدمہ مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور اُسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہ ہوگی اُس سے
کہینگے کہ تو نے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست
ہو اُسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس دریائے رحمت جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اُس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگدست اور بینوا ہے مجھے
بھی تیرے ساتھ آسانی کرنا زیبا ہے اور اُسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسی کو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو
جو دن گذرتا ہے ہر دن اُسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت ہو وہ گذر جاتی ہے اسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اُتنا
ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ قرضدار اُنکا قرض ادا کرے اسواسطے کہ ہر روز اُنکے
واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درم دس
درم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درم اٹھارہ درم کے برابر ہے اسکا سبب یہ ہے کہ قرض وہی شخص لیتا ہے جو حاجتمند ہو اور صدقہ شاید محتاج کے
ہاتھ نہ آئے چوتھے قرض ادا کرنا اس مین یہ احسان ہے کہ تقاضے کی حاجت نہ پڑے جلدی ادا کرے اور کھرا روپیہ پیسا دے اور اپنے
ہاتھ سے پہونچائے اور قرضخواہ کے گھر لیجائے اُسے نہ بلائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم مین وہ شخص بہتر ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیت کرتا ہے کہ مین اچھی طور سے ادا کرونگا تو حق تعالیٰ چند فرشتے مقرر فرماتا
ہے وہ اُسکی حفاظت کیا کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اُسکا قرض ادا ہو جائے اور قرضدار اگر قرض ادا کر سکتا ہے تو اگر قرض خواہ کی

---

[۱] رحم کرتا ہے اللہ اُس شخص پر جو آسان کرتا ہے فروخت کو اور آسان کر دیتا ہے خرید کو ۱۲۔

ے مرضی ایک ساعت دیر کریگا تو ظالم اور گنہگار ہو جائیگا روزہ مین ہو خواہ نماز مین ہو خواہ خواب مین بہر حال خدا کی لعنت مین
ہے گا اور یہ ایسا گناہ ہے کہ سوتے مین بھی اُسکے ساتھ رہتا ہے اور قدرت مین شرط نہین ہے کہ نقد اُسکے پاس ہو بلکہ اگر اپنی
وئی چیز بیچ سکتا ہے اور بیچکر قرض نہ ادا کیا تو بھی گنہگار ہوا اور اگر بُرا روپیہ پیسا عوض مین دے کہ قرضخواہ اُسے کراہت سے لے
بھی گنہگار ہوگا جبتک اُسے رضامند نہ کریگا مظلمہ سے نہ چھوٹے گا یہ امر کبائر گناہ مین سے ہے لوگ اسے آسان سمجھے ہین پانچوین
ہ جس کسی سے معاملہ کرے اگر وہ معاملہ کرکے پشیمان ہو تو اُس سے معاملہ فسخ کرلے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
رمایا ہے کہ جو شخص کسی بیع کو فسخ کرے اور جانے کہ مین نے بیع کی ہی نہ تھی تو حق تعالے اُسکے گناہون کو ایسا جانتا ہے کہ گویا اُسنے
یے ہی نہ تھے اور یہ امر واجب نہین ہے لیکن اسکا ثواب بہت بڑا ہے اور منجملہ احسان ہے چھٹے یہ کہ اگرچہ تھوڑی ہی سی ہو مگر محتاجون
ے ہاتھ اس قصد سے کوئی چیز قرض بیچے کہ جبتک اُنکو ادا کرنے کی قدرت نہو گی اُن سے قیمت نہ مانگونگا اور اگر وہ محتاجی ہی
ن مرجائیگا تو اُسے بخشدونگا اگلے زمانہ مین بعضے لوگ تھے کہ یادداشت کی دو فہرستین رکھتے تھے ایک مین مجہول نام
تے کیونکہ اُس سے سب فقیر مراد ہوتے تھے اور بعضے لوگ تھے کہ وہ فقیرون کے نام لکھتے ہی نہ تھے تاکہ اگر وہ لوگ مرجاین تو فقیرون
سے کوئی کچھ مطالبہ نہ کرے اُن لوگون کا شمار بہترون مین نہ تھا بلکہ یہ لوگ بہتر جانے جاتے تھے جو فقیرون کے نام کی یادداشت
ا نہ لکھتے تھے اگر فقیر دیدیتے تو دے لیتے ورنہ اُن سے لینے کی طمع نہ رکھتے تھے دیندار لوگ معاملہ مین ایسے ہوتے تھے اور دیندار دنیا
جہ دنیوی معاملات مین معلوم ہوتا ہے جس نے دین کے واسطے شبہے کے ایک درم پر لات ماری وہ دیندارون مین سے ہے پانچوان
ب دنیا کے معاملہ مین دین پر شفقت کرنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جیسے دنیا کی تجارت دین کی تجارت
، غافل کردے وہ بدبخت ہے اور اُس شخص کا کیا حال ہوتا ہے جو سونے کے کوزہ کو مٹی کے کوزے سے بدلے دنیا کی مثل مٹی کے کوزے
ایسی ہے کہ بُرا ہے اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور آخرت کی مثل سونے کے کوزے کے مانند ہے کہ اچھا بھی ہے اور بہت بھی رہتا ہے بلکہ
ی ضائع ہوتا ہی نہین اور دنیا کی تجارت زادِ آخرت ہونے کے لائق نہین بلکہ راہِ دوزخ سے بچنے کے واسطے کوشش بلیغ چاہیے
ں کا دین اور آخرت ہی آدمی کا سرمایہ ہے یہ نہ چاہیے کہ اُس سے غافل رہے دین پر شفقت نہ کرے اور ہمہ تن تجارت اور زراعت
مشغلہ کرے اور اپنے دین پر آدمی جب شفقت کریگا کہ سات احتیاطین کرے پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنے دل پر تازہ کرلیا
ے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کمائی کرلاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل
ور اُنکی طمع نہ رہے تاکہ اسقدر قوت و فراغت حاصل ہوجائے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہوسکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور نیت
ے کہ آج بندگانِ خدا کے ساتھ شفقت اور نصیحت اور امانتداری بجالاؤنگا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی کچھ گناہ کرے
ں سے بازپرس کرے اور اُسپر راضی نہ ہو ایسی نیتین آخرت کے کامون مین داخل ہونگی دین کا دم نقد نفع ہوگا اگر دنیا کا بھی کچھ فائدہ
یہ گھاتے مین ہے دوسری یہ کہ اس امر کو جان لے کہ جبتک کم سے کم ہزار آدمیون مین ہر ایک اُسکے ایک ایک کام مین مشغول ہوگا اُسکی
گی محال ہے مثلاً نانبائی کسان جولاہا لوہار بہنا اور اور پیشہ ور یہ سب اُسی کا کام کرتے ہین اور اُسے ان سب کی حاجت ہے یہ بات نہ چاہیے کہ

سب تو اُسکا کام کرین اُسکو تو ہر ایک سے نفع ہو اور کسی کو اُس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مسافر کے طور پر ہین اور مسافرونکو
چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ جسطرح اور مسلمان میرا کام کرتے ہین مین
بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرضِ کفایہ ہین اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے
کسی فرض کو بجا لاؤنگا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ
کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کے مثل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی
آرائش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا نکرنا بہتر ہے لیکن مردون کیواسطے اطلس کا لباس سینا سونے
کا زیور بنانا خود حرام ہے اور جو پیشے اگلے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو مذکور ہوے ہین انھین مین سے ہین اناج اور کفن بیچنا قصائی کا کام
کرنا اور صرافی کہ اس مین سود کے دقائق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور حجّامی اسواسطے کہ اس مین اس گمان پر آدمی کی حجامت
کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نہ کرے اور خاکروبی اور جانورون کی کھال صاف کرنا کہ اس مین کپڑونکا
پاک رکھنا دشوار ہے اور پست ہمتی کی دلیل یہی ہے اور ساربانی اور رسائیسی کا بھی یہی حکم ہے اور دلّالی کا بھی یہی حال ہے اسواسطے
اس مین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزّازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل
اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر جنّت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرّافی ہوتی اور ر
چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر سمجھتے ہین جولاہگی روئی بیچنا سوت کاتنا معلمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والون کو
لڑکون اور عورتون سے معاملہ رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہیگا وہ بھی کم عقل ہو جائیگا تیسری یہ کہ دنیا کا بازار
آخرت کے بازار سے اُسے باز نہ رکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالےٰ نے فرمایا ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی خبردار تجارت کا شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نہ رکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اے سوداگرو اول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے
بزرگان سلف کی یہ عادت تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکرِ الٰہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا علم کی مجلس مین حاضر
رہتے اور لڑکے اور ذمی ہریسہ اور بھونی سری بیچتے اُسوقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمال نامہ
لے جاتے ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اُن برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالےٰ
بخشدیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام جمع ہو کر جاتے ہین حق تعالیٰ اُنسے استفسار فرماتا ہے کہ
تم نے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بارِ خدایا جب ہم نے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ
نماز پڑھتا تھا تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اُسکو بخشدیا اور چاہیے کہ دن کو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف نہ
کرے جس کام مین ہو اُسے چھوڑ کر مسجد مین جائے اس آیۂ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین آیا ہے کہ
وہ ایسے لوگ تھے کہ اُن لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتوڑی اُٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اُسے نیچے نہ لاتا یعنے لوہے پر

تا اور چمڑا سینے والا اگر سُتالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اُسے باہر نہ نکالتا اُسی طرح چھوڑ کر نماز کے واسطے راہی ہوتا چوتھی
بازار مین ذکر اور تسبیح اور یادِ الٰہی سے غافل نہ رہے اور حتّی الامکان دل و زبان کو بیکار نہ رکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اُسکے
سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اُسکے مقابل نہین ہوسکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے درمیان مین ہو اُسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول
ل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مُردون
زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جائے اور کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ
الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اُسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان
ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور اُنکی
بٹھین تو اُسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تیس ہزار تسبیح اُس کا
ہے اور علما نے کہا ہے کہ اُنھون نے اس بات سے اپنی ذات کا ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جائے تاکہ امور
ہین فراغت پائے وہ ایسا ہی ہے اور وہ اصل مقصود نہ چھوڑے گا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جائے گا اُس سے یہ بات
ن بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑھے گا تو بھی اُسکا دل پریشان اور دُکان کے حساب مین لگا رہیگا پانچوین یہ کہ بازار مین رہنے کی
ن حرص نہ کرے مثلاً سب سے پہلے جائے اور سب کے بعد آئے یا سفر دور دراز پر خطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ امور کمال حرص
سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اُسکا نام زلنبور ہے اپنے
کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے ابلیس اُسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جاکر جھوٹ مکر حیلہ دغابازی قسم کھانے کی ترغیب
اور ایسے شخص کے ساتھ لگا رہ جو سب کے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگھون
بری جگہ بازار ہے اور بازارون مین سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سب کے پہلے بازار جائے اور سب کے بعد وہان سے آئے
ندار کو چاہیے کہ اپنے اوپر لازم کرے کہ جب تک مجلسِ علم اور اورادِ صبح اور نمازِ صبح سے فارغ نہ ہو بازار نہ جائے اور جب اُس دن
ت کو کفایت کرنے کے قدر فائدہ ہو جائے تو بازار سے پھر آئے اور مسجد مین جاکر عمر آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے
عمر بہت بڑی ہے اور اُسکی حاجت بہت ہے اور آدمی اسکے توشے سے نہایت تہیدست اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت
بوحنیفہ رحمہما اللہ تعالےٰ کے اُستاد مقنعہ بیچتے تھے جب دو حبہ نفع مین ملجاتے تو گٹھری باندھ کر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم
بشار نے حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالےٰ سے کہا کہ آج مین مٹی کے کام کے واسطے جاتا ہون فرمایا اے ابن بشار تم تو
کو ڈھونڈھتے ہو موت تم کو ڈھونڈھتی ہے جو تمھین ڈھونڈھتی ہے اُس سے تم نہ چھوٹو گے اور جسے تم ڈھونڈھتے ہو وہ تم
چھوٹے گی مگر شاید تم نے حریص کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہین دیکھا ہے کہا میری ملک مین اور کچھ نہین مگر ایک دانگ
پر قرض ہے فرمایا تمھاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنی ملک مین رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو اگلے
ن مین بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر مین دو دن سے زیادہ بازار نہ جاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت

اُٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار مین رہتے اور ہر شخص جب اُس دن کا قوت کما تا تو پھر مسجد کو چلا جاتا چھٹی یہ کہ شبہہ کے مال سے
دور رہے اور اگر مالِ حرام لینے کا ارادہ کریگا تو فاسق اور گنہگار ہوگا اور جس چیز مین شبہہ ہو تو اگر خود اہلِ دل ہے تو اُسکے واسطے
اپنے دل سے فتویٰ پوچھے مفتیون سے نہ پوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز مین دل کو کراہت معلوم ہو اُسے نہ مول لے
ظالمون اور اُنکے متعلقون سے معاملہ نہ کرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ اگر وہ ظالم مر جائیگا تو قرضخواہ
کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اُسکی تونگری پر خوش ہونا نہ چاہیے وہ چیز ظالم کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ
اس سے ظالم ظلم مین استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اُسکا شریک ہوگا مثلاً اگر مستوفیون اور ظالمون کے ہاتھ کاغذ بیچے گا تو ماخوذ
ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نہ کرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اُسے معاملہ کے واسطے تلاش کر لے علمائے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ
جو شخص بازار جاتا کہتا کہ مین کس سے معاملہ کرون لوگ کہتے جس سے جی چاہے معاملہ کر کہ سب احتیاط والے لوگ ہین پھر ایک زمانہ
آیا کہ لوگ جواب مین کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے نہ کرنا پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسی
کے ساتھ معاملہ نہ کرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے کہ آگے ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی کسی سے معاملہ
نہ کر سکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگون کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ مین ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے مین لوگون نے
بالکل فرق اُٹھا دیا ہے اور یہ جو نیم عالم اور ناقص دین عقلمندون سے لوگون نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکسان ہوگیا ہے اور سب
حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر ہوگئے ہین اور یہ بڑی خطا ہے یہ جو دانشمندون نے کہا
ہے حقیقت مین ایسا نہین چوتھی اصل حلال اور حرام پہچاننے مین جو اُسکے بعد آئیگی انشاءاللہ تعالےٰ اس اجمال کی تفصیل
بیان کی جائیگی ساتوین یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول و عمل داد و ستد مین اُسکے ساتھ اپنا حساب راست و درست رکھے اور یقین
سمجھے کہ قیامت کے دن مجھے ہر ایک اہلِ معاملہ کے ساتھ کھڑا کر کے حساب لین گے اور انصاف کرین گے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو
خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پچاس ہزار صحیفے میرے سامنے رکھے مین نے عرض کی کہ خداوندا یہ صحیفے
کسکے ہین ارشاد ہوا کہ تو نے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اہلِ معاملہ کا ہے اب یہ شخص
اُن بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ جو معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک ہر صحیفہ مین دیکھا غرضکہ دھوکا دے کر جس کا
نقصان کیا ہو اگر اسکا ایک دانگ بھی اُسکے ذمّہ ہے تو اُسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اُس سے عہدہ برآئی
نہ کریگا کوئی چیز اُسکے واسطے مفید نہ ہوگی معاملہ کرنے مین اگلے بزرگون کی عادت اور راہِ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب
یہ سنّت اُٹھ گئی ایسا معاملہ اور اُسکا علم اس زمانہ مین لوگ بھول گئے جو شخص ان مین سے ایک سنّت بھی بجا لائیگا وہ اجرِ عظیم
پائیگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ جو احتیاطین تم
کرتے ہو اُسکا دسوان حصّہ بھی جو کرے گا اُسکے واسطے کافی ہوگا صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیون فرمایا
اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پر مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمھارے اوپر آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نہ رکھین گے

عافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی اُسے سنے وہ ناامید نہ ہوجائے اور یہ نہ کہے کہ اوہ جی یہ سب احتیاطین
ہوسکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہوسکے وہی بہت ہے بلکہ جو شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ
سب احتیاطین کرسکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی و فقیری
کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اُس فقیری کو آدمی جھیل سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین مال و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی
امید موہوم پر سفر کی بڑی بڑی بے سامانی اور رنج و ذلت پر لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجائے تو وہ سب کیا دھرا برباد
ہوجائے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کے واسطے وہ کام اور ون کے واسطے بھی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند نہین کرتا تو کچھ
ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم ط

چوتھی اصل حلال و حرام کے پہچاننے کے بیان مین

عزیزا ز جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ
وَّ مُسْلِمَۃٍ اور جبتک تو نہ جانیگا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نہ کرسکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال
ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اُن کے گرد ہوگا تو اس کا خوف ہے کہ
اُن مین گر پڑے اے عزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیا مین اسکی ایسی تفصیل ہم نے لکھی ہے کہ اور کتابون مین نہ ملے گی اور اس
کتاب مین اسیقدر ہم بیان کرینگے جسقدر عوام سمجھ سکین اور اس مطلب کو انشاء اللہ تعالے چار بابون مین ہم بیان کرتے

پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے
یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا یعنے اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ حلال اور پاک مین سے کھاؤ اور جو کچھ کرو
وہ شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے اور فرمایا ہے
جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو کھاتا ہے حق تعالے اُسکے دل کو پُرنور فرماتا ہے
اور حکمت کے چشمے اُسکے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اُسکے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد
رضی اللہ تعالے عنہ جو صحابہ کرام مین سے تھے اُنھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ ایسی دعا فرمائیے کہ جس بات کے واسطے مین دعا
کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپ نے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اُنکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین ایسی دعا کب قبول ہوگی اور فرمایا ہے
حق تعالے کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب و روز منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائے گا حق تعالے اس سے نہ فرض
قبول فرمائیگا نہ سنّت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دے کر کوئی کپڑا مول لے اور اُسمین ایک درہم حرام کا ہو جب تک

طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر ۱۲

وہ کپڑا اسکے بدن پر رہیگا اُسکی نماز نہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانے سے جمے گا وہ آتش دوزخ مین جلے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالےٰ بھی یہ پروا نہ رکھے گا کہ اُسے کدھر سے دوزخ مین ڈال دے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اس مین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اُسکے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہین اور جب صبح کو سو کر اُٹھتا ہے تو حق تعالےٰ اُس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اُس سے حساب لون اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اُس تیس بار زنا کرنے سے سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہ ہوگا اور اگر رکھ چھوڑیگا تو دوزخ کے دروازے تک وہ اسکا زاد راہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودھ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین انگلی ڈال کر قے کی اُسکی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کر جانے کا خوف تھا اور مناجات کی کہ بار خدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اُسقدر شربت سے جو میری رگون مین رہگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگون نے دھوکے مین صدقہ کا دودھ آپکو پلا دیا تھا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہو جائے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دبلا ہو جائے تو جبتک حرام سے پرہیز نہ کریگا یہ روزہ نماز کچھ نہ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے وہ اُس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھوتا ہے کہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اُسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اس کنجی کے دانت ہین اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے دوسری یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے تیسری یہ کہ ظاہر و باطن مین سب بُرے کامون کو چھوڑ دے چوتھی یہ کہ اسی طور پر تا دم مرگ صبر کرے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اُسکا دل سیاہ ہو جائے گا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اُسکا تمام بدن گناہ مین پڑ جاتا ہے وہ چاہے خواہ نہ چاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اُسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اُسکی یار و مددگار رہے اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین سیواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اُن مین سے حضرت وہب بن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اُسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایک دن اُنکی والدہ نے دودھ کا ایک پیالہ اُنھین دیا پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تم نے کہان سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا

پوچھا کہ یہ بکری کہان چری ہے وہ ایسی جگہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچھ حق تھا غرضکہ اُنھون نے وہ دودھ نہ پیا اُن کی مان
نے دعا دیکر کہا کہ بیٹا خدا تجھ پر رحمت کرے پی لے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون کہ اگر پیون گا تو
سکے گناہ کے ساتھ اُسکی رحمت کو پہونچونگا اور مین یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی احتیاط کرتے تھے اُنسے
لوگون نے پوچھا تم کہان سے کھاتے ہو کہا جہان سے اور لوگ کھاتے ہین لیکن اُس شخص مین جو کھاتا اور روتا ہے اور اُس شخص
ن جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھ کمی نہین ہو جاتی **دوسرا باب**
حلال وحرام مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ حلال وحرام کے درجے ہین اور سب
جہ ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلالِ پاک کوئی درجہ حلالِ پاک تر ہے اسیطرح حرام سن لے کوئی درجہ سخت تر
ر پلید تر کوئی درجہ کمتر ہے جس طرح کہ جس بیمار کو گرمی نقصان کرے تو جو چیز بہت گرم ہوتی ہے وہ بہت نقصان کرتی ہے
ر گرمی کے درجے ہین کیونکہ شہد گرمی مین شکر کے مانند نہین ہے اسی طرح حرام بھی ہے اور مسلمانون کے طبقے حرام اور شبہہ
سے پرہیز کرنے مین پانچ درجون پر ہین پہلا درجہ پرہیز عدول اور وہ سب مسلمانون کا پرہیز ہے کہ جو بات ظاہر فقہ اور
ے کے روسے حرام ہے اُس سے دور رہین اور یہ سب درجون سے کمتر ہے جو کوئی اس سے دست بردار ہوگا اُسکی
الت باطل ہوگی اُسے فاسق اور عاصی کہتے ہین اُسکے بھی کئی درجے ہین کیونکہ اگر کوئی کسی کا مال عقدِ فاسد سے اُس کی
رضامندی کے ساتھ لیگا تو حرام ہے اور اگر غصباً لے گا تو اُس سے زیادہ حرام ہے اور اگر کسی یتیم یا محتاج سے لے گا تو بہت
ی حرمت ہوگی اور عقدِ فاسد جب بیاج کے سبب سے ہو تو اُسکی حرمت سب انواع سے بڑھکر ہوگی اگرچہ حرمت کا
سب پر آتا ہے اور جو چیز حرام زیادہ ہے اُس مین عافیت کا خطر بیشتر اور عفو کی امید کمتر ہے جس طرح بیمار جو کہ شہد
اُسکی مضرت مصری اور شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور جب بہت سا پیے تو اُسکی مضرت کم پینے کے بہ نسبت زیادہ تر
کی حلال وحرام کی تفصیل وہ شخص جانے گا جو تمام فقہ پڑھے اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑھنا واجب نہین کیونکہ وہ شخص
ب کا قوت مالِ غنیمت اور اہل ذمہ کے جزیہ سے نہو اُسکو غنائم اور جزیہ کے مسائل جاننے کی کچھ حاجت نہین لیکن
ایک پر اُسیقدر واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اُسپر واجب ہے
ر اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علمِ اجارہ حاصل کرنا اُسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اُسکا
سیکھنا اُسپر واجب ہے **دوسرا درجہ** اُن نیک مردون کی پرہیزگاری کا ہے جنھین صلحا کہتے ہین یہ ایسا ہے کہ مفتی جسے کہ
حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اُسکو بھی ترک کردے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب
دوسری وہ جس سے حذر واجب تو نہو لیکن مستحب ہو اور واجب سے حذر کرنا پہلا درجہ ہے اور مستحب سے حذر کرنا دوسرا
ہے تیسری وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً کوئی شخص شکار کا گوشت نہ کھائے اور کہے کہ شاید یہ جانور اور
ی کی ملک ہو اور اُسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص گھر عاریت رکھتا ہو اُس مین سے نکل جائے اور کہے کہ اس کا مالک

شاید مرگیا ہو اور یہ وارث کا حق ہوگیا ہو ایسی باتون پر جبتک کوئی امر دلیل نہو تو بیکار وسوسہ ہی وسوسہ ہے تیسرا درجہ متّقیون کی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز نہ حرام ہو نہ شبہہ کی بلکہ حلالِ مطلق ہو لیکن اُس مین اس امر کا اندیشہ ہو کہ اس کے سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجائیگا آدمی اُس سے دستبردار ہوجائے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ جبتک اُس چیز کو جس مین کچھ اندیشہ اور باک نہو اُس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک و اندیشہ ہو ترک نہ کریگا تبتک بندہ متّقیون کے درجہ کو نہ پہونچیگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے حلال کے دسؔ حصّون مین سے نو حصّے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی حرام مین نہ پڑجائین اسیواسطے تھا کہ جب کسی شخص کے سَو درم کسی پر قرض ہوتے تو وہ ننانوے سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہوجائین حضرت علی ابن المعبد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین نے ایک مکان کرایہ کو لیا تھا ایک خط لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اُس مکان کی مٹی سے خشک کرون خیال آیا کہ مٹی میری ملک نہین ہے اس سے سیاہی نہ خشک کرون پھر اپنے دل مین کہا کہ ذراسی مٹی کچھ قدر و قیمت نہین رکھتی غرضکہ ذراسی مٹی اُس خط پر ڈالدی خواب مین دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ جو لوگ غیر کی دیوار کی مٹی کو بیقدر و قیمت جانتے ہین اُنھین فردائے قیامت کو معلوم ہوگا تو جو لوگ پرہیزگاری کے اسدرجہ پر ہین وہ تھوڑی اور آسان چیز سے بھی ایک تو اسواسطے پرہیز کرتے ہین کہ شاید جب اُسکا مزہ پڑے تو دل زیادہ چاہے دوسرے اسلیے کہ آخرت مین متّقیون کے درجہ سے نہ گر پڑین اسی واسطے حضرت امام حسن علیہ السّلام نے صدقہ کے مال مین سے جب ایک خرما اپنے منھ مین ڈالا حالانکہ آپ لڑکے تھے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَخْ کَخْ اَلْقِہَا یعنے اسکو تھوک دے خلیفہ عمرؓ ابن عبد العزیز کے سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے اُنھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی منفعت ہے اور وہ سب مسلمانونکا حق ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرھانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو اُن بزرگ نے چراغ گُل کردیا اور کہا کہ اب تیل وارث کا حق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تاکہ اُن کی بی بی مسلمانون کے واسطے نہ بیچین ایک روز امیر المومنینؓ اپنے گھر مین جو تشریف فرما ہوئے تو اُن کی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھ مین لگ گیا اُسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُنکے سر سے مقنع اُتار لیا اُسے دھوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اُسمین کچھ بھی بو نہ رہی تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالہ فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفہ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چاہا کہ سدِّباب رہے تاکہ اور کسی چیز کیطرف نہ لیجائے اور حرام کے ڈر سے حلال چھڑائے اور متّقیون کا ثواب ہاتھ آئے حضرت امام احمد حنبلؒ سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہو اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اُسکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اسقدر خوشبو جو اُسے پہونچیگی اور کپڑون مین بسے گی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اُس مین تحمّل کرتے ہین تو شاید اُسکا آسان جاننا درست نہو پھر اُن ہی امام سے پوچھا کہ اگر حدیث کا کوئی ورق پڑا ملے تو آیا درست ہے

الک کی بے اجازت اُسکی نقل ہے فرمایا نہین امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بی بی تھین اُن کو آپ بہت چاہتے تھے
ب خلیفہ ہوے تو اُن کو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا کسی امر مین وہ سفارش کرین اور اُن کی مرضی کے خلاف آپ سے
ہ سکے اے عزیز جان تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی طرف ہے اُسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اس مباح
ہ مشغول ہوگا تو وہ اُسے اور کامون مین ڈالدیگا بلکہ جو شخص حلال کا کھانا پیٹ بھر کھائیگا وہ متقیون کے درجہ سے محروم
یگا اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہوکر کھاتا ہے تو وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اُسکے دل مین
الات واہیات آئین یا بڑی بشاشت اور مستی پیدا ہو دنیاداروں کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اُسی قبیل سے ہے
نکہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اُسکی طلب مین آدمی کو ڈالتا ہے آخر کو حرام کیطرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم
لے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے اس سے دنیائے مباح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصو
ہ کہ اُسکی محبت دل کو باؤلا بناتی ہے تاکہ بہت دنیا کی طلب مین ڈالے اور بغیر گناہ کے یہ بات نہین بنتی حتیٰ کہ حق تعالے
ذکر کو دل مین آنے نہین دیتی اور حق تعالے سے دل کا بالکل غافل ہوجانا بڑی شقاوت ہے اور بدبختی کا سبب ہوگا اسی
سطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے جب کسی امیر کے بڑے اونچے دروازے پر سے گذرے اور ایک شخص جو اُنکے
تھ تھا اُسے دیکھنے لگا تو اُنھون نے اُسے منع کیا اور کہا کہ اگر تم لوگ اسے نہ دیکھو تو یہ امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو
ھی اس فضول خرچی کے مظلمہ مین شریک ہوتے ہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور
ہد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ زمین کو گچ کرنا درست ہے تاکہ خاک نہ اُڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے
دیک مکروہ ہے کیونکہ اسمین آرائش ہے اگلے بزرگون کا قول ہے کہ جسکا لباس ہلکا اور باریک ہوگا اُسکا دین بھی
عیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی اُسکو دستبردار ہونا چاہیے
تھا درجہ صدیقون کے زہد و ورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور حرام مین بھی نہ ڈالے لیکن
کے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو اُسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالے
شاہون کی کھدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کھدوائے ہوئے تالابون
پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ اُس باغ کا انگور نہ کھاتے تھے جسے بادشاہ کی کھدوائی ہوئی نہر سے پانی پہونچا ہو حضرت
م احمد حنبل رحمہ اللہ تعالے مسجد مین خیاطی کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور مسجد مین کسب کرنا اُنھین ناپسند تھا لوگون نے
چھا کہ قبرستان کے گنبد مین رشتہ سازی کا بیٹھنا کیسا ہے آپ نے مکروہ جانا اور فرمایا کہ گورستان آخرت کے واسطے
ایک غلام نے بادشاہ کے گھر سے چراغ جلایا اُسکے مالک نے گل کردیا ایک رات کسی بزرگ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا اتفاقاً
دقت لوگ بادشاہ کی مشعل جلائے لیے جاتے تھے اُن بزرگ نے نہ چاہا کہ اُسکی روشنی مین تسمہ کو درست کرلین ایک عورت
اکاتتی تھی بادشاہ کا مشعلچی آنکلا اُس نیکبخت نے ہاتھ روک لیا تاکہ اُسکی روشنی مین تاگا نہ کاتے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالے

کو ظالمون نے قید کیا تھا کئی دن بھوکے رہے ایک عورت پارسا جو اُنکی مرید تھی اُسنے اپنے حلال تاگے کی قیمت سے کھانا پکا کر اُنکے
واسطے بھیجا اُنھون نے نہ کھایا وہ عورت حاضر ہوئی اور گلہ کرنے لگی اور یہ بات عرض کی کہ آپ کو کچھ معلوم ہے مین نے جو کھانا
آپکے واسطے بھیجا تھا وہ حلال تھا اور آپ بھوکے تھے اپنے اُسے کیون نہ کھایا فرمایا کہ ایک ظالم کے طباق مین میرے سامنے آیا اور
وہ طباق قید خانے کے محافظ کے ہاتھ مین تھا ہم نے اُس سے حذر کیا کہ ایک ظالم کے ہاتھ کی قوّت کے سبب سے اُنھین پہونچا اور
وہ قوّت حرام سے حاصل ہوئی ہوگی یہ زہد کا بہت بڑا درجہ ہے اور جو کوئی اس بات کی حقیقت کو نہ جانے گا شاید وہ وسواس مین
پڑ جائے یہانتک کہ کسی فاسق کے ہاتھ کا کھانا نہ کھائے یہ بات ایسی نہین ہے بلکہ یہ امر اُس ظالم کے ساتھ خاص ہے جو حرام کھاتا
ہو اور اُسکی قوّت حرام سے پیدا ہوئی ہو لیکن جو شخص مثلاً زناکار ہو تو اُسکی قوّت زنا سے نہ ہوگی وہ اگر کسی کے سامنے کھانا لیجائے
تو کھانا پہونچنے کا سبب وہ قوّت نہ ہوگی جو حرام سے پیدا ہوئی ہو حضرت سری سقطی قدّس سرہٗ فرماتے ہین کہ ایک دن مین ایک
جنگل مین جاتا تھا ایک چشمہ کے قریب پہونچا اور ایک گھاس دیکھی جی مین آیا اُسے کھاؤن کیونکہ اگر حلال کی روزی کھاؤنگا تو یہی
ہوگی ہاتف نے آواز دی کہ جس قوّت نے تجھے یہان تک پہونچایا وہ کہان سے آئی ہے مین شرمندہ ہوا اور استغفار کرنے لگا صدیقون
کا درجہ ایسا ہی ہوتا ہے یہ لوگ ایسی احتیاطون مین باریک خیالات کیا کرتے تھے اب اُسکے بدلے کپڑا دھونے مین اور
پاک پانی ڈھونڈھنے مین لوگ احتیاط کرتے ہین اُن بزرگون نے ایسی باتون کو آسان پکڑا تھا ننگے پاؤن چلتے جو پانی پاتے اُس سے
طہارت کر لیتے یہ جو طہارت ہے فقط ظاہر کی آرایش اور زینت ہے اس طہارت کو خلق ہی دیکھتی ہے اور نفس اُسکا
لالچی ہے مسلمان کو دھوکا دے کر اُسی طہارت مین مشغول رکھتا ہے اور وہ طہارت باطن کی زینت اور آراستگی ہے اُسپر
حق تعالےٰ کی نظر پڑتی ہے اس سبب سے نفس کو دشوار ہے **پانچوان درجہ** مقرّب اور موحّد لوگون کا زہد ہے جو کھانا سونا
بولنا خدا کے واسطے نہ ہو اُسے اپنے اوپر حرام جانتے ہین یہ لوگ ایک ہی ہمّت اور ایک ہی صفت کے ہو جاتے ہین اور
پورے موحد یہی لوگ ہوتے ہین **حکایت** ہے کہ یحیٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے دوا پی تھی اُن کی بی بی نے کہا
کہ گھر مین چند قدم ٹہلو فرمایا کہ اس ٹہلنے کی مین کوئی وجہ نہین جانتا تیس برس ہوے ہین اپنے حساب کو نگاہ رکھتا
ہون تاکہ دین کے سوا اور کسی واسطے مین کوئی حرکت نہ کرون تو جب تک ان لوگون کے دل مین کوئی دینی نیت نہین آتی
تبتک کوئی حرکت نہین کرتے اگر کھاتے ہین تو اُسی قدر کھاتے ہین جس سے قوّت عبادت کے واسطے اُن کی عقل اور
زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہین تو وہی بات کہتے ہین جو اُن کے دین کی راہ ہے اس کے سوا اور جو کچھ ہے اُسے اپنے
اوپر حرام جانتے ہین زہد وورع کے درجات یہی ہین اس سے کم نہین ہین اے عزیز بھلا تو اُن درجات کو سوچ اور جان تو اور
اپنی نا کسی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانون کا زہد عدل ہے اُسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہین تو
اُس سے بھی عاجز آ جاتا ہے اور جب باتون پر آتا ہے تو بڑا سا منھ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے جو ظاہری باتین
شرع مین ہین اُس سے ننگ وعار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکون اور دور کی بات کہون حدیث شریف مین

ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہین جن کا بدن نعمتون کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح
ح کے کھانے چکھتے ہین اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہین پھر منھ کھولتے ہین اور اچھی اچھی باتین بناتے ہین حافظ حقیقی ہمین ان
ون سے محفوظ رکھے **تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان مین** اے عزیز
ن تو کہ بعضے لوگون کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کرکے وہ لوگ تین فرقے ہوگئے ہین ایک فریق
جو احتیاط زہد غالب ہوئی تو اُنھون نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا مین اُگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزین ہین اُنکے
ا اور کچھ ہم نہ کھائین گے اور ایک پر شہوت پرستی جو غالب ہوئی تو اُنھون نے کہا کہ جو پایئے سو کھا جایئے حلال وحرام مین کچھ فرق
یا چاہیے اور ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اُسنے کہا کہ ہر ایک مین سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینون مذہب
نا غلط اور خطا ہین بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال وحرام ہمیشہ ظاہر وعیان ہے اور شبہہ ان دونون کے درمیان ہے
ہی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہے اسواسطے
رام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہین ہے اور بیشتر اور بہت مین فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہین لیکن بیشتر نہین ہین
ر ظالم لوگ بہت ہین مظلوم لوگ بیشتر ہین اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیاء مین ہم نے مشرح اور مدلّل بیان کی ہے اصل
ت یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جائے کہ بندون کو یہ حکم نہین ہے کہ جو چیز خدا کے علم مین حلال ہے وہی کھائین اس واسطے
یہ امر جاننے کی کسی کو طاقت نہین ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ خود جس چیز کو حلال جانین یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہو اُسے کھائین اور
لا ہاتھ آنا ہمیشہ آسان ہے اس بات پہ یہ دلیل ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر پیاسے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا
م ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگون کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہین اور مردار کھاتے ہین لیکن
لہ اُن حضرات نے اُسکی ناپاکی نہ دیکھی تو اُسکو پاک سمجھے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین جس شہر مین پہونچتے کھانا مول
تے اور لین دین کرتے باوصفیکہ اُنکے زمانہ مین چور سودخور شراب فروش یہ سب تھے اور اُنھون نے دنیا کے مال سے ہاتھ نہ کھینچا
سبھون کو برابر جانا اور ضرورت کی قدر پہ قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق مین چھ قسم کے لوگ ہین۔
لی قسم وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ تو نہ اُسکا صالح ہونا جانے نہ بدکار ہونا مثلاً کسی اجنبی شہر مین تو جائے تو تجھے درست ہے
س سے چاہے روٹی لے کر کھائے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اُسکے پاس ہے ظاہراً اُسی کی ملک ہے یہ دلیل کفایت
فی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اُسکی حرمت پر دلالت کرے باطل نہ ہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ مین توقّف کرے
سی کو اُسکا صالح ہونا دریافت کرنے کو ڈھونڈھے تو یہ امر منجملہ زہد وورع ہے واجب نہین **دوسری قسم** وہ شخص ہے جس کی
احیت تو جانتا ہو اُسکی چیز کھا لینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہین بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص تیرے توقف کرنے
ملول اور رنجور ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے **تیسری قسم** وہ آدمی ہے

جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمّال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا سب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمی کے مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کسی حلال جگہ سے لیا ہے کیونکہ یہان اُسکے حلال ہونے کی کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہو کہ اُس نے کسی کا مال غصب نہین کیا ہے **چوتھی قسم** وہ شخص ہے جسے تو جانے کہ اُسکا اکثر مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہین مثلاً کوئی شخص کسان ہو مگر بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی سوداگر ہو اور بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اُس مین اکثر لینا درست ہے کیونکہ اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اُس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ کے وکیل نے بصرہ سے اُنھین لکھ بھیجا کہ مین ایسے لوگون سے معاملہ کرتا ہون جو بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ کرتے ہین اُنھون نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ بادشاہون کے سوا اور کسی سے معاملہ نہ کرتے ہون تو اُنکے ساتھ معاملہ نہ کیا کر اور اگر اور لوگون سے بھی معاملہ کرتے ہون تو اُنکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے **پانچوین قسم** وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اُس کے مال کی خبر نہ رکھتا ہو لیکن ظلم کی علامت اُسکے ساتھ دیکھے مثلاً قبا یا کلاہ پہنے ہو یا لشکریون کی ایسی صورت بنائی ہو تو یہ بھی ظاہری علامت ہے ایسے شخصون کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تاوقتیکہ یہ معلوم ہو جائے کہ مال کہان سے لایا ہے **چھٹی قسم** وہ شخص ہے جسمین ظلم کی علامت نہ پائی جائے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلاً ریشمی لباس یا طلائی زیور پہنے ہو یا شراب خوار ہو اور نامحرم عورت کو گھورتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ اُسکے مال سے حذر کرنا واجب نہین ہوتا کیونکہ ان فعلون سے مال حرام نہین ہو جاتا مگر اس قدر خیال کر سکتے ہین کہ چونکہ یہ شخص مال حلال رکھتا ہے تو شاید حرام کے مال سے پرہیز نہ کرتا ہو اس خیال سے اُس کے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہین اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہین اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہین کرتے لیکن ظلم و ستم سے حذر کرتے ہین حلال و حرام مین فرق کرنے کے واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور نادانستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہ ہوگا اُسکی مثال یہ ہے کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہین لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہین جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست معلوم ہو جائے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے عین نماز مین نعلین شریفین اتار ڈالین اور اول سے نماز نہین پڑھی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ یہ نعلین نجس ہین اے عزیز جان تو کہ جہان پر ہم نے کہا ہے کہ اہل ورع کو حذر کرنا ضرور ہے اگرچہ واجب نہین وہان پر اُس سے یون پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہان سے لایا بشرطیکہ اس پوچھنے سے اُسکا دل رنجیدہ نہ ہو اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقوے احتیاط ہے اور رنج دینا حرام ہے اس صورت مین عذر و حیلہ کر کے نہ کھائے اور اگر کچھ عذر نہین کر سکتا تو کھالے تاکہ وہ شخص ناراض نہ ہو اور اگر کسی دوسرے سے اس طرح پوچھے کہ اُس شخص کا سن لینا ممکن ہے تو یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ اس مین تجسّس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور یہ تینون امر حرام ہین اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہین ہو جاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہین مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہین سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام مین جہان شبہہ پیدا ہوتا ابتدا مین جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو جو کچھ لوگ

پ کی خدمت مین حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ شک کا مقام تھا اور آپ کے استفسار
نے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہ ہوتا تھا اے عزیز جان تو کہ اگر بازار مین بادشاہ کا مال لگائین یا لوٹ کی بکری لائین تو اگر جانتا ہے کہ
بازار مین حرام کا مال اکثر ہے تو جبتک تحقیق نہ کرے کہ کیا ہے اور کہان سے آیا ہے تب تک نہ مول لے اور اگر اُس مین سے اکثر
حرام نہین ہے تو بے دریافت کیے مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقویٰ کی رو سے پوچھنا اور دریافت کرلینا ضرور ہے چوتھا
بادشاہون سے روزینہ لینے اور اُنکو سلام کرنے اور اُنکے مال مین سے حلال کا مال لینے کے
ن مین اے عزیز جان تو کہ جو کچھ اس زمانہ کے بادشاہون کے پاس ہے کہ مسلمانون سے خراج کے طور پر یا جرمانہ کے نام سے یا
ت کے طریقہ سے اُنھون نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہون کے پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال جو کفار سے
غنیمت لین یا ذمیون سے جزیہ کے طور پر لین بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لین یا لاوارث کا جو مال وراثت کے طور پر لین کہ یہ مال
انون کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہو گیا ہے اور اکثر مال خراج اور جرمانہ سے ہوتا ہے تو جب تک
نہ جان لے کہ یہ مال وجہ حلال سے ہے یا غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کے مال سے ہے تب تک بادشاہون سے کچھ
نا چاہیے ممکن ہے کہ بادشاہ بھی کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اُسکا محصول بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگاریون سے
لیا ہوگا تو شبہہ کو اُس مین دخل ہوگا گو کہ حرام نہ ہو اور اگر ملک ذمہ مین زمین مزروعہ مول لیگا تو وہ بھی اسکی ملک ہو جائے گی
اگر اُسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اُس مین شبہہ کا دخل ہو جائیگا تو اگر کوئی شخص جسقدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی
ملک سے پاتا ہے تو اُسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانون کے مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال
ن ہے تا وقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہ ہو کہ مسلمانون کے مصالح مین سے کوئی مصلحت اُس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا
کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام مین مشغول ہو جسکا نفع عام ہو طالبان علم دین بھی اس مین شریک ہین اور جو شخص
سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال مین اُسکا بھی حق ہے لیکن عالمون اور لوگون کو اس شرط سے لینا درست ہے کہ عامل اور بادشاہ
ساتھ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نہ کرین اور اُن کے ساتھ بُرے کامون مین موافق رہین اور اُنکو ظلم کی ترغیب نہ دین بلکہ
پاس ہی نہ جائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین چنانچہ اسکا بیان آئیگا **فصل** اے عزیز جان تو کہ علماء اور غیر علماء
سلاطین اور عمّال کے ساتھ تین حالتین ہین ایک یہ کہ نہ یہ لوگ سلاطین اور عمّال کے پاس جائین اور نہ سلاطین و عمال ان لوگون
پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے دوسری حالت یہ ہے کہ سلاطین کے پاس جائین اور سلام کرین شرع مین یہ امر مذموم
مگر یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام امراء ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے
جو شخص اُنسے پرہیز کریگا وہ بچے گا اور جو اُنکے ساتھ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی اُن ہی مین سے ہے اور حضرت صلے اللہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو اُنکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہے گا وہ میری اُمت
مین اور قیامت مین میرے حوض کی طرف اُسکی راہ نہین اور فرمایا ہے کہ وہ علماء حق تعالے کے بڑے دشمن ہین جو امراء کے پاس

جائین اور بہترین امراء وہ ہین جو علماء کے پاس آئین اور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرون کے امانت دار ہین تاوقتیکہ سلاطین سے میل جول نہ کرین جب کیا تو امانت مین خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابوذر نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ سے دور رہا کر اسواسطے کہ ان کی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اُس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ مین ایک وادی ہے اُسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ ایک شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بے دین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیز مین بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جس مین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے اُسیقدر حق تعالے سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے کہا ہے یہ علماء جو سلاطین کے پاس جاتے ہین اُنکا ضرر مسلمانون کیواسطے جوارِیون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے جو مکھی آدمی کی نجاست پر ہو وہ اُن عالمون سے بہتر ہی جو بادشاہ کے درِ دولت پر ہون **فصل** اے عزیز جان تو کہ ان شدتون کا یہ سبب ہے کہ جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے روسے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی روسے معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان نہ جانا چاہیے اور اگر مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اُنکا خیمہ اور فرش حرام ہوگا اُس مین جانا اور اُس پر پاؤن رکھنا نہ چاہیے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بے خیمہ و فرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت کریگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اُسکی امارت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہ ہو لیکن اُسکا دین ایک حصہ ضائع ہوجائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین اُسکا ہاتھ چومنا اپنی پیٹھ خم کرنا سر جھکانا یہ کچھ نہ چاہیے مگر بادشاہِ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگانِ سلف نے اس امر مین مبالغہ کیا ہے اور ظالمون کے سلام کا جواب تک نہین دیا ہے تاکہ ظلم کے سبب سے اُن کی اہانت ہو اور قول کی روسے معصیت باین طور ہوگی کہ بادشاہِ ظالم کے حق مین دعا کرے مثلاً یون کہے کہ حق تعالے تجھے جیتا رکھے ایسا کہنا درست نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی عمر دراز ہونے کی دعا کرے گا اُسکی مرضی یہ ہے کہ زمین پر ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہین مگر یون کہے اَصْلَحَكَ اللّٰهُ وَوَفَّقَكَ اللّٰهُ لِلْخَيْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمْرَكَ فِيْ طَاعَتِهٖ[1] جب آدمی دعاے خیر سے فارغ ہوتا ہے تو غالباً اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ مین چاہتا ہون کہ خدمت مین حاضر رہون اگر یہ اشتیاق اُسکے دل مین نہین ہے تو جھوٹ بولا اور بے ضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل مین یہ آرزو رکھتا ہے تو جو دل ظالمون کی ملاقات کا شائق ہوتا ہے وہ نورِ اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اُسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے مخالف سے لوگ کراہت رکھتے ہین اور

[1] صلاحیت دے تجھے اللہ اور توفیق خیر دے تجھے اللہ اور دراز کرے اللہ تیری عمر اپنی اطاعت مین ۱۲۔

جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم مین اُسکی تعریف کرتا ہے اُسمین بھی جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ
ہے کہ ان باتون سے ایک ظالم کا دل خوش کر دیا یہ درست نہین جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال
کہتا ہے تو اُسپر سر ہلانا اور اُسکی تصدیق کرنا اُسپر لازم ہوتا ہے یہ باتین سب گناہ ہین اور خاموشی کی روسے معصیت اس طرح پر ہوتی
کہ بادشاہ کے مکان مین اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویرین دیکھے اور اُسکے بدن پر ریشمی پوشاک اُنگلی مین طلائی انگوٹھی دیکھے
وہان چاندی کے برتن دیکھے اور شاید اُسکی زبان سے فحش اور جھوٹ سنے ایسی باتون مین احتساب اور باز پُرس لازم ہے چپ رہنا
درست نہین اگر خوف کے مارے باز پرس نہ کرسکیگا تو معذور ہے لیکن وہان بلاضرورت جانے مین معذور نہ رہ سکے گا اسواسطے کہ جہان
معصیت دیکھے اور باز پرس نہ کرسکے وہان بلاضرورت جانا نہ چاہیے دل اور اعتقاد کی روسے معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اُسکی
محبت رغبت کرے اُسے دوست رکھے اُسکی تواضع کا اعتقاد کرے اُسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ مہاجرین اہل دنیا کے پاس نہ جاؤ اسواسطے کہ اُس روزی پر جھنجھلاؤ گے جو خدا نے تمھین عنایت
کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ دنیا دارون کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ اُن کی دنیا کی روشنی ایمان کی حلاوت کو تمھارے دل سے
دور کرے گی ان سب باتون سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانے کی اجازت نہین ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ
کا حکم ہو کہ اگر تو نہ مانے گا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا اُسکا رعب سلطنت جاتا رہیگا اور رعایا دلیر ہوجائے گی دوسرا
یہ ہے کہ اپنی دادخواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جائے اُسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور تعریف نہ کرے اور درشتی
کے ساتھ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر ڈرتا ہے تو نرمی کے ساتھ نصیحت کرے گو جانے کہ یہ قبول نہ ہوگی یا رہے جھوٹ بولنے اور تعریف
کرنے سے عذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہ حیلہ کرے کہ مین تو سفارش کے واسطے جاتا ہون پھر اگر وہ کام اور کسی کی سعی
سے نکل جائے یا اور کسی دوسرے شخص کو بادشاہ کا تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ دینی
ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس نہ جائے مگر
بادشاہ اُسکے پاس آئین اُسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوگا تو درست ہے اسواسطے
کہ اُسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور جس طرح ظلم کرنے سے بادشاہ اہانت کے لائق ہوتا ہے اسی طرح اس
کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر عالم نہ اُٹھے اور دُنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولےٰ ہے مگر یہ کہ اپنی ایذا اسکا
رعیت کے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونے کا خوف ہو اور جب بیٹھا تو تین طرح کی نصیحت واجب ہوتی ہے
ایک یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اُسکی حرمت سے آگاہ کردے دوسری یہ کہ بادشاہ
جو کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اُسے ڈرائے اور نصیحت کرے اور کہے
کہ فانی دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم خلائق
کی اصلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اُس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہیگا تو بادشاہ مان لے گا تو اُسے خبردار کردے

یہ تینوں باتین اُس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہو جانے کی اُمید ہو اور عالم جب بے پروا اور باعمل ہوگا
تو البتہ اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اُسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ
نہ ہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالے کے پاس تھا اُنکے گھر بھر مین
ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور بدھنی کے سوا اور کچھ نہ تھا کسی نے دروازہ پر تھپکی دی پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفۂ وقت
غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اُسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون تو میرے دل مین ہیبت پڑجاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعا
نے جواب دیا کہ یہ اِس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالے ہی مقصود ہوتا ہے
اُس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پس خلیفہ نے چالیس ہزار درم اُنکے سامنے رکھدیے
اور کہا اُنکو کسی کام مین صرف کیجیے کہا جاؤ اُسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے میراث حلال سے یہ پائے ہین فرمایا
مجھے اسکی حاجت نہین کہا مستحقون کو تقسیم کردیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی روسے تقسیم کرون اور کوئی کہے کہ انصاف نہین کیا
رکھا تو وہ گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے اگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اُن کے
پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لے گئے **حکایت** خلیفۂ ہشام
جب مدینۂ منورہ پہنچا تو حکم کیا کہ صحابہؓ مین سے کسی کو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کی کہ سب صحابہؓ نے انتقال فرمایا کہا
تابعینؒ مین سے کسی کو بلاؤ حضرت طاؤسؒ کو اُسکے پاس لے گئے اُنھون نے اندر جاکر جوتا اُتارا اور کہا السلام علیک یا ہشام
اے ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور اُنھین قتل کرڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کی کہ یہ حرم رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کر اُس نے پوچھا اے طاؤس تم نے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے
کیا کیا تب تو اُسے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تم نے چار بے ادبیان کین ایک یہ کہ جوتا لب فرش اُتارا اُسکے نزدیک یہ کام بُرا تھا بلکہ
موزہ اور جوتا پہنے ہوئے اُسکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اُن خلفا کے گھر مین یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ مجھے امیرالمؤمنین
نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لے کر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب کے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بے اجازت بیٹھ گئے
اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اُتارنے کا یہ سبب ہے کہ ہر روز پانچ بار اُس
ربّ العزّت کے سامنے جو سب کا مالک ہے جوتا اُتار کر جاتا ہون اور وہ مجھسے کبھی نہین خفا ہوتا اور تجھے امیرالمومنین اسواسطے
نہین کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہین ہین تو جھوٹ بولنے سے مین ڈرا اور نام لے کر جو تجھے پکارا کنیت سے نہ پکارا تو
حق تعالے نے اپنے دوستون کو نام ہی لے کر پکارا ہے جیسے یاداؤد یایحیی یاعیسی اور اپنے دشمنون کو کنیت سے یاد فرمایا ہے جیسے
تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے مین نے سُنا ہے
فرمایا کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہین مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے چومنا درست ہے
اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھا چاہے

اس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھے جو خود بیٹھا ہو اور بندگانِ خدا اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ مین پہاڑ کے برابر سانپ اور اونٹ کے برابر بچھّو ہین یہ ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیّت پر عدل نہ کرے یہ فرماکر اُٹھے اور چلے گئے **حکایت** خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جب مدینہ منوّرہ پہونچا تو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ جو علماء کبار مین سے تھے اُنکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبیٰ کو ویران جب کسی کو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالےٰ کے سامنے جب مخلوقات جائے گی تو اُسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اُس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہو تاکہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کی مثل اُس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو زبردستی مالک کے پاس پکڑ لے جائین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال کیسا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف مین دیکھ تو معلوم ہو جائے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ؁ پھر کہا خداوند کریم کی رحمت کہان ہے فرمایا قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے نیک کام کرنیوالون کے قریب ہے سلاطین کے ساتھ علماء دین کی باتین ایسی تھین اور علماء دنیا کی باتین اُنکے ساتھ دعا اور ثنا ہے یہ ایسی باتین ڈھونڈھا کرتے ہین جن کے کہنے سے بادشاہ خوش ہون اور ایسا حیلہ شرعی ڈھونڈھتے ہین کہ بادشاہون کی مراد برآئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اپنے تئین عزّت حاصل ہو اُسکی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرا [illegible] وہ نصیحت کرتا ہے تو یہ حسد کرتے ہین بہرحال ظالمون سے نہ ملنا اور اُنکے ساتھ دوستی نہ کرنا اولیٰ ہے اور اُنکے دوستون اور مصاحبون سے بھی دوستی نہ کرنا چاہیے اگر بے گوشہ گیری اختیار کیے اور دوسرون سے بے قطعِ محبّت کیے کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اس صورت مین گوشہ گیری اختیار کرنا اور سبھون سے موافقت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰة والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جبتک میری اُمّت کے علماء امراء سے موافقت نہ کرین گے تب تک میری اُمّت کے لوگ ہمیشہ حق تعالےٰ کی حمایت اور پناہ مین رہین گے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہون کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علماء کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ اُن کی اصلاح نہین کرتے اور اُن سے انکار نہین رکھتے **فصل** اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اُس مال کا کوئی مالک معیّن ہے تو اُسے ہرگز بانٹنا نہ چاہیے بلکہ بھیجنا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالہ کرے اگر مالک ظاہر نہ ہو تو علماء کے ایک گروہ نے ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرائے ظالم سے لیکر خیرات کردے تاکہ اُنکے پاس نہ رہے اور ظلم اور فسق مین صرف ہو اور فقیرون کو راحت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ فقیرون کو دین پہلی شرط یہ ہے کہ اُسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نہ کرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہ ہوتا تو عالم نہ لیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہو جائے گا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین بُرائی زیادہ ہے دوسری شرط یہ ہے کہ عالم ایسا

؁ ہر آئینہ نیکوکار جنّت مین ہونگے اور بدکار دوزخ مین ہونگے ۱۲

نہ ہوکہ اور لوگ اس لینے مین تو اُسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل رہین جیسا بعضون نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کر دیتے تھے **حکایت** حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ تعالے حجاج کے بھائی کے پاس گئے حضرت طاؤس اُسکو نصیحت کیا کرتے تھے علی الصباح جاڑا بہت تھا اُسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاؤس کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاؤس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہل ہل کر باتین کہہ رہے تھے وہ چادر اُنکے کاندھے سے گر پڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب وہ دونون باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاؤس سے کہا کہ اگر یہ چادر لیکر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہ ہوتا حضرت طاؤس نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کرکے امرا کا مال لے اور یہ نہ جانے کہ مین نے لیکر فقیر کو دیدی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ اُسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہو جائے کہ بانٹنے کیواسطے اُسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے چرب زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی موت اور معزولی سے رنج وملال اور اُسکی حشمت وحکومت کی زیادتی سے شادان اور خوشحال ہونے کا سبب ہوتی ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی کہ بار خدایا کسی فاسق کو یہ قدرت نہ دے کہ وہ میرے ساتھ احسان کرے اس صورت مین میرا دل اُسکی طرف رغبت کریگا آپ نے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمی کا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور حق تعالے جل شانہ نے فرمایا ہے وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا **حکایت** کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالے کے پاس دس ہزار درم بھیجے اُنھون نے سب خیرات کر دیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد واسع رحمہ اللہ تعالے نے اُن سے کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین بھی ڈرتا تھا آخر اس مال کی شامت نے تمھارے ساتھ اپنا کام کیا **حکایت** بصرہ مین ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لیکر خیرات کیا کرتے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہو جائیگی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے تو اُسکو بھی مین دشمن جانونگا اور اُس شخص کے واسطے دشمن جانونگا جسنے اُسے میرا مسخر کر دیا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لے گیا جب کسی کو اپنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال لیکر تقسیم کرنا اُسے درست ہے

پانچوین اصل خلق کے ساتھ حق صحبت ادا کرنے اور عزیزون ہمسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کیواسطے نگاہ رکھنے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالے کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور

لے نہ رغبت کرو تم اُن لوگون کی طرف جنھون نے ظلم کیا ۱۲

ہ سب مسافرون کا مقصدِ سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین پس چاہیے کہ اُن مین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک دوسرے
حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین پہلا باب دوستی اور برادری جو خدا کے واسطے
اُسکے بیان مین اے عزیز جان تو کہ کسی کے ساتھ للہ دوستی اور برادری کرنا بہترین عبادات اور بزرگ ترین درجات سے
جناب رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حقتعالےٰ جسکی بھلائی چاہتا ہے اُسکو اچھا دوست عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ
خدا کو بھول جائے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اُسکا یار و مددگار رہے اور فرمایا ہے کہ کوئی دو
ن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہ ہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین اپنا بھائی بنائیگا اُسکو
ت مین ایسا بلند درجہ دین گے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابو ادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ
تم کو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اُنھون نے کہا کہ تم کو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے
ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرداگرد کرسیان بچھائین گے کچھ لوگ اُن پر بیٹھین گے اُنکے چہرے چودھوین رات کے چاند کے
درخشان ہونگے سب لوگ توہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بیخوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ مطمئن یہ کرسی نشین لوگ
کے دوست ہین نہ انکو ڈر ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللهِ یعنے یہ
وگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو آدمی
للہ دوستی کرتے ہین تو اُنمین اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرے جناب سرورِ انبیا علیہ الصلٰوۃ والثنا
فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حقدار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کرین اور
رے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے مال مین ایک دوسرے سے آسانی کرین اور میرے لیے ایک دوسرے
مددگاری کرین اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان
جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی تاکہ آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ لینے کو سایہ نہین مین اُن کو اپنے سایہ مین رکھون
جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلٰوۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسی کو سایہ نہ ملے گا تو سات آدمی خدا کے سایہ مین
نگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو ابتدائے شباب مین عبادت رب الارباب مین رہا ہو تیسرا وہ شخص جو مسجد
نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جائے اُسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے خدا ہی کے
سطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے علٰحدہ ہون پانچوان وہ شخص جو تنہائی مین خدا
یاد کر کے روئے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال وجمال اپنے پاس بلائے اور وہ کہے کہ مین خدا سے ڈرتا ہون۔
تواں وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اُسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی ہو اور جناب نبی کریم علیہ الصلٰوۃ
سلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اُسکے پیچھے ندا کرتا ہے کہ حق تعالےٰ
بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص اپنے کسی دوست کی ملاقات کو جاتا

تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اُسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اُس سے تجھے کچھ کام ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اُس سے کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اُسنے تیرے ساتھ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے کہا کہ خدا کے واسطے اُسکے پاس جاتا ہون اور اُسسے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالےٰ تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اُسسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے اپنے اوپر بہشت کو واجب کرلیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے باب مین بہت مضبوط دستاویز وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالےٰ نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ یہ زہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی راحت حاصل کرنے مین جلدی کی کہ دنیا اور رنج دنیا سے چھوٹا اور میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اُس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھ کبھی میرے دوستون سے دوستی رکھی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ اگر اہل زمین اور اہلِ آسمان کی تمام عبادتین تو بجالائے اور اُن عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ اور اُن سے دور رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اُن پر غصّہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈھونڈھو لوگون نے عرض کی کہ یا روح اللہ ہم کسکے پاس بیٹھا کرین فرمایا ایسے شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمھین خدا یاد آئے اور جسکی بات تمھارے علم کو بڑھائے اور جسکا کردار تمھین آخرت کیطرف مائل کرے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد آدمیون سے بھاگ کر تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کی کہ بارِ خدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلادی اور سب سے مین متنفّر ہوگیا ارشاد ہوا کہ اے داؤد ہوشیار رہ اور اپنے واسطے برادر پیدا کر اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہ ہو اُس سے دور رہا کر کہ وہ تیرا دل سیاہ کریگا اور مجھسے تجھے دور کردیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصّلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کا ایک فرشتہ ہے آدھا برف سے اور آدھا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بارِ خدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین اُلفت ڈالدی ہے اُسی طرح اپنے نیک بندون کے دلون مین بھی اُلفت ڈالدے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اُنکے لیے یاقوت سرخ کا ایک ستون استادہ کرینگے اُسکی چوٹی پر ستّر ہزار دریچے ہونگے اُن پر سے وہ اہلِ جنّت کو جھک کر دیکھین گے اور اُنکے چہرون کا نور اہلِ جنّت پر اسطرح پڑے گا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہلِ جنّت کہینگے کہ چلو اُنکو دیکھین اُن لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس ہوگا اور اُنکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یعنے یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ نے موت کے وقت جنابِ احدیّت مین یون عرض کی کہ بارِ خدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمانبردارون کو دوست رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفّارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اُن سے اسطرح گناہ جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتّے حق تعالےٰ کے واسطے کونسی دوستی ہے اُسکی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے

و کسی کے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہوجائے وہ اُسمین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے مین خوبصورت
الرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین ہلکا ہو تو یہ دوستی بھی اُس مین داخل نہین اور اگر کسی کو اس وجہ سے تو دوست رکھے تو
لے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اُس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اُس دوستی مین سے نہین ہے
ں دوستیان تو اُس شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی ہوتی ہے وہ ایمان
بغیر نہین ہوسکتی اُس کے دو درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کسی غرض سے جو اُس سے متعلق ہے تو دوستی
ے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کے واسطے ہو جیسے تو نے اُستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ تجھے علم
اتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ و مال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر
علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اُستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے
ت رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اُسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ و حشمت کے واسطے
ت رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو شرائط کے موافق صدقہ
ون کو پہونچادیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانے اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر
ے شخص کو دوست رکھے جو اُسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطر جمعی کردیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ
سے فراغت عبادت مقصود ہو بہت سے عالمون اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور
ون فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو اسوجہ سے دوست رکھے گا کہ اُس کو بُرائی سے بچاتی ہے
لاد پیدا ہونے کا سبب ہوتی ہے جو اُسکے حق مین دعائے خیر کرے گی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اُسے دے گا وہ
رقہ کا حکم رکھتا ہے اور اگر نوکر کو ان دو سببسے دوست رکھے گا ایک تو یہ کہ اُسکی خدمت کرتا ہے دوسرے یہ کہ اُسکو
دت کی فراغت دیتا ہے تو جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہ محبت مین داخل ہے اور اُسپر ثواب ملے گا
سرا درجہ جو پہلے درجہ سے بڑا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو محض خدا ہی کے واسطے دوست رکھے اور طرفین کو کسی طرح کی غرض ہی نہو
ھ سیکھنا ہو نہ سکھانا اور عبادت کی فرصت کا فائدہ بھی اُس سے منظور نہ ہو بلکہ اسی واسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمانبردار
ر دوستدار ہے یا فقط اسی خیال سے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے
اسکا بڑا ثواب ملے گا اسواسطے کہ یہ امر حق تعالےٰ کے ساتھ اس کمال محبت کے سبب سے ہوتا ہے جو عشق کے درجے کو
نچے مثلاً جب کوئی شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کی گلی اور اُسکے محلہ کو دوست رکھتا ہے اور خانۂ یار کی دیوار کو
پیار کرتا ہے بلکہ جو کتا معشوق کی گلی مین جاتا ہے اور کتون سے زیادہ عاشق کو مرغوب ہوتا ہے تو جو اُس کے معشوق
دوست رکھتا ہے یا جسے اُسکا معشوق دوست رکھتا ہے اُسکو اور معشوق کے فرمانبردار نوکر لونڈی غلام کو اور اُسکے
بت دار کو خواہ نخواہ عاشق دوست رکھے گا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ بھی نسبت رکھتی ہے اُسکی دوستی عاشق کے

دل مین سرایت کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اُتنی ہی اُسکی سرایت اور تاثیر بھی اور ونکے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہون زیادہ
ہوتی ہے تو جسکے دل مین خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ عموماً اُسکے سب بندون کو دوست رکھے گا اور خصوصاً اُس کے
دوستون کو اُسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھے گا کہ جو چیز پیدا ہوئی اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے
اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اُسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ
جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اُس میوہ کی تعظیم کرتے اُسے اپنی آنکھون پر رکھتے اور فرماتے کہ اسکا زمانہ حق تعالےٰ سے
قریب ہے یعنی یہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالے کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی جو دُنیا اور آخرت کی نعمت
کے واسطے ہو دوسری وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اُس مین دخل نہ ہو یہ بہت بڑی محبّت ہے اصل محبّت جو چوتھے
رکن مین ہے اُسمین اُسکا بیان آئے گا الغرض خدا کی محبت کی قوّت ایمان کی قوّت کے موافق ہوتی ہے جسقدر ایمان قوی ہوگا اُسقدر
محبّت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستون اور مقبولون مین سرایت کرے گی اگر بالفعل ہی کے فائدہ کے واسطے محبّت ہوتی
تو انبیا اولیا جو گذر گئے ہین اُنکی محبت موجود نہ ہوتی حالانکہ اُن سب کی دوستی مسلمان کے دل مین ہوتی ہے تو جو شخص علما
سادات صوفیون زاہدون کو اور اُنکے خادمون اور دوستون کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا
کرنے مین دوستی کی مقدار کا حال کُھلتا ہے کسی کا ایمان دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایک ہی بار دیڈالے جیسے امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا اگرچہ کم ہی سہی خدا کے واسطے کون سی اللہ
دشمنی ہوتی ہے اُسکا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص حق تعالے کے فرمانبردارون سے للہ دوستی رکھے گا وہ کافرون اور
ظالمون اور گنہگارون اور فاسقوں سے خواہ نخواہ دشمنی رکھے گا اسواسطے کہ جب کوئی کسی کے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اُسکے دوست
سے دوستی اور اُس کے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالےٰ اُن لوگون سے یعنے کافرون وغیرہ سے دشمنی رکھتا ہے
تو اگر کوئی مسلمان فاسق ہو تو چاہیے کہ اسلام کے سبب سے اُس سے دوستی رکھے اور فسق کی باعث سے اُس سے ناراض رہے
دوستی کو دشمنی کے ساتھ ملائے جسطرح کوئی کسی کے ایک بیٹے کو خلعت دے اور دوسرے بیٹے پر ظلم کرے تو وہ ایک وجہ سے
اُسے دوست رکھتا ہے اور ایک وجہ سے دشمن یہ بات محال نہین ہے اسلیے کہ اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہون ایک ہوشیار اور
فرمانبردار دوسرا احمق اور نافرمان تیسرا احمق اور فرمانبردار تو وہ پہلے بیٹے کو دوست رکھے گا دوسرے کو دشمن تیسرے
کو ایک وجہ سے دوست رکھے گا ایک وجہ سے دشمن اُسکی تاثیر معاملہ مین ظاہر ہوتی ہے کہ ایک کی توقیر کرتا ہے دوسرے کی
تحقیر اور تیسرے کی کچھ توقیر کرتا ہے کچھ تحقیر الغرض جو خدا کی نافرمانبرداری کرتا ہے اُسے ایسا سمجھنا چاہیے جیسے کوئی تیری
نافرمانی کرے اور تو مخالفت کی قدر اُس سے دشمنی رکھے اور موافقت واطاعت کی قدر دوستی چاہیے کہ اُسکا اثر باہم معاملہ
کرنے اور صحبت رکھنے اور کلام کرنے مین ظاہر ہو حتّیٰ کہ گنہگار سے تو رُکا رہے اور سخت کلامی کرے اور جسکا فسق بہت زیادہ

اُس سے بہت دُر کا رہے اور جب اُسکا فسق حد سے بڑھ جائے تو سکوت اختیار کر کے اُس سے منھ پھیر لے ظالم کے بارہ مین فاسق سے
زیادہ مبالغہ اور تشدد کرنا چاہیے مگر جس نے مخصوص تیرے ہی باب مین ظلم کیا ہو اُسے عفو کرنا اور رہنا اولے ہے اس بارہ مین اگلے
بزرگون کی مختلف عادتین تھین بعضے دین کی مضبوطی اور ریاست شرع کی وجہ سے بہت سختی کرتے تھے اسی سبب سے حضرت امام
احمد حنبل رحمہ اللہ تعالے حارث محاسبی پر خفا ہوے کہ اُنھون نے علم کلام مین ایک کتاب تصنیف کر کے معتزلہ کی رد لکھی تھی اور
کہا کہ اس کتاب مین تو نے پہلے معتزلہ کے شبہے بیان کیے ہین پھر اُنکا جواب دیا ہے شاید کوئی ان شبہون کو پڑھے اور اُسکے دل مین
جائین اور جب یحیٰ بن معین نے کہا کہ مین کسی سے کچھ نہین چاہتا اگر بادشاہ مجھے کچھ دے تو لونگا تو اُس سے بھی خفا ہوے اور بات
چھوڑ دی اور اُنھون نے عذر خواہی کی اور کہا کہ مین ٹھٹھول کرتا تھا فرمایا حلال روزی کا کھانا دین مین سے ہے اور دین مین
ٹھٹھول نہین کرتے ہین اور بعضون نے سبھون کو چشم رحمت سے دیکھا ہے اور یہ نیت بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جسکی نظر توحید پر
ہے وہ خدا کے قبضۂ قہر مین سبھون کو مضطر دیکھتا ہے اور اُنپر ترحم کرتا ہے یہ بڑی بات ہے لیکن اس مین گنجائش ہے کہ احمق لوگ
کو کا کھائین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوگا کہ اُسکے دل مین سہل گیری ہو اور وہ سمجھے کہ توحید ہے اور توحید کی علامت یہ ہے
اُسکو مارین یا اُسکا مال چھین لین اور اہانت کرین یا گالیان دین تو اگر یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب خدا کیطرف سے ہے اور خلق کو اسمین
اختیار نہین تو خفا نہ ہو اور شفقت کی نظر سے دیکھے جیسا کہ جب حضرت سلطان الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا کا دندان مبارک کافرون
شہید کیا اور چہرۂ نورانی پر خون بہنے لگا تو آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن جب کوئی
اپنے واسطے تو خفا ہو اور خدا کے معاملہ مین چپکا ہو رہے تو اُسکو سہل گیری اور نفاق اور حماقت کہنا چاہیے یہ توحید نہین
پس جسپر توحید ایسی غالب نہو اور فاسق کو فسق کے سبب سے اپنے دل مین دشمن نہ ٹھہرائے تو یہ اُسکے ضعف ایمان اور فاسق کے
ساتھ دوستی کی دلیل ہے جیسے کسی شخص نے تیرے دوست کو بُرا کہا اور تو اُس سے خفا نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ تیری دوستی کچھ اصل
نہین رکھتی **فصل** اے عزیز جان تو کہ خدا کے مخالفون کے درجے مختلف ہوتے ہین اور غصہ اور تشدد جو ان لوگون کے ساتھ
چاہیے وہ بھی متفاوت ہوا کرتا ہے پہلا درجہ کافرون کا ہے یہ اگر حربی ہون تو اُنکے ساتھ دشمنی خود فرض ہے اُنکے ساتھ
معاملہ یہی ہے کہ اُنکو قتل کر ڈالین یا قید کر لین دوسرا درجہ ذمیون کا ہے اُنکے ساتھ بھی دشمنی فرض ہے اور اُن کے ساتھ
معاملہ یہ ہے کہ اُنکی تحقیر کرین تکریم نہ کرین چلنے مین اُن کی راہ تنگ کرین اُنکے ساتھ دوستی رکھنا نہایت مکروہ ہے شاید حرمت
کے درجے کو پہونچے حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
یعنی جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنون کے ساتھ دوستی نہ رکھین گے لیکن اُنپر بھروسا کرنا اور اُن کو
عامل اور حاکم کر کے مسلمانون پر مسلط کرنا اہانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے تیسرا درجہ بدعتی کا ہے جو خلق کو بدعت کیطرف بلائے
اُسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تا کہ خلق کو اُس سے نفرت ہو اولیٰ یہ ہے کہ نہ اُسے سلام کرین نہ منھ لگائین

اے اللہ میری قوم کو تو ہدایت فرما تحقیق کہ وہ نادان ہین ۱۲ ۔

نہ اُسکے سلام کا جواب دین اسواسطے کہ جب وہ بلائے گا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اُسکا شر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو اور لوگون کو نہ بلائے تو اُسکا کام بہت سہل ہوگا چوتھا درجہ اُس گناہ والے کا ہے جس گناہ مین خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور جھوٹی گواہی دینا اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر مین ہجو کرنا غیبت کرنا لوگون مین فساد ڈالنا ان لوگون سے اعراض کرنا اور اُنکے ساتھ سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور اُنکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہر احرام نہین ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہین ہوا پانچوان درجہ اُس شخص کا ہے جو شراب پینے اور فسق کرنے مین مشغول ہو اور کسی کو اُس سے رنج و اذیت نہو اُسکا کام بہت آسان ہے اُسکے ساتھ نرمی اور نصیحت اولے ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی اُمید ہو ورنہ اعراض اولیٰ تر ہے مگر اُسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور اُسپر لعنت نکرنا چاہیے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے زمانے مین کئی بار شراب پی اُسکو حد ماری گئی صحابہؓ مین سے ایک شخص نے اُسپر لعنت کی اور کہا کہ اُسکا فساد کبتک رہیگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن صحابی کو منع کیا اور فرمایا کہ اُسکا دشمن شیطان بس ہے تو تو شیطان کا مددگار نہو جا دوسرا باب صحبت کے حقوق اور شرائط کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہین ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمین تین خصلتین ہون ایک یہ کہ عقلمند ہو اس واسطے کہ احمق کی صحبت مین کچھ فائدہ نہین آخر کو بے لطفی ہو جاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ بھلائی کیا چاہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری بُرائی کا سبب ہو جائے اور وہ نہ جانے بزرگون نے کہا ہے کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے مُنھ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کامون کی حقیقت نہ پہچانے اگر اُس سے بیان کرین تو بھی نہ سمجھے دوسری خصلت یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی اُمید نہین ہوتی جب اُسکی خوئے بد جنبش کرے گی تو تیرا حق بالائے طاق رکھے گا اور کچھ باک نہ کرے گا تیسری خصلت یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہین ڈرتا اُسپر اعتماد کرنا نہ چاہیے حق جلّ شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ یعنے ایسے شخص کی اطاعت نہ کر جسکو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اُس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اُسکی بدعت کی شامت دوسرے مین اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اس بدعت سے بدتر نہین ہے جو اب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ خدا کے بندون کو روکنا اور فسق اور معصیت سے اُنھین باز رکھنا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ ہمین خلائق کے ساتھ دشمنی نہین اور اُنپر ہم حاکم نہین یہ بات اباحت[1] کا تخم اور زندقہ[2] کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگون سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیے کہ یہ بات خواہش نفس کے موافق ہے شیطان اُسکی مدد کرکے اس بات کو اُسکے دل مین آراستہ کر دیگا اور چند روز مین صریح اباحتی بنا دیگا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اُس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہیگا ضرر پہونچ جائیگا اور بے خبر رہے گا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچوان فاسق کہ

[1] اپنے واسطے کسی چیز کو مباح کر لینا ۱۲ [2] کفر کو دل مین پوشیدہ رکھنا اور ایمان ظاہر کرنا ۱۲

یک لقمہ پر یا اُس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالے گا لوگون نے پوچھا لقمہ سے کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدّس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ
عالم بدخو کی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے زیادہ پسند ہے اَے عزیز جان تو کہ یہ سب خصلتین بہت کم جمع ہوتی ہین تجھے چاہیے
ہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط اُنس و محبّت تجھے مقصود ہے تو اچھے اخلاق ڈھونڈھ اور اگر دین مقصود ہے تو علم و عمل ڈھونڈھ
گر دنیا مطلوب ہے تو سخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک شرط ہے اَے عزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہین
ہ اُن سے آدمی کو چارہ نہین اور بعضے دوا کے مثل ہین کہ کبھی کبھی اُن کی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہین کہ اُنکی کبھی
حتیاج نہین ہوتی لیکن لوگ اُن مین پھنس جاتے ہین تو تدبیر کرنا چاہیے تاکہ نجات پائین غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے
ہ اُسے تجھ سے یا تجھے اُس سے دینی فائدہ ہو **صحبت اور محبّت کے حقوق کا بیان** اَے عزیز جان تو کہ جب برادری اور
حبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے مثل ہے اور اُسکے حقوق ہین جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے فرمایا ہے کہ
ہ بھائیون کی مثال دو ہاتھون کی ایسی ہے کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور یہ حقوق دس قسم کے ہین پہلی قسم مال مین ہے
ریہ بزرگترین درجہ ہے کہ اپنے دوست بھائی کے حق کو مقدّم کرے اور اپنا حصّہ اُسے دیدے جیسا قرآن شریف مین انصار کے
ین آیا ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ دوسرا امر یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے
پنے اور اُسکے درمیان مال کو مشترک جانے اخیر کا درجہ یہ ہے کہ اُسے اپنا غلام اور خادم جانے جو چیز اپنی حاجت سے زیادہ
اُسے بے مانگے دے اگر اُسے سوال کی حاجت پڑے تو دوستی کے درجہ سے نکل گیا کیونکہ اُسکے دل مین دوست بھائی کی
خواری نہ رہی یہ صحبت بطور عادت ہے اُسکی کیا حقیقت ہے عتبۃ الغلام کا ایک دوست تھا کہا مجھے چار ہزار درم کی احتیاج ہے
، اچھا آؤ دو ہزار لے لو اُسنے منھ پھیر لیا اور کہا تجھے غیرت نہین کہ للہ دوستی کا دعوے کرتا ہے پھر دنیا کو اُسپر ترجیح دیتا ہے
کایت کسی بادشاہ کے سامنے صوفیہ صافیہ کے ایک گروہ کے حق مین لوگون نے غمّازی کی سب صوفیون کے قتل کیواسطے تلوار کھینچی گئی
مین حضرت ابوالحسن نوری قدّس سرہٗ بھی تھے آگے بڑھے کہ پہلے مجھے قتل کرین بادشاہ نے پوچھا تم آگے کیون بڑھے کہا یہ
ب صوفی میرے دوست بھائی ہین مین نے چاہا کہ ایک ساعت پہلے انپر سے جان نثار کرون بادشاہ نے کہا سبحان اللہ
وگ ایسے بامروّت ہون اُنھین قتل کرنا درست نہین ہے اور سبھون کو رہا کر دیا فتح موصلی قدّس سرہٗ اپنے ایک دوست کے
ئے وہ گھر مین نہ تھا اُسکی لونڈی سے کہا کہ اپنے مالک کا صندوقچہ لا وہ لائی جو کچھ درکار تھا صندوقچہ مین سے لے لیا
ب وہ دوست اپنے گھر آیا اور یہ ماجرا سنا تو خوشی کے مارے اُس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے
ں جاکر ایک شخص کہنے لگا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ دوستی اور برادری کرون اُنھون نے کہا کہ تجھے برادری کا
بھی معلوم ہے بولا نہین کہا حق یہ ہے کہ تو اپنے سونے چاندی مین مجھسے زیادہ حقدار نہ رہے کہا کہ مین ابھی اس درجہ کو
ں پہونچا ہون فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھ سے نہ ہو سکیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ایک صحابیؓ کے

وہ اختیار کرتے ہین اپنی ذاتون پر اگرچہ اُنھین احتیاج ہو ۱۲

پاس کسی نے بھونی سری بھیجی اُنھون نے کہا کہ میرا فلانا دوست بہت محتاج ہے اُسکو دنیا اولی ہے اور اُس سری کو اُسکے پاس بھیجا اُس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی غرضکہ کئی جگہ پھر پھرا کر پہلے ہی دوست کے پاس آئی مسروق اور خیثمہ رحمہما اللہ تعالے مین دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض اسطرح ادا کیا کہ اُسے خبر بھی نہ ہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ بیسؔ درم جو کسی دوست کے واسطے صرف کرون وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دون جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے کسی جنگل مین جاکر دو مسواکین کھودین ایک ٹیڑھی تھی دوسری سیدھی ایک صحابیؓ آپ کے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپنے اُنکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی آپ لی اُنھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اولے یہ ہے کہ اسے آپ لین آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کے ساتھ گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اُس سے سوال ہوگا کہ حقِ صحبت بجالایا یا ضائع کیا آپ کا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیدے اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی باہم صحبت رکھتے ہین تو اُن دونون مین خدا کا بڑا دوست وہ ہے جو دوسرے کا بڑا رفیق اور شفیق ہو دوسری قسم یہ ہے کہ سب کامون مین خواہش اور استدعا کے پہلے یاری اور مددگاری کرے شادمانی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ دوست کی خدمت گزاری کرے اگلے بزرگون کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستون کے دروازے پر جاکر گھر والون سے پوچھتے کہ کیا کرتے ہو لکڑی آٹا تیل نمک ہے یا نہین دوستون کے کام کو اپنے کام کی طرح اہم اور ضروری جانتے تھے اور جب کام کرتے تو خود ممنون ہوتے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ دینی بھائی جورو لڑکون سے زیادہ مجھے عزیز ہین اسواسطے کہ یہ دین یاد دلاتے ہین اور زن و فرزند دنیا یاد دلاتے ہین عطار رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستون کی خبر لو اگر بیمار ہون تو عیادت کرو اگر کسی کام مین ہون تو مدد کرو اگر بھول گئے ہون تو یاد دلاؤ حضرت جعفر ابن محمدؑ رحمہما اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ دشمن جب تک مجھ سے بے پروا نہو جائے تب تک مین اُسکی حاجت روائی مین جلدی کیا کرتا ہون تو دوست کے حق مین کیا کرون اگلے بزرگون مین ایک بزرگ تھے اُنھون نے اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیسؔ برس تک حق صحبت کی رعایت سے اُسکے جورو لڑکون کی خدمت کی تیسری قسم زبان سے متعلق ہے کہ اپنے بھائیون کے حق مین اچھی بات کہے اور اُنکے عیبون کو چھپائے اگر کوئی اُنکے پیٹھ پیچھے اُن کا ذکر کرے تو اُس کا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سُن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اُسکا رہنا چاہتا ہے اسی طرح اُس کے پیٹھ پیچھے خود بھی رہے چرب زبانی نہ کرے جب وہ اُس سے کچھ کہے تو مان لے تکرار نہ کرے اُسکا راز فاش نہ کرے گو کہ اُس سے انقطاع ہو چکا ہو کیونکہ یہ امر بدطینتی سے ہوتا ہے اُسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نہ کرے اگر کسی نے اُسکی شکایت کی ہو تو اُس سے بیان نہ کرے اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اُسے رنج دیگا اگر لوگ اُسکی تعریف کرین تو اُس سے نہ چھپائے اسواسطے یہ امر حسد کی دلیل ہے اگر اُسنے اُسکی کچھ تقصیر کی ہے تو شکایت کرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین کسی کے قصور کرنے کو اچنبھا نہ جانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈھے جو بخطا اور بے عیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی

محبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈھونڈھتا ہے اور منافق سدا عیب ڈھونڈھتا ہے چاہیے کہ ایک نیکی کے بدلے
تقصیرین چھپائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ جب وہ برائی دیکھتا ہے تو ظاہر
دیتا ہے جب بھلائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی قصور معذرت کے لائق ہو تو اُسے معاف کردے اور نیک گمان کرے اسواسطے
بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے
ل جان آبرو بدگمانی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اُس شخص کے باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اسکی
نگاہ سے کپڑا اُتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہوجائے لوگون نے کہا یا روح اللہ اس امر کو کون روا رکھیگا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے
اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اُس سے واقف ہوجائین بزرگون نے کہا ہے کہ جب تو کسیکے ساتھ دوستی کیا چاہے
پہلے اُسے غصہ مین لا پھر کسی کو اُسکے پاس مخفی بھیج تاکہ تیرا ذکر چھیڑے اگر وہ تیرا افشائے راز کرے تو جان لے کہ وہ دوستی کرنے
قابل نہین ہے اور یہ بھی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ دوستی کر کہ تیرا جو حال خدا جانتا ہے وہ جانے اور جس طرح
ے تعالے چھپاتا ہے وہ چھپائے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا راز کہا اور پوچھا تو نے اس بات کو یاد کرلیا اُسنے کہا نہین بھولا ہوا
ن بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھ سے بدلجائے وہ دوستی کے قابل نہین خوشی کے وقت غصہ کے وقت طمع کے
ت خواہش نفسانی کے وقت چاہیے کہ اُن وقتون مین تیرے حق سے نہ گزرے حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے
ند عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے تجھے اپنا مقرب کیا ہے اور بوڑھون پر ترجیح دی ہے
وار پانچ باتین یاد رکھنا ایک اُنکے راز کو افشا نہ کرنا دوسرے اُنکے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا تیسرے اُن سے کوئی جھوٹ بات نہ
نا چوتھے اُنکے حکم کے خلاف نہ کرنا پانچوین وہ تجھ سے ہرگز کوئی خیانت نہ دیکھنے پائین اے عزیز جان تو کہ کوئی چیز دوستی مین اتنا
اد اور خلل نہین ڈالتی جتنا مناظرہ اور خلاف خلل ڈالتا ہے دوست کی بات کو رد کیا تو اُسکے یہ معنی ہین کہ گویا اُسکو احمق اور جاہل
اور اپنے تئین عاقل اور فاضل سمجھا اُس سے تکبر کیا چشم حقارت سے اُسے دیکھا یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین
ول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کے کلام مین خلاف نہ کرو اُس سے ٹھٹھول نہ کرو اُسکے ساتھ وعدہ خلافی
و بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تو نے اپنے برادر سے کہا چل اُسنے کہا کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین بلکہ چاہیے کہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو اور
نہ پوچھے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ میرا ایک دوست تھا مین جو کچھ اُس سے مانگتا وہ دیدیتا ایکبار مین نے
سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اُسنے کہا کسقدر درکار ہے پس اُسکی دوستی کی حلاوت میرے دلسے جاتی رہی دوستی کا نباہ اس
ین موافقت کرنے سے ہوتا ہے جسمین موافقت کر سکین چوتھی قسم یہ ہے کہ زبان سے شفقت اور محبت ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
تے ہین اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ یعنے جب کوئی کسی کو دوست رکھے تو اُسے خبر کردے آپ نے یہ اسواسطے فرمایا ہے تاکہ
کے دل مین بھی محبت پیدا ہو اس صورت مین دوسرے کی طرف سے دونی محبت ہوگی چاہیے کہ اُسکی تمام احوال پرسی
ے رنج و راحت مین اُسکا شریک رہے اُسکے رنج کو اپنا رنج اُسکی خوشی کو اپنی خوشی جانے جب اُسے پکارے تو اچھے

نام کے ساتھ پکارے اگر اُسکا کچھ خطاب ہے تو اُسی سے پکارے کہ وہ اُسے بہت دوست رکھتا ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ برادری کی دوستی تین چیزون سے مضبوط ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اُسے اچھے نام سے پکارا کرو دوسرے یہ کہ پہلے خود اُسے سلام کیا کر تیسرے یہ کہ پہلے اُسے بٹھالا کر از انجملہ یہ بھی ہے کہ پیٹھ پیچھے اُسکی ایسی تعریف کر جو اُسے پسند ہو اسی طرح اُس کے جورو لڑکون اور متعلقون کی بھی تعریف کر ایسے کام سے دوستی بہت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو احسان کرے اُسکا شکر کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کی نیک نیتی پر شکر نہ کرے گا وہ نیک کام پر بھی شکر نہ کرے گا اور چاہیے کہ اُسکے پیٹھ پیچھے اُسکی مدد کرے جو شخص اُسپر طعن کرتا ہے اُسکے کلام کو رد کرے اور دوست کو اپنے مانند جانے جب کسی کے سامنے بُرائی کے ساتھ اُسکے دوست کا ذکر آئے اور وہ چپ ہو رہے تو یہ امر ایسا ہے کہ گویا دوست کو پٹتے دیکھا اور مدد نکی اور چپ ہو رہا بلکہ بات کا گھاؤ بہت کاری ہوتا ہے کسی کا قول ہے کہ جب کسی نے میرے دوست کے پیٹھ پیچھے اُسکا ذکر کیا تو مین نے فرض کر لیا کہ وہ دوست موجود ہے اور سنتا ہے تو ایسا ہی جواب دیا جسے مین نے چاہا کہ وہ دوست سنے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دو بیلون کو دیکھا کہ زمین پر بندھے ہوئے ہین جب ایک اُٹھا تو دوسرا بھی اُٹھا یہ دیکھ کر آپ بے اختیار روئے اور فرمایا کہ برادران دینی بھی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کھڑے ہونے اور چلنے مین ایک دوسرے کی متابعت کرتے ہین پانچوین قسم یہ ہے کہ علم دین مین سے جو اُسے ضرور ہو سکھادے اسواسطے کہ اپنے بھائی کو دوزخ کی آگ سے بچانا دنیا کے رنج والم سے چھڑانے کی بہ نسبت اولےٰ ہے اگر علم سیکھنے کے بعد اُسپر عمل نکرے تو اُسکو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے مگر چاہیے کہ یہ نصیحت تنہائی مین ہو تا کہ مہربانی کی دلیل ہو اسواسطے کہ برملا نصیحت کرنے مین رُسوائی ہے اور جو کچھ کہنا ہے نرمی سے کہے سختی سے نہین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اپنے عیب ونقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب تیرے برادر نے مہربانی سے تنہائی مین تیرا عیب کہا تو چاہیے کہ تو اُسکا احسان مان اور خفا نہو اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجھے اطلاع کرے کہ تیرے کپڑے کے اندر سانپ یا بچھو ہے تو تو اُس سے خفا نہ ہوگا بلکہ اُسکا احسان مانے گا سب بُرے اخلاق آدمی مین سانپ بچھو کے مانند ہین مگر اُنکا زخم قبر مین ظاہر ہوتا ہے اور اُن کا زخم روح پر ہوتا ہے وہ اس جہان کے سانپ بچھو سے زیادہ موذی ہین اسواسطے کہ اُنکا زخم بدن پر ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اُسپر خدا کی رحمت ہو جو میرے عیب کو میرے سامنے ہدیہ لائے جب حضرت سلمان حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس آئے تو فرمایا اے سلمان سچ سچ بتاؤ میرا وہ احوال جو تمھین بُرا معلوم ہو تم نے کیا دیکھا اور کیا سُنا اُنھون نے کہا کہ مجھے اس امر سے معاف رکھیے فرمایا ضرور بیان کرو جب بہت الحاح کیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک وقت مین آپ کے دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا ہے اور آپکے پیراہن دو ہین ایک دن کا اور ایک رات کا آپ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین نہین ہین اور کچھ سنا ہے کہا نہین حذیفہ مرعشی نے یوسف اسباط رحمہما اللہ تعالےٰ کو نامہ لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنا دین دو حبّون کو بیچ ڈالا یعنے بازار مین کسی چیز کی تو نے خریداری کی مالک نے کہا کہ یہ چیز ایک دانگ کو ہے تو نے کہا نہین طسوج یعنے دو حبّہ کو دے

...نے اسواسطے دیدی کہ تجھے پہچانتا تھا تو اُسنے یہ مساحت اور رعایت تیری دینداری اور پرہیزگاری کے سبب سے کی غفلت کا نقاب
...رسے اُتار اور خواب غفلت سے بیدار ہو اے عزیز جان تو کہ جس نے قرآن اور علم حاصل کیا اور پھر دنیا کی رغبت کی مجھے خوف ہے
...وہ خدا کی آیتون سے دل لگی بازی کرتا ہے پس دین کی رغبت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ نصیحت کی باتون سے ناصح
احسانمند ہو حق تعالےٰ نے جھوٹون کی شان مین ارشاد فرمایا ہے وَلٰكِنْ لَا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ اور جو شخص ناصح کو
...ست نہین رکھتا اس سبب سے غرور و تکبر اُسکے دین اور عقل پر غالب ہوجاتا ہے یہ سب اُس جگہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنا
...سب سمجھے ہی نہین اور اگر سمجھ جائے گا تو اشارۃً کنایۃً نصیحت کرنا چاہیے صراحۃً اور علانیۃً نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ اس قسم کا عیب ہے
...تیرے ہی باب مین تقصیر کی ہے تو اُسے پوشیدہ کرنا اور اُس سے انجان بن جانا اولےٰ ہے بشرطیکہ دوستی سے دل نہ پھر جائے
...اگر پھر جائے گا تو چھپا کر غصہ کرنا قطع محبت سے اولےٰ ہے اور قطع محبت جھگڑنے اور زبان درازی کرنے سے بہتر ہے چاہیے
...صحبت رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ بھائیون سے برداشت اور تحمل کرنے سے تو اپنے اخلاق درست کرے یہ نہین کہ اُن سے
...لائی کی امید کرے ابوبکر کتانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ میرا ایک مصاحب تھا اُسکے سبب سے میرے دل پر گرانی تھی مین نے
...نیت سے اُسے کچھ دیا کہ میرے دل کی گرانی نکلجائے مگر نہ نکلی آخر اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر مین لایا اور کہا اپنا کفِ پا میرے منھ
...رکھ اُسنے کہا ہرگز ہرگز یہ امر نہ ہوگا مین نے کہا ضرور بالضرور اور خواہ مخواہ ایسا کر حتّٰی کہ اُسنے اپنا تلوا میرے منھ پر رکھا تو وہ
...انی میرے دل سے جاتی رہی ابوعلی رباطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ عبداللہ رازی کا رفیق ہو کر مین سفر کو گیا اُنھون نے
...راستے مین سردار مین رہون یا تم رہو گے مین نے کہا تم رہو اُنھون نے کہا جو کچھ مین کہون میری فرمانبرداری کرنا مین نے کہا
...سروچشم اُنھون نے توبرہ مانگا مین نے لاکر حاضر کیا زادِ راہ اور کپڑے اور جو کچھ پاس تھا اُسمین بھر کر اُنھون نے اپنی پیٹھ پر لادا
...چل نکلے ہرچند اُن سے مین نے کہا مجھے دیجیے تاکہ آپ ماندے نہو جائین اُنھون نے جواب دیا کہ تمھین سردار پر حکومت
...ین بدبختی ہے تم فرمانبردار ہو ایک رات مینھ برسنے لگا صبح تک میرے اوپر کمل تانے کھڑے رہے تاکہ مجھپر مینھ نہ پڑے
...با مین گفتگو کرتا تو کہتے مین سردار ہون تم فرمانبردار ہو مین اپنے دل مین کہتا کہ کاش مین اُنھین سردار نہ بناتا چھٹی قسم جو
...ل اور قصور ہو جائے اُسے بخشدینا ہے بزرگون نے کہا کہ اگر کوئی بھائی تیرا قصور کرے تو ستر طرح کی عذر خواہی تو اپنی
...ن سے کر اگر نفس نہ قبول کرے تو اپنے دل سے کہہ کہ تو نہایت بدخو اور بدذات ہے کہ تیرے بھائی نے ستر عذر کیے اور تونے
...انا اگر وہ قصور ایسا ہے جسمین گناہ ہو تو اُسکو نرمی سے نصیحت کر تاکہ چھوڑ دے اگر اُسپر وہ اصرار نہین کرتا ہے تو تو خود نادان
...انجان بنجا اور اگر اصرار کرتا ہے تو اُسکو نصیحت کر اگر نصیحت سودمند نہ ہو تو اس مسئلہ مین صحابہؓ کا اختلاف ہے کہ پھر کیا کرنا چاہیے
...ضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اُس سے قطع محبت کرنا چاہیے کیونکہ پہلے حب للہ دوستی کی تو اب بھی خدا ہی کے واسطے
...سے دشمن بنا حضرت ابوالدرداءؓ اور اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنھم کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ قطع محبت نہ کرنا چاہیے اسواسطے

...ع اور لیکن نہین دوست رکھتے نصیحت کرنے والون کو ۱۲۔

کہ امید ہے کہ اُس گناہ سے وہ پھر جائے لیکن ایسے شخص سے ابتداءً دوستی کرنا نہ چاہیے جب محبت کر چکے تو قطع اُلفت نہ کرنا چاہیے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بھائی کو کوئی گناہ کرنے کے سبب سے چھوڑ نہ دے اسواسطے کہ شاید آج کرتا ہے کل نہ کرے اور حدیث شریف مین ہے کہ عالِم کی خطا سے حذر کرو اُس سے قطع عقیدت اور ترک محبت نہ کرو اُمید ہے کہ اُس گناہ سے جلد باز آئے حکایت بزرگانِ دین مین دو دوست بھائی تھے اُن مین سے ایک خواہش نفسانی کے سبب سے کسی آدمی پر عاشق ہو گیا اور اپنے دوست سے کہا کہ میرا دل بیمار ہوا ہے مجھے عشق کا آزار ہوا ہے تیرا جی چاہے تو عقدِ اخوت چھوڑ دے رشتہ محبت توڑ دے اُس نے کہا معاذ اللہ مین ایک گناہ کے سبب سے تیری دوستی چھوڑون لاحول ولاقوۃ الا باللہ ایک مرض عشق کی وجہ سے رشتہ محبت توڑون اور عزم بالجزم کر لیا کہ میرے دوست کو شافی برحق اس مرض سے جبتک شفا نہ عنایت کریگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا بالکل فاقہ کرونگا چالیس دن نہ کچھ کھایا نہ پیا پھر پوچھا کہ کیا حال ہے کہا وہی حال وہی اندوہ وملال ہے پھر آب ودانہ سے صبر کیا اور دبلا ہونے لگا یہانتک کہ اُس دوست نے آکر کہا کہ اب فضلِ خدا ہوا میرا دل عشق سے ٹھنڈا ہوا تب اُس دوست صادق نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا ایک شخص سے لوگون نے کہا کہ تیرا برادر دینداری چھوڑ کر معصیت مین پڑا ہے تو اُس سے دوستی کیون نہین چھوڑ دیتا اُسنے جواب دیا کہ آج اُسے برادر کی بڑی ضرورت ہے اسواسطے کہ اُسکا کام خراب ہو گیا ہے مین اُسے کیونکر چھوڑ دون بلکہ یہ تو اُسکی دستگیری کا وقت ہے کہ مہربانی کر کے اُسے سمجھاؤن اور دوزخ سے اُسے بچاؤن حکایت بنی اسرائیل مین دو دوست تھے دونون ایک پہاڑ پر عبادت کیا کرتے تھے ایک اُن مین سے کچھ مول لینے شہر مین گیا قضا کار اُسکی نگاہ ایک خراباتی عورت پر پڑی عاشق ہو کر وہین رہگیا جب کئی دن گذرے تو اُسکا دوست ڈھونڈھنے لگا اور یہ ماجرا سنکر اُسکے پاس آیا یہ شرمندہ ہو کر بولا مین تجھے نہین جانتا اُس نے جواب دیا اے برادر تو کچھ تردد نہ کر مجھے جتنی مہربانی تیرے ساتھ آجکے دن ہے پہلے اتنی ہرگز نہ تھی اور اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ دیا جب اُسنے اُسکی اتنی مہربانی دیکھی تو سمجھا کہ مین اُسکی نظرون سے نہین گرا ہون اُٹھا اور توبہ کی اور اُسکے ساتھ چلا گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مذہب سلامتی سے نزدیک ہے اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا طریقہ بہت پاکیزہ اور فقیہانہ ہے اسواسطے کہ توبہ کا سبب ہوتا ہے اور آدمی کو عاجزی اور درماندگی کے وقت دینی بھائیون کی حاجت پڑتی ہے تو اُن کو کیونکر چھوڑ دین فقہ کی وجہ یہ ہے کہ دوستی کا عقد جو باندھا تو وہ قرابت کا حکم رکھتا ہے تو گناہ کے سبب سے قطع رحم کرنا درست نہین ہے اسیواسطے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنے اگر قرابت والے تیری نافرمانی کرین تو تو کہدے کہ مین تمھارے عمل سے بیزار ہون یہ نہ کہہ کہ تم سے بیزار ہون حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے لوگون نے کہا کہ تمھارا بھائی گناہ کرتا ہے تم اُس سے دشمنی کیون نہین رکھتے کہا مین اُسکے گناہ سے تو بیزار ہون لیکن وہ میرا بھائی ہے مگر ابتدا مین ایسے آدمی سے برادری کرنا چاہیے کہ برادری کرنا خیانت نہین ہے مگر صحبت قطع کرنا خیانت ہے اور اُس حق کا چھوڑ دینا ہے جو پہلے ثابت ہو چکا ہے مگر سب علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر برادر نے تیرے حق مین تقصیر کی تو اُسکو بخشدینا اولےٰ ہے اور اگر وہ عذر خواہی کرے تو گو کہ تو جانتا ہو کہ جھوٹا ہے مگر عذر قبول کرلے

ل مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کا عذر قبول نہ کریگا تو یہ اُس شخص کے گناہ کے مانند ہے جو راستے مین مسلمانون
خراج لے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جلد خفا ہوتا ہے اور جلد خوش ہوتا ہے حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے نے اپنے مرید
کہا کہ جب کسی دوست سے تو کوئی جفا دیکھے تو اُسپر عتاب نہ کر شاید عتاب کرنے سے تو ایسی بات سنے جو اس جفا سے سخت تر ہو مریدنے
ہے کہ مین نے جب اس بات کو آزمایا پیر کی نصیحت کے موافق پایا ساتوین قسم یہ ہے کہ تو اپنے دوست کو زندگی مین اور موت کے بعد دعا
ساتھ یاد کرے اور جسطرح اپنے زن و فرزند کے واسطے دعا کرتا ہے اُسیطرح اُسکے زن و فرزند کے لیے بھی دعا کرے اور درحقیقت
عا اپنے حق مین ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کیواسطے اُسکے پیٹھ پیچھے جو دعا کرتا ہے تو فرشتہ
ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل ہو اور ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ خود حق تعالے جل شانہ فرماتا ہے کہ مین پہلے تیرا
بر لاؤنگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوستون کی دعا جو غیبت مین ہو حق تعالے اُسے رد نہین فرماتا
رت ابوالدرداء رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ مین ستر دوستون کا نام سجدہ مین لیتا ہون اور ہر ایک کے واسطے دعا کرتا
ن بزرگون نے کہا ہے کہ برادر وہ ہے جو تیری موت کے بعد جب دعا کرے کہ وارث مال میراث لینے مین مشغول ہون اور اس بات
یشہ کرے کہ حق تعالے جلّ شانہ سے اور تجھ سے کیسی بنےگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردہ کی مثل اُس کی
ہے جو ڈوبتا ہو اور سہارا ڈھونڈھتا ہو مردہ بھی زن و فرزند اور دوستون سے دعا کا منتظر رہتا ہے اور زندون کی دعا کو وہ نور
مردون کی قبرون مین پہونچتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین مُردون کے سامنے پیش کرتے ہین اور
ہین کہ فلان شخص کا ہدیہ ہے مُردے اُسیطرح خوش ہوتے ہین جسطرح زندے ہدیہ سے خوش ہوتے ہین آٹھوین قسم یہ ہے کہ وفائے دوستی
بجالائے اور وفاداری کے ایک معنی یہ ہین کہ دوست کی وفات کے بعد اُسکے زن و فرزند اور دوستون سے غافل نہ رہے
ل مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک بڑھیا حاضر ہوئی آپ نے اُسکی تعظیم فرمائی لوگ اس بات سے متعجب ہوئے
نے فرمایا کہ یہ عورت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا کے وقت مین ہمارے یہان آیا کرتی تھی اور دوستی نباہنا ایمان مین داخل ہے
وفاداری یہ ہے کہ جو شخص کسی دوست سے علاقہ رکھتا ہو اُسکا فرزند ہو یا غلام یا شاگرد سب پر مہربانی کی نظر رکھے اور اُس سے
بانی سے زیادہ تر اثر دل پر پایا جائے جو دوست کے ساتھ رکھتا تھا اور وفاداری یہ ہے کہ اگر منصب یا دولت یا حکومت
ہے تو انکی تواضع اور مدارات نگاہ رکھے اپنے دوستون سے غرور نہ کرے اور وفاداری یہ ہے کہ ہمیشہ دوستی قائم رکھے
ی سبب سے قطع محبت نہ کرے اسواسطے کہ شیطان کا بڑا کام یہی ہے کہ برادرون کو وحشت مین ڈالتا ہے جیسا اللہ تعالی جلّ شانہ
رشاد فرمایا ہے اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام نے کہا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ
وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے حق مین کسیکا بھڑکانا نہ سنے اور سبکو جھوٹا جانے اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے
کے ساتھ دوستی نہ کرے بلکہ اُسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اُسکے دشمن کا بھی دوست ہو

بیشک شیطان فتنہ ڈالتا ہے اُن مین ۱۲ ؎ بعد اسکے فساد ڈالا شیطان نے مجھ مین اور میرے بھائیون مین ۱۲ —

یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے نوین قسم یہ ہے کہ تکلّف درمیان سے اُٹھا دے اور دوست کے ساتھ بھی ویسا ہی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر
ایک دوست دوسرے سے لاحظہ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے
بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلّف کرنے کی تجھے ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست
دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ اُن مین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے کی وحشت کا باعث ہو مگر یہ کہ کسی مین کچھ عیب ہو
بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کر اور اہل آخرت کے ساتھ علم سے اور اہل معرفت کے ساتھ جس طرح تیرا جی چاہے
کچھ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھائے یا رات بھر سوئے یا تمام شب نماز پڑھے
تو دوسرا کچھ نہ پوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ یہ دوستی کے معنے یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلّف کو کچھ دخل نہین ہے دسوین قسم
یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے کمتر سمجھے اور اُنسے کسی بات کی اُمید اور آرزو نہ رکھے اور کوئی رعایت نہ چھپائے اور سب حقوق ادا
کرتا رہے حضرت جنید قدّس سرہٗ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر کمیاب ہے اور مکرّر کہا حضرت جنید نے جواب دیا
کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمتگزاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اُسکی خدمتگزاری
اور غمخواری کرے تو بہتیرے ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اسکے حق مین
گنہگار ہونگے اور اگر اپنے تئین اُنکے برابر سمجھے گا تو خود بھی غمگین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہین گے اور اگر اپنے تئین اُن سے کمتر جانیگا
تو یہ اور وہ دونون راحت و آرام سے رہین گے حضرت ابو معاویۃ الاسود رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر
ہین کہ مجھے مقدم رکھتے ہین اور میری بزرگی جانتے ہین تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون لونڈی غلامون کے
حقوق کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اُسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق اُن رجون
کے قدر ہوتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اُسکے حقوق مذکور ہو چکے ہین جس کسی کے
ساتھ دوستی نہ ہو فقط دینی قرابت ہو اُسکے بھی کئی حق ہین پہلا حق یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا وہ کسی مسلمان
کے واسطے بھی پسند نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اُس کا
ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا دردناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا
ہے اُسے چاہیے کہ کلمۂ شہادت پر مر جائے اور جو امر پسند نہین کرتا کہ لوگ اُسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی اورون کے ساتھ نہ
کرے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق سبحانہٗ تعالےٰ سے پوچھا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل کون ہے ارشاد ہوا
کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے دوسرا حق یہ ہے کہ کوئی مسلمان اُسکے ہاتھ اور اُسکی زبان سے رنج نہ پائے جناب سرور کائنات
علیہ السّلام والصّلوٰۃ نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسول
بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین لوگون نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپ نے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنون کو جان و مال مین بے فکری ہو پھر پوچھا

اجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو برے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو حلا
ن کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہین کہ کوئی ایسا کام کرے
سبب سے کوئی مسلمان گھبرائے اور ڈرے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالےٰ دوزخیون کو خارش مین مبتلا
اسقدر کھجائین گے کہ استخوان نکل آئینگے پھر پکارنے والا پکاریگا کہ یہ محنت اور اذیت کیسی ہے وہ کہین گے کہ نہایت سخت
بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین مسلمانون کو ستاتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
رمایا ہے کہ مین نے ایک شخص کو بہشت مین دیکھا کہ جدھر چاہتا تھا سیر کرتا پھرتا تھا یہ گلگشت اسکو اس سبب سے نصیب ہوئی کہ
نے راہ پر سے ایک درخت کاٹ ڈالا تھا تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو تیسرا حق یہ ہے کہ کسی کے ساتھ تکبر نہ کرے اسواسطے کہ
سبحانہ تعالےٰ متکبرون سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار
ا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین بیوہ عورتون اور مسکینون کے
ہ جاتے اور اُن کی حاجت روائی کرتے یہ نہ چاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا ولی ہو اور اُسے
ہو اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تاکہ کوئی اُنکی طرف راہ نہ پائے چوتھا حق یہ ہے کہ غماز کی بات کسی
ان کے حق مین نہ سنے کیونکہ مرد صالح کی بات سننا چاہیے اور غماز فاسق ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ کوئی غماز بہشت مین نہ
جائے عزیز جان تو کہ جو تیرے سامنے اور ون کی بدی کریگا وہ اور ون کے سامنے تجھے بھی برا کہے گا اُس سے دور رہنا
ہیے اور اسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے پانچوان حق یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نہ کرے اسواسطے کہ جناب
ل اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہین ہے
ن بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
سلام سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام مین نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور حدیث شریف مین
ہے کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالےٰ تیری عزت اور بزرگی زیادہ کرے گا چھٹا حق یہ ہے
ن المقدور ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہو سکے نیکی کر اگرچہ وہ اس
نہین مگر تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان
اصل عقل ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتا
جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نہ چھڑاتے اور اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اُسکی طرف بالکل متوجہ
ہو جاتے اور جب تک بات تمام نہ ہوتی صبر فرماتے ساتوان حق یہ ہے کہ بوڑھون کی تعظیم کرے اور بچون پر رحم کرے رسول
ول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بوڑھون کی عزت نہ کریگا اور بچون پر رحم اور شفقت نہ کریگا وہ میری امت مین نہین
د سفید بالون کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور فرمایا ہے کہ جو جوان بوڑھون کی تکریم کرتا ہے حق تعالیٰ جل شانہ جوانون کو توفیق دیگا

کہ بڑھاپے مین اُسکی تعظیم کرین یہ درازیِ عمر کی خوشخبری ہے کہ جب کسی کو بوڑھون کی تکریم کی توفیق ہوگی تو اُسپر دلیل ہے کہ وہ بھی بوڑھا ہوگا کہ اُسکا بدلا دیکھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے تو لوگ لڑکون کو آپ کی خدمت بابرکت مین حاضر کرتے آپ کسی کو سواری پر آگے بٹھاتے کسی کو پیچھے وہ آپس مین فخر کرتے اور کہتے حضرت نے مجھے آگے بٹھایا اور تجھے پیچھے ایک چھوٹے سے بچے کو آپ کے پاس لیگئے کہ آپ اُسکا نام رکھدین اور اُسکے حق مین دعائے خیر کرین آپ نے اُسکو گود مین لے لیا ایسا ہوتا کہ کوئی لڑکا اگر پیشاب کرنے لگتا تو لوگ غل مچاکر چاہتے کہ حضرت سے لے لین آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو تاکہ پورا پیشاب کرلے اُسکا پیشاب نہ روکو اور اُسکے سامنے آپ پیشاب نہ دھوتے کہ وہ رنجیدہ نہو جب وہ باہر چالیتا تو آپ دھو ڈالتے اور اگر لڑکا خرد سال ہوتا تو پانی اُسکے پیشاب پر چھڑک لیتے اور بیٹھے رہتے **آٹھوان حق** یہ ہے کہ سب مسلمانون کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی اور خندان رہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے کشادہ رو اور سہل گیر کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو نیک کام مغفرت کا سبب ہے وہ آسانی اور کشادہ پیشانی اور شیرین زبانی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ ایک غریب عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے راہ روک کر کھڑی ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے آپ نے فرمایا کہ اس گلی مین جہان تیرا جی چاہے بیٹھ جا تیرے ساتھ مین بھی بیٹھونگا وہ بیٹھ گئی آپ بھی بیٹھ گئے جبتک اُس نے اپنا تمام حال عرض کیا آپ بیٹھے رہے **نوان حق** یہ ہے کہ کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسمین یہ تین چیزین پائی جائین وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے امانت مین خیانت کرتا ہو **دسوان حق** یہ ہے کہ ہر ایک کی تعظیم اُسکے مرتبہ کے موافق کرے جو شخص لوگون مین معزز ہو اُسکی بڑی تعظیم کرے جب کوئی شخص لباسِ فاخرہ اور سواریِ اسپ اور تجمل رکھتا ہو تو سمجھے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک سفر مین تھین جب دسترخوان بچھا ایک فقیر آیا بولین ایک روٹی اسے دیدو اور ایک سوار بھی آپہونچا بولین اسے بلاؤ حاضرین نے کہا کہ آپ نے فقیر کو چھوڑ کر امیر کو بلایا حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حق تعالے نے ہر ایک کو مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اُس مرتبہ کا حق نگاہ رکھنا چاہیے فقیر ایک روٹی سے خوش ہوجاتا ہے امیر کے ساتھ ایسا کرنا مناسب نہین اُسکے ساتھ وہ امر کیجیے جس مین وہ خوش ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمھارے پاس آئے تو اُسکی تعظیم کرو کوئی شخص ایسا ہوتا تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا اپنی چادر اُسے مرحمت کرتے کہ بچھاکر بیٹھے ایک بڑھیا جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا آپ کے پاس آئی آپ نے اُسے اپنی چادر پر بٹھایا اور فرمایا اے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ مین تجھے دونگا مالِ غنیمت مین سے آپ کو جو حصہ ملا تھا اُسے عنایت کیا اُس نیکبخت نے اُس مال کو لاکھ درم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے ہاتھ بیچا **گیارھوان حق** یہ ہے کہ جب دو مسلمان آپسمین خفا ہون تو اُن مین صلح کرنے کی کوشش کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمھین بتادون کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کی ارشاد کیجیے فرمایا مسلمانون مین صلح کرادینا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگے

بیت

ت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے دو مرد رب العزت
امنے زانو کے بھل گرینگے یعنے قیامت کے دن ایک تو کہیگا کہ بارِ خدا اس سے میرا انصاف کر دے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے اُس سے
عالےٰ فرمائیگا کہ اسکا حق دیدے وہ عرض کریگا کہ بار خدایا میری سب نیکیان تو مدعیون نے لے لین اب میرے پاس کچھ نہین باقی
عالےٰ دادخواہ سے فرمائیگا کہ اب تو کیا کریگا اُسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کریگا کہ میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اُسکے
اُسکے سر پر رکھینگے اور ہنوز مظلمہ باقی رہے گا یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا روئے اور فرمایا کہ یہی بہت برا دن ہے
ایک اس امر کا حاجت ہوگا کہ اس سے اسکا بار عصیان اُٹھا لین اسوقت ارحم الراحمین دادخواہ سے یہ فرمائے گا کہ سر اُٹھا کر دیکھ
ے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون اور سونے کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون
جڑے ہوئے ہین کیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید یا صدیق کی حق تعالےٰ پھر یہ ارشاد فرمائیگا کہ یہ اُسی کی ملک ہین جو اسکی
ت دے وہ عرض کریگا کہ یا رب العالمین بھلا اسکی قیمت کون دے سکتا ہے احکم الحاکمین ارشاد کریگا کہ تو دے سکتا ہے وہ عرض کریگا
ر خدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوگا کہ تو اسطرح دے سکتا ہے کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کر دے وہ بے اختیار
ض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوگا کہ اُٹھ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول
ل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ سے ڈرو اور خلق مین صلح کیا کرو کہ حق تعالےٰ قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کر دے گا
سوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ برائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی
جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن حق تعالےٰ اُسکے گناہون کو پوشیدہ رکھے گا امیر المومنین حضرت
بو صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جسے مین پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالےٰ اُسکے
ہ فاحش کو چھپا دے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تم نے فقط زبان سے کلمہ پڑھا ہے ابھی تمھارے
ن مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نہ کیا کرو اُن کی پوشیدہ برائیون کا تجسس نہ کیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے
تعالےٰ اُسکا عیب فاش کرتا ہے تاکہ وہ رسوا ہو اگرچہ گھر کے اندر ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے
پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اُسکا ہاتھ کاٹین آپ
ے چہرۂ نورانی کا رنگ متغیر ہوگیا لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے
ائیون کی دشمنی مین مین شیطان کا مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالےٰ انھین بخشدے اور تمھارے گناہ چھپائے اور
اف کرے تو تم بھی لوگون کے گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہونچوگے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین
ضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب
ھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ رنڈی کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالیٰ
چھپا دے گا اُس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین جلدی نہ کیجیے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کیے ہین

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا اور آپ نے تجسس کی اور فرمایا ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور
فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰى أَهْلِهَا اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نہ کیا حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں معاف کروں تو تو توبہ کریگا اُسنے عرض کی ہاں توبہ کرونگا اور پھر ہرگز ایسے کام کے
پاس نہ جاؤنگا آپ نے معاف کیا اور اُسنے توبہ کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنے لوگوں کی وہ باتیں سننے
کے واسطے کان لگایا جو بے اُسکے کرتے ہیں قیامت کے دن اُسکے کان میں سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا پھر صوان حق یہ ہے کہ تہمت
کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانوں کے دلکو بدگمانی سے اور زبان کو عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب
ہوتا ہے تو اُس گناہ میں خود بھی شریک ہو جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ
کو گالی دیتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسا کون کریگا کہ اپنے ماں باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے
ماں باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اُسکے ماں باپ کو گالی دیں تو وہ گالی خود اُسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے
کہ جو شخص تہمت کی جگہ بیٹھے اُسے درست نہیں ہے کہ اُس شخص کو ملامت کرے جو اُس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
ماہ رمضان کے اخیر میں ام المومنین حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے مسجد میں باتیں کرتے تھے ایک شخص وہاں [illegible] آپ نے
اُسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی [illegible] صفیہ [illegible] نے عرض کی کہ یا رسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی [illegible] آپ سے
نہیں کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن میں اس طرح سیر کرتا ہے جسطرح خون رگوں میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے میں ایک عورت سے باتیں کرتا تھا [illegible] اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین [illegible] فرمایا
تو ایسی جگہ کیوں نہیں باتیں کرتا جہاں کوئی نہ دیکھے [illegible]
میں [illegible] رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ [illegible]
لیکن دیر کرتا ہوں تاکہ تم میں سے کوئی سعی کرے [illegible]
بہتر نہیں لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ [illegible]
سے بچائے پھر صوان حق یہ ہے کہ [illegible]
قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان [illegible] رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلمان [illegible]
ہیں تو حق تعالیٰ اُس یاری کرنے والے کی [illegible] محتاج ہو اور جو مسلمان ایسی جگہ نصرت
فروگذاشت کریگا جہاں لوگ کسی مسلمان کی [illegible] حق تعالیٰ اُس فروگذاشت کرنیوالے کو [illegible] ذلیل اور
ضائع کریگا جب وہ اپنی نصرت کو نہایت [illegible] آدمی کی صحبت [illegible]

له [illegible]

تو جبتک رہائی نہ پائے اُسکے ساتھ مدارا کرے اور بالمشافہہ سختی او ردرشتی نہ کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے اس آیۂ کریمہ وَیَدْرَؤُنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ کے معنے یون کہے ہین کہ سلام اور مدارا سے بُرائی کا عوض کرو حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اجازت دو اور یہ شخص اپنی قوم کا بڑا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپ نے اسقدر اُسکی مراعات فرمائی کہ مین سمجھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اُس کا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اُسکو بُرا آدمی بھی فرمایا باوصف اسکے مراعات کی فرمایا کہ اے عائشہ رضی قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اُسکے ساتھ مراعات کرتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بدگویون کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچائے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو درداء رضی نے کہا ہے کہ بہت لوگ تو ایسے ہین کہ ہم اُنکے سامنے تو ہنستے ہین لیکن ہمارا دل اُن پر لعنت کرتا ہے

ستر ھوان حق یہ ہے کہ فقیرون کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیرون کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردون کے پاس نہ بیٹھو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت مین جہان کوئی مسکین دیکھتے اُسکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یا مسکین کہنے سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے یون دعا کی ہے کہ بارِ خدایا جبتک تو مجھے زندہ رکھے مسکین رکھ اور جب مارا چاہے مسکین ہی مار اور جب حشر کرے تو مسکینون کے ساتھ حشر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بارِ خدایا مین تجھے کہان ڈھونڈھون فرمایا شکستہ دلون کے پاس

اٹھار ھوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کا دل خوش کرنے کو اور اُن کی حاجت روائی کرنے کے لیے کوشش کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اُسنے حق تعالے کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن کریگا قیامت کے دن حقتعالے اُسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن کو یا رات کو گھڑی بھر کے لیے مسلمان کے کام کے واسطے جاتا ہے تو اُسکا کام نکلے خواہ نہ نکلے مگر اُس جانے والے کے واسطے وہ گھڑی بھر مسجد مین دو مہینے معتکف رہنے سے زیادہ افضل ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غمگین کو راحت پہونچائے یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھڑائے تو حق تعالے اُسے تہتر مغفرتین عنایت فرمائیگا اور فرمایا ہے کہ تم اپنے برادر کی یاری کرو وہ ظالم ہو خواہ مظلوم لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر ظالم ہو تو کیونکر یاری کرین آپ نے فرمایا کہ اُسے ظلم سے باز رکھنا یہی یاری ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی عبادت اس سے زیادہ مقبول نہین کہ تو کسی مسلمان کے دل کو خوش کرے اور فرمایا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ اُن سے زیادہ کوئی گناہ بدتر نہین شرک کرنا اور لوگون کو ستانا اور دو خصلتین ہین کہ اُن سے زیادہ کوئی عبادت نہین ایمان لانا اور خلق کو آرام دینا اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان کا غم نہ ہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون روتے ہو فرمایا کہ اُن غریب مسلمانون کے رنج مین جنھون نے مجھ پر ظلم کیا ہے فردائے قیامت کو اُنسے سوال ہوگا کہ تم نے کیون ظلم کیا وہ رسوا ہونگے اور اُنکا کوئی

عذر پیش رفت نہوگا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسکا نام ابدالون مین لکھین گے انیسوان حق یہ ہے کہ جسکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اُسے جواب نہ دو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام نہ کیا آپنے فرمایا باہر جاکر پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ نے فرمایا کہ اے انس طہارت پوری کیا کرتا کہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کر پہلے اُسے سلام کیا کرتا کہ تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سَلَامٌ عَلَيْكَ کیا کرتا کہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ آپ نے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جائین گی دوسرا شخص حاضر ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اور اُسنے کہا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ آپ نے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیان لکھی جائینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاو تب سلام کرو اور جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین اُنمین تقسیم کیجاتی ہین اُنہتر رحمتین اُسکا حصہ ہوتی ہین جو اُن دونوںمین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اُنہین ملتی ہین نوے رحمتین اُسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اُسکا حق ہے جو جواب دیتا ہے اور بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جائین تو پشت خم کرین فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اُسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آئے تو منھ پر بوسہ دینا اور بغلگیر ہونا سنت ہے مگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سروقد کھڑے ہونے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نہ تھا آپکے واسطے ہم سروقد نہ اُٹھتے تھے ہمین معلوم تھا کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جہان یہ عادت ہوگئی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کیواسطے سروقد اُٹھے گا تو کوئی مضائقہ نہین ہے مگر کسی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ لوگ اُسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اُس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہ ٹھہرالے بیسوان حق یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمین یہ بات تعلیم فرمائی ہے کہ جسے چھینک آئے وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہے اور جو شخص سنے وہ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے پھر وہ کہے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یرحمک اللہ کا مستحق نہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منھ پر ہاتھ

لہ اے اللہ نیک کر تو امت محمد کو اے اللہ رحم کر امت محمد پر اے اللہ فراغت دے تو امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ ؎ رحم کرے اللہ مجھ پر اور تم پر ۱۲

رکھ لیتے اگر پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے میں کسیکو چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر زبان سے کہیگا تو
بھی مضائقہ نہیں ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو نزدیک ہے جو آہستہ بات کروں یا
دور ہے تا پکار کر کہوں ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کریگا میں اسکا ہمنشین ہوں پھر عرض کیا کہ یا الٰہی میرے بہت حال میں مثلاً جنابت اور
قضائے حاجت ایسے حال میں تجھے یاد کرنا بے ادبی ہے ارشاد ہوا کہ ہر حال میں مجھے تو یاد کر اور کچھ اندیشہ نہ کر اکیسواں حق یہ ہے کہ
جب بیمار ہوتا ہے اسکی بیمار پرسی کرے اگرچہ وہ دوست نہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے گا
بہشت میں جائیگا اور جب عیادت کرکے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہیں تا کہ اسپر شام تک درود بھیجیں سنت یہ ہے کہ اپنا
ہاتھ بیمار کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ
وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ[۱] امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں بیمار
تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی بار تشریف لاکر یہی دعا پڑھی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ
وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ[۲] اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نہ کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے
حق تعالےٰ دو فرشتے اسپر متعین فرماتا ہے کہ دیکھتے رہیں کہ جب کوئی عیادت کیواسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے
اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو لیجاؤنگا تو رحمت کے ساتھ لیجاؤنگا اور
بہشت میں پہونچاؤنگا اور اگر صحت دونگا تو اس بیماری کے بدلے اسکے گناہ بخشدونگا جو گوشت اور خون وہ بیماری میں رکھتا تھا اس
سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ میں درد ہوا ہو وہ اپنی عورت کے مہر میں سے کچھ
لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی میں گھول کر پیئے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو
شفا اور عورتوں کے مہر کو خوشی سے پینا سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب یہ تینوں چیزیں باہم ملینگی تو بیشک شفا پائیگا غرضکہ بیمار کا
ادب یہ ہے کہ گلہ اور بے صبری نہ کرے اور امید رکھے کہ بیماری اسکے گناہوں کا کفارہ ہوگی اور جب دوا پیئے تو دوا دینے والے پر
بھروسہ رکھے دوا پر نہیں اور عیادت کرنیکے آداب یہ ہیں کہ بیمار کے پاس دیر تک نہ بیٹھے اور بہت احوال پرسی نہ کرے اور صحت کی دعا مانگے
اور اسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئیں غمگین جتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیواروں کو نہ دیکھے اور جب بیمار کے دروازے پر
جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازے کو آہستہ کھٹکھٹائے اور یوں
نہ پکارے کہ اے غلام جب اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ میں ہوں بلکہ اے غلام کہنے سے پہلے سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے
جو کوئی کسیکا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یوں ہی عمل میں لائے بائیسواں حق جنازہ کے ساتھ جانا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک کھڑا رہیگا تو دو قیراط اجر ملیگا اور

[۱] پناہ مانگتا ہوں میں تیرے واسطے اللہ سے ایسا اللہ کہ ایک ہے بے نیاز ہے اور ایسا ہے کہ اسنے نہ جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا اور نہیں اسکا مثل کوئی اس چیز کی برائی سے جو تو پاتا ہے ۱۲

[۲] پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی عزت اور قدرت سے اور اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں ۱۲

ہر قیراط کوہِ اُحد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جانیکا ادب یہ ہے کہ چپ رہے ہنسے نہین عبرت کے ساتھ موت کو یاد کرے حضرت اعمشؓ نے
کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین اسواسطے کہ ہر ایک دوسرے سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ
ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ نے تو تین ہولون سے رہائی پائی ملک الموت کا منھ
دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکلگیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مُردے کے پیچھے جاتی ہین
دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اُسکے ساتھ رہتے ہین **بیسوان حق** یہ ہے کہ زیارت قبور کیواسطے جائے
اور مُردون کے واسطے دعائے مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے جا چکے مجھے بھی جلدی جانا ہے اور زیر خاک سونا ہے حضرت
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا اُسکی قبر جنّت کے گلزارون مین سے ایک گلزار رہوگی اور جو بھول
جائیگا اُسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت ربیع ابن خثیم جنکا مزار طوس مین ہے تابعین مین سے ایک بزرگ تھے
انھون نے اپنے گھر مین قبر کھود رکھی تھی تاکہ جب اپنے دلمین کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الٰہی
پھر مجھے دنیا مین بھیج تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کرون بعد اُسکے اُٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایکبار
ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانے کی اجازت نہ ملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
قبرستان مین جاکر ایک قبر پر بیٹھے اور بہت روئے مین آپ کے پاس تھا عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری ماں کی
قبر ہے حق تعالےٰ سے مین نے اجازت چاہی کہ مین اُن سے ملون اور اُنکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دعا کی اجازت نہ دی[1] محبت فرزندی
نے دل مین جوش کیا اس سبب سے مین رونے لگا مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اُن سب کی تفصیل یہ ہے
واللہ اعلم بالصواب **ہمسایون کے حقوق** اسمین علاوہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ ایسا ہے
جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا ہے کہ جسکے تین حق ہین
وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے حق ہمسایہ کی نصیحت کرتے یہانتک کہ
مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اُسے کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے
اور فرمایا ہے کہ جسکے شر سے پڑوسی بیخوف نہو وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ وہ متخاصم جو قیامت مین آئین گے دو پڑوسی ہونگے اور
فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتّے کو پتھر سے مارا اُسنے پڑوسی کو ایذا دی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ فلانی
عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ دوزخ مین جائیگی اور فرمایا ہے کہ چالیس
گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر داہنے چالیس گھر بائین اے عزیز جان تو کہ
ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اُسکو ستائے نہین بلکہ اُسکے ساتھ احسان کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے

[1] تنبیہ واضح ہو کہ یہ پہلے کا ماجرا ہے اُسکے بعد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین آپکی دعا سے زندہ ہو کر مشرف باسلام ہوے اور پھر فوراً انتقال فرما گئے پس مغفرت تحقیق ہوگی
یہ روایت مندرجۂ متن کی ناسخ ہے جیسا کہ سیرت شامی مین لکھا ہے اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلعم کے والدین شریفین کے مومن ہونیکے باب مین ایک رسالہ تصنیف کیا ہے ۱۲

کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑے گا اور کہے گا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے
گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو بلی کیون نہین پالتا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بلی کی آواز
سنکر چوہے پڑوسی کے گھر مین چلے جائین تو جو بات مین اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اُسکے واسطے پسند کی ہوگی رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ حق ہے کہ اگر تم سے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اسکی
خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مرجائے تو اُسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تہنیت غمی مین تعزیت بجالاؤ اپنے گھر کی دیوار
بلند نہ اُٹھاؤ کہ ہوا اُس سے رُکے اگر میوہ خریدا ہے تو اُسے بھی بھیجو اگر نہین بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے
باہر نہ جانے دو کہ اُسکا لڑکا رنجیدہ نہ ہو اور اپنے باورچی خانہ کے دھوئین سے اُسے رنجیدہ نہ کرو مگر یہ کہ اُسے بھی کھانا بھیجو اور فرمایا ہے کہ تم
جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اُس خدا کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اُسی سے ادا ہوتا ہے جسپر خدا تعالے رحمت کرتا ہے
حقوق ہمسایہ مین سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے تو اُسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر دھنی رکھتا ہو تو اُسے منع نہ کر اور اُسکا پرنالا
بند نہ کر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اُس سے نہ لڑ اور جو کچھ اُسکا عیب سنے اُسے چھپا دل دکھانے کی کوئی بات
اُسکے ساتھ نہ کر اُسکی عورتون سے اپنی آنکھ بچا اُسکی لونڈیون کو بہت نہ دیکھ یہ باتین مسلمانون کے حقوق کے سوا ہین انکو یاد رکھ حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ جب کچھ پکا تو اُس مین بہت
شوربا لگا اور اُس مین سے پڑوسی کا حصہ بھیج ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوہ کرتا ہے
اگر اُسکو بے دلیل مارون تو گنہگار ہون اگر نہ مارون تو پڑوسی برا مانتا ہے حیران ہون کہ کیا کرون انھون نے فرمایا کہ تامل کرتا کہ غلام ایسی نادانی
کرے جس سے سیاست اور ادب کے قابل ہو جائے ادب دینے مین تاخیر کرتا کہ پڑوسی تجھ سے شکایت کرے پھر غلام کو سزا دے تا کہ دونو نکا حق
ادا ہو جائے **خویشان اور یگانون کے حقوق** رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین رحمان ہون
اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اُسکا نام نکالا ہے جو صلۂ رحم کرتا ہے مین اُس سے ملتا ہون جو قطع رحم کرتا ہے مین اُس سے
قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اُس سے
کہدو کہ یگانون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلۂ رحم سے زیادہ کسی عبادت کا ثواب نہین ہے کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین جب صلۂ رحم کرتے ہین تو اُنکے مال مین اولاد مین اُسکی برکت سے افزائش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اس سے
بہتر نہین جو اُن قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھ خصومت رکھتے ہون اے عزیز جان تو کہ صلۂ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت
اگر تجھسے قطع کرین تو تو اُن سے مل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب فضیلتون سے یہ افضل ہے کہ جو تجھ
سے قطع کرتا ہے اُس سے مل اور جو تجھکو محروم رکھتا ہے تو اُسے عطیہ دے اور جو تجھپر ظلم کرتا ہے تو اُسے معاف کر
ماں باپ کے حقوق اے عزیز جان [illegible] انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ اُن کی قرابت [illegible] زیادہ ہے رسول [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی فرزند [illegible] باپ کا حق ادا نہین کرسکتا تاوقتیکہ اُسکو غلام پا[illegible] خرید کر آزاد نہ کردے

اور فرمایا ہے کہ مان باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص مان باپ کی اطاعت نہ کرے مین اُسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مان باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اُسکا کچھ نقصان نہین ہوتا اُن دونون کو بھی ثواب ملتا ہے اور اُسکا ثواب بھی کم نہین ہوتا ایک شخص جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ میرے مان باپ مر گئے ہین پیچھے پر اُن کا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اُنکے واسطے نماز پڑھ اور مغفرت مانگ اور اُنکا عہد اور وصیّت بجالا اُنکے دوستون کی تکریم کر اُنکے عزیزون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ مان کا حق باپ کے حق سے دونا ہے **فرزندون کے حقوق** ایک شخص نے جناب سرورِ کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ سے پوچھا کہ یارسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپ نے فرمایا کہ اپنے مان باپ کے ساتھ اُسنے عرض کی کہ وہ تو مر گئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویساہی فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اُسے عاق اور نافرمان نہ کردے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالےٰ ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب ساتویں دن کا ہو تو اُسکا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور پاک کرو جب چھ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو تو اُسکا بچھونا جدا کردو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا ہو اُسکا نکاح کردو اور اُسکا ہاتھ پکڑکر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھادیا تیری تربیت کردی تیرا نکاح کردیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنہ سے اور عقبیٰ مین تیرے عذاب سے اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اُنکے درمیان داد و دہش اور پیار اور سب بھلائیون مین مساوات رکھے اور چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنّت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہ کریگا اُسپر خدا کی رحمت نازل نہ ہوگی ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے حضرت امام حسن علیہ السّلام گر پڑے فوراً آپ نے منبر سے اُترکر اُٹھالیا اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ایک مرتبہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے جب سجدے مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپکی گردن مبارک پر پاؤن رکھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے اسواسطے آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا سجدے مین وحی نازل ہوئی تھی آپ نے فرمایا نہین حسینؓ نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اُسے جدا نہ کرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بہ نسبت مان باپ کے حق ادا کرنے کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ اُنکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالےٰ نے اُنکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور اُنکے حق کی عظمت کے سبب سے دو چیزین واجب ہوئی ہین

[illegible] نہین ہین مال اور اولاد تمہاری مگر فساد مین ۱۲ اور حکم کیا تیرے پروردگار نے یہ کہ نہ عبادت کرو تم مگر اُسی کی اور مان باپ کے ساتھ احسان کرو ۱۲

ایک یہ کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ کھانا مشتبہ ہو حرام محض نہو اور مان باپ فرزند سے کہین کہ تو اسکو کھالے تو اُنکی اطاعت کرے اور
کھالے اسواسطے کہ اُن کی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ اُنکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نہ کرنا چاہیے مگر یہ کہ سفر فرض ہو گیا ہو
جیسے نماز و روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اُس جگہ اور کوئی فقیہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ مان باپ کی اجازت سے حج اسلام
کے واسطے جانا چاہیے اسواسطے کہ اُسمین تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل مین وہ فرض ہے ایک شخص رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوا اور جہاد کو جانے کی اجازت چاہی آپ نے استفسار فرمایا کہ تیری مان ہے اُسنے
عرض کی کہ ہان ہے آپ نے فرمایا تو اُسکے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اُسکے قدمون کے نیچے ہے اور ایک شخص یمن سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جہاد مین جانے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے مان باپ ہین اُسنے عرض کی جی ہان ہین
آپ نے فرمایا تو جا پہلے اُنسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت نہ دین تو اُنکی اطاعت کر اسواسطے کہ توحید کے بعد حق تعالے کے نزدیک
کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہین ہے اے عزیز جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے قریب قریب ہے اسواسطے کہ حدیث
شریف مین آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر لونڈی غلامون کے حقوق رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلامون کے حق مین تم خدا سے ڈرو جو تم کھاتے ہو اُنھین کھلاؤ جو تم پہنتے ہو اُنھین پہناؤ
ایسا مشکل کام نہ کہو جو وہ نہ کرسکین اگر کام کے ہین تو اُنھین رکھو نہین تو بیچ ڈالو اور خدا کے بندون کو اذیت مین نہ رکھو اس
واسطے کہ خدا نے اُنکو تمھارے لونڈی اور غلام اور زیر دست کر دیا ہے اگر چاہتا تو تم کو اُنکا زیر دست کر دیتا کسی شخص نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ ایک دن مین کے بار لونڈی غلامون کا قصور معاف کرین فرمایا ستر بار احنف بن قیس
رحمۃ اللہ تعالے سے لوگون نے پوچھا کہ تم نے بردباری کس سے سیکھی ہے کہا قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اُن کی لونڈی بکری
کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ مین لگا ہوا لاتی تھی اتفاقاً اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر اُنکے بیٹے پر گرا وہ مر گیا لونڈی ڈر کے مارے
بیہوش ہو گئی اُنھون نے کہا سنبھل تیرا کچھ قصور نہین اور تجھے مین نے خدا کی راہ مین آزاد کیا حضرت عون بن عبد اللہ جب اپنے غلام سے
نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تو نے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی ہے جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اُسی طرح تو بھی اپنے
آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابو مسعود انصاری ایک غلام کو مارتے تھے آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود یہ اُسطرف پھرے رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو اس غلام پر رکھتا ہے اُس سے زیادہ حق تعالی تجھ پر قدرت رکھتا ہے
لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اُنھین روٹی سالن اور کپڑے سے محروم نہ رکھے اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میرے
مانند آدمی ہین وہ اگرچہ کچھ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا گناہ کرتا ہے اُسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آئے تو احکم الحاکمین جو
قدرت اُسپر رکھتا ہے اُس قدرت کا خیال کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیر دست نے رنج اور محنت
کھینچکر اُسکے واسطے کھانا تیار کیا اور اُسے محنت سے پکایا تو چاہیے کہ اُس زیر دست کو اپنے ساتھ بٹھلائے اور اُس کے ساتھ
کھائے اگر ایسا نہین کر سکتا تو ایک لقمہ روغن مین ڈبو کر اپنے ہاتھ سے اُسکے منھ مین دے اور کہے کہ یہ نوالہ کھالے

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ اس باب مین علماء کا اختلاف ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری بہتر ہے یا مخالطت یعنی بندگان خدا سے ملے جلے رہنا حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالے اور اکثر بزرگون اور متقیون کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگون کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علمائے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ عزلت مین سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دُنیا سے روزہ رکھو اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگون سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہو گیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاؤن کے نیچے ڈالا آزاد ہو گیا جب حسد سے دست بردار رہا اُسکی مروّت ظاہر ہو گئی جب چند سے صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حکمت کے دس حصے ہین نو تو خاموشی مین ہین ایک گوشہ گیری مین ہے حضرت ربیع ابن خثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ علم سیکھو اور لوگون سے گوشہ گیری اختیار کر حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالے عنہ بھائیون کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہو کر گوشہ گیر ہو گئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اُس شخص کا بڑا احسان مانون جو میری طرف سے گزرے اور سلام نہ کرے اور مین جب بیمار ہون تو میری عیادت کو نہ آئے حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ تعالے عنہما جو اکابر صحابہ مین سے تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے اُسے عقیق کہتے ہین وہین رہتے تھے کسی کام کو جمع مین نہ آتے حتیٰ کہ اُسی جگہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہان ہے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ نہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے دیکھون ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالے سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ہم مین صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم مین جب ایک شخص مر جائیگا تو دوسرا کسکے ساتھ صحبت رکھے گا کہا خدا کے ساتھ فرمایا اب بھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ اس مسئلہ مین ویسا خلاف ہے جیسا کہ نکاح مین کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بھی بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اُسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اُسے مخالطت بہتر ہے اور جب تک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجائے گی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا عزلت یعنی گوشہ گیری کے فوائد اے عزیز جان تو کہ عزلت مین چھ فائدے ہین پہلا فائدہ ذکر اور فکر کی فراغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اُسکی عجیب صنعتون اور زمین آسمان کی ملکوتون مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے اسرار پہچاننا بزرگترین عبادت ہے

بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے تئین بالکل ذکرِ خدا مین ڈبو دے تاکہ ماسوائے اللہ سے بیخبر ہو جائے اور اپنی بھی خبر نہ رکھے
خدا کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے اور یہ خلوت اور عزلت کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے
والی ہے خصوصًا اُس شخص کو جو یہ قوّت نہین رکھتا کہ خلق مین رہ کر با خدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیا علیہم السّلام رہتے
تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا نے اپنے کام کی ابتدا مین عزلت اختیار فرمائی اور کوہِ حرا پر چلے گئے
اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نورِ نبوت نے قوّت پکڑی اور اس مرتبہ پر پہونچگئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے
ساتھ اور فرمایا ہے کہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن خدا کی محبّت نے اور کسیکی محبّت کی گنجائش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ
جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبّت ہے تعجّب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جائین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ
تئیس برس ہوئے ہین خدا کے ساتھ باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اس واسطے کہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اُسپر کسی آدمی کا عشق اسقدر غالب ہو جائے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونے کے
سبب سے کسی کی بات نہ سنے اور لوگونکو نہ دیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر غرّہ نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین
رہنے کے سبب سے پروردگار کی سرکارِ سراپا انوار سے مردود ہو جاتے ہین ایک شخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اُسنے
کہا مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اُس سے راز کہا چاہتا ہون تو نماز پڑھتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھ سے باتین کرے
تو توریت پڑھتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے عزلت سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ اُنس
پایا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ جب حاضر
ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اُنھین خبر کی وہ اُس شخص کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے خلق کے ساتھ کیون
نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھپر پڑا ہے اُسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور اُسکی بات کیون نہین
سنتا کہا اُس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ
مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نہ کرون اُسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون
کے ساتھ بس حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ سے نہ اُٹھ اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت
ہرم ابن حبان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس گئے حضرت اویس نے پوچھا کہ کس کام کو آئے ہو کہا
اسواسطے آیا ہون تاکہ تم سے آسائش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص خدا کو جانتا ہو اور پھر دوسرے
سے آسائش لے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل خوش ہوتا ہے اپنے
جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین بیٹھون گا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل رنجیدہ
ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھے اب خدا سے باز رکھین گے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ جو
شخص مخلوقات کے ساتھ باتین کرنے سے خدا کے ساتھ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو زیادہ دوست نہین رکھتا ہے اُس کا علم

بہت تھوڑا ہے اور اُسکا دل اندھا ہے اور اُسکی عمر ضائع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسی کو یہ خواہش ہو کہ کسی کو دیکھون اور اُس سے بات کرون تو یہ اُسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اُس سے اُسکا دل خالی ہے اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو لوگون کے ساتھ اُنس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس اے عزیز تو ان سب اقوال اور روایات سے یہ جان لے کہ جس کسی کو اس بات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالی کے ساتھ اُنس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اُسکے جلال وجمال کی معرفت کا علم حاصل کرے تو یہ امر اُن سب عبادتون سے افضل ہے جو خلقِ خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ سعادتون کی غایت یہ ہے کہ جو کوئی اُس جہان مین جائے تو حق تعالی کی محبت اُسپر غالب ہو اور اُنس ومحبت ذکر کی بدولت کامل ہوتی ہے اور محبت ثمرہ معرفت ہے اور معرفت ثمرہ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری کی بدولت کثرتِ معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت یعنے باہم ملے جلے رہنے مین ہر ایک اُن سے نہین بچتا ایک عیب کرنا یا عیب سننا اور یہ گناہ دین کی تباہی ہے دوسرا امر بالمعروف ونہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہے گا تو فاسق اور عاصی ہو جائے گا اور اگر ناراض ہوگا تو وحشت اور خصومت مین پڑ جائے گا تیسرا ریا اور نفاق ہے کہ مخالطت مین یہ لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھ مدارا نکریگا تو وہ ستائے گی اور اگر مدارا کریگا تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اور اگر دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نہ کریگا تو اُنکی دشمنی سے نجات نہ ملے گی اور ادنی سی بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اُس سے کہے گا کہ مین ہمیشہ تمھارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اُس سے متوحش ہونگے اور اگر اُسکے ساتھ تو بھی کہے گا تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنی بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمھارے لوگون کا کیا حال ہے اور باطن مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ تیرا نفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اُسکی آدمیت اتنی بیان کرتا ہے اور اسقدر تعریف کرتا ہے کہ دین اُسکے سر پر رکھکر ناکام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر ناکام پھر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑھی کے بال سیدھے کرنے کو ہاتھ پھیرون تو اُسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر مین لکھ لین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص اُنکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپ کے دیدار سے آسائش اور موانست لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے بہت نزدیک ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی تعریف کرے اور مین تیری تو مجھ سے جھوٹ بولے اور مین تجھ سے تو یہان سے منافق ہو کر جائے یا مین منافق ہو کر اُٹھون اسی طرح جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کرسکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو دنیا کا حال نہ پوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور بعافیت ہون حاتم نے کہا صراط پر گذرنے کے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسے علیہ السلام سے لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اُسپر قابض نہین ہون اور جس چیز مین میرا

نقصان ہے اسکے دفع کرنے پر قادر نہیں ہوں مین اپنے کام کے گرد ہوں اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ
محتاج اور بیچارہ نہیں ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالے سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور گنہگار ہوں
اپنی روزی کھاتا ہوں اپنی موت کا امیدوار ہوں حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالے عنہ سے جب لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر
دوزخ سے امن ہو جاؤں تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا
ہوگا جو صبح کو یہ نہ جانے کہ شام تک جیونگا یا نہیں اور شام کو نہ جانے کہ صبح تک جیون گا یا نہیں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالے
سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہو جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے جاتے ہیں کسی حکیم سے لوگوں نے
پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہوں کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہوں اور اسکے دشمن ابلیس کا حکم بجالاتا ہوں حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ
تعالے سے لوگوں نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا آرزو مین ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے نزدیک ہوتا جاتا ہے حامد لفاف
رحمہ اللہ تعالے سے لوگوں نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین رہتا ہوں کہ ایک دن عافیت سے ہوں کہا کیا عافیت سے نہیں
ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نہ کرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگوں نے پوچھا کیسے ہو کہا اس کا حال کیسا ہوتا
ہے جو سفر دور دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندھیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور بادشاہ عادل کے سامنے بے حجت
و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالے سے لوگوں نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اس شخص کا کیسا حال ہوتا ہے جسے
یہ امر ضرور ہے کہ [illegible] اور اسے پھر اٹھائیں اور حساب کرنا چاہیں حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کسی سے پوچھا کہ کیسا ہے
عرض کی اسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درم کا قرضدار ہو اور اہل و عیال کے واسطے کچھ نہ رکھتا ہو حضرت ابن سیرین اپنے گھر
تشریف لائے اور ہزار درم لیجا کر اسے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درم سے قرض ادا کر اور پانسو درم عیال کے نفقہ مین دے اور
اب مین نے عہد کیا کسی سے نہ پوچھونگا کہ تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے یہ امر اسواسطے کہا کہ اس بات سے ڈرے
کہ اگر اسکی غمخواری نہ کرونگا تو پوچھنا نفاق ہوگا بزرگوں نے کہا ہے کہ بعضے لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کو
ہرگز سلام نہ کرتے اور ایک دوست سے اگر حکم کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہیں نہ کرتے اب ایسے لوگ ہیں کہ ایک دوسرے سے
ملتے ہیں اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہیں اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی [illegible] تو نہیں کے سوا اور
[illegible] یہ امر نفاق ہے پس جب خلق کی یہ کیفیت ہے تو جو کوئی اس سے مخالطت کریگا اگر انکی موافقت کرے گا تو اس
نفاق اور ریا مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اسکو دشمن بنائیگا اور خود سنگدل کہلائیگا [illegible] انکی غیبت
کرینگے اسکا دین انکے سبب سے اسکا دین اسکے باعث سے خراب ہو جائیگا چوتھا گناہ [illegible] لازم آتا ہے
[illegible] کہ تو جسکے پاس بیٹھیگا اسکی خو تجھ مین سرایت کرے گی اور تجھے خبر بھی نہ ہوگی تیری طبیعت [illegible] اس طرح
[illegible] تجھے کچھ خبر نہ ہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو انکی [illegible] اسواسطے
[illegible] دنیا دار کو دیکھیگا انکی طمع دنیوی دیکھیگا ویسی باتین تجھ مین پیدا ہونگی اور جو شخص اہل [illegible]

انکار رکھتا ہو مگر جب کثرت سے دیکھے گا تو فسق اُسکی نگاہ مین آسان اور ذراسی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے ہین تو اُنکے دلون سے اُس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے ہین تو سب کے دل اُس سے انکار کرتے ہین اور اگر یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسی کے دل مین بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ زنا کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اُسکی بُرائی دلون سے جاتی رہی ہے بلکہ جسطرح صحابہؓ اور بزرگون کا حال سننا مفید ہوتا ہے اُسیطرح اہلِ غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ نزولِ رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سُنکر دین کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہو جاتی ہے اسیطرح اہلِ غفلت کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلت اور دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب اُنکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو اُنکا دیدار بہت بڑھ کر ہوگا اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے باہم میل جول کے بارہ مین فرمایا ہے کہ بُرا ہمنشین لُہار کے مثل ہے کہ اُسکی دکان پر بیٹھنے سے اگر کپڑا نہ جلے گا مگر دھوان تو لگے گا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی ایسی ہے پاس بیٹھنے سے اگرچہ وہ مشک تجھے نہ دے گا مگر خوشبو تو تجھ مین آجائیگی پس اے عزیز جان تو کہ بُرے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسی کے پاس بیٹھنا تجھ سے دنیا چھڑائے اور خدا کی طرف بلائے اُس سے باہم میل جول کرنا بہت غنیمت ہے تو اُسکا ملازم رہ اور جسکا حال اُسکے خلاف ہو اُس سے دور رہ خصوصاً اُس عالم سے جو دنیا کا حریص ہو اور جسکا فعل قول کے مطابق نہ ہو کہ وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی عزت اور حرمت صاف دل سے نکالڈالتا ہی اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کی کچھ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمانداری کے واسطے اولیٰ ہوتا اسلیے کہ اگر کوئی لوزینہ کا طباق لینے سامنے رکھے ہوے بڑے لالچ سے کھاتا ہو اور چلّاتا ہو کہ اے مسلمانو اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے تو اُسکی بات کوئی باور نہ کریگا اور کھانے مین اُسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہو جائیگی کہ اسمین ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب سنتے ہین کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہو جاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونے کے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اُس خطا پر دلیر ہو جائینگے عالم کے فعل کو دلیل کر کے اُسکی پیروی کرینگے اور شیطان اُن کی مدد کو اُٹھ کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیزون کا خیال کرین ایک تو یہ امر جانین کہ عالم اگر کوئی خطا کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اُسکا علم اُس خطا کا کفّارہ ہو جائے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے پر بھروسا کریگا دوسرے اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا نہ چاہیے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھ دلیل نہین ہے کہ اُسے دیکھ کر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

جو فقط نام کو عالم ہین اور علم کی حقیقت سے غافل ہین یا عالم لوگ بظاہر جو برا کام کرتے ہین اُسکا کوئی عذر یا تاویل جانتے ہون کہ اُس عذر اور تاویل کو عوام نہین سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھے تاکہ تباہ نہو حضرت موسیٰ حضرت خضر علیہا السلام کا قصہ کہ حضرت خضرؑ نے کشتی مین سوراخ کر دیا اور حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا قرآن شریف مین اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور ہے تو عزلت در گوشہ گیری اکثر لوگونکو اولیٰ ہے تیسرا فائدہ عزلت یعنی گوشہ گیری کا یہ ہے کہ کوئی شہر خصومت اور فتنہ اور تعصب سے خالی نہین ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے چھوٹا اور جب باہم ملا جلا تو اُس کا دین معرض خطر مین پڑا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جب لوگون کو دیکھے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر باہر نکلتے ہین تو گھر کے اندر بیٹھ رہ اور زبان کو سنبھال جو کچھ جانتا ہو کر جو کچھ نہ جانتا ہو اُسے چھوڑ خاص اپنے کام مین مشغول ہو اور ون کے کام سے دستبردار ہو جا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا دین سلامت نہ رہے گا مگر یہ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسری کھوہ مین بھاگے گا جس طرح روباہ اپنے تئین خلق سے چھپاتی پھرتی ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ زمانہ کب آئے گا فرمایا جبکہ روزی بے گناہ نہ ملے اُسوقت خلق سے دور دور رہنا حلال ہوگا لوگون نے عرض کی کہ کیونکر یا رسول اللہ آپ نے تو ہمین نکاح کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ اُسوقت آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھون ہلاک ہوگا وہ اگر مر گئے ہون تو جورو لڑکے کے ہاتھون وہ بھی اگر نہ ہون تو عزیزون کے ہاتھون لوگون نے عرض کی کہ کیون یا رسول اللہ فرمایا کہ اُسے تنگدستی اور محتاجی کی وجہ سے ملامت کرینگے اور جس چیز کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ اُس سے مانگین گے یہانتک کہ وہ خود ہلاک ہو جائے اور یہ حدیث اگرچہ خلق سے دور رہنے کے بارہ مین ہے لیکن عزلت اور گوشہ گیری بھی اس سے معلوم ہوتی ہے اور یہ زمانہ جسکی خبر مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ہمارے زمانہ سے بہت پہلے آچکا ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے زمانہ مین کہتے تھے وَاللہِ لَقَدْ حَلَّتِ الْعُزُوبَۃُ یعنے قسم ہے خدا کی کہ اب خلق سے دور رہنا حلال ہو گیا ہے چوتھا فائدہ عزلت یعنے گوشہ گیری کا یہ ہے کہ آدمی لوگون کے شر سے نجات پاتا ہے اور آسودہ رہتا ہے اسواسطے کہ جبتک لوگون مین رہے گا تو اُنکی غیبت اور بدگمانی کے رنج سے نہ بچے گا اور طمع محال سے نہ چھوٹے گا اور اس بات سے خالی نہ رہے گا کہ لوگ اُس سے کوئی کام دیکھین کہ اُنکی عقل مین نہ آئے اور اُسپر زبان دراز کرین اگر آدمی چاہے کہ سب لوگون کے حقوق مثلاً تعزیت اور تہنیت اور مہمانداری کرنے مین مصروف ہو تو اُسکے تمام اوقات اُسی مین صرف ہونگے اور اپنے ضروری کام مین نہ مشغول ہو سکے گا اور اگر بعضون کی تخصیص کریگا تو اور لوگ متوحش اور خفا ہون گے اور اُسے رنج دین گے اور جب گوشہ اختیار کرے گا تو سب سے نجات پائے گا اور سب خوش رہین گے ایک بزرگ ہمیشہ یا قبرستان مین رہتے یا کتاب دیکھا کرتے اور اکیلے رہا کرتے لوگون نے پوچھا آپ کیون ایسا کرتے ہین کہا مین نے تنہائی سے زیادہ کسی حال مین امن اور سلامتی نہین دیکھی اور قبر سے زیادہ کوئی ناصح اور کتاب سے زیادہ کوئی مونس نہین دیکھا

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ جو ولیوّن مین سے تھے اُنھون نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کو جو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو مین چاہتا ہون کہ تمھارے ساتھ رہون حضرت حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ معاف رکھو تا کہ حق تعالےٰ کے شہر مین زندگی بسر کرین شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن بنائین اور یہ بھی عزلت کے فائدون سے ایک فائدہ ہے کہ مروّت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور باطن کا حال نہین کھلتا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات نہ دیکھی ہے سنی ہے وہ کھلجائے **پانچوان فائدہ** عزلت یعنی گوشہ گیری کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اُس سے اور اُسکی طمع لوگون سے منقطع ہوجاتی ہے اور اُن دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیاداروں کو دیکھے گا تو دنیا کی حرص اُس مین پیدا ہوگی اور طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت وخواری طمع کی تابع ہے اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیۃ یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ اُن لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو کہ وہ اُن کے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تم سے زیادہ ہے اُسے نہ دیکھو کہ خدا کی نعمت تمھاری نگاہ مین حقیر ہوجائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھے گا تو اگر اُسکی تلاش مین پڑجائیگا اور اُسے نہ پائیگا تو آخرت کا نقصان اُٹھائے گا اور اگر تلاش نہ کریگا تو وقت اور صبر مین پڑیگا وہ بھی مشکل ہے **چھٹا فائدہ** عزلت یعنے گوشہ گیری کا یہ ہے کہ کاہلون اور احمقون اور ایسے لوگون سے آدمی نجات پاتا ہے جنکا دیکھنا طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری آنکھ مین کیون خلل پیدا ہوا کہا مین نے ازبسکہ کاہلون کو دیکھا جالینوس نے کہا کہ جسطرح بدن کے واسطے تپ ہے جان کے واسطے بھی تپ ہے کاہلون کو دیکھنا جان کی تپ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ اگر انجان کے پاس جب مین بیٹھا تو میرا بدن جو اُسکی طرف تھا بھاری ہوگیا یہ فائدہ اگرچہ دنیاوی ہے لیکن دینی بھی اُسکے ساتھ ملا ہوا ہے اسلیے کہ جب ایسے آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جسکا دیکھنا ناگوار ہو تو زبان سے خواہ دل سے اُسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہے گا تو ان سب باتون سے امن پائیگا اور بچا رہے گا عزلت کے یہ فائدے ہین **عزلت یعنی گوشہ گیری کی آفتین** اے برادر اسبات کو معلوم کر کہ بعضے مقاصد دینی اور دنیوی اورون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور باہم ملے جلے بغیر راست نہین ہوتے وہ کام گوشہ گیری مین فوت ہوتے ہین اُنکا فوت ہونا عزلت یعنی گوشہ گیری کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھ ہین پہلی آفت آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے اے عزیز جان تو کہ جسنے وہ علم جو اُسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اُسپر عزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکا اور علم نہین سمجھ سکتا اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ چکا ہے اُس کے واسطے عزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے عزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیداری اور واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضائع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نہ کیا ہو تو عبادت مین غرور اور تکبّر سے خالی نہ رہے گا اور اعتقاد مین اندیشہ محال اور خطا سے خالی نہ رہے گا اور خدا کی شان مین اُسے ایسے خطرے آئینگے کہ شاید کفر یا بدعت ہون اور وہ جانے بھی نہ غرضکہ عزلت عالمون کو چاہیے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار کے مانند ہین

اور بیمار کو طبیب سے بھاگنا نہ چاہیے اسواسطے کہ اگر آپ اپنا علاج کریگا تو جلد ہلاک ہوجائیگا اور تعلیم کرنے کا بہت بڑا مرتبہ ہے حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھے اور اُسپر عمل کرے اور دوسرون کو سکھائے ملکوت آسمان مین اُسے بڑا شخص کہتے ہین اور عزلت کے ساتھ تعلیم نہین ہوسکتی تو تعلیم عزلت سے اولی ہے بشرطیکہ اُسکی اور سیکھنے والے کی نیت طلب دین ہو طلب مال و جاہ نہو اور چاہیے کہ ایسا علم سکھائے جسمین دین کا فائدہ ہو اور جو علم ضرورتر ہو اُسے مقدم کرے مثلاً جب علم طہارت شروع کیا تو کہدے کہ کپڑے اور بدن کی طہارت ذراسی بات ہے اس سے مقصود اور ہی طہارت ہے وہ طہارت گناہون سے ہے آنکھ کان زبان ہاتھ اور سب اعضاء کی اُسکی تفصیل بیان کردے اور شاگرد سے حکم کرے کہ علم کے موافق کاربند ہو اگر اُسپر عمل نہ کرے اور دوسرا علم سیکھنے کی خواہش کرے تو سمجھ جائے کہ طلبِ جاہ اُسکا مقصود ہے اور جب اس طہارت سے فارغ ہو تو یہ کہدے کہ اس طہارت سے بھی اسکے سوا اور طہارت مقصود ہے اور وہ دنیا اور ماسوی اللہ کی محبت سے دلکو پاک کرنا ہے اور یہی طہارت لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی اُسکا معبود نہ رہے اور جو شخص اپنی خواہش کا پابند ہے فَقَدِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنے اُسنے اپنی خواہش کو خدا بنایا اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت سے محروم ہے جو کچھ رکن مہلکات اور منجیات مین ہم نے بیان کیا ہے آدمی جبتک اُسے نہ پڑھیگا تب تک خواہش سے بری ہونے کا طریقہ نہ پہچانے گا اور یہ طریقہ جاننا ہر شخص پر فرضِ عین ہے شاگرد اگر اس علم سے فارغ ہونے کے پہلے حیض و طلاق اور خراج اور فتوے اور دعوی علم کا طلب کرے یا علم خلافِ مذہب یا علم کلام یا معتزلہ اور کرامیہ سے جھگڑا اور مناظرہ کرنے کا علم طلب کرے تو تو جان لے کہ یہ جاہ و مال طلب کرتا ہے دین نہین ڈھونڈھتا ہے ایسے شاگرد سے دور رہنا چاہیے کہ اُسکا شر بہت بڑا ہے شیطان جو اُسکو تباہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اور اُسکا نفس جو بڑا دشمن ہے جبکہ اُنکے ساتھ جھگڑا نہ کرے اور چاہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور معتزلہ کے ساتھ جھگڑا کرون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ شیطان نے اُسے اپنے قابو مین کرلیا اور اُسپر خندہ زنی کرتا ہے اور جو بُری صفتین اُسکے باطن مین ہین جیسے حسد کبر ریا عُجب دوستی دنیا حرص جاہ و مال یہ سب ناپاکیان ہین اگر آدمی اپنے دلکو اُنسے پاک نہ کرے اور اُس مین مشغول ہوجائے کہ فتاوی مین کون نکاح اور طلاق اور سلم بہت درست ہے تو یہ فکر اُسکے ہلاک و تباہ ہونیکا سبب ہوجائیگی اگر کسی نے ان مسئلون مین خطا کی تو اس سے زیادہ اور کچھ نقصان نہین ہے کہ اُسکو دو اجر مین سے ایک ہی اجر ہاتھ آئیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اجتہاد کیا اور صواب پر رہا اُسے دو اجر ملینگے اور اگر خطا کی تو ایک اجر ملے گا تو آدمی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب اختیار کرے خواہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا اس سے زیادہ فائدہ نہوگا اور اگر ان بُری صفتونکو اپنے سے نہ مٹائیگا تو اُسکا نتیجہ دین کی تباہی ہوگا اور زمانہ ایسا ہے کہ کسی بڑے شہر مین ایک دو آدمی سے زیادہ نہین ملتے جنھین ایسی تعلیم کا شوق ہو تو مدرس کی عزلت بھی بہت اولی ہے اسواسطے کہ جو عالم ایسے طالب علم کو پڑھائیگا جسے دنیا مقصود ہو وہ ایسا ہے کہ تلوار اُس شخص کے ہاتھ بیچتا ہے جو راہزنی کا ارادہ رکھتا ہو اگر کہے کہ شاید یہ طالبِ علم کبھی دین کا ارادہ کرے تو یہ ایسا ہے کہ شاید وہ رہزن کبھی توبہ کرکے جہاد کو جائے اور اگر کہے کہ تلوار اسے تو بہ کیطرف نہین بلاتی علم تو یہ اور حق تعالی کیطرف بلاتا ہے تو یہ کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ علم فتاوے اور خصومات اور معاملات کا علم اور علم کلام اور نحو اور لغت کا علم کسی کو خدا کیطرف بلاتا ہی نہین اسواسطے کہ ان علمون مین دین

کی ترغیب نہین بلکہ اُن مین سے ہر ایک حسد غرور تکبر تعصب کا بیج دل مین بوتا ہے وَلَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؎
اس دعوی پر دلیل کی احتیاج نہین اے عزیز تو دیکھ تو کہ جو لوگ ان علوم مین مشغول تھے وہ کیسے رہے ان کا کیا انجام ہوا اور ان
کی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور دنیا سے چھڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم ہم نے مہلکات
اور منجیات مین بیان کیے ہین تو عالم کو چاہیے کہ یہی علوم پڑھائے کہ یہ ہر ایک کے دل مین اثر کرتے ہین اگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ
اُسے اثر نہ کرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اُسکے ساتھ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اس سے کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث
اور تفسیر اور جو ضروری علم ہو پڑھتا ہے اور طلب جاہ بھی اپنے اوپر غالب رکھتا ہے تو اُسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اُسکی تعلیم
مین اگرچہ اورونکا بڑا فائدہ ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسرون پر سے تصدق ہوجائیگا یہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمائی ہے کہ حق تعالے اپنے دین کی نصرت اُن لوگون کے سبب سے کرتا ہے جنھین اُس سے خود کچھ فائدہ نہو اُسکی مثال شمع کی ایسی ہے
کہ تمام مکان تو اُس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے ساتھ کتنی جو
بزرگون سے سُن رکھے تھے خاک مین ملادیے اور حدیث روایت نہ کی اور فرمایا مین اسواسطے نہین روایت کرتا ہون کہ اُسکی خواہش اپنے مین
پاتا ہون اگر چپ رہنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اُسکا مقصود
یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے مسند پر بٹھالین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کا گذر ایک شخص کیطرف ہوا جو کرسی پر بیٹھا تھا فرمایا کہ
یہ شخص کہتا ہے اِعْرِفُوْنِیْ یعنے مجھے پہچانو ایک شخص نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت
کیا کرون آپنے اجازت نہ دی اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ کیا نصیحت کرنیکو منع کرتے ہین فرمایا ہان مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ غرور تیرا
دماغ آسمان پر نہ پہونچادے حضرت رابعہ عدویہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالے سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نہ رکھتے ہوتے تو خوب
آدمی تھے پوچھا کہ مین دنیا کو کیا دوست رکھتا ہون کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا حضرت ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ جو
اس زمانہ مین علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اُس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ اُنکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر مین دوست رہتے
ہین باطن مین دشمن منھ پر تعریف کرتے ہین پیٹھ پیچھے مذمت سب اہل نفاق اور سخن چین اور مکار اور فریبی ہین اُنکا مطلب یہ ہے کہ اپنی فاسد
غرضون کے لیے تجھے سیڑھی بنائین اور تجھے گدھا بناتے ہین تاکہ اُنکی خواہش مین تو شہر کے گرد نکلے اور تیرے پاس اپنے آنے سے
تجھ پر احسان جتاتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال اُنپر سے اُسکے بدلے نثار کردے کہ وہ تیرے پاس آتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تو اُنکے اور اُنکے قرابتدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے اُنکا آلہ بنا رہے اور اُنکے دشمنون کے ساتھ سفاہت کرے اُنین
سے اگر کسی بات مین تو خلاف کرے تو دیکھے کہ تیرے اور تیرے علم کے حق مین کیا کیا کہتے ہین اور کسطرح تیری دشمنی مین کھل پڑتے ہین اور
حقیقت بات یہی ہے جو ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالے نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد اُستاد کو بیکار نہین قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا
ہے کہ اُسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ نہ تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ شاگرد کو چھوڑ دے کیونکہ لوگونکی نظرون مین سبک
ہوجائیگا اور نہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ بے ظالمون کے پاس گئے اور بغیر اُنکی خوشامد کیے شاگردونکی آمدنی جاری رکھ سکے تو اُنکے کام کے پیچھے

پیچھے

اپنا ایمان کھوتا ہے اور اُنسے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے تو عالم اگر تعلیم کرسکتا ہے اور ان آفتون سے دور رہ سکتا ہے تو تعلیم عزلت سے افضل ہے آپ
عوام کو یہ لازم ہے کہ جب کسی کے تئین شاگردون کو درس دیتے دیکھین تو اُسکے حق مین یہ بدگمانی نہ کرین کہ اُسے مال و جاہ مقصود ہے بلکہ یہ خیال
کرین کہ للّٰہ علم سکھاتا ہے یہ سمجھنا اُنپر فرض ہے جب آدمی کا باطن ناپاک ہوتا ہے تو نیک گمان کی اسمین گنجائش نہین ہوتی ہے اسواسطے کہ ہر شخص ویسا
ہی سمجھتا ہے جیسا اُسکے دل مین ہوتا ہے یہ بیان اسواسطے ہوا تاکہ عالم اپنی شرط پہچانین اور عوام اپنی حماقت سے اس امر کا بہانہ کرکے علما کی
تعظیم مین کسی طرح قصور نہ کرین کہ اس بدگمانی کے سبب سے وہ بھی تباہ ہونگے دوسری آفت یہ ہے کہ نفع لینے اور نفع پہونچانے سے باز رہیگا نفع
لینے سے کسب مراد ہے کہ بے باہم ملے جلے نہین ہو سکتا جو شخص عیالدار ہو تو اُسے کسب چھوڑ کر عزلت اختیار کرنا نہ چاہیے کیونکہ اہل و عیال کو
تباہ اور خراب کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر کوئی شخص مال کافی رکھتا ہو یا عیالدار نہو تو اُسکے حق مین عزلت اولی ہے اور نفع پہونچانے سے مونہ
دینا اور مسلمانون کا حق بجا لانا مقصود ہے اگر عزلت مین ظاہری عبادت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہ ہوگا تو کسب حلال و صدقہ
دینا عزلت سے افضل ہے لیکن اگر اُسکے وطن کا راستہ خدا کی معرفت اور ذکر کی طرف کھلا ہے تو عزلت تمام صدقون سے افضل ہوگی
اسواسطے کہ سب عبادتون سے مقصود یہی ہے تیسری آفت یہ ہے کہ مجاہدہ اور ریاضت جو لوگون کے اخلاقِ ذمیمہ پر صبر کرنے سے
حاصل ہوتی ہے اُنسے باز رہیگا اور باز نہ رہنے مین اُس شخص کے واسطے بڑا فائدہ ہے جو ہنوز ریاضت مین کامل نہوا ہو اسواسطے کہ
نیک خوئی سب عبادتون کی اصل ہے اور وہ بے باہم ملے جلے پاس بیٹھے اُٹھے حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ خوش خلقی اُسکا نام ہے
کہ آدمی لوگون کی محالِ طلبی پر صبر کرے اور صوفیہ کے خادم لوگ اسواسطے لوگون سے صحبت رکھتے ہین کہ عوام سے سوال کرنے کے سبب سے
اپنی رعونت اور تکبر کو توڑین اور صوفیہ کی خدمتگذاری کرنے سے اپنے بخل کو توڑین اور اُنکی فرمانبرداری کے متحمل ہوکر بدخوئی اپنے دل سے
دور کرین اور اُنکا کام خدمت کرکے اُنکی ہمت اور دعا کی برکت حاصل کرین اگلے زمانے مین صوفیہ کے خادمون کو یہی مقصود ہوتا تھا
اگرچہ اب نیت بدل گئی ہے بعضون کو جاہ و مال مقصود ہوتا ہے تو جو شخص ریاضت کر چکا ہے اُسکے حق مین عزلت افضل ہے اسواسطے کہ ریاضت سے
یہ غرض نہین ہے کہ آدمی ہمیشہ رنج و تکلیف کھینچے جسطرح دوا سے تلخی نہین مقصود ہوتی بلکہ بیماری کا جاتا رہنا مقصود ہوتا ہے جب بیماری جاتی رہی
تو اپنے تئین ہمیشہ دوا کی تلخی مین گرفتار رکھنا کچھ ضرور نہین اسیطرح ریاضت سے بھی کچھ اور ہی مطلب ہے یعنے حقتعالی کے ذکر سے انس حاصل کرنا اور
ریاضت سے غرض یہ ہے کہ جو چیز انس سے تجھے مانع ہے اُسے اپنے سے تو دور کرتا کہ انس مین مشغول ہوسکے اے عزیز جان تو کہ جیسا خود ریاضت کرنا ضرور
ہے اور ونکو بھی ریاضت کیطرف لانا اور راہ ادب سکھانا ارکانِ دین مین سے ہے اور یہ بات عزلت سے میسر نہوگی تو پیر کو مریدون سے ملنا ضرور ہے اُنسے
کنارہ کرنا لازم نہین لیکن جسطرح علما کو جاہ و ریا کی آفت سے حذر کرنا چاہیے اسیطرح پیرونکو بھی چاہیے تو جب پیرونکا مریدون سے ملنا شرط کے موافق
ہو تو عزلت سے اولی ہوگا چوتھی آفت یہ ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری مین شاید وسواس پیدا ہو اور ذکر الٰہی سے دل ملول اور اُچاٹ ہوجائے یہ امر لوگون سے
ملاقات اور موانست کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہ ہوتا تو لوگون کے پاس نہ بیٹھتا یعنی
عزلت اختیار کرتا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی راحت مین خلل نڈالو اسواسطے کہ جب دفعۃً دل پر جبر
کروگے تو اندھا ہو جائیگا تو چاہیے کہ آدمی روز گھڑی بھر کسی دوست کی صحبت سے راحت حاصل کرے کہ اس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ

ہوتی ہے مگر یہ دوست ایسا ہونا چاہیے جس سے دین ہی کا سب ذکر ہو اور دین کے کام میں اپنے اپنے قصور کا حال کہکر اُسکی تدبیر لوگ اُس سے پوچھتے ہیں اور غافلون کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی مضر ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر میں حاصل کی ہو جاتی رہے گی۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے دوست اور ہمنشین کی صفت پر ہو جاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے میں کس سے دوستی کرتا ہون **پانچوین آفت** یہ ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری مین بیمار پُرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوت مین جانا اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگون کے حقوق فوت ہوتے ہیں اور ان کامون مین بھی بہت سی آفتین ہین نفاق اور تکلّف نے ان کامون مین دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئین اُن کامون کی آفتون سے نہ بچا سکے اور اُنکی شرطون پر قائم نہ رہ سکے اُسے عزلت اولیٰ ہے اور اگلے بہتیرے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور اُن کامون کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی مین دیکھا ہے **چھٹی آفت** یہ ہے کہ مخالطت یعنے باہم ملنے جلنے مین لوگون کے حقوق ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور عزلت یعنی گوشہ گیری مین ایک نوع کا تکبّر ہے اور شاید بڑا پن اور تجبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے نہ جائین لوگ ہماری زیارت کو آئین عزلت کا باعث ہو حکایت لوگون نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک حکیم بڑا تھا حکمت مین تین سو ساٹھ کتابین اُسنے تصنیف کی تھین حتّٰی کہ وہ یہ سمجھا کہ حقتعالےٰ کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہو گیا ہے اُس زمانے مین جو پیغمبر تھے اُنپر وحی آئی کہ اُس حکیم سے کہدو کہ تو نے تمام روے زمین مین اپنا نام اور شہرہ کر کے اپنی دھاک باندھی ہے اور مین تیری اس شہرت کو قبول نہین کرتا پس وہ حکیم ڈرا اور اس امر سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ مین بیٹھ رہا اور کہا کہ اب تو حقتعالیٰ مجھسے خوش ہوا وحی آئی کہ اُس سے اب بھی خوش نہین ہون پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار مین پھرنا اور لوگون سے مخالطت کرنا شروع کیا لوگون کے پاس بیٹھتا اُٹھتا کھانا کھاتا اور کوچہ و بازار مین جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اُسنے حاصل کی اے عزیز جان تو کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تکبّر سے عزلت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلون اور مجلسون مین لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے کہ علم و عمل مین میرا نقصان لوگ جان جائینگے تو زاویہ کو اپنے نقصان کا پردہ بناتا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو مین رہتا ہے کہ لوگ میری زیارت کو آیا کرین اور مجھسے برکت لین اور میرے ہاتھ چوما کرین یہ عزلت عین نفاق ہے جو عزلت یعنی جو گوشہ نشینی خدا کے واسطے ہوتی ہے اُسکی دو علامتین ہین ایک تو یہ کہ گوشہ مین آدمی کبھی بیکار نہ رہے یا تو ذکر و فکر مین مشغول رہے یا علم عبادت مین دوسرے یہ کہ اس امر مین کراہت رکھے کہ لوگ اُسکی زیارت کو جائین مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابوالحسن حاتمی رحمہ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس مین سے تھے وہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالےٰ جو اولیاے کبار مین سے تھے اُن کی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ مین قصور کرتا ہون کہ آپ کی خدمت مین بہت کم حاضر ہوتا ہون شیخ نے اُن سے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نہ کر اس واسطے کہ لوگ کسی کے آنے سے جسقدر احسانمند ہوتے ہین مین نہ آنے سے اتنا ممنون ہوتا ہون اسلیے کہ مجھے اُسکی یعنے ملک الموت علیہ السلام کی آمد کے خیال سے کسی کی پروا نہین ہے کہ ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس حاضر ہوا عرض کی کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین فرمایا کہ یہ حاجت رکھتا ہون کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھ نہ مین تجھے دیکھون اے عزیز جان تو کہ لوگون سے اپنی تعظیم کرنے کیواسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے مین بڑی نادانی ہے اول مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسیکو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے کہ اگر پہاڑ پر جا بیٹھیگا تو عیب ڈھونڈھنے والا

آدمی یہی کہے گا کہ مکر ونفاق کرتا ہے اور اگر شراب خانے مین جائیگا تو جو اُسکا دوست اور مرید ہوگا وہ یہی کہیگا کہ لوگون کی نظرون سے گرنے کیواسطے
ملامتیہ بنا ہے یہ جس حال مین ہوگا اُسکے حق مین لوگون کے دو فریق ہو جاوینگے تو چاہیے کہ اپنے دل کو دین مین لگائے خلق مین نہین حضرت
سہیل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مرید سے ایک کام کو کہا اُسنے جواب دیا کہ لوگون کی طعن کے خوف سے یہ کام مین نہین کرسکتا حضرت
سہیلؒ اپنے یارون کیطرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ آدمی جب تک دو صفتون مین سے ایک حاصل نہ کرے تبتک اس کام کی حقیقت کو
نہ پہونچیگا ایک یہ کہ یا تو لوگ اسکی نظر سے گرجائین کہ خالق کے سوا اور کسی کو دیکھے ہی نہین یا اُسکا نفس اُسکی نظر سے گرجائے کہ خلق اُسے
کسی صفت اور حالت پر دیکھے وہ کچھ باک نہ رکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ کچھ لوگ آپ کی خدمت مین آتے ہین
اور پھر آپ کی باتین کرکے اعتراض اور عیب جوئی کرتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوسِ اعلیٰ اور مجاورت حق تعالےٰ
کی طمع کرتا ہے لوگون سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہین کرتا اسواسطے کہ اُنکا خالق بھی اُن کی زبان سے سلامت نہین بچا اے
عزیز اس تمام بیان سے تو نے عزلت یعنی گوشہ گیری کے فوائد اور آفات تو جان لیے پس ہر ایک اپنے احوال کو دیکھے اور
اُن فوائد اور آفات کو سوچے تاکہ سمجھ جائے کہ مجھے کیا چیز اختیار کرنا اولےٰ ہے عزلت یعنی گوشہ گیری کے آداب جب کسی نے
گوشہ گیری اختیار کی تو اُسے چاہیے کہ یہ نیت کرے کہ اس گوشہ گیری سے لوگون کو اپنے شر سے بچاتا ہون اور لوگون کے شر سے اپنی سلامتی
چاہتا ہون اور حق تعالےٰ کی عبادت مین فراغت اور دلجمعی طلب کرتا ہون اور چاہیے کہ ذرا بھی بیکار نہ رہے بلکہ ذکر اور فکر اور علم و عمل مین
مشغول رہے اور لوگون کو اپنے پاس نہ آنے دے اور شہر کی خبرین کسی سے نہ پوچھے اسواسطے کہ جو بات سنے گا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ
مین پڑا خلوت مین وہ تخم سینہ سے اُگے گا خلوت مین بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نہ رہین تاکہ خدا کا ذکر پاک صاف طور سے ہو لوگون کی
باتین خطرات نفسانی کا تخم ہوتی ہین چاہیے کہ تھوڑے سے کھانے اور کپڑے پر قناعت کرے ورنہ خلق سے ملنے جلنے کا محتاج ہوگا
اور چاہیے کہ پڑوسیون کی ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اُسکے حق مین کہین مذمت ہو خواہ ثنا و صفت کچھ نہ سنے اور اُس سے دل نہ لگائے
گوشہ گیری سے لوگ اُسے منافق ریاکار ٹھہرائین خواہ صاحب اخلاص وانکسار خواہ متکبر و مکار بنائین کچھ نہ سنے کہ اسمین تضییع اوقات
ہوگی اور گوشہ گیری سے غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کے کام مین مشغول اور مستغرق رہے

ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ سفر دو ہین ایک باطن کا سفر ایک ظاہر کا سفر باطن ملکوت آسمان و زمین مین اور خدا کی عجیب عجیب
صنعتون مین اور راہ دین کی منزلون مین دل کا سفر ہے مردون کا سفر یہی ہے کہ بدن سے تو گھر مین بیٹھے رہتے ہین اور دل سے بہشت مین
جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جولان کرتے ہین اسواسطے کہ عالم ملکوت عارفون کی بہشت ہے کسیطرح کی روک ٹوک کو اسمین دخل
نہین حقتعالےٰ لوگون کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ

۱؎ کیا تم نظر نہین کرتے ہو آسمانون اور زمینون کی مملکت مین اور اسمین جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہر چیز سے ۱۲

وہ شخص جو یہ سفر کرنے مین عاجز ہے اُسے ظاہرین سفر کرنا چاہیے بدن کو جا بجا لیجائے تاکہ ہر جگہ سے فائدہ اُٹھائے اُسکی مثال اُس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤن سے کعبہ کو جائے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھ پائے اور اُس دوسرے کی مثال اُس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پاؤن نہ ہلائے اور کعبہ خود اُسکے پاس آئے اُسکے گرد طواف کرے اور اپنے اسرار اُس سے کہے ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیواسطے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ نامردون کے پاؤن مین چھالے پڑ گئے اور مردون کے چوتڑون مین ہم اس کتاب مین سفر ظاہر کے آداب دو بابون مین لکھتے ہین کیونکہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب مین اسکی گنجائش نہین **پہلا باب سفر کی نیت اور اُسکے آداب اور اقسام کے بیان مین** اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ سفر کی پانچ قسمین ہین پہلی قسم وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب علم سیکھنا آدمی پر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنّت ہو تو یہ سفر بھی سنّت ہے اور علم کیواسطے سفر تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک پھر نہ آئے خدا کی راہ مین چلتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرشتے اپنے پرون کو طالب علم کیواسطے بچھائے رکھتے ہین اگلے بزرگون مین کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اُنھون نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ کوئی شخص اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جسمین دین کا فائدہ ہو سفر کریگا اُسکا سفر ضائع نہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے واسطے کرنا چاہیے جو زادِ آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص سے قناعت کیجانب اور ریا سے اخلاص کی طرف اور خلائق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچان کر اپنے بُرے اخلاق کا علاج کرنیکو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اب اپنے گھر مین رہتا ہے اور اُسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہین تو اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ میرے اخلاق نیک ہین سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اُٹھ جاتا ہے اور ایسے امور پیش آتے ہین کہ کینہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچان جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج مین مشغول ہو سکیگا اور جو شخص سفر نہین کرتا اُسے کامون مین چالاکی نہین حاصل ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالے کہتے تھے کہ اے علماء سفر کرو تاکہ پاک ہو کیونکہ پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہر ونمین خدا کی عجیب عجیب صنعتین دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور ہون یا نباتات وغیرہ اطراف عالم مین دیکھے اور جانے کہ یہ سب اپنے خالق کی تسبیح کرتے ہین اور اُسکی وحدت پر گواہی دیتے ہین اور جس شخص کو یہ ادراک و بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف ہے نہ آواز اُسے سن سکے اور خطِ الٰہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہین نہ رقوم اُسے پڑھ سکے اور خدا کی مملکت کے اسرار اُس سے پہچان سکے اُسے دنیا کے گرد پڑے پھرنے کی کچھ احتیاج نہین بلکہ ملکوتِ آسمان مین نظر کرے جو دن رات اُسکے گرد خود پھرتے ہین اور اپنے عجائب اس سے کہتے ہین اور ندا کرتے ہین کہ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اعضا اور صفات کی خلقت مین نظر کرے تو تمام عمر سیر مین رہے بلکہ اپنی دلچسپ صفتون کو اُسوقت دیکھے گا کہ ظاہر کی آنکھ بند کر کے دل کی آنکھ کھولے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ آنکھ کھولو کہ عجیب عجیب صنعتین دیکھو اور مین کہتا ہون کہ آنکھ بند کرو تو عجیب عجیب صنعتین نظر آئین

دونون باتین حق ہین کیونکہ پہلی منزل تو یہ ہے کہ آدمی ظاہر کی آنکھ کھولے اور ظاہری عجائبات دیکھے تب دوسری منزل مین پہونچے کہ باطن عجائبات دیکھے اور عجائبات ظاہری کے واسطے نہایت ہے اسواسطے کہ وہ اجسام عالم سے علاقہ رکھتے ہین جو متناہی ہین اور باطن کے عجائبات کی نہایت نہین اسلیے کہ انکو روح اور حقیقتون سے تعلق ہے اور حقیقتین بے انتہا ہین ہر ایک صورت کے ساتھ ایک حقیقت اور روح ہے صورت تو ظاہری آنکھ سے دیکھی جاتی ہے اور حقیقت چشم باطن سے نظر آتی ہے اور صورت نہایت مختصر اور حقیر چیز ہے اسکی مثال اسطرح پر ہے مثلاً کوئی شخص زبان کو دیکھے اور سمجھے کہ گوشت کی ایک بوٹی ہے اور دلکو دیکھے اور جانے کہ سیاہ لہو کا ایک ٹکڑا ہے اے عزیز دیکھ تو سہی کہ یہ صورت جسے ظاہری آنکھ دیکھتی ہے زبان اور دل کی حقیقت کے سامنے اسکی کیا قدر و حقیقت ہے عالم کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر چیز کا یہی حال ہے حق تعالےٰ نے جسکو چشم ظاہر کے علاوہ اور بصیرت نہین دی ہے اسکا درجہ جانورون کے درجہ کے قریب قریب ہے لیکن بعضی چیزون مین ظاہری آنکھ باطنی آنکھ کی کنجی ہے اسوجہ سے عجائب مخلوق کے دیکھنے کو سفر کرنا فائدہ سے خالی نہین ہے دوسری قسم وہ سفر ہے جو عبادت کے واسطے ہو جیسے حج جہاد انبیاؑ و اولیاؒ صحابہؓ اور تابعینؒ کی قبرون کی زیارت بلکہ علما اور بزرگان دین کی ملاقات کیونکہ انکی صورت دیکھنا عبادت ہے اور انکی دعا مین بڑی برکت ہے انکی ملاقات کے فائدون مین ایک یہ ہے کہ انکی پیروی کا شوق پیدا ہوتا ہے تو انکی زیارت عین عبادت بھی ہے اور عبادتون کا تخم بھی ہوتی ہے جب ان بزرگون کے کلام اسکے یار ہونگے تو فوائد دوچند اور بسیار ہونگے قصداً بزرگون کے مشہد اور مقبرہ پر جانا درست ہے اور یہ جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثِ مَسَاجِدَ یعنے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے سوا اور کہین کے واسطے سواری پر سفر نہ کرو یہ ظاہرا اس بات کی دلیل ہے کہ ان تین مسجدون کے سوا اور مسجدون اور مشہدون سے برکت نہ لو کہ سب برابر ہین مگر جتنے علما کہ زندہ ہون جس طرح وہ اس حکم مین نہین داخل ہین اسیطرح جو علما کہ انتقال کر گئے ہین وہ بھی اس حکم مین نہین داخل ہین یعنے زندہ عالمون کی ملازمت اور مردہ عالمون کی قبرون کی زیارت اس حکم سے ممنوع نہین ہے تو اس قصد سے انبیا و اولیا کی قبرون کی زیارت کو جانا اور اس نیت سے سفر کرنا درست ہے تیسری قسم وہ سفر ہے جس سے دین کو تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے بھاگنا مقصود ہو جیسے جاہ و مال اور حکومت اور دنیا کا شغل جو شخص دنیا کے شغلون کے ساتھ دین کی راہ نہین چل سکتا اسکے حق مین یہ سفر فرض ہے کیونکہ آدمی دین کی راہ فراغت اور خاطر جمعی کے سبب سے چل سکتا ہے ہر چند کہ آدمی اپنی حاجتون اور ضرورتون سے بالکل فارغ نہین ہو سکتا ہے لیکن سبکبار ہو سکتا ہے وَقَدْ نَجَی الْمُخِفُّوْنَ یعنے سبکبار لوگون نے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بوجھ نہین ہوتے ہین اور کسی کو جہان کہین دولت ہاتھ آتی ہے اور شناسائی ہو جاتی ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اُسے حق تعالےٰ سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ یہ برا زمانہ ہے کہ گمنامونکو اس زمانہ مین خطر ہے تو مشہورون کا کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچان لین وہان سے بھاگ جا اور وہان جا جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور انکو دیکھا کہ پیٹھ پر انبان باندھے چلے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین بولے فلانے گاؤن کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان اناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا جہان روزی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دل کو فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے

چوتھی قسم وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنے کو تجارت کے واسطے ہو یہ سفر مباح ہے اگر تاجر کی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل وعیال کو خلق سے بے پروا کرنے کو سفر کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے اور اگر تجمّل و تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادہ طلبی مقصود ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور غالبًا یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی تکلیف مین رہیگا کہ کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اُسکی نہایت نہین آخر کو دفعۃً راہزن اُسکا مال لوٹ لین گے یا کسی جگہ غریب الوطن مر جائیگا اور اُسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا ہوس مین خرچ کرے اُسے یاد بھی نہ کرے اور اگر اُسنے کچھ وصیت کی ہو تو اُسے بجا نہ لائے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا نہ کرے اور وبال آخرت مورث کی گردن پر رہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھ لیجائے اور تمام راحت اور کوئی اُٹھائے پانچوین قسم وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کیواسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بشہر پھرنے کی عادت کرے اور اُسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے نئے شہر اور اجنبی آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہونچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ بُرا ہے اور ہر ایک کا فعلِ مباح اُسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی خسیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اُسکے لائق ہے لیکن گدڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بشہر اور جا بجا جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ملے کہ اُسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ اُنکا مقصود سیر و تماشا ہوتا ہے کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کر سکتے اور اُنکے دل کا راستہ مقاماتِ تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی و بیکاری کے سبب سے اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدمتگار پر زبان درازی کرتے ہین اور اُسے رنج دیتے ہین اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ ہمین یہ مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بد ہین اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھائے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بنائے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گدڑی پوش جو پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب رکھتا ہو اور اس کام کیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچگیا ہو یا اُسکی کوشش کرتا ہو اور بلاضرورت اُسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اُس قوم کی خدمت مین مشغول ہو ان تین فرقون کے سوا اور کسی کو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اُسکے دلمین خدا کی طلب اور اُسکی طلب مین کوشش کرتا نہ ہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نہ رہتا ہو وہ گدڑی پہننے سے صوفی نہین ہو جاتا بلکہ جو چیز لوگون نے گرہ کٹون اور اُچکون پر وقف کی ہو اُسے اُسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت پر دکھاتا اور اُنکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نرا نفاق اور اُچکاپن ہے اس قوم مین سب سے بُرا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین آخرین اُسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کر سکتا ہے کبھی ان باتون کی شامت اُسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اُنکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اُسکی نگاہ مین حقیر اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے

جو لوگ راہِ طریقت مین قوی ہوگئے ہین شریعت اُنھین کچھ نقصان نہین کرسکتی اسواسطے کہ اُنکا دین دہ دردہ حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے
اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین حتیٰ یہ گدڑی پوش اس درجہ کو پہونچے توان مین سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہند مین ہزار کافر
مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین کافر سے بچاتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے اس زمانہ
مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ کوئی مضبوط پھندا انہین پھیلایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پھنسکر ہلاک ہوتے ہین
ظاہر ہین **مسافر کے آداب** ابتدائے سفر سے انتہائے سفر تک آٹھ ہین **پہلا ادب** یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض اور مظلمہ ادا کرے
اور جنکا امانتدار ہے اُنکی امانتین اُنھین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اُسپر واجب ہے اُنکا نفقہ مہیّا کردے اور زاد راہ حلال سے حاصل کرے
اور اسقدر ساتھ لے کہ ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرایہ کی سواری دالے لوگونکے ساتھ مدارات
کرنا مکارمِ اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین اُسکا مددگار رہے رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص ہون تو جماعت ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو
چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنائین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین اور جو کام ایک شخص سے نہ متعلق
ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خدا سے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہوجاتا اور امیر ایسے شخص کو بنائین جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو
اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوست آشناؤن کو رخصت کرے اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑھے جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ [1] اور رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے زَوَّدَكَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّہَ لَكَ الْخَیْرَ
حَیْثُ مَا تَوَجَّھْتَ جو شخص مقیم ہو اُسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کرنا سنّت ہے اور چاہیے کہ جب رخصت کرنے لگے تو سب کو خدا کے
سپرد کرے **حکایت** امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن خیرات دیتے تھے ایک شخص ایک لڑکا ساتھ
لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جتنی تیری شباہت رکھتا ہے مین نے نہین دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ
سے اتنی شباہت رکھتا ہو اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب وغریب سرگذشت ہے مین آپ کی خدمت مین
عرض کرون مین سفر کو جاتا تھا اور اسکی مان حاملہ تھی اُسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال مین چھوڑتا ہے مین نے جواب دیا اَسْتَوْدِعُ
اللّٰہَ مَا فِیْ بَطْنِكِ یعنے جو تیرے پیٹ مین ہے اُسے مین نے خدا کے سپرد کیا جب مین سفر سے پھر آیا اسکی مان مرچکی تھی
ایک رات مین بیٹھا ہوا باتین کررہا تھا دور سے آگ سی نظر آئی مین نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ تیری جورو کی قبر کا
اُجالا ہے ہم ہر شب یون ہی دیکھا کرتے ہین مین نے جواب دیا کہ وہ تو نماز گزار اور روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا غرضکہ مین گیا
اور قبر کھولی کہ دیکھون تو کیا ہے دیکھتا کیا ہون کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اُس سے کھیل رہا ہے مین نے ایک آواز سنی کہ اے
شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہم نے تجھے حوالے کردیا اگر اسکی مان کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اُسے بھی ہم تیرے

---

[1] سپرد کرتا ہون مین خدا کو دین تیرا اور امانت تیری اور انجام کار تیرا ۱۲ [2] توشہ دے اللہ تجھے پرہیزگاری سے اور بخشدے گناہ تیرا اور سامنے کردے اپنی نیکی کو جیدھر متوجہ ہو تو ۱۲

جو اے کرتے چوتھا ادب یہ ہے کہ دو نمازین پڑھے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑھے وہ نماز اور اُسکی دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے
کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑھے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون مین نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو دون یا بیٹے کو یا بھائی کو آپ نے فرمایا کہ جب
کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک اُن چار رکعتون سے زیادہ دوست ترنہین چھوڑتا ہے
جو اُسوقت پڑھے جب اسباب باندھا ہو تو اُس نماز مین سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَتَقَرَّبُ بِھِنَّ
اِلَیْكَ فَاخْلُفْنِی بِھِنَّ فِی اَھْلِی وَمَالِی وَھِیَ خَلِیْفَتِی فِی اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ دَوَرَتْ حَوْلَ دَارِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِہٖ —
پانچوان ادب یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا
بِاللّٰہِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یون کہے
سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ چھٹا ادب یہ ہے کہ جمعرات کو صبح ہی سفر شروع
کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعرات کو ابتدائے سفر کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت انگا چاہے تو صبح سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا
کی کہ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی ہے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ
تو ہفتہ اور پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے ساتوان ادب یہ ہے کہ جانور پر بوجھ کم لادے اُسکی پیٹھ پر کھڑا نہو اور سوئے نہین اور اُسکے منھ
پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت نیچے اُتر آکرے تاکہ اپنے پاؤن ہلکے ہون اور جانور سبکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش
ہو اور بعضے اگلے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے کبھی نہ اُترین گے مگر باوصف اسکے بھی اُترتے تاکہ وہ اُترنا جانور پر
صدقہ ہو جائے اور جس جانور کو بے سبب مارین گے یا بہت بوجھ اُسپر لادینگے وہ قیامت کے دن جھگڑیگا حضرت ابو الدرداء
رضی اللہ تعالے عنہ کا ایک اونٹ مر گیا اُنھون نے کہا کہ اے اونٹ حق تعالے سے میری شکایت نہ کرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ
مین تیری طاقت کے موافق تیرے اوپر بوجھ لادتا تھا اور جسقدر بوجھ جانور پر لادنا منظور ہو کرایہ والے کو بتادے اور شرط
کرے تاکہ اُسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجھ نہ لادے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالے اونٹ پر سوار تھے
کسی نے اُنھین ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ والے سے مین نے اسکی شرط نہین کی ہے اور فقہا کی
بات پر کچھ عمل نہ کیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہین اور اُسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس امر کا سدباب کرنا تقوی کا سبب جانا ام المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لیجاتے تو
کنگھی آئینہ مسواک سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے مدری اُسے کہتے ہین جس سے سر کے بال سیدھے کرین اور ایک روایت مین

لے اے اللہ نزدیکی ڈھونڈھتا ہون اُن رکعتون کے ذریعہ سے تیری طرف اُن خلیفہ کر تو اُن کو میرے اہل اور میرے مال مین اور وہ خلیفہ ہین اُسکے اہل و مال مین گھومتی ہین اُسکے گھر کے گرد جب تک وہ پھر آئے اپنے اہل کی طرف ۱۲ ٭ خدا کے نام کے ساتھ اور اللہ پر مین نے بھروسا کیا۔ طاقت اور قوت نہین مگر خدائے بزرگ کی مدد سے اے خدا مین اس سے پناہ مانگتا ہون کہ مین خود گمراہ کرون یا گمراہ کیا جاؤن یا ظلم کرون یا ظلم کیا جاؤن یا جاہل بنون یا جاہل بنایا جاؤن ۱۲ ٭ پاک ہے وہ اللہ جسنے مسخر کر دیا ہمارا اس سواری کو اور نہ تھے ہم اُسپر قادر اور ہم بیشک اپنے پروردگار کیطرف پھرنے والے ہین ۱۲ ٭ اے اللہ برکت دے تو میری امت کو صبحون مین ہفتہ کے دن ۱۲ ٭ اے اللہ برکت دے تو میری امت کو ان کی صبح جمعرات کے دن مین ۱۲ ۔

نہرنی اور خیشہ بھی ہے اور صوفیون نے ڈول رسی کو بھی بڑھایا ہے اگلے بزرگون کی یہ عادت نہ تھی کیونکہ وہ جہان کہین پہونچتے تیمم کرتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کر لیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اُسی سے طہارت کرتے تو اگرچہ اگلے بزرگون کی یہ عادت نہ تھی لیکن ان لوگون کے حق مین یہی بہتر ہے کہ اسطرح سفر نہ کرین کہ ان احتیاطون مین نہ مشغول ہون اور احتیاط بہتر ہے اگلے لوگونکا سفر اکثر غزا اور جہاد اور بڑے بڑے کامون کے واسطے ہوتا تھا وہ ایسی احتیاطون مین نہ مشغول ہوتے تھے آٹھوان ادب یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے اور آپ کی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا پھر کسی کو پہلے اطلاع کیواسطے بھیجے اور منع کر دیتے کہ ساتھیون مین سے کوئی شخص اچانک اپنے گھر مین نہ چلا جائے ایک مرتبہ دو آدمیون نے عدولِ حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھرون مین بُرائی دیکھی اور آزردہ ہوے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے تو پہلے مسجد مین جا کر دو رکعت نماز پڑھتے جب گھر مین تشریف لیجاتے تو یون فرماتے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا[1] اور گھر والون کے واسطے تحفہ تحائف لیجانا سنتِ مؤکدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہ ہو تو ایک پتھر ہی توبڑہ مین ڈال لے اس سنت کی تاکید کیواسطے آپ نے یون فرمایا ہے ظاہر مین سفر کے آداب یہی ہین اور **باطن مین سفر خواص کے آداب** یہ ہین کہ جبتک یہ نہین جان لیتے کہ اُن کے دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی مین ہے تب تک سفر نہین کرتے اور جب اثنائے راہ مین اپنے دل مین کوئی نقصان دیکھتے ہین تو پھر آتے ہین اور یہ نیت کرتے ہین کہ جس شہر مین جائینگے صالحون اور بزرگون کی قبرونکی زیارت کرینگے پیر دین کو ڈھونڈھین گے ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے اسواسطے اُنھین نہ ڈھونڈھتے کہ لوگون کے سامنے باتین بنانا مقصود ہو کہ ہم نے فلانے پیر کو دیکھا ہے بلکہ اس واسطے ڈھونڈھتے ہین کہ اُنکی پیروی کرین اور کسی شہر مین دس دن سے زیادہ نہین رہتے مگر یہ کہ پیر کی حضوری مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جائے تو تین دن سے زیادہ نہ رہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان رہنے پر بجد ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جائے اور فقط زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شبانہ روز سے زیادہ مقام نہ کرے اور جب کسی سے ملنے جائے تو اُسکے گھر کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے جب تک کوئی باہر نہ نکلے تب تک صبر کرے اور تا وقتیکہ اُس سے ملاقات نہ ہووے اور کوئی کام نہ شروع کرے جبتک وہ خود نہ پوچھے کچھ بات نہ کہے جب وہ کچھ پوچھے تو اُسیقدر کہے جو اُسکا جواب ہو اور اگر خود پوچھنا چاہتا ہے تو پہلے اجازت مانگے اور اُس بستی مین جا کر عشرت مین نہ مشغول ہو جائے اسواسطے کہ ملاقات کا خلوص جاتا رہے گا اور راستہ بھر خدا کے ذکر اور تسبیح مین سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑھے تاکہ کوئی نہ سنے جب کوئی اُس سے بات کرے تو تسبیح موقوف کر کے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی مین میسر ہو تو سفر نہ کرے کہ اس صورت مین کفرانِ نعمت ہوگا دوسرا باب اُن مسائل کے بیان مین جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیے مسافر پر واجب ہے کہ اُن چیزون کا علم جن کی شارع نے سفر مین رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کاربند ہونے کا قصد نہین رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کاربند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقتِ نماز کا علم سیکھنا چاہیے سفر مین طہارت کے واسطے دو اجازتین ہین

[1] اے اللہ کرتو ہما... سے واسطے اسکے ساتھ قرار اور روزی نیک ۱۲ [2] آیا مین گھر مین توبہ توبہ کرتا ہوا اپنے پروردگار سے سفر سے پھر کر ایسی توبہ جو کوئی گناہ باقی ہی نہین رکھتی ۱۲

ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز مین بھی دو رخصتین ہین ایک قصر دوسرے دو فرض ایک وقت مین جمع کرنا اور سنت نماز سفر مین جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوے پڑھنے کی اجازت ہے اور روزہ مین ایک ہی رخصت ہے یعنے افطار یہ سات رخصتین ہین پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جس مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث آگیا ہو تو اُسے چاہیے کہ جبتک وقت حدث سے تین شبانہ روز نہ گزرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کرے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دھونے سے پہلے ایک پاؤن دھو کر موزہ مین ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا نہ چاہیے تو جب دوسرا پاؤن دھو کر موزہ مین ڈالے تو چاہیے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اُتار کر پھر پہن لے دوسری شرط یہ ہے کہ موزہ ایسا ہو جسے پہنکر کچھ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو اگر چمڑے کا موزہ نہ ہو تو مسح درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ گٹے تک ثابت اور درست ہو جسقدر پاؤن دھونا فرض ہے اگر اُسکے مقابل مین موزہ مین سوراخ ہے یا کچھ پاؤن نظر آتا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسح کرنا نہ چاہیے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اُسے پہنکر چل سکتے ہین تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پُرانا قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ قول اولےٰ تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ مین اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اُسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اُتارے اور جب اُتارا تو اولیٰ یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دھولیگا تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ پنڈلی پر مسح نہ کرے بلکہ قدم کے مقابلہ مین کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولےٰ ہے اگر ایک ہی انگلی سے مسح کرے گا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین انگلیون سے مسح کرنا اولےٰ ہے ایک بار سے زیادہ مسح نہ کرے جب سفر کو نکلنے سے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اُلٹ کر جھٹک لے اسواسطے کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پاے مبارک مین پہن لیا دوسرا موزہ کوا اٹھالے گیا اور ہوا مین لے جاکر جب چھوڑا تو اُس مین سے ایک سانپ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اُس سے کہدو کہ جب تک موزہ کو جھٹک نہ لے پاؤن مین نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت مین ہم نے بیان کی طول کے خیال سے اب مکرر نہین بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اُسے قصر کرکے دوگانہ پڑھے لیکن چار شرطون کے ساتھ ایک یہ کہ وقت پر پڑھے اگر قضا پڑھے گا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نہ چاہیے دوسری یہ کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری نماز کی نیت کریگا یا شک مین پڑیگا کہ مین نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہین تو پوری نماز پڑھنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑھیگا اُسکی اقتدا کرے اور اگر اقتدا کریگا تو اُسے بھی پوری نماز پڑھنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑھے گا تو وہ شک مین ہوگا تو بھی پوری نماز پڑھنا لازم ہوگا اسواسطے کہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور اس شک مین ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام قصر کرے اُسے قصر کرنا درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اُسکا جاننا شرط نہین ہوسکتی چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو تو بھاگے ہوے لونڈی غلام کا سفر اور اُس شخص کا سفر جو رہزنی کو جاتا ہے اور اُس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کیواسطے جاتا ہے یا ماں باپ کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہین انمین رخصت درست نہین علیٰ ہذا القیاس جو شخص قرضخواہ سے بھاگے اور قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو غرضکہ جو سفر غرض حرام کے واسطے ہو

وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسخ ہو اس سے کم مین قصر کرنا درست نہین اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتدائے
سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے ڈھیہ اور باغون سے نہ نکلا ہو اور انتہائے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی
مین آ پہونچے یا دوسری بستی مین جا پہونچے جہان داخل ہونے اور نکلنے کے دن سکھوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام
کا قصد نکرے مگر کام کاج مین پھنسا رہے اور یہ نہ جانے کہ یہ کام کب ہو چکین گے اور ہر روز یہی امید رکھتا ہو کہ آج یہ کام ہو چکین گے
اور اسی امید مین تین دن سے زیادہ دیر ہو گئی تو ایک قول پر جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر
کے ہے کہ دل سے وہان نہین ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہین رکھتا ہے چوتھی رخصت دو نماز دن کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح مین
یہ درست ہے کہ آدمی ظہر کی نماز مین تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھے یا عصر کی نماز مین تقدیم کر کے ظہر کی نماز کے ساتھ پڑھے مغرب
عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھے بعد اُسکے عصر کی نماز پڑھے اور سنتون کا
پڑھنا اور دے تاکہ اُسکی فضیلت نہ فوت ہونے پائے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ حاصل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتین جانور کی پشت پر پڑھے یا
چلنے مین اور اُسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑھے جو ظہر کے پہلے سنت ہین پھر وہ چار رکعت پڑھے جو عصر کے پہلے سنت ہین پھر اذان
اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑھے پھر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پھر تیمم کرے اور عصر کی فرض نماز پڑھے اور دونون نمازون کے
درمیان مین تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پھر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہین اُن کو عصر کی نماز کے بعد پڑھے جب
ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑھ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے شہر مین پہونچگیا تو عصر کا اعادہ نکرے
اور مغرب یا عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول پر چھوٹے سے سفر مین بھی دو نمازین ملا کر پڑھنا درست ہے پانچوین رخصت
یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹھ پر درست ہے اور قبلہ کی طرف منھ کرنا واجب نہین بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصداً جانور کو اس راہ
کی طرف پھیرے گا جو قبلہ کی جانب نہ ہو تو نماز باطل ہوجائیگی اور اگر سہواً پھیرے گا یا جانور چرنے لگے گا تو نماز مین کچھ نقصان نہ آئے گا
رکوع سجود اشارہ سے کرے رکوع کے واسطے پیٹھ کم جھکائے سجدہ کے لیے زیادہ جھکائے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہین جس سے گر پڑنے کا
اندیشہ ہو اور اگر خوابگاہ مین ہو تو رکوع سجود تمام کرے چھٹی رخصت یہ ہے کہ چلنے مین نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر مین قبلہ
کی طرف منھ کرے کیونکہ اسپر آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منھ رکھنا مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد
کے وقت التحیات پڑھتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤن نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو اُسپر یہ واجب نہین
کہ راہ سے پھیرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص دشمن سے بھاگے یا صف جنگ مین ہو یا سیلاب یا بھیڑیے سے بھاگتا ہو
اُسے درست ہے کہ چلتا ہو یا جانور کی پیٹھ پر نماز فرض ادا کرے جیسا ہم نے سنت مین بیان کیا ہے اور قضا واجب نہ ہوگی
ساتوین رخصت روزہ کھول ڈالنا ہے جو مسافر روزے کی نیت کر چکا ہو اُسے روزہ کھول ڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد
شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہین ہے اگر مسافر روزہ کھولکر کسی شہر مین پہونچے تو دن کو کھانا کھانا اُسے درست ہے اور
اگر روزہ نہین کھولا اور کسی شہر مین پہونچا تو روزہ کھولنا درست نہین ہے پوری نماز پڑھنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہ مین

نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک پوری نماز پڑھنا درست نہین مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت مین نہ پڑے مگر یہ کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس صورت مین افطار کرنا بہتر ہے آن سات رخصتون مین سے تین رخصتین لمبے سفر مین ہوتی ہین قصر افطار تین شبانہ روز موزہ پر مسح کرنا اور تین رخصتین چھوٹے سے سفر مین بھی درست ہین جانور کی پیٹھ پر اور پیادہ پا چلنے مین سنّت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضائے نماز کے لیکن جمع یعنی دو نمازین ملاکر پڑھنے مین اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر مین یہ نہ چاہیے جبکہ سفر مین کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ وقت پر اُس سے سیکھ لے گا تو سفر کرنے سے پہلے مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیے اور جبکہ راہ مین ایسے گاؤن نہ ہون جن مین مسجد اور محراب پوشیدہ نہ رہتی ہو تو قبلہ کی پہچان اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیے اسقدر جان لینا چاہیے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو آفتاب کہان پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدھر ہوتا ہے اور قطب کدھر پڑتا ہے اور اگر راستہ مین کوئی پہاڑ ہو تو یہ جانے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائین جانب مسافر کو اسقدر جاننا فرض ہے

آٹھوین اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان مین

انشاءاللہ تعالےٰ اسے ان ہی دو بابون مین ہم بیان کرینگے پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان مین اور اُس چیز کے بیان مین جو اسمین سے حلال ہے اور جو حرام ہے اَے عزیز اس بات کو جان اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دلمین حقتعالےٰ کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگجاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دلمین ایک چیز پیدا ہوجاتی ہے عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے ہین اُسکے ساتھ گو ہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہوجانے کا سبب ہے درجہت ہے اور عالم علوی عالم حسن وجمال ہے اور اصل حسن وجمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے، وہ اُس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے اور اس عالم محسوس مین جو حسن وتناسب ہے، وہ اُس عالم کے حسن وجمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی اُس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دلمین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت اور شوق ظاہر کردیتی ہے باشد کہ آدمی خود نہ جانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اُس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو اور جس عشق وشوق کیطرف چلے اُس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہ ہو اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس کسی کے دل مین حق تعالےٰ کے شوق کی آگ ہو اُسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہوجائے اور جسکے دل مین محبّت باطل ہے اُسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے اسمین علماء کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام کہا ہے وہ فقط اہل ظاہر ہے کیونکہ اُسے یہ تشخص ہی نہین ہوا کہ درحقیقت خدا کی محبّت آدمی کے دلمین نزول فرماتی ہے کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھ سکتا ہے جو چیز اُسکی جنس سے نہوگی اور نہ کوئی شئی اُس چیز کے مانند ہوگی اُسے آدمی کیونکر دوست رکھ سکے گا تو اس عالم کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن ہی نہین اور

اور اگر عشقِ خالق دل مین صورت پکڑے بھی تو خیالِ تشبیہی کیوجہ سے اُسکے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین مذموم اور بُری ہین جب اُس سے پوچھتے ہین کہ خدا کی محبت اور دوستی جو خلق پر واجب ہے اُسکے کیا معنے ہین تو کہتا ہے کہ فرمانبرداری اور عبادت گزاری اُسکے معنے ہین اور اس قوم کو یہ بہت بڑی خطا واقع ہوئی ہے مگر رکنِ منجیات مین جہان محبت کا بیان لکھا ہے وہان اسے ہم بیان کرینگے یہان ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے اسواسطے کہ جو چیز دل مین نہو سماع اُسے دل مین نہین پیدا کرتا ہے بلکہ جو کچھ دل مین ہوتا ہے اُسکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دل مین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اُسکا قوی ہوجانا مطلوب ہے جب سماع اُس چیز کو اور زیادہ قوی کر دیگا تو سننے والیکو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے جو شرع مین مذموم اور بُری ہے سننے والیکو سماع سے عذاب ہوگا اور جسکا دل دونون سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذّت پاتا ہے اُسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی غفلت کے ساتھ کھیل کے طور پر سنے یہ اہلِ غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی قسم بھی اُسی مین سے ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوش شیان حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اسوجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس باعث سے حرام ہے کہ اُسمین کچھ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین ہے بلکہ سبزہ اور آب روان اور گل و شگوفہ کی سیر بھی خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور حرام نہین ہین تو اچھی آواز کان کے حق مین ایسی ہے جیسے آنکھ کے حق مین سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق مین بوے مشک اور زبان کے حق مین اچھا کھانا اور عقل کے حق مین اچھی اچھی حکمتین اور آنکھ ناک زبان عقل ان مین سے ہر ایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذّت ہے تو منجملہ اُنکے سماع کیون حرام ہوگا خوشبو سونگھنا کھیل اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہین ہے اُسپر یہ دلیل ہے کہ امّ المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روایت فرماتی ہین کہ عید کے دن مسجد مین حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو مین نے کہا ہان چاہتی ہون آپ دروازے پر کھڑے ہوے اور دست مبارک بڑھالیے حتّی کہ مین نے اپنی ٹھڈی آپ کے دست مبارک پر رکھی اور اتنی نظارت اور سیر کی کہ آپ نے کئی بار فرمایا کہ بس نہ کروگی مین نے کہا نہین اور یہ حدیث صحیح مین ہے اور ہم پہلے اس کتاب مین بیان کر چکے ہین اور اس حدیث سے پانچ اجازتین اور رخصتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ کھیل اور لہو اور اُسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہین ہے اور حبشیون کا کھیل رقص و سرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد مین بازی کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث مین ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو وہان لے گئے تو فرمایا دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفَدَة یعنے کھیل مین مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اُسکا آپ کیون حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپ نے حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا تقاضا ہے یہ ویسا نہین ہے کہ وہ دیکھتی ہوتین اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپ نے اُنکو رنجیدہ کرنا نہ چاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچوین یہ کہ آپ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ

لہ تنبیہ یہ ماجرا حجاب اُترنے سے پہلے کا ہے اُسوقت تک نامحرم کو دیکھنا حرام نہ تھا یعنے آیہ کریمہ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ نہین نازل ہوئی تھی ۱۲۔

دیر تک کھڑے رہے باوصف اُسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتون اور لڑکون کی موافقت کے واسطے ایسے
کام کرنا خُلق نیک ہے تاکہ اُن کا دل خوش ہو اور اپنے تئین کھینچنے اور پارسائی جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ ام المؤمنین
حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روایت فرماتی ہین کہ مین لڑکی تھی اور لڑکیون کی عادت کے موافق مین گڑیان گڈے
سنوارتی اور چند لڑکیان بھی آتین جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور لڑکیان تو بھاگ جاتین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اُنکو پھر میرے پاس بھیجدیتے ایک دن آپ نے ایک لڑکی سے پوچھا کہ یہ گڑیان کیا چیز ہین اُسنے عرض کی کہ یہ میری بیٹیان ہین آپنے فرمایا کہ
اُنکے درمیان مین یہ بندھا کیا ہے اُسنے عرض کی کہ یہ اُن گڈونکا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اُسنے عرض کی کہ یہ پر بال
ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر و بال کہان سے آئے اُسنے عرض کی کہ آپ نے نہین سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا
گھوڑا ابا پر و بال تھا تب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتّٰی کہ آپ کے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث مین نے
اسواسطے روایت کی تاکہ معلوم ہوجائے کہ پرہیزگاری جتانا اور ترشرو ہونا اور اپنے تئین ایسے کامون سے سمیٹنا دین مین سے نہین ہے
خصوصًا لڑکون سے اور اُس شخص سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اُس سے بُرا اور نازیبا نہ ہو اور یہ حدیث اسکی دلیل نہین ہے
کہ تصویر بنانا درست ہے اسواسطے کہ لڑکون کے کھلونے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہین اور پوری صورت نہین رکھتے ہین اسواسطے
کہ حدیث مین ہے کہ گھوڑے کے بال کپڑے کے تھے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا یہ بھی روایت کرتی ہین کہ عید کے
دن دو کنیزکین میرے پاس دف بجا کر گاتی تھین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری طرف منھ کرکے بچھونے پر سو رہے
حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے اور اُن کنیزون کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین
مزمار شیطان تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ انسے دستبردار رہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ دف بجا کر گانا مباح ہے اور اسمین شک نہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین آواز پہونچتی تھی تو آپکا سننا اور
حضرت ابوبکرؓ کو اُسکے انکار سے منع فرمانا اُسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے **دوسری قسم** یہ ہے کہ دل مین کوئی بُری صفت ہو جس طرح
کسی کے دل مین کسی رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اُسکے سامنے سماع مین مشغول ہو تاکہ لذّت زیادہ ہو یا اُس کے پیٹھ پیچھے اُسکے
وصال کی اُمید مین مشغولِ سماع ہو تاکہ شوق بڑھے یا ایسا گانا سنے جس مین زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا
اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ اُنھین مین سے ہوتے ہین یہ سماع اسواسطے
حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ تیز کر دیتا ہے جس آگ کا بُجھانا واجب ہے اُسکا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا لیکن اگر اُسے یہ عشق اپنی
جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ راگ منجملہ تمتّع دنیا ہے جب تک طلاق دے یا بیچڈالے تب تک مباح ہے پھر حرام ہوجائے گا ۔
تیسری قسم یہ ہے کہ دل مین کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اس صفت کو قوّت دیتا ہے اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلی نوع کعبہ اور جنگل کی صفت
مین حاجیون کے اشعار گائے جائین تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دل مین جنبش دین اور بلائین تو جس شخص کا حج کو جانا درست ہے اُسکے
حق مین یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جس شخص کے ماں باپ اجازت نہ دین یا اور کسی وجہ سے اُسے حج کرنا نہ چاہیے تو

اُسے درست نہین کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل مین قوی اور مضبوط کرے لیکن یہ کہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے
کہ نہ جائے اور اپنے حال پر قائم رہے اور غازیونکا سرود و سماع بھی اُسکے قریب قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنون کے ساتھ لڑنے کا اور خدا
کی محبت مین ہتھیلی پر جان رکھنے کا آرزومند کرتے ہین اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی مین پڑھنے کی عادت ہے تاکہ مرد دلیر ہون
اور لڑائی مین شیر ہون اور خوب لڑین تو اگر کافرون سے لڑائی ہو تو اُسمین بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے
دوسری نوع سرود نوحہ ہے جو رونا لاتا ہے دلمین رنج بڑھاتا ہے اسمین بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان مین جو تقصیر کرتا ہے اُسپر اور جو گناہ کیے ہین اُنپر اور
جو درجات عالی اور حق تعالے کی خوشی فوت ہوئی اُسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر دل مین
رنج کرنا حرام ہو تو اُسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اُسکا کوئی عزیز قریب دوست آشنا مر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے لِکَیْلَا
تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ جو گذر گیا اُسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضائے الٰہی سے کراہت رکھتا ہو اس سبب سے اندوہ گین ہو کر نوحہ
کرے تاکہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہو جائے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اُجرت حرام اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا
وہ بھی گنہگار ہوگا تیسری نوع یہ ہے کہ دل مین خوشی ہو اُسے زیادہ کرنے کے واسطے سماع مین مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر
خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ اور عقیقہ کی خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے
کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ مین پہونچے تو لوگ آپکے آگے آئے اور
دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا **شعر** طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا[1] مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ ٭ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعٍ ٭ اسی طرح عید کے دنون مین خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے اسیطرح جب دوست
موافقت کے ساتھ بہم بیٹھین اور کھانا کھائین اور چاہین کہ ایک دوسرے کو خوشوقت کرین تو سماع اور ایک کو دوسرے کی وجہ سے
خوشی کرنا درست ہے چوتھی نوع اور یہی اصل ہے کہ کسی کے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پر پہونچگئی ہو اُسکے واسطے
سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری رسمی نیکیون سے اُسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اُسکا اجر بھی زیادہ ہے
صوفیون کا سماع اصل مین اسی سبب سے تھا اگرچہ اب اُن لوگون کے سبب سے سماع رسم ہو گیا ہے جو ظاہر مین تو صوفیون کی صورت
پہنے ہین اور باطن مین اُنکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہین آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے
صوفیہ مین کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع مین اُسے مکاشفات ہوتے ہین اُسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہین
ہوتا وہ احوال لطیفہ جو عالم غیب سے سماع کی بدولت اُن لوگون پر طاری ہوتے ہین اُسے یہ لوگ وجد کہتے ہین اور ہوتا یہ ہے کہ اُن
لوگونکا دل حالت سماع مین ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہو جاتی ہے سماع دلمین آگ لگا دیتا ہے
اور سب کدورتون کو دل سے دور کر دیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون سے نہین حاصل
ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت ہے سماع اُس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتّٰی کہ ایسا ہوتا ہے کہ روح کو

[1] طلوع کیا ہم پر چودھوین رات کے چاند نے سلامتی کی راہ سے واجب ہوا شکر ہم پر جب دعا مانگی اللہ سے دعا مانگنے والے نے ۱۲۔

اس عالم سے بالکل لے لیتا ہے یہانتک کہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے صوفی کو اُسکی مطلق خبر نہین ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ صوفی کے اعضا
کی قوت ساقط ہو جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور اصل اصل حال ہے اُسکا بہت
بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اُس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اُسکی برکتون سے محروم نہین رہتا لیکن اس مین غلط اکثر
ہے اور سمجھ مین خطا بہت واقع ہوتی ہے اُسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانین جو پکے اور واقف کار ہون مرید کو یہ اختیار
نہین کہ اپنے مین بے خواہش پیدا ہوئے از سر خود سماع مین مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہٗ کے مریدون مین علی حلاج
نام ایک مرید تھے اُنھون نے سماع کے بارے مین اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا
پکائین اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش برحق ہے اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز
احوالِ دل نہ کھلا ہو اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ نہ جانتا ہو یا احوالِ دل تو کھلا ہو لیکن اُسکی خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ
نہ ہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اُسکو سماع سے منع کرے کہ اُسکے حق مین نفع سے زیادہ نقصان ہوگا اے عزیز از جان اس بات کو جان
کہ جو شخص صوفیون کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگدلی اور کم ظرفی کیوجہ سے انکار کرتا ہے اور اس انکار مین معذور
اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اُسے حاصل نہین ہے اُسکا ایمان لاسکنا بھی اُسے مشکل ہے اُسکی یہ مثال ہے جیسے مخنّث کا
حال ہے مخنّث اس بات کو نہین باور کرتا کہ صحبت کرنے مین بڑی لذّت ہے اسواسطے کہ قوتِ شہوت سے آدمی اُس لذت کو پاسکتا ہے
چونکہ مخنّث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذّتِ صحبت کو جانے سبزہ اور آب روان دیکھنے سے جو لذّت ہوتی ہے
اگر اندھا اُس سے انکار کرے تو کیا تعجّب کیونکہ خدا نے اُسے آنکھ ہی نہین دی جس سے وہ نظارہ بازی کی لذّت کو پہچان سکے
ریاست سلطنت فرمانروائی ملک داری کی جو لذّت ہوتی ہے اُس سے اگر لڑکا انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملکداری کی لذّت
کیا پہچانے اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ عاقل ہو خواہ جاہل احوالِ صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے
مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اُس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے
یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے بارے اس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو
شخص ایسا ہو کہ اُسے خود جو بات حاصل نہین اور اس بات کو اور ونکے واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اُن لوگون مین سے
ہے جنکی شان مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ یَھْتَدُوْا بِہٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَا اِفْکٌ قَدِیْمٌ[1] **فصل** اے عزیز جان تو کہ سماع
کو جہان ہم نے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہو جاتا ہے اور اُن پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت
یا امرد سے سنے کہ وہ محلِ شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ کسی سننے والے کا دل خدا کے کام مین بھی مستغرق ہو چونکہ شہوت اصل
خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئے گی تو شیطان اُسکی مدد کو اُٹھ کھڑا ہوگا اور سماع شہوت کا تابع ہو جائے گا تو جو
امرد محلِ شہوت نہ ہو اُس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اُسے دیکھیگا تو اُس سے سماع مباح نہین

[1] اور جب راہ نہ پاوین اُس کی طرف تو کہین گے یہ جھوٹ پرانا ہے ۱۲

اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اُسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنۂ عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح اس پر
یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر مین دو کنیزکین گاتی تھین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم اُنکی آواز بیشک سنتے تھے تو رنڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈونکا چہرہ عورت نہین یعنی جس طرح لونڈون کو اپنا چہرہ
چھپانا فرض نہین اور لوگون کو اُنکے چہرہ پر نظر ڈالنا حرام نہین ہے اسیطرح عورتون کو اپنی آواز بند رکھنا فرض نہین اور مردون کو اُن کی
آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنۂ لواطت کا خوف ہو حرام ہے اور عورتونکی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنے
جہان فتنۂ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم بمقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن
اور ایمن ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اُس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور
ایمن ہو اور اُس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈالدیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہو جائیگا
دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے ساتھ رباب چنگ بربط اور رود یا نائے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے
کہ وہ خوش اور موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجائے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخورونکی عادت
اور جو چیز شرابخورون کے ساتھ خاص ہے اُسکو شراب کی تبعیت مین حرام کردیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلائیگی اور اُسکی آرزو
کو حرکت دیگی لیکن طبل اور شاہین اور دف اگرچہ اُسمین جلاجل ہون تو بھی حرام نہین ہین اسواسطے کہ اُنکے باب مین کچھ حکم نہین آیا ہے اور
یہ رود کے مثل نہین ہے کیونکہ یہ شرابخوارون کے شعار نہین ہین تو اُنکو رود پر قیاس نہین کرسکتے ہین بلکہ دف خود جناب رسول خدا
علیہ الصلوٰۃ والثنا کے سامنے لوگون نے بجایا ہے اور شادی عروسی مین دف بجانے کو آپ نے فرمایا ہے تو دف مین جلاجل بڑھا دینے
سے حرام نہین ہو جاتا اور حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثون کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ اُنکا شعار ہے اور یہ طبل لمبا ہوتا ہے
بیچ مین پتلا اور سرے چوڑے یعنی ہڑک کی صورت لیکن شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے اسواسطے کہ چرواہونکی عادت تھی کہ بجایا کرتے
تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہین کہ شاہین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اُسکی آواز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے گوشِ حق نیوش مین پڑی آپ نے کانون مین انگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے فرمایا کہ کان لگا کر
سُن جب بجانا موقوف کرے تو مجھ سے کہدینا تو حضرت ابن عمرؓ کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اُسکے مباح ہونیکی دلیل ہے لیکن آپ کا کانون مین
انگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اُسوقت کوئی بڑا بزرگ حال ہو آپ یہ سمجھے ہون کہ وہ آواز مجھے اس حال سے باز رکھے گی
اسواسطے کہ شوقِ حق سبحانہ تعالےٰ کو حرکت دینے مین سماع بڑا اثر رکھتا ہے تاکہ جو شخص دور ہو اُسے خدا سے نزدیک کرے اور یہ امر اُن
بیچارون کے حق مین بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہو لیکن جو شخص عین کام مین ہو یعنی حالتِ استغراق مین ہو ممکن ہے کہ سماع اُسے
مانع ہو اور اُسکے حق مین نقصان کرے تو آپ کا شاہین کی آواز نہ سننا اُسکی حرمت کی دلیل نہین ہے اسواسطے کہ بہت چیزین مباح
ہین کہ انھین نہین کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقیناً دلیل ہے کہ اُسکی اور کوئی وجہ نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ سرود مین فحش یا
ہجو ہو یا دین پر طعن ہو جیسے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حق مین رافضیون کے اشعار یا کسی مشہور معروف

عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردون کے سامنے عورتون کی صفت کرنا نہ چاہیے اور ایسے سب شعر پڑھنا اور سننا حرام ہے لیکن وہ شعر جسمین
زلف و خال صورت و جمال کی تعریف اور وصال و فراق کا ذکر اور جو عاشقون کی عادت ہوتی ہے اُسکا بیان ہو اُس شعر کا پڑھنا اور
سننا حرام نہین ہے مگر اس سبب سے حرام ہو جاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہے اُسکا خیال کرے تو اُسوقت اُسکا خیال حرام
ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہین لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالے کی محبت مین مشغول اور
مستغرق رہتے ہین اور اُسپر سماع کرتے ہین تو ایسے اشعار اُن لوگون کو کچھ نقصان نہین کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے موافق معنی
سمجھتے ہین ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نورِ ایمان سمجھین اور شاید زلف سے سلسلۂ اشکال حضرت الٰہیت
سمجھین جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش ٭ تا بو کہ بہ تفصیل سر جملہ برآرم ٭ خندید بمن بر سر زلفینک مشکین ٭
یک پیچ بہ پیچید و غلط کرد شمارم ٭ ممکن ہے کہ اس زلف سے اشکال سمجھین جو کوئی چاہے کہ تصرفِ عقل اس مرتبہ کو پہونچے کہ
عجائباتِ الٰہی سے یک سرِ مو پہچانے تو اُسمین ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہو جائے گا اور سب عقلین مدہوش ہو جائین گی اور
جب شعر مین شراب اور مستی کی بات ہو تو اُسکا ظاہر نہ سمجھین مثلاً یہ شعر جب پڑھین شعر گر مے دو ہزار رطل در پیمائی ٭ تا مے نخوری
نباشدت شیدائی ٭ اور اس سے یہ سمجھین کہ باتون اور تعلیم سے دین کا کام راست و درست نہین ہوتا ہے بلکہ ذوق شوق سے راست
و درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتین بہت کرے اور اُسمین کتابین تصنیف کرے اور بہت سا کاغذ
اس مین سیاہ کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہ ہو جائیگا یہ باتین تجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑھین اُسسے اور کچھ
سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑھین شعر ہر کو بخرابات نشد بیدین ست ٭ زیرا کہ خرابات اصولِ دین ست ٭ اُس خرابات سے صفات
بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اُصولِ دین یہی ہے کہ یہ صفت جو آباد ان ہے خراب ہو تا کہ وہ جو نا پیدا ہے گو ہر آدمی مین پیدا
اور آباد ان ہو جائے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کی فہم اُسکی نظر کے موافق ہے اور دوسرے کے
فہم سے جدا ہوتی ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ اُن بزرگون پر طعن و تشنیع
کرتا ہے کہ یہ لوگ صنم اور زلف اور خال اور مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق جانتے ہین کہ ہمنے جو یہ کہا
یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ اُن بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے اُن حضرات کو خود وجد ہوتا ہے شعر کے
معنون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ شاہین کی آواز اگرچہ کچھ معنے نہین رکھتی لیکن باعثِ وجد ہو جاتی ہے اسی
سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اُنھین عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین کہ وہ لوگ عربی اشعار
تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور حدائے عرب کے سبب سے
وجد کی قوت اور خوشی سے بھاری بوجھ لیے ہوے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد موقوف ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے
اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ منکر گدھے اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین یہ کیا خوشی ہے جو تجھ مین
پیدا ہوتی ہے اور باشد کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اُسکے معنون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا اُنھین خیال آئے

ویسے معنی سمجھین اسواسطے کہ انھین شعر کی تفسیر کچھ مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑھا مَا زَارَنِیْ فِی النَّوْمِ اِلَّا خَیَالُکُمْ ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا تم نے وجد کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین ہون وہ کہتا ہے مازارم یعنی ہم زار و ناچار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سب زار اور درماندے ہین او رخطر مین ہین تو ان حضرات کا وجد ایسا ہوتا ہے جسکے دل پر جو اثر غالب ہوجاتا ہے وہ جو کچھ سنے وہی امر سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھے وہی امر دکھائی دیتا ہے جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اُسے نہ معلوم ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان ہو اور اسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کو جانتا ہی نہ ہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا ذکر سنے گا تو اُسکی گردن پر شیطان چڑھ بیٹھے گا اور اُسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اُسکے دل مین آراستہ کردیگا اور عاشقون کا احوال وہ جو سنتا ہے غالبًا اُسے خوش آئیگا تمنا کرکے اُس کی تلاش مین مستعد ہوجائیگا کوچہ عشق مین قدم بڑھائیگا مردون اور عورتون مین ایسے بہت ہین کہ صوفیون کا لباس رکھتے ہین اور اس کام مین مشغول ہوگئے ہین پھر لایعنی باتون سے عذر بتر از گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین فلانے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اُسکے دل مین عشق کا کانٹا گڑا ہے اور کہتے ہین کہ عشق خدا کا پھندا ہے خدا نے اُسے اپنی محبت مین کھینچا ہے اور کہتے ہین کہ اُسکے دل کی حفاظت کرنا اور یہ کوشش کرنا بڑی بات ہے کہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے خرمی کا نام رہبری ہے اور نیکخوئی اور فسق و لواطت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنا عذر یون بیان کرتے ہین کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگون کو پیش آیا کیا ہے اور یہ لواطت نہین یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کے واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہین تاکہ ویسی بیہودہ باتین بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ اباحتی ہے اُسے قتل کر ڈالنا مباح ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کیواسطے جھوٹ کہتے ہین یا اگر اُس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے یا شاید اُس پیر سے بھی خطا ہوگئی ہو کہ سب پیر کچھ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہوجاتا ہے عزیز حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرمایا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کرکہ کوئی شخص ان صغائر سے ایمن ہے اگرچہ بزرگ ہو اور حضرت داؤد علیہ السلام کا نوحہ اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے تاکہ تو اُسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین معذور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو ان حالتون مین جو صوفیہ صافیہ پر ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جواہر ملائک و ارواح انبیا انھین کسی مثال مین کشف ہون پھر وہ کشف شاید آدمی کی صورت سراپا حسن و جمال مین ہو اسواسطے کہ مثال ضرور بالضرور حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ ساتھ عالم ارواح مین تو وہ بھی نہایت درجہ کمال پہ ہوتے ہین تو عالم صورت سے اسکی مثال بھی غایت درجہ جمال پہ ہوتی ہے منقول ہے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت نہ تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو انکی صورت میں دیکھتے پھر ممکن ہے کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امرد حسین کی صورت پر کشف ہو کہ وہ صورت اُس چیز کی مثال ہو اور شاید اُس معنی کو چھپا رکھا ہو اسوقت اگر صوفی کی ظاہری

آنکھ کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اُس صورتِ معانی کے ساتھ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو تو وہ حالت اُسپر تازہ ہوجاتی ہے اور اُس معنیٔ گمشدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اُسے اُس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ نے اُس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اُس بزرگ کی رغبت خوبصورت کیطرف دیکھے گا تو یہی جانے گا کہ وہ بزرگ بھی اُسی صفت کے سبب سے دیکھتا ہے جو اُس شخص ناواقف کی صفت ہے کیونکہ وہ تو اُس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا غرضکہ صوفیۂ صافیہ کا کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ حضرات صوفیہ مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے چلے آئے ہین جس جنس کے صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانے مین موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین یہانتک تصرّف کرتا ہے کہ اُنھین اورون پر قیاس کرتا ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ عوام جو سماع بطور عادت بر سبیل بازی و عشرت کرتے ہین وہ مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کر لین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ جسطرح بعضے گناہ صغیرہ جب پیشہ ہوجاتے ہین تو گناہِ کبیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو وہ جب بہت ہوگی تو حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ حبشیون نے ایکبار مسجد مین بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اگر مسجد کو بازیگاہ بناتے تو بیشک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منع فرماتے اور ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو آپ نے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگرون کے ساتھ ساتھ ہمیشہ پھرا کرے یا اپنا پیشہ کرے تو یہ درست نہین اور گاہ گاہ ٹھٹھول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کرے تو مسخرہ ہوجائیگا اور یہ درست نہین دوسرا

باب سماع کے آداب و آثار کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ سماع مین تین مقام ہین پہلا مقام فہم پھر وجد پھر حرکت اور ہر ایک مین کلام ہین پہلا مقام فہم ہے جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھ یا کسی مخلوق کے خیال مین راگ سنے وہ اتنا ذرا خسیس و ردیہ ہے کہ اس قابل نہین کہ اُسکے فہم و حال مین کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال و رحق تعالےٰ کی محبّت غالب ہو اُسکے دو درجے ہین پہلا درجہ مُرید کا ہے کہ اُسے راہ ڈھونڈھنے اور چلنے مین قبض و بسط آسانی و دشواری آثارِ قبول و آثارِ رد مین سے مختلف احوال پیش آتے ہین اس سبب سے اُس مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمین عتاب و رقبول و رد اور وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا و سخط اور اُمید و یاس اور خوف و امن اور وفائے عہد و بدعہدی اور شادیٔ وصال و اندوہِ فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اس قسم کی اور باتون کا مذکور ہوتا ہے تو وہ ان باتون کو اپنے حال پر ڈھالتا ہے اور جو کچھ اُسکے باطن مین ہے وہ مشتعل ہوجاتا ہے اور مختلف حالتین اُسمین پیدا ہوتی ہین اور اُسے اُن حالتون مین مختلف خیالات آتے ہین اگر اُسکے علم و اعتقاد کا قاعدہ مضبوط نہین ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ اُسے گانا سننے مین ایسے خیالات آئین جو کفر ہون جیسے راگ سنکر حق تعالےٰ کی شان مین ایسی کوئی بات سمجھے جو محال ہو مثلاً یہ شعر سنے شعر ز اول بمنت میل بدان میل کجاست ؛ و امروز ملول گشتن از بہر چہ است ؛ جس مرید کی ابتدا تیز اور روان ہوئی ہو پھر بہت ضعیف اور سُست ہوگئی ہو وہ سمجھے گا کہ حق تعالےٰ کو اُسپر عنایت اور میل تھا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیّر کو خدا کی

شان مین سمجھے گا تو یہ کفر ہوجائے گا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالےٰ مین تغیّر کو ہرگز دخل نہین کیونکہ وہ بدل دینے والا ہے بدل جانیوالا نہین اور
یہ سمجھنا چاہیے کہ میری صفت بدل گئی حتّٰی کہ وہ معنی جو پہلے کھلے ہوے تھے اب چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال
نہین ہوتا بلکہ اُسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً جیسے آفتاب کہ اُسکا نور پھیلا ہوا ہے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ مین چلا جائے تو نورِ آفتاب
سے آڑ مین ہوجائے گا اُسوقت تغیّر اُس شخص مین پیدا ہوگا نورِ آفتاب مین نہین تو اُسے یہ کہنا چاہیے **شعر** خورشید برآمد
اے نگارین دیر ست ؛ برمن اگر نتابد از ادبیر ست ؛ تو جو تقصیر اُسنے آپ کی ہو چاہیے کہ حجاب کو اُسپر اور اپنے ادبار پر حوالہ کرے
حق تعالےٰ کی طرف حجاب کو منسوب نہ کرے اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقص و تغیّر کی جو صفتین ہین اُنھین اپنے حق مین اور
اپنے نفس کے حق مین سمجھنا چاہیے اور جو جمال و جلال وجود ہے اُسے حق تعالےٰ کی شان مین سمجھنا چاہیے اگر مرید علم سے یہ سرمایہ
اور سمجھ نہین رکھتا ہے تو بہت جلد کفر کی بلا مین پڑجائے گا اور جانیگا بھی نہین اور اسی سبب سے خدا کی محبّت مین سماع کا بڑا خطر ہے
دوسرا درجہ یہ ہے کہ راگ سننے والا مریدون کے درجہ سے گذر گیا ہو اور حالات و مقالات کو اُسنے پیچھے چھوڑا ہو اور اُس حال کی نہایت
کو پہونچ گیا ہو جسے اگر ماسوی اللہ کی طرف اضافت کرتے ہین تو فنا اور نیستی کہتے ہین اور اگر حق تعالےٰ کی طرف اضافت کرتے
ہین تو توحید اور یگانگی کہتے ہین ایسے آدمی کا سماع معنی سمجھنے کی راہ سے نہین ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھ ہی وہ نیستی اور یگانگی اُسپر
تازہ ہوجاتی ہے اور آپ سے وہ بالکل غائب ہوجاتا ہے اور اس عالم سے بیخبر ہوجاتا ہے اور بارشد کہ اگر مثلاً آگ مین گر پڑے
تو کچھ خبر بھی نہ ہو جیسا شیخ ابو الحسن نوری قدّس سرّہٗ حالتِ وجد مین گنّے کے کٹے ہوے کھیت مین دوڑے اُسکی کھونٹیون سے اُنکے پاؤن
بالکل کٹ گئے اور اُنھین خبر بھی نہ ہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدون کا وجد صفاتِ بشریت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ وجد یہ ہے کہ اُسے
آپ سے بالکل لے لیتے ہین جیسا کہ وہ عورتین جنھون نے حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دیکھا سب خود فراموش ہوگئین
اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اے عزیز تجھے چاہیے کہ اس نیستی کا منکر نہ ہو اور یہ نہ کہہ کہ مین تو اُسے دیکھتا ہون وہ نیست کیونکر ہوگیا ہے
اسواسطے کہ وہ وہ نہین ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مرجاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے اور وہ نیست ہوتا ہے پس اُسکی حقیقت
وہ معنی لطیف ہین جو محلِ معرفت ہین جب سب چیزون کی معرفت اُس سے غائب ہوگئی تو سب چیزین اُسکے حق مین نیست ہوگئین
اور جب وہ آپ سے بھی بیخبر ہوگیا تو آپ بھی اپنے حق مین نیست ہوگیا اور جب حق تعالےٰ اور حق تعالےٰ کے ذکر کے سوا اور کچھ
نہ رہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی ہین کہ جب آدمی حق تعالےٰ کے سوا اور کچھ
نہین دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور مین نہین ہون یا کہتا ہے کہ مین خود وہی ہون اور ایک گروہ نے یہان غلطی کی ہے
اور اس نیستی کو حلول کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتّحاد کے ساتھ اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسی نے کبھی آئینہ نہ دیکھا ہو اور دیکھے
انھین اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ مین اُتر آیا ہے یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے
کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ مین اُتر آیا ہے تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اُسکی صورت ہوگیا ہے تو یہ اتّحاد ہوگا
اور دونون باتین غلط ہین ہرگز نہ تو صورت ہوجاتا ہے اور نہ صورت آئینہ ہوجاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جنے کامون کو

پورا نہین پہچانتا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کتاب مین اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم مین اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب فہم سے فارغ ہوچکا تو حال پیدا ہوتا ہے اُسے وجد کہتے ہین اور وجد پانے کو کہتے ہین تو یہ معنے ہین کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے نہ تھی اور وجد کی حقیقت مین بہت کلام ہے کہ وہ کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجد ایک نوع نہین بلکہ بہت انواع پر ہے لیکن دو ہی جنس سے ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے لیکن احوال اسطرح ہوتے ہین کہ اُس سے کوئی صفت غالب ہوجائے اور اُسے مست کے مانند کردے وہ صفت کبھی شوق ہوتا ہے کبھی خوف کبھی آتشِ عشق ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ کبھی حسرت اور اُسکے بہت اقسام ہین لیکن وہ آگ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے اور اُسکا دھوان دماغ کو پہونچتا ہے تو اُسکے حواس کو مغلوب کردیتا ہے حتّٰی کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اُس سے غائب اور غافل ہوتا ہے جیسے مست دوسری قسم مکاشفات ہے کہ چیزین دکھائی دینے لگتی ہین اُنمین سے جو صوفیہ کو ہوتی ہین بعضی کسوت مثال مین اور بعضی صریح اسمین سماع کو اسوجہ سے اثر ہے کہ دل کو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گرد آلود کے مانند ہے سماع اُس گرد سے پاک کردیتا ہے تاکہ اُس مین صورتین ظاہر ہون اس معنی مین سے جو کچھ عبارت مین لاسکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اُس مرتبہ کو پہونچا ہے اُسکے سوا اور کسی کو اسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنے مقام کی قدر حقیقت معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین کچھ تصرّف کرتا ہے تو اپنے مقام کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے ذوق سے نہین لیکن اسقدر اسواسطے بیان کیا تاکہ جن لوگون کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار تو نہ کرین اسواسطے کہ انکار اُنھین نقصان کریگا اور وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجھے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہون کے خزانہ مین بھی نہین ہے اور اُس سے زیادہ احمق وہ ہے جو تھوڑی سی گرمی کے سبب سے جو اُسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور کہے مین خود سب مرتبون کو پہونچگیا ہون اور سب کچھ مجھے حاصل ہوگیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اُسکا وجود ہی نہین اور سب انکارین ان ہی دو قسمون کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین اے عزیز جان تو کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکلّف سے وجد ہو وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے اسباب اپنے دل مین لائے تاکہ شاید حقیقتِ وجد پیدا ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلّف کرو اُسکے یہی معنی ہین کہ تکلّف کرکے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اُس تکلّف مین اثر ہے شاید وہ تکلّف حقیقتِ حزن پیدا کردے **سوال** اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیون کا سماع حق ہے اور حق تعالےٰ کیواسطے ہے تو چاہیے تھا کہ وہ تو نہین پڑھنے والون کو بٹھاتے اور قرآن شریف پڑھواتے نہ کہ قوّالون کو کہ گاتے ہین اسواسطے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اُسکا سننا اولیٰ تر ہے **جواب** یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتون پر بہت سماع ہوتا ہے اور اُس سے بہت وجد آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہوجاتے ہین بہت لوگ ایسے تھے کہ اُنھون نے قرآن سنا اور اُنکی جان نکل گئی اُن کی حکایتین بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہم نے مفصّل بیان کی ہین لیکن صوفیہ پڑھنے والیکے عوض قوّال کو جو بٹھاتے ہین اور قرآن شریف کے عوض جو گانا سنتے ہین اُسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی سب آیتین عاشقون کے حال سے مناسبت نہین رکھتی ہین اس واسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہلِ دنیا کا حکم اور بہت سی چیزین ہین اس واسطے کہ قرآن شریف

سب اقسام خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل پڑھے گا کہ مان کا چھٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند
جائے اُسے چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہیے اور علی ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو تیز نہ کرین گی لیکن اُسکے عشق کو جو
ایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اُسے وجد ہوتا ہو گو کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگون کو
آن شریف یاد ہوتا ہے اور بہت لوگ قرآن مجید پڑھے ہوتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اکثر اوقات دلکو آگاہی نہین بخشتی حتّی کہ تو
بتا ہے کہ جو پہلی بار سنتا ہے اُس سے حال آجاتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہو سکتا ہے قرآن شریف نو بہ نو نہین پڑھا جا سکتا
ول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف تازہ تازہ سنتے تو روتے اور اُن پر حال طاری ہو جاتا
ضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا كُنَّا كَمَا كُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا یعنے ہم بھی تمھارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت
گئے یعنے قرآن شریف پر ٹھہر گئے اور خوگر ہو گئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اُسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسیواسطے امیر المؤمنین حضرت
روق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاجیون کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہرون کو جلدی جاؤ اور فرماتے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر
جائینگے تو اُسکی عظمت اُنکے دلون سے جاتی رہیگی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہین کہ جب تک الحان اور آواز موزون سے
بلائے جائین تب تک حرکت نہین کرتے اسی سبب سے ہے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پر آتا ہے بشرطیکہ موزون ہو اور الحان کے ساتھ
رگانے کا ہر انداز اور ہر راہ اور ہی اثر رکھتی ہے اور یہ نہ چاہیے کہ قرآن شریف مین الحان کرین اور گانے کے طور پر پڑھین ورآئین تصرف
رین اور قرآن شریف جب بے الحان ہو گا تو مجرد کلام رہجایگا تو عشق اگر ایسا ہی گرما گرم ہو گا تو البتہ اُس سے بھڑک اُٹھے گا چوتھا سبب
ہے کہ الحان کو اور آوازون سے مدد دینا چاہیے تا کہ اثر زیادہ ترکرے جیسے نے دف طبل شاہین ہین اور یہ چیزین ہزل کی صورت
ھتی ہین اور قرآن شریف عین جد ہے اُسے اس امر سے بچانا چاہیے کہ ایسی چیز جو عوام کی نظر مین ہزل کی صورت رکھتی ہے اُسکے ساتھ پڑھا
ائے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ کے گھر تشریف لیگئے اُنکی کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب اُنھون نے
ضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار مین آپکی تعریف گانے لگین آپنے فرمایا چپ رہو اور جو پہلے کہتی تھین وہی کہو اسواسطے کہ آپ کی
اعین جد تھی دف بجا کر نہ چاہیے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ ہر ایک کو اور ہی حالت ہوتی ہے اور ہر شخص
یہ حرص اور خواہش ہوتی ہے کہ اپنے حسب حال شعر سنے جبکہ شعر اُسکے حال کے موافق نہین ہوتا ہے تو وہ اُس سے کراہت کرتا ہے اور
ایدیہ کہہ بیٹھے کہ یہ نہ کہہ اور کوئی شعر کہہ اور قرآن کو ایسے موقع اور محل پر پڑھنا نہ چاہیے کہ اُس سے کراہت کرین اور ممکن ہے کہ سب
ین ہر ایک کے موافق نہ ہون اگر شعر اُسکے موافق نہین ہوتا ہے تو اُسے اپنے حال کے موافق ڈھال لیتا ہے اسواسطے کہ واجب
ین کہ شعر کے وہی معنے سمجھے جو شاعر کے مقصود ہین لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈھالنا اور اُسکے معنے بدل ڈالنا
چاہیے تو مشائخ نے قوّال کو جو اختیار کیا ہے اُس کے یہی سبب ہین جو بیان ہو چکے ان تمام معنون کا ماحصل دو ہی امرون
طرف رجوع کرتا ہے ایک سننے والے کے ضعف و نقصان کی طرف دوسرے عظمت قرآن کی طرف تا کہ خیال کے تصرف مین نہ
جائے تیسرا مقام سماع مین حرکت اور رقص اور کپڑے پھاڑنا ہے جو شخص مغلوب و بے اختیار ہو گا وہ ان باتون کے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا

اور جو شخص یہ باتین قصداً کرے تاکہ لوگ دیکھین کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت مین نہ ہو تو یہ حرام ہے اور عین نفاق ہے حضرت ابو القاسم نصیر آبادی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ لوگون کا سماع مین مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمر بن نجید رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ آدمی اگر تیئس برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع مین جھوٹھ موٹھ حالت دکھلائے اے عزیز جان تو کہ وہ صوفی کا منتہے جو گانا سنے اور ساکن رہے کچھ تغیر اُسکے ظاہر مین نہ پیدا ہو اُسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئین بچا سکتا ہے اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور وہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کُنَّا کَمَا کُنْتُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا شاید اُسکے یہ معنی ہون کہ قَوِیَتْ قُلُوْبُنَا یعنے ہمارے دل سخت اور قوی ہوئے کہ ہم اپنے تئین تغیر ظاہری سے بچانے کی طاقت رکھتے ہین اور جو شخص اپنے تئین نہین بچا سکتا اُسے بھی چاہیے کہ جبتک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے اپنے تئین بچائے رکھے اور حال ظاہر نہ ہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت مین حاضر ہوا جب گانا سنتا تو چیخ مارتا حضرت جنید نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت مین نہ رہا کر پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتّٰی کہ بڑے جہد عظیم کو پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اُس کا بیٹ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص نہ خود حالت نہ ظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئین رونے کی طرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے اسواسطے کہ حبشی مسجد مین رقص کرتے تھے اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا دیکھنے تشریف لیگئین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُسکی خوشی مین رقص کیا اور کئی بار پائے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت مین کیا کرتے ہین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت مین تم میرے مانند ہو اُنھون نے بھی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے اُنھون نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے خطا کرتا ہے بلکہ نہایت مرتبہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہین اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال جو اُسکے دل مین پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جائے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا قصداً نہ چاہیے کہ مال ضائع کرنا ہے لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو کہ اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اُس اختیار مین مضطر ہو اور اگر چاہے کہ مین کپڑے نہ پھاڑون تو نہین ہو سکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اُسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے کہ مین نالہ و فریاد نہ کرون تو یہ نہین ہو سکتا اور یہ بات بھی نہین کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اُس سے دستبردار ہو سکے اور آدمی جب ایسا مغلوب ہوگا تو نہ ماخوذ ہوگا لیکن یہ جو صوفیہ اپنے اختیار سے کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بانٹ دیتے ہین اس فعل پر ایک گروہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نہ چاہیے اور معترض نے خود خطا کی ہے کیونکہ کپڑے کو پیراہن سینے کے واسطے بھی ٹکڑے کرتے ہین اگر کپڑے کو ضائع نہ کرین اور کسی مطلب سے ٹکڑے کرین تو درست ہے اسیطرح ٹکڑون کو چارون طرف اس غرض سے جو پراگندہ کرتے ہین کہ سبھون کو اسمین سے نصیب ہو اور اپنی جانماز اور گدڑی مین سی لین یہ بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے چیتھڑے کے چار سو ٹکڑے کر ڈالے اور ہر ٹکڑا ایک ایک فقیر کو دے تو اگر ہر ٹکڑا کام آنیکے قابل ہے تو یہ امر مباح ہے آداب سماع اے عزیز اس بات کو جان کہ سماع مین

تین چیزونکا خیال رکھنا چاہیے وقت کا مکان کا حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہوگا یا کھانے کے وقت یا اُسوقت
جبکہ دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بیفائدہ ہوگا مکان اگر گذرگاہ ہو یا تاریک و بُری جگہ ہو یا کسی ظالم کا مکان ہو ان سب صورتون مین آدمی
پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر متکبر دنیادار یا منکر سماع ہون یا متکلف حاضر ہو کہ ہر وقت تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا غافل
لوگ حاضر ہون کہ خیال باطل پر گانا سنتے ہین یا بیہودہ باتین کرتے ہین اور ہر طرف دیکھتے ہین غفلت محفل نہین کرتے یا محفل مین جوان
مرد ہون اور عورتین دیکھنے آئین کیونکہ اس صورت مین ایک دوسرے کے خیال سے خالی نہ ہوگا ایسا سماع کچھ کام نہین آتا یہی مضمون
تھا جو حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سماع مین زمان مکان اخوان شرط ہین اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہان جوان عورتین
دیکھنے آئین اور جوان مرد اہل غفلت ہون جنپر شہوت غالب ہوتی ہے اسواسطے اسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور
ہر ایک شہوت سے دیکھے گا اور شاید کہ دل بھی اٹک جائے اور یہ امر بہتیرے فسق و فساد کا باعث ہوجائے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس
اہل سماع جب سماع کیواسطے بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب سر جھکا لین اور ایک دوسرے کو نہ دیکھین اور ہر ایک اپنے تئین بالکل اُسکے
حوالے کرے اور درمیان مین بات نہ کرین اور پانی نہ پیین اور ادھر اُدھر نہ دیکھین اور ہاتھ اور سر نہ ہلائین اور تکلف سے کوئی حرکت نہ کرین
بلکہ جسطرح نماز کے تشہد مین بیٹھتے ہین اُسیطرح مؤدب بیٹھین اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھین اور اس امر کے منتظر رہین کہ کیا بات ہمارے دل پر
کھلتی ہے اور اپنے تئین دیکھتے رہین تاکہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہوجائین اور حرکت اور جنبش نہ کرین اگر غلبۂ وجد کے سبب سے کوئی شخص کھڑا
ہوجائے تو اُسکے ساتھ سب کھڑے ہوجائین اگر ایک کی بھی پگڑی گرپڑے تو سب پگڑیان رکھدین یہ سب باتین اگرچہ بدعت ہین صحابہ رضی و تابعین رح
سے منقول نہین لیکن یہ بات نہین ہے کہ جو امر بدعت ہو اُسے نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتین نیک ہین کیونکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ
تعالے فرماتے ہین کہ نماز تراویح مین جماعت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کی ایجاد اور مقرر کی ہوئی ہے اور یہ نیک بدعت ہے
پس جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن حسن خلق اور لوگونکا دل خوش کرنا شرع مین محمود اور اچھی بات ہے
ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اُسکے ساتھ اُنکے اخلاق مین مخالفت کرنا بدخوئی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
خَالِقِ النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ یعنے ہر ایک کے ساتھ اُسکی عادت اور خو کے موافق زندگی بسر کر اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے
سبب سے خوش ہوتے ہین اور بے موافقت نہ کرنے سے رنجیدہ اور متوحش ہوتے ہین تو اُنکی موافقت کرنا سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ
تعالے عنہم جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اسواسطے کہ آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے
لیکن جہان عادت ہو اور نہ اُٹھ کھڑے ہونے سے لوگ متوحش اور ملول ہوتے ہون تو اُنکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہوجانا اولے ہے
اسواسطے کہ عرب کی عادت ہے اور عجم کی عادت اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان مین

امر معروف اور نہی منکر دین کی اصلون مین سے ایک اصل ہے حقتعالے نے سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنا کو اسیواسطے بھیجا اگر یہ اصل مفقود ہو

اور خلق مین سے اُٹھ جائے تو شرع کے سب احکام باطل ہوجائین ہم اسکو تین بابون مین ذکر کرینگے پہلا باب اسکے وجوب کے بیان مین
اَے عزیز جان تو کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص وقت پر بیعذر اسے ترک کریگا گنہگار ہوگا حق تعالے نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ
يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا یہ پیشہ ہو کہ لوگون کو خیر کی طرف بلائین اور اچھے
کامون کا حکم دین بُرے کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فرضیت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون
تو کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نہ کرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالے اور ارشاد کرتا ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ حق سبحانہٗ تعالی نے ذکر فرمایا اور اُسکے ساتھ دینداروں
کی تعریف کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے بدتر ہے اُسے حق تعالی تم پر مسلط کریگا اسوقت
جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اُسکی دعا حق تعالے قبول نہ فرمائیگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالے جلدی عذاب بھیجتا ہے جس مین سب مبتلا ہوجاتے ہین اور
فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمھارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور امر معروف و نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا
ہے جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو جو بات کہتا ہے وہ سب اُسکو مضرت کرینگے مگر امر معروف و نہی منکر اور حق تعالی کا ذکر
اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص بیگناہ ہوتا ہے عوام کے سبب سے حق تعالے اُسپر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے بُرا کام دیکھین
اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون اور چپ ہو رہین اور فرمایا ہے کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارتے ڈانٹتے ہون یا ارتے پیٹتے ہون تم وہان
کھڑے نہ ہو کیونکہ اُس شخص پر لعنت برستی ہے جو دیکھے اور دفع کر سکے پھر دفع نہ کرے اور فرمایا ہے جہان بیجا حرکت ہوتی ہو وہان بیٹھنا
اور باز پُرس نہ کرنا درست نہین ہے کیونکہ یہ باز پُرس کچھ اُسکی عمر اور روزی کو کم نہ کردیگی یہ ابات پر دلیل ہے کہ ظالمون کے گھر یا
ایسی جگہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اور جانیوالا باز پُرس نہ کرسکے بلاضرورت جانا درست نہین ہے اسیواسطے اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار
کیا تھا کہ بازار اور راہ بُرے کامون سے خالی نہین رہتی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص جسکے سامنے کوئی گناہ کیا جائے
اور وہ اُس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان موجود ہی نہین اور اُسکی غیبت مین وہ گناہ ہوا اور اگر وہ اُس گناہ سے راضی ہے تو ایسا ہے کہ
گویا اُسکے سامنے گناہ ہو رہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری یعنی اصحاب تھے اُسکے بعد خدا کی کتاب و رسول کی سنت کے موافق عمل
کرتے تھے اُنکے بعد ایسے لوگ پیدا ہوے کہ منبر پر سوار ہو کر باتین تو اچھی کرتے اور کام بُرے کرتے ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اُن کے
ساتھ جہاد کرے ہاتھ سے جہاد نہ ہوسکے تو زبان سے سہی اگر زبان سے بھی نہ ہوسکے تو دل سے سہی اس سے کم ذرا بھی ایمان نہین ہے
اور فرمایا ہے کہ حق تعالے نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو اُلٹ دے فرشتہ نے عرض کی کہ یا اللہ اس جگہ فلانا شخص ہے اُس نے
کبھی پلک مارتے گناہ نہین کیا مین کیونکر اُلٹ دون فرمایا تو اُلٹ بھی دے کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھکر اُسنے کبھی ترش رو نہین ہوا اُمّ المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا روایت فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے
ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا اُسمین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کے مانند تھے لوگون نے

عرض کی کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ حق تعالے کے واسطے اورون پر غصہ اور بازپرس نہ کرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور بازپرس کرے تاکہ بادشاہ اُسے مارڈالے اگر نہ مارڈالے گا تو پھر قلم اُسپر نہ چلیگا اگرچہ بہت عمر پائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالے نے حضرت یوشع بن نون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار بُرے عرض کی کہ بار خدایا نیکون کو کیون ہلاک کریگا ارشاد ہوا اسواسطے کہ دوسرون سے اُنھون نے دشمنی نہ کی اُنکے ساتھ کھانے اور نشست و برخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز نہ کیا **دوسرا باب احتساب کی شرطونکے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اُسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جب فرض کی شرطین معلوم نہ ہون اُسکا بجا لانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے پہلا رکن محتسب ہے اسکی شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونے کی قابلیت رکھتا ہے اس امر مین علما کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ نہ کیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نہ سکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ اگر ہم احتساب اُسوقت کرین جبکہ بالکل گناہ کیا ہی نہ ہو تو ہرگز احتساب کی صورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تاوقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نہ کرے فرمایا کہ شیطان نے اُسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلہ مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اُسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام نہ کر تو اس کہنے سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اُسے نہین اور اُسکا وعظ کچھ اثر نہ کریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا نہ چاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اُسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اُسکے احتساب کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہیگی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اُنکے ہونٹھ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نہ کرتے تھے بُری باتون سے منع کرتے تھے اور خود اُن باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حق تعالے نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھ اور زور سے ہو جیسے شراب کو دیکھے تو بہا دے چنگ و رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور دکھا کر اُسے منع کرے ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود برا کام نہ کرے

دوسرے پہ اور کو بھی نہ کرنے دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر بُرا ہے اور یہ فعل نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اُنکے بدن سے اُتارے یا آپ تو شراب پیے ہے اور دوسرون کی شراب بہاوے جواب یہ ہے کہ بُرا امر اور ہے اور یہ امر اور ہے یہ امر اسواسطے بُرا ہوا کہ ضروری امر کو اُسنے چھوڑ دیا کچھ اسواسطے بُرا نہین ہوا کہ یہ امر فی نفسہ کرنا نہ چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑھتا ہے اُس فعل کو اسواسطے بُرا جانتے ہین کہ اُسنے ضروری کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود باطل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم اور ضرور تر ہے لیکن دونون واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسی کو شراب خواری سے منع کرنا اُسی وقت واجب ہے جب آدمی نے خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی تو یہ واجب اُس سے ساقط ہو گیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور احتساب کا فرمان لکھدینا ہے یہ شرط نہین ہے اسیواسطے اگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کرتے تھے اگر یہ حکایتین لکھی جائین تو طول ہو جائے اس مسئلہ کی حقیقت اُسوقت کھلے گی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین پہلا درجہ نصیحت اور خدا سے ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہی ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے دوسرا درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوفِ خدا نہین جو ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچّی ہین سچ بات کہنے مین فرمان کی کیا حاجت ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہاتھ سے منع کرے جیسے شراب پھینکدے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسی کے سر پر سے اُتارے یہ کام عبادت کیطرح واجب ہین پہلے باب مین جو ہم نے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت فرمائی ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کرے گا اگر بادشاہ نے اجازت نہ دی ہوگی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا تو اولے یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے درجے بدلتے رہنے کا کچھ تعجب نہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت بات مثلاً احمق اور جاہل اور اُسکی مثل کہکر باپ کو اپنے سے آزردہ کرنا البتہ نہ چاہیے اور باپ اگر کافر ہو تو اُسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدۂ جلّادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے لیکن اُسکی شراب پھینک دینا اور ریشمی کپڑے اُسکے بدن پر سے اُتار لینا اور اگر بطور حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اُسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہر یہ سب درست ہے گو کہ باپ کو غصّہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصّہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب سے باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہین ہوتا جیسے مارنے گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو تو احتساب نہ کرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور اُسکو نصیحت نہ کرے اے عزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیّت کا احتساب بادشاہ پر ایسا ہے جیسے بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سب کے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب اپنے اُستاد پر بہت آسان ہے

اسواسطے کہ یہ بزرگی اُستاد کی نقطۂ دین کے باعث سے ہے اگر اُستاد اُس علم کے موافق جو شاگرد نے اُس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو محال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے گا وہ خوار و ذلیل ہوگا دوسرا رُکن وہ چیز ہے جسمین احتساب ہوئے عزیز جان تو کہ جو کام بُرا ہو اور سر دست موجود ہو اور محتسب اُسکو بے تجسس کیے ہوئے پہچانتا ہو اور اُس کام کا بُرا ہونا یقیناً جانتا ہو تو اُس کام مین احتساب درست ہے تو اُسکی چار شرطین ہوئین پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کام بُرا ہو گو کہ گناہ نہ ہو یا اگرچہ گناہِ صغیرہ ہو مثلاً کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے حالانکہ یہ گناہ نہین ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلّف نہین ہین لیکن یہ فعل فی نفسہ شرع مین بد ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے کہ شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہِ صغیرہ ہو اُسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اُنکے ساتھ کھڑا رہنا اور سونے کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہننا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا اور جو ایسے گناہِ صغیرہ ہون اُن سب مین احتساب کرنا لازم ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اُسکے بعد نصیحت کے سوا اُسکو ستانا درست نہین ہے لیکن حد مارنا حاکم کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آج کی رات شراب پیون تو اسکو ستائے نہین لیکن نصیحت کرسکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیون گا تو بدگمانی کرنا درست نہین ہے لیکن جب کوئی شخص کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر حمام کے دروازے پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اُنکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے تیسری شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسّس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسّس کرنا نہ چاہیے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرلے تو اُسکی بلا اجازت اندر جانا اور اُس سے پوچھنا کہ تو کیا کرتا ہے نہ چاہیے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہین بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اُس کو مخفی رکھنا چاہیے مگر یہ کہ اگر ساز کی آواز اور مستون کے شور کی آواز باہر آتی ہے تو اس صورت مین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپائے لیے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اُسے یہ نہ کہنا چاہیے کہ دامن اُٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسّس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے کہ وہ شراب نہ ہو تو دیکھے کو نہ دیکھا کر ڈالے اگر شراب کی بو آئے تو اُسے پھینکنا درست ہے اور اگر ایسی بربط کسی کے پاس ہو جو بڑی ہو اور کپڑے مین سے اُسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اُسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز ہے تو انجان بنجائے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ساز کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اُتر کر دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شراب خواری کر رہا ہے حقوقِ صحبت کے باب مین ہم نے اس قصہ کو بیان کیا ہے اور ایک دن منبر پر صحابہؓ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بات مین کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی بُرے کام کو دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہین بعضون نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے حد مارنیکو دو گواہ عادل پر موقوف کیا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نہ کریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اپنی دانست پر حاکم کا عمل درست نہین بلکہ اُسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اُس کام کا بُرا ہونا حقیقت مین معلوم ہو گمان اور اجتہاد کا دخل اُس مین نہ ہو پس حنفی جب بغیر ولی کے

نکاح کر دے یا پڑوسی کا شفعہ لے یا جو اور ایسے مسائل ہین اُنپر عمل کرے تو شافعی المذہب کو اسپر اعتراض کرنا درست نہین ہے لیکن اگر
شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کر دے یا نبیذ خرما پیے تو اُسکو منع کرنا درست ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک
درست نہین ہے اور بعضے علمار نے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور اُن ہی کامون مین درست ہے جنکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین
ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے نہو یہ کہنا درست نہین کیونکہ اس امر پر علمار کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام
کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت مین یہ حرام ہے اور جو کوئی قبلہ کے بارہ مین اجتہاد کرے کہ اسطرف ہے اور اُس طرف پشت کرکے نماز پڑھے تو وہ
گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا شخص سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہین کہ یہ درست ہے کہ جو شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کرے
یہ کہنا بیہودہ بات ہے قابل اعتماد نہین بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اُسکا ظن یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام شافعی
رحمہ اللہ تعالے افضل ہین تو خواہش نفسانی کے سوا اور کوئی اُنکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حقتعالی کے جسم کا قائل ہے اور
قرآن کو مخلوق کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالے کو نہین دیکھ سکتے ہین اور ایسی ایسی باتین بکتا ہے اُسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ مالکی
اور حنفی پر احتساب نہ کرین اسواسطے کہ اس قوم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل مین خطائے یقینی نہین معلوم ہوتی لیکن
مبتدع پر ایسے شہر مین احتساب کرنا چاہیے جہان مبتدع لوگ شاذ و نادر ہون اور اہل سنت وجماعت اکثر ہون لیکن جب ایسی دو
جماعتین ہون کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تجھ پر احتساب کرین اور فتنہ برپا کرین تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا
احتساب نہ کرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو اُسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اُسکا فعل گناہ ہو اور اُسکی بزرگی مانع
احتساب نہو جیسے باپ کہ اُسکی بزرگی تنبیہ اور تادیب و اہانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن محتسب دیوانے اور لڑکے کو خواہش سے
منع کر سکتا ہے جیسا مذکور ہو چکا ہے لیکن اس منع کرنیکا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانون کا اناج کھاتے دیکھین تو اُسے
مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہکا دینگے اور منع کرینگے گو یہ واجب نہین ہے لیکن اگر یہ امر آسان ہو اور نہ اس مین کچھ
نقصان ہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور خود اُسکا گواہ ہے اور راستہ دور نہین
تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اُسپر واجب نہین جب کوئی ذی عقل ذی ہوش کسی کا مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے اُس
مین اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے باز آنا یا کسی کو اُس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف
کے نہین ہوتا تو رنج و تکلیف اُٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف ہو جسکی برداشت کی طاقت اُسے نہین ہے اور احتساب سے
غرض اسلام کے شعار کا ظاہر کرنا ہے تو اسمین رنج و تکلیف اُٹھانا واجب ہے مثلاً اگر کہین اس کثرت سے شراب ہے کہ اُسے
پھینکتے پھینکتے ماندہ ہو جائے گا تو اُسے پھینکدینا واجب ہے اور اگر بہت سے کبوتر کسیکا اناج کھاتے ہون اور اُنکے ہانکنے
مین ماندہ ہو جائیگا اور تضیع اوقات ہوگی تو ایسی محنت واجب نہین اسواسطے کہ اُسکو اپنے حق کی حفاظت بھی اُسی طرح کرنا
چاہیے جیسے اورون کے حق کی حفاظت اور وقت اُسکا حق ہے تو کسی کے مال کے بدلے اُسکا ضائع کرنا واجب نہین لیکن دین کے
عوض اوقات صرف کرنا اور گناہ سے منع کرنا واجب ہے اور احتساب مین سب طرح کی محنت اُٹھانا واجب نہین ہے بلکہ اُس مین بھی

تفصیل ہے اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر عاجز ہے تو خود معذور ہے فقط دل سے انکار کرنا واجب ہے لیکن اگر عاجز نہین اور ڈرتا ہے کہ مجکو مارینگے
اور میرا کہنا بیفائدہ ہوگا تو اسکی چار صورتین ہین اول یہ کہ جانے کہ مجھے مارینگے اور اس گناہ سے باز نہ آئینگے اس صورت مین احتساب
واجب نہین مباح ہے کہ زبان یا ہاتھ سے احتساب کرے اور مار دھاڑ پر صبر کرے کہ اسمین ثواب پائیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس سے
افضل کوئی شہید نہین جو بادشاہ کو احتساب کرے حتّٰی کہ مار ڈالا جائے دوسری صورت یہ ہے کہ جانے کہ مین منع کر سکتا ہون اور کچھ
خوف بھی نہین مجھے ہر طرح قدرت حاصل ہے تو اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ گناہ نہین چھوڑتے اور لڑ
بھی نہین سکتے تو شرع کی تعظیم کے واسطے زبان سے احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ وہ جس طرح دلی انکار کرنے سے عاجز نہین
اسیطرح زبانی انکار کرنے سے بھی عاجز نہین چوتھی صورت یہ ہے کہ گناہ کو مٹا سکتا ہو لیکن اُسے مارتے پیٹتے ہین جیسا کہ
شراب کے شیشہ مین پتھر مارے اور وہ اچانک ٹوٹ جائے چنگ و رباب پر پتھر مار دے اور وہ دفعۃً ٹوٹ جائے تو ایسا احتساب
واجب نہین ہے مگر احتساب کرکے ظلم و ستم پر صبر کرنا افضل ہے اگر کوئی شخص کہے کہ حق تعالے نے تو فرمایا ہے لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ
یعنے اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہ معنے
ہین کہ حقتعالے کی راہ مین مال صرف کرین تاکہ ہلاک نہون حضرت براء ابن العازب رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین ہلاکت مین ڈالنا یہ ہے
کہ آدمی گناہ کرے اور کہے کہ حقتعالے میری توبہ نہ قبول فرمائیگا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ گناہ
کرین اور اُسکے بعد کچھ نیکی نہ کرین تو یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے الغرض ایک مسلمان کو درست ہے کہ تنہا کافرونکی صف پر حملہ کرے اور
اُنسے لڑے یہانتک کہ اُسے مار ڈالین تو اگرچہ یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین کہ شاید وہ بھی کسی کو مار سکے اور
کفار دل شکستہ ہون و جانین کہ سب مسلمان ایسے ہی شجاع ہوتے ہین اس امر سے بھی ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر کوئی اندھا یا اپاہج کافرونکی
صف پر حملہ کریگا تو درست نہین کہ اس صورت مین اپنے تئین بیفائدہ ہلاک کرنا ہے اسیطرح اگر ایسا موقع ہے کہ اگر احتساب کریگا تو اُسے
مار ڈالینگے یا رنج پہونچائینگے اور گناہ نہ چھوڑینگے اور وہ جو دین کے باب مین سختی کریگا اُس سے کافر شکستہ دل ہونگے اور کسی کو
فقیر کی رغبت نہ بڑھیگی تو ایسا احتساب بھی نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ بیفائدہ نقصان اُٹھانے سے کیا حاصل اور اس قاعدے
مین دو اشکال ہین ایک یہ کہ اُسکا ہراس شاید بدگمانی اور بزدلی سے ہو دوسرا یہ کہ مار سے نہ ڈرتا ہو جاہ و مال اور قرابتیون
کے رنج سے ڈرتا ہو پہلے اشکال کی تفصیل یہ ہے تو اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اُسے مارینگے تو معذور ہے اور اگر مارنیکا ظن غالب
نہ ہو فقط احتمال ہو تو معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر مارنیکا شک ہو تو ہم کہتے ہین کہ یقیناً احتساب
واجب ہے اور شک سے وجوب نہ جاتا رہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہان سلامتی کا
ظن غالب ہو دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزون اور شاگردون کا ضرر ہو یا اس بات کا
خوف ہو کہ اُسے گالیان دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اُسکے بہت سے اقسام ہین اور ہر ایک قسم کا ایک حکم
ہوگا لیکن جب اپنے حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اُسکی دو قسمین ہین ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آئندہ کوئی چیز فوت ہو جائے گی

مثلاً اُستاد پر احتساب کریگا تو وہ تعلیم سے باز رہیگا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج مین کمی کریگا یا امیر ماہانہ بند کر دیگا یا کچھ کام پڑجائے گا تو حمایت نہ کرے گا ایسی باتون مین احتساب سے آدمی معذور نہین رہ سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہین آیندہ ایک فائدہ کے فوت ہونے کا خوف ہے لیکن اگر بالفعل اس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب ریشمی کپڑے پہنے ہے اگر احتساب کریگا تو وہ اسکی خبر نہ لیگا یا عاجز محتاج ہے توکل نہین کر سکتا فقط ایک شخص اُسکو نفقہ دیتا ہے اگر اُسپر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کر دیگا یا کسی بدذات کے ہاتھ مین پھنسا ہے اور ایک ہی شخص اُسکی حمایت کرتا ہے تو یہ حاجتین فی الحال ہین ممکن ہے کہ سکوت کرکے ان عذرون سے اسے ہم رخصت دین کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہوتے ہین لیکن اُن ضررون کے مقدار احوال سے مختلف ہوگی یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ دین کا خیال کرکے احتساب سے بلا ضرورت ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہوجائیگی مثلاً اسکا مال چھینے لیتے ہین یا اُسکا گھر کھودے ڈالتے ہین یا بدن کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اُسے مارتے ہین یا جاہ و عزت مین خلل پڑجاتا ہے یعنے اُسکو ننگے سر بازار مین ہنڈاتے ہین گو کہ مارتے نہین ہین تو ان سب باتون مین معذور رہوگا لیکن اگر ایسی بات کا اُسے خوف ہے جو مروت مین خلل نہ ڈالے لیکن شان و شوکت مین خلل انداز ہو جیسا کہ اُسے بازار مین پیادہ پالیے جاتے ہین اور مکلّف لباس نہین پہننے دیتے یا اُسکے سامنے سخت اور سُست کلام کرتے ہین تو ان سب باتون مین جاہ کی ترقی ہے ایسے سببون سے معذور نہ ہوگا اسواسطے کہ ایسے کامونکی مداومت شرع مین نازیبا ہے مگر حفظ مروت البتہ شرع مین مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اُسکی غیبت کرینگے یا گالی دینگے اور اس سے عداوت رکھین گے اور کامون مین اُسکی متابعت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتین ہرگز عذر نہین ہوسکتین اسواسطے کہ کسی محتسب کو ان آفتون سے چارہ نہین لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہون مین بھی ترقی ہوگی تو اس عذر سے احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب مین ان باتون کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود زاہد ہے اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہین رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائین گے تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق مین صبر کرنا روا ہے اور اُنکے حق مین ناروا ہے بلکہ اُنکی رعایت کرنا دین کا حق ہے اور وہ ضرور ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ احتساب کے آٹھ درجے ہین پہلے حال جاننا پھر اُس شخص کو بُرائی سمجھا دینا پھر نصیحت کرنا پھر کڑی بات کہنا پھر ہاتھ سے اُسکے بُرے کام کو بدلنا پھر زخمی کرنے کی دھمکی دینا پھر مارنا پھر ہتھیار کھینچنا اور مددگارون کو بلانا پہلا درجہ احوال کا جاننا ہے چاہیے کہ محتسب پہلے یقینی پہچانے اور تجسّس نہ کرے دروازے اور چھت پر چھپ کر باتین نہ سنے اور پڑوسیون سے نہ پوچھے اور اگر دامن مین کوئی بُری چیز کسی نے چھپائی ہے تو ہاتھ سے نہ ٹٹولے لیکن بے تجسّس کیے اگر ساز کی آواز سنے یا شراب کی بو سونگھے تو احتساب کرنا درست ہے اور اگر دو شاہد اُسے خبر دین تو قبول کرے اور دو عادل کے کہنے سے بے اجازت گھر مین گھس جانا درست ہے مگر ایک گواہ کا قول سنکر اندر نہ جانا اولے ہے اسواسطے کہ گھر اُس کی ملک ہے اور ایک گواہ عادل کے قول سے حق ملکیت باطل نہ ہوگا کہتے ہین کہ لقمان کی انگوٹھی مین یہ کُھدا تھا کہ ظاہری بُرائی کا چھپانا گمان کی ہوئی بات پر رسوا کرنے سے اولے ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اُس کام کی بُرائی بیان کردے کہ شاید ایسا کوئی کام کرتا ہو

جسکی برائی سے بے خبر ہو جیسا کہ کوئی گنوار مسجد مین نماز پڑھتا ہو اور رکوع و سجود پورے نہ کرتا ہو یا اُسکے جوتے مین نجاست لگی ہو کہ
گر جانتا تو اس طرح نماز نہ پڑھتا تو اُسکو آگاہ کرنا اور سکھانا ضرور ہے اور سکھانے کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور سہولت سے سکھائے
اور وہ خفا نہ ہو کسی مسلمان کو بے ضرورت خفا کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ جب کسی کو تو کچھ سکھائے گا تو حقیقت مین اُسے نادان بنائیگا
اور اُسکا عیب بتائے گا اس زخم کو بے مرہم کے کوئی سہہ نہین سکتا مرہم یہ ہے کہ تو عذر کرے اور کہے کہ کوئی مان کے پیٹ سے
سیکھ کر نہین آتا اور جو کوئی نہین جانتا تو یہ اُسکے مان باپ اور اُستاد کا قصور ہے شاید تمھارے پڑوس مین کوئی ایسا عالم نہین
ہے جو تمھین سکھائے غرض ایسی باتون سے اُسکا دل خوش کرے اور جو کوئی ایسا کام نہ کرے یا کوئی ناخوش ہوگا تو اُسکی مثال
اس شخص کی ایسی ہے جو کپڑے مین بھرا ہوا خون پیشاب سے دھوتا ہے یعنے ایک نیکی کرے گا دوسرا گناہ اُس سے سرزد
ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ پند و نصیحت نرمی سے کرے سختی سے نہین اس واسطے کہ جب کرنے والا خود جانتا ہے کہ وہ
حرام ہے تو اُسکے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین تخفیف کرنا چاہیے اور نرمی اُسمین یہ ہے کہ مثلاً جب کوئی شخص غیبت کرتا ہو
تو یون کہے کہ ایسا کون ہے کہ اُن عیبون سے پاک ہو جو ہم مین ہین تو اپنے عیب پر نظر کرنا اولے ہے یا غیبت کی سزائے اُخروی
احادیث پڑھ کر سنا دے یہان ایک بڑی آفت ہے جس سے بچنا ممکن نہین مگر جسے خدا توفیق دے اسواسطے کہ نصیحت کرنے مین نفس
کی دو بزرگیان ہین ایک یہ کہ اپنے علم اور زہد کی بزرگی ظاہر کرتا ہے اور دوسری بزرگی حکومت اور فوقیت کی ہے اور آدمی پر
یہ دونون باتین محبت جاہ سے پیدا ہوتی ہین آدمی کا مقتضائے طبع یہی ہے کہ اکثر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مین نصیحت وعظ کرتا ہون اور
شریعت کا متبع ہون لیکن حقیقت مین وہ محبت جاہ کا مطیع بنا ہوا ہے اور اُسکا یہ گناہ اُس بُرے کام سے جو دوسرا کرتا ہے
بدتر ہوگا تو اس صورت مین اپنے دل مین سوچے اگر خود بخود یا دوسرے کی نصیحت کے سبب سے اُس شخص کے توبہ کرنے کو اپنی
نصیحت کی بدولت توبہ کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہے اور نصیحت کرنے سے کراہت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو زیبا ہے
نصیحت کیا کرے اور اگر اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ یہ میری ہی نصیحت کے جہت سے توبہ کرے تو خدا سے ڈرنا چاہیے
کیونکہ وہ اس نصیحت سے اُسے اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہین حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے عرض کی کہ
آپ اُس شخص کے بارے مین کیا ارشاد کرتے ہین جو پاس جاکر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اُسے
کوڑے مارین لوگون نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اُسے قتل کر ڈالین کہا وہ جان دینے
کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اُس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب یعنی خودپسندی
ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کرون اور مین سمجھا کہ وہ مجھے
مار ڈالے گا اس امر سے تو مین نہین ڈرا لیکن وہان بہت لوگ حاضر تھے مین ڈرا کہ لوگ مجھے راستی اور سختی کی صفت
پر دیکھین گے اور یہ امر میرے دل کو پسند آئے گا تو مین بے اخلاص مارا جاؤن گا چوتھا درجہ کڑی بات کہنا ہے اس مین
دو ادب ہین ایک یہ کہ جب تک نرمی اور مہربانی سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب

یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لائے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلاً ظالم فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اس واسطے کہ جو شخص گناہ
کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا
ہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے اور سمجھے کہ حق تعالے مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اسوقت
درست ہے جب یہ اُمید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہ ہوگی تو ترشرو ہو کر اُسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اُسکی طرف سے منھ
پھیرے پانچوان درجہ ہاتھ سے بُرے کام کو بدل دینا اس مین بھی دو ادب ہین ایک تو حتی الامکان اُس سے کہے کہ بدل ڈال
مثلاً اُس سے کہے کہ ریشمی لباس اُتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت مین مسجد سے دور ہو
دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زبانی کہنا کافی نہ ہو تو ہاتھ پکڑ کر اُسے وہان سے نکالدے اور پھر اس باب مین ادب یہ ہے کہ تھوڑے کام پر اکتفا
کرے مثلاً ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے تو اُسکی ڈاڑھی نہ پکڑے اور ٹانگ پکڑ کر نہ کھینچے اور اگر ساز توڑتا ہے تو ریزہ ریزہ نہ کرے اور
ریشمی کپڑا آہستہ سے اُتارے تاکہ پھٹنے نہ پائے اور شراب پھینک سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہین پھینک سکتا کہ اُس کے ہاتھ
مین نہین ہے تو پتھر مار کر توڑ ڈالنا درست ہے اُسکا تاوان لازم نہ آیگا اور اگر قرابے کا منھ تنگ ہے اور جبتک یہ شراب پھینکے پھینکے
تب تک اُسے پکڑ کر مارین گے تو اس صورت مین اُسے توڑ کر چلدے جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا مین یہ حکم تھا کہ جس چیز مین شراب
ہو اُسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہو گیا بعضے علماء نے کہا ہے کہ وہ شراب کے خاص برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہین ہے
اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اُسپر تاوان لازم آیگا چھٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہے مثلاً یون کہے کہ شراب پھینک نہین تو
تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو ایسا کہنا درست ہے اسمین بھی دو ادب ہین ایک یہ کہ ایسی چیز سے
تہدید نہ کرے جو درست نہ ہو مثلاً یون نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا اور تیرا گھر کھود ڈالون گا اور تیرے جورو
لڑکون کو ستاؤن گا دوسرا ادب یہ ہے کہ تہدید مین وہی بات کہے جو کر سکتا ہو تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے یون نہ کہے کہ تیری گردن
مارونگا سولی دون گا اور اگر جتنا قصد رکھتا ہے اُس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اُسے بہت ہراس ہوگا تو اس
مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا کہ دو آدمیون مین صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے ساتوان درجہ
ہاتھ پاؤن اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے یہ مراد ہے کہ آدمی
بے مار کھائے گناہ نہ چھوڑے لیکن جب گناہ چھوڑ دیا تو مارنا درست نہین ہے کہ گناہ کے بعد سزا دینے کو تعزیر اور حد کہتے ہین
تعزیر دینا اور حد مارنا بادشاہ کو پہونچتا ہے اس مین یہ ادب ہے کہ جبتک ہاتھ سے مارنا کافی ہو تو لکڑی سے نہ مارے اور
منھ پر نہ مارے اگر یہ کافی نہ ہو تو تلوار کھینچکر ڈرائے اگر کوئی شخص کسی عورت کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہو اور بے تلوار دھمکائے
اُسے نہ چھوڑے تو تلوار کھینچنا درست ہے اگر محتسب اور اُس شخص کے درمیان ندی حائل ہو تو کمان مین تیر رکھ کر کہے کہ
اگر تو ایسے کام سے باز نہین آتا تو تیر مارتا ہون اگر باز نہ آئے تو تیر مارنا درست ہے لیکن ران اور پنڈلی پر مارنا چاہیے نازک
جگہ پر تیر نہ مارے آٹھوان درجہ اگر محتسب اکیلا کافی نہ ہو تو لوگون کو جمع کرے اور لڑے اور شاید فاسق بھی لوگون کو جمع کرے

اور مقابلہ کی نوبت آئے تو کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جب ایسا ہو تو بادشاہ کی بے اجازت نہ چاہیے اسواسطے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا اور فساد
پیدا ہوگا اور کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جسطرح کافرون کے ساتھ جہاد کرنا بے حکم بادشاہ درست ہے فاسقون کے ساتھ جنگ کرنا بھی درست ہے اسواسطے
کہ اگر محتسب مارا جائیگا تو شہید ہوگا **محتسب کے آداب** اے عزیز جان تو کہ محتسب کو تین خصلتین ضرور ہین علم زہد حُسنِ اخلاق اسواسطے
کہ اگر اُسے علم نہ ہوگا تو بُرے بھلے کام مین تمیز نہ کر سکیگا اور اگر زہد نہ ہوگا تو اگرچہ تمیز کر سکے گا لیکن اُسکا کام غرضِ نفسانی سے خالی نہ ہوگا
اور اگر اُسمین حُسنِ خلق نہ ہوگا تو لوگ جب اُسے ایذا پہونچائین تو غصّے کے سبب سے خدا کو بھول جائیگا اور حد سے قدم بڑھاویگا ہر ایک کام نفسانیت
سے کریگا حقانیت سے نہین اس صورت مین اُسکا احتساب معصیت کا سبب ہوگا اسیواسطے ایکبار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے ایک کافر کو دے مارا کہ مار ڈالین اُس کافر نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک مارا آپ نے اُسے چھوڑ دیا اور فرمایا جب مجھے غصّہ آگیا تو
مین ڈرا کہ اب یہ قتل کرنا حق تعالےٰ کیواسطے نہ ہوگا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک شخص کو درّے مار رہے تھے اُس
کمبخت نے آپکو گالی دی آپ نے اُسے مارنا موقوف کر دیا لوگون نے پوچھا کہ آپ نے کیون چھوڑ دیا فرمایا کہ ابتک مین اُسے خدا کیواسطے
مارتا تھا اب اُسنے مجھے گالی دی اب جو مارونگا تو یہ مارنا غصّے سے ہوگا اسیواسطے حضرت سرور کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ نے فرمایا ہے
احتساب نہ کرے مگر وہ شخص جو جس کام مین امر یا نہی کرتا ہے اُسکا عالم ہو اور اُسمین حلیم ہو اور اُسمین نرمی والا ہو اور حضرت
حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ تو جس کام کا حکم کیا چاہتا ہے چاہیے کہ پہلے تو خود اُسپر عمل کرتا ہو یہ امر آداب مین سے
ہے شرط نہین اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یارسول اللہ جبتک ہم سب خود عمل نہ کرلین
تب تک کیا امر معروف اور نہی منکر بھی نہ کرین فرمایا کہ ایسا نہین ہے اگرچہ وہ کام تم سب سے ادا نہ ہو لیکن احتساب ترک نہ کرو اور
آداب احتساب مین یہ بھی ہے کہ محتسب صابر رہے اپنے اوپر رنج سہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ تو جو شخص رنج پر صبر نہ کریگا اُس سے احتساب نہ ہو سکے گا اور ضروری آداب مین سے ایک
یہ بھی ہے کہ محتسب کم علائق اور کم طمع ہو کیونکہ جہان طمع دامنگیر ہوگی احتساب باطل ہو جائیگا ایک کی مشائخ سے یہ عادت تھی کہ
قصائی سے بلّی کے واسطے چھیچھڑے لیا کرتا تھا ایک دن اُس قصائی سے کوئی بُری بات دیکھی پہلے اپنے گھر مین جا کر بلّی کو دفع
کیا بعدہٗ قصائی پر احتساب کیا قصائی کہنے لگا بھلا کیا اب چھیچھڑے نہ مانگو گے جواب دیا کہ مین پہلے سے بلّی کو دفع کر کے احتساب
کے واسطے آیا ہون اور جو شخص یہ بات چاہتا ہوگا کہ لوگ مجھ سے محبّت کرین اور میرے مداح اور مجھ سے راضی رہین وہ
شخص احتساب نہ کریگا حضرت کعب الاحبار نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے پوچھا کہ تیری قوم مین تیرا کیا حال
ہے کہا اچھا حال ہے اُنھون نے کہا کہ توریت مین لکھا ہے کہ جو شخص احتساب کرتا ہے وہ اپنی قوم مین ذلیل و خوار رہتا ہے
اُنھون نے کہا کہ توریت سچ کہتی ہے اور ابو مسلم جھوٹ کہتا ہے اے عزیز جان تو کہ احتساب کی اصل یہ ہے کہ اُس گنہگار کیواسطے
جو گناہ کرتا ہے محتسب دلسوز رہے اور اُسے شفقت کی نظر سے دیکھے اور اُسے اسطرح منع کرے جس طرح کوئی اپنے فرزند کو
منع کرتا ہے اور نرمی کرے کسی محتسب نے خلیفہ مامون سے احتساب کے وقت سخت گفتگو کی خلیفہ مامون نے کہا کہ اے

جوانمرد حق تعالےٰ نے تجھسے زیادہ بہتر آدمی کو مجھسے زیادہ بدتر آدمی کے پاس بھیجکر حکم فرمایا ہے کہ اس سے نرمی کے ساتھ بات کر یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجکر ارشاد فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا یعنے نرمی کے ساتھ بات کرو شاید فرعون قبول کرے بلکہ آدمی کو چاہیے کہ اس امر مین حضرت سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰة والثنا کی پیروی کرے ایک جوان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین زنا کرون صحابہؓ اُسپر چلّانے لگے اور چاہا کہ اُسے ماربن آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُسے مارو نہین پھر اُسے اپنے پاس بلاکر زانو سے زانو بھڑاکر بٹھایا اور پوچھا کہ اے جوان کیا تو اس امر کو روا رکھتا ہے کہ کوئی شخص تیری مان کے ساتھ ایسا فعل کرے اُسنے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا کہ اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے پھر آپ نے پوچھا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے اُسنے عرض کی کہ نہین فرمایا کہ اور لوگ بھی یہ روا نہین رکھتے پھر ارشاد فرمایا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ کوئی تیری بہن کے ساتھ ایسا بُرا کام کرے یا تیری پھوپھی یا خالہ کے ساتھ اسیطرح ایک ایک کے باب مین آپ اُس سے سوال کرتے تھے وہ عرض کرتا تھا کہ نہین آپ فرماتے تھے کہ اسیطرح اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے ہین پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے اُسکے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ بار خدایا اسکے دلکو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کو بچائے رکھ اور اسکا گناہ بخشدے آخر وہ جوان آپ کی خدمت فیضدرجت سے پھرا اور تمام عمر زنا سے زیادہ کسی چیز کو اپنا دشمن نہ جانتا تھا حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے لوگون نے کہا کہ سفیان عیینہ بادشاہ سے خلعت لیا کرتے ہین فرمایا کہ بیت المال مین اُنکا حق اس سے زیادہ ہے پھر حضرت فضیلؒ نے سفیان کو تنہائی مین دیکھکر اُن پر غصہ کیا اور ملامت کی سفیان نے کہا کہ ابو علی مین اگرچہ صالحین مین سے نہین ہون لیکن صالحین سے مجھے محبت ہے صلت ابن اشیم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے شاگردون کے ساتھ بیٹھے تھے اُدھر سے ایک شخص کا گذر ہوا اُسکا تہبند زمین مین لوٹتا تھا جیسا متکبران عرب کی عادت ہے اور اس امر کی شرع مین ممانعت ہے شاگردون نے چاہا کہ اُس شخص کے ساتھ سختی کرین اُنھون نے اپنے شاگردون سے کہا تم چپ رہو مین اسکی تدبیر کرتا ہون پھر اُسکو پکار کر کہا کہ اے برادر مجھے تجھ سے کچھ کام ہے اُسنے پوچھا کیا کہا کہ تہبند اُٹھائے اُسنے کہا بہت خوب پھر اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر مین سختی سے کہتا تو وہ قبول نہ کرتا اور گالی دے بیٹھتا ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑکر چھُری کھینچی تھی کسی کی یہ جرأت نہ پڑتی تھی کہ اُسکے سامنے جائے اور عورت چلّاتی تھی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اُسکے پاس جاکر کاندھے سے کاندھا بھڑا دیا وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور اُسکے بدن سے پسینا بہنے لگا اور عورت اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجھ پر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملاکر آہستہ سے یہ کہا کہ حق تعالےٰ دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے اُس کے اس کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اُسنے کہا کہ آہ اب اس ندامت کے ساتھ اُن کی زیارت کیونکر کرون اُسی وقت سے اُس شخص کو بخار چڑھا اور ایک ہفتہ مین مرگیا

تیسرا باب اُن منکرات کے بیان مین جنکا رواج عادةً ہے

اے عزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بُری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو اب اس کے اصلاح پذیر ہونے سے یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اُن کامون سے بھی ہاتھ کھینچا ہے جنکی قدرت

رکھتے ہین جو دیندار ہین اُنکا یہ حال ہے اور جو اہلِ غفلت ہین وہ خود اس رواج سے راضی ہین اَے عزیز جس چیز پر تو قادر ہے اُسین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً سب کا بیان کرنا ممکن نہین یہ منکرات بعضے ساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمّامون اور گھرون مین منکرات مساجد یہ ہین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھے اور رکوع وسجود اچھی طرح ادا نہ کرے یا قرآن پڑھے اور راگدھاری کرے یا مؤذن لوگ اکٹھا ہوکر اذان دین اور الحان سے بہت بڑھائین اس سے نہی وارد ہوئی ہے اور حی علی الصّلوٰۃ حی علی الفلاح کہنے کے وقت تمام بدن قبلہ کی طرف سے پھیرلین اور یہ کہ خطبہ پڑھنے والا ریشمی لباس پہنے اور سونا چڑھی تلوار باندھے یہ فعل حرام ہے اور یہ کہ لوگ مسجد مین ہنگامہ کرین قصّے کہین اشعار پڑھین تعویذیا اور کچھ بیچین اور یہ کہ لڑکے اور دیوانے اور مست مسجد مین آئین اور شور مچائین اور نازیون کو اُن سے اذیّت ہو لیکن اگر کوئی لڑکا چپ رہتا ہے اور دیوانہ اذیت نہین دیتا اور مسجد ناپاک نہین کرتا تو اُسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اُسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینۂ منورہ کی مسجد مین پھری گدکا کھیلتے تھے اور ام المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو بازیگاہ ٹھہرالین تو منع کرنا چاہیے اگر کوئی شخص خیّاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اُس سے کچھ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے لیکن ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دکان بنائے گا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب سے مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نہ کرے مثلاً وہان ہمیشہ حکمرانی کرنا اور قبالہ لکھنا نہ چاہیے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسواسطے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا نے کبھی کبھی مسجد مین حکمرانی کی ہے لیکن حکمرانی کرنے کے واسطے جلوس نہ فرماتے تھے اگر دھوبی مسجد مین کپڑے سُکھائین اور رنگریز کپڑے رنگین یا خشک کرین تو یہ سب کام بُرے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین بیٹھ کر قصّہ کہین اور اُن مین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون مین نہ ہون تو اُن لوگون کو وہان سے نکال دینا چاہیے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بناتے سنوارتے ہین اور شہوت اُن پر غالب ہے اور مسجع عبارت بولتے ہین یا گاتے ہین اور جو ان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ ہے مسجد کے باہر بھی یہ فعل نہ کرنا چاہیے بلکہ واعظ ایسا شخص چاہیے جسکا ظاہر صلاحیت سے آراستہ ہو اور دینداروں کا لباس پہنے اور یہ کسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھ ایسا مل بیٹھین کہ اُنکے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو بلکہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے زمانے مین عورتون کو مسجد مین جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جاتی تھین اور حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اس زمانہ کا حال دیکھتے بیشک عورتون کو مسجد مین جانے سے منع فرماتے اور منجملہ منکرات یہ ہے کہ مسجد مین کچہری لگائین اور بانٹ چونٹ کیا کرین اور معاملہ اور حساب چکایا کرین یا بیٹھ کر اُسے تماشاگاہ بنائین غیبت اور بیہودہ گوئی مین مشغول ہون یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہے بازارون کے منکرات یہ ہین کہ خریدار سے جھوٹ کہین اور مال کا عیب چھپائین بانٹ ترازو

وگز درست نہ رکھین اور مال مین دغا کرین عید کے دن لڑکون کے واسطے راگ کے ساز اور حیوانون کی تصویرین بیچین نوروز
کے واسطے لکڑی کی ڈھال تلوار بیچین سدہ[1] کے واسطے مٹی کا بھوپو اور پپیہا بیچین یا رفو کیا ہوا اور دھویا ہوا پرانا کپڑا نیا
کر کے بیچین ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جس مین دغا بازی ہو اور سونے چاندی کی انگیٹھی یا کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان
چیزون مین بعضی حرام ہین بعضی مکروہ اور جانورون کی تصویرین حرام ہین اور وہ جو سدہ اور نوروز کے واسطے بیچتے ہین
جیسے لکڑی کی ڈھال تلوار اور مٹی کا بھوپو اور پپیہا یہ چیزین فی نفسہا حرام نہین ہین بلکہ آتش پرستون کا رویّہ ظاہر کرنے سے
حرام ہیں اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیزان دنون کے واسطے بنائین وہ درست نہین بلکہ نوروز کے سبب سے بازار دکا
آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلّفات زیبا کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو مٹانا چاہیے حتّٰی کہ کوئی اس کا نام
بھی نہ لے بعضے علمائے متقدمین نے کہا ہے کہ مسلمان کو اُس دن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ مٹھائی وغیرہ اُسکے کھانے مین نہ آئے
اور سدہ کی رات چراغ بتی ہرگز نہ کرنا چاہیے تاکہ آگ بالکل نظر ہی نہ آئے اور محققین نے کہا ہے کہ اس دن روزہ رکھنا یہ
بھی اُس دن کو یاد کرنا ہے اور کسی وجہ سے اُسدن کو یاد ہی کرنا نہ چاہیے بلکہ اور دنون کے مانند اسے چھوڑنا چاہیے علیٰ
ہذا القیاس سدہ کی رات کو بھی تاکہ اُسکا نام ونشان باقی نہ رہے **شاہراہ کے منکرات** یہ ہین کہ راہ مین ستون گاڑکر
دُکان بنائین کہ راستہ تنگ ہو جائے یا درخت لگائین اور سائبان چھجا پر نالہ نکالین کہ اگر کوئی سوار نکلے تو ٹکر لگے
یا ٹھیکی لگائین یا جانور باندھین کہ اُسکے سبب سے راستہ تنگ ہو جائے ایسی باتین درست نہین مگر بقدر حاجت جیسے کہ بوجھ
اُتار کر فوراً گھر مین لیجائے کانٹے لدے ہوئے گدھے تنگ گلی مین نہ لائین جس سے لوگون کے کپڑے پھٹ جائین مگر یہ کہ ایک راستے
کے سوا اور کوئی راہ نہ ہو اس صورت مین حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ اُسپر بوجھ لادنا نہ چاہیے
اور قصائی کو بازار مین بکرا ذبح کرنا اور بنانا نہ چاہیے کہ لوگون کے کپڑے خراب ہون گے بلکہ بکرا ذبح کرنے اور بنانے کی جگہ دُکان
مین بنائے اور بازار مین خربزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگون کے پاؤن پھسلین یہ بھی نہ چاہیے اور جو شخص
راستے مین برف پھینکے یا اُسکے کوٹھے کا پانی راہ مین گرے اُسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہان سب لوگون کے
گھر کی موریان بہتی ہون اُسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگون کو اس کام کی طرف لائے اور کسی کو
اپنے دروازے پر ایسا کتّا رکھنا نہ چاہیے جس سے لوگون کو خوف ہو اگر راستہ نجس کرنے کے سوا اور کچھ تکلیف کتّے سے نہ ہو تو
منع نہ کرنا چاہیے کیونکہ اُس سے بچاؤ ممکن نہین اور اگر راستہ مین کتّا سو جائے جسکے سبب سے راہ تنگ ہو جائے تو یہ بھی نہین چاہیے
بلکہ کتّے والے کو بھی کتّا لیے ہوئے راہ مین بیٹھنا یا سونا نہ چاہیے **حمّام کے منکرات** یہ ہین کہ ناف سے زانو تک ستر عورت
نہ کرے یا کوئی شخص کھڑا ہوا اُسکے سامنے ران کھول کر ملے اور میل چھڑائے بلکہ لنگی کے اندر ہاتھ ڈال کر بھی ران کو
پکڑنا نہ چاہیے اسواسطے کہ جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمّام کے دروازے پر حیوانات کی صورتین بنانا بھی منکرات مین سے ہے

[1] بہمن کے دسوین دن کا نام ہے اس دن فارسی لوگ عید کرتے ہین ۱۲۔

اُنھین مٹادینا یا وہان سے خود نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کے مذہب مین نجس ہاتھ یا ناپاک برتن تھوڑے پانی مین ڈالنا منکرات سے ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ کے مذہب مین درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نہ کرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات ہے اور منکرات ہین اُنکو طہارت کے بیان مین ہم نے ذکر کیا ہے مہمانی کے منکرات یہ ہین ریشمی فرش چاندی کی انگیٹھی گلاب پاش عطر دان چھنگیر اور وہ پردے جن مین تصویرین بنی ہون اگر تکیہ بچھونے مین تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین جو انگیٹھی بصورت جانور ہو وہ منکر اور بد ہے اور اگر گانا ہوتا ہو اور جوان رنڈیان جوان مردون کو دیکھنے آئین تو اس سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین ان سب باتون پر حسبت اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہین کرسکتا تو وہان سے باہر چلا جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اُٹھکر چلے گئے علیٰ ہذا القیاس اگر مجلس مین کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہنے ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے اور اگر تمیز دار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نہ چاہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اُسیطرح مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اُسکی عادت ہوجائے گی تو جوانی کے بعد بھی اُسکا شوق رہے گا لیکن لڑکا اگر تمیزدار نہ ہو اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہین جانتا ہو تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل مین کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ اور فحش بک بک کر لوگون کو ہنساتا ہے تو وہان اُسکے ساتھ بیٹھنا نہ چاہیے اے عزیز منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تو نے پہچان لیا تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کرے واللہ اعلم بالصواب۔

دسوین اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالےٰ کی خلافت ہے اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد مین اثر نہین اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اُسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اُسے حق تعالےٰ نے اس جہان مین کاہیکو بھیجا ہے اور اُسکی قرارگاہ کہان ہے دُنیا اُسکی منزل گاہ ہے قرارگاہ نہین اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم اُسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اُسکی منزل کی انتہا ہے اور وطن اُسکے سوا ہے جو برس اور مہینا اور دن اُسکی عمر سے گزرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اُس کے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے جو شخص پل پر گزرے اور پل کی عمارت مین اوقات گزارے اور اپنی منزل گاہ بھول جائے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھ نہ طلب کرے اور دنیا مین اُسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچھ حاجت سے زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہے گا کہ میرے تمام خزانون مین خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہ ہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کرے گا اُس مین سے بقدر کفایت ہی اُسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اُسپر

جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ حلال کا مال ہوا گر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا
اور بے رنج اُٹھائے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اُس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا
کدورت ہے اُسکے سبب سے لذتِ آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائے گی تو چند روزہ صبر
کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہین کہ اگر آجکی رات تو اس معشوق پاس
جائیگا تو پھر اُسے ہرگز نہ دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات تو صبر کریگا تو بے رقیب و بے مخل صحبت کے ہزار شبون کے واسطے لوگ اُس
معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اسکا عشق اگرچہ حد سے زائد ہو مگر بے تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اُسے آسان ہوگا
اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہے بلکہ اُس سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم
وخیال مین نہین آسکتی اسواسطے کہ اگر فرض کرین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کو کاکن کے دانون سے بھردین اور ہزار ہزار
برس کے بعد ایک چڑیا اُس مین سے ایک ایک دانہ چگے تو وہ کاکن کے دانے سب تمام ہوجائین اور مدت ابد مین سے کچھ بھی کم نہ ہو
تو آدمی کی عمر مثلاً سو برس کی ہو اور مشرق سے مغرب تک تمام ممالکِ روئے زمین کی سلطنت صاف بے مخالف اُسے ملے تو بھی آخرت کی
سلطنت ابد تک کے مقابلے مین اُسکی کیا قدر ہے پھر جس کسی کو دنیا مین تھوڑا ہی سا حصہ ملے اور وہ بھی صاف نہ ہو اور جو کچھ ہو اسمین
بہت سے خسیس اور کمینے اس سے بڑھ بڑھ کر ہوتے ہین تو سلطنت جاوید کو اس حقیر اور سراپا کدورت کام کے عوض بیچنے کا کیا موجب ہے
تو حاکم ہو خواہ محکوم سب کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتین کیا کرے اور اپنے دل پر اس مضمون کو تازہ کر لیا کرے تاکہ چند روز
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگانِ خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالے کی خلافت بجالانا اُسپر آسان ہوجائے
آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اُس طور پر مشغول نہ ہو جو صلاح دنیا ہے سواسطے
عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالے کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایک دن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے
کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سائے مین ہونگے تو انمین سے پہلا بادشاہِ عادل ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ بادشاہِ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق مستعدِ عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل
حق تعالے کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ اس خدا کی قسم
جسکے دستِ قدرت مین محمدؐ کی جان ہے کہ تمام رعایا کے عمل نیک جتنے ہوتے ہین ہر روز بادشاہِ عادل کے بھی اتنے ہی عمل
نیک فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اُسکی نماز ستر ہزار نمازون کے برابر ہے جب ایسا امر ہے تو اس سے زیادہ اور کیا لوٹ ہوگی
کہ حق تعالے جسے منصبِ سلطنت دے اُسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوجائے اور کوئی شخص جب اس نعمت کا حق
نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش مین مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی بن پڑتا ہے کہ بادشاہ
دس قاعدون کو اپنی نگاہ مین رکھے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہو اُسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت ہے اور بادشاہ

اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق مین پسند کرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کرے گا تو فرمانروائی مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا سائے مین بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین دھوپ مین تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سایہ مین ہین اور اصحابؓ دھوپ مین اتنی سی بات مین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پائے اور جنت مین جائے اُسے چاہیے کہ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز اپنے واسطے نہین پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نہ کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اُٹھے اور خدا کے سوا اور کسی سے اُسکا دل لگا ہے وہ مرد خدا نہین ہے اور اگر مسلمانون کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہین ہے **دوسرا قاعدہ** یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندون کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اُسکے خطرے سے حذر کرتا رہے اور جبتک کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت مین مشغول نہ ہو اسواسطے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنا سب نفلون سے بہتر ہے ایک دن خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالے ظہر کے وقت تک خلق کے کام مین مصروف رہے اور تھک گئے گھر مین گئے کہ دم بھر آرام لے لون اُن کے بیٹے نے کہا کہ آپ کو کس سبب سے اطمینان ہے شاید اسیوقت موت آجائے اور کوئی شخص آپکے دروازے پر منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہجائین اُنھون نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اُٹھے اور فوراً باہر نکل آئے **تیسرا قاعدہ** خواہش مین مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نہ کرے بلکہ ہر بات مین قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے عدل کرنا ممکن نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو تمھارے ناپسند ہو وہ تم نے کیا سنا کہا مین نے سنا ہے کہ ایک بار مین دو طرح کا سالن آپ کے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو پیراہن رکھتے ہین ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اس کے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہین فرمایا کہ یہ دونون باتین غلط ہین **چوتھا قاعدہ** یہ ہے کہ جب تک ہوسکے ہر ایک کام مین نرمی کرے سختی نہ کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت مین اُس کے ساتھ خدا نرمی کرے گا اور دعا کی اور کہا کہ بار خدایا جو حاکم رعایا کے ساتھ نرمی کرے تو اُسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اُسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجا لائے اُسکے حق مین حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجالانے مین قصور کرے اُسکے حق مین حکومت بڑی چیز ہے ہشام ابن عبد الملک خلفا مین سے تھے اُنھون نے ابو حازم جو علما کبار مین سے تھے اُن سے پوچھا کہ حکومت مین نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے ایسی جگہ سے لے جہان حلال درم ہو اور ایسی جگہ صرف کر جو مستحق ہو کہا یہ کوئی کرسکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کرسکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو **پانچوان قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت کے ساتھ سب رعایا اُس سے خوش رہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب حاکمون سے بہتر وہ حکام ہین جو تمھین دوست رکھین اور تم اُنھین دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہین جو تمھین دشمن رکھین اور تم اُنھین دشمن رکھو

اور وہ تمھین لعنت کرین تم اُنھین لعنت کرو اور حاکم کو لوگون کی تعریف کرنے سے مغرور ہونا نہ چاہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سب اُس سے
خوش ہین شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہون بلکہ معتمد لوگون کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسس کرین اور اُس کا حال خلق سے
پوچھین اس واسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگون کی زبانی جان سکتا ہے **چھٹا قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کر کے کسی کی رضامندی
نہ ڈھونڈھے اس واسطے کہ جو شخص شرع کی مخالفت سے ناخوش ہوگا اس کی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہین کرتی امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے تھے کہ دن کو جب مین اُٹھتا ہون تو آدھے لوگ مجھ سے ناخوش ہوتے ہین اور
ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دے گا تو وہ ناخوش ہوگا تو فریقین کو خوش کرنا محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق
کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑدے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ نے اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالے عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجیے حضرت صدیقہ نے جواب لکھا کہ مین نے جناب سرور کائنات علیہ السلام
والصلوٰۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی مین حق تعالے کی خوشی چاہتا ہے حق تعالے اُس سے راضی ہوتا ہے اور خلق کو
اُس سے راضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالے کی ناخوشی مین خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اُس سے ناراض ہوتا ہے اور خلق کو بھی
اُس سے ناراض کرتا ہے **ساتوان قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے اور خلائق کی حکومت کا کفیل
ہونا کچھ آسان بات نہین ہے جو شخص اُس کا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کماتا ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی سعادت
نہین اور اگر اُسمین کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت مین پڑتا ہے کہ کفر سے اُتر کر ویسی کوئی شقاوت نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہما نے کہا ہے کہ ایک دن مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑا اور حرم مین
قریش لوگ حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ جبتک تین کام کرتے رہین گے تب تک قریش ہی مین سے حکام اور سلاطین ہوتے رہین گے
لوگ اگر اُن سے مہربانی چاہین تو مہربانی کرین اگر حکم چاہین تو عدل کرین جو اقرار کرین اُسے پورا کرین جو شخص ایسا نہ کرے خدا کی
اور فرشتون کی اور سب کی لعنت اُسپر ہو خدا نہ اُس سے فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے کہ اُسکے
سبب سے حق تعالے عبادت قبول نہین کرتا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیون مین حکم کرتا ہے
اور ظلم کرتا ہے اُسپر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہین کہ قیامت کے دن اُن پر خدا نظر بھی نہ کرے گا ایک سلطان دروغگو
دوسرا بوڑھا زناکار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب
کا ملک عنقریب تمھین فتح ہوگا اور وہان کے عمال دوزخ مین پڑین گے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوےٰ اختیار کرے اور
امانت گزارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالے نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائیگا تو حق تعالی بہشت کو
اُسپر حرام کردیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالے نے جسے مسلمانون پر سرداری دی اور اُسنے اُنکی ایسی نگہبانی نہ کی جیسی اپنے گھر والون کی
کرتا ہے تو اس سے کہدو کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھے اور فرمایا ہے کہ میری اُمت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے
ایک بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین مین فساد کرکے حد سے گزر جائے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت مین بڑا عذاب ہوگا

اور فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا مین عذاب کرے ورنہ دوزخ مین تو اُنکی جگہ ہووے ہی گی اُن مین ایک امیر قوم
ہے جو اپنا حق تو اُن سے لے اور اُنکی داد نہ دے اور ظلم اُن سے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے لوگ جسکی اطاعت کرتے ہون اور قوی
وضعیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو مقرر کیا وہ تو اُس کا سب کام پورا کر چکا
اور یہ اُسکی مزدوری نہین دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکون کو خدا کی اطاعت کا حکم نہ کرے اور دین کی بات اُنھین نہ
سکھائے اور یہ فکر نہ رکھے کہ اُنکو کھانا کہان سے دونگا پانچوان وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ مین اپنی جورو پر ظلم کرے حضرت عمر
رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک دن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑھائین ایک شخص نے آگے بڑھکر نماز پڑھادی اور جب دفن کر چکے
تو اُسکی قبر پہ ہاتھ رکھکر کہا کہ بار خدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ تیرا گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری
رحمت کا محتاج ہے اے مُردے اگر تو نہ کبھی امیر تھا نہ نقیب نہ .. گار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اُسے ڈھونڈھو وہ نہ ملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے امیرون
پر افسوس ہے نقیبون پر افسوس ہے امینون پر قیامت مین ایسے ہونگے کہ اپنے گیسو سے آسمان مین لٹکے رہین اور ہرگز عمل نہ کرتے تھے
اور فرمایا ہے جسے دس آدمیون پر بھی حکومت ہوتی ہے اُسے قیامت مین دست بزنجیر لائینگے اگر وہ نیکوکار رہا ہوگا تو رہا کر دینگے ورنہ
ایک زنجیر اور زیادہ کر دینگے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے
اُسدن جب یہ اُسے دیکھے گا مگر یہ کہ وادی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور قرابت والون کی حمایت نہ کی
ہو اور کسی ڈر یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بنا کر اپنے پیش نظر رکھ کر اُسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکمون کو احکم الحاکمین کے حضور مین حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکرون کے چرواہے تھے اور
میری زمین کی مملکت کے خزانے دار تھے میرے حکم سے زیادہ تم نے کسیکو کیون حد ماری اور سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے احکم الحاکمین
اس غصہ کے سبب سے کہ اُنھون نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تمہارا غصہ میرے غصہ سے زیادہ تھا اور
دوسرے حاکمون سے استفسار فرمائے گا کہ تم نے میرے حکم سے کم کیون سزا دی وہ عرض کرینگے کہ یا الٰہ العالمین ہم نے اُسپر رحم کیا
ارشاد ہوگا کیون شاید تم مجھسے زیادہ رحیم تھے بعدہٗ جسنے زیادتی کی تھی اور جسنے کمی کی تھی اُن دونون کو پکڑین گے اور دوزخ
کے کونون کو اُن سے بھر دینگے حضرت حذیفہؓ نے کہا ہے کہ مین کسی حاکم کی تعریف نہین کرتا نیک ہو خواہ بد لوگون نے پوچھا اس کا کیا
سبب کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکمون کو لائینگے
عادل ہون خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالے صراط کو حکم فرمائے گا کہ ایک بار انھین جھٹک دے جس جس نے حکم مین ظلم
کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سُنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گر پڑین گے اور ستر
برس کے عرصہ مین دوزخ کے اندر گرین گے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچین گے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد
علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھیس بدل کر نکلتے اور جو ملتا اُس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن

حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت پر اُنکے سامنے آئے حضرت داؤد نے اُنسے بھی وہی پوچھا اُنھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو
کسب سے کھاتا ہوتو داؤد نیک مرد ہے حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھے کوئی حرفہ سکھا دے
تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤن حق سبحانہ تعالے نے زرہ بنانا انھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاسبان
کے عوض رات کو خود گشت کرتے تھے تاکہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اُسکا دفیعہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کو فرات کے
کنارے لوگ چھوڑ دین اور روغن نہ ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپ کی
احتیاط اس مرتبہ پر تھی اور آپ کا عدل اس درجہ پر تھا کہ کوئی اُسے نہ پہونچ سکے مگر جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبد اللہ ابن عمرو
ابن العاص رضی اللہ تعالے عنہم کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمرؓ کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین
دیکھا کہ آپ اسطرح تشریف لاتے ہین جیسے کوئی غسل کرکے لنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالیٰ کو کیسا پایا
فرمایا اے عبد اللہ مجھے تمھارے پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا اب تک مین حساب مین تھا اگر
حق تعالے رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام تباہ ہو جاتا باانیہمہ کہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپ کے پاس
کچھ نہ تھا یزدجرد نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپ کی صورت و سیرت دیکھ آ
وہ ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا اَیْنَ الْمَلِکُ یعنے تمھارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ
نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لیگیا ہے ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دھوپ مین سوئے ہین
درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا بہا ہے کہ زمین تر ہوگئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اُسکے دل مین بڑا اثر کیا
کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب سے بیقرار ہین تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو پھر عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ نے
عدل کیا اسوجہ سے بے کھٹکے سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمھارا دین سچا ہے
اگر مین ایلچی بن کر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا پھر حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہون گا تو حکومت کے یہ خطرے ہین اور اُسکا
علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اس مین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت رکھے تاکہ وہ اسے عدل و انصاف کی راہ بتائین
اور ایسے کام کی فکر رکھین اور دغاباز عالمون سے حذر کرے کہ وہ شیطان ہین **آٹھوان قاعدہ** یہ ہے کہ ہمیشہ علمائے دیندار
کی ملاقات کا شائق رہے اور اُنکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے لالچی ہین ان کی صحبت سے حذر کرے کہ اُسے
فریب دینگے اُسکی تعریف کرینگے اُسکی خوشی چاہین گے تاکہ وہ مردار حرام جو اُسکے ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اُس مین سے
حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نہ چوکے کہتے ہین شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالے خلیفہ ہارون رشید
کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شقیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شقیق ہون زاہد نہین ہون کہا کچھ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ
خدا نے تجھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جس طرح اُنسے صدق چاہا تھا اُسی طرح تجھ سے بھی صدق
چاہتا ہے اور حق تعالے نے تجھے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کی جگہ پہ بٹھایا ہے اور جسطرح اُنسے حق و باطل مین فرق چاہا تھا اُسیطرح

تجھ سے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اُن سے شرم و بخشش چاہی تھی اُس طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے اور جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اُنسے علم و عدل چاہا تھا اُسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کچھ اور نصیحت کرو کہا کہ حق تعالے نے ایک گھر بنایا ہے اُسے دوزخ کہتے ہین تجھے اُس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دی ہین بیت المال کا مال اور تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلائق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آکے اُسے مال سے محروم نہ رکھ اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اُسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسی کو ناحق مار ڈالے اُس مقتول کے ولی کی اجازت سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور لوگ تیرے پیچھے آئینگے ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمائیے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خود روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی اُمید نہ رکھنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھ جو اُسکے مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت مین جاتا تھا اُنکے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ قرآن شریف کی یہ آیۂ کریمہ پڑھتے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَمَمَاتُھُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ہارون رشید نے کہا اگر ہم نصیحت لیا چاہین تو یہ آیت ہمین کفایت کرتی ہے اس آیت کے معنے یہ ہین آیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے بُرے کام کیے ہین یہ کہ ہم اُن کو برابر رکھین گے اُنکے ساتھ جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اُنکی زندگی اور موت بُرا حکم تھا جو اُنھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹا عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اُنھون نے جواب دیا میرے پاس اُسکا کیا کام ہے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کرو تب اُنھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید نے اندھیرے مین ہاتھ ادھر اُدھر بڑھایا ہاتھ سے ہاتھ جو ملا فضیل نے کہا کہ ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے تیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھسے چاہے گا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تم نے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اُسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے فرعون کے مانند سمجھے اس وجہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری ماں کا مہر ہے فضیل رضہ نے کہا کہ مین تجھ سے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اُس سے ہاتھ کھینچ اور جو اُسکے مالک ہین اُنھین پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اُن کی خدمت سے اُٹھ کر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھ سے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھ سے چھوٹا ہو اُسکے حق مین باپ کے مثل رہ اور جو مسلمان تجھ سے بڑا ہے اُسکا بیٹا بنا رہ اور جو تیرے مثل ہو اُسکا بھائی بنا رہ اور ہر ایک خطادار کو اتنی ہی سزا دیا کر جو اُسکے قصور اور قوت کے لائق ہو خبردار غصہ سے کسی کو تازیانہ نہ مارنا ورنہ تیری جگہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفۂ وقت کے پاس تشریف لے گیا

خلیفہ نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے اُنھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے
نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریادی آئے تو اُسکی فریاد مین نہ سن سکونگا
لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور ہر روز ہاتھی پر سوار ہوکر نکلتا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے
نظر آتا اُسے بلاکر اسکی داد دیتا یا امیر المومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگانِ خدا پر اسکی یہ مہربانی تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیتِ رسول مین سے
ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم
علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا مگر تو کہا اور کچھ فرمائیے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچھ ارشاد ہو
کہا اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کس کی پناہ لے گا لہذا یہ جو تم نے فرمایا مجھے بس ہے
سلیمان عبد الملک خلیفہ تھا ایک دن اُسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین تو اسقدر عیش کی دیکھیے قیامت مین میرا کیا حال ہو ابو حازم جو
اُسوقت مین عالم زاہد تھے اُنکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اُس مین سے تھوڑی سی مجھے بھیجدیجیے
گیہون کی تھوڑی سی بھوسی بھون کر اُنھون نے بھیجدی اور کہلا بھیجا کہ رات کو مین یہی کھایا کرتا ہون سلیمان اُسے دیکھ کر بہت
رویا اُسکے دل پہ بڑی تاثیر ہوئی اور تین روزے پے درپے رکھے اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اُسی سے روزہ کھولا کہتے
ہین کہ اس رات کو سلیمان عبد الملک نے اپنی بی بی سے جو صحبت کی تو عبد العزیز پیدا ہوا اور اس سے عمر ابن عبد العزیز جو عدل و
انصاف مین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم تھا پیدا ہوا بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اس نیک نیتی کی
برکت تھی کہ اس کھانے مین سے کھایا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز سے لوگون نے پوچھا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب تھا کہا مین ایکدن اپنے
غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اُس رات کو یاد کرو جس کی صبح قیامت قائم ہوگی اُسکی یہ بات میرے دلمین اثر کرگئی کسی بزرگ نے
ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر گرم بالو اور پتھر پر کھڑا ہے اور ہاتھ اُٹھائے ہوئے پکار رہا ہے کہ یا ارحم الراحمین تو
تو ہی ہے اور مین مین ہی ہون میرا کام یہ ہے کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخشدیا کر میرے اوپر رحم فرما
اُس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبارِ زمین جبارِ آسمان و زمین کے سامنے کیا زاری کرتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز نے ابو حازم سے کہا
مجھے کچھ نصیحت کیجیے اُنھون نے فرمایا کہ زمین پر سو یا کر موت کو یقین رکھ کہ سر پر ہے اور یہ جو تو روا رکھتا ہے کہ کسی وقت تجھے
موت آئے گی اُسکا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اُس سے دور رہ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو پس حاکم
کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے کہ یہ نصیحتین جو اور حاکمون کی ہین اُن سے نصیحت لے اور جس عالم کو دیکھے
اُس سے نصیحت چاہے اور جو عالم اُنھین دیکھے اُسے چاہیے کہ اس قسم کی نصیحتین کرے اور حق بات سے درگذر نہ کرے اگر اُنکو
غرور دلائے گا اور حق بات نہ کہے گا تو جو مظلمہ دنیا مین ہوگا اس مین وہ عالم بھی شریک رہے گا قانون قاعدہ یہ ہے کہ
حاکم فقط اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود ظلم سے دست بردار رہے بلکہ اپنے غلامون اور نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب
کرے اور اُن کے ظلم پر راضی نہ ہو اسواسطے کہ اُس سے اُنکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

تعالےٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو جو اُنکے عامل تھے نامہ لکھا کہ امابعد بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعیت نیکبخت ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراخ روی نہ کرنا کہ تمھارے عامل بھی ایسا ہی کرین گے اُسوقت تمھاری مثال اُس چارپایہ کی ایسی ہوجائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھاجائے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اُسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنے لوگ اُسے ذبح کرکے کھاجائین توریت مین لکھا ہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اسپر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود بادشاہ نے کیا بادشاہ اُس ظلم پر ماخوذ ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ کوئی شخص اُس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور نادان نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دودن کی دنیا کے واسطے بیچ ڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنے کے لیے خدمت کرتے ہین اور ظلم کو والی ملک کی نگاہ مین آراستہ کرتے ہین تاکہ اُسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اُس شخص سے زیادہ تیرا بڑا دشمن اور کون ہوگا جو چند درم حاصل کرنے کیواسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور جورو لڑکون اور غلامون کو عدل پر نہ رکھیگا وہ خود رعایا کا انصاف نہ کرسکیگا اور یہ کام وہی کرتا ہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کو نگاہ رکھتا ہے اور بڑا عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ اُنکو عقل و دین کا قیدی بنائے عقل و دین کو اسیر نہ کردے اکثر لوگ ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل و غضب کے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے ایک حیلہ ڈھونڈھتے ہین اُسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حاشا کہ ایسا نہین ہے اُسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر سے ہے اور حق تعالےٰ کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذ اللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین قید کرے گا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتا ہے بعدہٗ اُسکا نور گھروالون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اُسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کی بغیر شعاع کے اُمید رکھیگا وہ طلب محال کریگا اے عزیز جان تو کہ عدل کمال عقل سے پیدا ہوتا ہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو دیکھے اُنکے ظاہر پر فریفتہ نہ ہوجائے مثلاً آدمی جب عدل سے ہاتھ روکے گا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکے گا تو غور کرے کہ دنیا سے اُسے مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھائے تو جان رکھ کہ مین چارپایہ بصورت آدمی ہون اس واسطے کہ کھانے کی حرص چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو مرد عورت کی صورت ہے اسلیے کہ آرائش عورتون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اُتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام ہے اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اُسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ سب خدمتگار اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ اگر ایک ہی دن اُنکا یومیہ نہ دے تو پھر وہ اُسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو اُسکی خدمت جو کرتے ہین یہ اُسنے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ بندگی جو کرتے ہین اپنی کرتے ہین اسپر دلیل یہ ہے کہ اگر افواہًا سنتے ہین کہ حکومت دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اُس سے منھ پھیر لیتے ہین اور اُس دوسرے کا تقرب ڈھونڈھتے ہین اور جہان روپیہ ہونے کا گمان ہوتا ہے وہان بندگی اور خدمت

کرتے ہین تو حقیقت مین یہ خدمت کرنا نہین ہے بلکہ اُسپر ہنسنا ہے تو عاقل وہ شخص ہے جو کامون کی روح اور حقیقت دیکھے صورت نہ دیکھے اور اُن کامون
کی حقیقت یہ ہے جو بیان کی گئی جو ایسا نہ سمجھے وہ عاقل نہین اور جو عاقل نہین وہ عادل نہین اور دوزخ اُسکی جگہ ہے اسی سبب سے عقل سب
سعادتون کی سردار ہے **دسوان قاعدہ** یہ ہے کہ حاکم پر تکبر نہ غالب ہوا ہو اسواسطے کہ تکبر کے سبب سے غصہ غالب ہوتا ہے اور انتقام کی طرف
بلاتا ہے اور غصہ عقل کو راہ بھلاتا ہے اُسکی آفت اور اُسکا علاج غضب کے بیان واقع رکن مہلکات مین ہم لکھینگے لیکن جب تکبر غالب ہوگیا ہو
تو سب کامون مین عفو کرنیکی رغبت کی کوشش کرے کرم اور بردباری کو اپنا پیشہ کرے اور یہ سمجھے کہ مین اگر یہ پیشہ اختیار کرونگا تو انبیا ،
اولیا ، صحابہ کے مانند ہوجاؤنگا اور اگر غصہ اُتارنا اپنا پیشہ کرونگا تو ترک و پہلوان اور بیوقوف لوگ جو درندون اور چارپایون کے مثل
ہین اُنمین داخل ہوجاؤنگا **حکایت** کرتے ہین کہ ابو جعفر خلیفہ تھا اُسنے ایک خطاوار کے قتل کا حکم دیا مبارک ابن فضالہ رحمہ اللہ تعالی تشریف
رکھتے تھے اُنھون نے کہا یا امیر المومنین پہلے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سن لے کہا فرمائیے فرمانے لگے کہ حضرت حسن بصری
رحمہ اللہ تعالے روایت کرتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام خلق کو ایک میدان مین جمع کرینگے
تو منادی ندا کریگا کہ جس کسی کو حق سبحانہ تعالے کے سامنے مجال ہو اُٹھے کوئی بھی نہ اُٹھیگا مگر وہ شخص جسنے کسی کی خطا معاف کی ہو پس خلیفہ نے کہا کہ
اس خطاوار کو چھوڑ دو مین نے اسکی خطا معاف کی حاکمون کو اکثر غصہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی اُنسے زباندرازی کرے تو یہی چاہتے ہین کہ
اُسے مارہی ڈالین ایسے وقت اُنھین وہ بات یاد کرنا چاہیے جو حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت یحیی علی نبینا و علیہ السلام سے کہی تھی کہ جو کوئی
تمھین کچھ کہے اور سچ کہے تو شکر کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر کرو کہ تمھارے نامۂ اعمال مین تمھاری محنت کے بغیر ایک عمل بڑھا یعنے اس جھوٹ
کہنے والیکی عبادت تمھارے نامۂ اعمال مین فرشتے لکھدینگے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے حضور مین ایک شخص کو لوگون نے
کہا کہ وہ بڑا زور آور ہے آپنے فرمایا کہ وہ کیسا آدمی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ جس سے کشتی لڑتا ہے اُسے گرا تا ہے اور سب سے کشتی مین بڑا تا
ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زور آور اور جوانمرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے برآئے نہ وہ کہ جو کسی کو گرائے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ آدمی جب اُنھین پہونچتا ہے تو اُسکا ایمان کامل ہوتا ہے جب غصہ آئے تو بیجا امر کا قصد نہ کرے
جب خوش ہو تو کسی کے حق سے نہ چوکے جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے
کہا ہے کہ کسی کے خُلق پر اعتماد نہ کرو تا وقتیکہ غصہ کے وقت اُسے نہ دیکھ لو اور کسی کے دین پر اعتماد نہ کرو تا وقتیکہ طمع کے وقت اُسے نہ آزمالو
حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالے عنہما ایکدن مسجد جاتے تھے کسی نے اُنھین گالی دی غلامون نے اُسے مارنیکا قصد کیا آپنے فرمایا کہ
اسے جانے دو پھر اُس شخص سے کہا کہ اے عزیز ہمارے جو عیب تجھسے پوشیدہ ہین وہ اس بات سے زیادہ ہین جو تو کہتا ہے بھلا تجھے کچھ حاجت
ہے جو ہمارے ہاتھ سے برآئے وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا آپ جو کپڑا پہنے ہوے تھے وہ اُسے خلعت دیا اور ہزار درہم دینے کا حکم کیا وہ شخص یہ کہتا
ہوا چلا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ بزرگ فرزند رسول ہے اور یہ بھی اُنھین کی حکایت ہے کہ ایکمرتبہ آپنے اپنے غلام کو دو آوازین دین اور
اُسنے جواب نہ دیا فرمایا تو سنتا ہے اُسنے کہا مین نے سنا فرمایا پھر جواب کیون نہ دیا اُسنے کہا کہ آپکے حسن خُلق سے بیخوف تھا کہ آپ مجھے رنج
نہ دیجیگا آپنے فرمایا کہ حق تعالے کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھسے بیخوف تھا اور آپکا ایک غلام تھا اُسنے بکری کا پاؤن توڑ ڈالا آپنے پوچھا اُسنے یہ کام کیون کیا

کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے عمداً کیا تاکہ آپکو غصہ دلاؤن آپنے فرمایا کہ مین اُسے غصہ مین لاتا ہون جسنے یہ تجھے سکھایا یعنے ابلیس کو اور اُس غلام کو آزاد کر دیا ایک شخص نے آپکو گالی دی فرمایا اے جوانمرد میرے اور دوزخ کے بیچ مین یہی گھاٹی ہے اگر اس گھاٹی کو مین طے کر گیا تو جو کچھ تو کہتا ہے اُس سے مین کچھ باک نہین رکھتا اور طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے اُس سے بھی مین بدتر ہون اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ بردباری و عفو کے بدولت صائم الدہر قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اُسکا نام جبر کرنیوالونکے دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والونکے سوا اور کسی پر حکومت نہین رکھتا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اُس دروازے سے کوئی شخص دوزخ مین نہ جائیگا مگر وہ جو خلافِ شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تاکہ حقتعالےٰ سے آپ میری مراد مانگیے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت او رغصہ سے حذر کیا کیجیے کہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اُس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند دھڑکا کھیلتے ہین دوسرے عورتون سے پرہیز کیا کیجیے اسواسطے کہ مین نے خلق کیلیے جو پھندے بچھائے ہین اُنمین سے عورتون کے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسرے بخل سے بچے رہیے اسلیے کہ جو بخیل ہوتا ہے مین اُسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور پی جائے تو حق تعالےٰ اُسکے دل کو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے ریا حقتعالےٰ کے سامنے فروتنی کے لیے لباس فاخرہ نہین پہنتا ہے حق تعالےٰ اُسے حلۂ کرامت پہناتا ہے اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس شخص پر افسوس ہے جو غصہ مین آئے اور اپنے اوپر خدا کا غصہ بھول جائے ایک شخص نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھائیے کہ اُسکے سبب سے مین بہشت مین جاؤن فرمایا کہ خشمگین نہ ہو اگر تو بہشت تیرے واسطے ہے اُسنے عرض کی کہ اور فرمایا کسی سے کچھ اور نہ مانگ اگر تو بہشت تیرے واسطے ہے پھر اُسنے عرض کی اور فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد ستر بار استغفار کیا کر کہ تیرے ستر برس کے گناہ غفور الرحیم بخشدیا کرے اُسنے عرض کی کہ میرے ستر برس کے گناہ نہین ہین فرمایا تیری مان کے گناہ اُسنے عرض کی کہ میری مان کے بھی گناہ اتنے نہین ہین فرمایا تیرے باپ کے گناہ اُسنے عرض کی کہ میرے باپ کے بھی گناہ اسقدر نہین ہین فرمایا تیرے بھائی مسلمانونکے گناہ خدا بخشدیگا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ ایک دن رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مال کی تقسیم فرماتے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کیواسطے نہین ہے یعنی انصاف کی رو سے نہین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس شخص کا یہ قول رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نقل کیا رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غصہ مین آئے اور آپکا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا باوصف اسکے اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرمایا کہ بھائی موسیٰؑ پر حقتعالےٰ رحمت نازل کرے کہ لوگون نے اُنھین اس سے زیادہ رنج دیا اور اُنھون نے صبر کیا حاکمون اور امیرون کی نصیحت کیواسطے اسقدر حکایات اور حدیثین کافی ہین اسواسطے کہ اگر اصلِ ایمان برقرار ہو تو یہ اثر کرینگی اور اگر یہ حکایتین اور حدیثین اثر نہ کرین تو یہ بات ہے کہ اُسکا دل ایمان سے خالی ہوگیا ہے فقط زبانی اقرار باقی ہے اور ایمان کی بات جو دلمین ہوتی ہے وہ اور ہے اور ایمان اور ہی چیز ہے مین نہین جانتا کہ اس عامل کے دلمین حقیقتِ ایمان کیونکر رہیگی جو برس دن مین حرام کے کئی ہزار دینار حاصل کرکے اورونکو دیدے تاکہ وہ سب دینار اُسکی ضمانت مین رہین اور قیامت مین اُس سے طلب ہون حالانکہ اُسکا نفع اورونکو پہونچا ہے اور یہ نہایت غفلت و بے ایمانی ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ امّ الکتاب فقط خدا کا بڑا فضل و انعام ہوا کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت کا دوسرا رکن بھی تمام ہوا الحمد للہ علیٰ نعمائہ وآلائہ والصلوٰة والسلام علیٰ انبیائہ واولیائہ فقط

قل ہو للذین آمنوا ہدی وشفاء
ہادی برحق کا احسان کہ بادیہ ضلالت کے آوارون کو صراط مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائی
شافی مطلق کے قربان کہ مرض شقاوت کے گرفتارون کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ
سراپا منفعت مسمی بہ
اکسیر ہدایت
ترجمہ
کیمیای سعادت
کا تیسرا رکن
حسب ارشاد کریم عالی ہمت رئیس الاعظم قدر شناس علوم و افضل نجبا منشی نولکشور صاحب مرحوم ترکیب بخشیدہ
حکیم بیت الشفاء خاندان الہیہ انوار ریز اتقیا و رئیس افتخار علمای متشرع حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد دامت برکتہ
مطبع منشی تیجکمار بمقام لکھنؤ مین بہزاران حسن و خوبی منطبع ہوا

تیسرا رکن

راہِ دین مین جو جو کھٹکے کا مقام ہے مہلکات جسکا نام ہے اُسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اُن کا علاج کس طور سے کرتے ہین اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضتِ نفس اور علاجِ خلقِ بد اور تدبیرِ خلقِ نیک کے بیان مین ۔ دوسری اصل شہوتِ فرج وشکم کے علاج اور اُن دونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کرنے کی حرص کے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم وحسد کے علاج اور اُن کی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبّتِ دنیا کے علاج کے بیان مین ۔ اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبّت سب گناہون کی سردار ہے چھٹی اصل محبّتِ مال کے علاج اور آفتِ بخل کے بیان مین ۔ ساتوین اصل جاہ وحشمت کی محبّت اور اُسکی آفت کے بیان مین ۔ آٹھوین اصل عبادات مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین ۔ نوین اصل علاجِ کبر وعجب کے بیان مین ۔ دسوین اصل علاجِ غرور وغفلت کے بیان مین ۔ اخلاقِ بد کی جڑین یہی ہین اُسکی سب شاخین انھین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا اُسنے اخلاقِ بد کی نجاست سے طہارتِ باطن بھی حاصل کر لی اور اُس نے اپنے دل کو اس لائق کر لیا کہ حقائقِ ایمان مثلاً معرفت محبّت توحید توکّل وغیرہ سے آراستہ ہوا

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلقِ نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اُسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرین گے کہ ریاضت

سے خُلقِ نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اُس کا طریقہ سکھائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتائینگے پھر خُلقِ نیک کے علامات لکھین گے پھر لڑکون کو پرورش کرنے اور ادب سکھانے کا طریقہ لکھین گے پھر مُرید کی ریاضت جو ابتدا مین ہوتی ہے اُسکی راہ دکھا دین گے۔

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق سبحانہٗ تعالٰے نے خُلقِ نیک سے سرورِ انبیا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کی اور فرمایا ہے اِنَّکَ[1] لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور حضرت خاتم النّبیّین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالٰے نے مجھے بھیجا ہے تاکہ محاسن اخلاق کو پورا کر دون اور فرمایا ہے کہ جو چیزین ترازو مین رکھی جائینگی اُن سب مین بڑی بھاری چیز خُلقِ نیک ہے ایک شخص رسولِ مقبولؐ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خُلق وہ داہنے بائین سے آکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ دین یہی ہے کہ تو غصّہ مین نہ آیا کر۔ لوگون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خُلقِ نیک ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرتؐ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپنے ارشاد فرمایا کہ تو جہان ہو خدا سے ڈر اُسنے عرض کی اور کچھ فرمایئے فرمایا ہر بُرائی کے بعد بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اُس بُرائی کو مٹا دیا کرے اُسنے عرض کی کہ کچھ اور فرمایئے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خُلقی کے ساتھ ملا کر اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالٰے نے جسے خوشخوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اُسے دوزخ مین نہ ڈالے گا رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیون کو زبان سے رنج دیا کرتی ہے فرمایا کہ اُسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ خوئے بد عبادتون کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے اور رسولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم دعا مین یون فرماتے کہ بارِ خدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی میری سیرت بھی نیک کر دے اور فرماتے کہ بارِ خدایا صحت و عافیت اور نیک سیرت مجھے عنایت فرما رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرمائے آپنے فرمایا کہ خلقِ نیک اور فرمایا ہے کہ نیک خلق گناہون کو اسطرح نیست و نابود کر دیتا ہے جسطرح آفتاب یخ کو حضرت عبد الرحمٰن سمرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل مین نے عجیب امر دیکھا اپنی اُمت مین سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بھل پڑا تھا اُسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اُسکے خلقِ نیک نے آکر حجاب اُٹھا دیا اور اُسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوئے نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر اور قائم اللّیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت مین بڑے بڑے درجے پائیگا گو کہ عبادت کم کی ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایک دن عورتین آپکے سامنے شور و غل کرتی تھین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ آئے

[1] بیشک تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بڑے خُلق پر ہے ۱۲۔

سب بھاگ گئین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اے دشمنو تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اُنھون نے کہا کہ تم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت تیز و تند ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے ابن خطابؓ اُس خدا کی قسم جسکے دستِ قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجھے کسی راہ مین دیکھے اور تیری ہیبت سے وہ راہ چھوڑکر اور راہ نہ چلا جائے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ فاسقِ نیک خو کی صحبت عالمِ بدخو کی صحبت سے مجھے بہت پسند ہے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بدخو آدمی کا راہ مین سابقہ ہوا جب اُس سے جُدا ہوے تو رونے لگے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سے روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوئے بد بھی اُسی طرح اُسکے ساتھ گئی اُس سے چھوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ نیکخوئی صوفی پن ہے جو شخص تجھسے زیادہ نیک خو ہے وہ تجھسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ خوئے بد اتنا بڑا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اُسے سودمند نہین ہوتی اور خوئے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اُسے نقصان نہین کرتا **خلق نیک کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علماء نے بہت طرح سے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اُسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خُلقِ نیک کی حقیقت وماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگون کا رنج کھینچنا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اور اُسکے مانند جو جسکے دل مین آیا وہ اُسنے حقیقت خلقِ نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلقِ نیک کی شاخین ہین اُسکی تمام حقیقت اور ماہیت نہین ہم اُسکی تمام ماہیت اور حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالےٰ نے آدمیون کو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک جسم جسے ظاہر کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین اور ایک روح کہ اُسے چشمِ عقل ہی سے پہچان سکتے ہین اور اُن دونون مین سے ہر ایک کے واسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسنِ خَلق کہتے ہین ایک کو حسنِ خُلق جسطرح حسنِ خَلق صورتِ ظاہر سے عبارت ہے اسیطرح حسنِ خُلق صورتِ باطن سے عبارت ہے اور جسطرح صورتِ ظاہر فقط آنکھ اچھی ہونے یا فقط دہن اچھا ہونے سے اچھی نہین ہوسکتی تاوقتیکہ آنکھ ناک دہن سب اچھے نہ ہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہون اسیطرح صورتِ باطن بھی اچھی نہین ہوتی تاوقتیکہ چار قوتین باطن مین اچھی نہون قوتِ علم قوتِ خشم قوتِ شہوت قوتِ عدل یعنے ان تینون قوتون مین اعتدال رکھنے کی قوت لیکن قوتِ علم سے ہم زیرکی مراد لیتے ہین اُسکا اچھاپن بانیطور ہوتا ہے کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جھوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کرے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کرے آدمی مین جب یہ کمال حاصل ہوجاتا ہے تو اُسکے دلمین یہین سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب سعادتون کی افسر ہے جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور قوتِ غضب کی بھلائی اسطور پر ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمانبرداری مین رہے اُسکے حکم سے اُٹھے بیٹھے اور قوتِ شہوت کی بہتری اس طور سے ہے کہ سرکش نہو عقل و شرع کے حکم سے ہوا کرے اُسکی فرمانبرداری اُسپر آسان ہو اور قوتِ عدل کی خوبی اسطرح پر ہے کہ غضب و شہوت کو ضبط کرے دین اور عقل کے اشارے پر رکھے غضب کی مثل شکاری کتے کی سی ہے اور شہوت کی مثل گھوڑے کے مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گھوڑا کبھی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبھی فرمانبردار اور شائستہ ہوتا ہے اور کتا کبھی ہلا ہوا فرمانبردار ہوتا ہے اور کبھی بگڑا ہوا خودمختار ہوتا ہے اور جبتک کتا ہلا ہوا اطاعت گزار اور گھوڑا شائستہ

اور فرمانبردار نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار مار لیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گھوڑا زمین پر نہ گرا دے اور کتا لپٹ نجائے
اور عدل کے یہ معنی ہین کہ ان دونون کو عقل و ردین کے حکم مین رکھے کبھی شہوت کو غصہ پر مسلط کردے تاکہ اسکی سرکشی توڑے اور کبھی غصہ کو
شہوت پر متعین کرے کہ اُسکی حرص کو توڑ دے اور جب یہ چارون قوتین اس صفت پر ہوجائین تو یہ نیک خوئی مطلق ہوگی اور اگر ان مین سے
بعض نیک ہون تو نیکخوئی مطلق نہوگی جسطرح کسی شخص کا دہن تو اچھا ہو آنکھ بُری ہو یا آنکھ تو اچھی ہو ناک بری ہو تو خوبروئی مطلق نہ ہوگی اے عزیز
جان تو کہ ان مین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو بُرے خلق اور بُرے کام اُس سے پیدا ہوتے ہین اور ہر ایک کی بُرائی دو وجہ سے
ہوتی ہے ایک اس زیادتی سے جو حد سے گزر جائے دوسرے اس کمی سے جو ناقص ہو جب علم کی قوت حد سے بڑھ جائے اور اُسے بُرے کامون مین
صرف کرین تو اُس سے مکاری اور بسیار دانی پیدا ہوگی اور جب ناقص ہوجائے تو ابلہی و رحماقت ہویدا ہوگی اور جب معتدل ہو تو اُس سے
اچھی تدبیر اور رائے درست و رفکر صائب و رٹھیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سے بڑھ جائے تو اُسے تہور کہتے ہین و رگھٹ جائے تو
اُسے بزدلی اور بے ہمتی کہتے ہین اور اگر اعتدال پر رہے نہ بہت ہو نہ کم تو اُسے شجاعت کہتے ہین اور شجاعت سے کرم اور عالی ہمتی اور دلیری و ر
حلم اور بردباری و ر آہستگی اور غصہ پی جانا اور اُسکے مثل خلق پیدا ہوتے ہین اور تہور سے کبر عجب لاف زنی پہلوانی اپنے تئین خطرناک کامون مین
ڈالنا اور اُسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہین اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکھنا بیچارگی خوشامد ذلت پیدا ہوتی ہے اور قوت شہوت اگر افراط
سے ہو تو اُسے حرص کہتے ہین اور اس سے شوخی پلیدی بے مروتی ناپاکی ڈاہ امیرون سے ذلت کھینچنا فقیرونکو حقیر جاننا اور اسکے مثل بُری
عادتین پیدا ہوتی ہین اور اگر کم ہو تو اُس سے سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل ہو تو اُسے عفت کہتے ہین اُس سے
شرم قناعت سہل گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتون مین سے ہر ایک کے دو کنارے ہین وہ بُرے و رناپسندیدہ ہین
اور امورنکا وسط نیک و رپسندیدہ ہے اور دونون کنارون مین وہ وسط بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم وہی وسط ہے اور باریکی
مین صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدھا چلتا ہے وہ فردائے قیامت کو اُس صراط پر بیخوف رہیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ
نے ہر خلق مین وسط کا حکم فرمایا اور دونون کنارون سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ
بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا یعنے اُن لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینے مین نہ اسراف کرتے ہین نہ تنگی بلکہ وسط پر ٹھہر جاتے ہین حق تعالےٰ نے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم تم نہ اتنا ہاتھ بند کرو کہ کچھ نہ دو نہ دفعۃً اسقدر ہاتھ کھولدو کہ سب ہے ڈالو اور محتاج ہوجاؤ تو اے عزیز جان تو کہ نیک خوئی مطلق
وہ ہوتی ہے جسمین یہ سب معنی معتدل اور ٹھیک ہون جسطرح خوبروئی مطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کے سب اعضا ٹھیک و راچھے ہون تو اس
لحاظ سے خلق کے چار گروہ ہین ایک وہ کہ جسے یہ سب صفتین بدرجۂ کمال حاصل ہون اور یہ کمال مرتبہ کی نیکخوئی ہوتی ہے سب لوگونکو
ایسے آدمی کی پیروی کرنا چاہیے اور یہ کمال کسی کو نہین ہوا ہے مگر سلطان الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جسطرح حضرت یوسف
علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانہ مین خوبروئے مطلق تھے دوسرا وہ کہ جسمین یہ سب صفتین کمال درجہ بُری ہون اور وہ بدخوئے
مطلق ہوتا ہے اُسے لوگونکے درمیان سے نکالدینا چاہیے کہ وہ شیطان کی صورت پاس رہتا ہے اسواسطے کہ شیطان نہایت زشت ہے

اور شیطان کی بُرائی یہی ہے کہ اُسکا باطن اور اُسکے صفات و اخلاق بُرے ہین تیسرا وہ کہ ان دونون درجون کے بین بین ہو لیکن اچھائی سے
بہت نزدیک ہو چوتھا وہ کہ انہین دونون درجون کے بیچ بیچ ہو مگر بُرائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی مین کمالِ خوبی اور کمالِ زشتی کمتر ہوتی
ہے اکثر اوسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگرچہ کمال کے درجہ کو نہ پہونچے لیکن کمال کے
درجہ سے نزدیک تر ہو جائے اور اگر اُسکے سب اخلاق نہ اچھے ہون بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائین اور جسطرح خوبروئی اور زشت رُوئی مین
فرق کی کچھ نہایت نہین اسیطرح نیکدلی اور بددلی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا یہی حال ہے خلقِ نیک کے پورے پورے معنی یہ ہین اور یہ نہ ایک چیز
ہے نہ دس نہ سو بلکہ بیشمار ہین لیکن علم غضب شہوت عدل کی قوت انکی جڑ ہے باقی سب اسکی شاخین ہین **فصل** اس بیان مین کہ اچھے اخلاق
پیدا کرنا ممکن ہے اَے عزیزجان تو کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورت جیسی حق تعالےٰ نے پیدا کردی ہے ویسی ہی رہتی ہے بدلتی
نہین کیونکہ کسی حکمت سے ٹھنگنا قد لمبا نہین ہوسکتا اور لمبا قد ٹھنگنا نہین ہوسکتا اور اچھی صورت بُری نہین ہوسکتی اور بُری صورت اچھی
نہین ہوسکتی اسی طرح اخلاق جو باطن کی صورت ہین وہ بھی نہین بدلتے اور یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو ادب دینا ریاضت کرنا
پند دینا اچھی نصیحت کرنا سب باطل ہوتا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَسِّنُوا اَخْلَاقَکُمْ یعنے اپنی عادتونکو نیک کرو
اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ محنت لے لیکر جانور سے بھی سرکشی چھڑا سکتے ہین اور وحشی جانور کو بھی ہلا سکتے ہین خلقتِ ظاہری پر اس کا قیاس
باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہین بعضے وہ ہین جنمین آدمی کے اختیار کو دخل نہین جیسے چھوہارے کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہین
پیدا کرسکتا لیکن چھوہارے کا درخت پرورش و نگہداشت کرکے پیدا کرسکتے ہین اسیطرح غصے اور شہوت کی جڑ اپنے اختیار سے آدمی کے
دل سے بالکل اُکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہین ہے لیکن ریاضت اور مشقت سے غصے اور شہوت کو اعتدال پر لانا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربہ سے
معلوم ہے لیکن بعضے لوگون کے حق مین بہت دشوار ہوتا ہے اور اُسکی دشواری دو سبب سے ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اصل خلقت ہی مین غصہ اور
شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی نے بہت مدت تک انکی اطاعت کی ہو حتےٰ کہ وہ قوی ہوگئے ہون اور اس بات مین خلائق کے چار درجے
ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی سادہ دل ہو کہ ہنوز نیک کو بد سے نہ پہچانتا ہو اور اچھے بُرے کامون کی عادت نہ ڈالی ہو اپنی پہلی ہی خلقت پر ہو
یہ نقش پذیر ہوتا ہے اور جلدی صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن اُسے ایسے شخص کی حاجت ہوتی ہے جو اُسے تعلیم کرے اور بُرے اخلاق کی آفتین
اُس سے بیان کرے اور اُسے ہدایت کرے اور سب لڑکے ابتداء خلقت مین ایسے ہوتے ہین اُن کے ماں باپ اُن کے راہبر ہین اُنھین دنیا
کا لالچی کردیتے ہین اور اُن کو اُنکے حال پر چھوڑ دیتے ہین حتےٰ کہ وہ جسطرح چاہتے ہین زندگی بسر کرتے ہین اُن کے دین کی حفاظت
مان باپ کے ذمے ہے اسی واسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی نے ہنوز بُرا
اعتقاد نہ کیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی فرمانبرداری کا مدت تک خوگر ہوگیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ ناکردنی ہے اُسکا راہ پر لانا مشکل کام ہے
اُسے دو چیزونکی حاجت ہے ایک یہ کہ خوے فاسد اُس سے دور کرین دوسری یہ کہ صلاحیت کا بیج اُسمین بوئین لیکن اگر خود اُسمین جد و جہد
ہو جائے تو جلدی صلاحیت پر آجائیگا اور بُری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی بُرائی کا خوگر ہوگیا ہو اور یہ جانتا بھی نہین کہ
یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکی نگاہ مین وہ بُرا کام اچھا معلوم ہوگیا ہو ایسا آدمی بہت کم صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود بُرائی کے

آدمی اس برے کام پر فخر کرے اور جانے کہ یہ بڑا کام ہے جسطرح لوگ یہ لاف زنی کرتے ہین کہ ہم نے اتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی یہ امر علاج پذیر نہین ہوتا مگر یہ کہ سعادتِ آسمانی اُسپر نزول فرمائے کہ وہ اُسے چھوڑ کر راہ پر آجائے **علاج کے طریقہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص کسی بُرے خلق کو چھوڑا چاہے اُسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق اُسے جو کچھ حکم کرے وہ اُس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہین توڑتی اور ہر چیز کو اُسکا ضد توڑتا ہے جسطرح کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کھانا اُسکا علاج ہے تو جو علت غصّے سے پیدا ہو بردباری اُسکا علاج ہے اور جو علت تکبّر سے پیدا ہو فروتنی اُسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اُسکا علاج ہے اور سب علاج اسی طرح پر ہین تو جو شخص نیک کامون کی عادت ڈالیگا اسمین اخلاقِ نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کامونکا حکم فرمایا ہے اُسکا یہی بھید ہے کہ نیک صفت کی طرف دل کا پھرنا اُس سے مقصود ہے اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اسکی طبیعت ہوجاتی ہے جسطرح ابتدا مین لڑکا مکتب مین جانے اور تعلیم سے بھاگتا ہے جب اُسے زبردستی بھیجا کرین تو اُسکی عادت و طبیعت ہوجاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اُسے علم ہی مین آتا ہے اور وہ اُسے چھوڑ نہین سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اُڑانے اور شطرنج یا جوا کھیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہوجاتی ہے کہ دنیا کی تمام راحتین اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اسی مین صرف کر ڈالتا ہے اور اس سے دستبردار نہین ہوتا بلکہ بہت سی چیزین جو طبیعت کے خلاف ہوتی ہین وہ عادت کے سبب سے موافق ہوجاتی ہین حتّٰی کہ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ چوری کے سبب سے بید کھانے اور ہاتھ کٹوانے پر صبر کرنے کا فخر کرتے ہین اور ہیجڑے باوجودیکہ اُنکا کام ذلیل ہے مگر ہیجڑے پن پر باہم فخر کرتے ہین بلکہ کوئی شخص حجامون اور خاکروبونکو دیکھے تو وہ بھی اپنے اپنے کام مین ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتے ہین جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص مٹی کھانے کی عادت ڈالتا ہے اُسکا یہ حال ہوجاتا ہے کہ پھر مٹی سے صبر نہین کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرے پر صبر کرتا ہے تو جو چیز خلافِ طبع ہے وہ عادت کے سبب سے موافقِ طبع ہوجاتی ہے تو جو چیز طبیعت کے موافق ہے اور دل کیواسطے ایسی ہے جیسے بدن کیواسطے کھانا پینا وہ بطریقِ اولیٰ عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور غصّے اور خواہش کو زیردست کرلینا آدمی کا مقتضائے طبع ہے اسواسطے کہ وہ فرشتون کی اصل سے ہے اور یہی اُسکی غذا ہے اور ان چیزون کے خلاف کیطرف جو اُسے رغبت ہے وہ اس سبب سے ہے کہ وہ بیمار ہوگیا ہے یا اُسکے نزدیک اُسکی غذا بُری ہوگئی ہے اور جو بیمار ہوتا ہے کھانے سے دشمنی رکھتا ہے اور جو چیز اُسے مضر ہو اُسکا لالچی ہوجاتا ہے تو جو شخص خدا کی معرفت اور اطاعت کے سوا کسی اور کو زیادہ دوست رکھتا ہے اُسکا دل بیمار ہے جیسا حقتعالیٰ نے فرمایا ہے فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اور جسطرح بیمار بدنکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور اسیطرح بیمار دلکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید بے اسکے نہین ہوتی کہ طبیب کے حکم کے بموجب اپنے نفس کے خلاف کڑوی دوائین کھائے اسیطرح دلکو بھی صاحبِ شرع جو دلونکا طبیب ہے اُسکے کہنے کے بموجب خواہشِ نفسانی کی مخالفت کئے بغیر سوا سلامتی حاصل کرنیکی اور کچھ تدبیر نہین ہے غرضکہ بدنکا علاج اور دلکا علاج دونونکی ایک ہی راہ ہے جسطرح گرمی کیلیے سردی اور سردی کے لیے گرمی موافق آتی ہے اسیطرح جس شخص پر مرضِ تکبّر غالب ہو وہ زبردستی فروتنی کرنے سے شفا پائیگا اور اگر فروتنی اتنی غالب ہو کہ خسّت کے مرتبہ کو پہونچگئی ہو تو تکبّر اختیار کرنے سے اُسے شفا ہوگی پس اے عزیز جان تو کہ نیک اخلاق کے تین سبب ہین ایک تو اصل خلقت ہے یہ خدا کا محض فضل اور بڑی عنایت ہے کہ کسی کو اصل خلقت مین نیک پیدا کردیا مثلاً سخی اور فروتن پیدا کیا اور ایسا

اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتّٰی کہ اُسے نیک کامون کی عادت ہو جائے تیسرا یہ کہ کچھ لوگونکو نیک فعال و خوش اخلاق دیکھے اور اُن سے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اسکی طبیعت اُن صفتون کو اختیار کرتی ہے گو کہ اس سے بے خبر ہو اور جس شخص کو یہ تینون سعادتین حاصل ہون یعنی اصل خلقت مین بھی نیک ہو اور نیک بندون سے صحبت بھی رکھے اور نیک کامون کی عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت مین کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالےٰ ان تینون سعادتون سے محروم رکھتا ہے کہ وہ اصل مین بھی ناقص ہو اور بُرے لوگونکی صحبت بھی رکھے اور بُرے کامونکی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت مین اور انمین بہت سے درجہ ہین کہ بعضون کو حاصل ہوتے ہین اور بعضون کو نہین اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اسکی مقدار پر ہوتی ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ[1] **فصل** اے عزیز جان تو کہ عمل ہوتے تو اعضائے ظاہری سے ہین لیکن مقصود اُنسے دلکا پھرنا ہے اسواسطے کہ اس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحبِ جمال اور صاحبِ کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہِ الٰہی کے قابل ہو اور آئینہ کیطرح سیدھا اور صاف اور بے زنگ ہو تاکہ اُسمین ملکوت کی صورت دکھائی دے اور ایسا جمال دیکھے کہ جس بہشت کی صفت سنی ہے وہ اُسکے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جائے اگرچہ اس عالم مین بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اُسکا تابع ہے اور جان تو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالمِ ملکوت سے ہے اور بدن عالمِ شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوانِ کتاب مین پہچانا گیا ہے لیکن اگرچہ بدن دلسے جدا ہے مگر دلکو اُسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدن سے ہوتا ہے دلمین ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو بُرا عمل بدن کرتا ہے دلمین ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخمِ سعادت ہوتا ہے اور یہ ظلمت تخمِ شقاوت ہوتی ہے اسی علاقہ کے سبب سے آدمی کو اس عالم مین لائے ہین تاکہ اس بدن سے ایسا پھندا اور آلہ بنائے کہ اُسے صفتِ کمال حاصل ہو جائے اے عزیز جان تو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن کتابت کرنا انگلیون سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اُسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتّٰی کہ اچھا خط اُسکے دلمین نقش ہو جائے جب نقش ہو گیا تو اُسکی انگلیان اُس صورت کو دلسے لیکر لکھنے لگین اسی طرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے اور جب نیک خلق دلکی صفت ہو گئی تو کام اُس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہین پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتون کی ابتدا ہے اور اُسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اُسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اُسکا سر وہ علاقہ ہے جو دل و بدن مین ہے کہ بدن دلمین اثر کرتا ہے اور دل بدن مین اسیواسطے جو فعل غفلت سے ہوتا ہے وہ حقیر و ناچیز ہے کیونکہ دل تو اس سے غافل رہتا ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ جس بیمار کو سردی سے بیماری ہو اُسے نہ چاہیے کہ گرم چیز جتنی پائے کھا جائے اسواسطے کہ شاید گرمی سے بھی کوئی مرض ہو جائے بلکہ اُسکے استعمال کیواسطے کانٹا بانٹ مقرر ہے کہ اُس کے وزن کا لحاظ رکھنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ مقصود یہ ہے کہ مزاج معتدل ہو جائے نہ گرمی کیطرف جھکے نہ سردی کیطرف جب مزاج حدِ اعتدال کو پہونچ گیا تو علاج چھوڑ دے اس اعتدال کی حفاظت کرنیکی کوشش کرے اور معتدل چیزین کھائے اسیطرح سب اخلاق بھی دو طرفین اور ایک وسط رکھتے ہین ایک طرف مذموم ہے اور ایک محمود اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہوتا ہے مثلاً بخیل سے مال دینے کو ہم اُسوقت تک کہین جسوقت تک مال دینا اُسپر آسان ہو نہ اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اسواسطے کہ اسراف بھی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

[1] پس جس نے کی ہوگی ذرہ برابر نیکی وہ دیکھ لے گا اُسے اور جسنے کی ہوگی ذرہ برابر برائی وہ دیکھ لے گا اُسے ۱۲

علمِ طب ہے اسیطرح علاجِ دل کی ترازو علمِ شرع ہے تو آدمی کو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اُسکا دینا اُسپر آسان ہو اُسے رکھ چھوڑنے
اور اسمین بخل کرنے کی خواہش نہ ہو اور جس چیز کے رکھ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اُسکے دینے کی خواہش نہ ہو تاکہ حدِ اعتدال پر رہے اور اگر اسمین
اس تعمیلِ حکمِ شرع کی خواہش اور رغبت نہین ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اُسکی
سرشت ہو جانیکی راہ ہے اسیواسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجالاؤ اگر نہ ہو سکے تو جبر سے بجا لاؤ
کہ اس جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جان تو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہو اور جو شخص تکلف سے
مال رکھ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال رکھ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے اور سب اخلاق ملکہ ہو جائین
بلکہ کمالِ خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اُسپر آسان ہو جائے اور اُسکے دلمین کچھ جھگڑا نہ باقی رہے
جیساکہ حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا
قَضَيْتَ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تم کو اپنا حاکم بنائین اور دلون مین کچھ گرانی اور
تنگی تمھارے حکم سے نہ ہو اسمین ایک بھید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھ بیان کیا جاتا ہے اے
عزیز جان تو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ اُن ہی کی اصل سے ہے اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم
ملائکہ اسکا معدن ہے اور جو صفت اجنبی یہان سے لیجائیگا وہ اُسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھے گی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ
ہی کی صفت پر ہو یہان سے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھ چھوڑنیکی حرص ہوتی ہے وہ مال کے ساتھ مشغول ہے اور
جسکو مال خرچ کرنے کی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھ
مشغول ہین نہ خلق کے ساتھ بلکہ حضرتِ الٰہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کیطرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال و خلق سے آدمی کے دل کا رشتہ تعلق
ٹوٹا رہنا چاہیے تاکہ اُن سے بالکل پاک ہو جائے اور جس صفت سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اُسکے وسط پر ٹھہرے تاکہ من وجہٍ گویا دونون
طرفون سے خالی رہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل و تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہے تو ہر صفت مین وسط اور
اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو دلپر نظر رکھنا چاہیے تاکہ سب سے ٹوٹے اور حقتعالی مین ڈوبے جیسا حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ یہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِنْ مِنْكُمْ
إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور سب مشقتون کی غایت اور مقصود یہ ہے
کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے پس اُسیکو دیکھے اور اُسیکو پکارے اُسی کی بندگی کرے اُسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش ہی نہ باقی رہے آدمی
جب ایسا ہو جائے تو خلقِ نیک حاصل ہو گئے بلکہ بشریت سے گزر کر حقیقت کو پہونچگیا **فصل** اے عزیز جان تو کہ ریاضت بڑا مشکل کام اور بہت کٹھن بات ہے
بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب استاد ہو اور اچھی دوا یاد ہو تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ مرید کو
پہلے ہی درجہ مین حقیقتِ حق کی طرف نہ بلائے کہ وہ اُسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جا تاکہ ریاست پاوے

۱؎ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہو تم اللہ پھر چھوڑدو تم اُنکو ۱۲ ۲؎ اور نہین ہے کوئی تم مین سے مگر گزرنے والا اُسپر سے یہ وعدہ لازم ہے تیرے پروردگار پر مقرر کیا ہوا ۱۲

تو وہ خود ریاست ہی نہین جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اُس سے یہ کہنا چاہیے کہ مکتب جا کر شام کو ہم تجھے گیند ڈنڈا کھیلنے کو دینگے یا لال بیاچڑ کو اطوطی مول لے دینگے تاکہ لڑکا اُسکے لالچ مین جائے جب لڑکا بڑا ہو جاوے تو اُسے اچھے کپڑے اور زیبایش کی ترغیب دلائے تاکہ وہ کھیل سے باز آئے جب اور بڑا ہو تو اُسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دے اور کہے کہ میاں ریشمی کپڑا پہننا عورتونکا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اُس سے کہے کہ سرداری اور ریاست بے اصل چیز ہے مرنے سے سب جاتی رہتی ہے تب اُسے پادشاہی جاوید کیطرف بلائے تو مرید شاید کہ ابتدا مین کمالِ خلوص پر قادر نہ ہو تو اُسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ بھیا ریاضت کرو تاکہ لوگ تمھین اچھا جانین تاکہ ریا کی آرزو مین پیٹ اور مال کا لالچ اُس سے چھوٹ جائے جب اُس سے فارغ ہو اور اُس مین کچھ رعونت پیدا ہو تب رعونت کا لالچ اُس سے اس طرح چھڑائے کہ اُس سے فرمائے کہ بازار مین گدائی کیا کر جب اُسے اس گدائی مین مقبولیت پیدا ہو تو اس سے بھی منع کرے اور ذلیل خدمتون مین مشغول کرے جیسے پاخانہ وغیرہ صاف کرنا اسی طرح جو صفت اسمین پیدا ہوتی جائے اُسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب ایک ہی بار نہ حکم کر دے کہ وہ اسکی تاب نہ لاسکے گا یا اور نیکنامی کے لالچ مین سب رنج و محنت اُٹھا سکے گا کہ ان صفتونکی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے مانند ہے کہ سبھون کو نگل جاتا ہے اور سب بُری صفتون کے بعد جو صفت صدیقون سے جاتی ہے وہ یہی ریا ہے

نفس کے عیب اور دل کی بیماری پہچاننے کی تدبیر کا بیان

اَے عزیز جان تو کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جسے جس واسطے پیدا کیا ہے اُسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤن بخوبی چلے اسیطرح دلکی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اسکی خاصیت ہے اور اُسے جسواسطے پیدا کیا ہے وہ اسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت مین دل کی طبیعت ہے اُسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیزون سے ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہے کہ کسی چیز کو حقتعالے سے زیادہ دوست نہ رکھے کیونکہ خدا کی معرفت دلکی غذا ہے جیسے کھانا بدن کی غذا ہے اور جس بدن سے کھانیکی خواہش بالکل جاتی رہے یا کم ہو جائے وہ بیمار ہے اور جس دل سے حقتعالے کی معرفت اور محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہوگئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حق تعالے نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ الاٰیۃ یعنے اگر مان باپ لڑکے بالون مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ رکھتے ہو اُسے خدا اور رسول اور خدا کی راہ مین لڑنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو ٹھہرو حتّٰی کہ خدا کا حکم آپہونچے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حق تعالے کی فرمانبرداری اُسپر آسان ہوگئی ہو یہ حاجت نہ باقی رہی ہو کہ اپنے اوپر جبر کرکے اپنے تئین اسمین مشغول رکھے بلکہ خود اُسکی لذت اور ذوق پیدا ہو گیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ[1] تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے مین نہ پائے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور صریح دلیل ہے اس شخص کو علاج مین مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئین پہچانے کہ مین اس بُری صفت پر ہون یا شاید نہ پہچانے کیونکہ آدمی اپنے عیب مین اندھا ہوتا ہے آدمی اپنے عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت مین جا بیٹھے تاکہ وہ مرشد اُس شخص کو دیکھے اور اُسکے عیب اُس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ مین نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مہربان دوست کو اپنا نگہبان بنائے کہ وہ چکنی چپڑی باتین بنا کر اسکا عیب چھپائے نہین اور حسد کی راہ سے اُسکا عیب بڑھائے نہین اور یہ بات بھی اس زمانہ مین کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہٗ سے لوگون نے کہا کہ آپ لوگونمین کیون نہین بیٹھتے فرمایا کہ مین ایسے لوگونمین بیٹھکر کیا کرون جو

[1] کی گئی ہے روشنی دونون میری آنکھون کی نماز مین ۱۲۔

جو میرا عیب مجھ سے چھپائین تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنے کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اُسکا کلام سچ بات سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اورکسی مین دیکھے خود اس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ آپکو یہ ادب کس نے سکھایا فرمایا کسی نے نہین لیکن جو بات مین نے کسی مین بُری دیکھی اُس سے حذر کیا اَے عزیزجان تو کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکھتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تم سے کہا ہے مجھ مین تم نے کیا آثارِ نفاق دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈھونڈھنا چاہیے کہ جو بیماری نہ جانے گا علاج نہ کرسکے گا اور سب علاج مخالفتِ شہوت سے ہوتے ہین جیسا کہ حقتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے پھر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے یا بڑے جہاد سے صحابہؓ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا جہادِ نفس اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رنج کو اپنے نفس سے باز رکھ اور خدا کی نافرمانی مین اسکی خواہش اسے نہ دے کہ فرداے قیامت کو تیرے ساتھ خصومت کرے اور تجھ پر لعنت کرے حتےٰ کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت حسن بصری قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ کوئی منھ زور جانور کڑی لگام دینے مین نفس سے زیادہ اولیٰ تر نہین حضرت سری سقطی قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ اخروٹ شہد مین ڈبو کر کھانے کو چالیس برس سے میرا نفس چاہتا ہے ابتک مین نے نہین کھایا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ کوہ لکام مین مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکھے انار کی آرزو میرے دلمین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اُسے وہین چھوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اُسے گھیرے ہوے کاٹ رہی ہین مین نے کہا السّلام علیکم اُسنے جواب دیا وعلیک السّلام یا ابراہیم مین نے کہا کہ اَے شخص تو نے مجھے کیونکر پہچانا اُسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی ہے مین نے کہا کہ اَے شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حقتعالےٰ ان زنبورون کو تجھ سے باز رکھے اُس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو حقتعالےٰ کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھ سے دفع کرے کہ خواہشِ انار کا کھاؤ اُس جہان مین ہوگا اور زنبور کا زخم اسی جہان مین ہے اَے عزیزجان تو کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہلِ احتیاط سمجھے ہین کہ حلال و حرام کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہشِ حلال کا سدباب نہ کریگا اور ضرورت کی حدون پر اکتفا نہ کریگا تو نفس تجھ سے حرام طلب کریگا اس سبب سے انھون نے مباح چیزونکی خواہش کا بھی دروازہ اپنے اوپر بند کرلیا ہے تاکہ خواہشِ حرام کے ہاتھ سے نجات پائین جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑجانے کے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھ کھینچتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ نفس جب مباح چیزون سے مزا پاتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور دل اُس سے اٹک جاتا ہے دنیا اُسکی بہشت ہوجاتی ہے اور موت اُسپر دشوار ہوجاتی ہے فرطِ مسرت اور غفلت دل مین پیدا ہوجاتی ہے اگر ذکر اور مناجات کرتا بھی ہے تو اُسکی حلاوت اور لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکے تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا ہے رنج اور شکستگی کیوقت ایک تسبیح دلمین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کے وقت

سو تسبیحین بھی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اُسے گھر مین لاتے ہین اور اُسکی آنکھین سیتے ہین تاکہ جو کچھ گھر مین ہے اُسکا خوگر نہ ہو پھر تھوڑا تھوڑا گوشت اُسے دیتے ہین تاکہ باز دار سے ہلجائے اور اُسکا مطیع ہو جائے اسیطرح نفس کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ اُنس نہین پیدا ہوتا تاوقتیکہ تو اُسکی سب عادتین نہ چھڑائے اور آنکھ کان زبان بند نہ کرے اور گوشۂ تنہائی اور بھوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اُسے محنت نہ دے اور یہ باتین ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودھ چھوٹنا اُسیوقت بچے پر دشوار ہوتا ہے چند دنون کے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر اُسے زبردستی دودھ دیا جائے تو بھی نہین پی سکتا۔ اَے عزیز جان تو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اُسے چھوڑ دے اور جو چیز اُسپر بہت غالب ہو اُسکے خلاف کرے تو جاہ و حشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اُسے ترک کردے اور مال کے سبب جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ کر ڈالے اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالےٰ کی محبت کے سوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اُسے اپنے سے زبردستی جدا کر دے اور اُسیکا ملازم ہو رہے جو ہمیشہ اسکے ساتھ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے بمجبوری رخصت کریگا اُسے قصداً خود ہی چھوڑ دے اسکے ساتھ خدا ہی رہیگا جیسے حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ و السّلام پر وحی بھیجی تھی کہ اے داؤد مین ہی تیرا ساتھی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل مین یہ پھونکا کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ یعنے دنیا کی جس چیز کو جی چاہے دوست رکھ دنیا کی سب چیزین تجھسے چھوٹ جائینگی **خلق نیک کی علامت کا بیان** اَے عزیز جان تو کہ خلق نیک کی علامتین وہ ہین جو حق تعالےٰ قرآن شریف مین مسلمانونکی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ[1] آخر تک اور اس آیۃ مین فرمایا کہ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ[2] اور یہ جو فرمایا کہ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا[3] یہ مسلمانون کی صفتین اور خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچھ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوئے بد کی علامت ہے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز روزہ اور عبادت ہوتا ہے اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کھانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مسلمان فکر اور عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کے سوا سب سے بیخوف رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کے سوا سب سے ناامید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے مسلمان مال کو دین پر تصدق کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت کو دوست رکھتا ہے اور منافق اژدحام اور لوگونکی صحبت کو دوست رکھتا ہے مسلمان جوتتا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کھیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق نہ جوتتا ہے اور نہ بوتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ کاٹ کر کھریان لگاؤنگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہ ہے کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا اصلاحیت ڈھونڈھنے والا بہت عبادت کرنیوالا کم جو کہنے والا فضول امر کم کرنیوالا سب کا خیرخواہ سب کے حق مین نیک کردار صاحب وقار مشفق و حلیم بڑا صابر قانع بڑا شاکر بردبار نرم دل رفیق ہاتھ کھینچنے والا کم طمع ہو نہ گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت نہ فحش بکے نہ جلدبازی کرے نہ حسد اور کپٹ رکھے کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اُسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اَے عزیز جان تو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر ہوتا ہے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کر ڈالا آپنے فرمایا بار خدایا انپر رحم کر کہ یہ جانتے نہین ہین

[1] بیشک نجات پائی مسلمانون نے ایسے مسلمان کہ نماز مین رجوع کرنیوالے ہین ۱۲ [2] توبہ کرنیوالے عبادت کرنیوالے ۱۲ [3] خدا کے بندے وہ لوگ ہین جو زمین پر آہستہ چلتے ہین یعنی اُنپر فروتنی غالب ہے ۱۲

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا مین جاتے تھے ایک لشکری ملا پوچھنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہان کہا بتا آبادی کہان ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے قبرستان بتا دیا اُسنے کہا کہ مین آبادی ڈھونڈھتا ہون فرمایا آبادی اسیجگہ ہے لشکری نے ایک لاٹھی آپ کے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا اور آپ کو شہر مین پکڑ لایا جب لوگون نے دیکھا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہین بڑے پارسا لشکری گھوڑے پر سے اتر پڑا اور پاؤن پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ آپنے یہ کیون کہا کہ مین بندہ ہون فرمایا اس سبب سے کہ مین بندۂ خدا ہون اُسنے عرض کی کہ مجھے معاف کیجیے فرمایا مین نے معاف کر دیا اور جس گھڑی تو نے میرا سر توڑا تھا مین نے تیرے واسطے دعا کی تھی لوگون نے پوچھا کیون فرمایا اسواسطے کہ مین نے جانا تھا کہ مجھے اسکے سبب سے ثواب ہوگا مین نے نہ چاہا کہ مجھے تو اسکے سبب سے بھلائی نصیب ہو اور اُسے میرے سبب سے بُرائی ملے حضرت ابوعثمان حیری قدس سرہٗ کی کسی نے دعوت کی اور آپکے تئین آزمانا اُسے مقصود تھا جب آپ اُسکے دروازے پر پہونچے تو اُسنے اندر نہ جانے دیا اور کہا کہ اب کچھ بھی کھانا باقی نہین ہے آپ پلٹ چلے جب تھوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پھر آیا اور آپکو بلایا پھر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نہ جانے دیا اور وہی کہا کہ کچھ نہین باقی ہے کئی بار ایسا ہی کیا جب آپ کو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جواب دیتا پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ اے شیخ مین آپکو آزماتا تھا آپ مردِ خوش اخلاق ہین فرمایا کہ یہ جو تو نے مجھ سے دیکھا یہ تو کتّے کا خلق ہے کہ جب اُسے بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بھاگ جاتا ہے اُسکی کیا حقیقت ہے ایک دن کسی شخص نے چھت پر سے طشت بھر راکھ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپنے کپڑے جھاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگون نے پوچھا آپ نے شکر کیون کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اُسپر راکھ ڈالین تو شکر کا مقام ہے حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السّلام کا رنگ بہت سانولا تھا اور آپ کے دروازے پر نیشاپور مین ایک حمام تھا جب آپ حمام مین جاتے تو لوگ حمام خالی کر دیتے ایک دن حمام خالی کر دیا گیا آپ اندر تشریف لے گئے اور حمّامی غافل ہو گیا ایک گنوار حمام مین گھس گیا آپ کو دیکھا سمجھا کہ حمام کے خادمون مین سے کوئی خادم ہے آپ سے کہنے لگا اُٹھ پانی لا آپ پانی لے آئے کہا اُٹھ مٹی لا آپ اُٹھ کر مٹی بھی لے آئے اسی طرح آپ سے ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجا لاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سُنی کہ یہ باتین کر رہا ہے تو ڈر کے بھاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگون نے عرض کی کہ اس امر کے خوف سے حمامی بھاگ گیا ہے فرمایا اُس سے کہدو کہ تو نہ بھاگ قصور تو اُسکا ہے جسنے فرزند کا تخم سیہ فام لونڈی کے رحم مین بویا عبداللہ درزیؒ ایک بزرگ تھے ایک گبر اُنسے کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹا روپیہ سلائی دیتا وہ لے لیتے ایک مرتبہ وہ خود نہ تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہ لیا جب آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ امر کیون کیا کہ برسون گزر گئے وہ میرے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے اور مین نے کبھی اُسپر ظاہر نہین کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کیا کہ اس کھوٹے روپے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب کہین جاتے تو لڑکے پتھر مارتے آپ کہتے کہ میان لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ میرا پاؤن نہ ٹوٹ جائے ورنہ مین نماز کو نہ کھڑا ہو سکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شخص گالیان دیتا ہوا اُنکے ساتھ ساتھ چلا وہ چپ تھے جب اُس مقام کے قریب پہونچے جہان اُنکے عزیز قریب رہتے تھے تو کھڑے ہو گئے اور اُس سے کہا کہ بھئی اگر کچھ گالیان باقی ہون تو وہ بھی دے لے اسواسطے کہ اگر میری قوم کے لوگ گالیان دیتے سن پائین گے تو تمھین ستائینگے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا اے ریاکار اُنھون نے فرمایا کہ اے نیکبخت بصرہ کے لوگون نے میرا نام گم کر دیا تھا تو نے ڈھونڈھ نکالا کمال حسنِ خلق کی علامت یہ ہے جو یہ بزرگ رکھتے تھے اور یہ اُن لوگونکی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین صفاتِ بشریّت سے بالکل پاک کر چکے ہون اور حقتعالےٰ کے سوا کسی کو نہین دیکھتے اور جو امر

دیکھتے ہین اُسی سے دیکھتے ہین جو شخص اس صفت سے موصوف نہو اُسے اپنی نسبت نیکخوئی کا گمان اور غرّہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم **لڑکون کی پرورش کا بیان** اے عزیز جان تو کہ فرزند ماں باپ کے ہاتھ مین ایک امانت ہے اور اُسکا دلِ پاک گوہرِ نفیس کے مانند ہے موم کی طرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سے خالی ہے اور زمینِ پاک کے مثل ہے کہ جو تخم تو اُسمین بوئے گا اُگے گا اگر نیکی کا تخم بوئے گا تو لڑکا دین دنیا کی سعادت کو پہونچے گا اور ماں باپ اور معلّم اُسکے ثواب مین شریک رہین گے اگر نیکی کا تخم نہ بوئے گا تو لڑکا بدبخت ہوئے گا اور جو فعل اس سے سرزد ہونگے اُسمین ماں باپ اور معلّم بھی شریک رہینگے اسواسطے کہ حقتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا اور آتشِ دنیا کی بہ نسبت آتشِ دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اُسکو آتشِ دوزخ سے بچانا باینطور ہوتا ہے کہ اُسے باادب رکھے اور نیک اخلاق سکھائے اور بُری صحبت سے بچائے کہ صحبتِ بد سب بُرائیون کی جڑ ہے اور اُسے اچھے کھانے پہنِنے کا خوگر نہ کرے اگر خوگر ہو جائیگا تو اُسکے بغیر صبر نہ کر سکیگا اور اچھے کھانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضائع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودھ پلائے صالحہ اور نیکخو اور حلال کی کھانے والی ہو اسواسطے کہ انّا کی خوئے بد لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودھ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا گوشت پوست اُس سے پیدا ہوگا اُسکی طبیعت مین اُسکے ساتھ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جوانی کے بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان کھلے تو چاہیے کہ پہلے اللہ کا نام لے اللہ کا نام پہلے سے اُسے سکھانا چاہیے اور جب ایسا ہو کہ بعضی چیزون سے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ نورِ عقل سپر پڑا اور عقل شحنۂ شرم کو اُسپر متعیّن کرتی ہے کہ بُری باتون پر شرم اُسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین پہلے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کھانے کے آداب اُسے سکھانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتھ سے کھائے بسم اللہ کہے جلدی نہ کھائے اور خوب چبائے اور اورون کے نوالون پر نظر نہ دوڑائے اپنے سامنے سے لقمہ اُٹھائے جبتک ایک نوالا اُتار نہ لے تبتک دوسرے نوالے کیواسطے ہاتھ نہ بڑھائے ہاتھ اور کپڑا نہ بھرے کبھی کبھی اُسے روکھی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہو جائے اور بہت کھانیکو اُسکی نگاہ مین بُرا ٹھہرائے اور کہے کہ بہت کھانا جانورون کا اور احمقون کا کام ہے اور جو لڑکے بہت کھاتے ہین اُسکے سامنے اُنکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا باادب ہو اُسکی تعریف کرے تاکہ اُسکو بھی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بھی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اُسکی نگاہ مین اچھے ٹھہراوے ریشمی اور رنگین کپڑے کی بُرائی اُسکے دل مین جمادے اور کہے کہ میاں ریشمی اور رنگین کپڑے پہننا رنڈیون اور لونڈیون کا کام ہے اور اپنے تئین بنانا سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردون کا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اُنکی سنگت مین اُسے نہ پڑنے دیوے حتّٰی کہ یہ اُنھین دیکھنے بھی نہ پائے کہ وہ اُسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ اگر اُنھین دیکھے گا تو خود بھی اچھے کھانے پہننے کی آرزو کرے گا اور بُری صحبت سے اُسے نگاہ رکھے کیونکہ جب لڑکے کو بُری صحبت سے لوگ نگاہ نہین رکھتے تو وہ شوخ بیحیا چور جھوٹا گستاخ بیباک ہو جاتا ہے اور مدّت تک یہ باتین اُس سے نہین چھوٹتین جب مکتب مین بٹھائے تو قرآن پڑھائے پھر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور صحابہؓ اور بزرگانِ سلف کی عادتون مین اُسے مشغول کرے اور اسواسطے اُسے ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین اور عورتون کی تعریف ہے اُنہین مشغول ہو جائے اور ایسے معلّم اور ادیب سے اُسے محفوظ رکھنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ بُرائی کا تخم اُسکے دل مین بوئے گا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اُسمین پیدا ہو

تو اُسپر اُسکی تعریف کرے اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اُسے دے اور لوگون کے سامنے اُسکی تعریف کرے لڑکا اگر کچھ خطا کرے تو دو ایک بار انجان
بنجائے تاکہ وہ گالیان کھانے اور خفگی کی باتین اُٹھانیکا عادی نہ ہوجائے خصوصًا جب وہ چھپاکر کوئی خطا کرے اسواسطے کہ اگر اُس سے بہت کہا
جائیگا تو وہ اُس خطا پر دلیر ہوجائیگا اور کھلم کھلا خطا کرنے لگیگا اور جب بار بار خطا کرے تو اکیلا چھپاکر سرزنش کرے اور کہے کہ خبردار ایسا نہ کرنا
کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ سمجھین گے باپ کو چاہیے کہ اپنی عظمت اُسکے ساتھ نگاہ رکھے
اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اُسے ڈرایا کرے دن کو اُسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل ہوجائیگا اور رات کو اُسے نرم بچھونے پر نہ سُلائے تاکہ
اُسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دن مین گھڑی بھر اُسے کھیل کی اجازت دینا چاہیے تاکہ چاق ہوجائے اُداس و رنجیدہ دل نہ رہے کہ اس سے بدخوئی
پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہوجاتا ہے اور اُسے سکھانا چاہیے کہ ہر ایک سے فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نہ کیا کرے
لڑکون سے کچھ لے نہین بلکہ اُنھین کچھ کچھ دیا کرے لڑکے سے کہنا چاہیے کہ دوسرے سے لینا فقیرون اور بے ہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت
ہرگز نہ دینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ اس سے خراب ہوگا اور بُرے کامون مین پڑ جائیگا اور اُسے سکھانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے
نہ تھوکا کرے نہ ناک چھنکا کرے اور لوگون کیطرف پیٹھ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھ بیٹھا کرے اور ٹھڈی کے نیچے ہاتھ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی
علامت ہے اور بہت بکا نہ کرے اور قسم ہرگز نہ کھایا کرے جبتک کوئی کچھ پوچھے نہین از خود بات نہ کرے اور جو اُس سے بڑا ہو اُسکی عظمت کیا کرے
اُسکے آگے آگے نہ چلا کرے فحش و لعنت سے زبان کو بچائے رکھے اُس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اُستاد مارا کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارشی
نہ لیجایا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلانا ہے جب لڑکا سات برس کا ہو تو اُسے نرمی سے طہارت و
نماز پڑھنے کا حکم کرے جب دس برس کا ہو اور کچھ قصور کرے تو اُسے مارے اور ادب دے چوری حرامخوری دروغگوئی کو اُسکے نزدیک بڑا ٹھہرا دے
اور ہمیشہ ان چیزون کی بُرائی کیا کرے جب اس طرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کے بھید اُس سے کہے
تاکہ اُسمین اثر کرین پھر اُس سے کہے کہ کھانا کھانے سے مقصود یہ ہے کہ بندے کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زادِ آخرت
مقصود ہے کہ دنیا کسی کے ساتھ نہین رہتی اور موت جھٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زادِ آخرت لیلے تاکہ بہشت مین جائے
اور حقتعالے اُس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اُس سے کہنا شروع کرے اور کامونکا ثواب و عذاب اُس سے کہے جب ابتدا ہی سے اُسے
ادب کے ساتھ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتھر کی لکیر ہوجائین گی اور اگر پہلے سے اُسے اپنے حال پر چھوڑ دیا تو یہ باتین ایسی ہونگی جیسے دیوار سے
خاک جھڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برس کا تھا میرے مامون محمد ابن سوار نماز پڑھتے تھے مین اُنھین دیکھتا تھا
ایکبار اُنھون نے مجھ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجھے پیدا کیا ہے تو اُسے یاد نہین کرتا مین نے کہا کہ مامون مین کیونکر یاد کرون کہا رات کو جب تو
بچھونے پر سوتا ہے تین بار دل سے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھ ہے خدا میری طرف دیکھتا ہے خدا مجھے دیکھتا ہے کئی شب
مین نے یون کہا پھر اُنھون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پھر فرمایا کہ ہر شب گیارہ مرتبہ کہا کر مین کہا کرتا تھا پھر میرے دل مین اُسکی
حلاوت پیدا ہوئی جب ایک سال گذرا تو اُنھون نے فرمایا کہ مین نے جو کچھ تجھ سے کہا تھا وہ تمام عمر یاد رکھنا حتے کہ تجھے قبر مین ڈالدین
کہ یہ شغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا کئی برس تک مین یون ہی کہتا رہا حتے کہ اُسکی حلاوت میرے دماغ مین پیدا ہوئی پھر ایک دن

ماموں نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہین کرتا خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے پھر مجھے معلّم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا مین نے کہا کہ گھڑی بھر کے لیے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ نہین حتّٰی کہ مین نے قرآن شریف پڑھا اُسوقت مین سات برس کا تھا جب مین دس برس کا ہوا تو ہمیشہ روزے رکھتا اور جَو کی روٹی کھاتا تھے[1] کہ بارہ برس کا ہوا تیرھوین برس ایک مسئلہ میرے دل مین آیا مین نے کہا کہ مجھے بصرے مین بھیجدو تاکہ مین وہان جاکر پوچھون غرضکہ وہان گیا اور سب عالمون سے پوچھا کسی نے اس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عابد کا پتا بتایا مین وہان گیا اُن بزرگ نے اس مسئلے کو حل کردیا مدّت تک مین اُنکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آیا ایک درم کے جَو مول لیتا اور اُسکی روکھی روٹی سے روزہ کھولتا دال سالن کچھ اُسکے ساتھ نہ ہوتا ایک درم کے جَو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مین نے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھ نہ کھایا کرون حتّٰی کہ مین اُسپر قادر ہوگیا پھر پانچ دن تک پہونچایا پھر سات دن تک حتّٰی کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھ نہ کھاتا تھا اور بیس برس اسی حالت پر مین نے صبر کیا اور شب زندہ دار رہتا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہوجائے کہ جو بڑا کام ہو اُس کا تخم بچپنے مین ڈالتے رہین

ابتدائے مجاہدہ مین جو شرائط ضروری ہین اُن کا اور ریاضت سے راہِ دین پر چلنے کی کیفیت کا بیان

اَے عزیز جان تو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اس سبب سے نہ پہونچا کہ راہ نہ چلا اور جو راہ نہ چلا اس سبب سے نہ چلا کہ اُسنے طلب نہ کیا اور جسنے طلب نہ کیا اس سبب سے نہ کیا کہ اُسنے جانا نہین اور اُسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا میلی ہے اور چند روزکی ہے اور آخرت مصفّا ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور زادِ آخرت طلب کرنا اُسمین پیدا ہوتا ہے اور اُسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونیکے کٹورے ملین آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو ضعفِ ایمان ان سب باتون کا سبب ہے اور ضعفِ ایمان کا سبب یہ ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علماء پرہیزگار ہین اور یہ گم ہوگئے ہین جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہ گئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہ گئے ہین اُنپر دنیا کی محبّت غالب ہوگئی ہے جب طلبِ دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کیطرف کیونکر بلا سکین اور دنیا کی راہ راہِ آخرت کے برخلاف ہے دنیا اور آخرت ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے تو دوسرے سے دور ہوجاتا ہے تو جسے حقتعالے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ اُن لوگون سے ہوجاتا ہے جنھین حق تعالے فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا[1] آدمی کو جاننا چاہیے کہ حق تعالے یہ جو ارشاد فرماتا ہے کہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا تو یہ سعی کیا ہے اَے عزیز جان تو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کے واسطے پہلے ہی مرید مین کئی شرطین ہین کہ پہلے ہی سے ان شرطون کو بجالانا چاہیے پھر ایک دستاویز ہے کہ اُسے تمسّک کرنا چاہیے پھر ایک قلعہ اور حصار ہے کہ اس سے پناہ لینا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور حق تعالے کے درمیان سے آڑ اور حجاب اُٹھادے تاکہ اُس قوم مین سے نہو جائے جسے حق تعالے یون ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہے کہ اُسکے ساتھ دل اٹکا رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہ ہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیے کہ قدرِ حاجت کے سوا باقی مال کو آدمی اپنے پاس نہ رکھے

[1] اور جسنے ارادہ کیا آخرت کا اور کوشش کی اُسکے واسطے کوشش آخرت کی ۱۲ ۵۲ اور ہم نے کردی ہے روبرو ان کے اور پس پشت ان کے آڑ ۱۲

اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھ رکھتا ہی نہین اور خدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اُسکی راہ جلد طے ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بانیطور اُٹھ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے اور ایسی جگہ جائے جہان لوگ اُسے نہ پہچانتے ہون اس واسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنے کی لذت مین ہمیشہ مشغول رہیگا اور جو شخص خلق سے لذت پائیگا وہ حق تعالے تک نہ پہونچیگا اور تقلید اسواسطے حجاب ہے کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا اور کوئی اعتراض و جدل کی بات سنی تو اور کسی چیز کی اُسکے دل مین جگہ نہین رہتی تب چاہیے کہ ان سب باتون کو بھلا دے اور لا آلہ الا اللہ کے معنے کا ایمان لائے اور اپنے دلسے اُسکی تحقیق طلب کرے اور اُسکی تحقیق یہ ہے کہ حق تعالے کے سوا اُسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے کہ وہ اُسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اُسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون حقیقت ہو جائے تو چاہیے کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کامونکا کشف ڈھونڈھے جدل اور بحث سے نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ پر مصر ہوتا ہے اُسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اُسے حق تعالیٰ کیونکر منکشف ہوگا خصوصاً حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی دل کے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا کچھ نہ کھائے اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجا لانے کے پہلے چاہے کہ دین و شریعت کے بھید مجھ پر کھلجائین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص عربی پڑھنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اُٹھا دیے تو اُس شخص کے مثل ہوگیا جو طہارت کرکے نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہو اب اُسے امام کی حاجت ہوگی کہ اُسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا راست نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین تو بے دلیل و راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھ لگجائے تو چاہیے کہ مُرید اپنے سب کامون کو اُسی پر چھوڑ دے اور اپنا اختیار باقی ہی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی رائے صائب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اُسکا بڑا فائدہ ہے شعر[1] بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید؛ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا؛ پیر سے جو بات ایسی وقوع مین آئے جسکی وجہ اُسے نہ معلوم ہو تو حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہی کیواسطے ہے کہ مشائخ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے اُنکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانہ مین ایک شخص کی داہنی انگلی مین درد ہوا نیم حکیم انگلی پہ دوا رکھتے تھے کچھ فائدہ نہ کرتی تھی جالینوس نے اُسکے بائین شانے پر دوا رکھی ناقص طبیبون نے کہا کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ) درد تو انگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہوگئی اور سبب یہ تھا کہ جالینوس جان گیا تھا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اُسے یہ معلوم تھا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے نکلتے ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتے ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنے باطن مین کچھ تصرف نہ کرنا چاہیے خواجہ بو علی فارمدی رحمہ اللہ تعالے سے مین نے (یعنی امام صاحب نے) سنا ہے کہتے تھے کہ ایکبار شیخ ابو القاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالے سے مین خواب نقل کرتا تھا وہ مجھ سے خفا ہوے اور ایک مہینا کامل مجھ سے بات نہ کی مجھے کچھ سبب نہ معلوم ہوا آخر کو اُنھون نے فرمایا

[1] اگر شیخ کہے تو جانماز کو شراب مین ڈبو دے اسلیے کہ سالک (شیخ) منزل کی راہ و رسم سے بخوبی واقف ہے ۱۲۔

کہ تو نے خواب نقل کرنے مین مجھسے یون کہا کہ تم جو شیخ ہو تم نے مجھ سے خواب مین ایک بات کہی اور مین نے خواب ہی مین کہا کیون یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دلمین کیون کی جگہ نہ ہوتی تو خواب مین تیری زبان سے کیون کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مُرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کر دیے تو پیر پہلے اُسے حصار مین کرتا ہے تاکہ آفتون سے محفوظ رہے اور اس حصار کی چار دیوارین ہین ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی چوتھی بیخوابی اسواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتون کی پراگندگی سے دلکو بچائے رکھتی ہے اور خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکھ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ مین بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوے جب مرید دنیا کے اشغال سے الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے مین پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کر دے اور عقبات راہ صفاتِ مذموم ہین جو دلمین ہوتے ہین جن کامون سے بھاگنا چاہیے یہ صفاتِ مذمومہ اُنکی جڑ ہین جیسے جاہ و مال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ مادّہ مشغلہ کو باطن سے قطع کر دے اور دل خالی ہو جائے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتون سے تو پاک ہو اور ایک ہی صفتِ ذمیمہ مین آلودہ ہو تو اس صفت کو چھوڑنے کی اس طرح کوشش کرے جسطرح پر پیر مناسب جانے اور اُسکے لائق سمجھے کہ یہ امر مقتضائے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حقتعالے کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے خالی ہو گیا تو گوشے مین بیٹھکر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتےٰ کہ زبان سے چپ ہو جائے اور دل سے کہنے لگے پھر دل بھی کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمے کا وہ معنی اور مقصود دل پر غالب ہو جائے گا جو بیحرف ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے کہنا بھی بات ہے اور بات اس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہین ہے پھر اس معنی کا دلمین اسطرح متمکن اور مستولی اور نقش ہو جانا چاہیے کہ اُسکے ساتھ دل وابستہ رکھنے مین تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہو جائے کہ تکلف سے بھی دلکو اُس سے باز نہ رکھ سکے حضرت شبلی قدس سرہٗ نے اپنے مرید کے ساتھ حصر کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ کا خطرہ تیرے دل پر گزرے تو میرے پاس آنا تجھ پر حرام ہے جب دل کو وسواسِ دنیاوی کے خار سے پاک کر چکا اور یہ تخم اُس مین بو چکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہین تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گزرتی ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے اور غالب ہے کہ یہ تخم ضائع نہ ہو اسواسطے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ یعنے جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اُسے مین زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مریدون کے حالات مختلف ہوتے ہین کسی کو اس کلمے کے معنے مین اشکال پیدا ہوتا ہے اور خیالاتِ باطل پیش آتے ہین اور کوئی اس امر سے تو نجات پاتا ہے لیکن فرشتون کی اصل اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح اُسے اچھی اچھی صورتون مین دکھائی دینے لگتی ہین خواب مین نظر آئین یا آنکھ کھولکر بھی دیکھے اُسکے بعد اور حالات ہوتے ہین اُن کی تفصیل دراز ہے اُنکے بیان کرنے مین کچھ فائدہ نہین کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے راہ کہنے کا ذکر نہین اور ہر ایک کو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلے گا اُسکے حق مین وہ چیز نہ سنی ہوئی ہونا بہتر ہے کہ اُس چیز کا انتظار اُس کے دلکو مشغول رکھے گا اور حجاب ہو جائیگا تصرفِ علم کو جسقدر دخل ہے وہ یہین تک ہے اور کہنے سے مقصود یہ ہے تاکہ اس بات کا ایمان پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اکثر علماء اسکے منکر ہین اور جو چیز علمِ رسمی کے ماورا ہے اُسے باور نہین کرتے واللہ اعلم ٭

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونونکی حرص توڑنیکے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اُس سے نکلکر ہفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین اور معدہ
سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کی بدولت بہشت
سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جہان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اُٹھاتی ہے اور آدمی پیٹ اور فرج کی
شہوت پرستی نہین کرسکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور
جاہ کی حفاظت نہین ہوسکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے حسد تعصب عداوت کبر اکینہ پیدا ہوتا ہے
تو معدے کو اُسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدے کو زیر دست کرنا اور بھوکے رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیونکی
جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اُسکے فائدے بیان کرینگے پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ
بیان کرینگے پھر اُس مین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور جو شخص اپنے تئین اس سے محفوظ رکھے
اُسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے
ساتھ بھوک اور پیاس سے جہاد کرو کہ اُسکا ثواب کفّار کے ساتھ جہاد کرنے کے ثواب کے مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس
سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اُسے ملکوت آسمان کیطرف راہ نہین ملتی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے
لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون شخص فاضلتر ہے فرمایا جو تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے
اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور فرمایا ہے کہ پُرانا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ پیو کہ یہ فعل نبوت کا ایک جزو ہے
اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا ہے کہ تم مین سے وہ شخص خدا کے نزدیک افضل ہے جو
بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھائے پیے اور بہت سوئے اور فرمایا ہے کہ جو شخص
کم کھاتا ہے اُس شخص کے سبب سے حق تعالےٰ فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مین نے تو اُسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اُسنے میرے
واسطے کھانے سے ہاتھ اُٹھایا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اُسنے چھوڑ دیے ہین اُن مین سے ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین
دونگا اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پانی سے اپنے دلون کو مردہ نہ کرو اسواسطے کہ دل کھیت کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے کھیت
پژمردہ ہوجاتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی بدتر چیز کو آدمی پُر نہین کرتا اور چند لقمے آدمی کیواسطے بس ہین جو اُسکی پشت سیدھی
رکھین اگر چارہ نہو تو پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانیکے واسطے ہے ایک تہائی پانی پینے کے واسطے ایک ثلث سانس لینے کیلیے اور ایک روایت
مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کیواسطے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین ننگا بھوکا رکھو تاکہ تمھارے دل حق تعالےٰ کو
دیکھین اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن مین اسطرح روان ہے جیسے رگون مین خون بھوک
پیاس سے شیطان کی رہگذر تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی مین کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیون مین کھاتا ہے یعنے

منافق کی خوراک مسلمان کی نسبت ست گنی ہوتی ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹائے جاؤ تاکہ دروازہ کھولدین مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ کاہے سے کھٹکھٹائین فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسولِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اس ڈکار کو دور رکھ اسواسطے کہ جو شخص اس جہان مین بہت سیر ہے وہ اُس جہان مین بہت بھوکا ہوگا امّ المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز آسودہ ہوکر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور مین آپ کے شکمِ مبارک پر ہاتھ پھیرتی اور عرض کرتی کہ میری جان آپ پر تصدّق ہو اگر آپ اسقدر کھانا نوش فرمائین کہ بھوکے نہ رہا کرین تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ انبیاؑ اولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گزر گئے اُنھون نے حق تعالیٰ کی جناب سے بزرگیان پائین مین ڈرتا ہون کہ اگر تن پروری کرون تو میرا درجہ اُنسے کم ہوجائے چھ دن تھوڑا اسا صبر کرنے کو مین اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہون کہ آخرت مین میرا حظ کم ہوجائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہین ہے کہ مین اپنے بھائیون کے پاس پہونچ جاؤن ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ خدا کی قسم یہ فرمانے کے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہین رہے سیدۃ النساء حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین آپ نے پوچھا یہ کیا ہے عرض کی کہ مین نے ایک روٹی پکائی جی نہ چاہا کہ بے آپکے کھاؤن فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے منھ مین جائیگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتخانے مین تین دن برابر گیہون کی روٹی کسی نے نہین کھائی حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ رات کے کھانے مین ایک نوالہ کم کھانیکو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تمام رات صبح تک نماز پڑھا کرون حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دلسے کہا کرتے کہ تو بھوکا رہنے سے کیون ڈرتا ہے ہیہات ہیہات حق سبحانہٗ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے یارون کو تو بھوک دی تھی اور تجھ ایسون سے دریغ کریگا کہمش نے جنابِ احدیت مین عرض کی کہ بار خدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور رات کو اپنے ساتھ خلوت مین رکھتا ہے تیرے نزدیک مین نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے اُس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو کفایت ہی کی قدر غلّہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پروا رہے حضرت محمد بن الواسع نے کہا نہین بلکہ اُس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال مین بھی حق تعالےٰ سے خوش اور راضی ہو حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ بزرگون اور عقلمندون نے غور کیا دین دنیا مین بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا اور آخرت کے بارے مین سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے کسی کو اپنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین طے کیا مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ السلام نے اس چالیس دن کے عرصہ مین جس مین حق تعالےٰ نے اُن سے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا **گرسنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بھوک کی فضیلت اس

سبب سے نہین ہے کہ اُس مین تکلیف ہوتی ہے جس طرح دوا کی فضیلت اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے مگر بھوک مین دس فائدے ہین
پہلا فائدہ یہ ہے کہ دلکو صاف اور روشن کردیتی ہے اور سیری آدمی کو کوردل اور کُند ذہن کردیتی ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین
ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کردیتا ہے حتّٰی کہ اسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ اور شوریدہ ہوجاتا ہے اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دلون کو زندہ کرو اور بھوک سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہوجائین اور فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اُسکا دل تیز ہوتا ہے اُسکی سمجھ بڑھتی ہے حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہین
ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہون اور اپنے دلمین حکمت اور عبرت تازہ نہ پائی ہو جناب سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے
فرمایا ہے کہ سیر ہوکر نہ کھایا کرو ورنہ نورِ معرفت تمھارے دل سے فنا ہوجائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنّت ہے اور بھوک درگاہِ معرفت ہے تو بھوکا
رہنا جنّت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیْمُوا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّۃِ بِالْجُوْعِ[1] **دوسرا فائدہ**
یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہوجاتا ہے کہ ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے حتّٰی کہ
آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے دل کے اندر سرایت نہین کرتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے
درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پائے تو یہ ہرگز نہ ہوگا **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے
اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنّت کی ڈیوڑھی ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک
بندہ اپنے تئین اس عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے کہ ایک نوالہ جو اُسے نہین ملتا تو تمام جہان اُسپر تنگ و تاریک ہوجاتا ہے تبتک خداوند
تعالےٰ کی بزرگی اور قدرت نہ جانیگا اسی واسطے تھا کہ تمام روے زمین کے خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ ایک دن بھوکا رہنا اور ایکدن سیر ہونا مجھے بہت دوست ہے جب بھوکا ہوتا ہون
صبر کرتا ہون جب سیر ہوتا ہون شکر بجالاتا ہون **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نہ کریگا
عذاب آخرت کو فراموش کردیگا اور جب بھوکا ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس
یاد کریگا اور خوفِ آخرت اور بندگانِ خدا پر شفقت جنّت کے دروازون مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علیٰ نبیّنا
وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے لوگون نے عرض کی کہ روی زمین کا خزانہ تو آپ کے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین ڈرتا
ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاؤنگا **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار یہ سعادت ہے کہ آدمی نفس کو اپنا
زیردست کرے اور شقاوت یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کا زیردست کردے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوک ہی سے رام کرتے ہین آدمی کے
نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ نہین ہے بلکہ فائدون کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہین
اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ مین جب سیر ہوکر کھاتا تھا خواہ نخواہ
گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ہمیشہ جنّت کا دروازہ بھوک سے کھٹکھٹاتے رہو ۱۲۔

کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگوں نے جب سیر ہو کر کھایا تو اُنکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہ ہو گر
فرج کی شہوت تو ضعیف ہو جائے گی اور بات کرنے کی خواہش تو کم ہو گی تو قصّہ تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہو کر کھاتا ہے فضول گوئی
اور غیبت مین مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب ہو جاتی ہے وہ اگر فرج کو محفوظ رکھیگا تو آنکھ کیونکر بچائے گا اور اگر آنکھ کو بھی
بچالیگا تو دل کو نہ بچا سکے گا اور بھوک ان سب باتون کو کفایت کرتی ہے اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حقتعالیٰ کے خزانہ مین بھوک ایک گوہر
گران بہا ہے حق تعالےٰ وہ گوہر ہر کس و ناکس کو نہین دیتا ہے جسے دوست رکھتا ہے اُسکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال
روکھی روٹی کھائے اور جسقدر کھانیکی اُسے عادت ہے روٹی اُسکی آدھی کھائے تو حقتعالےٰ اُسکے دل سے عورتون کا خیال بالکل دور کر دے گا
چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور رکھوالی سب عبادتون اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصاً شب کو اور جو شخص
سیر ہو کر کھاتا ہے اُسپر نیند غالب ہو جاتی ہے مردہ کیطرح پڑ رہتا ہے اور اُسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دسترخوان پر منادی کر دیا کرتے
تھے کہ اے مریدو بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤ گے تو پانی بہت پی جاؤ گے کھانا پانی بہت کھاؤ پیو گے تو بہت سا سوؤ گے اگر بہت سا سوؤ گے
تو قیامت کے دن بہت حسرت کرو گے ستر صدیقون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے اور چونکہ عمر آدمی کا
سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اس سے سعادتِ آخرت حاصل کر سکتے ہین اور سونا عمر کو گھٹاتا ہے اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے
اس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت نہ پائے گا اور نیند اُس پر غلبہ کرے گی اور شاید
کہ احتلام ہو جائے اور رات کو غسل نہ کر سکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جائے اور غسل کی تکلیف مین گرفتار ہو جائے اگر حمام
جانا چاہے تو شاید اُسکے پاس پیسا نہ ہو اور شاید حمام مین جا کر عورت پر اُسکی نظر پڑے اور اُسکے سبب سے بہت سی آفتین اُٹھ کھڑی
ہون حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے۔
ساتوان فائدہ یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہو جاتا ہے علم و عمل مین مشغول ہونے کے واسطے مہلت اور فراغت پاتا
ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائے گا تو کھانے سونے خریدنے بنانے سامان کا انتظام کرنے کے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے
جانا طہارت کرنا پڑے گا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کامون مین گزر جائے گا اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اُسے
بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرّہٗ کہتے ہین کہ مین نے علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو نگل رہے تھے مین نے
کہا کہ تم نے روٹی کیون نہ کھالی کہا کہ اسکے نگل لینے مین اور روٹی کے کھانے مین ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب سے
چالیس برس ہوے کہ مین نے روٹی نہین کھائی مناسب نہین کہ روٹی چبانے کے سبب سے میرا فائدہ فوت ہو جائے اسمین کچھ شک نہین
ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اُسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد مین اعتکاف کر سکے گا اور ہمیشہ با طہارت رہ سکیگا اور جو لوگ
آخرت کی سوداگری کرتے ہین اُنکے نزدیک یہ فائدے حقیر اور ناچیز نہین ہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ
جسنے پیٹ بھر کر کھایا اُسمین چھ چیزین پیدا ہو جاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہین پاتا اور حکمت وغیرہ یاد رکھنے مین اُس کی
یادداشت بُری ہو جاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے اور عبادت کرنا

اُسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پائخانہ اور مزبلہ کے صدقے ہوتا ہے **آٹھوان فائدہ** یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی ناز برداری فصد کھلانے پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانے کے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز ایسی نہین ہے جو بالکل نفع ہو اور کچھ ضرر نہ ہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے اُن سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشک گوشت بدتر ہے تھوڑا خشک گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست رہو **نوان فائدہ** یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اُسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اُسے بہت مال کی حاجت نہین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاؤن تو تمام دن اسی فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شائد شبہہ اور طمع اور حرام مین گرفتار ہوجائے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسی طرح نکالتا ہون کہ اُن حاجتون سے ہاتھ اُٹھاتا ہون اور یہ مجھ پر بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون اپنے پیٹ ہی سے نہ قرض لیلون اور اُس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ چیزونکا نرخ پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے اَرْخِصُوْہُ بِالتَّرْکِ یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کردو **دسوان فائدہ** یہ ہے کہ آدمی جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے کہ جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پائخانہ اُسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندیلے آدمی کو دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تونے اپنے توند مین ڈال لیا ہے اُسے اگر اور کہین صرف کرتا یعنے صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم **کھانا کھاتے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ نہ چاہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعۃً کم کھانے لگے کہ اُسکی تاب نہ لائیگا اور وہ اُسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلاً اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایک دن ایک نوالہ کم کرے دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین لقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجائے جب ایسا کریگا تو اُسپر آسان ہوگا اور کبھی نہ نقصان ہوگا اور طبیعت اُسپر بخوبی ٹھہر جائے گی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اُسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اُنھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہ ہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب سے ضعیف ہو اُسکی نماز بیٹھے بیٹھے افضل ہے اس شخص کی کھڑے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑ جائیگا تب کھانا چاہیے کہ عقل کے بغیر بندگی نہین ہوسکتی اور جان تو خود اصل ہی ہے اُنسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہین فرمایا کہ ہر سال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کے چاول اور آٹا ایک درم کا شہد ایک درم کا روغن جمع کرکے تین سو ساٹھ پنڈیان بنا لیتا تھا ہر روز ایک پنڈی سے روزہ کھولتا لوگون نے پوچھا اب کیا انداز ہے فرمایا جیسی آپڑے رہا ہو بعضے ایسے ہین کہ ہر روز ایک درم بھر سے زیادہ کھانا نہین کھاتے اور اپنے تئین اس مقدار

قلیل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدھے مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہو اُسمین سے ایک روٹی پوری اور ایک تہائی روٹی آدھے مد کی ہوتی ہے اسمین شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ اور ایک روایت مین ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہین اور یہ روٹی دس لقمون سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات یا نو نوالون سے زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گردون کے قریب ہوگا اکثر لوگون کے حق مین شاید تہائی پیٹ سے بڑھ کر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہو جائے اور ممکن ہے کہ مد سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیۂ کریمہ مین داخل ہو جائے وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ لیکن یہ امر وقت اور ہاتھ پاؤن اور کام کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہرحال یہ بات چاہیے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگون نے کوئی اندازہ نہین مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جب تک بھوک نہ لگے نہ کھائین ہنوز بھوکے ہون اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لین بھوک کی علامت یہ ہے کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو یا جرہ وغیرہ کی روٹی شوق سے کھا سکے اگر روٹی کے ساتھ کھانے کو کچھ ڈھونڈھے تو وہ سچی بھوک نہین ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے آدھے مد سے تجاوز نہین کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اُسکا کھانا ہر ہفتہ مین ایک صاع ہوا کرتا تھا اور ایک صاع چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اسمین گٹھلی نکلجاتی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک مین آپکے پاس نہ پہونچ جاؤنگا تب تک اس سے نہ پھرونگا اور بعض لوگون پر حضرت ابوذر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو جسطرح پر آج ہے اُسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابوذر نے کہا کہ تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیان پکانے لگے دوطرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے پیراہن سے جدا کر ڈالا حالانکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایسا نہ تھا دو آدمیون مین ایک مد خرما اہلِ صفہ کی غذا تھی اور اُن کی بھی گٹھلیان نکلجاتی تھین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین اگر تمام عالم خون ہو جائے تو بھی اسمین سے میری غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنے یہ ہین کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھائے وہ مراد نہین ہے جو احمق لوگ کہتے ہین کہ حرام چیز جب کسیکو ملتی ہے تو حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال نہ ہوگیا دوسری احتیاط کھانے کے وقت ہے اُسکے تین درجے ہین بڑا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اُنھون نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہین کھایا اور تابعین مین کسی بزرگ نے اپنے تئین اس مرتبے کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچھ نہ کھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ چھ دن تک کچھ نہ کھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چالیس دن تک کچھ نہ کھائے تو ملکوتِ آسمان کے عجائبات مین سے کچھ کچھ اُسپر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم پر ایمان تو کیون نہین لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن تک کچھ نہین کھایا یہ مرتبے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہین کرسکتا تمھارے پیغمبر نے یہ نہین کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی اُمت مین سے ایک مین ہون بھلا اگر مین چالیس دن کچھ نہ کھاؤن تو تو ایمان لائیگا اُسنے کہا ہان لاؤنگا وہ صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کرون راہب نے کہا ہان صوفی نے ساٹھ دن پورے کیے اور کچھ نہ کھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے تکلّف سے کوئی اس درجہ کو نہین پہونچتا مگر وہ شخص جسے اس عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اُسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اُس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اُسے بھوک کی خبر ہی نہین ہوتی دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچھ نہ کھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایک بار کھالے اور یہ سب درجون سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچگیا اور کسی وقت آدمی بھوکا نہین ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نہ کھاتے اور جب شام کیوقت تناول کرتے تو صبح کیوقت نوش نہ فرماتے اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اسراف نہ کرنا ایکدن مین دو بار کھانا اسراف ہے آدمی جب ایک ہی بار کھایا چاہے تو اولیٰ یہ ہے کہ صبح کے وقت کھائے تاکہ تہجد کی نماز مین ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانیکی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور ایک روٹی صبح کو تیسری احتیاط جنس طعام مین ہے گیہونکا چھانا ہوا آٹا جنس اعلیٰ ہے اور جَو کا بے چھانا آٹا جنس ادنیٰ ہے اور جَو کا چھانا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھ کھانیکی چیزون مین سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے اور متوسط چپڑی ہوئی روٹی ہے جو لوگ آخرت کی راہ چلتے ہین انکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا ہے اور جس چیز کی خواہش اپنے مین دیکھی اسمین اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اُسمین غرور اور غفلت اور ظلمت پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا مین رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرے تاکہ دنیا اُسکا قیدخانہ بنجائے اور موت کے باعث اس قیدخانے سے اُسکی نجات ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے شِرَارُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَۃِ یعنی میری اُمت مین سب سے بدتر وہ لوگ ہین جو بھوسی نکالکر گیہون کھائین یہ حرام نہین ہے کبھی کبھی کھانا درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلین گے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہوجائے گی اور اس بات کا خوف ہے کہ غفلت پیدا ہوجائے رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین وہ لوگ بدتر ہین جن کا بدن ہمہ نعمت کھانے سے موٹا اور تنا ہوا ہو اور اُسکی تمام ہمّت الوانِ طعام اور اقسامِ لباس مین مصروف ہو اور باتین دور دور کی بنائین حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ تم جان لو کہ گور تمھارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کے واسطے اسباب تنعم مہیّا ہون اور ہر ایک آرزو بر آئے بزرگون نے اُسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ چوتھے آسمان مین دو فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنّا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اُسے پھنسا دون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اُسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اُسے گرا دون لوگون نے کٹورے بھر ٹھنڈے پانی مین شہد گھول کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیا آپ نے نہ پیا اور فرمایا کہ اسکے

حساب سے مجھے دور رکھو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما بیمار تھے بھُنی ہوئی مچھلی کھانیکو اُنکا جی چاہا حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑھ درم کو مول لی اور بھُون کر اُنکے پاس لیگیا اتنے مین ایک فقیر آپہونچا اُنھون نے کہا کہ لو اسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اُس فقیر کو دیدی اور اُسکے پیچھے پیچھے گیا اور پھر اُس سے مول لے لی اور قیمت اُسے دیدی جب پھر مین اُس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اُسے دیدی ہے اُنھون نے یہی کہا کہ یہ مچھلی اُسیکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد کیا کہ جس کسی کو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اس چیز سے دستبردار ہو حقتعالے اُسے بخشدیگا حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالے خمیر کو آفتاب مین خشک کر کے کھایا کرتے اُسے پکانے نہ دیتے تاکہ اُسکا مزا نہ ملے اور دھوپ سے پانی نہ اُٹھاتے اسی طرح گرم پیا کرتے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالے علیہ کو دودھ کی آرزو ہی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص اُنکے پاس رطب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اُسی شخص سے کہا کہ تم ہی کھاؤ مین نے تو چالیس برس ہوئے نہین کھایا ہے احمد ابن الحواری حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہما کے مرید کہتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانیکی آرزو کی مین لے آیا اُنھون نے نوالہ اٹھا کر رکھدیا اور روئے اور کہا کہ بارِ خدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری عقوبت ہے مین نے توبہ کی تو میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ ایک دن بصرہ کے بازار مین میرا گزر ہوا ایک ترکاری دیکھی اُسکی خواہش میرے دلمین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اُسے نہ کھاؤنگا اور چالیس برس اُس سے صبر کیا حضرت مالک دینار قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوئے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودھ کے شربت کی آرزو مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتّٰی کہ حقتعالے کے پاس پہونچ جاؤن حضرت حماد بن ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالے نے کہا ہے کہ حضرت داؤد طائی کے دروازے پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایک بار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائے گا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو اُن کے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپ سے آپ کہہ رہے تھے حضرت عتبۃ الغلام قدس سرہٗ نے حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالے علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت نہین ہے اُنھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو اُنھون نے کہا کہ اگر مین خرمے سے دستبردار ہو جاؤن تو اس حالت کو پہونچون گا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ اُنھون نے خرمے کو ترک کر دیا اور روئے لوگون نے پوچھا کہ کیا تم خرمے کے واسطے روتے ہو حضرت عبد الواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور انکے صدق عزم سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائینگے اسواسطے روتا ہے حضرت ابو بکر جلاد قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ مین ایک شخص کو جانتا ہون کہ اُسکے نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ مین دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو دے وہ شخص کہتا ہے کہ مین نہین چاہتا کہ تو اُسدن تک کچھ نہ کھا مگر اپنی اُس خواہش سے دست بردار ہو جا بزرگون اور سالکون کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص اس درجہ کو نہ پہونچے بارے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشون سے دست بردار ہو جائے اور اپنی خواہش کی چیز دوسرے کو دیدے

اور ہمیشہ گوشت ہی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن برابر گوشت کھاتا ہے اُسکا دل سخت ہوجاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نہ کھائیگا وہ بدخو ہوجائیگا اور معتدل بات وہ ہے جو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمائی کہ ایکبار گوشت کھاؤ ایک بار روغن ایک بار دودھ ایکبار سرکہ ایک بار روکھی روٹی اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہوکر نہ سوئے ورنہ دو غفلتون کو اکٹھا کر دیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر کے واسطے پھوڑ دو اور سویا نہ کرو کہ دل سیاہ ہوتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑھنا چاہیے اور سو بار تسبیح کہنا چاہیے یا کچھ قرآن شریف پڑھنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالے عنہ جب سیر ہوکر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے کہ جب چار پائے کو بھرپیٹ کھلایا تو اس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالے مریدون سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی چیز نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈھونڈھو نہین اگر ڈھونڈھو تو دوست نہ رکھو **بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور اسمین پیر اور مرید کا حکم مختلف ہونے کا ذکر** اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹ کر زیر دست اور باادب ہوجائے جب وہ راست و درست ہوگیا تو ان قیدون سے بے پروا ہوجاتا ہے اسی وجہ سے پیر مریدون کو ان سب ریاضتون کا حکم فرماتا ہے خود نہین کرتا کہ بھوک مقصود نہین ہے مقصود یہ ہے کہ اسقدر کھائے کہ معدہ گران نہ ہوجائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ یہ دونون باتین حارج ہو کر عبادت سے باز رکھتی ہین کمال اسمین ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پر ہو ملائکہ کو نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے نہ کھانے کی گرانی جب تک ابتدا مین نفس پر زور اور جبر نہ کریں تب تک یہ اعتدال نہین حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپسے ہمیشہ بدگمان رہے اور احتیاط کی راہ پر چلے ہین اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہین اور جو شخص بڑا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ پر ٹھہرا ہے اس امر پر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کبھی تو اسقدر روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار فرماتے حتیٰ کہ لوگ کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھین گے اور جب گھر مین آپ کچھ طلب فرماتے اگر ہوتا تو نوش کرتے ورنہ ارشاد کرتے کہ مین روزہ دار ہون شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ کے پاس لوگ اچھا کھانا لے جاتے تو وہ کھالیتے اور حضرت بشر حافی قدس سرہٗ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر پر زہد و ورع غالب ہے اور میرے تئین معرفت کھولدی ہے مین اپنے مالک کے گھر مہمان ہون جیسا دیتا ہے ویسا کھالیتا ہون نہین دیتا ہے تو صبر کرتا ہون مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہین رہا یہ احمقون کے غرور کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہین رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت معروف کرخی کی طرح مین بھی عارف ہون تو ریاضت اور مشقت سے دو آدمی باز رہتے ہین یا تو صدیق جسنے اپنا کام بنا لیا ہو وہ باز رہتا ہے یا احمق جو سمجھتا ہے کہ مین اپنا کام بنا چکا حضرت معروف کرخی کو اپنی ذات مین تصرف اور اختیار باقی نہ تھا یعنے انانیت باقی نہ رہی تھی کیونکہ اگر ہاتھ یا زبان سے لوگ اُنکے ساتھ گستاخی کرتے تو کچھ بھی غصہ نہ آتا اور سمجھتے کہ یہ امر منجانب اللہ ہے یہ بات اُسی کی راست و درست ہوگی جو اُنکے مثل ہو اور جب حضرت بشر حافی اور سری سقطی اور مالک دینار قدس سرہم اور اس طبقہ کے بزرگ لوگ اپنے نفس سے ایمن نہ ہوئے ہون اور یہ حضرات ریاضت اور مشقت سے باز نہ رہے ہون تو اور ونکو اپنی نسبت یہ گمان محال ہے اور کوئی

شخص حضرت معروف کرخی کی برابری کا دعوی کرے کیا مجال ہے

کھانا پینا چھوڑ دینے کی آفتون کا بیان

اے عزیز جان تو کہ اس سے دو آفتین پیدا ہوتی ہین ایک تو یہ ہے کہ آدمی بعضی خواہشین چھوڑ دینے پر قادر نہین ہوتا اور یہ نہین چاہتا کہ لوگ اس بات کو جانین تو تنہائی مین کھاتا ہے برملا نہین کھاتا اور یہ عین نفاق ہے اور شاید شیطان اُسے فریب دے کہ یہ مسلمانون کے فائدے کی بات ہے تاکہ وہ تیری پیروی کرین اور یہ محض دغا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگون کے دکھانے کے واسطے خواہش کی چیز مول لیتا ہے اور گھر مین لے جاتا ہے پھر چھپا کر اُسے خیرات دیدیتا ہے یہ نہایت صدق کی بات ہے اور صدیقون کا کام ہے نفس پر نہایت ہی دشوار اور شاق ہوتا ہے شرطِ اخلاص یہ ہے کہ یہ امر آسان ہو جائے کیونکہ اگر شاق گزرتا ہے تو ابھی دل مین ریائے خفی باقی ہے اور وہ شخص طاعت ریا کرتا ہے طاعتِ حق نہین کرتا ہے اور جو شخص کھانیکی شہوت سے بھاگ کر ریا کی شہوت مین گر پڑے وہ ایسا ہے کہ مینھ سے بچکر مُہری مین پناہ لیتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب اُسکے نفس مین یہ خواہش پیدا ہو تو لوگون کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھائے بھرپیٹ نہ کھائے تاکہ ریا بھی ٹوٹتی رہے اور بھوک بھی

شہوتِ فرج کی آفت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالے نے شہوت جماع کو آدمی پر اسواسطے مسلّط فرمایا ہے کہ وہ تخم ریزی کرتا رہے اور نسل نہ منقطع ہو جائے اور یہ بہشت کی لذت کا نمونہ بھی ہو اور اس شہوت کی آفت بہت بڑی ہے ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہا کہ کسی عورت کے پاس تنہائی مین نہ بیٹھا کیجیے اسواسطے کہ جو مرد عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے مین اُس کے ساتھ لگا رہتا ہون تاکہ اُسکو بلا مین ڈال دون حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جس پیغمبر کو حق تعالے نے بھیجا ابلیس عورتون کے بارے مین اُس سے نا امید ہی رہا اور مین جتنا اُس سے ڈرتا ہون اتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا اسی سبب سے اپنے گھر اور اپنے لڑکے کے گھر کے سوا اور کہین نہین جاتا اے عزیز جان تو کہ اس شہوت مین بھی افراط تفریط اور اوسط کا درجہ ہے افراط تو یہ ہے کہ ایسی شہوت ہو کہ آدمی فواحش سے نہ شرمائے اور اپنے تئین بالکل اُسی مین ڈبو دے جب ایسی شہوت ہو تو اُسے روزہ رکھ رکھ کر توڑنا واجب ہے اور اگر روزے سے نہ ٹوٹے تو نکاح کرے اور تفریط یہ ہے کہ شہوت جاتی ہی رہے اور یہ بھی نقصان کی بات ہے اور توسط و اعتدال یہ ہے کہ شہوت ہو اور زیردست رہے بعضے آدمی شہوت زیادہ ہونے کے واسطے بھی چیزین کھاتے ہین یہ امر نادانی سے ہوتا ہے اُنکی مثال اُس شخص کی ایسی ہے جو زنبور کے چھتّے کو چھیڑے تاکہ وہ اُسکے پیچھے پڑ جائین مگر جس شخص نے کئی نکاح کیے ہون اور جورؤن کا حق ادا کرکے اُنکی حفاظت کرنا مقصود ہو تو مضائقہ نہین اسواسطے کہ مرد لوگ عورتون کے حصار ہین اور غرائب اخبار مین ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ حریسہ پکا کر و اور اُسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیان تھین وہ تمام عالم پر حرام ہو گئی تھین اور تمام جہان سے اُن کی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نہ کرے تو ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت یہ ہے کہ آنکھ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقاً کسی پر آنکھ پڑ جائے گی تو اُسے دوبارہ روکنا آسان ہو گا اور آنکھ کو بلاقید چھوڑ دے گا تو پھر اُس کا ٹھہرنا مشکل ہو جائیگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسی طرف جانے کا قصد کرے تو پہلے ہی اُسکی باگ پھیرنا آسان ہوتا ہے اور جب

مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اُسکی دُم پکڑ کے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھ کو محفوظ رکھنا اصل ہے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السّلام آنکھ ہی کے سبب سے بلا او رفتنہ مین پڑے حضرت داؤد نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر او ر اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتونکے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحیی بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما السّلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتا ہے فرمایا آنکھ سے جناب سلطان الانبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بُجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوفِ خدا سے اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے حق تعالےٰ اُسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا ہے کہ وہ اسکی حلاوت اپنے دلمین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی اُمت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ فرج کی طرح آنکھ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے تو جو شخص آنکھ کو نہ بچا سکے اسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہ ہو سکے تو نکاح کرنا اُسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھ کو نہ بچا سکے تو یہ بہت بڑی آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص بمقتضائے شہوت لونڈون کو گھورے اور اس سے راحت پائے اُس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے نقش ونگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والے کے دل مین لونڈے کے ساتھ قربت کرنے کا خیال اور تقاضا نہو اسواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہو لیکن اُسے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک صوفی کا قول ہے کہ اگر مرید پر شیر خشمگین جھپٹے تو مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اسقدر شہوت غالب ہوئی کہ مین متحمل نہ ہو سکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے اُن سے مین نے حال عرض کیا اُنھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایک سال گزر گیا تو پھر شہوت پیدا ہوئی مین نے بہت زاری کی اُنھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھ سے شہوت دفع ہو جائے مین نے عرض کی کہ ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکا دی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایک سال گزرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور اُن بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہین کہ اس چیز کا دفعیہ کہان تک خدا سے چاہے گا جسکے دفع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور رجوع کی حتّی کہ شہوت سے نجات پائی **اُس شخص کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے** اے عزیز جان تو کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اُسی قدر اُس کے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے آدمی پر اُس سے زیادہ اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب بُرا ہے اور اکثر لوگ جو یہ شہوت نہین بُجھاتے تو یا عجز کے سبب سے یہ امر ہوتا ہے یا ہراس یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائے گا تو ہم بدنام ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اُسے کچھ ثواب نہین ہوتا کہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہو اور کوئی مانع بھی

نہ ہو اور خدا کے واسطے اُس سے دست بردار ہو تو اُسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص اُن سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت کے دن عرشِ الٰہی
کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسواسطے کہ یہ گھاٹی طے کرنے مین حضرت
یوسف علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام پیشوا اور امام ہین **حکایت** سلیمان ابن یسار رحمہ اللہ تعالےٰ بہت ہی حسین آدمی تھے ایک عورت نے
اپنے تئین اُنکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگے کہتے ہین کہ اسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو خواب مین دیکھا اور پوچھا آپ
یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہین کیا یہ اس آیۂ کریمہ کی طرف
اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا الآیہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب مدینۂ منورہ سے نکل کر
ابوا مین اُترا میرا ساتھی تو جنس لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہِ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میرے پاس آئی اور اپنی زبان
مین یون کہنے لگی **شعر** صبح ست ساقیا قدحے پُر شراب کن ؛ دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کن ؛ یعنی **شعر** ساقیا بہرِ خدا ازرہِ الطاف
وکرم ؛ بادۂ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو ؛ مین سمجھا کہ اُسے خواہشِ طعام ہے اس سبب سے یہ کلام ہے دسترخوان مانگا کہ
اُسے کھانا دون اُسنے کہا مین یہ نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتون کو خاص مردون ہی سے ہوتا ہے یہ سنکر مین
سربگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اس خیال باطل کو اُسکے دل سے دھویا بارشِ اشک دیکھ کر وہ مہ پارہ ابر برقع
مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال ہے مین نے کہا
لڑکون بالون کا خیال باعثِ ملال ہے اُسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا کوئی امرِ جدید پیش آیا ہے
فلک نے کوئی نیا واقعہ دکھایا ہے مجھ سے بیان کر غرضکہ جب اُسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا اُسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا
مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اسوجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا تو مین ایسا نہ کرسکتا پھر جب ہم مکۂ معظمہ مین
پہونچے اور طواف وسعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سو گیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ حسین وجمیل کشادہ رو خوش بو دراز قد ہے
مین نے پوچھا تم کون ہو اُنھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کی کہ یوسف صدّیق فرمایا ہان مین نے عرض کی کہ عزیز کی
عورت کے ساتھ آپ کا قصّہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زنِ اعرابی کے ساتھ تیرا یہ قصّہ عجیب تر ہے **حکایت** حضرت ابن عمرؓ
رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانۂ گزشتہ مین تین آدمی سفر کو گئے جب رات
ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بیخوف رہین اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منھ ایسا بند ہوگیا کہ نکلنے کا راستہ نہ رہا
اور اُس پتھر کو جنبش دینا ممکن نہ تھا ان بیچارون نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون آدمی دعا کرین اور ہر ایک
اپنے اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اُسکے طفیل سے حق سبحانہٗ تعالےٰ ہماری مشکل آسان کردے اُنمین سے ایک شخص نے یون
عرض کرکے دعا کی کہ بارِ خدایا تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے کہ اُنسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو لڑکون کو دیتا تھا
ایک دن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے ماں باپ سو گئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا اُنکے جاگنے کے انتظار
مین میرے ہاتھ پہ تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین اُنسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لین گے

تب تک تمھین نہ دونگا وہ صبح تک نہ جاگے اور مین اُسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بارِ خدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر محض تیری رضامندی کیواسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب اُسنے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن اُس سے باہر نہ نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارِ خدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی مین اُسپر عاشق تھا وہ میرا کہا نہ مانتی تھی حتّٰی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ عاجز ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار اس شرط سے مین نے اُسے دیئے کہ میرا کہا مان لے غرضکہ جب مین اُس کام کے قریب ہوا تو اُسنے کہا کہ تو ڈرتا نہین کہ حقتعالیٰ کی مُہر اُسکے بے حکم توڑتا ہے مین نے ڈر کر اُسے چھوڑ دیا اور پھر اُسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اس سے زیادہ مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نہ تھی بارِ خدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے حذر کیا تو تو ہماری مشکل آسان کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منھ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا پھر تیسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارِ خدایا تو دانائے حال ہے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا مین نے اُسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اُسکی تجارت کرتا رہا حتّٰی کہ بہت سا مال جمع ہوا ایک دن وہ مزدور مزدوری مانگنے آیا گائے بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک بھیڑ کے بھیڑ تھے مین نے اُس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اُسنے کہا کہ تم مجھسے ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اُسے حوالے کردیا اسمین سے خود کچھ نہین لیا بارِ خدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے پس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا زمانہ کٹ گیا **حکایت** حضرت بکر ابن عبداللہ المزنی قدّس سرہٗ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا ایک مرتبہ وہ لونڈی کھیتواہی کو جاتی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جاکر اُس سے لپٹ گیا کہا کہ اے جوانمرد جسقدر تجھے مجھسے محبت ہے اُس سے زیادہ مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قصائی نے کہا نیکبخت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر نہ ڈرون یہ کہکر توبہ کی اور پھر راہ مین اُسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہوجانیکا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اُس قصائی سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اُس نے کہا کہ آمین اور تو دعا کرون کہ حق تعالیٰ ابر کو بھیجدے اور جب تک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قصائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہون غرضکہ ایسا ہی کیا ابر آیا اور اُنکے سر پر چھایا یہ چلے حتّٰی کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قصائی کے ساتھ چلا اور وہ رسولِ پیغمبر دھوپ مین چلا قصائی سے کہنے لگا کہ اے جوان تو کہتا تھا کہ مین کچھ عبادت ہی نہین رکھتا ہون اب کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا اپنا حال تو بتا قصائی نے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا ہون مگر اُس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے رسولِ پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے کہ حقتعالےٰ کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسی کے واسطے نہین **عورتون کو دیکھنے کی آفت اور نظرِ حرام کا بیان** اے عزیز جان تو کہ یہ امر نادر ہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئین بچا سکے تو اولیٰ یہ ہے کہ آدمی ابتدائے کار کو نگاہ رکھے اور ابتدائے کار آنکھ ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہا اللہ تعالےٰ کہتے ہین

کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اُس سے دلمین شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت مین عورتون کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اُن کی خوشبو سونگھنے اور اُنکی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہ گزرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہان ممکن ہو کہ عورتین تجھے دیکھین گو کہ تو اُنھین نہ دیکھے اسواسطے کہ جہان کہین جمال ہوتا ہے وہان ہر امر شہوت اور خیالِ بد کا تخم دلمین بوتا ہے اور عورت کو بھی خوبصورت مرد سے اسی طرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑجائے تو گناہ نہین ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھ پر حرام ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو اور اپنے تئین محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور دردِ عشق کے مارے مرجائے وہ شہید ہے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے نہ تلاش کرے اور عشق کو دلمین چھپائے رہے اے عزیز جان تو کہ مجلسون اور دعوتون مین مردون اور عورتون کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑھکر کوئی تخمِ فساد نہین بشرطیکہ اُسمین پردہ اور حجاب نہو اور عورتین چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہین یہ کافی نہین بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہین اور تکلّف کا نقاب ڈالتی ہین تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھُلا رکھنے سے زیادہ اس شرم وحجاب مین اچھی معلوم ہون تو سفید چادر اوڑھکر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتون پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گنہگار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ مین اُسکا شریک ہوگا کہ اُسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہین ہے کہ بقصدِ شہوت عورتون کا پہنا ہوا لباس پہنے یا بو سونگھنے کے واسطے اُسپر ہاتھ پھیرے یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہین عورتون کو دے یا لے یا میٹھی میٹھی باتین کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہین ہے مگر سخت بات زجر کے ساتھ جیسا حق سبحانہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ عنہن کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردون کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دلمین بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہان پر اسمین عورت کا دہن لگا تھا وہان سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اُسے کھانا نہ چاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے اُٹھاتے اُس مین جہان جہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُنگلیان اور دہن مبارک چھو گیا ہوتا وہان تبرکاً اپنی اُنگلیان لگاتے جب اس امر مین ثواب ہوا تو اگر تلذّذ اور خوشی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھاجائیگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور جو چیز عورتون سے علاقہ رکھتی ہے اُس سے زیادہ کسی چیز سے حذر کرنا ضرورتر نہین ہے اے عزیز جان تو کہ جو رنڈی یونڈا راستہ مین آدمی کے سامنے آتا ہے شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اُسپر نظر ڈال دیکھ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مین کیون دیکھون یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ مین نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہین اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج وحسرت رہے گی اور اگر اُسکے ساتھ جاؤن تو

تو دین اور عمر اُسکی نذر کرون اور شاید مطلب کو نہ پہونچون ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک راہ مین کسی خوبصورت عورت پر پڑگئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھ صحبت کی اور فوراً غسل کر کے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس کسی کے سامنے عورت آجائے اور شیطان اُسکی شہوت کو حرکت مین لائے وہ اپنے گھر مین جا کر اپنی جورو سے صحبت کرے کہ جو کچھ تمھاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم

تیسری اصل باتین کر نیکی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الٰہی مین سے ہے کہ ظاہر مین تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت مین سب موجودات پر اُسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اُسکے تصرف مین ہے اسواسطے وہ عدم کا بھی بیان کرتی ہے اور وجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہین اور جو کچھ عقل اور وہم اور خیال مین آتا ہے زبان اُسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور اور اعضا ایسے نہین ہین اسواسطے کہ شکلون اور رنگون کے سوا اور کچھ آنکھ کی حکومت مین نہین اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت مین نہین اور اعضا بھی ایسے ہی ہین اور ہر ایک عضو کی حکومت مملکت کے ایک ہی کونے مین ہے اور زبان کی حکومت دل کی حکومت کی طرح تمام مملکت مین جاری ہے اور زبان چونکہ دل کے مقابلے مین ہے کہ دل سے صورتین لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دل مین صورتین پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھ زبان کہتی ہے اُسکے سبب سے دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اُسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اُسکے سبب سے دل رقت اور سوز و گداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کر کے آنکھون سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب و رنیک صفتون کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دل مین نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتین جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہین علی ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اُسکے موافق ایک صفت دل مین پیدا ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اگر بری باتین کہتا ہے تو دل تاریک ہو جاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے تو دل روشن ہو جاتا ہے اور جب جھوٹی اور ٹیڑھی بات کہتا ہے تو جسطرح آئینہ ناہموار ہوتا ہے اسی طرح دل بھی ناہموار ہو جاتا ہے یہانتک کہ چیزون کی صورت سیدھی نہین دیکھتا اسی سبب سے ہے کہ شاعر اور جھوٹے کا خواب اکثر سچا نہین ہوتا اسواسطے کہ جھوٹی باتون سے اُسکا دل تو ناہموار ہو گیا ہے اور جو شخص سچ بولنے کی عادت ڈالتا ہے اُسکا خواب راست و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اُس جہان مین جائیگا تو درگاہ الٰہی کہ اُسکی زیارت سب لذتون کی غایت ہے وہ بھی اُسکے دل مین کا واک نظر آئے گی ٹھیک نہ دیکھیگا اور اُس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ جسطرح ناہموار آئینے مین چہرہ بُرا ہو جاتا ہے اور جس طرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن و جمال باطل ہو جاتا ہے اس جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالےٰ کے کامون کی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہمواری اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تابع ہے اسی واسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہو اور دل راست نہین

ہوتا جبتک زبان راست نہو تو زبان کے شر اور آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتونمین سے ہے اور ہم اس اصل مین پہلے چپ رہنے کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر بہت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کرنیکی آفت اور فحش اور گالی اور زبان درازی کی آفت اور لعنت اور ٹھٹھول و مسخراپن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی دورو ئی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور جو کچھ اس سے علاقہ رکھتا ہے اُسکی آفت مشرح بیان کرینگے اور اُنکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالے **چپ رہنے کے ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اُنسے بچانا آدمی کو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اسکی کوئی تدبیر نہین ہے جسقدر ہوسکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نہ کرے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص ابدال ہوتا ہے جسکا کھانا بولنا سونا بقدر ضرورت ہو اور حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے لَاخَيْرَ فِي كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْمَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگونمین صلح کرنا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰى یعنے جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالٰی نے جسے پیٹ اور فرج اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منھ کے باہر نکالی اور اُسپر انگلی رکھی یعنی اشارے سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان انگلی سے پکڑے ہوے کھینچتے ہین اور ملتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس مُردار نے بہت سے کام کروائے ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اُسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان ہے وہ مین تمھین بتاؤن وہ زبانِ خاموش اور خوئے نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ تعالے اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے اُس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہہ یا خاموش رہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے عرض کی کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے کہ اُسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نہ کرو لوگون نے کہا کہ یہ ہمسے نہو سکے گا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہو اور حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصّلوٰۃ والثّنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اُس سے تقرّب حاصل کرو کہ وہ بے حکمت نہین ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی مین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ افضل الصّلوٰۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اُسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہو وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہو اُسکے واسطے آتش دوزخ اولیٰ تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ منھ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نہ کرسکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے زبان سے زیادہ کوئی چیز اولے تر نہین حضرت یونس ابن عبید رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اُسکے سب کامونمین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالٰی خاموش بیٹھے تھے حضرت معاویہؓ نے اُنسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے تم لوگون سے

حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اُٹھتے کاغذ اور قلم دوات پاس رکھ لیتے جو کہنا ہوتا اُسے لکھتے اور رات کو اُسکا حساب اپنے سے کرتے اَے عزیز جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اس سبب سے ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اُسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک و بد مین تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اُسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے اَے عزیز جان تو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اسمین نفع نقصان دونون ہون تیسری وہ جس مین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اسکا ضرر اُسیقدر بس ہے کہ اتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم یہ ہے کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہین اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالےٰ نے ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْمَعْرُوْفٍ الآیة اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنے جو شخص خاموش رہا اُس نے نجات پائی تاوقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالےٰ اسے ایک ایک کرکے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اُسکے نہ کہنے مین کسی طرح کی دینی اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حُسنِ اسلام سے نکلجائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ یعنے جو بات ضرور نہ ہو اُسے ترک کر دینا حسنِ اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفائدہ بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گزرا ہوا سے اسطرح بیان کرے کہ اسمین کمی زیادتی نہونے پائے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اُسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان نہ ہوجائیگا اسی طرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اُس سے کچھ پوچھے اور تجھے اس پوچھنے سے کچھ کام نہ ہو یہ اُسوقت ہے جبکہ پوچھنے مین کچھ آفت نہ ہو لیکن اگر مثلاً تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیرے سبب سے ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علیٰ ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ اظہار نہ کرسکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جائے اور جھوٹ خود باطل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی باطل امر نہ ہو کہتے ہین کہ لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتّی کہ سال بھر مین حضرت داؤد نے بناکر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے تو لقمان نے پہچانا اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اس کی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا حال معلوم ہو جائے اور بات چیت کی راہ کُھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش ہے اور نزدیک ہے اور جو تسبیح اور ذکر کہ وہ کریگا وہ خزانہ ہوگا کہ اُسنے جمع کیا ہے اور اگر ضائع کرےگا تو اپنا نقصان کیا ہوگا یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منھ مین پتھر بھرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگِ اُحد کے دن ایک جوان شہید ہوا اُسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے تھا اُس کی مان اُسکے چہرے سے گرد پونچھتی اور کہتی تھی هَنِيْئًا لَكَ الْجَنَّةُ یعنے تجھے جنت مبارک ہو

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اُسنے ایسی چیز مین بخیلی کی ہو جو اُسکے کام نہ آتی یا ایسی کوئی بات کہی ہو جس سے اُسے سروکار نہ ہو اُسکے معنے یہ ہین کہ اُس سے ان باتون کا حساب لینگے وہ دہن خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور حساب نہ ہو ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت اہل بہشت مین سے ایک شخص دروازے سے آتا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن سلام حاضر ہوے اُنسے لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے اُنھون نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس چیز سے مجھے کچھ کام نہ ہو مین اُسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون اے عزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے ایک کلمے سے کہہ سکتا ہے اگر اُسے طول دے کر دو کلمون سے کہے گا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہوگا اور تجھ پر وبال ہوگا ایک صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھ سے بات کہے اور اُسکا جواب میرے پاس اس سے بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا حضرت مطرف ابن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ چاہیے کہ حق سبحانہ تعالےٰ کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ رہے کہ ہر بات مین تم اُسکا نام لے کر بیٹھا کرو جیسا کہ چارپائے اور بلی کو کہہ بیٹھتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے یعنے یہ نہ چاہیے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھ چھوڑا اور زیادہ مال دے ڈالا یعنی تھیلی کی گرہ کھولکر زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان درازی سے بدتر کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے اے عزیز جان تو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنے جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ اُسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھتے وقت اُجرت مانگ لیا کرتے اور اُسکے خوف سے دس باتونکو گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اُجرت دینے کے نقصان کی بہ نسبت فضول گوئی مین تضییع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری آفت باطل اور معصیت مین بات کہنا ہے باطل تو یہ ہے کہ آدمی بدعتون مین بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق وفساد کی حکایت کہے اور شراب وغیرہ کی مجلس کا ذکر کرے یا جس محفل مین دو آدمیون سے جھگڑا ہوا ہو اور ایک نے دوسرے کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اُسکا چرچا کرے فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ اُسے سنکر ہنسی آئے یہ سب باتین گناہ ہین یہ آفت پہلی آفت کی سی ہے کہ اس مین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اُس سے باک نہین رکھتا اس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور وہ بات اُسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اُسکے کہنے مین بیباک ہوتا ہے اور وہ بات اُسے جنّت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف کرنا اور جھگڑنا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی بات کہتا ہے وہ اُسکی بات کو رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے اُسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا ہے اور مین زیرک اور عاقل و سچا ہون اور اس کلمہ سے اُسنے دو مہلک صفتون کو قوی کر دیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے اُسکے واسطے جنّت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات بھی احتیاطاً نہین کہتا اُسکے واسطے بہشت اعلیٰ مین گھر بناتے ہین اور اُسکا ثواب سو جہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی مجال و جھوٹے

بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ خلاف سے دستبردار نہ ہو اگرچہ حق پر ہو اے عزیز
جان تو کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ
تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تو کسی کے ساتھ جھگڑا
کرے تو دو رکعت نماز اُسکا کفّارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص بات کہے اور تو اُسکی خطا پکڑے اور اُسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے
اسواسطے کہ اس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو بلاضرورت رنج دینا نہ چاہیے اور ایسی باتو مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے
بلکہ خاموش رہنا کمالِ ایمان سے ہے اور اگر مذاہب مین خلاف ہو تو اُسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت
مین حق امر ظاہر کردے بشرطیکہ یہ اُمید ہو کہ دوسرا شخص مان لیگا ورنہ چپ رہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم
گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اُسپر غالب نہ ہوا ہو لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نہ کرنا کہ وہ تجھے دشمن جانین گے
اے عزیز جان تو کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بڑے صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائلِ مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدّس
سرّہٗ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کرکے اپنے تئین
جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرے کی مجلس مین آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا اور اس سے سخت تر کوئی
محنت نہین کھینچی واقعی اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کہ کسی شہر مین تعصبِ مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبہ کے طالب ہون
وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبّر کی صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین مین سے
ہے تو اُسکی حرص اُسکے دلمین ایسی مضبوط ہو جائیگی کہ اس سے ہرگز صبر نہ کرسکیگا کیونکہ نفس کو اسمین کئی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک
بن انس رضی اللہ تعالے عنہما کہتے ہین کہ جدل دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگانِ سلف نے جدل کرنے کو منع فرمایا ہے اگر کوئی
شخص مبتدع ہو اور آیاتِ قرآنی اور احادیث سے منکر ہوگیا تو اس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی
ہے جب فائدہ نہ دیکھا تو منھ پھیر لیا چوتھی آفت مال مین جھگڑا ہے کہ قاضی کے پاس یا اور کہین پیش ہو اُس کی آفت بڑی ہے
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے جھگڑتا ہے جب تک وہ خاموش نہین ہوجاتا تب تک
خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا جیسا دل کو پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بے لذت کردیتا ہے
اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کسی اہلِ ورع نے مال مین جھگڑا نہین کیا
اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا اتمام نہین ہوتا اور اہلِ ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگر کچھ نہ ہو لیکن جھگڑے مین آدمی
طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہہ سکے گا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر ہوسکے تو اُس سے
باز آنا ضرور ہے اور اگر نہ ہوسکے تو چاہیے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام اور زیادہ بات نہ
کہے اسواسطے کہ اُسمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فحش بکتا ہے
اُسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہون گے کہ اُنکے منھ سے نجاست بہے گی اور اُسکی بدبو کے سبب سے سب

دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین تو کہین گے کہ یہ لوگ ہین جو بُری بات اور فحش کو دوست رکھتے تھے اور بکتے تھے
حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کُتّے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جان
تو کہ اکثر فحش اس مین ہوتا ہے کہ جماع کو بُرے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسی کو اُسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اُسپر جو اپنے مان باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کی کہ یہ امر کون کریگا آپنے فرمایا وہ کریگا جو دوسرے کے
مان باپ کو گالی دے تاکہ وہ اُسکے مان باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اُسی نے دی اے عزیز جان تو کہ جماع کی بات اشارۃً کنایۃً کہنا
چاہیے تاکہ فحش نہ ہو جائے اور جو کچھ بد ہو اُسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیے صاف صاف نہ کہنا چاہیے اور عورتونکا نام صریح نہ لینا چاہیے
بلکہ مستورات کہنا چاہیے اور اگر کسی کو کوئی بُرا مرض ہو مثلاً بواسیر اور برص وغیرہ تو اُسے بیماری کہنا چاہیے اور ایسے الفاظ مین ادب نگاہ
رکھنا چاہیے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جان تو کہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت
کرنا بُرا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین
ایک عورت تھی اُسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اُس اونٹ کو ننگا کرکے قافلے سے باہر نکالدو کہ یہ ملعون ہے ایک مدت
وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اُسکے پاس نہ جاتا تھا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز
کو لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اسپر لعنت ہو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالے عنہ نے ایک دن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یَا اَبَا بَکْرٍ صِدِّیْقٌ وَّلَعْنَتٌ کَلَّا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ[1]
صِدِّیْقٌ وَّلَعْنَتٌ کَلَّا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ صِدِّیْقٌ آپنے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبرؓ نے توبہ کی اور اسکے کفارے مین ایک بندہ آزاد
کیا اے عزیز جان تو کہ لوگون پر لعنت نہ کرنا چاہیے مگر ان سب پر جو مذموم ہون جیسا کہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون
پر لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی اور کرامی پر لعنت ہو اس مین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیے مگر جس چیز پر شرع مین لفظ
(نام مذہب کا ہے ۱۲)
لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھ پر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یہ اُسی شخص پر درست ہوگا کہ شرع
سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابوجہل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی ہے
اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہ ہونگے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید مرنے
سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہو جائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین اُسپر رحمت
ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضائے وقت کہتے ہین تو کافر کو بھی لعنت اُسوقت کرتے ہین جسوقت
وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہ معنی ہین کہ حقتعالے اُسے ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر موجب رحمت ہے اور یہ نہ چاہیے
کہ تو یون کہے کہ حق تعالے تجھے کفر پر رکھے تو کسی شخص معیّن پر لعنت کرنا نہ چاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے تو ہم
کہین گے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السّلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مرگیا ہے تو اسپر لعنت ہو اسواسطے کہ قتل کرنا

[1] اے ابوبکر تو صدیق ہے اور تونے لعنت کی تجھکو نہ چاہیے قسم ہے پروردگار کعبہ کی تو صدیق ہے تونے لعنت کی تجکو نہ چاہیے قسم ہے پروردگار کعبہ کی تو صدیق ہے ۱۲ ۔

کفر سے بڑھ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نہ چاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قتل کیا اور پھر مسلمان ہو گیا
تو اُس سے لعنت ساقط ہو گئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اُسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون نے کہا
کہ اُسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا تو کسی کو تہمت سے گناہ کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیے کہ یہ خود گناہ ہے
اس زمانے مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کر ڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چارسو دبلکہ اب تیرہ سو برس
کے بعد قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کر سکے حقتعالےٰ نے اپنے بندون کو اس فضول بات اور خطر سے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ
اگر کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اُس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسی نے کسی پر لعنت کی تو
اُسے البتہ باز پرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہین پوچھا جائے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ کہتے ہین
کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ مین یا کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلے گا یا کسی پر لعنت نکلے گی مین یہ دوست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلے ایک
شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے ارشاد ہوا کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے کہا ہے
کہ مسلمانون پر لعنت کرنا اُسے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت کرنے
مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولی تر ہے تو اور کسی پر لعنت کرنا کب پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی
مین کہے کہ اسمین دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یہ امر اکثر تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت شعر
اور سرود ہے سماع کے بیان مین ہم نے مفصّل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے
شعر پڑھا ہے آپ نے حضرت حسّان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اُنکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی
ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑھنا چاہیے لیکن جو شعر بر سبیل تشبیہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ کی صورت
ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اس سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑھے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہر وقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیکخوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اُسے عادت
اور پیشہ نہ کرلے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے دل سیاہ
ہو جاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اُسکے سبب سے بگاڑ ہو جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات کہتا ہے
کہ لوگ ہنسین اور وہ اپنے مرتبے سے اس سے بھی زیادہ نیچے گر پڑے جیسا زمین و آسمان مین نشیب و فراز ہے اور جس چیز سے
بہت ہنسی آئے وہ بد ہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نہ چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مین جانتا ہون
تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت روؤ ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر گزر
ہوگا کیونکہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اُسنے کہا ہان جانتا ہون

پھر پوچھا کیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلین گے اُسنے کہا نہین کہا پھر کیون ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کون سا محل ہے حضرت عطاء
سلمی چالیس برس نہین ہنسے حضرت وہب ابن الوا د رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا کہ اگر حق تعالےٰ نے
اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہین تو یہ ہنسنا شکر گزارون کا کام نہین اور اگر نہین قبول فرمائے تو یہ ہنسنا خائفون
کا فعل نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ دوزخ مین جائے گا
اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت مین روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا ہان ہوگا
فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا مین ہنستا ہے اور نہین جانتا کہ دوزخ اُسکی جگہ ہے یا جنّت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ
ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہو کر کچھ پوچھے ہرچند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے
ہی کو ہٹتا تھا اور اصحابؓ ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اُسے گرادیا اور وہ بیچارہ مرگیا اصحابؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ وہ مرد اونٹ پر سے گرکر
مرگیا آپنے فرمایا ہان اور تمھارا منھ اُسکے خون سے بُرہے یعنی اُسپر ہنستے ہو عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حقتعالیٰ سے ڈرا کرو اور
مزاح نہ کیا کرو دلونمین کینہ پیدا کردیگا اور اس سے بُرے کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہوسکتا تو صالحون اور
نیکونکا بیان کیا کرو امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے مزاح کرتا ہے تو اُسکی نظر مین
خوار اور بیوقار ہوجاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے تمام عمر مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کے دو تین کلمے نقل
کیے ہین ایک بار ایک بڑھیا سے آپنے فرمایا کہ بڑھیا جنّت مین نہ جائیگی وہ بڑھیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت دلگیر مت ہو نہ کہ پہلے تجھے جوان
کرلین گے پھر جنّت مین لیجائین گے ایک عورت نے آپسے عرض کی کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپنے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ مین سفیدی
ہے اُسنے عرض کی کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین سفیدی نہ ہو ایک
عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بیٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچّے پر بیٹھاؤن گا اُسنے عرض کی کہ مین یہ نہین چاہتی
اسواسطے کہ اونٹ کا بچّہ تو مجھے گرادیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچّہ نہ ہو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اُسکے پاس گرگریّا کا ایک بچّہ تھا مرگیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکے کو
دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنے اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریّا کے بچّے کو کہتے ہین اکثر آپ ایسی ظرافتین لڑکون
اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ اُنکا دل خوش ہو اور آپ کی ہیبت سے نفرت نہ کرین اپنی ازواجِ طاہرات کے ساتھ اُن کی
خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپ کی عادت تھی اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ
حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا میرے پاس آئین مین نے دودھ کی کوئی چیز پکائی تھی اُنسے کہا کہ کھاؤ اُنھون نے کہا مین نہ کھاؤن گی
مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمھارے منھ مین ملدونگی اُنھون نے کہا مین ہرگز نہ کھاؤنگی بس مین نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سی اُنکے منھ مین
ملدی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک ہٹالیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلا لین پس اُنھون نے
بھی میرے منھ مین ملدی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے ضحاک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھا

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو جورو ین حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے زیادہ خوبصورت ہین اگر آپ چاہین تو مین ایک کو طلاق دون اور آپ اُسکے ساتھ نکاح کرلین یہ بات وہ خوش طبعی سے کہتا تھا ایسا کہ حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے سنا فرمایا کہ بھلا وہ بہت خوبصورت ہین کہ تو اُس نے کہا کہ مین بس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صعیبؓ سے فرمایا کہ تیری آنکھ درد کرتی ہے اور تو خرمے کھاتا ہے اُنھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی ڈاڑھ سے کھاتا ہون پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے خوات ابن جبیر کو عورتون کی بہت رغبت تھی مکۂ معظمہ کی راہ مین کچھ عورتون کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جا پہونچے وہ شرمندہ ہو گئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے مین چاہتا ہون کہ یہ عورتین اُس اونٹ کے واسطے ایک رسّی تیار کردین آپ وہان سے تشریف لے آئے خوات ابن جبیر کہتے ہین اُسکے بعد پھر آپ نے مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز نہ آیا مین شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا اُسکے بعد جب آپ مجھے دیکھتے یہی فرماتے ایک دن خر آپ کی سواری سے مفخر تھا یعنے آپ اسپر سوار تشریف لائے اور دونون پائے مبارک ایک ہی طرف لٹکائے تھے فرمایا اے خوات آخر اُس سرکش اونٹ کی کیا خبر ہے مین نے عرض کی کہ قسم ہے اُس خدائے برتر کی جس نے آپ کو رسول برحق کرکے بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا تب سے اُسنے سرکشی نہین کی آپ نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اھْدِ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ نعمانؓ انصاری رضی اللہ تعالے عنہ بہت مزاح کرتے تھے اُن کی عادت تھی کہ مدینۂ منورہ مین جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرتے کہ یہ ہدیہ ہے پھر جب پھل والا قیمت مانگتا تو اُسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لے آتے کہ تیرا پھل آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگ لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے اور فرماتے پھر تم لائے کیون تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ نہ چاہا کہ آپ کے سوا اور کوئی کھائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیان جو لوگون نے نقل کی ہین وہ یہی ہین ان مین باطل کا لگاؤ بھی نہین ہے اور یہ بھی ممکن نہین کہ کسی کو رنج پہونچے اور ہیبت بھی نہین جاتی ہے کبھی کبھی ایسی خوش طبعی کرنا سنّت ہے اور خوش طبعی کی عادت ڈالنا درست نہین ہے نوین آفت استہزا اور کسی کو ہنسنا اور اُسکی آواز اور لہجہ اور اُسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی آجائے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالے فرماتا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ یعنے نہ کسی کو ہنسو نہ حقارت کی نظر سے دیکھو کہ شاید وہی تم سے بہتر ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس گناہ مین کسی کی غیبت کرے جس سے وہ توبہ کرچکا ہو تو غیبت کرنے والا اس گناہ مین مبتلا ہو کر مرتا ہے اور جس شخص سے کوئی خطا ہو جائے اسپر ہنسنے کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ جو شخص استہزا کرتا ہے اور لوگون کو ہنستا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولین گے اور اس سے کہین گے کہ آجب

وہ جائیگا تو نہ جانے دینگے جب پھریگا تو پھر بلائینگے اور دوسرا دروازہ کھولینگے وہ اس رنج والم مین طمع کرتا رہیگا جب نزدیک جائیگا
تو دروازہ بند کرلین گے یہانتک کہ اُسکا یہ حال ہوجائیگا کہ پھر ہرچند اُسے بلائینگے مگر وہ نہ جائیگا کیونکہ جان جائیگا کہ میری ہنسی اور
حقارت کرتے ہین اے عزیز جان تو کہ مسخرے پر ہنسنا اور اُس شخص پر جو رنجیدہ نہ ہوتا ہو حرام نہین منجملہ مزاح ہے اور حرام اسوقت ہے جب
کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین
جس کسی مین اُن مین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گو کہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی بات کہتا ہو دوسرے
یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ قرض ہے یعنے خلاف نہ کرنا چاہیے حق تعالےٰ نے
حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ[ل] کہتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل علی نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ
والسّلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس دن تک اُسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین کھڑے
رہے ایک شخص نے عرض کی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہ حاضر ہون گا اور بھول گیا
تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اے جوان تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آئیگا جو تیری حاجت ہوگی بر لاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور عرض
کی کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگتا ہو مانگ اُسنے اسّی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور فرمایا
کہ تو نے بہت ہی تھوڑی چیز مانگی جس عورت کے بتانے سے حضرت موسیٰ نے حضرت یوسف علیہما السلام کی ہڈی پائی تھی اور اُس
عورت سے حضرت موسیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اُس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسیٰ
علیہ السّلام نے جب اس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اُسنے کہا کہ حق تعالےٰ مجھے پھر جوانی عنایت فرمائے اور مین آپکے ساتھ جنّت مین
رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہوگیا لوگ کہا کرتے کہ فلانا آدمی تو اسّی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے اے عزیز جان تو
کہ جبتک تجھسے ہوسکے وعدہ حتمی نہ کرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو نے
وعدہ کرلیا تو جہانتک ہوسکے خلاف نہ کرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہین ہے اور جب کسی سے کسی جگہ کا وعدہ کیا تو علما نے کہا ہے کہ جبتک
نماز کا وقت نہ آئے اُس جگہ رہنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ جو چیز کسی کو دیڈالی اُسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے دیکر پھیر لینے والے کی نسبت اس کتّے کے ساتھ کی ہے جو قے کرکے پھر کھا جائے گیارھوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے
یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے دروازون مین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے
کہ آدمی ایک جھوٹ بولتا ہے حتّی کہ حقتعالےٰ کے نزدیک اُسے جھوٹا لکھ لیتے ہین اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے
اور فرمایا ہے کہ تجّار فجّار ہین یعنی سوداگر نابکار ہین لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیون کیا بیع حلال نہین ہے فرمایا اس سبب سے
کہ قسم کھاتے ہین اور گنہگار ہوجاتے ہین اور بات جھوٹ کہتے ہین اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اُس شخص پر جو لوگون کے ہنسنے
کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اُسپر افسوس ہے اُسپر اور فرمایا ہے کہ مین نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد نے مجھسے کہا کہ کھڑا ہو مین کھڑا

[ل] یعنی تھا اسمٰعیل وعدہ کا سچا ۱۲

ہوگیا دو مردون کو دیکھا ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک سرکج لوہا اُس بیٹھے کے منھ مین ڈالے اُس کا کلّہ ایسا کھینچتا تھا کہ اُسکے کاندھے تک پہونچ جاتا تھا پھر دوسری طرف کا کلہ اُسی طرح کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کلّہ پھر اپنی جگہ پر آجاتا تھا اور پھر وہ اُسی طرح کھینچتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے اُسنے کہا کہ جھوٹا آدمی ہے اُسپر قیامت تک یہی عذاب قبر مین کیا کرینگے عبد اللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کر بیٹھے عرض کی کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہین اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہین جو ایمان نہین رکھتے حضرت عبد اللہ ابن عامر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا مین نے کہا کہ آ مین تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا مین نے عرض کی کہ خرما فرمایا کہ اگر تو نہ دیتا تو تیرے اوپر فرشتے جھوٹ لکھتے اور فرمایا کہ مین تجھے خبر دون کہ گناہ کبیرہ مین سب سے بڑھکر کون سا گناہ ہے شرک ہے اور مان باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرماکر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ یعنے آگاہ ہو مین کہتا ہون کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اُس کی بدبو کے سبب سے ایک میل دور ہوجاتا ہے اسی سبب سے لوگون نے کہا ہے کہ بات کہتے وقت چھینک آنا راستی پر گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ چھینک فرشتہ سے ہے اور جمائی لینا شیطان سے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ رہتا اور چھینک نہ آتی اور فرمایا کہ جو کوئی اور کسی کا جھوٹ روایت کرتا ہے تو یہ روایت کرنا بھی اُسکا ایک جھوٹ ہے اور فرمایا کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھاکر کسی کا مال لے لیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی کو دیکھیگا کہ اُسکے اوپر غصہ مین ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مین اور سب خصلتین ممکن ہین مگر خیانت اور جھوٹ میمون ابن شبیب رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ مین خط لکھتا تھا ایک کلمہ خیال مین آیا کہ اگر مین اُسے لکھتا تو خط آراستہ ہوجاتا لیکن جھوٹ تھا مین نے قصد کیا کہ نہ لکھون ایک منادی سنی کہ کسی نے کہا یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ[۱] حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالے علیہ کہتے ہین کہ جھوٹ نہ بولنے پر مجھے کچھ اجر نہ ملے گا کیونکہ مین اسواسطے جھوٹ نہین بولتا ہون کہ اُس سے ننگ رکھتا ہون **فصل** اے عزیز جان تو کہ جھوٹ بولنا اس سبب سے حرام ہے کہ دلمین اثر کرتا ہے اور صورت دل کو ناراست اور تاریک کردیتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے اور آدمی مصلحۃ جھوٹ بات کہے اور اُس سے کارہ رہے تو جھوٹ حرام نہین ہے اسواسطے کہ جب اُس سے کارہ رہیگا تو دل اثر نہ قبول کریگا اور خراب نہ ہوگا اور جب خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولے گا تو دل تاریک نہ ہوگا اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو سچ بولنا نہ چاہیے کہ وہ وہان ہے بلکہ یہان پر جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مقام پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے ایک لڑائی مین کہ اپنا ارادہ دشمن سے سچ نہ بتائے[۲] دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک بات کہے اگرچہ اُسنے نہ کہی ہو تیسرے جو شخص دو جورو ین رکھتا ہو وہ ہر ایک سے کہے کہ مین تجھ ہی کو بہت چاہتا ہون پس اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی ظالم کسی کا مال یا کسی کا بھید پوچھے تو چھپانا درست ہے اور اگر اُسکا گناہ اُس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہے کہ بُرے کامون کو چھپاؤ اور

[۱] ثابت قدم رکھتا ہے اللہ مسلمان کو قول ثابت پر زندگی دنیا مین اور آخرت مین ۱۲ [۲] جیسے کہ دشمن کے مقابلہ سے بھاگے اور دشمن یہ سمجھے کہ یہ مغلوب ہوگیا ہے اور دفعۃً حملہ کرے ۱۲

اگر جورو بے کچھ وعدہ لیے اطاعت نہ کرے تو خاوند کو وعدہ کرلینا درست ہے گو کہ یہ جانتا ہو کہ وعدہ وفا کرنے پر قادر نہین ہے ایسی سب
صورتون مین جھوٹ بولنا درست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناگفتنی ہے لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل و
انصاف کی ترازو مین تولنا چاہیے اگر اس بات کا نہ ہونا جھوٹ کے نہونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگو نمین لڑائی جورو خصم مین بگاڑ مال ضائع
ہونا بھید کھلجانا گناہ کے سبب سے فضیحت ہونا تو اُسوقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتونکا شر جھوٹ کے شر سے بہت زیادہ ہے
یہ ایسا ہے جیسے جان کے خوف سے مُردار چیز حلال ہوجاتی ہے اسواسطے کہ شرع مین جان بچانا مردار نہ کھانے سے زیادہ ضرور ہے لیکن جو بات
ایسی نہ ہو اُسکے سبب سے جھوٹ بولنا مباح نہین ہوتا تو مال وجاہ کی زیادتی کے واسطے یا ڈینگ ہانکنے اور خودستائی اور اپنا مرتبہ بیان کرنے
مین کوئی شخص جو جھوٹ بولے وہ حرام ہے بی اسماؓ کہتی ہین کہ ایک عورت نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو مراعات
میرا شوہر نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص بے ہوئی بات اپنے اوپر
باندھتا ہے وہ اُس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور دوسرے کو بھی غلطی مین ڈالا کہ وہ جو اور کسی سے
نقل کرے تو بھی جھوٹا ہو اے عزیز جان تو کہ مکتب جانے کے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جھوٹ
کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اُسے بھی لکھتے ہین تاکہ اُس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی غرض ٹھیک بیان کرے کہ اُس سے
جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اُسکا جواب دیدے اور تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے
اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کرتے ہین تاکہ اُنکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آئے بعض علما نے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرکے اس کا
ثواب بیان کرنے کے واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے
اسواسطے کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر جھوٹ نہ جوڑو جو کوئی مجھ پر قصداً جھوٹ جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہ
ڈھونڈھ لے اور بے کسی ایسی غرضِ درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نہ چاہیے اور یہ گمانی بات ہے یقینی نہین تو اولی یہ
ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورتِ شدید نہ ہو تب تک جھوٹ نہ بولے **فصل** اے عزیز جان تو کہ بزرگون کو جھوٹ بولنے کی حاجت
پڑی ہے تو اُنھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی سچی بات تلاش کرکے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا اور ہی کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود
نہ ہو اُسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالے ایک امیر کے پاس گئے اُسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون تشریف لاتے ہین
جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا زمین سے پہلو نہین اُٹھایا مگر جب حق تعالے نے مجھے قوت دی امیر سمجھا کہ یہ بیمار تھے
حالانکہ وہ بیمار نہ تھے اور اُنکی یہ بات سچ تھی حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالے کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دائرہ
کھینچکر اُسکے بیچ مین انگلی رکھ کر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈھو حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ جب عاملی پر سے
پھر کر آئے تو اُنکی بی بی نے کہا کہ تم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف سے اتنی عاملی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ
ایک نگہبان تھا مین کچھ نہ لاسکا نگہبان سے اُنکا تو مقصود حق سبحانہ تعالے تھا اور اُنکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے
اُنکے ساتھ کوئی مشرف بھیجا تھا اُسی وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ف: مکتب جانے کے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے ۱۲

نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک امانت دار تھے آپ نے اُنکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت معاذ کو بلایا اور قصہ پوچھا جب اُنھون نے عرض کی تو آپ ہنس دیے اور انھین کچھ مرحمت فرمایا کہ اپنی بی بی کو دیدو اے عزیز جان تو کہ یہ بھی اُسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دھوکے مین ڈالنا درست نہین گو کہ بات سچ ہو حضرت عبداللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حقتعالےٰ امیر المومنین کو جزائے خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن تھوڑی غرض سے یہ مباح ہو جاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسی کا دل خوش رکھنا جیسا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھیا جنت مین نہ جائے گی اور تجھے اونٹ کے بچّہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھ مین سپیدی ہے لیکن اسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اُس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگرچہ ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچھ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچیگا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گرجائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کے واسطے بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دست بردار نہ ہو اور علیٰ ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمھین سو بار بلایا اور مین سو دفعہ تمھارے گھر آیا کہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچتا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد مقرر کرنا نہین مقصود ہے کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہ ہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب کسی سے کہتے ہین کہ کچھ کھالے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اُس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودھ عورتون کو عنایت فرمایا اُنھون نے عرض کی کہ ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو اُنھون نے عرض کی کہ یارسول اللہ اسقدر بھی جھوٹ ہے آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور جھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ جھوٹا جھوٹ ہے حضرت سعید ابن مسیب کی آنکھ درد کرتی تھی اور آنکھ کے کوئے مین کوئی چیز جمع ہوگئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھڑا ڈالین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے طبیب سے کہا ہے کہ آنکھ مین ہاتھ نہ لگاؤنگا اگر اسے چھڑاؤن تو جھوٹا ہو جاؤن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کے دن اُسے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا بارھوین آفت غیبت ہے اور یہ بھی زبانون پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہین چھوٹتا اِلّا ماشاء اللہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہ تعالےٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے جس نے غیبت کی اُس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہوجاتی ہے غیبت سے نہین قبول ہوتی تاوقتیکہ جسکی غیبت کی ہے وہ بحل اور

معاف نہ کردے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم کی طرف مین گزرا وہ لوگ اپنے چہرے کا گوشت اپنے ناخونون سے اُتارتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ وہ ہین جو لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز ایسی بتائیے جو میری دستگیر ہو فرمایا کہ کار خیر کو حقیر نہ جان اگرچہ وہ اسی قدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسی کے برتن مین پانی ڈالدے اور مسلمان بھائیون سے پیشانی کشادہ رکھے اور جب تیرے سامنے سے اُٹھ جائین تو تو غیبت نہ کرے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مرے گا وہ سب کے بعد جنّت مین جائیگا اور جو بے توبہ مریگا وہ سب کے پہلے دوزخ مین جائیگا حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا دو قبرون پر آپکا گذر ہوا فرمایا کہ یہ دونون عذاب مین ہین ایک غیبت کی وجہ سے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے دو ٹکڑے کرکے اُن کی قبرون پر نصب کر دیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہ ہوجائین گے تب تک اُنپر بہت تخفیفِ عذاب رہیگی ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے سنگسار کیا حاضرین مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسطرح بٹھاتا ہے جیسے کتّے کو بٹھاتے ہین پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہوکر گزرے اور اُن لوگون سے کہا کہ اس مردار مین سے کھاؤ اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھائین فرمایا کہ اُس بھائی کے گوشت مین سے جو تم نے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپنے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ مین شریک ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملۂ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عذابِ قبر کی تین قسمین ہین ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام حوارین کے ساتھ ایک مرے ہوے کتّے کی طرف گزرے ساتھیون نے کہا یہ بدبو کا ہے کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی بہت اچھی ہے اُن لوگون کو تعلیم کر دیا کہ جس چیز کو دیکھا کرین تو وہ بات کہین جو اُسمین بہت اچھی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے سامنے سے ایک سُور گزرا فرمایا صحیح سلامت جا لوگون نے عرض کی کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہین فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہون حضرت علی ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے کسی کو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتّون کی نان خورش ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسی کے پیٹھ پیچھے اُسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو بُرا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اُسے زُور اور بہتان کہتے ہین جس بات کا مآل کسی کے عیب کی طرف ہو اُسکا کہنا غیبت ہے اگرچہ تو ایسی بات اُسکے بدن نسب لباس جانور گھر کردار گفتار مین بھی کہے بدن مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لمبا یا کالا یا زرد یا کرنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حمامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچّہ ہے اور خلق مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بدگو متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتین اور فعل مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع سجود تمام نہین کرتا قرآن غلط پڑھتا ہے کپڑے

پاک نہین رکھتا زکوٰۃ نہین دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہین روکتا بہت کھاتا ہے بہت سوتا ہے اپنی جگہ پر نہین بیٹھتا اور کپڑے مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً اوسکو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسی کو کہے اگر وہ سنے تو اُسے کراہت معلوم ہو تو وہ غیبت ہے اگرچہ وہ سچ ہو اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہؓ تم نے غیبت کی تھوک ڈالو مین نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علما نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کرے اور لوگ اُسکا گناہ نقل کرین تو غیبت نہین ہے ایسی مذمت بھی دین مین سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ نہ کہنا چاہیے کہ فلانا آدمی فاسق شرابخوار بے نماز ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اُسے کہتے ہین جس سے کراہت آئے اور ان سب باتون سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے مین کچھ فائدہ نہ ہو تو نہ کہنا چاہیے **فصل** اے عزیز جان تو کہ فقط زبان ہی سے غیبت نہین ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشارون سے لکھنے سے بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ فلانی عورت ٹھنگنی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھ ڈھیری کرنا تاکہ کسی کا حال معلوم ہو جائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور یہ کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہین ہے لیکن اگر حاضرین جان جائینگے کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہو جائیگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کس طرح سے ہو بعضے پڑھے ہوئے آدمی اور پرہیزگار لوگ غیبت کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ غیبت نہین ہے مثلاً اُنکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہین الحمد للہ کہ خدا نے ہمین اس بات سے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہین کہ فلانا آدمی بہت خوش اوقات ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہے دیکھیے اس آفت اور فطرت سے کب نجات پائے اور ایسی باتین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی مذمت کرتے ہین تاکہ اُس سے اورون کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُنکے سامنے لوگ جب کسی کی غیبت کرتے ہین تو وہ کہتے ہین سبحان اللہ یہ عجب بات ہے تاکہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہمین بڑا رنج ہوا کہ فلانے آدمی پر یہ ماجرا گزرا خدا بچائے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کسی کا ذکر کرتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ خدا ہمین توبہ نصیب کرے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اُسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتین غیبت ہین اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اُسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئین پرہیزگار جتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت نہین کرتے ہین اس مین دو گناہ ہوتے ہین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہم نے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے اُسے اگر کوئی کہے کہ خاموش رہ غیبت نہ کر اور خود دل سے اُسے بُرا نہ جانے تو وہ منافق بھی ہے اور اُسنے غیبت بھی کی اور غیبت مین سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے نان خورش مانگی آپ نے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کی کہ ہم نہین جانتے کہ ہم نے کیا کھایا فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو کر آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کرے
کہ چپ رہ تو بھی تقصیر کی اسواسطے کہ صراحۃً تاکید سے کہنا چاہیے تاکہ شخص غائب کے حق مین قصور نہ ہو کیونکہ حدیث شریف مین آیا
ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نہ کرے اور اُس سے فروگذاشت کرے تو حق سبحانہ تعالے
بھی اس فروگذاشت کرنیوالے سے اُسوقت فروگذاشت کریگا جب اُسے حاجت ہو **فصل** اے عزیز جان تو کہ جسطرح زبان سے
غیبت کرنا حرام ہے اُسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جسطرح دوسرے سے کسی کا عیب نہ کہنا چاہیے اسی طرح اپنے دل سے بھی
کہنا نہ چاہیے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کیے کسی کی طرف گمان بد کرے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے مسلمان کا خون اور مال اور اُسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات
دلمین آئے کہ نہ تو اُسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دلمین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالے ارشاد فرماتا
ہے اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا یعنے فاسق کی بات باور نہ کرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام یہ امر
ہے کہ تو اپنے دل کو اس بات پر ٹھہرا دے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اُس سے کارہ ہو اُسپر ماخوذ نہ ہوگا رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمانِ بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دلمین اُسے تحقیق نہ کرے اور
جب تک اُسمین احتمال کی گنجائش ہو تب تک نیک تر وجہ پر اُسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنے کی علامت یہ ہے کہ جسکی طرف سے
بدگمانی آتی ہے وہ شخص اُسکے دلمین بہت گران ہوتا ہے اور اُسکی مراعات مین قصور کرنے لگتا ہے مگر جب دل و زبان و معاملہ مین
اسکے ساتھ ویسا ہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اُسنے اپنے دلمین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل سے سنے تو توقف کرنا چاہیے
اس عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیے اسواسطے کہ اس عادل پر بھی گمانِ بد کرنا روا نہین ہے اور فاسق پر بھی درست نہین ہے اور
کہے کہ جیسے اسکا حال مجھ پر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویسا ہی اُسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے کہ اُن مین کچھ عداوت اور
حسد ہے تو توقف اولیٰ تر ہے اور اگر اُسے بڑا عادل جانے تو اُسکی طرف زیادہ میل کرنا نہ چاہیے اور جب کسی کے دل مین کسی
شخص کی طرف گمانِ بد آئے تو اُس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اُس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم ہو جائے اور
جب یقینی جان لیا تو غیبت نہ کرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل و شرمندہ نہ کرے بلکہ اندوہگین ہو کر نصیحت کرے
تاکہ ایک مسلمان کے واسطے اندوہگین بھی ہوا ہو اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے **فصل** اے عزیز جان تو کہ غیبت
کی حرص آدمی کے دل مین بیماری ہوتی ہے اُسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمین ہین ایک علمی علاج ہے اور وہ دو چیزین
ہین ایک تو یہ کہ جو حدیثین غیبت کی بُرائیون مین وارد ہین اُنمین غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے میرے نامۂ اعمال
سے میری نیکیان اُس کے نامۂ اعمال مین منتقل کرین گے حتّٰی کہ مین مفلس رہ جاؤن گا اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہین کہ غیبت آدمیون کی نیکیون کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو اور ممکن ہے کہ اُس کے
گناہون سے اُسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اُسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہو جائے اور وہ دوزخ مین جائے دوسرے

یہ کہ اپنی غیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات مین کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اس عیب مین ایسا ہی معذور ہے جیسا مین اور اگر اپنی ذات مین کچھ عیب نہ معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نہ جاننا سب عیبون سے بڑھ کر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردار کے گوشت کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہین خود بے عیب ہوکر اپنے تئین عیب دار نہ کرے اور شکر مین مشغول ہو اور جانے کہ وہ شخص جو اس کام مین تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہین اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہین ہوسکتا گو کہ فقط گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اور اپنے ساتھ بر نہین آتا تو اورون سے کیا عجب رکھتا ہے اگر وہ عیب اُسکی خلقت مین ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہون کہ یہ عیب اس شخص کے اختیار مین نہین ہے کہ اُسے ملامت کرنا ہوپنچے لیکن تفصیل کے ساتھ عیب کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کون سا سبب مجھے غیبت پر مستعد رکھتا ہے وہ آٹھ سبب سے باہر نہین ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُس سے کسی سبب سے خشمناک ہو تو یہ جانتا ہے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئین دوزخ مین ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ برائی اور عداوت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص غصّہ کو پی جاتا ہے اُسے حق تعالے قیامت کے دن بر ملا بلائیگا اور فرمائے گا کہ بہشت کی حورون مین سے جسے تو چاہے اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اورونکی موافقت ڈھونڈھتا ہے تاکہ اُنکی رضامندی حاصل ہو اُسکا علاج یہ ہے کہ جان لے کہ لوگون کی رضامندی کے سبب سے حق تعالے کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے بلکہ لوگون پر غصّہ اور انکار کرنے سے حقتعالیٰ کی رضامندی ڈھونڈھے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُسے کسی خطا مین پکڑا اور وہ اپنی خلاصی کے واسطے اس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ حقتعالے کے غصّہ کی بلا جو وقت پر یقیناً آئے گی وہ اس آفت سے بہت بڑی ہے جس سے وہ حذر کرتا ہے اور حق تعالے کے غصّہ کی بلا یقیناً آئے گی اور جس سے نجات ڈھونڈھتا ہے وہ مشکوک ہے تو چاہیے کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے مگر دوسرے کے سر نہ دھرے شاید یون کہے کہ اگر مین حرام کھاتا ہون یا بادشاہ کا مال لیتا ہون تو فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کہنا حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اُسکی پیروی نہ کرنا چاہیے اور اس بات کے کہنے مین فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسی کو آگ مین جاتے دیکھے تو تو اُسکے پیچھے نہ جائے گا پس گناہ مین بھی موافقت کرنا ایسا ہی ہے عذر گناہ بتر از گناہ کے سبب سے دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر درست ہوگی چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہین کر سکتا تو اورون کا عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اسکے سبب سے اپنی فضیلت اور بزرگی اور پاکی دکھائے مثلاً یون کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہین سمجھتا یا فلانا شخص ریا سے حذر نہین کرتا یعنے مین کرتا ہون تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اُسکے فسق اور جہل کا اعتقاد کرے گا فضیلت اور پارسائی کا اعتقاد نہ کریگا اور جو بے عقل ہوگا اُسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ بلکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندۂ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک بڑھانے کے واسطے خدائے قادر وتوانا کے نزدیک گھٹا دے تو اسمین کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم اور مال حاصل ہو اور لوگ اُس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اُسے نہین دیکھ سکتا اُس کی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اُسکے ساتھ جھگڑا کرے یہ نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج وحسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُس جہان مین بھی غیبت کے عذاب مین مبتلا رہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون اتنا نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ وحشمت

حق تعالے نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اُس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور کسی کو فضیحت کرے اور یہ نہین جانتا کہ حق تعالے کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اُسے اے عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھے گدھے کی طرح دوزخ کی طرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہوجائے کہ تو اس باب مین اولی تر ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ جان لے کہ جبکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسنے مین مشغول ہو اور نہ بازی مین ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو اور یہ خدا کے واسطے اس سے اندوہگین ہو جیسا دینداروں کی عادت ہے اور اس رنج کے کرنے مین سچ کہتا ہے لیکن اس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اُسکی زبان پر آئے اور اس امر سے غافل رہے کہ یہ غیبت ہے اور یہ نہ جانے کہ ابلیس نے جانا کہ رنج کرنے سے اُسے ثواب ہوگا اسواسطے حسد کیا اور اس گنہگار کا نام اُسکی زبان سے لوادیا تاکہ غیبت کا گناہ اس ثواب کو رائگان کردے آٹھوان سبب یہ ہے کہ اُسے خدا کے واسطے اُسپر غصہ آئے کہ اُسنے گناہ کیا یا اس سے تعجب آئے اور غصہ یا تعجب مین اُسکا نام لے تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے اور یہ امر اُسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیے کہ فقط غصہ و تعجب کی بات کرے اُسکا نام نہ لے **عذرون کے سبب سے غیبت کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین ہوتی اور وہ چھ عذر ہین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ یہ درست ہے یا اُسکے سامنے جس سے مظلوم ہو چاہے مظلوم کو یہ نہ چاہیے کہ جس سے کچھ فائدہ نہ ہو اُسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم بیان کرتا تھا اُنھون نے فرمایا کہ حق تعالے جس طرح لوگونکا انتقام حجاج سے لے گا اسی طرح حجاج کا انتقام اُس شخص سے لیگا جو اُسکی غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور برائی دیکھے اور اس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اس برائی کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہما کی طرف گزرے اور سلام کیا اُنھون نے جواب نہ دیا حضرت عمر فاروقؓ نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے گلہ کیا حتےٰ کہ اُنھون نے اس باب مین اس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوے پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص میرے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اولی یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لے لیا تو اجازت ہے کہ شاید مفتی اگر اس واقعہ کو بعینہ جانے تو اُسکے دل مین اور کوئی بات آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندہ نے عرض کی کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اس کی لاعلمی مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جتنا خرچ کافی ہو اُتنا انصاف سے لے لے اور بخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتوی کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اُس شخص کی شر سے حذر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اُسپر کوئی اعتماد کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اس سے اس عورت یا لونڈی غلام کا عیب نہ کہون گا تو اُسکا نقصان ہوگا تو یہ عیب کہدینا اولی تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کھوٹا پن ہے اور مزکی کو درست ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علی ہذا القیاس

اُسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاسق مین جو عیب ہے صاف کہدو تاکہ لوگ اُس سے حذر کرین یہ حکم اس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین - ایک[1] بادشاہ ظالم دوسرا[2] بدعتی تیسرا[3] وہ شخص جو کھلم کھلا فسق کرے یہ اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ خود اُس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسی کے کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہو اور اس نام مین عیب ہو جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ کیونکہ آدمی جب ایسے نامون سے مشہور ہو چکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولیٰ یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندھے کو بصیر اور چشم پوشیدہ کہین اور مثل اُسکے چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق و فجور معیوب نہین جانتے اُن کا ذکر کرنا درست ہے **غیبت کا کفارہ** اے عزیز جان تو کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو تاکہ حق تعالےٰ کے مظلمے سے نجات پائے اور جسکی غیبت کی ہے اُس سے اُسے عفو طلب کرنا چاہیے قبل ازین کہ ایک دن آئیگا کہ اُسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دینگے اگر نیکیان نہ ہونگی تو مظلوم کے گناہ ظالم پر رکھین گے اُس دن بجز اسکے نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت اُم المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ زبان دراز ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی اُس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین ہے کہ جسنے کسی کی غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالےٰ سے اُسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث مین سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے اُس شخص سے معافی طلب کرنا نہ چاہیے اور حدیثون کی دلیل سے یہ سمجھنا خطا ہے استغفار اُس مقام پر ہوتا ہے جہان وہ شخص جسکی غیبت کی ہے زندہ نہ ہو تو اُسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اُسکے سامنے جائے اور کہے کہ مین نے خطا کی اور جھوٹ کہا تو معاف کر دے اگر وہ نہ معاف کرے تو اُسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تاکہ اُسکا دل خوش ہو وہ معاف کر دے پھر بھی اگر معاف نہ کرے تو اُسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھین گے اور شاید کہ قیامت کے دن اُسے عوض مین دیدین لیکن عفو کر دینا اولےٰ ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے نامۂ اعمال مین اس سے بہتر کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخش دینا اس سے بہتر نیکی ہے حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کی کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے کا ایک طباق اُسکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ بھیجی مین نے چاہا کہ مکافات کرون معاف کر کہ پوری مکافات نہ کر سکا اے عزیز جان تو کہ معافی اُسوقت درست ہے کہ جو کچھ کہا ہے وہ کہدے کیونکہ نامعلوم بات سے بیزار ہونا نہین درست ہے تیرھوین[13] آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍۭ بِنَمِيمٍ اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت مین نہ جائے گا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری کرین اور جھوٹی باتین ملا کر کہین اور لوگون کو برہم کر دین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالےٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ نیکبخت وہ ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی آٹھ آدمی ہین کہ اُن کو تیری طرف راہ نہ دون گا شرابخوار اور وہ زناکار جو زنا پر قائم رہے اور چغلخور اور دیوث اور عوان اور مخنث اور قاطع رحم اور وہ شخص جو کہے کہ

مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ایسا کرونگا اور ویسا نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کئی بار دعائے باران کے واسطے نکلے اور پانی نہ برسا پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا نہ قبول کرونگا اسواسطے کہ تم مین ایک چغلخور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ کون شخص ہے مین اُسے نکالدون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو دشمن رکھتا ہون اور خود چغلخوری کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا **حکایت** کہتے ہین کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈھ نکالا اور اُس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کون سی شے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شے سخت ہے آگ سے زیادہ کونسی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ تونگر کون شے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اُسنے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے زیادہ گران ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے جو شخص عزیز قریب کی حاجت روا نہ کرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد ہے دلِ قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اس سے کوئی آدمی رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے آشکارا کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے بلکہ ایسا کوئی راز فاش کرنا نہ چاہیے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اُسکا افشا کردینا درست ہے اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اُسکا ظاہر کردینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی تجھے ایسی بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اس شخص کو چھ چیزین بجالانا چاہیے اول تو یہ کہ ان کا کہنا باور نہ کرے اسواسطے کہ چغلخور اور غماز فاسق ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اس کہنے والے کو نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اُسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہرائے کیونکہ چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھے یہ کہ کسی کی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اُسکا تجسس نہ کرے کہ اُسکا راست و درست ہونا معلوم ہو اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹے یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اُسکے واسطے بھی پسند نہ کرے کہ اُسکی چغلخوری کا حال دوسرے سے نقل نہ کرے پوشیدہ رکھے یہ چھؤن باتین واجب ہین خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ تو بھی اُن ہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ تو اُنہین سے ہے اور اگر تو چاہے تو بہ کر تو مین بخشدونگا اُسنے کہا یا امیر المومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا حکیم بولا تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کی ہین ایک یہ کہ ایک بھائی کو میرے دل مین بُرا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبد الملک نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اُسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل و معتمد نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا

یا امیر المومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپنے سچ فرمایا اور اُس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ جو شخص اورکی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اورکے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے اور حقیقت مین اُسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت غدر خیانت کھوٹاپن حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دینا یہ سب اس کے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب سے ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ سچائی سب سے پسندیدہ ہوتی ہے اور اُسکی سچائی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کہنے سے چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے بھڑکانا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اُسکو قبول کرتا ہے گویا اُسنے چغلی کی اجازت دی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے اے عزیز جان تو کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ اُنکے سبب سے لوگون کے خون ہوجائین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اُسے مول لیا اور کہا کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو وہ سوجائے تو استرہ لے کر اُسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈلا تو مین اُن بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھ پر عاشق ہوجائے اور آقا سے کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالے گی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اُسنے اپنے تئین سوتے مین ڈال دیا اُسکی جورو استرہ لے کر پہونچی اور اُسکی ڈاڑھی کی طرف ہاتھ بڑھایا تب تو اُسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی بس شوہر نے اُچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑکر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہوے چودھوین آفت دو دشمنون مین دو روئی کرنا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اُسکی بات اُسے پہونچائے اُسکی بات اسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون یہ چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس جہان مین دو رو ہوتا ہے اُس جہان مین دو زبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دو رو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے اے عزیز جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ جو بات سنے تو یا چپ ہو رہے یا اُسکے روبرو یا اُس کے پس پشت حق بات کہے تاکہ منافق نہ ہوجائے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے لوگون نے عرض کی کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس آئین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون کے پاس جائے اور اُنکے سامنے ایسی باتین بنائے جو پیٹھ پیچھے زبان پر نہ لائے وہ منافق دو رو ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے پندرھوین آفت لوگون کی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھ آفتین ہین چار تعریف کرنے والے مین دو سننے والے مین جو ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہوجائے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اُسکی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ زمین مین گھسیٹتا ہوگا اور اُس پر پاؤن دھرتا ہوگا اور گر گر پڑتا ہوگا دوسری آفت یہ ہے کہ تعریف کرنے مین نفاق ہوجائے تعریف کرے کہ مین تمہین دوست

رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت در آفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسے تحقیق نہ جانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف کی آپ نے فرمایا افسوس تو نے اُسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور رہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون اور عند اللہ اُسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھ مین سچا ہے تو اُسکا حساب حق تعالے کے ساتھ ہے چوتھی آفت در آفت یہ ہے کہ شاید جس کی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور اُسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نہ چاہیے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالے کو اُن پر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ اُس مین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ ایک دن درّہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص جارود نام حاضر ہوا ایک شخص نے کہا کہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اُسے دُرّے سے مارا اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اُسنے عرض کی کہ مین نے سنا اُسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا کہ تیرے دل مین غرور پیدا ہو جائے مین نے چاہا کہ تیرا کبر توڑدون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اُسکی تعریف کرینگے تو وہ آیندہ کے واسطے کاہل ہو جائے گا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجے کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپنے فرمایا کہ تم نے اُسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش سے باز رہیگا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے سامنے تیز چھری لیکر جائے تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُسکے روبرو اُسکی تعریف زبان پر لائے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہے شیطان اُسکے سامنے سے آکر اُسے جگہ سے اُٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چھ آفتین نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی تعریف فرمائی ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ سے آپنے فرمایا کہ یا عمر اگر حقتعالے مجھے[1] رسول کر کے نہ بھیجتا تو تجھ ہی کو بھیجتا اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان ابو بکرؓ کے ایمان کے مقابل کرین تو ابو بکرؓ کا ایمان زائد نکلے گا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ صحابہؓ کو کچھ نقصان نہ ہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بُری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالے نے اُسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ[2] لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتائے کہ لوگون کو اُسکی پیروی کی توفیق ہو تو درست ہے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ[3] یعنے اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اُس سے فخر کرتا ہون جس نے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپ کی فرمانبرداری کرین اور حضرت یوسف علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ[4] **فصل** لوگ جب کسی کی تعریف کرین تو اُسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمے کا خطر سوچے کہ اس کا حال کسی کو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے نہ بچے گا

---

[1] ایک حدیث مین یہ بھی ہے لَوْ كَانَ النَّبِیُّ بَعْدِیْ لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو عمرؓ ہوتا ۱۲ [2] اپنے آپ کو بڑا اور بے عیب نہ سمجھو ۱۲

[3] مین سردار اولاد آدم ہون اور کوئی فخر کی بات نہین ہے بلکہ یہ انعام الٰہی ہے ۱۲ [4] مقرر کرو تم مجھے خزانون پر اپنی سرزمین کے تحقیق کہ مین حفاظت کرنے والا دانا ہون ۱۲

کتا اور سور اُس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچگیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا چھپا ہوا سب حال جانے تو یہ تعریف کرنے والا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالےٰ نے میری باطنی باتون کو اس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی اُن بزرگ نے کہا کہ بارِ خدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور ایک بزرگ کی لوگون نے تعریف کی اُن بزرگ نے کہا کہ بارِ خدایا یہ لوگ اُس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اُسکی دشمنی کے سبب سے تیرا تقرب کرتا ہون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بارِ خدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اُسکے سبب سے تو مجھ سے مواخذہ نہ کر اور یہ لوگ جو کچھ نہین جانتے ہین اُسے بخشدے اور مجھے اُس سے بھی بہتر کردے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نہ رکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اُس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تو دل مین رکھتا ہے اُس سے بہت بڑھ کر ہون

چوتھی اصل غصہ و کپٹ اور حسد و انکے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جائے تو صفتِ مذموم ہے اور اُسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اُسکا صدمہ دل پر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اُس نے خود کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اُسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اُس سے زیادہ کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب جناب سرورِ کائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حقتعالےٰ کے غصہ سے دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہ ہوا کر اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ مختصر سا کام جسمین حُسنِ انجام کی اُمید ہو مجھے ارشاد فرمایئے فرمایا قصداً خشمگین نہ ہوا کر ہر چند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کردیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ سے فرمایا کہ خشمگین نہ ہوا کر کہا کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہو سکتا ہے اے عزیز جان تو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ یعنے اُن لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصے کو پی جاتا ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنا عذاب اُسپر سے اُٹھا لیتا ہے اور جو کوئی حق تعالےٰ کی تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالےٰ اُس کا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالےٰ اُسکی شرم چھپاتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالےٰ اُسکے دل کو رضامندی سے بھردیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے جسمین سے

کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلافِ شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی پیتا ہے اُن مین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالےٰ کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصے کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالےٰ اُس کے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصے کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی کام افضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ سے سخت بات کہی اُنھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تونے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لائے اور شیطان کبرِ سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہ سے اُٹھائے تاکہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور فردائے قیامت کو تو مجھ سے بدلا لے یہ ہرگز نہ ہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھے قبول کرے اور کفالت کرے کہ خشمگین نہ ہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ رہے اور بہشت مین میرے برابر رہے ایک شخص نے عرض کی کہ مین نے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اُس نے پھر عرض کی کہ مین نے قبول کیا اور عہد وفا کر کے اُن نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اُسکا ذوالکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اُسنے کفالت کی یعنی قبول کیا **فصل** اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اُسکا ہتھیار بنے اور اُس کو جو چیز نقصان کرتی ہے اُسے اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہو تاکہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اُسے اپنی طرف کھینچے آدمی کو اُن دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرینگی اور اُس آگ کے مثل ہو جائینگی جو دلمین لگے اور اُسکا دھواں دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہ کو تاریک کر دے تاکہ آدمی وجہِ صواب کو نہ دیکھے جیسے وہ دھواں جو کسی غار مین بھرتا ہے تو اُسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ غولِ عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیّتِ ناموس اور کافرون کے ساتھ لڑکر دین کی حمیّت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ[لے] الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور صحابہؓ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّآءُ[۲] عَلَى الْكُفَّارِ یہ سب غصے کا ثمرہ ہے تو چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارے مین ہو بعض لوگ سمجھے ہین کہ ریاضت سے غصہ کی جڑ اکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اُس سے چارہ نہین اور جب تک آدمی زندہ ہے تب تک غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے بعض وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ نیست و نابود ہو گیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی حاجت اُسے ہو وہ کوئی چھین لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہ ہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اُس کتے سے بےپروا ہو تو اگر کوئی شخص اُس کتے کو لیجائے یا مار ڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہ ہو لیکن کھانا کپڑا گھر تندرستی اور ایسی چیزون کی حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اُسکی سلامتی فوت ہو جائے یا اُسکا کھانا کپڑا لے لین تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اُسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور درماندہ ہوگا اسواسطے کہ آزادی

[لے] جہاد کرو تم اے محمد کافرون اور منافقون سے ساتھ اور سختی کرو تم اُن پر ۱۲ [۲] سخت ہین اوپر کافرون کے ۱۲

بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اُسیقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کردے کہ اُسے بقدرِ ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتّٰی کہ جاہ و مال اور دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اُس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہیگا اسواسطے کہ جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اُسکے آگے چلے یا مجلسون مین اُس سے برتر جگہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ نہین کرتا اُس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اس واسطے اکثر غصے جاہ و مال کی زیادتی کے سبب سے ہوتے ہین حتّٰی کہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتر بازی بہت شراب خواری اگر کوئی شخص اُسے کہے کہ شطرنج خوب نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اُس مین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت کرنے سے آدمی اُس سے رہائی پا سکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کی ضروریات سے ہین اُن مین اصلِ خشم باطل نہین ہوتا اور باطل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اُسے بے اختیار کردے اور عقل و شرع کے خلاف اُسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصے کو اس درجے پر لا سکتا ہے اس امر پر کہ غصے کی جڑ نہین جاتی اور اُسکو جانا چاہیے بھی نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم غصے سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنے جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کسیکو مین لعنت کرون یا غصے مین سخت کلام کہون یا مارَ بیٹھون تو بارِ خدایا اُسے تو میری طرف سے اُسپر رحمت کا سبب کردے حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اُسے مین لکھتا ہون اگر غصے مین کچھ فرمائین ارشاد کیا کہ اُسے بھی لکھ لیا کرو کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے مجھے رسولِ برحق کرکے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصے مین بھی ہوتا ہون تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک دن خشمگین ہوئین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے لیکن حق تعالےٰ نے مجھے اُسپر فتح دی حتّٰی کہ وہ میرا زیردست ہوگیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے غصے کا شیطان نہین ہے

فصل اے عزیز جان تو کہ اگرچہ باطن سے غصہ کی جڑ نہین اُکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کی طرف سے دیکھے تو اُس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا ہے اور اُس شخص مین کچھ بھی غصہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ کسی کو لوگ پتھر مارین تو کسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اُس کے باطن مین غصہ کی جڑ برقرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اُس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کرو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اُس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ حرکت اُسمین ہے لیکن اُس سے نہین ہے علیٰ ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو کام خلق سے ہوجاتا ہے اُسمین خلق بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کی قید مین ہے لیکن قدرت [illegible]

کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن خواہش کو اُسپر مسلط کر دیا ہے چاہے چاہے یا نہ چاہے اور جب خواہش کو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اُسکی مثل اُس پتھر کی سی ہے جو اُسپر پھینکین اور پتھر سے دکھ درد حاصل ہو لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اُس موحد کی روزی تھی اور بکری مر گئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہ ہوگا اور جب کوئی اسے مار ڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویسا ہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن رہتا ہے اور تقاضائے بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین اُنکی طرف التفات پیدا ہو جاتا ہے اور اکثر آدمی بعض وقات ایسے ہوتے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصے کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو کسی آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصے کا رنج نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اُسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبہ توحید نہ ہو لیکن اُسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہو کہ اُسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اُنھون نے کہا کہ اگر قیامت کے دن میرے گناہون کا پلّہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اُس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلّہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خثیم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو کسی نے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنّت کے درمیان مین ایک گھاٹی ہے مین اُسے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کر گیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے یہ میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ گالی دینے سے اُنکا غصہ ظاہر نہ ہوا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کسی نے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھ پر پوشیدہ ہے وہ اُس سے بہت زیادہ ہے وہ اپنے ساتھ جو مشغولی رکھتے تھے اُسکے سبب سے اُنکا غصہ ظاہر نہ ہوا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو ایک عورت نے ریاکار کہہ کر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسی نے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالےٰ کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب سے غصے کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ جو کوئی غصہ نہ کرے حق تعالےٰ اُسے دوست رکھتا ہے تو جب غصے کا سبب پیش آئے تو حق تعالےٰ کی محبت اُس غصے کو چھپائے جس طرح کسی کا کوئی معشوق ہو اور اُسکا بیٹا عاشق کو گالیان دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اُس جفا کو فروگزاشت کرے تو غلبۂ عشق اُسے ایسا کر دیتا ہے کہ اُس جفا کا درد و رنج عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ اُن سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہو جائے کہ اپنے غصے کو مار ڈالے اگر یہ نہین کر سکتا تو اُسکی قوّت توڑ دے تاکہ غصہ سرکشی کرے اور عقل و شرع کے برخلاف حرکت نہ کرے

فصل اے عزیز جان تو کہ غصے کا علاج اور اُسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ مین لیجاتا ہے اور غصے سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین اُسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے کہ ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصے کی جڑ اور مادّے کو باطن سے نکال ڈالے اور ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کر دے جڑ اور مادے کو نہ نکال ڈالے مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن مین غصے کا کیا سبب ہے اُس سبب کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالے اور اُسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبّر ذراسی بات یا معاملے مین جو اُس کی

تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھ لے کہ مین بھی اور بندون کی جنس سے ہون اور بندگی نیک اخلاق کے
سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاقِ بد مین سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہین ہوتا دوسرا سبب عُجب ہے کہ اپنی شان مین
کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئین پہچانے کبر اور عُجب کا تمام علاج اپنے مقام پر بیان کیا جائیگا تیسرا سبب مزاح ہے کہ
اکثر اوقات اُسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئین آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق حاصل کرنے مین جد وجہد سے مشغول کرے
اور مزاح سے باز رہا کرے علیٰ ہذا القیاس ہنسنا اور مسخراپن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئین اس سے محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص
دوسرون سے ہنسی کریگا اُس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اُسکی ہنسی کا جواب دینگے تو اُسنے ہنسی کر کے خود اپنے تئین ذلیل کیا چوتھا
سبب کسی کو ملامت کرنا اور کسی کا عیب کرنا یہ بھی جانبین سے غصے کا سبب ہوتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ جو خود بے عیب نہ ہو
اُسے عیب کرنا نہین پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہین ہے یعنی کسی کو نہ چاہیے کہ دوسرے کا عیب کرے پانچوان سبب مال وجاہ کی حرص
ہے اور مال وجاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اُس سے اگر ایک حبہ لے لین تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے
تو جو ایک لقمہ اُس سے فوت ہو جائے اُسکے سبب سے خشمناک ہو جاتا ہے اور یہ سب بد اخلاق ہین اور غصے کی جڑ بھی ہین اس کا علاج علمی
بھی ہے علمی تو یہ ہے کہ آدمی اسکی آفت اور بُرائی جانے کہ دین و دنیا مین اُسکا ضرر کس قدر ہے تاکہ دل سے اُس سے نفرت کرے
پھر علاج عملی مین مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتون کی مخالفت کرے کہ مخالفت سب اخلاقِ بد کا علاج ہے جیسا ہم نے
ریاضتِ نفس مین بیان کیا ہے اور غصہ اور اخلاقِ بد برپا ہونے کا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کسی ایسے گروہ کے ساتھ صحبت رکھے
جنپر غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اُسکا نام رکھین اور اُسکے سبب سے فخر کرین اور حکایت کرین کہ فلانے بزرگ نے ایک
بات مین فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اُسکا جان و مال ویران کر ڈالا اور کسی کی مجال نہ ہوئی کہ اُسکے برخلاف کوئی بات کہتا کیونکہ مرد
مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہین کسی کو چھوڑ دینا اپنی ذلّت اور بے حمیتی اور نالائقی ہے تو غصہ جو کتّون کی عادت ہے اُسکا نام
شجاعت اور مردانگی رکھتے ہین اور حلم اور بردباری جو پیغمبرونکا خُلق ہے اُسکا نام نالائقی رکھتے ہین اور شیطان کا کام یہ ہے کہ
سب کو مکر و فریب اور بُرے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے الفاظ سے اخلاقِ بد کیطرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا
ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب سے ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتین اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصے سے بہت دور
رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصے مین آجاتے ہین بلکہ کوئی مردانگی اس مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصے
سے بر آئے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السّلام کی صفت ہے اور وہ دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اُن لوگون کی صفت ہے
جو درندہ وچرندہ سے بہت نزدیک ہین اے عزیز تو غور تو کر کہ تیری بزرگی اس بات مین ہے کہ تو انبیا و اولیا کے مانند ہو جائے یا اس امر
مین کہ احمقون اور بے عقلون کے مثل ہو جائے **فصل** اے عزیز جان تو کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین وہ خشم غصہ کے مادہ کو
دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اُسے دفع نہین کر سکتا اُسے چاہیے کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اُسکو تسکین دے
اور تسکین اس سکنجبین سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے

علم یہ ہے کہ اُن آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصّہ کرنے کی بُرائی اور غصّہ پی جانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اس کا بیان اوپر گزرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر رکھتا ہے اُس سے زیادہ قدرت حق تعالےٰ تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالےٰ سے تیری مخالفت بہت بڑھ کر ہے اگر تو کسی پر غصّہ کریگا تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچیگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کے بعد آیا آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتقام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصّہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا اُسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق نہوا اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین اُنکے سبب سے اگر غصّہ نہ ٹھہر جائے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دلمین کہے کہ اگر تو غصّہ نکالے گا تو شاید طرفِ ثانی بھی برسرِ مقابلہ آجائے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے شاید کہ کچھ عذر و فریب کر بیٹھے اور غصّے مین جو اپنی صورت بُری صورت بنجاتی ہے اُسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا بُرا اور متغیّر ہو جاتا ہے اور اُس بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتّے کے مثل ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلت سے جانینگے اور تیری حشمت کیواسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگونکی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اُسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزّت اُسے نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السّلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالےٰ کی خوشنودی ڈھونڈھے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین تو یہ اس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور سنّت یہ ہے کہ آدمی غصّے کیوقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اگر اس سے غصّہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصّہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدے کرے اور منھ خاک پر رکھے تاکہ آگاہ ہو جائے کہ مین خاک سے پیدا ہون اور بندہ ہون اور مجھے غصّہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصّہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کسی سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اُسکی مان کا عیب کیا کہ اُسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسی کا عیب کیا مان کے سبب سے اے ابوذر تو جان رکھ کہ تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقویٰ مین اُس سے زیادہ ہو حضرت ابوذرؓ اُس شخص سے عذر کرنے گئے وہ شخص سامنے آیا اور حضرت ابوذرؓ کو سلام کیا اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو جب غصّہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی بینی مبارک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ[1] یہ بھی کہنا سنّت ہے

فصل اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے

[1] اے اللہ پروردگار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بخشدے تو گناہ میرا اور دور کردے غصّہ میرے دل کا اور آزاد کر مجھے فسادون کی گمراہیون سے ۱۲

مگر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر بات کا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابلہ مین گالی دینا غیبت کے بدلے غیبت کرنا یا اور ایسی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعزیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسی سخت بات کہے جس مین کچھ جھوٹ نہ ہو اسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہرچند کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اُس امر کے سبب سے کرے جو امر تجھ مین ہو تو اُسکا عیب اس چیز کے سبب سے جو اُسمین ہے تو نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو اسپر دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَاقَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ یعنے دو آدمی جب ایک دوسرے کو بُرا کہین تو جو کچھ کہین گے وہ اُسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے پس اُسکو کچھ جواب دیا حد سے تجاوز کرنیکے پہلے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواج مطہرات نے حضرت خاتون جنت بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے پیغام دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ ہم مین اور حضرت عائشہ مین انصاف کا خیال رکھا کیجیے کہ آپ اُنھین بہت چاہتے ہین اور اُنکی طرف بہت رغبت کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب مین تھے کہ حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پیغام پہونچا دیا آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ جسے مین دوست رکھتا ہون اُسے کیا تو دوست نہین رکھتی عرض کی کہ مین بھی اُسے دوست رکھتی ہون فرمایا کہ تو بھی عائشہ کو بہت دوست رکھ کہ مین اُسے بہت دوست رکھتا ہون حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن ازواج طاہرات کے پاس گئین اور یہ ماجرا بیان کیا انھون نے کہا کہ اس بات سے ہماری سیری نہین ہوتی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ازواج طاہرات مین سے تھین سبھون نے اُنھین بھیجا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین وہ مجھسے برابری کا دعویٰ کرتی تھین وہ آئین اور کہنے لگین کہ ابوبکرؓ کی بیٹی ایسی ہین اور ابوبکرؓ کی بیٹی ویسی ہین وہ بُرا کہتی تھین اور مین خاموش تھی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مجھے جواب دینے کی اجازت دین جب آپ نے اجازت دی تو مین بھی جواب دینے لگی اور بُرا کہنے لگی یہان تک کہ میرا دہن خشک ہوگیا اور وہ عاجز آئین پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زینبؓ یہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اس سے بر نہ آؤگی تو یہ قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ جواب دینا درست ہے بشرطیکہ سچ ہو جھوٹ نہ ہو جیسا کہ یون کہے کہ اے احمق اے جاہل شرم کر چپ رہ کیونکہ کوئی آدمی حماقت اور جہل سے خالی نہین ہوتا ہے آدمی کو چاہیے کہ جو لفظ بہت زشت نہو اُسکی عادت ڈالے کہ غصہ کے وقت وہی لفظ کہے تاکہ فحش اُسکی زبان پر نہ آنے پائے مثلاً بدبخت ناکس ناہموار ٹکڑ گدا اور مثل اُسکے غرضکہ جب جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولےٰ ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بُرا کہتا تھا حضرت صدیق اکبرؓ چپ تھے جواب دینے لگے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابتک تو آپ بیٹھے رہے جب مین جواب دینے لگا تو آپ اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا کہ جبتک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا جب تو نے جواب دیا تو شیطان آیا مین نے نہ چاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالےٰ نے آدمیون کو انواع واقسام پر پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہوا اور خوشنود بھی ہوا ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی ہوا اور خوشنود بھی جھٹ پٹ ہو یہ اُسکے مقابلہ مین ہے کہ تم مین بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی ہو اور تم مین

بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو جلدی ہو اور خوشنود دیر کو

فصل

اے عزیز جان تو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت کے سبب سے پی جائیگا تو غصہ اسکے باطن مین جمع ہو کر کبر اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ لَیْسَ بِحُقُوْدٍ یعنی مومن کینہ ور نہین ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اس سے آٹھ پوتے پیدا ہوتے ہین اُنہین سے ہر ایک دین کی تباہی کا سبب ہوتا ہے پہلا تو حسد ہے کہ جسکے ساتھ کینہ ہے آدمی اُسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اُسپر بلا نازل ہونے کے سبب سے خوشی کرتا ہے اور اس خوشی کو ظاہر کرتا ہے تیسرا یہ کہ اُس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اُسکے سلام کا جواب نہین دیتا چوتھا یہ کہ حقارت اور ذلت کی نظر سے اُسکو دیکھتا ہے پانچوان یہ کہ غیبت جھوٹ فحش افشائے راز کے ساتھ اُسپر زبان دراز کرتا ہے چھٹا یہ کہ اُسکا چرچا اور مسخراپن کرتا ہے ساتوان یہ کہ اُسکا حق ادا کرنے مین قصور کرتا ہے رشتۂ قرابت توڑ دیتا ہے اُسکا قرض نہین دیتا اُسکا مظلمہ نہین پھیرتا اُس سے معافی نہین چاہتا آٹھوان یہ کہ اگر موقع پاتا ہے تو اُسے مارتا ہے ستاتا ہے اورون کو اغوا کرتا ہے کہ تم اُسے مارو تو اگر کوئی شخص بڑا ہی دیانتدار ہوتا ہے اور گناہ کا کوئی فعل نہین کرتا تو بھی اُس سے خالی نہین ہوتا ہے کہ اپنا احسان اُس سے پھیرے اور اُسکے ساتھ نرمی نہ کرے اور اُسکے کام مین مہربانی نہ کرے اور ذکرِ خدا مین اُسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اُسکے حق مین دعا اور ثنا نہ کرے یہ سب باتین اُس شخص کے درجون کو گھٹا دیتی ہین اور ان باتون کا نقصان بہت ہے جیسے مسطح نام جو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا عزیز قریب تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے واقعۂ افک مین اُسنے جب سخن دروغ کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے اُسے نفقہ دینا موقوف کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَأْتَلِ اُوْلُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ یہان تک کہ ارشاد ہوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ یعنے تم یہ قسم نہ کھایا کرو کہ جسنے جفا کی اُسکے ساتھ ہم نیکی نہ کرینگے کیا یہ دوست نہین رکھتے ہو کہ حق تعالے تمہین بخشدے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رض نے کہا کہ واللہ مین اس امر کو دوست رکھتا ہون اور پھر اُسے نفقہ دینا شروع کیا تو جس کسی کے دلمین کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے وہ تین حال سے خالی نہین ہوتا یا تو اپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اُسکے ساتھ نیکی کرون اور مراعات زیادہ کرون یہ تو صدیقون کا درجہ ہے یا نیکی نہین کرتا تو بُرائی بھی نہین کرتا ہے یہ پرہیزگارون کا درجہ ہے یا بُرائی کرتا ہے یہ فاسقون اور ظالمون کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ بُرائی کرے تو اُسکے ساتھ نیکی کر کہ اُس سے زیادہ کوئی چیز موجبِ تقرب خدا نہین ہے اگر یہ نہ ہوسکے تو معاف کر دے کہ معاف کر دینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین باتون پر مین قسم کھا سکتا ہون صدقہ دینے سے کوئی مال کم نہین ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسی کا قصور معاف کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالے معاف کرنیوالے کی عزت مین زیادتی عنایت فرماویگا اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالے مفلسی کا دروازہ اُسکے اوپر کھولدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کے حق کو فروگذاشت کرتے تو اُس پر آپ کے غصہ کی کچھ انتہا نہ ہوتی تھی اور جن کامون مین آپ کو اختیار دیا جاتا اُن دونون مین خلق پر

جو بہت آسان ہوتا اُسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اُسے اختیار نہ کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے
ہین کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اس بات سے آگاہ کرون کہ اہلِ دنیا اور اہلِ آخرت
کے اخلاق مین کون سا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھ سے قطع کرے تو اُس سے مل اور جو تجھے محروم رکھے تو
اُسے عطا کر اور جو کوئی تجھ پر ظلم کرے تو اُسے عفو کردے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے حق سبحانہ تعالےٰ سے عرض کی کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ
جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہو اور عفو کردے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بد دعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان سے ہاتھ
اُٹھائے ہوئے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازے پر دستِ مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اُسکا
کوئی شریک نہین اسنے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ کیا دیکھتے ہو اور
کیا کہتے ہو قریش نے عرض کی کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آج قوت آپ ہی کے
قبضہ قدرت مین ہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون پر قابو پاکر کہا تھا کہ لَا تَثْرِيْبَ
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور سب کو امن دیدی اور فرمایا کہ تم سے کسی کو کچھ سروکار نہین ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب تمام خلق قیامت مین اُٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالےٰ پر ہے وہ اُٹھین کئی ہزار آدمی اُٹھین گے اور جنت
مین بے حساب چلے جائین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگانِ خدا کا قصور معاف کردیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہین کہ غصہ کی حالت مین صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کردو خلیفہ ہشام
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے اُسنے
کہا یَوْمَ تَاْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرینگے ہین بندے حجت کرسکتے ہین تو مین تیرے
سامنے کیون نہ حجت کرسکون ہشام نے کہا اچھا آکہہ کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کوئی چیز چور لے گئے لوگ
چور پر لعنت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بارِ خدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چور اٹھاے گیا ہے تو اُسے مبارک
ہو اور اگر معصیت کی دلیری سے اُٹھا لیگیا ہے تو اُسکا گناہ اخیر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اُسے اور گناہون سے بچا حضرت فضیل
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اُسکا مال چرالیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا
کہ اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اُسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے
ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اُسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبد الملک بن مروان کے سامنے لوگ لے گئے وہان
ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے اُنھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالےٰ نے تجھے دیا یعنی ظفر اب جو کچھ حق تعالےٰ
دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو پس عبد الملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کردیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالیٰ سے

اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اُس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب غصہ آئے تو عفو کردے اور کامون مین نرمی کرنا چاہیے تاکہ غصہ نہ آنے پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالےٰ نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ رفیق ہے اور رفیق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ کام بنجاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہو جاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے **حسد اور اُسکی آفتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ غصہ سے کپٹ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فالِ بد سے اور مین تعلیم کرون کہ اُسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کر تو اپنے دل سے اُسے تحقیق نہ کر اور اُسپر قائم نہ رہ اور جب بدفالی دیکھ تو اُسپر اعتماد نہ کر اور جب حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تم سے پہلے بہت اُمتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم اُس خدا تعالےٰ کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نہ جاؤ گے تاوقتیکہ ایمان نہ رکھو گے اور ایمان نہ رکھو گے تاوقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہو گے اور مین تمھین خبر دون کہ محبت کاہے سے حاصل ہوتی ہے ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا اُنھیں اس مقام کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالےٰ کے نزدیک اس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا الٰہ العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے حق تعالےٰ نے نام تو اُنھین نہ بتایا اور فرمایا کہ اُسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اُسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ حاسد ہی نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اُسے پسند نہین کرتا حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے بےحساب دوزخ مین جائینگے حکام ظلم کے سبب سے عرب تعصب کے سبب سے مالدار تکبر کے سبب سے سوداگر خیانت کے سبب سے گنوار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت جنتیون مین سے کوئی شخص آتا ہے تو انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھ مین نعلین لٹکائے ہوئے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے دن بھی آپ نے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص نے چاہا کہ اُسکا کردار معلوم ہو کہ کیا ہے اُسکے پاس جا کر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس رہون اُسنے کہا اچھا تین شب برابر اُسے دیکھتے رہے سوا اسکے اور کوئی عمل نہ دیکھا کہ وہ جسوقت سو اٹھتا تو خدا کو یاد کرتا تب اُنھون نے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے ساتھ لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اُسنے کہا

کہ میرا عمل یہی ہے جو تم نے دیکھا جب مین چلا تب اُسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا کہا اسی سے
یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہ اسواسطے کہ حق
سبحانہ تعالے کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو تکبر ہی سے نہ کیا اور حرص سے دور رہ اسواسطے
کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہ اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم
علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالے کی صفتین بیان ہون یا
ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھ بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالے علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد پادشاہ کے سامنے
ہر روز کھڑا ہو کر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اُسکا کردار ہی کافی ہے اُسے اُسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اس
بات کے سبب سے اُسے عزیز رکھتا ایک آدمی نے اُسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے بادشاہ نے
پوچھا اسپر کیا دلیل ہے اُسنے کہا کہ آپ اُس شخص کو اپنے پاس بلا کر دیکھ لیجیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے کہ بو نہ سونگھے بعدہٗ وہ حاسد
آیا اور اُس شخص کو اپنے گھر لیجا کر لہسن پڑا کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اُس نے اپنا ہاتھ منھ پر رکھ لیا
تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو نہ جائے بادشاہ سمجھا کہ اسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام
کے سوا اور کچھ حکم اپنے دستخطِ خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام (عامل) کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اُسکی کھال مین بھس
بھر کر میرے پاس بھیجدے اور مُہر کر کے اُسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اُس حاسد نے اُسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اُسنے کہا خلعت ہے
حاسد بولا مجھے دے اُسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اُسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کر کے تیری کھال مین بھس بھرنے کا حکم
لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ کے حکم مین پھر دوبارہ
پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اُس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جا کر بادشاہ کے سامنے
کھڑا ہوا اور روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا تو نے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھ سے مانگا
مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھ سے کہتا تھا کہ تو نے ایسا ایسا کہا ہے اُس نے عرض کی کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا
کہ پھر تو نے منھ اور ناک پر ہاتھ کیون رکھا تھا اُسنے کہا کہ اُس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کہا کرتا ہے
کہ بدکردار کو اُسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اُس بدکردار کو کافی ہوگیا حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے بابت
مین نے کسی کا حسد نہین کیا اسواسطے کہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو جو نعمتین جنت مین ہونگی اُنکے مقابلے مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر
دوزخی ہے تو چونکہ آگ مین جلیگا اُسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالے سے ایک شخص نے پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے
فرمایا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا رنج ہے کہ اُسکا عملاً کرنے سے [illegible] مسلمان
نہین کرتا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ [illegible] حسد کرتا ہے حسد
کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ حسد اُسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور [illegible] کہ

یہ نعمت اُسکے پاس سے جاتی رہے احادیث کی روسے بھی یہ حرام ہے اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حکم الٰہی سے ناراضی اور خبث باطنی ہے کیونکہ جو نعمت تجھے نہ ملجائے گی دوسرے کے پاس سے اُسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے اور اُسکے پاس سے بھی نہ زائل ہو اور اُسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے بُرا نہ معلوم ہو تو اُسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین ہے تو اچھی بات ہے اور واجب بھی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور فرمایا ہے سَابِقُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنے تم اپنے مین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسی کو حق تعالےٰ مال اور علم دونون عنایت فرمائے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لائے دوسرے یہ کہ کسی کو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حق تعالےٰ مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مین بھی اسکی طرح صرف مین لاتا تو یہ دونون شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی کرتا تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر اسمین دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت کہین درست نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اُسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور نابودی چاہتا ہے زوالِ نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے تو زوال چاہنے والے کو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوالِ نعمت کے سبب سے یہ تفاوت جاتا رہنا اس آدمی کے دل پر سبک ہوگا اسکے رہنے سے اور رغبت یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس سے کارہ رہیگا تو ایسا ہو جائیگا کہ اگر اس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہو جائے تو یہ اسکی نعمت چھین نہ لے گا پس اسقدر جو طبیعت مین رہتا ہے اس سے آدمی ماخوذ نہ ہوگا حسد کے علاج کا بیان اے عزیز جان تو کہ حسد دل کی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے اُسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا ہے حاسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم و اندوہ اور عذاب مین مبتلا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسی نہ کسی کو نعمت نہ پہونچتی ہو اور جس رنج و کیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اس رنج و کیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھ کر کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے دشمن کا کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیرِ الٰہی مین اُس نعمت کی ایک مدتِ معینہ ہے وہ پس و پیش کم و بیش کچھ نہین ہوتی اسواسطے کہ تقدیرِ ازلی اس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اُس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہرحال اس بات پر سب متفق ہین کہ اسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تھا کہ ایک نبی علیہ السلام نے ایک عورت صاحبِ سلطنت سے درماندہ ہو کر حق سبحانہٗ تعالیٰ کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فِرَّ مِنْ قُدَّامِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ اَيَّامُهَا یعنے اُسکے سامنے سے بھاگ حتیٰ کہ اُس کی مدت گذر جائے کیونکہ جو تقدیر مدت ازل مین مقدر ہو چکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا اور

زاری کرتے تھے اُنپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین و آسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے کہ نئے سر سے تیرے واسطے قسمت کرون اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اُسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اُسکا نقصان اُسی کی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت ایمان بھی جاتی رہتی ہے جیسا حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ پس حسد حاسد کے واسطے سردست رنج و عذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اُسکی خفگی اور نارضامندی ہے اور اُس قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علے الاطلاق نے کمالِ حکمت کے ساتھ کی ہے اور کسی کو اُسکے بھید کی طرف راہ نہین دی ہے تو حسد مین اس سے زیادہ اور کیا جنایت ہوگی پھر اسمین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ اُنکی بدخواہی کی اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شامت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اُسکے سوا اور کیا چاہیگا کہ اُسکا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مظلوم کا سا نہین ہوجاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج و عذاب سے چھوٹ گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملے سے بھی ظلم کرے اور اس سبب سے اُسکی نیکیان محسود کے نامۂ اعمال مین نقل کردین اور محسود کے گناہ اُسکی گردن پر دھر دین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود سے نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اُسکے واسطے نعمتِ آخرت زیادہ ہوگئی اور دنیا مین حاسد کو سردست رنج و عذاب ہوا اور عذاب آخرت کی نیو جم گئی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اُسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم ورع اور جاہ و مال کی نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہیگا تو اُسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اُسنے چاہا کہ ثوابِ آخرت بھی اُس سے فوت ہوجائے اور فوت ہوگیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دیندارون کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے جاہ و حشمت سے راضی رہتا ہے وہ قیامت کے دن اُنھین کے ساتھ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اُسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا اُنکا دوستدار اور حاسد تینون ثوابون سے محروم ہے حاسد کی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے دشمن کے تو پتھر نہ لگے اُلٹ کر اُسی شخص کی داہنی آنکھ پر لگے اور وہ آنکھ پھوٹ جائے اور اُس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے دوبارہ زور سے پتھر مارے وہ بھی اُلٹ کر اُسی کی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اُلٹ کر اُسی کا سر توڑے اسی طرح پتھر مار مار کر خود زخمی ہو اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اُسے دیکھ دیکھ کر ہنسین یہی حال حاسد کا ہے شیطان اُسکے ساتھ مسخراپن کرتا ہے حسد کی یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست و زبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا مظلمہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانے گا کہ حسد زہرِ قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اُس سے چھوٹ جائے گا اور علاج عملی یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسبابِ حسد کو اپنے باطن سے کھود پھینکے کیونکہ

کبر و عجب عداوت جاہ و مال کی محبّت وغیرہ حسد کا سبب ہین جیسا کہ غصّے کے بیان مین ہم بیان کرچکے ہین چاہیے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اُکھاڑ ڈالے یہی سہل ہے تاکہ حسد خود نہ رہے جب حسد پیدا ہو تو اُسکو اس طرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھ حسد فرمائے اُسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کہے کہ فلانے آدمی پر طعن کر اُس کی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبّر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کرنے مین کوشش اور عداوت کر تو اُسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھ پیچھے اُسکی تعریف کرے اور اُسکے کام کو بالا کرے تاکہ وہ سنکر خوشدل ہو تو وہ پر تو تجھپر پڑیگا اور اُسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ اس مقام پر شیطان یون بہکاتا ہے کہ اگر تو اپنی فروتنی اور اُسکی تعریف کریگا تو تجھے عاجز جانینگے پس اے عزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالےٰ کا فرمانبردار بن خواہ ابلیس کا اے عزیز جان تو کہ یہ دوا بہت مفید اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اُسپر صبر نہین کرسکتا مگر قوتِ علم سے کہ یہ جان لے کہ دین و دنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین و دنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی نہ ہو جس مین تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیے ورنہ بیماری منجر بہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا **فصل** اے عزیز اگر تو مجاہدے کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جسنے تجھے ستایا ہو اور جو تیرا دوست ہو اُن دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہو جائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر نہ رہے بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہو جائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہتِ طبعی کو قول و فعل سے تو ہرگز ظاہر نہ کر دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور اپنے دلمین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھ سے یہ صفت جاتی رہے جب تو نے یہ کیا تو وبالِ حسد سے چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول و فعل سے ہرگز اظہار نہ کرے اور یہ صفت جو تجھ مین پائی جاتی ہے اس سے تو اپنے دلمین کارہ بھی نہ ہو تو بعض علما نے کہا ہے کہ اُسکے سبب سے تو ماخوذ نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا خواہان اور خوشی سے اندوہگین رہے گا وہ ضرور ماخوذ ہوگا مگر یہ کہ اے عزیز کہ اُس صفت سے تو کراہت رکھے تو البتہ حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہو جائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے بلکہ سبھون کو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہے بجلی کی طرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج حب دنیا کے بیان مین اور اس بات کے علان مین کہ محبت دنیا سب گناہون کی فہرست ہے

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا سب بُرائیون کی سر ہے اور اسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اس چیز سے زیادہ شوم کیا شئے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندون کی رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ بایطور دشمنی کرتی ہے کہ اُنکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے اور اُنکی

نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتّٰی کہ اس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین مصیبتین اُٹھاتے ہین اور خدا کے دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے اُنھین اپنے دامِ محبّت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہو جاتے ہین تو اُنسے دور دور بھاگتی ہے اور اُنکے دشمنون کے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کی طرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی ہے حتّٰی کہ آدمی اس جہان مین کبھی اُسکا رنج اور کبھی اُسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصّہ اور عذاب دیکھتا ہے دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اسے اور اُسکی آفت کو کما حقّہٗ پہچانے اور اُس سے پرہیز کرے جسطرح جادوگرون سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ اُسکا جادو ہے ہم نے دنیا کی حقیقت اور آفتین اور دھوکے آغازِ کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیاتِ قرآنی اس مضمون مین بہت ہین اور قرآن اور کتبِ انبیا اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالےٰ کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا اور محنت خلق سے کہ سنائین تاکہ خلق اس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ رسول کریم علیہ الصّلوٰة والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے کہ کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ حق تعالےٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلّو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہون کی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نہ رہے اُسے چھوڑ کر اُسی چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرو حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہین کہ مین امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ تھا لوگ آپ کے واسطے شہد ڈالکر پانی لائے آپ منہ کے پاس لے جا کر پھیر لائے اور اس قدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے اور چپ ہو کر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہ ہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے آنکھ پونچھی لوگون نے عرض کی کہ یا خلیفۂ رسولِ اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا تھا دیکھا کہ دستِ مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنے تئین مجھ پر عرض کرتی تھی مین نے اُسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ گئے جو لوگ آپکے بعد ہونگے وہ تو نہ بچین گے اب مین ڈرا کہ اس نے مجھے پایا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اُسکے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اُسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ دنیا اُنکے گھر کا گھر ہے جنکا گھر نہین اور اُن مفلسون کا مال ہے اُسے وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو اُسکی طلب مین وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اُسپر حسد وہ کرتا ہے جو بے فقہ ہو اُسے طلب وہ کرتا ہے جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اُٹھے اور اُسکی ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مرد اللہ [illegible]

نہین ہے کیونکہ اُسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین اُسکے دلکو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نہ جائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اُس سے فراغت نہ پائے تیسرے ایسی فقیری جس سے تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھادون یہ فرماکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھورے پر لیگئے کہ وہان آدمیون اور بکریون کی کھوپریان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابوہریرہ تمھارے سرون کی طرح یہ سر بھی حرص وہوا سے پُر تھے آج استخوان بے پوست ہو گئے اور جلدی خاک ہو جائینگے اور یہ پلیدی وہ انواع واقسام کے کھانے ہین جن کو بڑی محنت سے لائے اور اس طرح پھینکدیا کہ سب لوگ اُس سے بھاگتے ہین اور یہ لتے اُن کے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اڑتے ہین اور یہ ہڈیان اُنکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ اُنکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص چاہے کہ دنیا پر روؤن اُس سے کہدو کہ روکہ رونے ہی کی جگہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین وآسمان کے درمیان مین لٹکتی ہے حق تعالےٰ نے اُسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ جو بندون مین سب سے زیادہ کمتر ہے مجھے اُسکے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ اے ناچیز خاموش رہ اُس جہان مین تو مین نے پسند ہی نہ کیا کہ تو کسی کو حاصل ہو بھلا آج پسند کرونگا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آئینگے اُنکے اعمال تہامہ کے پہاڑون کے برابر ہونگے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجدیے جائینگے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ نمازی لوگ ہونگے فرمایا کہ ہان نمازین پڑھی ہونگی روزے رکھے ہونگے شب بیداریان کی ہونگی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ حق تعالیٰ مجھکو دیکھیارہ کردے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالیٰ اُسیقدر اُسکے دل کو اندھا کردیتا ہے اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالیٰ اُسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بے وساطت کسی راہبر کے اُسکی رہنمائی کرتا ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور حضرت ابوعبیدہ جراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا سب آپ کے سامنے کھڑے ہوے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تم نے سنا ہے کہ مال آیا ہے انھون نے عرض کی ہان آپ نے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو کہ آیندہ ایسے کام ہونگے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمھاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون البتہ اس بات سے ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالےٰ تمھین افراط سے عطا کرے جیسا اُن لوگونکو عنایت فرمایا جو تم سے پہلے گزر گئے ہین پھر تم اُسمے مناقشہ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسی طرح مشغول نہ ہو آپ نے دنیا کے ذکر سے ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اُسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے بہتر دوڑتی تھی ایک دن کوئی اعرابی ایک اونٹ لایا اور اُسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اُسے خوار نہ کردے

اور فرمایا ہے کہ اُسکے بعد دنیا تمھاری طرف متوجہ ہوگی اور تمھارے دین کو اسطرح کھاجائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کو خدا نہ بناؤ کہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنالے خزانہ ایسا رکھا کرو جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہے گا اور فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا اس ایک کو تو خوش کریگا اُتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہوجائیگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمھارے سامنے دنیا کو خاک مین ملادیا تم اُسکو پھر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اُسی مین خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ جبتک اُسے نہ ترک کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے باہر گذر جاؤ اور اُسکی آبادی مین مشغول نہ ہو اور یہ جانتے رہو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہونکی سردار ہے اور اُسکا ثمرہ بڑا رنج ہے اور کہا ہے جسطرح آگ پانی ایک جگہ نہین ٹھہرتا اُسیطرح دنیا اور آخرت کی محبّت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنائین تو کیا ہو فرمایا کہ اورون کے پُرانے گھر مجھے کافی ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دن مینھ کی بارش برق کی چمک رعد کی کڑک نے گھیر آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ ایسی جگہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اُسمین گئے ایک عورت کو دیکھا بھاگ آئے ایک غار تھا اُسمین گئے شیر کو دیکھا نکل آئے عرض کی کہ بار خدایا تو نے جسے پیدا کیا ہے اُسکے واسطے ایک آرام گاہ ہے مگر میرے واسطے۔ وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنے بہشت تیرے آرام کی جگہ ہے بہشت مین سَو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اُنکو مین نے اپنے دستِ لطف سے پیدا کیا ہے چار ہزار برس تیری شادی عروسی رہے گی ہر دن دنیا کی کئی عمر دن کے برابر ہوگا اور منادی سے حکم کردونگا کہ ندا کردے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسیٰ علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہون گے ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گزرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب سے یہ مرے ہین اُس رات حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہر والو ایک شخص نے جواب دیا لبّیک یا روح اللہ فرمایا کہ تمھارا کیا قصّہ ہے اُسنے عرض کی کہ رات کو تو ہم بخیر و عافیت تھے صبح ہی اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کی اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور گناہگارون کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کی جس طرح لڑکا مان کو دوست رکھتا ہے جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہوجاتے فرمایا کہ اورون نے کیون نہ جواب دیا عرض کی کہ ان مین سے ہر ایک کے منھ مین آگ کی لگام ہے فرمایا تو نے کیون جواب دیا عرض کی مین اُن مین تھا مگر اُن مین سے نہ تھا جب عذاب آیا تو مین بھی اُنہین رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہون نہین جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ مین جاؤنگا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا اے حوارین دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جَو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اورون نے دنیا کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کیتنے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہین اگر دنیا سے دست بردار

ہوجائین تو بہت ثواب پائین حضرت سلیمان علیٰ نبیّنا و علیہ السّلام ایک دن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری سب آپکی خدمت مین حاضر تھے عبّاد بنی اسرائیل مین سے ایک عابد کی طرف گزرے اُسنے عرض کی کہ اے ابن داؤد آپ کو حق تعالےٰ نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی ہے فرمایا کہ مسلمان کے نامۂ اعمال مین ایک تسبیح اس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت نہ رہے گی شعر پس از سی سال این معنی محقّق شد بخاقانی ٭ کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی ٭ حدیث شریف مین ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰة والسّلام نے جب گیہون کھایا اور پائخانہ کی حاجت ہوئی تو جگہ ڈھونڈھنے لگے کہ اپنی حاجت سے فراغت پائین حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو انکے پاس بھیجا اُسنے پوچھا آپ کیا ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے پیٹ مین ہے اُسے کہین رکھون اُسنے کہا کہ جنّت کے اور کسی کھانے مین حق تعالےٰ نے یہ تاثیر نہین رکھی ہے مگر گیہون مین آپ اسے کہان رکھیےگا عرش پر یا کرسی پر یا بہشت کی نہرون مین یا درختون کے نیچے دنیا مین جائیے کہ ایسی نجاستون کی جگہ وہین ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے حضرت نوح علیٰ نبیّنا و علیہ السّلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا کہا جیسے دو دروازون کا گھر ایک دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکلگیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے لوگون نے پوچھا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے جس سے حق تعالےٰ ہمین دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تاکہ حق تعالےٰ تمھین دوست رکھے اسقدر حدیثین کافی ہین لیکن اس باب مین صحابہؓ اور بزرگون کے اقوال بھی ہین امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جسنے یہ کام کیے اُسنے جنّت ڈھونڈھنے اور دوزخ سے بھاگنے مین کچھ نہین باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اُسکی فرمانبرداری کی شیطان کو جانا اور اُسکی مخالفت پر کمر باندھی حق بات کو پہچانا اور اُسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اس سے دست بردار ہوگیا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اُسکی تلاش مین قائم ہوگیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا مین جو چیز حق تعالےٰ تجھے عنایت کرتا ہے وہ تجھ سے پہلے کسی کو دے چکا ہوگا اور تیرے بعد اور کسی کے واسطے رہے گی تو اُسپر کیا دل لگاتا ہے صبح شام کے کھانے کے سوا دنیا مین اور کچھ تیرا حصہ نہین ہے اسقدر کے واسطے اپنے تئین ہلاک نہ کر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھ حتی کہ آخرت مین افطار کر کیونکہ ہوا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور ہاویہ یعنی دوزخ اُسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابوعازم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ مین دنیا کو دوست رکھتا ہون کیا کرون کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہے فرمایا کہ جو کچھ کھاوے حلال سے کھا اور بیجا صرف کر کہ اسکی دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت مین یہ اسواسطے کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اُسپر دنیا خود منغص ہوجائیگی اور اُسکے دل مین بُری معلوم ہوگی حضرت یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اُسکی دکان سے کچھ نہ اُٹھا ورنہ شیطان خواہ نخواہ تیرے پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل پر واجب تھا کہ جو مٹی باقی رہے گی اُس کو اُس سونے سے جو فنا ہوجائے گا بہت دوست رکھتی پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر اختیار کرے حضرت ابوحازم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانے گا قیامت مین اُسے ٹھہرا کر اُسکے سر پر منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالےٰ نے حقیر جانا اُسے اُسنے بزرگ جانا حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دنیا مین جو شخص ہے وہ مہمان ہے اور جو کچھ اُسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور
عاریت کا انجام پھیر لینا ہے لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا دنیا آخرت کے عوض بیچ کہ دونون کا فائدہ اُٹھا اور آخرت کو دنیا
کے بدلے نہ بیچنا کہ دونون کا نقصان اُٹھائیگا حضرت ابو امامۂ باہلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خلق کیطرف بھیجا تو ابلیس کا لشکر ابلیس کے پاس گیا کہ حقتعالےٰ نے ایسے رسُول کو بھیجا اب ہم کیا کرین ابلیس نے پوچھا کہ
بھلا وہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہین اُسکے لشکریون نے کہا ہان ابلیس نے کہا تو کچھ تردّد نہ کرو اگر بُت نہ پوجا نہ پوجا مین محبّتِ دنیا مین اُن
لوگون کو اس بات پر آمادہ رکھونگا کہ جو کچھ لین ناحق پر لین اور جو کچھ دین ناحق پر دین اور جو کچھ رکھ چھوڑین ناحق پر رکھ چھوڑین اور تمام
شر انھین تین کامون کے تابع ہین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے کہ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ تمام دنیا حلال و بیحساب مجھے عنایت فرمائے
تو جسطرح تم مردار سے ننگ رکھتے ہو اس طرح مین اُس سے ننگ و عار رکھون حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ امیر شام تھے
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب وہان پہونچے تو اُنکے گھر مین کچھ نہ دیکھا مگر ایک تلوار ایک سپر ایک رحل فرمایا تم نے
گھر مین ضروری چیزین کیون نہ مہیا کین کہا جہان مین جاتا ہون یعنی قبر مین وہان یہی کافی ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے
خلیفۂ عمر بن عبد العزیز رحمہا اللہ تعالےٰ کو خط لکھا کہ وہ دن آیا سمجھ جس دن وہ شخص مریگا جسکی موت سب سے اخیر اور بعد لکھی ہے اس سے
زیادہ اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جسدن آپ کہین گے دنیا پیدا ہی نہین ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا
قول ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اُس سے تعجب ہے کہ پھر کس طرح
ہنستا ہے اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسی کے پاس نہین ٹھہرتی اس سے تعجب ہے کہ پھر کس طرح اُس سے دل لگاتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے
اُس سے عجب ہے کہ دنیا کے ساتھ کیونکر دل مشغول رکھتا ہے حضرت داوٗد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ آدمی توبہ اور طاعت کو روز
پیچھے ڈالدیتا ہے اور راست گوئی کو بیکار کردیتا ہے تاکہ اُسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ دنیا مین
ایسی کوئی چیز نہین کہ تو اُسکے سبب سے خوش ہو اور اُسکے پیچھے ایسی کوئی چیز نہ ہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو صاف خوشی تو حق تعالےٰ نے دنیا
مین پیدا ہی نہین کی حضرت حسن بصری قدّس سرّہٗ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتین اُسکا پیٹھو اد باٹے
ہوتی ہین ایک تو یہ کہ جو کچھ اُسنے جمع کیا تھا سیر ہو کر نہ کھایا اور جو اُمید رکھتا تھا اس اُمید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا
ویسا نہ کیا حضرت محمد ابن المنکدر قدّس سرّہٗ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ہر روز روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھا کرے اور حج
اور جہاد کرے اور سب حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اُس شخص کو کہین گے کہ یہ وہ
ہے جسنے اُس چیز کو بڑا مانا جسے حق تعالےٰ نے حقیر کیا تھا اُسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اسکے گناہ
بھی بہت ہین اور فرائض مین بھی قصور کرتے ہین مصرع بجیر تم کہ سر انجام ما چہ خواہد بود ٭ اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سرائے
ویران ہے اور اُس شخص کا دل اُس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلبِ دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سرائے آباد ہے اور وہ دل
اُس سے بھی زیادہ آباد ہے جو طلبِ بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدّس سرّہٗ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درم کو دوست

رکھتا ہے یا جاگتے مین دینار کو اُسنے کہا کہ جاگتے مین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ دنیا
مین ہے تو اُسکو بہت دوست رکھتا ہے حضرت یحییٰ بن معاذ قدس سرہٗ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دستبردار
ہوجائے قبل اسکے کہ دنیا خود اس سے دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہ تعالے کو خوشنود کرے
پیش ازین کہ اسکے دیدار سے مشرف ہو اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اُسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے پھر دنیا کے
پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبد اللہ قدس سرہٗ کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیا داری کے ساتھ اپنے تئین دنیا سے بے پروا
کر دے اُسکی مثال اُس آدمی کی ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے اور سوکھی لکڑیان اسمین ڈالتا جائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ
تعالے عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھ چیزون سے عبارت ہے کھانے پینے پہنے سونگھنے سوار ہونے بیٹھنے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون
مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منھ سے نکلتا ہے پینے کی چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی
چیزون مین سب سے زیادہ عمدہ ریشم ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون
ہے سوار ہونے بیٹھنے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے سب مردونکو اُسکی پیٹھ پر قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت
کی خواہش ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ تنا تمنی مین جاتا ہے اور عورت مین جو چیز بہتر ہے وہ اُسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت
مین بدتر ہے تو اُسے ڈھونڈھتا ہے خلیفہ عمرؓ ابن عبد العزیز کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالے نے تمھین ایک کام کیواسطے
پیدا کیا ہے اگر تم اسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالی نے تم کو ہمیشہ رہنے
کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لے جائے گا **دنیاے بد کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان
تو کہ اس کی ایک فصل عنوانِ مسلمانی مین بیان کی ہے یہان اسقدر جاننا چاہیے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے
کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اُسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اُسکی محبّت سب گناہون کی افسر ہے اے عزیز
جان تو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم پر ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اُسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ خدا کے
واسطے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت و قصد سے گناہ خدا کے واسطے نہین ہوجاتے اور مباح چیزون مین
عیش و عشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبّر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ چیز ہے
جو صورت کی روسے تو خدا کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملہ دنیا ہو جائے وہ تین چیزین ہین فکر ذکر خواہشون کی
مخالفت کہ یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور خدا کی محبت کے سبب سے ہون تو گو کہ دنیا مین ہین لیکن خدا کیواسطے ہین اور اگر فکر
سے طلب علم مقصود ہو تاکہ اس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اس ذکر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جان کر لوگ
اُسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ روکنے مین یہ مطلب ہو کہ لوگ اُسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم و ملعون
ہین اگرچہ صورت کی روسے ایسی معلوم ہوتی ہین کہ خدا ہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظّ نفس کے

واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خدا کے واسطے ہو جائے دنیا سے نہ رہے جیسے کھانا کھانا تاکہ اُس سے عبادت
کے واسطے قوّت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اُس سے فرزند مقصود ہو اور تھوڑا مال ڈھونڈھنا جبکہ اُس سے فراغتِ طاعت
اور خلق سے بے پروائی مقصود ہو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا
ہے وہ خدا کو اپنے اوپر غصّہ مین دیکھے گا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق سے بے نیاز ہو جائے وہ قیامت کے دن جب
آئیگا تو اُسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہو گا تو دنیا وہ ہے جس مین فی الحال حظِ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اُس کی
حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کیواسطے ہوگی تو دنیا سے نہین جیسا زادِ حج مین سواری کے جانور
کا چارہ منجملہ زادِ حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اُسے حق تعالےٰ نے ہوا ارشاد کیا ہے کہ فرمایا وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ
هِيَ الْمَأْوٰى دوسری جگہ حقتعالیٰ نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ
وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور خواہشون کی خوشی اور اپنے تئین
آراستہ کرنا اور دوسرون سے تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال و اولاد کی زیادتی ڈھونڈھنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین اُن کو
ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیہ یعنے خلق
کے دل مین ان سب چیزون کی محبت کو آراستہ کر دیا ہے جورو لڑکے سونا چاندی گھوڑا کھیتی یعنی گائے بیل اونٹ بکری ذٰلِكَ
مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی برخورداری ہے اَے عزیز جان تو کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کیواسطے
ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و عشرت زائد از قدرِ کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک
بقدرِ ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اُسکے ماورا مقدارِ زینت اور زیادتی تجمّل ہے وہ کچھ انتہا ہی نہین رکھتی جنے ضرورت کی قدر پر
قناعت کی وہ جنّت مین ہے اور جو تجمّل کے درجے پر گیا وہ دوزخ مین پڑا کہ اسکی کچھ انتہا ہی نہین جس نے بقدرِ حاجت پر اقتصار
کیا وہ خطر سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون
کنارون کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمالِ اجتہاد سے آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہ ہو اُسے
حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روزِ حساب کے خطر مین پڑ جائے اور بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے
بقدرِ ضرورت پر قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیشوا اور مقتدی ہین کہ انھون نے اپنے
اوپر دنیا کو اسقدر تنگ کیا تھا کہ لوگ انھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ سال سال دو دو سال تک لوگ اُنکی صورت
نہ دیکھتے تھے کہ کہان ہین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد تشریف لاتے تھے راستہ مین چھوہارے
کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پا جاتے تو اُنکی گٹھلیان خیرات دیتے نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے
کی قدر خرمے مول لیتے گھورے پر سے چیتھڑے چن چن کر دھو دھو کر لباس بناتے لڑکے پتھر مارتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے
وہ فرماتے کہ میان لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہ ہو جاؤن یہی سبب تھا کہ رسولِ مقبول

صلے اللہ علیہ وسلم نے انھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُنکے حق مین
وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو دیکھا کہ جمع ہین فرمایا کہ جو شخص
عراقی ہے وہ کھڑا ہو جائے سب عراقی کھڑے ہو گئے فرمایا کہ جو کوفی ہو بیٹھ جائے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ جو قرن کے رہنے والے
نہ ہون وہ بھی بیٹھ جائین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا کہ تو کیا قرن کا باشندہ ہے اُسنے کہا ہان فرمایا کہ اویس قرنی کو جانتا ہے
اُسنے عرض کی جانتا ہون وہ تو اس درجہ حقیر ہے کہ اس لائق نہین کہ آپ اُسکی بات کیجیے کیونکہ ہم لوگون مین اس سے زیادہ احمق اور
دیوانہ اور محتاج اور ناکس کوئی نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین اُنھین اسواسطے تلاش
کرتا ہون کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلۂ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ اُنکی شفاعت سے جنت
مین جائین گے اور ربیعہ اور مضر دو قبیلے تھے کہ کثرت کی وجہ سے لوگ اُنکے شمار مین نہین آسکتے تھے حضرت ہرم بن حبّان کہتے ہین کہ
مین نے جب یہ حال سنا تو کوفے گیا اور حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتےٰ کہ فرات کے کنارے وضو کرتے اور کپڑے دھوتے پایا چونکہ
اُنکی تعریف سن چکا تھا اس سبب سے مین نے پہچانکر سلام کیا اُنھون نے جواب دیا اور مجھے دیکھا مین نے چاہا کہ اُن کا ہاتھ پکڑ لون
مگر ہاتھ مجھے نہ دیا مین نے کہا رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اُوَيْسُ وَغَفَرَ لَكَ[1] تم کیسے ہو یہ کہہ کر اُن کی غریبی اور شکستہ حالی دیکھ کر مجھے
شفقت اور محبّت جو اُن پر آئی تو مین بے اختیار رونے لگا وہ بھی روئے اور کہا حَيَّاكَ اللّٰهُ يَا هَرِمُ بْنُ حَبَّانَ[2] میرے بھائی
تم کیسے ہو اور تمھین میرا پتا نشان کس نے بتایا مین نے کہا تم نے میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر پہچانا تم نے مجھے کبھی دیکھا ہی نہین کہا
نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ یعنے اُس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا کہ
مسلمانون کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو مین نے
کہا کچھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرو تاکہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپ کی قدمبوسی سے مشرّف نہین ہوا ہون آپ کی حدیثین اورون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ حدیث
کا راوی بنون اور محدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے ایسا شغل ہے کہ ان باتون مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف
کی کوئی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپ کی زبان سے سُن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ
مین آپ کو للہ بہت ہی دوست رکھتا ہون پس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيْمِ یہ کہکر رونے لگے پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اُسکا کلام راست اور حق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ[3]
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تک پڑھا اور

[1] رحم کرے اللہ تعالیٰ تمپر اے اویس اور بخشدے تمھین ۱۲ [2] خدا تمھین خوش رکھے یا ہرم بن حبّان ۱۲ [3] اور نہین پیدا کیا ہے آسمانون اور زمین کو اور جو چیزین ان دونون کے درمیان ہین کھیلتے
کھیلتے اور نہین پیدا کیا ہم نے ان دونون کو مگر تدبیر درست کے ساتھ لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اور اس آیت کے بعد یہ ہے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى
عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تحقیق فصل کا دن (قیامت) جسکے لیے معین ہے جسدن کوئی دوست اپنے دوست کو
کسی شئے سے مستغنی نہ کرے گا اور نہ اس روز مدد کیے جائین گے مگر جس پر خدا کا رحم ہو وہی خدا غالب رحم والا ہے ۱۲

اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہوگئے اور کہا کہ اے ابن حبّان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہے کہ تو بھی مرجائیگا یا بہشت مین جائیگا یا دوزخ مین تیرے دادا حضرت آدم علیہ السّلام مرگئے حضرت حوا علیہا السلام مرگئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مرگئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ مرگئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مرگئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اُنکے خلیفہ ابوبکر صدیق چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروقؓ نے بھی دنیا سے کوچ کیا واعمراہ واعمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجھ پر رحمت کرے حضرت عمرؓ تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروقؓ مرگئے پھر کہا مین اور تو بھی مُردون مین سے ہون اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نہ رہ جب اپنی قوم کے پاس جا تو اُنکو نصیحت کر اور خلقِ خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعتِ اُمت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن ہٹانا ورنہ فوراً بیدین ہو جائیگا اور جائیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے ہرم ابن حبّان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے مجھے دعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اسطرف جا مین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت اُن کی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رُلانے لگے مین اُنکے پیچھے دیکھتا تھا حتّٰی کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر اُنکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو باور کر کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے اُنکی سیرتین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیا و اولیا علیہم السّلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہلِ احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نہ رہ کہ قدرِ حاجت پر اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطرِ عظیم مین نہ پڑجائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان کرچکے ہین واللہ تعالےٰ اعلم۔

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اُسکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسی طرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اُسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اس واسطے کہ یہ موجبِ عیش و عشرت بھی ہے اور زادِ آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت لباس مسکن ضرور ہے اور یہ عینِ مال ہے اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے نہ پانے مین صبر نہین ہے اور پانے مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہ ہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اس سے خوفِ کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تونگر ہے اسمین غرور اور تکبّر کا خطرہ ہے فقیر کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیر کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بُری صفت ہے دوسری دہش اور سخاوت اور دینے والے کی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بد ہے اور دوسری بھلی ہوئی ہے اُسکا پہچاننا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدے سے خالی نہین اور دونون کو پہچاننا [illegible]

حذر کرین اور فائدے کے موافق اُسے ڈھونڈھین **محبّت مال کی کراہت کا بیان** حق تعالے ارشاد فرماتا ہے لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ یعنے مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے غافل کردے وہ اہلِ خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال وجاہ کی محبّت دل مین نفاق کو اسطرح اُگاتی ہے جسطرح پانی سبزے کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی جاہ و مال کی محبّت مردِ مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یارسولؐ اللہ آپ کی اُمت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھائین گے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک پہنین گے اور خوبصورت عورتین رکھینگے اور بیش قیمت گھوڑے باندھین گے تھوڑے مین اُنکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت نہ کرینگے اُنکی تمام ہمّت طلبِ دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچھ کرینگے دنیا ہی کیواسطے کرینگے مین جو محمّدؐ ہون تم کو میرا حکم ہے کہ تمھاری اولاد مین جو شخص اُن لوگون کو پائے اُن کو سلام نہ کرے اُنکی بیمار پرسی نہ کرے اُنکے جنازے کے ساتھ نہ جائے اُنکے بزرگون کی عزّت وحرمت نہ کرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین اُنکا یار ومددگار ہوگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو دنیاداروں کے ساتھ چھوڑ دو کیونکہ جسنے قدرِ کفایت سے زیادہ اُسمین سے لیا تو وہ اُسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اور کیا ہے کہ تو کھائے اور نیست ونابود کردے پہنے اور پُرانا کر ڈالے صدقہ دے اور ہمیشہ کے واسطے چھوڑے ایک شخص نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ کیا سبب ہے کہ مین سامانِ مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اُسنے عرض کی رکھتا ہون فرمایا کہ اُسے پہلے سے بھیجدے یعنے خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ رہے اور اگر بھیجدیتا ہے تو چاہتا ہے کہ جائے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اُسکے ساتھ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لبِ گور تک اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لبِ گور تک آدمی کے ساتھ جاتا ہے وہ عزیز وقریب ہین اور جو قیامت تک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ اُسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حوارین نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے عرض کی کہ اُسکا کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمھارے دلون مین سونا چاندی کیسا ہے اُنھون نے عرض کی اچھا ہے فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ستایا اُنھون نے کہا کہ بارِ خدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اسے عنایت فرما اس دعا کو سب دعاؤن مین بدتر جاننا کیونکہ جسے حق تعالےٰ نے یہ چیزین عطا کین تو خواہ نخواہ تکبّر اور غفلت اُسے آخرت سے غافل کرکے ہلاک وتباہ کرینگے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ہتھیلی پر ایک درم رکھکر فرمایا کہ تو وہ چیز ہے کہ جبتک میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے تب تک مجھے کچھ فائدہ نہ ہو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالےٰ نے اُسے خوار

و دلیل کیا روایت ہے کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم دینار بنائے ابلیس انھین اٹھا لیگیا اور اپنی آنکھون پر ملکر بوسہ دیکر کہا کہ تجھے جو کوئی دوست
رکھے حق یہ ہے کہ وہ میرا بندہ ہے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ درم دینار بچھو ہین جب تک اُنکا منتر نہ سیکھ لے تب تک
انھین ہاتھ نہ لگا ورنہ اُنکے زہر سے تو ہلاک ہو جائیگا لوگون نے پوچھا اُنکا منتر کیا ہے کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برحق اور بیجا ہو مسلمہ ابن
عبد الملک خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے کے پاس اُن کی وفات کے وقت گئے اور کہا کہ یا امیر المومنین تم نے ایسا کام کیا ہے کہ
کبھی کسی نے نہین کیا تیرہ بیٹے رکھتے ہو اور اُنکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نہ چھوڑا کہا مجھے اٹھا بٹھا لو لوگون نے بٹھا دیا کہا کہ سنو مین نے
نہ تو اُنکی کوئی ملک اورون کو دیدی اور نہ اورون کی کوئی ملک اُنھین دی میرا بیٹا یا قابل اور مطیع خدا ہوگا یا ناقابل ہوگا اور جو مطیع اور لائق
ہوگا اُسے اللہ بس ہے اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھے کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالے
نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کے واسطے چھوڑ و کہا نہین مین یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس چھوڑ ون گا
اور حق تعالے کو اولاد کے واسطے چھوڑ ونگا تاکہ حق تعالے اُنھین اچھا رکھے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مالدار کے واسطے
مرتے وقت دو مصیبتین ہین کہ اور کسی کو نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اُس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ کہ تمام مال کے واسطے اُسے
ماخوذ کر کے بازپرس کرتے ہین **فصل** اے عزیز جان تو کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے بُرا ہے مگر ایک وجہ سے اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین
شر بھی ہے خیر بھی ہے اسی وجہ سے حق سبحانہ تعالے نے اُسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ الآیۃ اور رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے اور فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا
یعنے یہ خوف ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہو جائے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہے اور
اُنھین جانکنی کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہے اور دنیا مین بہت سی نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اس بیچارے سے کہتا ہے
کہ معاذ اللہ خدا کا یہ کیا عدل و انصاف ہے اور خدا نے کیا بے قرینہ تقسیم کی ہے فاسق کو تو اتنا مال دیدیا کہ اُس کو معلوم بھی نہین کہ
کیا کچھ رکھتا ہون اور کیا کرون گا اور بیچارون کو بھوکون مارتا ہے اور ایک درم نہین دیتا خدا اگر تیری حاجت نہین جانتا تو اُسکے
علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہے اور دے نہین سکتا تو اُسکی قدرت مین نقصان ہے اور اگر جانتا بھی ہے اور دے بھی سکتا ہے
اور پھر نہین دیتا تو اُسکی بخشش اور رحمت مین فتور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا اور فاقون کی تکلیف کے
بغیر بھی ثواب دے سکتا ہے تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دے سکتا ہے تو اُسکی قدرت کاملہ نہین اور ان سب باتون کے ساتھ
اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہے اور جواد و کریم ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اُسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت سے نہین
دیتا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجائش پا کر قضا و قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے سجھاتا ہے تاکہ شاید یہ
غصہ اُس مضطر پر غالب ہو جائے اور آسمان کو اور زمانے کو گالیان دینے لگے اور کہہ بیٹھے کہ آسمان احمق ہو گیا اور زمانہ اُلٹا ہو گیا
جو لوگ مستحق نہین ہین اُنھین تمام نعمت دیے دیتا ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اگر اس سے کہین کہ یہ آسمان اور زمانہ قدرت
خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کہہ بیٹھے کہ نہین ہے تو کافر ہے اور کہے کہ ہان ہے تو گویا سخت کلام حق تعالے کو کہے یہ بھی کفر ہے اسی واسطے

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنے زمانے کو بُرا نکہو زمانہ خدا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جسپر اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی بو آتی ہے مگر اُس شخص کے حق مین نہین جسکا ایمان ایسا غالب اور مضبوط ہو کہ مفلسی مین بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلسی ہی مین میری خیریت ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبے اور فہم کے نہین ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولیٰ تر ہے تو اسواسطے ایک وجہ سے مال اچھی چیز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اس سعادت کو تین طرح کی نعمتون کے بہونچنا ممکن نہین ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حُسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے انمین فی نفسہ کوئی فائدہ نہین ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن حواس اٹھانے کے لیے اور حواس صیاد عقل کا پھندا بننے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہو تاکہ دل حضرت الٰہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الٰہی حاصل کرے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی غایت حق تعالےٰ ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان سب کی ہستی اُسی کے سبب سے ہے جس نے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اُسی قدر لے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آلِ محمد کو قدر کفایت روزی دے اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اسمین بوے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم ہے اسمین بوے کفر پائی جاتی ہے اور یہی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کیلیے طلب کرتا ہے وہ اسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے وہ اندھا اور اوندھی سمجھ کا آدمی ہے اور اُسنے مال کی حقیقت کو نہین پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ یعنی دینار و درم کا بندہ اوندھا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اُس چیز کا بندہ ہے اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اُسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ یعنے عرض کی کہ بار خدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ بزرگون نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان پر بُت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بُت یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ انھین بُت پرستی کا خوف ہوتا **مال کے فائدون اور آفتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اسمین زہر بھی ہے تریاق بھی ہے جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کرلین تبتک اُسکا تمام بھید ظاہر نہ ہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک پوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی اسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد ہے اسمین

جو مال صرف کریگا وہ عینِ عبادت مین صرف ہوا اور سامانِ عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری چیزون مین بقدرِ کفایت صرف ہو کہ اُس سے عبادتون کی قوّت اور فراغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت کر سکتا ہے وہ چیز بھی عینِ عبادت ہے اور جسکے پاس بقدرِ کفایت مال نہ ہوگا وہ تمام دن ہاتھ پاؤن اور دل سے اُسے طلب کرنے مین مشغول رہیگا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اُس سے محروم رہیگا تو فراغتِ عبادت کے واسطے جب مال بقدرِ کفایت ہو تو وہ عینِ عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملۂ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اگر راہِ آخرت مین فراغت پانا مقصودِ دلی ہے تو یہ مال بقدرِ کفایت زادِ راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرّہٗ کی کچھ زمین حلال تھی اُس سے روزی بقدرِ کفایت ملتی تھی خواجہ عبد اللہ فارمدی قدّس سرّہٗ سے مین نے سنا ہے کہ ایک دن اُسکا غلہ لوگ لائے تھے شیخ ابو القاسم نے اُسمین سے مٹھی بھر اُٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکّلون کے توکّل سے اُسے بدلا نہ کرون گا فی الحقیقت یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبۂ دلمین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فراغتِ معاش سلوکِ راہِ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم یہ ہے کہ لوگونکو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت اور ہمّت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہ ہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروّت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی بھائی اگرچہ مالدار ہو اُنکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا ہے اور رسوم بجا لائے یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت بزرگترین اخلاق ہے چنانچہ اسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اسکے سبب سے اپنی عزّت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اُسکے ساتھ زبان درازی کرینگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکین گے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو لوگونکی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ ان لوگون پر بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بچتا ہے اگر ایسا نہ کرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جائے یہ کام بے مال کے نہین ہو سکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اُن لوگون کو مال دے جو اُسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دھونا جھاڑنا خریدنا بنانا وغیرہ اُس کا تمام وقت ضائع ہوگا اور ایک کے فرضِ عین کو دوسرا نہین ادا کر سکتا ہے ذکر و فکر فرضِ عین ہے اور جو کام اُسکی طرف سے دوسرا شخص کر سکتا ہے اُسمین اوقات صرف کرنے سے افسوس ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفرِ آخرت کی راہ دور و دراز ہے اُسکا توشہ بہت ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اُسمین مشغول نہونا چاہیے اور یہ بات بغیر مال کے نہین بن پڑتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اُسکے کام کرین گے اور اُسے محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کرنا اگرچہ موجب ثواب ہے لیکن یہ اُس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص کاملِ دل ہے اور ذکر و فکر کی لیاقت رکھتا ہے اُسکا کام چاہیے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادتِ بدنی سے بہتر ہے اُسمین اسے فراغت حاصل ہو تیسری قسم یہ ہے کہ کسی کو معین نہ کرے بلکہ خیرات عام کرے جیسے پُل و سرا اور مسجد اور دار الشفا و فقرا ہو وقف [illegible]

اور بہت دنون تک رہتی ہے اور ان چیزون کے سبب سے دعائین اور برکتین اُسکے مرنیکے بعد اُسے پہونچتی ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہوسکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین ہین کہ مال کے سبب سے معزز ومکرم ہوتا ہے اور خلق اُسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی اور دوست بنا سکتا ہے سب کے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظر سے کوئی اُسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت دنیوی فائدے ہین **مال کی آفتون کا بیان** بعضی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیّت کی راہ آدمی پر مال آسان کردیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیّت کی متقاضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا ایک سبب ہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہوگئی تو اگر مبتلائے گناہ ہوجائے گا تو تباہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج ومصیبت مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون سے بچا سکتا ہے جو عیش وعشرت مباح چیزون مین ہوتی ہے اس سے اپنے تئین نہ بچا سکے گا ایسا کون ہے جو مقدرت رکھے اور جَو کی روٹی چکھے اور بُرا کپڑا پہنے جیسا حضرت سلیمان علیہ السّلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی جہان عیش وعشرت مین پڑجاتا ہے تو بدن اُس عیش وعشرت پر اڑ جاتا ہے حتّٰی کہ پھر اُس سے صبر نہین کرسکتا اور دنیا اُسکی بہشت ہوجاتی ہے موت بُری معلوم ہوتی ہے اور عیش وعشرت کا سامان ہمیشہ مالِ حلال سے ہاتھ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین وہ ہاتھ نہ آئیگا تو آدمی چکنی چکنی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگزاری مین پڑجائیگا اور جب بادشاہون کا مقرّب ہوگا تو اسکا اندیشہ پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ ہم سے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرّب ہوگیا تو لوگ اُسکا حسد کرین گے اور دشمن بنین گے اُس کے درپے رہینگے اُسے ستائین گے تو یہ بھی مکافات کے واسطے ان کی عداوت پر کمر باندھے گا اور آپ بھی اُن کے ساتھ جھگڑا اور حسد کرنے لگے گا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ اُنکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل وزبان کے سب گناہ پیدا ہوتے ہین محبّتِ دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت ہے نہ دس نہ سو بلکہ بیشمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جیسے دوزخ کا غار جو اس گروہ کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش وعشرت نہ کرے اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بن جائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اُس مال کا رکھنا تعلقِ دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اُسکی عظمت وجلال مین فکر کرنے سے اُسے باز رکھے گا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہوجائے اور اُسکے ساتھ کمال اُنس پیدا ہوجائے اور اُسکے سبب سے ماسوی اللہ سے مستغنی ہوجائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہ ہو مالدار آدمی اگر زمین رکھتا ہے تو اکثر اوقات اُسکی آبادی شرکا کی خصومت خراج دینے رعایا سے حساب لینے کے خیال مین رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو شریک کی خصومت اور تقصیر مین اور سفر کی تدبیر اور نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے مین سرگرم رہتا ہے اگر گائے بکری رکھتا ہے تو اُسکا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور راس سے زیادہ

کسی حال مین بےشغلی نہین ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اُسمین سے بقدر حاجت لیکر خرچ کرتا ہو اور ہمیشہ اُسکی نگہبانی مین اور اس خوف مین مشغول رہتا ہے کہ مبادا اُسے کوئی لیجائے یا اُسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے دنیاداروں کی فکر کے میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہین آور جو شخص یہ چاہے کہ مین دنیاداری کے ساتھ فارغ البال رہون وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی مین رہون اور بھیگون نہین مال کے فوائد اور آفات یہی ہین عقلمندون نے جب یہ آفتین دیکھین تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ بیت رضؓ کیواسطے بھی بقدرِ ضرورت چاہا اور مختصر سی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی چیز لیتا ہے اور نہین سمجھتا ہے اور مال کو دفعۃً لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور حاجت کیوقت دل کو تشویش ہو شرع مین مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا[1] **طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ طمع بد اخلاق مین سے ہے اُس مین سر دست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے طمع بر نہین آتی تو بہت سے اخلاقِ بد اس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اُسکے ساتھ چکنی چکنی باتین بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت مین ریا کرتا ہے اُسکی تحقیر پر صبر کرتا ہے اسکی ناحق باتون مین سہل انکاری کرتا ہے اور حق تعالے نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اُسپر قناعت نہین کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہین چھوٹتا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہے گا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دل کو سیر نہین کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اُسکی توبہ حق تعالے قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزین بوڑھی ہو جاتی ہین مگر دو چیزین جوان ہوتی جاتی ہین ایک بڑی زندگی کی اُمید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالے نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدرِ کفایت عنایت فرمایا اور اُس نے اُسپر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل مین روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہین مرتا تاوقتیکہ اُسکی تمام روزی اُسے پہونچ نہ جائے حق تعالے سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اُسمین مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہے کے مال سے پرہیز کر تاکہ تو عابد ترینِ خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالے نے عنایت فرمایا اُسپر قناعت کر تاکہ تو شاکر ترینِ خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تاکہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپنے فرمایا کہ رسولِ خدا سے بیعت کرو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے کیا ایک بار بیعت نہین کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسولِ خدا سے بیعت کرو ہم نے ہاتھ بڑھائے اور عرض کی کس بات پر بیعت کرین فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچون نمازین پڑھا کرو حق تعالے جو کچھ حکم فرمائے اُسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانے کے بعد لوگون کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے کہ ہمین اُٹھا دو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر

[1] اسے مٹھی نہ کھولو تم اپنے ہاتھ کو ایسا کھولنا کہ بیٹھو تم ندامت سے کیے گئے حسرت مین ۱۲۔

کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو قناعت کرے اُس چیز پر جو مین اُسے دون عرض کی کہ عادل تر کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف
کرے حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالے سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا
رہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے
وہ اُس بہت مال سے بہتر ہے جس سے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت سمیط ابن عجلان رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض و
طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین ہے پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم
اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اپنی قوت سے زیادہ اُسمین تجھے کچھ نصیب نہو گا جب قوت سے زیادہ نہ دون اور دنیا کے حساب کا بوجھا
اورون پر رکھون تو اس سے زیادہ تیرے اوپر میرا اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اور طمعدار سے زیادہ کوئی رنج پر
صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے زیادہ
کوئی سبکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہ ہوگی **حکایت** حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ایک شخص نے
ممولا پکڑا اُسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کر کے کھا جاؤن وہ بولا میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی نہو گا مین تجھے
ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدون گا دوسری بات اُس وقت
کہون گا جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگا کہ جب درخت سے اڑ کر پہاڑ پر جاؤن اُسنے کہا اچھا پہلی
بات تو کہہ بولا[1] جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اُسپر افسوس نہ کیا کر بس اُس شخص نے اُسے چھوڑ دیا وہ اُڑ کر درخت پر جا بیٹھا اُس
شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولا[2] محال بات باور نہ کیا کر اور اڑ کر پہاڑ پر جا بیٹھا اور خود کہنے لگا کہ اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح
کرتا تو ایسا امیر ہو جاتا کہ کبھی فقیر ہوتا ہی نہین اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیس بیس[2] مثقال بھر کے ہین اُس شخص نے دانت
کے نیچے انگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ وہ بولا[3] کہ تو اُن دو باتون کو تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کرے گا
مین نے تجھ سے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ مین تمام گوشت پوست بال و پر سمیت
دس مثقال بھر بھی نہ تھا پھر بھلا میرے پیٹ مین بیس بیس[2] مثقال بھر کے موتی کیونکر ہون گے یہ کہا اور اُڑ گیا یہ حکایت اسواسطے
کہی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کر لیتا ہے حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال تاکہ پاؤن کا پھندا کٹ جائے۔

حرص اور طمع کے علاج کا بیان اے عزیز جان تو کہ اسکی دوا دہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل کی دشواری
سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین ان ہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے ہوتا ہے
ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھا لیا کرے
کیونکہ اسقدر رکھانا کپڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑھائیگا تو قناعت
نہ کرسکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنے جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کرے گا

وہ کبھی محتاج نہ ہوگا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ اُن مین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالیٰ سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنا خفگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگزرنا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان چنتے تھے اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی نگاہ رکھنا عقلمندی اور علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی کے ساتھ خرچ کریگا حق تعالےٰ اُسے بے پروا رکھیگا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حقتعالیٰ اُسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اُسے دوست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے، دوسری چیز یہ کہ جب اُسدن کی کفایت کے قدر روزی ملگئی تو آیندہ کی فکر نہ کرے کیونکہ شیطان اُس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نہ ملے آج طلب معاش مین کوشش کرلے آرام طلبی نہ کر جہان سے ہو تلاش کر جیسا کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ[1] یعنے شیطان چاہتا ہے کہ کل کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سر دست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فردا کہ دید شاید کہ کل کا دن ہی نہ آنے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سر دست تو نے اپنے تئین ڈال رکھا ہے اُسکا رنج اُس سے زیادہ نہ ہوگا اس سے بایطور پرہیز ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ حرص کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی شعر بے تکلف ہر گز نماند عنکبوت ؛ رزق را روزی رسان پر میدہد ؛ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کیطرف گزرے اُنھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حقتعالےٰ جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ مخواہ تجھے پہونچے گا جاننا چاہیے کہ بندے کا رزق اکثر اُس جگہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہ ہو حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنے جو شخص پرہیزگار رہتا ہے اُسکی روزی ایسی جگہ سے پہونچتی ہے جس کا وہ خیال بھی نہ رکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار رہو جاکہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا یعنے حق تعالےٰ خلق کو اُسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اُسکے پاس مال کافی پہونچتا ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اُسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اور ون کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور اہل زمین کی کوشش سے بھی مجھے نہ ملے گی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھ لے کہ اگر طمع نہ کریگا اور صبر کریگا تو رنجیدہ رہیگا اور اگر طمع کریگا اور صبر کریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرینگے اور عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت کیساتھ جو رنج ہو وہ اُس رنج سے اولیٰ ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پروا رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا محتاج ہے اُسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اُسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پروا ہے اُسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے کہ خیال کرے کہ یہ حرص و طمع کس واسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدھا بیل وغیرہ اُس سے زیادہ کھاتے ہیں

[1] شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور بُری باتون کا حکم کرتا ہے ۱۲

اگر شہوت فرج کے واسطے کرتا ہے تو سُورا ور ریچھ اس سے زیادہ شہوت رکھتے ہین اگر شان و شوکت اور خوش پوشاکی کے واسطے کرتا ہے تو
اس امر مین اکثر یہود اور نصارٰی کو اپنے سے زیادہ دیکھتا ہے اور اگر طمع دور کرے اور تھوڑے پر قناعت کرے تو انبیاؑ اور اولیا کے سوا
اور کسی کو اپنے مثل نہ دیکھے تو اُن بزرگان فرشتہ خصلت کے مانند ہونا ان درندون اور آدمی صورت بہائم سیرت کے مثل ہونے
سے بہتر ہی ہے پانچوین چیز یہ ہے کہ آفتِ مال کا خیال کرے کہ دنیا مین جب مال بہت ہوگا تو آفتون کا خطر اور خیال بہت ہوگا
اور آخرت مین پانسو برس فقیرون کے بعد جنت مین جائیگا چاہیے کہ ہمیشہ ایسے آدمی کے حال پر نظر ہو جو دولت دنیا مین سے
کمتر ہو تاکہ شکر کرے اور امیرون کو نہ دیکھے تاکہ حق تعالےٰ نے جو نعمت اُسے عنایت کی ہے وہ اُسکی نگاہ مین حقیر نہ معلوم ہو رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس شخص کے حال پر نظر کرو جو تم سے دولت مین کمتر ہو اور ابلیس ہمیشہ یہی کہا کرتا ہے کہ فلانے فلانے
آدمی تو اتنا اتنا مال رکھتے ہین تو کیون قناعت کرتا ہے جب تو پرہیز کرتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ فلانے فلانے عالم اور فلانے فلانے
امام تو پرہیز کرتے ہی نہین تھے حرام کا مال کھانے مین تو کیون پرہیز کرتا ہے اور دنیا کے امر مین ہمیشہ اُسکو تیرے پیش نظر رکھتا ہے
جو تجھ سے زیادہ ہو اور دین کے باب مین اُسے جو کم ہو اور سعادت اُسکے برخلاف ہے کیونکہ دین کے امور مین ہمیشہ بزرگون کے حالات
دیکھنا چاہیے تاکہ آدمی اپنے تئین جانے کہ مین قاصر ہون اور دنیا کے امور مین فقیرون محتاجون کو دیکھنا چاہیے تاکہ اپنے تئین سمجھے
کہ تونگر ہون **سخاوت کی فضیلت اور ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص مال نہ رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ قناعت اختیار
کرے حرص نہ اختیار کرے اور جو مال رکھتا ہو وہ سخاوت اختیار کرے بخل نہ اختیار کرے جناب رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت مین ایک درخت ہے اُسکی شاخین دنیا مین لٹکتی ہین جو سخی مرد ہوتا ہے وہ اُسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ
اُسے بہشت مین لیجاتی ہے اور بخل دوزخ مین ایک درخت ہے اُسکی شاخین دنیا مین ہین جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اُسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ
شاخ اُسے دوزخ مین لیجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ دو خلق ہین کہ اُنکو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے ایک سخاوت دوسری نیک عادت اور دو خلق ہین
کہ اُنکو حق تعالےٰ دشمن رکھتا ہے ایک بخل دوسری خوئے بد اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے کوئی ولی نہین پیدا کیا مگر سخی اور نیک خو اور فرمایا ہے
کہ سخی کے قصور معاف کر دیا کرو کیونکہ جب اُسے حسرت اور تکلیف ہوتی ہے تو حق تعالےٰ اُسکا دستگیر ہوتا ہے رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو جہاد مین قید کر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا مگر ایک آدمی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
آپ نے سبھون کو قتل کر ڈالا کہ دین ایک گناہ ایک خدا ایک ہے اس ایک آدمی کو کیون نہ قتل کیا فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے
آکر مجھ سے کہا کہ اسے نہ قتل کرنا کہ یہ سخی ہے اور فرمایا ہے کہ سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری اور فرمایا ہے کہ سخی خدا سے
نزدیک بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور بہشت سے دور لوگون سے دور ہے
دوزخ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے اور بخل سب بیماریون سے بدتر بیماری ہے
اور فرمایا ہے کہ میری اُمت کے ابدال بہشت مین جو گئے تو نہ نماز کے سبب سے گئے نہ روزے کے باعث سے گئے مگر سخاوت کی بدولت
اور پاک دلی اور نصیحت اور شفقت کے سبب سے جو خلق پر رکھتے تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

وحی بھیجی کہ سامری کو نہ قتل کرو وہ سخی ہے بزرگون کے اقوال اسباب مین یہ ہین کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو تب بھی تو خرچ کر کہ تجھے پہونچتی جائے اور جب تیری طرف سے منھ پھیرے تب بھی تو خرچ کر کہ باقی نہ رہے ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا حالِ زار لکھکر دیا آپ نے لیا اور فرمایا کہ تیری حاجت روا ہوگئی لوگون نے عرض کی کہ آپنے اُسکے کاغذ کو کیون نہ پڑھا فرمایا کہ مین ڈرا کہ اُسکو ذلّت کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا رکھون تو حق تعالےٰ مجھ سے سوال کریگا حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ تعالےٰ حضرت امّ دردہ خادمہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی ہین کہ ایکبار حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ اسّی ہزار درم حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نذر بھیجین حضرت صدّیقہ نے طباق منگا کر سب بانٹ دیا شام کو مجھ سے فرمایا کہ کھانا لا کہ مین روزہ کھولون مین روٹی اور روغن زیتون لیگئی کیونکہ گوشت نہ تھا اور مین نے عرض کی کہ بی بی صاحب آپ نے یہ مال خرچ کر ڈالا اگر ہم لونڈیون کیواسطے ایک درم کا گوشت منگا لیتین تو کیا ہوتا فرمایا کہ ہان اگر تو یاد دلا دیتی تو مین منگا دیتی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انھین سلام نہ کرنا جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین قرضدار ہون اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے اور آنسے اپنی قرضداری کا حال بیان فرمایا ایک اونٹ پیچھے رہ گیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ اسپر کیا ہے لوگون نے عرض کی کہ مال ہے اسّی ہزار دینار تھے فرمایا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے کردو کہ اپنا قرض ادا کرین حضرت ابو الحسن مدائنی رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہم حج کو جاتے تھے جس اونٹ پر زادِ راہ لدا تھا وہ پیچھے رہگیا ایک جگہ بھوکے پیاسے ہوکر ایک بڑھیا کے پاس گئے اور فرمایا کچھ پینے کو ہے اُس نے عرض کی ہان ہے ایک بکری تھی اُسکا دودھ دوہ کر حاضر کیا اُنھون نے پیا پھر پوچھا کہ کچھ کھانا ہے اُس نے عرض کی تیار نہین ہے اس بکری کو ذبح کر کے کھا لیجیے اُسے ذبح کر کے کھا لیا اور فرمایا کہ ہم قریش ہین سے ہین جب اس سفر سے پھرینگے تو تو ہمارے پاس آنا ہم تیرے ساتھ سلوک کرینگے یہ کہکر روانہ ہوگئے جب اُس نیکبخت کا شوہر آیا تو خفا ہو کر کہنے لگا کہ تو نے بکری اُن لوگون کو کھلادی جنکو جانتی بھی نہین کہ کون ہین تھوڑے دن گزرے تھے کہ وہ جورو خاوند مفلسی کے سبب سے مدینہ منورہ مین آپڑے اونٹ کی لینڈیان چُن چُن کر بیچنے لگے ایک دن بڑھیا کہین جاتی تھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے دروازے پر کھڑے تھے اُس نیکبخت کو پہچانا اور فرمایا اے بڑھیا تو مجھے پہچانتی ہے اُسنے عرض کی کہ نہین فرمایا مین وہ شخص ہون جو فلانے دن تیرا مہمان ہوا تھا اسنے عرض کی آپ وہی ہین فرمایا ہان بعدہٗ حکم فرمایا کہ ہزار بکریان مول لے کر اور ہزار دینار اُسے دیدو اسے دیدیے اور اپنے غلام کو ساتھ کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اُس نیکبخت کو بھیجدیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ بھائی صاحب نے تجھے کیا عنایت فرمایا اُسنے عرض کی کہ ہزار بکریان اور ہزار دینار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ہزار بکریان اور ہزار دینار اُسے مرحمت کیے اور اپنے غلام کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجدیا اُنھون نے پوچھا کہ اُن حضرات نے تجھے کیا مرحمت فرمایا اُسنے عرض کی دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار اُنھون نے بھی دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار عطا کیے

اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو مین اُن حضرات کو زحمت مین نہ ڈالتا یعنی مین اسقدر تجھے دیتا کہ وہ نہ دے سکتے وہ بڑھیا چار ہزار بکریان اور
چار ہزار دینار لیکر اپنے خاوند کے پاس گئی **حکایت** عرب مین ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اُسکی قبر پر اُترے
اور بھوکے سو رہے اُسمین سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اُس شخص نے مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے تو اس اونٹ کو میرے
نجیب اونٹ کے عوض بیچے گا اُسنے کہا ہان بیچونگا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑکر مرا تھا غرض کہ اُس مسافر نے اپنے اونٹ کو نجیب کے بدلے
بیچا مردے نے اُس کے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا دیگ مین بھر کر چڑھایا اور پکا کر خوب کھایا
جب وہان سے چلے تو راہ مین ایک قافلہ پیش آیا اُس قافلہ مین سے ایک شخص نے اُس اونٹ کے مالک کو آواز دی اور اُسکا
نام لے کر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب اونٹ مول لیا ہے اُسنے کہا ہان مگر خواب مین مول لیا ہے اور تمام
قصّہ کہہ سنایا اُسنے کہا وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اُس مردے کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ میرا نجیب
اونٹ فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالےٰ نے روایت کی ہے کہ مصر مین ایک شخص محتسب نام تھا فقیرونکو
کچھ جمع کردیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اُسکے پاس کچھ نہ تھا وہ کہتا ہے کہ مین محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ آیا اور ہر ایک
سے سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھ کر کہنے لگا کہ اے مُردے خدا تجھ پر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا کہ فقیرون کا
رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ اُنکو دیا کرتا تھا آج مین نے اُس شخص کے لڑکے کے واسطے بڑی کوشش کی کسی نے کچھ نہ دیا یہ کہہ کر اُٹھا
اُسکے پاس ایک دینار تھا اُسکے دو حصے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے مین تجھے یہ قرض دیتا ہون یہ شخص کہتا ہے کہ مین نے لیا
اور لڑکے کے کام مین صرف کیا محتسب نے اُسی رات کو مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے سنا لیکن جواب دینے
کا ہمین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جاکر میرے لڑکون سے کہہ کہ چولھے کے پاس کھودین سونے کے پانسو دینار وہان گڑے
ہین وہ اس شخص کو دیدین کہ اُسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اُسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی کیا پانسو
دینار پائے اُسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب جھوٹا نہین ہے یہ دینار تمھاری ملک ہین تم لے لو اُن لڑکون نے کہا سبحان اللہ جو مردہ
ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہوکر بخل کرین اسیطرح لیجاکر اس مرد حاجتمند کو دیدے جیسا کہ مردے نے کہا تھا محتسب ان دینارون
کو اُس مرد کے پاس لے گیا اُسنے ایک دینار لیکر دو حصّے کیے ایک حصّہ سے اُسکا قرض ادا کیا اور کہا کہ باقی لیجا کر محتاجون کو دیدے
مجھے اسیقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور کہتے ہین کہ مین
جب مصر مین گیا تو اُس مردہ کا گھر ڈھونڈھا اُسکے لڑکون کو دیکھا تو اُنکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے مجھے یہ آیت یاد آئی
وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا اے عزیز سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہین اور خواب کے طور پر پہچانی
جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور ابتک اُنکے مرقد شریف پر وہ
برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رحمہ اللہ تعالےٰ نے حکایت کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ مکہ معظمہ مین پہونچے تو
دس ہزار دینار اُنکے ساتھ تھے کہ مکہ معظمہ کے باہر خیمہ کھڑا کیا اور اُن دینارون کو چادر پر ڈالدیا جو شخص اُنکو سلام کرتا تھی بھر دینار

اُسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑھنے کو چادر جھاڑی تو کچھ باقی نہ تھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی آپکی رکاب پکڑلی ربیع سے حکم کیا کہ چارسو دینار اسے دیدے اور عذر خواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن رو رہے تھے لوگون نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ سات دن گزرے کوئی مہمان میرے گھر نہین آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے پاس گیا اور کہا کہ مین چارسو درم کا قرضدار ہون اُس دوست نے اُسے چارسو درم دیے اور رونے لگا اُسکی جورو نے کہا کہ اگر رونا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اُسنے یہ بات کہی کہ اری نادان مین اس سبب سے روتا ہون کہ مین اُس سے کیون غافل ہوگیا جو اُسے مجھ سے مانگنے کی حاجت پڑی **بخل کی مذمت کا بیان** حق تعالےٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے جسے حق تعالےٰ نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنے یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی دولت مین بخل کرتے ہین یہ اُنکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ اُنکے واسطے بُرا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز مین وہ بخل کرتے ہین اُسکا طوق بنا کر اُن کی گردن مین قیامت کے دن ڈالا جائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور رہو اسواسطے کہ جو قوم تم سے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل انکو اس بات پر لایا کہ اُنھون نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین ایک بخل اگر تو اُسکی اطاعت کرے اور اُسکی تو مخالفت نہ کرے دوسری وہ خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری خود پسندی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو شخص آئے اور ایک اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے عنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شکریہ ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے یہ کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلانا شخص اس سے زیادہ لیگیا اور شکر نہین کیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے جو شخص آئے اور الحاح کر کے مجھ سے لیجائے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اگر آگ ہے تو آپ کیون دیتے ہین فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہین اور حق تعالےٰ اس بات کو پسند نہین کرتا کہ مین بخیل ہو جاؤن اور نہ دون اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہ ہوگا اسواسطے کہ حق تعالےٰ کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہے حق تعالیٰ نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت مین جانے ہی نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے اور ایک شخص حلقۂ کعبہ کو پکڑے کہہ رہا تھا کہ یا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخش دے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا گناہ کیا ہے اُسنے عرض کی کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اُس نے عرض کی میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اُسنے عرض کی کہ میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش اُس نے عرض کی میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالےٰ اُسنے کہا کہ حق تعالےٰ تو سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنا گناہ تو بیان کر اُسنے بیان کیا کہ مین بڑا مالدار ہون جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو مین یہ جانتا ہون کہ آگ آتی ہے مجھے جلا دے گی آپ نے فرمایا کہ تو مجھ سے دور ہو کہ اپنی آگ مین کہین مجھے بھی نہ جلا دے قسم اُس خدا کی [illegible]

رکن اور مقام کے درمیان مین تو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین ہو جائین اور درخت نکل آئین اور تو بخل پر مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہین تیرا ٹھکانا نہین خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ مین ہے افسوس تونے یہ نہین سنا ہے کہ حقتعالے ارشاد فرماتا ہے وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ[1] اور وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[2] حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہر روز ہر شخص پر دو فرشتے موکّل رہتے ہین اور منادی کیا کرتے ہین کہ اے پروردگار جو شخص مال کو رکھ چھوڑے تو اُسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اُسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ مین بخیل کو عادل نہ کہونگا اور اُسکی گواہی نہ سنونگا کیونکہ بخل اُسے اسبات پر رکھتا ہے کہ وہ تجسس کرکے اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السّلام نے ابلیس کو دیکھا پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے تو بہت دوست رکھتا ہے کہا زاہد بخیل کو مین بہت ہی دوست رکھتا ہون کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اُس عبادت کو ضائع کرتا ہے اور فاسق سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہون کہ خوب چکھتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے مین ڈرتا ہون کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالے اُسپر رحم کرے اور اُسکو توبہ نصیب ہو **ایثار[3] کے ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ایثار سخاوت سے بڑھ کر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے کہ جس چیز کی اُسے احتیاج نہ ہو وہ دیدے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اُسے دوسرے کی حاجت مین صرف کرے جیسا کہ کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیڈالے اسیطرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمی کو جس چیز کی حاجت ہو اُسے خود اپنے صرف مین نہ لائے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اُسکے دلمین آرزوئین رہین اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لون اپنے مال سے نہ خرچ کرسکے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالی نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[4] رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اُسکے دلمین ہو اور اپنی آرزو باقی رکھ کر اُس چیز کو دیڈالے حق تعالے اُسے بخشدیتا ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تین دن آسودہ ہو کر کبھی ہم نے نہین کھایا اور نہ کھا سکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا گھر مین کچھ نہ تھا انصار مین سے ایک شخص آیا اور اُس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا اور کھانا اُسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا منہ چلاتا تھا اور کھاتا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تم نے مہمان کے ساتھ کی اُس سے حق تعالے کو تعجّب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ الآیۃ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے درگاہ الٰہی مین عرض کی کہ اے پروردگار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منزلت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو اُسے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا ہے لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درجون مین سے ایک درجہ تجھے دکھاتا ہون جب دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اُسکے نور اور عظمت سے مدہوش ہو جائین حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی کہ بار خدایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسیٰ علیہ السّلام جو بندہ تمام عمر مین ایک بار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اُس سے حساب کرون اُسکا مقام بہشت ہے جہان چاہے رہے حضرت عبد اللہ

[1] اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ نہین بخل کرتا ہے مگر اپنی ہی ذات سے ۱۲ [2] اور جو شخص بچایا گیا بخیلی سے تو وہی لوگ فلاح پانیوالے ہین ۱۲ [3] ایثار غیر کی منفعت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا ۱۲ [4] ترجیح دیتے ہین اپنے نفسون کو اگرچہ انکو ضرورت احتیاج ہو ۱۲

ابن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک بار سفر مین تھے خرمے کے ایک باغ مین وارد ہوئے ایک غلام حبشی اس باغ کا نگہبان تھا اُس غلام کے واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اُسنے ایک روٹی اُس کتے کو ڈالدی اُسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی ڈال دی کتّے نے وہ بھی کھالی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیری روزی کسقدر ہے اسنے کہا یہی جو تم نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے کتے کو سب کیون کھلادی اُسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین نے یہ نہ چاہا کہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھائے گا اُسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب سے مجھے ملامت کرتے ہین یہ غلام تو مجھ سے بھی زیادہ سخی ہے پھر اُس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور وہ باغ مول لیکر اس غلام کو دیدیا لاجناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے حذر کرتے تھے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر سو رہے تاکہ اگر خدا ناکردہ کفار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردون حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ علیہما السلام سے فرمایا کہ تمھارے درمیان مین ہم نے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی عمر دوسرے کو دیدے اُنمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تم نے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علیؓ نے کیا مین نے اس کو محمدؐ کے ساتھ برادری دی اسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہ پر سو رہا تم دونون جاؤ اور اُسکو دشمن سے بچاؤ دونون آئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہ اے فرزند ابوطالب کے حق تعالےٰ اپنے فرشتون کے ساتھ تیری ذات سے فخر و مباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ الآیۃ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک کابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی انکے یارون مین سے جمع ہوئے سب کے لائق روٹیان نہ تھین جسقدر تھین انکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اٹھالے گئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کے قصد سے کسی نے نہ کھایا کہ ہمارا ساتھی کھالے حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن بہت لوگ شہید ہوئے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈھتا تھا اُسے پایا تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیے گا اُسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اُسکے پاس لیجا مین اُسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ انکی روح بدن سے مفارقت کرے مین نے کہا کہ پانی پیو پر اور کسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اُسے پانی دو مین جب اُسکے پاس پہونچا تو وہ مرچکا تھا پھر ہشام کے پاس آیا تو انھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہوچکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ کیونکہ جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا ان کے پاس ایک پیراہن کے سوا اور کچھ نہ تھا اُتار دیا اور کپڑا عاریت مانگ کر پہنا اور انتقال کیا **سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ سخی کون ہے اور بخیل کون ہے** اے عزیز جان تو کہ ہر شخص اپنے تئین سخی جانتا ہے شاید اور لوگ اُسے بخیل جانتے ہون تو اُسکی حقیقت پہچاننا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ لوگ اُسے جانین اور اُسکا علاج کرین اور ایسا کوئی نہین کہ لوگ اس سے

جو کچھ مانگین وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہو جائین اسمین بہت سے اقوال ہین اکثر لوگون کا قول یہ ہے کہ جسپر جو چیز شرعًا دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اُسکا دینا آسان نہ جانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نانبائی کو روٹی اور قسائی کو گوشت پھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جورو لڑکون کو اسیقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کردیا ہو اس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نہ رکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اُسے دیکھ کر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت بخیل لوگ رکھتے ہین جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنْ یَّسْأَلْکُمُوْھَا[1] فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ تو صحیح یہ ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حقتعالی نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الٰہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع مین جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کی روسے جو دینا واجب ہے وہ لوگون کے احوال و مقدار مال و بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتین ایسی ہین کہ بسبب عادت امیرون سے تو بری معلوم ہوتی ہین اور فقیرون سے بری نہین معلوم ہوتین اہل و عیال کے ساتھ تو بُری ہوتی ہین اورون کے ساتھ نہین دوستون کے ساتھ تو بری ہوتی ہین بیگانون کے ساتھ نہین مہمانی مین بُری ہوتی ہین اور ویسی ہی باتین بیع اور معاملات مین بری نہین ہوتین بوڑھون سے بُری ہوتی ہین جوانون سے نہین مردون سے بری ہوتی ہین عورتون سے نہین اسکی حد یہ ہے کہ جب مال رکھ چھوڑنا مقصود ہے اور رکھ چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنیکی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت مین نہ خرچ کرنا بخل ہے اور جب رکھ چھوڑنا بہت ضرور ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل و اسراف دونون بد ہین تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا خیال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس عذر سے کہ مین زکوٰۃ دے چکا ہون مہمان کی مہمانداری نہ کرنا بُری بات ہے اور بخل ہے اور جب پڑوسی بھوکا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کرچکا اور مال بہت سا ہے تو خیرات کرکے آخرت کا ثواب ڈھونڈھنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتون اور آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی ضرور ہے لیکن اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہین ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر اکثر فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے پس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائے گا کہ اسپر اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اسیقدر سخاوت مین اُسے درجہ بھی زیادہ ملیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب ہوتا ہے کہ دینا اسپر شاق نہ ہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہ ہوگا اور اگر کبھی کبھی بھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہ ہوگا بلکہ جواد اور سخی حقیقت مین وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالےٰ ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اور نیکنامی پر اکتفا کرے تو اسکو مجازًا سخی کہتے ہین کہ وہ بالفعل کچھ عوض نہین چاہتا دنیا مین تو سخاوت یہ ہے اور دین مین سخاوت یہ ہے کہ حق تعالےٰ کی محبت مین جان قربان کرنے سے باک نہ رکھے اور آخرت مین ثواب پانیکا امیدوار نہ رہے فقط حقتعالی کی محبت ہی جان قربان

[1] اگر مانگے تم سے مال تمہارا پھر مبالغہ کرے سوال مین تو بخل کروگے تم اور ظاہر کردیگا بخل تمہارے کینون کو ۱۲—

ف: زمانہ کی آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی ضرور ہے مگر اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے ۱۲

کرنے کی باعث ہو بلکہ اپنے تئین فدا کرنا ہی اُسکی عین غرض و عین لذت ہو کیونکہ جب کچھ امید رکھے گا تو معاوضہ ہو جائیگا سخاوت نہ رہیگی **بخل کے علاج کا بیان** اَے عزیز جان تو کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہے کہ پہلے تو بخل کا سبب پہچان کیونکہ جس بیماری کا سبب تو نہ جانے گا اسکا علاج نہ کر سکے گا خواہشون کی محبت اُسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہش کو نہین پہونچ سکتا ہے اُسکے ساتھ درازی عمر کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانے کہ ایک دن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین باقی رہی تو اُسکو خرچ کرنا بہت آسان ہو جائیگا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہو کہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اُسکا بخل مضبوط ہو جاتا ہے اسی واسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کسی وقت مال کی محبت سے بُری خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود عین مال ہی اسکا معشوق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال رکھا ہی رہنے دیتا ہے اور اس نقد کے علاوہ اسکی زمین وغیرہ کی آمدنی اسکے جورو لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر بیمار ہوتا ہے تو اپنی دوا تک نہین کرتا اور زکوٰۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ مین مر ہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لے ہی جائینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے اب جو تو نے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پر ذرا صبر کرنے سے خواہشون کی محبت کا علاج کر سکے گا تاکہ مال سے بے پروا ہو جائے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے ہمجنسون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعۃً مر گئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے انکا مال افسوس کر کر کے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جان لے کہ جسنے انھین پیدا کیا ہے اسنے انکا رزق بھی ان کے مقدر مین لکھدیا ہے اگر انکے مقدر مین محتاجی ہے تو اسکی بخیلی سے تونگر نہ ہو جائینگے اور وہ مال ضائع کر دینگے اور اگر ان کے مقدر مین تونگری ہے تو انھین اور کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی اور بہتون نے میراث پائی اور ضائع کر ڈالی اور یہ جان لے کہ اولاد خدا کی فرمانبردار ہوگی تو خدا خود ہی ان کی ضروریات کو کفایت کریگا ورنہ محتاجی ہی انکے واسطے دین و دنیا مین مصلحت ہے تاکہ گناہون مین مال نہ صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی ثنا و صفت مین وارد ہین اُن مین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچائے اور بخیلون کے حال مین غور کرے کہ لوگون کے دلون پر کیسے گران ہوتے ہین اور سب انھین دشمن رکھتے ہین اور انکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھ لے کہ بخل کرونگا تو مین بھی اسی طرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر رہونگا عملی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج پذیر ہو جائے اور خرچ کرنے کی رغبت اسکے دلمین پیدا ہو تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو پہلے جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا شروع کر دے حضرت ابوالحسن ابوسجہ رحمہ اللہ تعالے نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ میرا پیراہن لے اور فلانے فقیر کو دیدے [illegible] کیا کہ شیخ آپ نے باہر نکلنے تک صبر کیون نہ کیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال مجھے آجائے کہ مجھے باز رکھے اور [illegible]

بے مال خرچ کیے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوئے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال سے جدا ہونا عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشقِ مال سے نجات پائے کیواسطے آدمی مال کو دریا مین ڈالدے تو بخیلی کر کے رکھ چھوڑنے سے بہتر ہے ایک حیلۂ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے کہے کہ خرچ کر تاکہ لوگ تجھے سخی جانین اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر مسلط کر دے حتی کہ جب حرصِ مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکے کا دودھ چھڑاتے ہین تو پہلے سے اُسے اس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تاکہ اسکے شغل مین دودھ کو بھول جائے اخلاقِ خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کر دیا کرین تاکہ جسے مسلط کیا ہے اسکی قوت کے باعث پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثل ایسی ہے کہ جو خون کپڑے پر سے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اسے پیشاب سے دھوئین تاکہ شوریت کے سبب پیشاب اسے زائل کر دے پھر پیشاب کو پانی سے دھوڈالین تو جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اُسنے نجاست کو نجاست سے دھویا لیکن ریا جب اسکے دل مین قرار نہ پکڑے تو اسکا فائدہ ہوگا اگرچہ بخل و راپنی تعریف کا شوق دونون بشریت کے کوچے سے ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کیواسطے سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے آور دنیا اور رکھ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت کے کوچے سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خرچ کرتا ہے اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا نہ خرچ کرنے سے اور اُس بخل سے جو ریا کے سبب سے ہو اولی ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین ہونیسے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج و تکلیف سے دینا حتی کہ عادت ہوجا اور بعض شیوخ نے اس طور سے مریدونکا علاج کیا ہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کر دیتے کہ اس گوشہ کے ساتھ دل لگ جائے جب دیکھتے کہ اسکے ساتھ دل لگ گیا تو اسکو دوسرے گوشہ مین بھیجدیتے اور اسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور اُسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ ڈالا نماز مین اُسپر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پُرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پُرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اسے اپنے پاس سے جدا کر دین اسواسطے کہ جبتک ہاتھ فارغ نہ ہوگا دل بھی فارغ نہ ہوگا اسی سبب سے محتاج فراخ دل ہوتا ہے اور جب اُسکے پاس مال جمع ہوجاتا ہے تو وہ ننانوے کے پھیر مین پڑ کر بخیل ہوجاتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اس سے فارغ رہتا ہے

حکایت کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزے کا ایک کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تو نے اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اُسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنے کے پہلے آپ دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کی کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر چور لے جائے تو درویشی اور حاجت ہے تاوقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا فرمایا حکیم نے سچ کہا تھا

مال کے زہر کے منتر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ اسمین زہر بھی ہے تریاق بھی جیسا ہم نے

بیان کیا ہے تو جو شخص منتر نہ جانے اور اُسپر ہاتھ ڈالے وہ ہلاک ہو جائے گا چونکہ مال بالکل بُرا ہی نہین ہے اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ ایسا امر ہے جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے اور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہو جائے مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے کہ یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل دل کے لیے تاکہ دل خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگائے اور نیک مصارف مین انداز کے موافق صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہ ہو اور ایسی وجہ سے نہ ہو جو مروّت کے برخلاف ہے جیسے رشوت اور گدائی اور حجّامی کی اُجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدارِ مال کو نگاہ رکھے کہ قدر حاجت سے زیادہ جمع نہ ہونے پائے جو قدرِ حاجت سے زیادہ ہے کہ زادِ راہِ دین مین اُسکی حاجت نہین اُسے حاجتمندون کا حق جانے اگر کوئی محتاج آئے تو جو کچھ قدرِ حاجت سے زائد اُس کے پاس ہے وہ محتاج کو دیدے بچا نہ رکھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محلِ حاجت مین صرف کرے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ نگاہ رکھے اور اسراف نہ کرے تھوڑے پر قناعت کرے نیک کامون مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہے جیسے بُری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور رکھ چھوڑنے مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کمائے عبادت مین فراغت حاصل ہونے کے واسطے کمائے اور جس مال سے دست بردار ہو دنیا کو بُرا جاننے اور زر کے سبب سے دستبردار ہو کہ اُسکے خیال سے اپنے دل کو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول ہو اور جو کچھ مال رکھ چھوڑے اُسے ایسی ضروری حاجت کیواسطے رکھ چھوڑے جو راہِ دین اور فراغت راہِ دین مین پیش آئیگی اور خرچ کر ڈالنے کیواسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اُسے مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اُسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کے تمام روئے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ تونگر ترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کرے اور للّٰہیت مقصود نہ ہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہِ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا کھاتا ہو یا پائخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہو جائے اور سب پر ثواب پائے اور اسواسطے کہ راہِ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اُس سے عاجز ہے اور ان منترون کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لاسکتی تو اولٰی یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب نہ بھی ہو آخر درجاتِ آخرت تو گھٹا دیگی اور یہ کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا بعضے صحابہؓ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑنے کے سبب سے ہمین اُنکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم کیا ڈرتے ہو اُنھون نے حلال مال حاصل کیا حق اللہ بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا اُن کا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابوذرؓ کو پہونچی نہایت غصہ مین باہر نکل آئے اونٹ کی ہڈی ہاتھ مین لیے حضرت کعب الاحبار

کو مارنے کے واسطے ڈھونڈھتے تھے وہ بھاگے اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر مین گئے اور اُنکی پیٹھ کے پیچھے پناہ
لی حضرت ابوذرؓ بھی اُنکے پیچھے پیچھے گئے اور کہا کہ ہان اے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے
حالانکہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن اُحد کیطرف جاتے تھے اور مین ساتھ تھا فرمایا کہ اے ابوذرؓ مین نے جواب دیا لبیک یا
رسول اللہ فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت مین سب سے کمتر اور آخر تر ہونگے مگر وہ شخص جو داہنے بائین آگے پیچھے مال پھینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے
اے ابوذرؓ مین نہین چاہتا کہ میرے پاس کئی کوہ اُحد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ مین صرف کرون اور جسدن مرون تو مجھے دو قیراط رہین
جب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے او یہودی بچے تو یون کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کسی نے حضرت ابوذرؓ کو کچھ جواب نہ دیا ایکبار
حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹون کا لشکر یمن کی تجارت سے آیا مدینہ مین شور اور غلغلہ پڑ گیا اُمّ المومنین حضرت
بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن کے اونٹ ہین حضرت صدّیقہ نے فرمایا کہ
رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبدالرحمٰن کو پہونچی حضرت صدّیقہ کے اس کلمہ سے متفکر ہو کر اُسی وقت
حضرت صدّیقہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا اُمّ المومنین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپ نے
ارشاد کیا تھا کہ جنّت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحابؓ کو مین نے دیکھا کہ دوڑے چلے جاتے ہین اور تونگر صحابی کو نہین دیکھا مگر عبدالرحمٰن ابن عوف
کو کہ وہ گرتا پڑتا جنّت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ اُن اونٹون کو اور جو مال اُن پر ہے مین نے فی سبیل اللہ تصدّق
کیا اور اُن سب غلامون کو آزاد کر دیا تا کہ شاید مین بھی اُن محتاج اصحابؓ کے ساتھ جا سکون رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کہ میری اُمت کے امیرون مین سب سے پہلے تو جنّت مین جائیگا مگر جدوجہد سے اندر جا سکے گا ایک بڑے
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کرون اور خدا کی راہ مین صرف کرون گرچہ
اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز نہ رہون لوگون نے کہا کیون کہا موقف سوال مین خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ اے میرے بندے تو
کہان سے لایا تھا اور کہان خرچ کیا مین سوال اور حساب کی طاقت نہین رکھتا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائینگے اُسنے وجہِ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین اُڑایا ہوگا اُسے دوزخ مین بھیجدینگے دوسرے کو لائین گے اُس نے وجہِ حلال
سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین لٹایا ہوگا اُسے بھی دوزخ مین بھیجدینگے تیسرے کو لائین گے اُسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور
حلال مین خرچ کیا ہوگا اُسے بھی دوزخ مین روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اُسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور حقِ حلال مین خرچ
بھی کیا ہوگا حکم ہوگا اُسے ٹھہراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈھونڈھنے مین اُسنے طہارت مین کوئی قصور کیا ہو یا رکوع و سجود مین کچھ
فتور پیدا ہوا ہو یا وقت پر شرط کے ساتھ اُسنے نماز نہ پڑھی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار مین نے حلال سے کمایا
اور بجا اور حق مصرف مین صرف کیا اور کسی فرض مین قصور نہین کیا اور اس مال کے سبب سے تفاخر نہین کیا کہینگے شاید گھوڑا اور
لباس تکلف کا کہا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا کہ یا رِ خدایا مین نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہین کیا ہے کہین گے
شاید تو نے کسی یتیم یا مسکین یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق مین تقصیر کی ہو وہ عرض کریگا کہ بارِ خدایا مین نے یہ مال حلال سے پیدا کیا

اور حق بات مین صرف کیا اور فرائض مین کچھ قصور نہین کیا پھر یہ سب لوگ آئینگے اور اُسے گھیر لینگے اور عرض کرین گے کہ بارِ خدایا تو نے ہم مین
اس شخص کو مال اور نعمت عطا کی تھی ہمارے حق کی نسبت باز پرس کر ایک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر نہ کی ہوگی تو حکم
ہوگا کہ کھڑا رہ اب ان نعمتون کا شکر پیش کر جو لقمہ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اُسکا شکر سامنے لا اسیطرح پوچھین گے اسی سبب سے تھا کہ
بزرگون مین سے کوئی شخص تونگری پر راضی نہ ہوا کہ اگر عذاب نہ ہوگا مگر اسطرح سے ذرا ذرا سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسولِ مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جو پیشوائے اُمت تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ اُمت کو معلوم ہو جائے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران بن حصین
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت مین گستاخی حاصل تھی ایک دن آپ نے فرمایا کہ آ فاطمہؓ کی عیادت
کو چلین جب اُنکے گھر کے دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹا کر فرمایا السّلام علیکم ہم اندر آئین اُنھون نے عرض کیا آئیے فرمایا مین ہون اور
ایک شخص میرے ساتھ ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ یا رسولؐ اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا
نہین ہے آپ نے فرمایا کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے پرانی چادر
آپ نے پھینکدی کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا اے فرزند عزیز کیسی ہو اُنھون نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند
ہون اسوجہ سے اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری مین بھوکی ہون اور کچھ نہین پاتی ہون کہ کھاؤن اب بھوک کی تاب
نہین جناب سلطان الانبیا حضرت محبوبِ خدا علیہ افضل الصّلوٰۃ واکمل الثّنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ بے صبری نہ کر
قسم خدا کی تین دن ہوے کہ مین نے بھی کچھ چکھا تک نہین اور حق تعالےٰ کے نزدیک میرا درجہ تجھ سے زیادہ ہے اگر مین کچھ مانگتا تو وہ عنایت
فرماتا لیکن مین نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دستِ مبارک اُنکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت
کی عورتون کی سردار ہے جناب سیدہؓ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ پھر آسیہؓ فرعون کی بی بی اور مریمؓ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی مان کیا ہین
فرمایا کہ اُنمین سے ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہین اور تو تمام عالم کی عورتون کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ
مکانون مین رہو گی جسمین نہ غل ہے نہ دُکھ نہ دھندا پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچازاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ مین نے ایسے
کے ساتھ تجھے جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت مین سردار ہے **حکایت** ایک مرد نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون
کہ آپ کی صحبت مین رہا کرون اور آپ کے ساتھ چلا حتّٰی کہ ایک شہر کے کنارے پہونچے تین روٹیان پاس تھین دو کھائین ایک باقی
رہی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام گئے جب پھر آئے تو روٹی نہ دیکھی فرمایا کہ کون لے گیا اُس شخص نے کہا مین نہین جانتا پھر وہان سے
بڑھے ایک ہرنی دو بچّون سمیت آتی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے ایک کو آواز دی وہ آپ کے پاس چلا آیا آپ نے اُسے ذبح کیا وہ
اسی وقت بھن گیا دونون آدمیون نے آسودہ ہو کر کھایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ زندہ ہو جا حکمِ الٰہی سے وہ زندہ ہو کر
چلا گیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اُس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اُس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو وہ روٹی کیا ہوئی
اُسنے پھر یہی کہا کہ مین نہین جانتا وہان سے بڑھے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور
دونون آدمی پانی کے اوپر چل نکلے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اُس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا

بتا تو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا وہان سے آگے بڑھے ایک جگہ پہونچے وہان ریت بہت تھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اُس ریت کو جمع کیا اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے تو سونا ہوجا وہ ریت سب سونا ہوگئی حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے اُس کے تین حصّے کیے اور فرمایا کہ ایک حصّہ تیرا ہے ایک میرا ہے ایک اُس شخص کا ہے جو روٹی لے گیا اُس مرد نے سونے کے لالچ کے مارے اقرار کرلیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصّہ ہے اور اُسکے حوالے کرکے چلے گئے دو آدمی اُسکے پاس پہونچے چاہا کہ اُسے مار ڈالین اور سونا چھین لین اُسنے کہا مجھے قتل نہ کرو ان تینون حصّون مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصّہ لے لیگا پھر ایک آدمی سے کہا کہ ہمارے واسطے کھانا مول لے آوے گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی مین کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائینگے مین اس کھانے مین زہر ملادون وہ کھا کر مرجائین اور مین سب سونا لے لون اور اُن دونون آدمیون نے آپسمین کہا کہ اُسے سونا کیون دین وہ پھر کر آئے تو اُسے مار ڈالین اور سونا اُٹھالے جائین جب وہ پھر کر آیا اُن دونون آدمیون نے اُسے مار ڈالا اور اُسکا لایا ہوا کھانا جو کھایا تو خود بھی مرگئے اور سونا اُسی طرح پڑا رہا حضرت عیسےٰ علیہ السّلام جب ادھر سے پھرے تو سب سونا وہین پر دیکھا اور تین مردے پڑے ہوے دیکھے فرمایا یاروِ دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ استاد اور افسون گر ہو مگر اولیٰ یہی ہے کہ مال پر نظر نہ ڈالے اور اُس کے گرد نہ پھٹکے مگر بقدرِ حاجت سے اسواسطے کہ سانپ پکڑنے والے کو آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصّواب

ساتوین فصل محبت جاہ وحشمت کے علاج اور آفات کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ وحشمت اور نیکنامی اور ثنائے خلق کی طلب مین ہلاک ہوے ہین اسی سبب سے بہت سے جھگڑون اور عداوتون اور گناہون مین پڑے ہین جہان یہ خواہش غالب ہوئی بس راہِ دین منقطع ہوگئی اور نفاق اور بُرے اخلاق سے دل بھر گیا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ ومال کی محبت دلمین نفاق کو اسطرح اگاتی ہے جسطرح پانی سبزے کو اُگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلّے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی محبت جاہ ومال مرد مومن کے دل مین تباہی ڈالتی ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزون نے ہلاک کیا ہوا اور ہوس کی پیروی نے اور اپنی ثنا وصفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلند نامی اور شہرت نہ ڈھونڈھے اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنے سعادتِ آخرت اُس شخص کے واسطے ہم نے مقرر کی ہے جو دنیا مین بزرگی اور جاہ نہ ڈھونڈھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنّتی ہین جو خاک آلود پریشان مو کثیف لباس ہون کوئی اُن کی قدر ومنزلت نہ کرتا ہو اگر امیرون کے گھر مین جانے کی اجازت چاہین تو لوگ نہ جانے دین اگر نکاح کرنا چاہین تو کوئی شخص انھین اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کہین تو کوئی اُن کی بات نہ سنے اُن کی آرزوئین اُن کے سینون مین موجزن رہی ہون قیامت کے دن اُن لوگون کا نور تقسیم کیا جائے گا تو تمام

خلق کو بہونچ جائیگا **شعر** خاکسارانِ جہان رابحقارت منگر، توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد، اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلاکر بہشت مانگین تو خدا اُنھین عنایت فرمائے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تم سے ایک دینار یا ایک درم یا ایک حبّہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنّت مانگین تو وہ عنایت کردے اور اگر دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور بیقدر ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد مین حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذراسی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالےٰ ایسے چھپے ہوئے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہوجائین تو کوئی انھین نہ ڈھونڈھے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے اُن کے دل راہِ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرت کو دوست رکھتا ہے وہ خدائے پاک کے دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ نہ چاہے کہ مجھے کوئی پہچانے حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے پیچھے اُن کے کئی شاگرد جاتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کو دُرّے مارے اُنھون نے عرض کیا یا امیر المومنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث ذلّت ہے اور آگے چلنے والے کے حق مین موجب غرور و نخوت ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اُسکا دل ٹھکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السّلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ اُن کے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہٗ تعالےٰ یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے کارہ ہون تو مین اُسکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو بُرا جانتے تھے کہ نئے یا پُرانے ہونے کے سبب سے جسپر اُنگلیان اُٹھین بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اُس کا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اُسکا دین تباہ اور وہ رسوا نہ ہو **حقیقتِ جاہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جس طرح تونگری کے یہ معنی ہین کہ مال و زر اُسکی ملک مین ہو اور اُسکے قبض و تصرّف مین رہے اسی طرح محتشم اور صاحبِ جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون کے دل اُسکی مِلک مین ہون یعنی اُسکے مسخّر ہون اُسکا تصرّف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جب آدمی کا دل کسی کا مسخّر ہوجاتا ہے تو بدن اور مال بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسی کے ساتھ نیک اعتقاد نہ ہو تب تک دل اُسکا مسخّر نہین ہوتا جیسے کہ کسی شخص کی عظمت آدمی کے دل مین سما جائے کسی کمال کی وجہ سے جو اُس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خُلقی یا قوت یا ایسی چیز کے سبب سے جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخّر ہوگیا خوشی اور رغبت سے آدمی اُس شخص کی اطاعت کرتا ہے اور اپنی زبان اُسکی مدح و ثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اُسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ رہتا ہے جس طرح غلام اپنے آقا کا مسخّر رہتا ہے اُسی طرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخّر رہتا ہے بلکہ غلام زبردستی سے مسخّر ہوتا ہے اور یہ اپنی طبیعت اور خوشی سے تو مال ف سے چیزون کی مِلک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی مِلک اور ف بہت آدمیون کو مال سے جاہ زیادہ پیارا ہوتا ہے

ف مال سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی ملک ف بہت آدمیون کو مال سے زیادہ جاہ پیارا ہوتا ہے ۱۲

اُسکے تین سبب ہین ایک سبب تو یہ ہے کہ مال اس سبب سے پیارا ہوتا ہے کہ اُسکے سبب سے سب حاجتین نکل سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ
جو شخص صاحبِ جاہ ہو اُسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال کی بدولت جاہ حاصل کرون تو یہ مشکل ہے دوسرا
سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہوجائے یا چور لیجائین یا خرچ ہوجائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ
مال بے رنجِ تجارت و حراست زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جس کا دل تیرے دامِ عقیدت
مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتّٰی کہ اور لوگ بھی نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جتنا زیادہ مشہور
ہوتا ہے اُتنا اُسکا جاہ بھی بڑھتا ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین تو جاہ و مال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا
وسیلہ ہین اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ اُن شہرون مین اپنے نام اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور
چاہتا ہے کہ تمام عالم اُسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ مین اُسکا محتاج نہ ہونگا اور اُسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے
اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کے کامون مین سے ہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ[1] تو چونکہ حضرتِ ربوبیت سے ازبس مناسبت
رکھتا ہے لہذا ربوبیت ڈھونڈھنا اُسکی طبیعت ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی[2] اُسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین گھسی ہوئی ہے
تو ہر شخص بالطبع ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب وہی ہو اُسکے ساتھ کوئی دوسری چیز ہووے ہی نہ کیونکہ جب
دوسری چیز ہوگی تو کمال نرہیگا نقصان ہوجائیگا آفتاب اُسی سے کامل ہے ایک ہی ہے اور تمام اُسیکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھ کوئی دوسرا ہوتا
تو آفتاب ناقص ہوجاتا اور یہ کمال کہ سب وہی ہو جنابِ احدیّت کی خصوصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس اُسکے سوا اور کچھ
موجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اُسی کی قدرت کا نور ہے تو اُسکا تبع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا کہ نورِ آفتاب تبع آفتاب ہے آفتاب کے
مقابلے مین نورِ آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین
یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری ہی ملک مین رہے یعنے اُسی کا مسخّر رہے
اور اُسی کے تصرّف اور ارادے مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین ایک قسم وہ ہے کہ اُسپر آدمی کا تصرّف
نہین ہوسکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریاؤن کے قعر اور پہاڑون کے عمق مین
ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے اُن چیزون پر مستولی اور محیط ہوجائے تاکہ سب اُسکے علم کے تصرّف مین آجائین اگرچہ اُسکی
قدرت کے تصرّف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوتِ زمین و آسمان اور عجائبِ بحر و بر اور سب اُسے معلوم ہین
جیسے جو شخص شطرنج بسانے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اُسے معلوم ہو کیونکر بسائی ہے کیونکہ یہ بھی استیلا کی ایک قسم ہے دوسری
قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرّف کرسکتا ہے روئے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات ہین آدمی چاہتا ہے کہ سب
میری ہی ملک ہوجائین یعنی اُسی کے تصرّف مین رہین تاکہ اُسے سب پر کمال قدرت اور کمال استیلا ہو اور جو کچھ زمین پر ہے
اُن سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخّر رہین اور مین ہی اُن پر تصرّف کرون تاکہ ہمیشہ
میری ہی یاد مین مشغول رہین جاہ کے یہی معنی ہین تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اسکی نسبت اس طرف کھینچتی ہے

[1] کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ روح خدا کا حکم ہے ۱۲
[2] کہ مین تمہارا بڑا اعلیٰ ہون ۱۲
ف ربوبیت ڈھونڈھنا آدمی کی طبیعت سے ہے ۱۲

اور اُسی درگاہ سے آتی ہے آور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب کمال اُسیکو ہو اور کمال استیلا مین ہوتا ہے اور استیلا علم قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال وجاہ سے ہوتی ہے تو محبتِ جاہ ومال کا یہی سبب ہے **فصل** اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمالِ ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علمِ قدرت کے سوا نہین ہے اور طلبِ علم اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلبِ کمال ہے تو چاہیے کہ طلبِ مال وجاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلبِ قدرت ہے اور قدرت منجملہ کمال ہے اور منجملہ صفات خدائے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اتنا ہی حق تعالیٰ سے نزدیک تر ہوتا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ علم وقدرت بھی دو کمال ہین اور منجملہ صفاتِ ربوبیت ہین لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کرسکتا ہے قدرتِ حقیقی نہین حاصل کرسکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہوجائے اور اُسکے ساتھ رہے لیکن قدرت نہین حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہوگئی پھر اُسکے ساتھ نہین رہتی کیونکہ قدرت تو مال ورخلق سے علاقہ رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہوجاتی ہے آور جو چیز مرنے سے زائل ہوجائے وہ منجملہ باقیات صالحات نہین ہے اور اُسکی تلاش مین اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اُسیقدر کام آتی ہے جو تحصیلِ علم کا وسیلہ ہو اور علم کا قیام دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہین اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اُسکے ساتھ رہتا ہے اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اُسکے سبب سے عالم جنابِ الٰہی کو دیکھے حتیٰ کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتین اُسکے سامنے حقیر اور ناچیز ہوجائین اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہین ہے جو موت کے سبب سے زائل ہوجائے کیونکہ علم کو نہ مال سے علاقہ ہے نہ خلق کے دلون سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اُسکی حکمت سے جو ملک وملکوت مین ہے اور عجائب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات مین ہین اور یہ چیزین ازلی اور ابدی ہین کیونکہ ہرگز نہین بدلتین اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہین ہوتا اور محال ہرگز جائز نہین ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزون سے علاقہ رکھتا ہے وہ کسی گنتی مین نہین مثلاً علمِ لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اُس کی قدر اس وجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے معنے سمجھنے کا وسیلہ ہے اور قرآن وحدیث کو سمجھنا معرفتِ خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ مین جو گھاٹیان ہین اُنھین طے کرنے کا ذریعہ ہے تو جو چیز متغیر اور فنا ہوجاتی ہے اُسکا علم خود مقصود نہین ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علمِ ازلیات وہ ہے جو منجملۂ باقیاتِ صالحات ہے وہ جنابِ الٰہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے تغیر کو اُس مین دخل نہین تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیادہ ہو اُسی قدر وہ حق تعالےٰ سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علمِ حقیقی ہے قدرتِ حقیقی نہین ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی باقیاتِ صالحات مین سے ہے وہ حریت ہے یعنے خواہشون کے ہاتھ سے آزاد ہوجانا کیونکہ جو پابندِ شہوات ہے وہ شہوات کا بندہ ہے اُسے جو حاجت ہوتی ہے اُس کے سبب سے اُس کا نقصان ہوتا ہے تو اس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قادر ہوجانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالےٰ اور ملائکہ کے صفات سے باین وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اُسی قدر ملائکہ کے مانند ہوجاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال وجاہ وکمال دکھائی دیتا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا ہے خلق کو طلبِ کمال ضرور ہے بلکہ خلق اُسکا مرکی

ماسور ہے مگر کمالِ حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اُسے کمال جانتی ہے اور سب لوگ اُسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اُسکی طرف پیٹھ کردی ہے سب لوگ اپنے نقصان کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿لہ﴾ **فصل** اے عزیز جان تو کہ جاہ بھی مال کے مثل ہے جسطرح مال سب بُرا نہین بلکہ بقدرِ کفایت زادِ راہِ آخرت ہے اور کثرتِ مال مین اگر دل مستغرق ہوجائے تو مال راہِ آخرت مین راہزن ہوجاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اُسکی خدمت اور معاونت کرے اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اُسے بچائے اور ضرور ہے کہ اُن لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر و منزلت ہو تو اُن لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہوجائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿عہ﴾ اسی طرح اگر اُستاد کے دلمین اُسکی قدر نہ ہوگی تو اُسے تعلیم نہ کرے گا اور اگر شاگرد کے دل مین اُسکی منزلت نہ ہوگی تو اُس سے تعلیم نہ لے گا تو طلب جاہ بقدرِ کفایت مباح ہے جیسے طلبِ مال بقدرِ کفایت درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کرسکتا ہے ﴿لہ﴾ اُس مین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ اپنی ﴿عہ﴾ عبادت اظہار کر کے طلب کرے کیونکہ یہ حرام اور ریا ہے عبادت خالصاً مخلصاً خدا ہی کے واسطے ہونا چاہیے اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا دے اور اپنے تئین ایسی صفت کے ساتھ موصوف ظاہر کرے جو اُسمین نہ ہو مثلاً یون کہنا کہ مین علوی ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے دغا سے طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلبِ جاہ کرے جس مین دغا نہ ہو اور وہ چیز عبادت نہ ہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اُسے بادشاہ کے نزدیک جاہ و مرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اُسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے **محبتِ جاہ کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ محبتِ جاہ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے تو دل کی بیماری ہوجاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے کہ وہ محبت مال کی طرح ضرور بالضرور آدمی کو نفاق ریا جھوٹ فریب عداوت حسد مناقشہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت مال سے بدتر ہے کیونکہ اُس سے زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ و مال اسی قدر حاصل کرے جس مین اُس کا دین سلامت رہے اور اس سے زیادہ نہ چاہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اس نے حقیقت مین جاہ و مال کو دوست نہین رکھا بلکہ فراغتِ کارِ دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اس قدر دوست رکھتا ہے کہ اُسکا تمام خیال خلق مین ڈوبا رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اُس کا خیال اسی امر مین لگا رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اُس پر اس بیماری کا علاج فرض ہے اور اس کا علاج علم و عمل سے مرکب ہے علاجِ علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین اُن مین غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالبِ جاہ ہمیشہ رنج و ذلت اور خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہ ہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اُسکے قصد مین رہتے ہین اُس کا حسد کیا کرتے ہین اور یہ ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے

لہ قسم عصر کی تحقیق کہ آدمی البتہ ٹوٹے میں ہے (زبان کاری) ۱۲ ف۔ آدمی جاہ کو چار طرح سے طلب کر سکتا ہے ۱۲ ف۔ اپنی عبادت ظاہر کر کے طلب کرنا حرام ہے ۱۲ عہ یعنی میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں ۱۲۔

رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر اور غدر سے امین نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہو وہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو ذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب ہو تو اُسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی بھر جاتا ہے موجِ دریا کے مثل ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آئے اُسکے سبب سے وہ عزت بدل جائے خصوصًا وہ شخص جس کی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابلِ معزولی ہے ایک خطرہ جو والیِ ملک کے دل مین آجائے تو اُسکے سبب سے اُسے معزول کردے اور وہ ذلیل ہو جائے تو طالبِ جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت مین بھی رہے گا یہ بات سب ضعیف العقل نہ سمجھ سکین گے جسے بصیرتِ کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روے زمین کی سلطنت مشرق سے مغرب تک اُسے مل جائے اور تمام عالم اُسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مر جائیگا تو یہ بات جاتی رہیگی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہیگا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوے بادشاہون کے مثل ہو جائیگا کہ کوئی اُنھین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذّتِ چند روزہ کے پیچھے اُسنے سلطنتِ ابدمدت کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اُسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اُس جہان مین جائے اور خدا کی محبت کے سوا اور کوئی چیز اُسکے دل پر غالب ہو اُسپر بڑا لمبا عذاب ہوگا علاجِ علمی تو یہ تھا اور دوائے عملی مین سے ایک یہ ہے کہ جہان سے اُسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور ایسی جگہ جائے جہان لوگ اُسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر اپنے وطن مین عزلت اختیار کریگا اور لوگ جانین گے کہ اُسنے ترکِ جاہ کیا تو اس بات سے اُسے شہرہ پہونچیگا اُسکی علامت یہ ہے کہ لوگ جب اُسپر قدح کرین اور کہین کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بےصبری و رنج اُسکے دلمین پیدا ہوگا اور اگر لوگ اُسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگونکا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے اُنکا عذر طلب کرے تاکہ خلق اُس سے بدعقیدہ نہ ہو جائے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ ہنوز حبِّ جاہ اُسکے دلمین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیا بنجائے اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گرجائے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈال رہا ہے اور اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیرِ شہر اُسکے سلام کو آیا تاکہ اُس سے برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اُسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا جب امیر نے اُسے دیکھا تو اس حرص کے سبب سے اُسکا اعتقاد جاتا رہا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت پیدا ہوئی اور خلق اُس کی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایک دن حمام سے نکلے اور کسی کے اچھے کپڑے پہنکر باہر آئے اور راستہ مین کھڑے ہوے حتّٰی کہ لوگون نے اُنھین پکڑا اور خوب پتھر مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک بزرگ شراب کے رنگ کا شربت پیالہ مین اُنڈیل اُنڈیل کر پیتے تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ شراب ہے حرصِ جاہ توڑنے کا یہ علاج ہے اور مثل اسکے

لوگون کی تعریف کی محبت اور شکایت سے کراہت کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو خلافِ شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہوتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کے الم اور لذّت کا سبب نہ معلوم ہو تب تک

اس بیماری کا علاج نہین معلوم ہوتا اَے عزیز جان تو کہ مدح کی لذّت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہم نے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور نقصان کو دشمن اور مدح و ثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذّتِ کاملہ حاصل نہین ہوتی جب کسی سے اپنی مدح سنتا ہے تو اپنے کمال کی نسبت یقینِ کامل کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور اُس کے سبب سے چین اور آرام پاتا ہے اور لذّت پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جب اپنے سے بوئے کمال پائی تو آپ مین ربوبیت کی علامت نظر آئی اور طبیعت کو ربوبیت محبوب ہے اور جب مذمّت سنتا ہے تو اپنے نقصان پر آگاہی پاتا ہے اس سبب سے رنجور اور ملول ہو جاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہ ہو جیسے استاد منصف اور عالم تو خواہ نخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی کہے تو لذّت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اُسکے قول سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح و ثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مدّاح کا دل ممدوح کی مِلک ہے اور اسکا مسخّر ہے اور مدّاح کے دل مین اُسکی بڑی جگہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مدّاح اگر کوئی مردِ محتشم ہو تو اُسکی تعریف سے بہت لذّت ہوتی ہے کیونکہ اُس کا دل اپنی مِلک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مدّاح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذّت نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگون کے دل بھی اُسکے دامِ عقیدت مین پھنسین گے کہ جب وہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرتے ہین اسی طرح ہر ایک معتقد ہو جائیگا تو اگر برملا تعریف ہو اور تعریف کرنے والا ایسا نہ ہو کہ لوگ اُسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذّت ہوتی ہے اور مذمّت اُسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنے والا اُسکی حشمت کے حکم کا مقہور ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگر جانتا ہے کہ تعریف کرنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے اُسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اُس کی حاجتمندی اُس سے تعریف کرواتی ہے تو اُنہین اپنی قدرت کا کمال جانتا ہے پس اگر تعریف کرنے والا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کرے گا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے نہ میرے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذّت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی اَے عزیز اب جو تو نے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لے گا اگر کوشش کرے گا تو علاج بھی کر سکے گا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مدّاح کے کہنے سے اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کر کہ یہ صفت جو وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اُس صفت پر تیری خوشی اُس خدا کے سبب سے ہونا چاہیے جس نے وہ صفت عطا فرمائی اس کے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ ہو جائے گی نہ کم اور اگر تونگری اور سرداری اور اسبابِ دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کے لائق نہین ہین اور اگر ہین تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمہ کے خوف سے خوش نہین ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہین معلوم اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے تب تک تمام علم و ورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ مین ہو گا اُسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت مجھ مین نہین ہے جیسے علم و ورع اگر اُس پر خوش ہو گا تو حماقت ہے اُسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اُس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد عزیز ہے اور اُسکی انتڑیان عطر اور مشک

سے بھری ہین اور وہ جانتا ہے کہ اُسکی انٹریون مین بالکل گندگی اور نجاست ہے اور پھر اس جھوٹ سے خوش ہوتا ہو تو یہ خوشی عین جنون ہے لیکن اور سببون کا حاصل جاہ و حشمت کی محبت ہے اور اس کا علاج بیان ہو چکا ہے اگر کوئی شخص تیری مذمت کرے تو اُس کے سبب سے رنجیدہ اور خفا ہونا نادانی ہے کیونکہ اگر وہ سچ کہتا ہے تو فرشتہ ہے اور اگر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے تو شیطان ہے اور اگر نہین جانتا کہ مین جھوٹ بولتا ہون تو گدھا اور بیوقوف ہے اگر حق تعالے کسی کو مسخ کر کے گدھا یا شیطان یا فرشتہ بنا دے تو تجھے کیون رنجیدہ ہونا چاہیے پس اگر مذمت کرنیوالا سچ کہتا ہے تو جو نقصان تجھ مین ہے اُسکے سبب سے رنجیدہ ہونا چاہیے بشرطیکہ دینی نقصان ہو اُسکے کہنے سے نہ رنجیدہ ہونا چاہیے اور اگر دنیوی نقصان ہے تو وہ خود دینداروں کے نزدیک ہنر ہے عیب نہین دوسرا علاج یہ ہے کہ تو خیال کر کہ اُسنے جو کچھ کہا وہ تین حال سے خالی نہین اگر اُسنے سچ کہا اور مہربانی سے کہا تو اُس کا احسان مند ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجھے خبر کر دے کہ تیرے کپڑے مین سانپ ہے تاکہ تو اُس سے بچے تو اُسکا احسانمند ہوتا ہے اور دین مین جو عیب ہوتا ہے وہ سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ اُس مین عاقبت کی ہلاکی ہے اور اگر تو کسی بادشاہ پاس جاتا ہو اور کوئی شخص تجھ سے کہے کہ اے ناپاک کپڑون والے پہلے کپڑے پاک کر اور تو دیکھے تو کپڑون مین نجاست بھری دکھائی دے اور اگر اسی طرح تو بادشاہ کے سامنے چلا جاتا تو خفگی کا خوف تھا تو اس اطلاع کرنے والے کا احسان ماننا چاہیے کہ تو اس خوف سے چھوٹا اور اگر اُس نے عیب جوئی کے قصد سے کہا ہے تو اگر سچ کہا ہے تو تجھے تو فائدہ ہوا اور اُسکی عیب جوئی اُسکی بیدینی کی نشانی ہے تو چونکہ تجھے فائدہ ہوا اور اُسے نقصان تو غصہ کرنا لازم نہین ہے لیکن اگر اُس نے جھوٹ کہا تو تجھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر تو اس عیب سے پاک ہے اور بہت سے عیب رکھتا ہے جو وہ نہین جانتا تو اس امر کا شکر کر کہ حق تعالے نے تیرے اور عیب پوشیدہ کیے اور اُس عیب کرنے والے نے اپنی نیکیون کی فرد تجھے ہدیہ کر دی اگر وہ تیری تعریف کرتا تو تیرے قتل کرنے کے برابر تھی تو قتل ہونے سے تو کیون خوش ہوتا ہے اور ہدیہ دینے سے کیون ناخوش ہوتا ہے یہ وہ شخص کرتا ہے جو کامون کی صورت دیکھتا ہے معنی اور روح نہین عقلمند اور بے عقل مین یہی فرق ہے کہ عقلمند کامونکی حقیقت اور روح دیکھتا ہے ظاہر اور صورت نہین دیکھتا غرضکہ جب تک خلق سے طمع نہ منقطع ہوگی تب تک یہ بیماری نہ جائیگی **مدح اور مذمت مین لوگون کے درجون کے تفاوت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ لوگ اپنی مدح اور مذمت سننے مین چار درجون پر ہین پہلا درجہ عوام النّاس کا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہین اور مذمت پر خفا ہوتے ہین اور بدلا لینے پر مستعد ہوتے ہین یہ بدترین درجات ہے دوسرا درجہ پارسا لوگون کا ہے کہ مدح سے خوش ہوتے ہین اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ مین اظہار نہین کرتے اور مدح کرنے والے کو بظاہر برابر رکھتے ہین اور دلمین ایک کو دوست رکھتے ہین ایک کو دشمن تیسرا درجہ متّقی لوگون کا ہے کہ دونون کو برابر رکھتے ہین دل سے بھی اور زبان سے بھی اور مذمت سے دل مین کچھ بھی ناراض نہین ہوتے اور تعریف کرنے والے کو زیادہ مقبول نہین بناتے کیونکہ اُن لوگون کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے نہ مذمت سے یہ بڑا درجہ ہے اور بعضے عابد جانتے ہین کہ ہم اس درجہ کو پہونچگئے حالانکہ خطا کرتے ہین اس درجہ پر پہونچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اگر بُرا کہنے والا اُسکے پاس بہت بیٹھے تو تعریف کرنے والے کی بہ نسبت

اُسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اُس کی معاونت تعریف کرنے والے کی معاونت کے بہ نسبت دشوار نہ ہو اور اگر اُس کی ملاقات کو کمتر جائے تو دل جتنا تعریف کرنے والے کی ملاقات کو چاہتا ہے اُتنا ہی اُسکی ملاقات کو بھی چاہے کم نہ چاہے اور اگر مر جائے تو اُسکے مرنے کا رنج تعریف کرنے والے کی موت کے رنج سے کم نہ ہو اور اگر کوئی مذمّت کرنے والے کو ستائے تو اتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مدّاح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مدّاح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اسکے دل پر ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمّت کرنے والے پر مین اسوجہ سے غصّہ کرتا ہون کہ وہ میری اس مذمّت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ اسی وقت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہِ کبیرہ اور اور لوگون کی مذمّت کرتے ہین تو جب اُن سے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصّہ نفسانیّت کا ہے دینداری کا نہین اور جو عابد جاہل ہوتا ہے وہ ایسی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے چوتھا درجہ صدّیقون کا ہے کہ تعریف کرنے والے کو دشمن ٹھہراتے ہین اور مذمّت کرنے والے کو دوست رکھتے ہین کیونکہ اس سے تین فائدے حاصل کرتے ہین ایک تو یہ کہ اُس سے اپنا عیب سُنا دوسرے اُس نے اپنی نیکیان اُنھین ہدیہ بھیجدین تیسرے اُسنے اُنھین اس بات پر حریص کیا کہ اُس عیب سے اور جو ویسا عیب ہو اُس سے پاک ہونے کی فکر کرین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجّد گزار پر اور اس پر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اُس کا دل دنیا سے آزاد ہو جائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمّت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذّر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ بدل کرے کیونکہ غالب یہ ہے جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور مادح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہو گیا ہو وہ جب کسی سے اُس کا عیب سنے گا خوش ہو گا اور عیب کرنے والے کی زیرکی اور عقلمندی کا اعتقاد کرے گا جیسا کہ کسی سے اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ اگر کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنے والا اور مذمّت کرنے والا اُس کے نزدیک برابر ہو جائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچے گا اے عزیز جان تو کہ اس مین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمّت مین فرق پیدا کرے گا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کرے گی اور آدمی اُسکے حیلے بنانے لگے گا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھے اور یہ جو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجّد گزار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبّتِ دنیا اور محبتِ ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائے گی تو آدمی جلدی گناہ مین پڑ جائے گا لیکن مذمّت سے کراہت کرنا اور سچی تعریف کو دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اُس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہو اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور لوگون کے اکثر گناہ مدح کی محبّت اور مذمّت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل یہی خیال رہتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی رواداری کے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہو گیا تو آدمی سے ناشائستہ کام کرائے گا

ورنہ لوگون کی دلداری جو ریا کے طور پر نہو وہ حرام نہین ہے واللہ اعلم

آٹھوین فصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالے کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین توچاہین کہ لوگ اُس سے مطلع ہون اور اُن کی پارسائی کا اعتقاد کرین اور جب عبادت سے اعتقادِ خلق مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نہ رہے گی بلکہ خلق کی پرستش ہوجائے گی اور اگر لوگون کا اعتقاد اور حق تعالے کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہوجائیگا عبادت کرنے والے نے خدا کے ساتھ اور کو بھی عبادت مین شریک کرلیا حق تعالے ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا یعنے جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اُس سے کہدو کہ وہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے اور فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ یعنے افسوس ہے اُن لوگون پر جو سہو اور ریا کے ساتھ نماز پڑھتے ہین ایک شخص نے جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ نجات اور رستگاری کاہے مین ہے فرمایا کہ نجات اسمین ہے کہ تو حق تعالٰی کی بندگی کرے اور لوگون کے دکھانے کے واسطے نہ کرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لائینگے اور کہین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین فدا کی کفّار نے جہاد مین مجھے شہید کیا حق تعالے ارشاد فرمائے گا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا تاکہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اُسے دوزخ مین لے جاؤ اور دوسرے شخص کو لائین گے اُس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہے گا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا سب خیرات کردیا حق تعالے ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے اُسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اور شخص کو لائینگے اُس سے پوچھین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہے گا کہ مین نے بڑی محنت سے علم سیکھا اور قرآن شریف پڑھا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسواسطے پڑھا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امّت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالے ارشاد کریگا کہ اے ریاکارو تم اُن لوگون کے پاس جاؤ جنکے واسطے تم نے عبادت کی تھی اور اُن ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جبّ الحزن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ جبّ الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالٰی ارشاد کرتا ہے کہ جس نے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب عبادت اُس شریک کو دیدی اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اُس عبادت کو قبول نہین فرماتا جس مین ایک ذرّہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ روتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے پوچھا کہ کیون روتے ہو کہا کہ مین نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن یون پکارینگے کہ اوریاکار او غدّار او نابکار تیرا عمل ضائع ہوگیا اور اجر باطل ہوگیا اور اُس شخص سے اجر مانگ جس کے واسطے

تونے عمل کیا تھا حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ رو رہے تھے مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے یہ نہین کہ بت پوجے یا آفتاب یا ماہتاب لیکن عبادت وریا کے ساتھ کرے اور فرمایا ہے کہ جسدن سایۂ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا اُسدن عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہو اور چاہا ہو کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اُس نے دبالیا ملائک نے کہا کہ حق تعالےٰ نے پہاڑ سے زیادہ قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اُس نے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی ہے پھر آگ کو پیدا کیا اُسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا کیا اُسنے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو حکم کیا اُس نے پانی کو ایک جگہ ٹھہرا دیا پس ملائکہ مین اختلاف پڑا اُنھون نے کہا کہ ہم حق تعالےٰ سے پوچھتے ہین اور پوچھا کہ یا الٰہ العالمین تیرے مخلوق مین سب سے زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو مین نے اس سے زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے آسمان کو پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر متعین کر دیا اور اس آسمان کی دربانی اُسے دی جب زمین کے فرشتے جن کو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اُٹھائے جاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اُس نے ایسی عبادت کی ہو کہ اُس کا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر متعین ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اُسی بندہ کے منہ پر دے مارو کہ مین اہلِ غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالےٰ نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اُس کے عمل کو آگے نہ بڑھنے دینا پھر جس نے غیبت نہ کی ہو اُس کا عمل دوسرے آسمان تک لے جاتے ہین اُس پر جو فرشتہ متعین ہے وہ کہتا ہے کہ یہ عمل لیجا کر اُس کے منہ پر دے مارو کیونکہ اُسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور مجھے حکم ہے کہ اُسکے عمل روکون پھر اور شخص کے عمل لیجاتے ہین اُنمین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اُن اعمال کے نور سے تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ متکبرون کے عمل کو منع کر دون کہ وہ لوگون کے ساتھ تکبر کرتا ہے پھر اور کسی کے عمل چوتھے آسمان تک بلند کرتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اُس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اُسی بندہ کے منہ پر ٹپک دو مین موکّلِ عُجب ہون اُس بندہ کا عمل بے عُجب نہین ہے مین اُسکے عمل کو آگے نہ جانے دونگا پھر پانچوین آسمان تک اور کسی کے عمل لے جاتے ہین یہ عمل حسن وجمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری نئی دُلھن جسے پہلے پہل دولھا کے گھر رخصت کرتے ہین اُس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اُسی بندہ کے منہ پر پھینک مارو اور اُسی کی گردن پر لاد دو کہ مین حسد پر متعین ہون جو شخص علم و عمل مین اُس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اُس کا حسد کرتا ہے اور اُس کے حق مین زبان دراز کرتا ہے مجھے حکم ہے کہ حاسدون کے اعمال کو باز رکھون پھر چھٹے آسمان تک اور کسی کے عمل لیجاتے ہین اُنمین نماز روزہ حج زکوٰۃ عُمرہ ہوتا ہے اُس آسمان کا

فرشتہ کہتاہے کہ یہ عمل اُسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ لیسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج وبلا پہونچی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتۂ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بے رحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک اور کسی کے اعمال لے جاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور اُنکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نورِ آفتاب اور بزرگی کے سبب سے رعد کی گھڑگھڑاہٹ کے مانند اُنکا نور آسمانون مین پڑ جاتا ہے اور تین ہزار فرشتے اُنکے ساتھ پہونچانے جاتے ہین اور کوئی فرشتہ اُنھین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اُسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اُس کے دل پر قفل لگا دو کیونکہ اس عمل سے خدا اُسے مقصود نہ تھا بلکہ علما کے نزدیک اپنی حشمت مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اُسکے اعمال کو راہ نہ دون اور جو عمل خالصًا خدا کے واسطے نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالےٰ ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا پھر اور کسی کے اعمال اُٹھاتے ہین اور ساتوین آسمان کے آگے بڑھالے جاتے ہین اُنمین بالکل خُلقِ نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے فرشتے پہونچانے چلتے ہین حتّٰی کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال پاک اور با اخلاص ہین حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اُس کے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اُس کے دل کا نگہبان ہون اُس نے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اُس پر ہو فرشتے کہتے ہین کہ بارِ خدایا تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اُس پر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اُسپر لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ تصنّع سے سر جھکائے ہوئے ہے یعنے مین پارسا ہون فرمایا اے ٹیڑھی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دل مین ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدے مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ یہ جو تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجھ سا نہ ہوتا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین ہین جب اکیلا ہو تو سُست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اُس کی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے اور جب مذمّت کرین تو عمل بہت کم کرے ایک شخص نے حضرت سعید بن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیے مال دے اُسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بھلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اُسے دشمن ٹھہرائے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے خدا ہی کے واسطے کرے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے اور فرمایا کہ بھائی آ مجھ سے اپنا قصاص لے لے اور مجھے مار لے اُس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ کی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا فرمایا یہ بخشنا کام نہین آتا یا فقط میری خاطر سے بخش کہ مین اُس کا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اُس نے عرض کی کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شرکت کے بخشا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام کرتے تھے اُس مین ریا کرتے تھے اب جو کام نہین کرتے ہین اُس مین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جب بندہ ریا کرتا ہے تو حق سبحانہٗ تعالےٰ

ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو تو میرا بندہ مجھ سے کیسی ٹھٹھول کرتا ہے **جن کامون مین ریا کرتے ہین اُن کا بیان** اے عزیز جان تو
کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا جتائے تاکہ اُنکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اُن کے
دلون مین اپنی جگہ کرے تاکہ لوگ اس کی عزت اور تعظیم کرین اور نیک جانین یہ اس طور سے ہوتا ہے کہ جو چیز دین مین پارسائی
اور بزرگی کی دلیل ہے اسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکھائے اُسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت ہے مثلاً آدمی
اپنا چہرہ زرد کرے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے اور اپنے تئین دبلا بنائے تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور
رونی صورت بنائے رکھے تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگھی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ
اُسے اتنی بھی مہلت نہین ہے اور خود فراموش ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجھین کہ اُسکے دل مین وقار دین ہے
اور مردِ متدیّن ہے اور ہونٹھ خشک رکھے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکھتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پندار کا سبب ہوتی ہین تو
اُنکے ظاہر کرنے مین حلاوت اور لذّت ہوتی ہے اسیواسطے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے بالون مین
کنگھی کرے تیل لگائے اور ہونٹھون مین تیل مل لے تاکہ کوئی اُسے روزہ دار نہ بتائے دوسری قسم کپڑے کے سبب سے ریا ہوتی ہے
مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جھوٹا میلا پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اُسے زاہد سمجھین یا نیلا لباس اور گدڑی کی صوفیانہ جانماز
رکھتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اُس مین کچھ بھی نہ ہو یا پگڑی کے اوپر سے چادر اوڑھے
اور چمڑے کی جرّابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر رکھتا ہے تاکہ لوگ
سمجھین کہ عالم ہے اور ہو نہین لباس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام النّاس کی قبولیّت کا جویا رہتا ہے
اور ہمیشہ پھٹے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو زیفٹ خز جو حلال ہے اُسے پہنو تو یہ امر اُنپر موت سے زیادہ
سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے کہ زاہد زہد سے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ کے نزدیک قبولیّت ڈھونڈھتے
ہین اُن لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پُرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوتے ہین اور اگر لباسِ فاخرہ پہنتے ہین تو
عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ دار لنگیان ہاتھ لگین جیسا صالحون اور زاہدون
کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اُسکا ظاہر دیکھین اور اُس کی قیمت امیرون کے لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ
حقارت سے نہ دیکھین اُن لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ خز یا توزے کا لباس پہن تو گو کہ اُس کی قیمت اُن کی لنگی کی قیمت
سے بہت کم ہوتی ہے مگر اُسے موت کی سختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام
جانین گے کہ زہد اور پرہیزگاری سے وہ پشیمان ہوا اُسے پہن نہین سکتا وہ احمق جب دل مین سمجھتا ہے کہ یہ لباس
حلال ہے اور دینداروں نے اُسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اس قدر نہین جانتا کہ اس
فعل سے خلق کو پوجتا ہے اور شاید کہ جانتا ہو مگر باک رکھتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین
کہ یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب نہ ہلائے تو نہ ہو سکے کیونکہ ڈرتا ہے

ف یعنی ٹوپی اور جامہ نرم و نازک جو کہ مردون سے مخصوص ہین پہنا جائے ۱۲

کہ لوگ نہ جانین گے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے جیسا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین اور بیان
کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علمِ تصوّف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا کر گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے یا آہ کرتا ہے یا غمگین
دکھائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دینِ اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم
ہے اور اُسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دور سے آیا تو اُسکے سامنے اچھی طرح سے
نماز پڑھتا ہے سر جھکا کر رکوع سجود لمبے کرتا ہے اودھر اُودھر نہین دیکھتا یا لوگون کو جتا کر خیرات دیتا ہے اور ایسے بہت سے اُمور ہین اور لوگون کے سامنے
چلنے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلدی جلدی چلتا ہے جب دور سے کوئی نظر
آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید اور شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو
آتے ہین اور مجھ سے برکت لے جاتے ہین اور علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اُسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر
کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی
حضوری مین رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہے اور اس سبب سے اپنے اوپر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریا
بہت ہی آسان ہے ایک راہب تھا اُسنے اس غرض کیواسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اُسکی تعریف کرتے ہین گھٹاتے گھٹاتے ایک چنا اپنی
غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہارِ پارسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ پارسائی خدا ہی کے واسطے کرنا
چاہیے لیکن جو کام عبادت نہ ہو اگر اس کے سبب سے قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص بہت اچھے
کپڑے پہنکر اور نہایت آراستہ ہو کر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنّت ہے کیونکہ اس جمال سے اپنی مروّت ظاہر کرتا ہے پارسائی نہین بلکہ اگر
کوئی شخص علمِ لغت اور علمِ نحو اور علمِ حساب اور علمِ طب کے سبب سے اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی چیز کے سبب سے جو نہ علمِ دین مین
سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلبِ جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز
نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاعت اور عبادت سے نہ ہو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے
گھڑے مین دیکھ کر آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کر لیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ
ویسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہٗ تعالے اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ جب اپنے بھائیون کو دیکھنے جانے لگے
تو اُنکے واسطے تجمل کرے اور اپنے تئین سنوارے ہر چند کہ یہ فعل رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے اصل دین تھا کیونکہ آپ
اس بات کے مامور تھے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ رکھین تاکہ آپ کی طرف لوگ زیادہ میل کرین اور پیروی
کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنّت ہے اُسکے فائدون مین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے
تئین پریشان صورت رکھے گا اور مروّت نہ نگاہ رکھے گا تو لوگ اُس کی غیبت کرینگے اور اُس سے نفرت کرین گے اور وہی خود
اُسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو دو سبب سے حرام ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اُسمین دغا ہے کہ لوگون کو دکھاتا ہے
کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اُسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص نہین ہے اور اگر لوگ جانین گے کہ یہ ہمارے

واسطے کرتا ہے تو اُسے دشمن ٹھہرائینگے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے کہ روزہ نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالےٰ کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندہ کو ایسے کام مین مقصود رکھا جس مین حق تعالےٰ مقصود اور معبود ہوتا ہے اسکی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے سامنے خدمت کے واسطے کھڑا ہوا اور اُسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکھے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کھڑا ہون اور مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکا پن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اُسکے نزدیک بادشاہ کی خدمت سے زیادہ اہم ہوئی اسی طرح جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور حقیقت مین رکوع سجود اور کسی کے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود اُس کی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اُسکی قبولیت بھی مقصود ہے حتّٰی کہ خدا کو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ ریا شرک خفی ہے شرک جلی نہین

ریا کے درجون کا بیان

اے عزیز جان تو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین اصلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے کہ قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے سبب سے بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بھی رکھتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بھی پہلے درجے کے قریب قریب ہے اور خفیف سا قصد اُسے حق تعالےٰ کے غصّہ سے نہ بچائے گا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بھی کرتا لیکن اگر کوئی دیکھتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اُس پر آسان تر ہو جاتا ہے تو ہم یہ اُمید رکھتے ہین کہ اُس سے عبادت باطل اور ثواب حبط نہ ہو جائے لیکن جس قدر ریا ہوگی اسقدر عذاب کرین گے یا اتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین ایک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اس ریا کے سبب سے صحیح سلامت نہ بچ جائے گا بلکہ معذّب ہوگا دوسری اصل اُس چیز کا تفاوت ہے جس مین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اُسکے تین درجے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اس کا انجام کار کافر سے بھی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ منافق باطن مین کافر بھی ہے اور ظاہر مین دغا بھی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین اب کم ہوتے ہین مگر اباحتی لوگ اور جو لوگ ملحد ہوگئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکھتے ہین اور ظاہر مین اُسکے خلاف کرتے ہین یہ بھی منجملہ منافقین ہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے دوسرا درجہ اصل عبادت مین ریا ہوتی ہے جیسے لوگون کے سامنے کوئی شخص بے طہارت نماز پڑھے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ویسی نہین ہے جیسے اصل ایمان مین ریا غرضکہ آدمی جب خلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھے گا تو اُسکا ایمان ضعیف ہوگا اگرچہ کافر نہ ہو جائے گا لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر مین رہے گا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض مین ریا نہ کرے مگر سنّت مین کرے مثلًا نماز تہجد پڑھے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جائے اور عرفہ عاشورہ دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ رکھے تاکہ لوگ اُسکی مذمت نہ کرین یا اُسکی تعریف کرین اور شاید کہے کہ اُسکا کرنا نہ کرنا یکسان ہے کہ یہ مجھ پر واجب نہین ہے اب مجھے ثواب کی کچھ تمنّا نہین ہے چاہیے کچھ عذاب بھی نہ ہو اور ایسا نہین ہے کیونکہ عبادتین خدا کے واسطے ہین اُن مین خلق کا کچھ حصّہ نہین ہے جب خلق

کے واسطے کریگا تو ایسی چیز مین جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو درپیش رکھا اور یہ خدا کے ساتھ دل لگی بازی ہے اور موجب عذاب ہوگا اگرچہ اس شدت سے نہ ہو جس شدت سے فرائض مین ریا کرنے سے ہوتا اور جو سنتین صفات عبادت ہین اُن مین ریا کرنا بھی اُسی کے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے ادھر اُدھر نہین دیکھتا قرأت بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوٰۃ بہتر مال مین سے دیتا ہے روزہ مین زبان کو محفوظ رکھتا ہے گوشہ مین بیٹھتا ہے اور تنہائی مین یہ باتین نہین کرتا ہے تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو لابد کوئی غرض ہوگی اُس کے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اُسے جاہ مقصود ہو تاکہ اس جاہ کے سبب سے کسی فسق اور گناہ کو پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزون سے پرہیزگار بنا کر دکھاتا ہے تاکہ اُسے وقف کی چیزون کا اور قضا اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کر دین کہ وہ اُسمین خیانت کرے یا زکوٰۃ اور صدقہ کا مال اُسے دین کہ مستحقون کو بانٹ دے یا راہ حج مین فقیرون پر نفقہ کر دے یا صوفیون کی خانقاہ مین صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور اُس کی تعمیر مین خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تاکہ بُرے طور پر اُسکے ساتھ مل بیٹھے یا کسی مجلس مین جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی رنڈی یا لونڈے کو گھورے اور مثل اُسکے بہت ہی سخت اور بد مقصود ہین کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اُسکے گناہ مین مرتکب ہوا چاہتا ہے اسی طرح شاید کسی کو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائین وہ اپنا مال صدقہ دے کر پرہیزگاری جتائے تاکہ اس تہمت سے بچے اور لوگ کہین کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اورون کے مال کو کیونکر حلال جانے گا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اُسکی غرض ہو جیسے کوئی واعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھلائے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اُسے دین یا کوئی عورت اُس کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالےٰ کے عتاب مین ہے اگرچہ اُسکا گناہ ویسا سخت نہین جیسا پہلے درجہ والے کا تھا اُسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا حیلہ کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور سعادت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے جب اُسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اُسے کسی چیز کی طلب اور خواہش نہ ہو لیکن اس بات سے حذر کرتا ہے کہ لوگ اُسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ بیہودہ پن اُسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نہ کرے کہ لوگ کہینگے کہ مسخراپن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے باوجود اُن چیزون کے جو درپیش ہین ہمین غفلت کا کیا محل ہے اور حق تعالےٰ اُسکے دل کا دانا ہے حال یہ ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نہ کرتا یا اُسکے سامنے لوگ کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمی کو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ لوگ جانین کہ یہ غیبت نہین کرتا یا لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑھتے ہین

یا دوشنبہ یا پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین اور اگر وہ نہ کرے گا تو اُسے کاہل جانین گے اس خوف سے اُن کی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھے اور پیاسا ہوکر پانی نہ پیے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ نہ جانین کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کھانا کھا جواب دے کہ مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور روزہ نہین یہ جواب دے کر دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر نہ آئے اور پانی پی کر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کھلوا ڈالا اور شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری مان کو نہایت ضعفِ قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو مان ہلاک ہو جائے یعنی اپنی مان کی خاطر کے واسطے روزہ نہین رکھتا یا کہے کہ آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کر سکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین ہوتی ہے تو یہ باتین اور ان کے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی جڑ اکھاڑتے ہین اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا تو آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کہ زیرک اور عالم لوگ اُسکے پہچاننے سے عاجز ہین تو سیدھے سادے عابد کیا بیچارے ہین **جو ریا چیونٹی کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اُسکا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑھے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کی عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑھے اور پڑھنا بہت آسان اور سبک معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اُسے پہچان سکتے ہین بلکہ اُس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ بڑھے آسان بھی نہ معلوم ہو جس طرح ہر شب نماز پڑھتا تھا ویسا ہی رہے اور فی الحال کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جس طرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اُس طرح دل مین ریا ہو اور اُس کا اثر اُسوقت ظاہر ہوگا جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہو اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس بات کی دلیل ہے کہ ریا اُس کے باطن مین پوشیدہ ہے اگر فرحت کو انکار اور کراہت سے دور نہ کرے گا تو اس بات کا خوف رہیگا کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجائے اور دربردہ چاہے کہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اگر صراحةً نہ کہے تو کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کہے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل دکھائے تاکہ لوگ جانین کہ شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے وہ اس طرح پر ہوتی ہے کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے خوش ہو اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے نشاط بڑھے لیکن اگر ریا سے دل خالی نہ ہوگا تو اُس کی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اُس کے پاس پہونچے گا اور پہلے سلام نہ کرے گا تو یہ اپنے دل مین تعجب دیکھے گا اور اگر کوئی شخص اُس کی حرمت اور تعظیم فروگذاشت کرے گا یا خوشی سے اُسکے کام کاج

مین مستعد نہ رہیگا یا خرید فروخت مین اُسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اُسے اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین متعجب ہوگا اور انکار رکھے گا اگر وہ عبادت پوشیدہ نہ کی ہوتی تو یہ تعجب نہ ہوتا تو گویا اُسکا نفس اس عبادت کے سبب سے عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جب تک عبادت کا ہونا اور نہ ہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہ ہوجائے تب تک اُسکا دل ریائے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دے کر لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نہ رکھے گا اور اپنی عزت اور حرمت کا آرزومند نہ ہوگا اور اس امر کا کرنا نہ کرنا اُسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادتِ ابدی کو پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اُسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی اُمید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑھے ہوؤن سے (علماء) کہین گے کیا تمھارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمھارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے تمھین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمھارے اعمال کی جزا تھین جو تم حاصل کر چکے اور تم نے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا ایک شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہوجائے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جس طرح فواحش اور معاصی کو کیونکہ وہ سمجھے ہین کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی اُنکی مثل اُس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور جانتا ہے کہ جنگل مین زرِ خالص ہی چلے گا اور وہان جان کا خطر ہوگا تو وہ زرِ خالص مغربی پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہو اُسے پھینک دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق عاجز نہ ہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص نہین کرتا فردائے قیامت کو خراب رہیگا اور کوئی اُسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جب تک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چار پایہ دیکھتا ہے یا آدمی تب تک ریا سے خالی نہین جناب سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہین کہ جو ریا بالکل پوشیدہ اور تھوڑی ہے وہ بھی شرک ہے یعنی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرنا ہے جب خدائے تعالےٰ کے علم کو بس نہ سمجھا تب تو اوسکے جاننے نے اُسکی عبادت مین اثر کیا

فصل اَے عزیز جان تو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اُسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ ریا سے خالی نہین اور جو خوشی حق پر ہوتی ہے اُسکے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اس خیال سے خوش ہو کہ اُسنے عبادت پوشیدہ رکھنے کا قصد رکھا اور حق تعالےٰ نے اُسکی بےقصدی ظاہر کردی اور گناہ و قصور بہت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور یہ سمجھ کر خوش رہتا ہے کہ اُسپر حق سبحانہٗ تعالےٰ کا بڑا افضل و کرم ہے کہ اُس کی بُرائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی حق سبحانہٗ تعالےٰ کے فضل و کرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف اور قبولیت کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا[1] دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی خوش ہو اور کہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے میری بُرائیان دنیا مین پوشیدہ رکھین تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بھی پوشیدہ رکھے گا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ایسا

[1] کہدو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ساتھ فضل اور رحمتِ خدا کے چاہیے کہ خوش رہین ۱۲۔

کریم ہے کہ اُس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چھپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے کہ یہ سمجھ کر خوش ہو کہ لوگون نے جب اُسکی عبادت دیکھی تو اُسکی پیروی کرینگے اور سعادت کو پہونچین گے حتّیٰ کہ اُسکے واسطے پوشیدہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ اُس نے پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ بے اُسکے قصد کے عبادت ظاہر ہوگئی چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اُسکی عبادت دیکھی وہ اُسکی تعریف کرتا ہے اور اُسکے ساتھ حُسنِ عقیدت رکھتا ہے اور وہ اس تعریف اور عقیدے کے سبب سے حق سبحانہٗ تعالےٰ کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی اطاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون کے نزدیک حاصل ہوئی اُسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطّلع ہو تو بھی ایسا ہی خوش ہو **اُس ریا کا بیان جو عمل باطل کر دیتی ہے** اے عزیز جان تو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بعد یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیالِ ریا عبادت کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب سے اخلاص باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر ریا اصلِ عبادت مین نہ ہو مثلاً ریا کے سبب سے اول وقت آدمی نماز کی جلدی کرے اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور نہ کرتا تو اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیے تو باطل نہ ہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اُسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہوئے مکان مین نماز پڑھے تو فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ گنہگار رہوگا لیکن نفسِ نماز کے سبب سے گنہگار نہ ہوگا اسی طرح یہان پر بھی نفسِ نماز مین ریاکار نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گزرے اور نماز کا اظہار کرے تو پڑھی ہوئی نماز باطل نہ ہوگی لیکن اس خیالِ ریا کے سبب سے معذّب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورۂ بقر پڑھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ عبادت سے اُسے یہی نصیب تھا یعنی جو اظہار کیا ایک شخص نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدّثین نے کہا ہے کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تو نے اظہار کیا تو روزہ باطل ہوگیا اور ہمارے نزدیک ظاہرا یہ معنی ہین کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اُسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کیوقت ریا سے خالی نہ تھا لیکن اگر خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہوگئی پھر ریا سے اسکا باطل ہو جانا بعید ہے اور اس حدیث کے یہ معنی بھی کہتے ہین کہ برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آئے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہو جائیگی مثلاً نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم کی تھی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہ ہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز باطل ہوگی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کھڑا رہنا لوگون کے واسطے ہوا اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکھنے سے خوشی پیدا ہوا اور نماز اچھی طور سے پڑھنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہ ہوگی اگرچہ اس ریا کے سبب سے گنہگار ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اُسکی عبادت دیکھے اور یہ اُسکے سبب سے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اُسکی نماز باطل ہوگی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تھا اور مجھے ظنِ غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائیگی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی نے جناب رسولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ

جب اس سے واقف ہوجاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون تو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے دو اجر ملین گے ایک عبادت
پوشیدہ کا اجر دوسرے علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اُسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم نے اس سے یہ بات مراد لی ہو کہ فراغت کے بعد عبادتِ ظاہر اور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہوجانے
مین حق تعالے کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہم نے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہوسکتے ہین کیونکہ کوئی نہ کہیگا
کہ لوگون کے مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سبب ہے اگرچہ گناہ کا سبب نہ ہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک معنی ظاہر تر
یہ ہین کہ اسقدر جو خوش ہو وہ جب عمل مین زیادتی نہ کرے اور اصل نیت برقرار رہے اور اس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل
نہ ہوگی **ریا کے سبب سے دل کو جو بیماری پیدا ہوجاتی ہے اُسکے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ یہ بڑی بیماری ہے اسکا
بڑا ہی علاج واجب ہے بے کوشش کامل کے یہ بیماری علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ ملی ہوئی ہے
اور دل مین دخیل ہوگئی ہے مشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی صعوبت کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکھتا ہے کہ
لوگ باہم رو و ریا کا لحاظ رکھتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثرون کے ساتھ اس کا بھی شغل
ہوتا ہے تو عادت بچّے کے دل مین اُگنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جب تک عقل کامل ہوجائے اور وہ جانے کہ
یہ ریاکاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہوجاتی ہے اُسکا محو کرنا مشکل ہوجاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے خالی نہین ہوتا
اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرضِ عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک طلب مسہل کہ اس مادّہ کو باطن سے قطع کردے
اور یہ علم و عمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانے کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے اس سبب سے کرتا ہے کہ اُسے
اسوقت کچھ لذّت ہو جب یہ جان لے گا کہ انجام کو اسکا ضرر اس درجہ ہے کہ اُسکی طاقت نہین رکھتا تو اس لذت سے دست بردار
ہوجانا اُسپر آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اُسکا لالچی ہو لیکن اُس سے حذر کریگا اور اصل
ریا اگرچہ بالکل جاہ و منزلت کی محبّت سے جمتی ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا و صفت کی محبّت ہے دوسری جڑ خوفِ مذمت
ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکھنا اسی واسطے تھا کہ اعرابی نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین
اس مرد کے حق مین جو حمیّتِ دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اُسکی مردانگی دیکھین یا اس لیے کہ لوگ اُس کا ذکر
کرین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے جہاد کرتا ہے کہ کلمۂ توحید بلند ہو وہ خدا کی راہ مین ہے
یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب نہ کرے اور مذمت سے نہ ڈرے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندھنے کی رسّی لینے کی نیّت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اُسکے سوا اور کچھ اُسے نہ ملے گا تو یہی تین باتین
ریا کا سبب ہوتی ہین ثنا و صفت کی حرص یاین طور چھوڑنا چاہیے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ بر ملا یون پکارینگے
کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجھے شرم نہ آئی کہ تو نے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے بدلے مین بیچڈالی
اور دلِ خلق کی نگاہداشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ رکھا اور خلق سے نزدیک ہونے کو خدا سے دوری اختیار کی اور

قبولیتِ خدا سے قبولیتِ خلق کو بہتر سمجھا اور خلق کی تعریف حاصل کرنے کو خدا کی مذمت پر راضی ہوگیا حق سبحانہٗ تعالےٰ سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل وخوار نہ تھا کہ تو نے سب کی رضامندی ڈھونڈھی اور اُس کے غصہ کا اندیشہ نہ رکھا جب عقلمند آدمی اس رسوائی اور فضیحتی کو سوچے گا تو سمجھے گا کہ لوگون کی تعریف ان رسوائیون کے برابر نہین ہوسکتی خصوصًا جب یہ سمجھے گا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اُسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بھاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوجائے گی تو اُس کے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیأ اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اُسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون کے ہاتھ پڑا اور محرومون کا ساتھی ہوگیا اور اُسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچھ کیا حالانکہ خود اُن ہی کی رضامندی حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پھر بالفرض اگر سب تعریف ہی کرین تو اُنکے ہاتھ نہ اُسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادتِ دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ فی الحال تو اپنا دل پریشان کرے اور عاقبت کو ایسی لچر غرض کے واسطے حق تعالےٰ کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیے کہ یہ بات اور ایسی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکھے اور طمع کا علاج اس طور پر کرے جو محبتِ مال کے بیان مین ہم نے کہا ہے اور اپنے دل مین یون فرض کرے کہ شاید یہ طمع وفا نہ کرے اور اگر کرے بھی تو منت اور ذلت کے ساتھ اور حق تعالےٰ کی رضامندی دم نقد فوت ہوتی ہے اور خلق کے دل بے حق تعالےٰ کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق کے دلون کو مسخر کردے گا اور نہ حاصل کریگا تو اُسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بھی نفرت کرینگے اور خوفِ مذمتِ خلق کا علاج یون طور کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالےٰ کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجھے کچھ نقصان نہ کرے گی اور معاذاللہ اگر خدا کے نزدیک بُرا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا وصفت کچھ فائدہ نہ دے گی اور اگر اخلاص اختیار کرے گا اور پراگندگیِ خلق سے دل پاک رکھے گا تو حق تعالےٰ سب دلون کو اُسکی دوستی سے آراستہ کردیگا اور اگر ایسا نہ کریگا تو لوگ خود اُسکے نفاق اور اُس کی ریا کو جھٹ پٹ پہچان لین گے اور جس مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پھر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہو ہی گئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندھے رہے گا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائے گا اور انوارِ الٰہی اُسکے دل مین بھر جائین گے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اُسکی لذت کی راہ اُسکے دلمین کھل جائے گی اور علاج عملی یہ ہے اور کارِ خیرات اور طاعات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چھپاتا ہے تاکہ عبادت مین خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہوجائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کرے گا تو اُس پر آسان ہوجائے گا مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگے گا اور ایسا ہوجائیگا کہ اگر خلق دیکھے بھی تو وہ خود خلق سے غافل ہو دوسرا مقام تسکین ہے یعنے جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اُسکو دور کرتا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کرلیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور ثنا وصفت سے بے طمع ہوگیا ہے اور یہ سب چیزین اُسکی نظر مین حقیر ہوگئی ہین لیکن شیطان عبادت مین ریا کے خطرے اور وسوسے ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہوگئی ہے یا امید رہے

کہ اطلاع ہو جائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگون کے نزدیک اُسے منزلت حاصل ہے تیسرا اُس
رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے حتّٰی کہ اُسکے تحقیق کرنے کا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین
کہے کہ مین خلق کی اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے اور مجھے اسی کی اطلاع کفایت کرتی ہے میرا کام خلق کے ہاتھ نہین ہے اگر دوسرا
خطرہ قبولِ خلق کی رغبت مین پیدا ہو تو جو کچھ پہلے فرض کیا تھا اُسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیّت حق تعالےٰ کے رد اور غصّہ کے ساتھ کیا
فائدہ دے گی تاکہ اُس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اُسے قبولِ خلق کی طرف بلاتی ہے یہ کراہت اُس سے
منع کرے گی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اُسی کا مطیع ہو جاتا ہے تو اُن تینون خطرون کے مقابلے مین تین کام
اور کرے ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی لعنت اور غصّہ مین رہے گا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو
دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دلمین کچھ جگہ باقی نہ رہے اور معرفت اور کراہت سامنے بھی نہ آنے پائے
اگرچہ اسکے پہلے اپنے دلمین بہت کچھ فرض کر چکا ہو اور جب ایسا ہو جائے تو شیطان کی جیت ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے
تئین حلم اور بردباری پر قائم رکھتا ہے اور غصّہ کی آفتین اپنے دل مین خوب سوچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصّہ غالب ہو جائے اور
وہ سب بھول جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ ریا ہے لیکن چونکہ خواہش قوی ہو تو کراہت نہ
پیدا ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کراہت بھی ہو لیکن اُس خواہش سے نہ بر آئے اور اُسے دفع نہ کر سکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے
لگے اور بہت عالم ایسے ہوتے ہین کہ جانتے ہین کہ ہم ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان
کی بات ہے لیکن کہتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین تو ریا کو دفع کرنا قوتِ کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوتِ کراہت قوتِ
معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوتِ ایمان کے قدر ہوتی ہے اور اُس کی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہشِ
دنیا کے قدر ہوتی ہے اور اُسکی مدد شیطان سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل اُن دو لشکرِ متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اُسے
ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اُسکے اثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اُسکی طرف بہت میل
کرتا ہے اور یہ مناسبت آگے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اُسپر
بہت غالب ہو گئے باوصف اُسکے شیاطین کے اخلاق اُسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت کے اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی
ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اُسے ایسی جگہ کھینچ لی جاتی ہے جو قسمتِ ازلی سے اُسکے حصّہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا
غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا **فصل** اے عزیز جب ریا کے متقاضی کے ساتھ تو نے خلاف کیا اور دل سے اُسکے ساتھ
کارہ ہوا پھر اگر تجھ مین اُس کی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اُس کے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا کیونکہ وہ تو آدمی کی طبیعت ہے
اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور مقہور اور زیر دست کرے
تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اس پر قادر ہو گیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تو نے اُس کی تعمیل نہ کی تو اس بات کی
دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیر دست ہے حکم الٰہی بجالانے کو اسقدر کافی ہے اور اس خواہش سے تیری کراہت اور

اور مخالفت اُن خواہشون کا کفارہ ہے اُسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمین ایسے وسوسے اور خطرے آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے پھینک دین تو یہ اس سے بہتر ہے اور ہم اُن وسوسون سے کارہ ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان تم نے یہ حالت پائی اُنھون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالےٰ کے حق مین گزرتے تھے اُن سے کراہت کرنا صریح ایمان ہے تبس جب کراہت اُسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وسواس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق اولیٰ محو ہوجائے گا لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور مخالفت شیطان کی قوت پائی تو شیطان اُس کا حسد کرتا ہے اور اُسے بتاتا ہے کہ اُسکے دین کی بھلائی اُسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین مشغول ہوا اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذّت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اُسکی تکذیب کر کے دفع کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اُسمین بھی کچھ وقت ضائع ہوگا اُس کی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصّہ آتا ہے اور اس کی طرف خود التفات ہی نہ کرے اور کامل تر درجہ یہی ہے کیونکہ شیطان جب اُس کی یہ صفت معلوم کرے گا تو اُس سے ناامید ہوجائیگا اس کی مثل اُن چار شخصون کی سی ہے جو طلب علم کے واسطے جاتے ہین اور کوئی حاسد اُن کی راہ مین آکھڑا ہوا ایک کو منع کرے وہ اُس کی نہ مانے اور لڑنے کو مستعد ہوجائے اور اوقات ضائع کرے وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اُسے دفع کردے لڑنے پر نہ آمادہ ہو اور تیسرا دفع کرنے مین بھی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی نہ کرے اور جس طرح چلتا تھا اُسی طرح چلا جائے تاکہ اُسکی تضییع اوقات نہ ہو اور چوتھا اُسکی طرف التفات بھی نہ کرے اور جلدی جلدی چلنے لگے تو اُس حاسد نے اُن دو سے تو کچھ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچھ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتھے سے باوصف اسکے کہ کچھ مراد حاصل نہ کی اُسی کو کچھ زیادتی حاصل کرادی اگر اُن تینون کے منع کرنے سے وہ حاسد نہ پشیمان ہوگا تو اُس چوتھے کے منع کرنے سے تو پشیمان ہوگا اور کہے گا کہ کاش مین منع نہ کرتا تو اولیٰ اور انسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسہ اور جھگڑے مین آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے **اظہار طاعت کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ طاعت کو چھپانے مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پائے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ خلق اُسکی پیروی کرے اور خلق کو خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالےٰ نے دونون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنے اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے ایک دن جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال چاہیے تھا ایک انصاری تھیلی لے آئے جب اُنھین دیکھا تو اور لوگ بھی مال لانے لگے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بھی اُسمین اُسکی متابعت کرین تو اُسے اپنا بھی ثواب ہوگا اور

دوسرون کی موافقت کا بھی اجر ملے گا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانے والا ہے تو پہلے سے اُس کا سامان کرے اور باہر نکلے تاکہ لوگون کو
بھی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجّد کی نماز پڑھتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تاکہ اور لوگ بھی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے
بے خوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار افضل ہے اور اگر شہوت ریا تیز ہو اور دوسرون کو رغبت نہ پیدا
ہو تو اُس شخص کو طاعت پوشیدہ رکھنا اولےٰ ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر کیا چاہتا ہو اُسے چاہیے کہ ایسی جگہ ظاہر کرے جہان
ممکن ہو کہ لوگ اُس کی پیروی کرین اس واسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اُسکے اہل وعیال اُسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین
کرتے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ بازاری لوگ اُسکی پیروی کرتے ہین اور لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے اکثر ایسا ہوتا
ہے کہ ریا کا شوق اُسکے دلمین پوشیدہ ہوتا ہے اور اُسکو دوسرونکی اقتدا کے بہانے سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تاکہ وہ ہلاک ہو جائے ضعیف کی مثل
اُس شخص کی سی ہے جو پیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوبنے لگے دوسرے کا ہاتھ پکڑلے تاکہ دونون ہلاک ہو جائین اور قوی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص
پیرنے مین استاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بھی بچائے یہ انبیا اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ نہ چاہیے کہ ہر ایک اُسکا غرّہ کرے جو عبادت
چھپا سکتا ہے اُسے نہ چھپائے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اُس سے کہین کہ تو اپنی عبادت کو
پوشیدہ رکھ تاکہ لوگ اُس دوسرے عابد کی پیروی کرین اور تجھے ویسا اجر ہو جیسا اظہار مین ہے تو اگر اپنے مین اظہار کی رغبت
پائے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈھونڈھتا ہے ثواب آخرت نہین ڈھونڈھتا اور ایک طریقہ اظہار کا یہ ہے کہ طاعت سے
فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس سے بھی لذّت اور حلاوت ہوتی ہے شاید کہ زیادہ حکایت کرے تو زبان کو نگاہ
رکھنا اور اظہار نہ کرنا واجب ہے تاوقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمّت اُسکے نزدیک اپنے حق مین برابر ہو جائے اور اُن کی رد وقبولیت
یکسان ہو جائے پھر جب یہ جان لے کہ کہنے سے اورون مین رغبتِ خیر کی تحریک ہوتی ہے تو کہے جو بزرگ اہلِ قوت تھے
اُنھون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی نماز
ایسی نہین پڑھی جس مین میرے دل نے اس بات کے سوا اور کوئی بات کی ہو کہ آخرت مین خدا مجھ سے یہ فرمائے گا تو مین
یہ جواب عرض کرون گا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اُسے بالیقین حق جانا امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اُٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان مین
جان لیتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پر اُٹھتا ہون یہ نہین چاہتا
کہ وہ حال بدل جائے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے رسولِ مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نہ اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نہ گایا نہ جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ
نے مرتے وقت کہا کہ مجھ پر نہ رو کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے
کہا کہ قضائے الٰہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گزرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہ ہوتا اور جو کچھ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے میری تقدیر مین
لکھدیا تھا مین اُسی پر خوش رہا سب اہلِ قوت کی باتین ہین ضعیفون کو اسپر غرّہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے

کاموں مین ایسی تہین حکمتین رکھی ہین کہ کوئی اُن تہون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شر کے نیچے ایک خیر ہے کہ ہم اُسکی طرف راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خیر ہین اگرچہ اُس مین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریا کے ساتھ اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھ کر اُنکی پیروی کرتے ہین **حکایت** کہتے ہین کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جس گلی مین جاتے تھے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اُس کی طرف خلق کی رغبت زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی اُن لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑھنا سب چھوڑ دیا اس کتاب کے سبب سے رغبت مین فتور پڑگیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب نہ تصنیف کرتا تو ریاکار اورون پر تصدق ہوجاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور تباہ ہوجاتا ہے اور اورون کو نجات کی راہ بتاتا ہے دُوہا پنڈت بھئے مشعلچی باتین کرے بنائے اورکو بھیجے چاندنی آپ اندھیرے جائے **معصیت چھپانے کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ عبادت کا ظاہر کرنا کبھی ریا ہوجاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب سے ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ فسق و معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہو اُسے چاہیے کہ اُس پر خدا کا پردہ ڈالے رکھے دوسرا عذر یہ ہے کہ جب اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہیگا تو اس امر کی بشارت ہے کہ اُس جہان مین بھی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اُسکے دل کو متشوش کر دیگی عبادت مین خلل پڑ جائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجور ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت ہے اور ملامت سے رنجور ہونا اور اُس سے حذر کرنا حرام نہین ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اُس درجہ کو نہین پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہین ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے ثنا اور صفت کے نہ ہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اُسکے درپے ہونگے اور اُسے ستائینگے اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شر سے حذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ لوگون سے شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان مین سے ہے اور شرم اور ہے ریا اور ساتوان عذر یہ ہے کہ اُسے اس بات کا خوف ہو کہ اگر مین گناہ کو ظاہر کرونگا تو فاسق لوگ میری پیروی کرینگے اور گناہ کرنے پر دلیر ہوجائینگے جب ان نیتون سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھیگا تو معذور ہے اگر اُسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اُسے پرہیزگار جانین تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اُسکا ظاہر و باطن یکسان ہے تو یہ صدیقون کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کرکے کہتا ہے کہ او جی جب خدا کی چوری نہین تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اُسے خلق بھی جانا کرے یہ کہنا نہ چاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کا پردہ اپنے اوپر اور اورون کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے **ریا کے خوف سے کس جگہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اُسکا بیان** اے عزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہین ایک وہ ہے جو خلق سے علاقہ نہ رکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت قضاوت حکومت

تیسری وہ ہے کہ خلق ہیں بھی اثر کرے اور عمل کرنے والے مین بھی جیسے وعظ ونصیحت پہلی قسم مثلاً نماز وروزہ حج تو بخوف ریا ان سے ہرگز دست بردار ہونا نہ چاہیے نہ فرض سے نہ سنّت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا مین آئے یا درمیانِ عبادت مین تو اُسکے دفع کرنے مین کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کرلینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت گھٹائے نہ بڑھائے مگر جہان کہین عبادت کی نیت مطلق رہی نہ ہو اور بالکل ریاہی ریا ہو وہان خود عبادت ہی نہین لیکن جب تک اصل نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھ کھینچنا نہ چاہیے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ خلق کے دیکھنے کے خوف سے عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے اے عزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو عبادت نہ کرے جب اُس سے عاجز آتا ہے تو تجھسے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہ ریا ہے طاعت نہین تا کہ یہ فریب دیکر تجھے عبادت سے باز رکھے اگر تو اُسکی طرف التفات کریگا اور مثلاً لوگون سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائے تو بھی یہی کہیگا کہ لوگ جانتے ہین کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہوگیا اور یہ زہد نہین بلکہ ریا ہے تو اُسکا یہ جواب دے کہ خلق کا دھیان کرکے اُنکے سبب سے عبادت ترک کردینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا مین کرتا ہون اور سمجھتا ہون کہ خلق دیکھتی ہی نہین کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے اپنے غلام کو گیہون دے وہ صاف نہ کرے اور کہے کہ مین ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کرسکتا تو آقا اُس سے کہیگا کہ او بیوقوف اب تو تو نے اصل کام ہی نہ کیا اُسمین بھی تو صاف کرنا حاصل نہین ہوتا تو حق تعالےٰ نے بندون کو اخلاص کا حکم کیا ہے بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلے ہی دست بردار ہوچکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن وہ جو حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا تو قرآن شریف کو گردان دیتے یہ نہ چاہتے کہ یہ شخص دیکھے کہ مین ہر وقت قرآن شریف ہی پڑھا کرتا ہون یہ امر اس سبب سے ہوا ہوگا کہ وہ جانتے تھے کہ جب کوئی شخص آئے تو اُس سے بات کرنا چاہیے اور تلاوتِ قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوتِ قرآن کو پوشیدہ رکھنا اولیٰ جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ کوئی شخص تھا کہ اُسے رونا آتا تو وہ منھ چھپاتا تا کہ لوگ اُسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ بر ملا رونے کو تنہائی مین رونے کے ساتھ نگاہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تھا کہ وہ راستہ پر سے اذیّت کی چیز اُٹھانا چاہتا اور نہ اُٹھاتا تا کہ خلق اُسے پارسا نہ جانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہو کہ خلق اُسے پارسا جانے گی اور دوسری عبادتین اُس پر بے لطف ہوجائینگی لیکن شہوتِ ریا کے خوف کے سبب سے اُس سے حذر کرنا اچھا نہین ہوتا بلکہ اُسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور حذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ نقصان کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے حکومت قضارت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی معصیت ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن نہ ہو کہ مین عدل کرونگا تو اس پر اُن کامون کا قبول کرنا حرام ہے کیونکہ اُن مین بڑی بڑی آفتین ہین یہ نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچھ لذّت نہین ہے اسی مین

لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکھین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور اُسمین نفس پرورش پاتا ہے مُلک رانی اُسی شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہون گا تو بدل جاؤن گا اور معزول ہونے کے خوف سے چکنی چکنی باتین بناؤن گا تو اس صورت مین علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو اُسپر اعتماد رکھے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس جبکہ انصاف کرنے کا وعدہ کرے گا تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل جائے پس جب پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اُسکے بدل جانیکا ظن غالب ہے تو حذر اولی ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا ہے کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پر ہو پھر جب اُنھون نے خود خلافت قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجھے تو حکومت قبول کرنے کو منع فرمایا تھا اور اب آپ نے خلافت قبول کرلی فرمایا مین اب بھی تمھین منع کرتا ہون اُس پر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اُتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بھی اُتر جائیگا تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضاءت مین عدل نہ کرسکے گا اور خوشامد لازم ہوگی تو عہدۂ قضا اور کوئی حکومت قبول کرنا نہ چاہیے اگر قبول کرے گا تو معزول ہوجانے کا خوف خوشامد کے واسطے عذر نہ ہوگا بلکہ عدل کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ معزول کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیے تیسری قسم وعظ اور فتویٰ ہے اور درس دینا اور حدیث روایت کرنا ہے اس مین بھی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ اسمین ریا کا دخل ہوتا ہے یہ حکومت کے قریب قریب ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ و نصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ہے ویسا ہی کہنے والے کو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین کی طرف بلاتی ہے اور ریا سے باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے سامنے آئے تو وعظ و نصیحت چھوڑ دینے مین بحث ہے بعضے علما نے اُس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے لوگ جب فتویٰ پوچھتے تو وہ دوسرے پر حوالہ کرتے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین محدثی کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگانِ سلف نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے صدر نشین بناؤ اور مسند پر بٹھاؤ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھرے کہ تو اُڑ کر ثریا پر پہونچ جائے یعنے تیرا دماغ آسمان پر ہوجائے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھ تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھ تو باتین کر تو ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ ناصح اور محدث اپنے دل پر نظر کرے اگر کچھ نیت طاعت بھی ریا کے ساتھ ملی ہوئی رکھتا ہے تو دست بردار نہ ہو

اور رکھتا رہے اور اس نیت کو اپنے دلمین خوب پرورش کرتا رہے تاکہ قوی ہوجائے اور اس وعظ و نصیحت کا حکم نماز سنّت و نوافل کا سا حکم ہے کہ جب تک اپنے دلمین اصل نیت پاتا ہے تب تک ریا کا خطرہ آنے سے دست بردار نہ ہوجائے بخلاف حکومت کے کہ اسمین جب اندیشہ ہو تو اُس سے بھاگنا اولیٰ ہے کیونکہ باطل نیت بہت جلد غالب ہوجاتی ہے اسی واسطے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ عہدۂ قضا سے دور دور بھاگے عہدۂ قضا انھین ملتا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے لائق نہین ہون پوچھا کیون فرمایا کہ اگر مین سچ کہتا ہون کہ اُسکے لائق نہین تو واقعی اُسکے لائق نہین ہون اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے لائق نہین ہوتا حالانکہ امام ممدوح تعلیم سے نہ بھاگے اور تعلم سے ہاتھ نہ روکا لیکن اگر دل مین کچھ نیتِ عبادت نہین پاتا ہے اور بالکل ریا اور طلب جاہ وعظ و نصیحت کی باعث ہے تو دست بردار ہونا آدمی پر فرض ہے لیکن اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ مین کیا کرون تو ہم دیکھین گے اگر اُسکی بات سے خلق کو فائدہ نہ ہو جیسے وہ شخص جس کا بیان مسجّع مقفّٰی ہو یا بیہودہ باتین اور لطیفے ہون یا ایسی باتین ہون کہ رحمت کے وعدے سے خلق کو معصیت پر دلیر کرین جھگڑا اور خلاف اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یہ باتین حسد اور فخر و مباہات کا تخم دل مین اُگاتی ہین تو اُسے ہم منع کرین گے اور اُسے ایسے کام سے منع کرنا اُس کے حق مین اور لوگون کے حق مین بڑے خیر کی بات ہے اور اگر اُن کا کہنا نافعِ خلق اور شرع کے موافق ہو اور لوگ اُسے مخلص جانین اور اُسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو اُسے ہم یہ اجازت نہ دین گے کہ ان باتون سے دست بردار ہوجائے اسواسطے کہ انکار کرنے مین اور بہتون کا نقصان ہے اور رکھنے مین فقط اُسی کا خسران ہے ہمین سَو آدمیون کی نجات کا خیال رکھنا ایک آدمی کی نجات سے ضرور تر ہے ہم اُسے اور اُن پر سے تصدّق کردین گے اس واسطے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اس دین کی مدد ایسے لوگون کے ذریعہ سے کریگا جنھین دین مین سے کچھ نصیب نہ ہو اس سے یہی لوگ مراد ہین تو اس سے اتنی بات سے زیادہ ہم اور کچھ نہ کہین گے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کرکے ریا سے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین پہلے تو ہی نصیحت قبول کرکے خدا سے ڈر کر پھر اورون کو ڈرایا کر **سوال** اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ واعظ کی نیت پاک اور درست ہے اور اُس کی علامت کیا ہے **جواب** نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ واعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا سے انکار کرکے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اُس شفقت کے سبب سے ہو جو خلق پر رکھتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اُسکا وعظ بہت نافع ہو اور لوگ اُسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اُسکے سبب سے خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوئین مین گر پڑا ہو اور کنوئین کے منھ پر پتھر اڑا ہو اور ایک آدمی مہربانی سے اُسے نکالا چاہتا ہو اور دوسرا آکر پتھر اُٹھا لے اور اُسے پتھر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اُسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہ ہو اور اپنے مین حسد کا اثر دیکھے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اُسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے کہ اگر دنیادار اور حاکم مسجد مین آئے تو واعظ کی تقریر نہ بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات آنے لگے کہ اُسکے سبب سے خلق نعرہ مارے گی اور رونے لگے گی اور اُس بات کی کچھ اصل نہ ہو تو اُسے چھوڑ دے یا اور ایسی باتین

اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکھے اور کراہت نہ معلوم ہو تو ریاکار ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اُسکی اور نیت بھی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہوجائے **فصل** بسا اوقات لوگون کے دیکھنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے ریا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکھتا ہو اور لوگون کے سبب سے وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہوجائے مثلاً کوئی شخص اپنے گھر مین ہے اور نماز تہجد اُسپر دشوار ہو کہ اپنی جورو کے ساتھ مشغول رہتا ہے یا باتین کیا کرتا ہے یا بچھونے بچھے رہتے ہین جب اور کسی کے گھر جائے تو یہ موانع جاتے رہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہو یا اجنبی مکان مین جا پڑے اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکھے کہ سب نماز پڑھتے ہین اُسے خوشی حاصل ہو اور کہے کہ لاؤ مین بھی اُن کا ساتھ دون کہ مین بھی اُن کی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہ ہو جہان لوگ روزہ رکھتے ہین یا کھانے کا سامان نہین ہے تو روزہ کا شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑھتے دیکھے اور گھر مین سستی کرتا ہے اُنھین دیکھ کر شریک ہونے کے شوق سے سستی جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ بھی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح پڑھنے لگے ان سب صورتون مین ممکن ہے کہ ریا نہ ہو اور شیطان اُس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبتِ خیر اور زوالِ موانع کے سبب سے نہین اور شیطان کہے کہ تو یہ عبادت کر یہ رغبت تو تجھ مین تھی ہی مگر مانع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اُسکی شناخت یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اُسے نہ دیکھین اور وہ اُن لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اسی طرح برقرار رہے تو رغبتِ خیر کا سبب ہے اور اگر برقرار نہ رہے تو ریا سے دست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبتِ خیر بھی اور محبتِ ثنائے خلق بھی تو دیکھے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اُسی پر اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنے اور لوگون کو روتے دیکھ کر خود بھی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہین ہے کیونکہ لوگون کا رونا دل کو رقیق کر دیتا ہے جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اُسے بھی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلانے لگتا ہے اور کبھی اصل رونا تو رقّتِ دل کے سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم واندوہ کے سبب سے گر پڑے اور فوراً اُٹھنے کی قدرت حاصل ہوجائے لیکن نہ اُٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچھ اصل نہ تھی تو اصل مین ریاکار نہ تھا اب ریاکار ہوجائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اُسے یاد آیا ہو لوگون کو عبادت مین دیکھ کر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبھی ریا کے سبب سے بھی ہوتے ہین تو ان خطرون کو دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ پائے تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اُسکی نجاست

باطنی پر حق سبحانہٗ تعالےٰ مطلع ہے اور وہ خدا کے غصّہ غضب مین ہے حتّٰی کہ اُس خطرہ کو اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو۱ **فصل** اے عزیز جان تو کہ جو کام عبادت ہے مثلاً روزہ نماز اسمین اخلاص واجب ہے مثلاً کسی مسلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض و رنیت کو درست کرنا چاہیے اور اس مسلمان سے کچھ شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نہ رکھے علیٰ ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلاً شاگرد سے یہ توقع رکھے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے مؤدّب چلے یا میری خدمت کرے تو معلّم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائے گا لیکن اگر معلّم خدمت کی کچھ امید نہ رکھے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولیٰ یہ ہے کہ معلّم اس خدمت کو قبول نہ کرے اور قبول کریگا تو چونکہ اُسے خدمت مقصود نہ تھی تو ظاہرا اُسکا ثواب حبط نہ ہوگا بشرطیکہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اُسکے انکار سے معلّم متعجب نہ ہو لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حتّٰی کہ ایک بزرگ کنوین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسی لائے اُنھون نے قسم دلائی کہ جسنے مجھ سے حدیث سنی اور قرآن پڑھا ہو وہ رسی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے کہ یہ عوض ثواب کو باطل کردے گا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لیگیا اُنھون نے نہ لیا اُس شخص نے کہا کہ مین نے آپسے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بھائی نے تو سنی ہے مین ڈرتا ہون کہ مبادا میرا دل اور ونکی بہ نسبت اُسپر زیادہ مہربان ہو جائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیانؒ کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرا باپ آپکا دوست تھا اور حلال کھانے والا تھا اب یہ میراث حلال ہے مجھ سے قبول فرمائیے جب قبول کی اور وہ شخص رخصت ہوگیا تو اپنے بیٹے کو اُسکے پیچھے پیچھے بھیجا اور تھیلیان پھیر بھیجین کہ اُنھین یاد آیا کہ اس شخص کے باپ کے ساتھ للہ دوستی تھی اُنکے بیٹے کہتے ہین کہ مین جب پھر آیا تو مجھے صبر نہ تھا مین نے اپنے باپ سے کہا کہ آپکا دل پتّھر کا ہے کہ صریحًا آپ دیکھتے ہین کہ مین عیالدار ہون اور میرے پاس کچھ نہین ہم پر آپ رحم نہین کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیے اور قیامت مین مجھ سے باز پرس ہو مجھے یہ طاقت نہین ہے اسی طرح شاگرد کو بھی چاہیے کہ علم سیکھنے سے اُسے فقط رضائے الٰہی مطلوب ہو اور معلّم سے کچھ امید نہ رکھے اور شاید کہ یہ سمجھے کہ اگر معلّم سے اپنی اطاعت ظاہر کرونگا تو درست ہے تاکہ وہ تعلیم مین کوشش کرے یہ خطا ہے اور عین ریا ہے بلکہ چاہیے کہ معلّم کی خدمت کرنے سے حق تعالےٰ کے نزدیک منزلت چاہے معلّم کے نزدیک نہین اسی طرح مان باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھے اور اپنے تئین اُنکے سامنے پارسا نہ بنائے تاکہ اُس سے وہ خوش ہون اسواسطے کہ یہ درم نقد گناہ ہے غرضکہ جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو اُسے اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے واللہ اعلم ۲

نوین اصل تکبر اور عُجب کے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ تکبر اور اپنے تئین بزرگ جاننا بُری خصلت ہے اور حقیقت مین حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ خصومت ہے

۱ پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے خشوع سے نفاق کے ۱۲ ۲ جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو وہ کام خلوص کے ساتھ کرنا چاہیے ۱۲

کیونکہ بڑائی اور بزرگی اُسی کو سزاوار ہے پس اسی وجہ سے قرآن شریف مین جبار اور متکبر آدمی کی مذمت تکرار ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اور فرمایا ہے اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ اور رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ جنّت مین نہ جائے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اُسکا نام متکبّرون مین لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبّرون کو ہوتا ہے وہی اُسے بھی ہوگا حدیث شریف مین ہے کہ حضرت سلیمان علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام نے دیو پری پرند آدمی سب سے حکم فرمایا کہ باہر نکلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے اُنھین لیا اور آسمان تک لے گئی حتّٰی کہ انھون نے فرشتون کی تسبیح سنی اور وہان سے زمین پر لائے حتّٰی کہ قعرِ دریا مین پہونچے پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرّہ بھی کبر سلیمان کے دل مین ہوتا تو ہوا مین لیجانے کے قبل اُسے بھی مین زمین کے اندر پہونچا دیتا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبّر لوگون کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اس ذلّت کے سبب سے جو اُنھین حق تعالےٰ کے سامنے ہوگی لوگون کے پاؤن کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین ایک غار ہے اُسے ہب ہب کہتے ہین اللہ تعالےٰ گردن کشون اور متکبّرون کو اُس غار مین ڈالے گا حضرت سلیمان علیہ السّلام فرماتے ہین کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصّلوٰۃ والثّنا نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا زمین پر لٹکاتا ہوا تکبّر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالےٰ اُس کی طرف دیکھتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ ایک بار ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین دیکھتا تھا حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اُسے زمین کے اندر دھنسا دیا اور اب تک دھنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جائے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے قدم اُٹھائے وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کو اپنے اوپر غصّہ مین دیکھے گا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک بیٹے کو ناز سے ٹہلتے دیکھا اُسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری مان کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ مسلمانون مین اُسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مہلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے چلتے ہین کہا اے بندۂ خدا خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا باربردار ہے

تواضع کی فضیلت کا بیان

رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی کی حق تعالےٰ نے اسکی عزّت بڑھادی اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اُسکے سر پر ایک لگام دو فرشتون کے ہاتھ مین نہ ہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اُس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بارِ خدایا اسے سربلند رکھ اور جب تکبّر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بارِ خدایا اسے سرنگون رکھ اور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو عاجز نہ ہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پر

ن جس گناہ کو عبادت مفید نہیں ہوتی وہ کبر ہے ۱۲

ف۱ اسی طرح مُہر کردیتا ہے اللہ اوپر ہر دل تکبر کرنے والے جبر کرنے والے کے ۱۲ ف۲ اور خراب ہوا ہر جبر کرنے والا ۱۲ ف۳ تحقیق کہ پناہ مانگی مین نے اپنے پروردگار اور تمھارے پروردگار سے ہر غرور کرنے والے سے جو یقین نہین رکھتا قیامت کے دن کا ۱۲ ف۴ فروتنی ۱۲

رحم کرے اور حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابوسلمہ مدنی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ ایک دن جناب سرور کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرتے کو آپ کے
سامنے دودھ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکھا اور میٹھاپن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے عرض کی کہ
یا حضرت اُسمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھ دیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن جو شخص خدا کے
واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالےٰ اُسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبّر کرتا ہے تو حق تعالےٰ اُسے حقیر کر دیتا ہے اور جو شخص
بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالےٰ اُسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے حق تعالےٰ اُسے محتاج رکھتا ہے اور جو
خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالےٰ اُسے دوست رکھتا ہے ایک بار ایک فقیر بیمار دلفگار نے سلطانِ دارین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حجرۂ منوّرہ کے در انور پر سوال کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاصہ نوش فرماتے تھے اُسے بلا لیا سب لوگون نے اپنے
تئین اُس سے سمیٹا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنی ران پر بٹھا لیا اور فرمایا کھاؤ اہلِ قریش مین سے ایک شخص نے
اُسکی تحقیر کی اور کراہت سے اُسکی طرف دیکھا وہ اُسی بیماری مین مبتلا ہو کر موا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ
تعالےٰ نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون خواہ نبی اور بادشاہ ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست
جبرئیلؑ تھے اُنکی طرف مین نے دیکھا اُنھون نے کہا کہ آپ فروتنی کیجیے مین نے حق سبحانہٗ تعالےٰ کی جناب مین عرض کی کہ مین
چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ مین اُس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی
کی تواضع کرے اور میرے بندون کے ساتھ تکبّر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے
اور اپنے تئین میرے واسطے خواہشون سے باز رکھے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقویٰ مین ہے
اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہلِ تواضع ہین وہ نیکبخت ہین
کہ قیامت مین وہ صاحبِ منبر ہون گے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان صلح کرین فردوس اُن کا مقام ہوگا اور وہ
لوگ نیکبخت ہین جن کا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالےٰ کا دیدار اُن کا ثواب ہے اور رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے جسے نعمتِ اسلام عنایت فرمائی اور اُس کی صورت اچھی بنائی اور اس کا حال ایسا نہ کیا کہ اُس سے
ننگ و عار رکھنا چاہیے ہو اور ان صفتون کے ساتھ اُسے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے ایک شخص کے
چیچک نکلی تھی وہ آیا لوگ کھانا کھا رہے تھے وہ جس شخص کے پاس بیٹھتا وہ شخص اُسکے پہلو سے اُٹھ جاتا رسولِ مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسے اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا ہے کہ مین اُس شخص کو نہایت دوست رکھتا ہون جو حاجت کی چیزین ہاتھ مین
لے کر اپنے گھر جاوے تاکہ اسکے گھر والون کے واسطے روزی ہو اور اپنے ہاتھ مین لے جانے سے اُس شخص کا کبر ٹوٹے صحابہ
رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تم مین ایمان کی حلاوت نہین دیکھتا اُنھون نے عرض
کی کہ یا رسولؐ اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے کہ جب فروتن کو دیکھو تو فروتنی کرو

اور جب متکبر کو دیکھو تو تکبّر کرو تاکہ اُسکی حقارت اور ذلّت ظاہر ہو تواضع کے باب مین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ اُم المومنین حضرت
بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ فاضلترین عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل
رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ تواضع اُس کا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا جاہل ترین خلق
ہو حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اُس سے مرتبہ
مین گھٹ کر رکھے تاکہ وہ معلوم کرے کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اپنی کچھ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھ سے زیادہ دنیا
رکھتا ہو اُس سے اپنے تئین بالاتر رکھے تاکہ اُسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اُسکی کچھ قدر نہین حق سبحانہٗ
تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰؑ مین جب تجھے کوئی نعمت بھیجون تو اگر تو تواضع سے اُسکا استقبال
کرے گا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت کرونگا حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المومنین
تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین تیری بزرگی سے شریف تر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے
یا امیر المومنین حق سبحانہٗ تعالےٰ جسے مال جمال حشمت عطا فرمائے اور وہ شخص مال مین اورون کی غمخواری کرے اور حشمت
مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے دفتر مین اُس کا نام خالصون مین لکھتا ہے خلیفہ
ہارون رشید نے قلم دوات منگوا کر یہ لکھ لیا حضرت سلیمان علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنی مملکت مین صبح کو تونگرون کی
احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین مسکینون کے ساتھ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند
بزرگانِ دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے
اُسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے
کہ اے لوگو تم مین جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو مین سب سے پہلے باہر نکل آؤنگا میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہ ہوگا
حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالکؒ کی بزرگی اسی سے ہے ایک شخص حضرت شبلی
رحمہ اللہ تعالےٰ کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اس سے پوچھا انت یعنے تو کیا چیز ہے اُسنے جواب دیا کہ
مین وہ نقطہ ہون جو حرفِ با کے لگا ہو یعنی اُس سے اُتر کر کوئی چیز نہین حضرت شبلی نے فرمایا اَبَادَ اللہِ شَاہِدَکَ
یعنی خدا تجھے میرے سامنے سے اُٹھائے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئین اخیر جگہ پر رکھا ایک بزرگ نے امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب مین دیکھا عرض کی مجھے کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا کہ ثواب آخرت کے واسطے فقیرون
کے سامنے امیر کی تواضع کیا اچھی چیز ہوتی ہے اور فضلِ خدا پر بھروسہ کرکے امیرون کے ساتھ فقیرون کا تکبّر اس سے بھی بہتر ہے
حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہو جاتا ہے اور کمینہ اور سفیہ جب
پارسا ہوتا ہے تو اُسمین تکبّر پیدا ہو جاتا ہے حضرت بایزید قدّس سرّہٗ کہتے ہین کہ بندہ جب تک کسی کو اپنے سے بدتر جانتا ہے
تب تک متکبّر ہے حضرت جنید قدّس سرّہٗ نے ایک دن جمعہ کی مجلس وعظ مین کہا کہ اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ اخیر

ف بندہ جب تک اپنے سے کسی کو بدتر جانتا ہے تب تک متکبر ہے ۱۲

زمانہ مین قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو اُن سب مین کمتر ہو تو مین مجلس مین تمھارے سامنے وعظ کہنا روا نہ رکھتا حضرت جنید قدس سرہٗ کہتے ہین کہ اہلِ توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اُتارے جب اُتارنے کی حاجت ہوگی تو جب تک اُتارے گا تب تک آدمی نے اپنے تئین مرتبۂ عالی پر رکھا ہوگا جب آندھی آتی یا بادل گرجتا تو حضرت عطائے سلمی رحمہ اللہ تعالےٰ حاملہ عورت کی طرح اپنا پیٹ پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی ہے سب میری شومی ہے کچھ لوگ حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گئے جا کر فخر کرنے لگے اُنھون نے فرمایا کہ میری ابتدا تو نطفہ ہے اور انتہا ایک مردار پھر ترازو کے پاس لیجائین گے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو مین بزرگ ہون ورنہ ذلیل اور کمتر ہون **تکبر کی حقیقت اور آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ تکبر بُرا خُلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہوتے ہین لیکن اُنکا اثر ظاہر مین پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے تئین اوروں سے فائق اور بہتر جانے اور اس سبب سے خوش ہو ہو کر پھولے تو جو ہوا اُسے پھلاتی ہے اُسے تکبر کہتے ہین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَعُوذُبِكَ مِنْ نَفْخَةِ الْكِبْرِ یعنے اے اللہ مین کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہون آدمی مین جب یہ ہوا بھرتی ہے تو لوگون کو اپنے سے کم جانتا ہے اور اپنا خادم جان کر اُنھین دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی نہ جانے اور کہے کہ بھلا تو بیچارہ کیا ہے جو میری خدمت کے لائق ہو جیسا کہ سلاطین ہر کسی کے واسطے نہین مانتے کہ اُنکی آستانہ بوسی کرے اور اپنے تئین اُنکی طرف اضافت کرکے بندہ لکھے گویا بادشاہون کے واسطے مانتے ہین اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑھ گیا کیونکہ وہ سب کو بندگی اور سجود کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور اگر تکبر مین اس درجے کو نہین پہونچتا تو چلنے اور بیٹھنے مین پیشی ڈھونڈھتا ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اُسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اُسکے تئین تعلیم کیجیے تو غصّہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالےٰ کے آگے گردن نرم نہ رکھے اور لوگون کو چشمِ حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالےٰ کے درمیان مین بڑی آڑین ہین ان سے سب بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواجگی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نہ کرسکے گا یہ شرطِ ایمان نہین ہے اور کسی کے ساتھ فروتنی نہ کرسکے گا یہ متقیون کی صفت نہین ہے اور کینے اور حسد سے دست بردار نہ ہوسکے گا غصّہ کو نہ روک سکے گا اور زبان کو غیبت سے نہ بچا سکے گا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نہ کرسکے گا اسواسطے کہ جو شخص اُسکی تعظیم نہ کریگا اُسکی طرف سے کچھ نہ کچھ اپنے دل مین لائے گا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام دن اپنے پیچھے اور اپنی خودپرستی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہے گا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہ ہوگا تاکہ اپنا کام لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بہشت [illegible] کی بو نہ سونگھے گا تا وقتیکہ اپنے تئین فراموش نہ کرے بلکہ دنیا کی راحت بھی نہ پائے [illegible]

خوشبو سونگھا چاہے تو اپنے تئین ہر فردِ بشر سے گھٹ کر جان کہ بوئے بہشت سونگھے حق سبحانہ تعالیٰ اگر کسی کو بینائی عنایت کرے تاکہ وہ متکبّر جو باہم ملتے ہین اُنکے دل دیکھے تو وہ کسی گھورے مین وہ نجاست اور عفونت نہ دیکھے گا جو اُن متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ اُنکا باطن تو کتّون کی صورت ہوگیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوار رہے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو اُنس ہوتا ہے وہ متکبّرون کو ہرگز نہین ہوتا بلکہ اے عزیز تو جس شخص کو دیکھے گا تو راحت جب ہی پائے گا کہ تو اُس شخص مین بالکل فنا ہو جائے اور ہمہ تن اُسکی تعظیم ہو جائے تاکہ دوئی اُٹھ جائے اور یگانگی پیدا ہو جائے یعنی وہ رہے تو باقی نہ رہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالےٰ کی ذات مین فنا ہو جائین اور اپنی طرف التفات ہی نہ کر اور کمال یہی ہے اور اُس یگانگی سے کمالِ راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہے گی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے **تکبّر کے درجون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعض تکبّر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور جسپر تکبّر ہوتا ہے اُسکے تفاوت سے تکبّر مین تفاوت پیدا ہوتا ہے اور تکبّر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا درجہ وہ تکبّر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود فرعون ابلیس کا تکبّر اور اُن کا تکبّر جنھون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور بندگی سے ننگ و عار رکھی اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنے نہ عیسےٰ بندگی سے ننگ و عار رکھتے ہین نہ ملائکہ المقربین دوسرا درجہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر تکبّر ہے جیسا کفارِ قریش نے کیا اور کہا کہ ہم اپنے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائینگے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کر کے کیون نہ بھیجا اور مردِ محتشم کو کس واسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ[1] یہ کفار دو گروہ تھے ایک گروہ کا تکبّر تو اُن کا حجاب ہوگیا حتےٰ کہ اُنھون نے خود تفکر نہ کیا اور نبوّت کو پہچانا ہی نہین جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبّرون کو راہ نہین دیتا ہون تاکہ وہ آیاتِ حق دیکھین اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تھا کبر کے سبب سے اقرار کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا جیسا کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَا اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا[2] تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبّر کرے اور اُنھین چشمِ حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین اُن سے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ ان دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی دو سبب سے بُرا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار مین اپنا کوئی کام نہین اُسے کہان سے بزرگی کا دعوےٰ پہونچے گا تاکہ اپنے تئین سمجھے کہ مین کچھ ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانے گا تو خدا کی صفت مین اُسکے ساتھ منازعت اور دعویداری ہوگی اُس متکبّر کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج

---

[1] اور کہا انھون نے کیون نہ اتارا گیا یہ قرآن اوپر کسی مرد بزرگ کے ان دو گاؤن والون مین سے یعنے مکہ اور طائف ۱۲ [2] اور سبھون نے آیات خدا کا انکار کیا ظلم اور بڑائی کی وجہ سے حالانکہ ان کے نفسون کو اس کا یقین تھا ۱۲

اپنے سر پر رکھ کر تختِ سلطنت پر بیٹھے اے عزیز دیکھ تو کہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسی واسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاۗءُ رِدَآئِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْهِمَا قَصَمْتُہٗ یعنے عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اُسے ہلاک کر دیتا ہون چونکہ خالق کے سوا اور کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہین پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کرے گا اُس نے خالق کے ساتھ منازعت کی جیسے کوئی شخص بادشاہ کے خاص غلامون کو ایسے کام کا حکم کرے جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہ ہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبر اورون کی حق بات قبول کرنے سے آدمی کو باز رکھتا ہے حتّٰی کہ جو لوگ متکبر ہوتے ہین وہ دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تکبر دوسرے سے انکار کروا تا ہے قبول نہین کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون اور منافقون کی عادت ہے جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کفّار کا مقولہ قرآن مین آیا ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنے جب اُس سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین بڑا جاننا اور عزت دار سمجھنا اُس سے گناہ پر اصرار کراتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہین کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایک دن جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھا اُس نے کہا مین نہین کھا سکتا آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ تکبر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا پس اُسکا ہاتھ پھر ہل ہی نہ سکا اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط کہانی کے طور پر نہین فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تکبر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر ہی کے سبب سے کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور تکبر نے اُسے اس درجہ پر پہونچا دیا کہ اُس نے حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی اور سجدہ نہ کیا اور ملعون ابدی ہو گیا **تکبر کے اسباب اور علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو کوئی تکبر کرتا ہے اسی سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین ایسی صفتِ کمال جانتا ہے کہ اورون مین گویا وہ نہین ہے اور وہ سات سبب ہین **پہلا سبب** علم مین تکبر ہے کہ عالم جب اپنے تئین کمالِ علم سے آراستہ دیکھتا ہے تو اورون کو اپنے بہ نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبر اُس پر غالب ہو جاتا ہے اس کا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت اور رعایت اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہے اور اگر وہ لوگون کی طرف دیکھتا ہے یا کہین دعوت مین جاتا ہے تو احسان جتاتا ہے اور عاقبت کے کامون مین خدا کے نزدیک اپنے تئین اُن سے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی قوی امید رکھتا ہے اور اُن لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے طفیل مین دوزخ سے نجات پائین گے اسی واسطے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

لہ نہ سنو تم قرآن کو اور بیہودہ باتین بکو تم اس کے سننے مین شاید کہ غالب ہو جاؤ تم ۱۲ ؎ مین بہتر ہون آدم سے کہ پیدا کیا ہے تو نے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے تو نے اُسے مٹی سے ۱۲

نے فرمایا اٰفَۃُ الْعِلْمِ الْخُیَلَاءُ یعنے اپنے تئین بڑا جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولے تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطرِ آخرت کو معلوم کرے اور صراطِ مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جسنے اُسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اُس سے دور اور مقصر جانتا ہے اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اُسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑھتا ہے درد و مصیبت بھی بڑھتی ہے لیکن علم سیکھنے سے لوگون کا تکبر جو بڑھ جاتا ہے اُس کے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علمِ حقیقی جو علمِ دین ہے اُسے نہین سیکھتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اُسکے سبب سے آدمی اپنے تئین اور راہِ دین اور راہِ حق کی گھاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالےٰ سے جو حجاب اور آڑ ہے اُسکو پہچانتا ہے اور اُسکے سبب سے درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ کا علم سیکھتا ہے تو اُس سے تکبر ہی بڑھتا ہے قریب ترین علم علمِ فتاوی ہے اور دنیا مین خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علمِ دنیا ہے اگرچہ دین کو اُسکی احتیاج ہے اُس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علمِ فتاوے پر آدمی اٹک جائے اور دوسرے علمون یعنی علمِ سلوک و تصوف کو ترک کر دے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہو جاتا ہے مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۞ اے عزیز علماءِ ظاہر کو دیکھ لے کہ اُنکا کیا حال ہے اسیطرح طیارات واعظین کا علم اور اُنکی مسجع اور بے فائدہ باتین اور اُن باتون کی تلاش جن کے سبب سے خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جن کے سبب سے مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجھین کہ یہ باتین دین کی راہ ہین یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دلمین بوتے ہین اُنکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑھتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑھتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علمِ نافع پڑھے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اس قسم کے علوم جو اس کتاب مین اور احیاء العلوم مین ہم نے بیان کیے اور پھر بھی متکبر رہے تو اُسکا سبب یہ ہے کہ دراصل اُسکا باطن خبیث ہے اور اخلاقِ بد رکھتا ہے اور پڑھنے سے بیان ہی کرنا اُسے مقصود ہوتا ہے کہ اُسکے سبب بڑائی حاصل ہو اُسے برتنا اور اسپر عمل کرنا مقصود نہین ہوتا تو جب علم اُسکے باطن مین جاتا ہے تُسکے باطن ہی کی صفت پر ہو جاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے معدہ کے خلط کی صفت پر ہو جاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جس نبات مین پہونچتا ہے اسی کی صفت کو بڑھاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑواہٹ بڑھ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ ہو جاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اُن کے حلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑھے اور جو کچھ ہم جانتے ہین وہ کون جانتا ہے یہ فرماکر آپ نے اصحابؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنے میری اُمت ہین اور سب دوزخی ہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم متکبر علما مین سے نہ ہو جاؤ کہ اُس وقت تمھارا علم تمھارے جہل کو وفا نہ کرے گا اور حق تعالےٰ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تھے حتّٰی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک بار امامت کی پھر کہا کہ دوسرا امام ڈھونڈھو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تم سے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے نہ چھوٹے تو اور لوگ کیونکر چھوٹ سکین گے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پائین گے بلکہ ایسا عالم بھی نادر ہے جو اس صفت کو جانے کہ مذموم ہے اُس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی کو کسی لائق نہین جانتا ہون اُس کی حقیقت نہین سمجھتا بلکہ اُس کی طرف دیکھتا بھی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو اس بات کی آگاہی حاصل ہو تو اُسکو نہایت عزیز جاننا چاہیے اُس کی زیارت بھی عبادت ہے اُسکے واسطے سبکو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ ایک زمانہ آئیگا اُس زمانہ مین جو شخص تمھارے اعمال کا دسوان حصہ بھی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو نا امید ہو جانیکا خوف تھا لیکن اُس زمانہ مین تھوڑا نیک عمل بھی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار مددگار نہ رہا اور حقائق دین مندرس ہو گئے اور جو شخص یہ راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے یار نہین رکھتا اُسکا رنج دونا ہوتا ہے تو ناچار تھوڑے ہی پر قناعت کرتا ہے دوسرا سبب زہد اور عبادت ہین تکبر ہے کیونکہ عابد زاہد صوفی پارسا تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے حتّٰی کہ جانتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کرنا اورون کے حق مین بہتر ہے گویا کہ اپنی عبادت کے سبب سے لوگون پر احسان رکھتے ہین اور شاید یہ بھی جانتے ہون کہ اور لوگ تباہ ہونے والے ہین مغفور اور رستگار ہم ہی ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص انھین ستائے اور اتفاقًا اُسے کوئی آفت پہونچ جائے تو کہتے ہین کہ دیکھو یہ ہماری کرامت ہے کہ ہمارے ساتھ جو بے ادبی کی یہ اُسی کا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہوے وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اُسنے لوگون کو چشم حقارت سے دیکھا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے اس حقیر جاننے والے مین اور اُس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بھائی سے برکت لے اور اُسے اپنے سے بہتر جانے اور خدا کے واسطے اُسے دوست رکھے اور اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالے اُس عابد کا درجہ اُن لوگون کو دیدے اور عبادت کی برکت سے اُسے محروم رکھے حکایت بنی اسرائیل مین ایک مرد تھا کہ اُس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا اور ایک شخص تھا کہ اُس سے زیادہ کوئی فاسق نہ تھا وہ عابد بیٹھا تھا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اُسکے سر پر سایہ کر لیا فاسق نے اپنے جی مین کہا کہ مین بھی جاکر اس عابد کے پاس بیٹھون شاید حق تعالے اُسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اُس کے پاس جاکر بیٹھا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرے برابر بیٹھا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے اُٹھ چلدے فاسق بیچارہ اُٹھا اور چل نکلا وہ ابر بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوگیا اُس زمانہ مین جو رسول تھے اُن پر وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سرے عمل کرین کیونکہ جو کچھ فاسق نے گناہ کیے تھے وہ اُسکے نیک ایمان کے سبب سے ہم نے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تھی وہ اُسکے تکبر کے سبب سے ہم نے چھین لی ایک شخص نے ایک عابد کی گردن پر پاؤن رکھا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اُٹھا ورنہ قسم خدا کی خدا تجھ پر رحمت نہ کریگا اُس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے عابد سے کہدو کہ اے شخص تو میرے اوپر قسم کھاکر تحکم کرتا ہے کہ مین اُسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجھ ہی کو نہ بخشون گا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالے اُس ستانے والے پر رحمت

نہ کرے گا اور شاید کہہ بیٹھے کہ یہ ستانے والا بہت جلدی اس گستاخی کی سزا پائیگا اور اگر کوئی آفت اُسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تم نے دیکھا اُسپر کیا گذری یعنی یہ میری کرامت ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالے نے ان سے انتقام نہ لیا اور بعضون کو دولتِ اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون کہ حقتعالی میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پر جو کچھ آفت آتی ہے تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومیِ نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ مجھ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبّر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکھتا ہے اور اُس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کر لیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اُسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی وجہ سے ضائع کیا کیونکہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف کرتے تھے اتفاقاً وہ بھی وہان آپڑا اصحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ جس مرد کی تعریف کرتے تھے وہ یہی ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اُسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کبھی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجھسے بہتر کوئی نہین اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہان آتا ہے تو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوّت سے اس خبث کو اُسکے باطن مین دیکھا اور اُسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے تکبّر بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجے کے ہین پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو اس سے پاک نہ کر سکے مگر کوشش اور تکلّف کرکے فروتنی کرتا ہے اور اُس شخص کے ایسے فعل کرتا ہے جو اوروں کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اُسکے قول و فعل سے تکبّر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبّر کا درخت اپنے باطن سے نہ اُکھاڑ سکے گا لیکن اُسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکھے تاکہ اظہارِ کبر نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اُسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو اُس کے تکبّرِ باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقامِ صدر ڈھونڈھتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو عالم ہو تو ایک ہی طرف اپنا سر رکھتا ہے جیسے لوگون سے ننگ و عار رکھتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑھائے رہتا ہے گویا لوگون پر غصّہ مین ہے یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم و عمل نہ سر پھیرنے مین ہے نہ ترشروئی مین بلکہ دل مین ہے اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اُسکا نور ہے کیونکہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم اور متّقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف بے مسکرائے ہوئے اور کشادہ پیشانی کیے ہوئے نہ دیکھتے تھے حق تعالے نے آپسے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کی رحمتون مین سے یہ بھی

لہ اور جھکا اپنا بازو واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن مسلمانون کے جو تیرے پیرو اور تابع ہوئے ۱۲

ف عالمون اور عابدون کے واسطے تکبر بڑی آفت ہے ۱۲

تم پر ایک رحمت تھی کہ تم سبھون کے ساتھ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تم سے نفور اور کنارہ کش نہ ہوئے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ زبان سے تکبّر اظہار کرکے فخر اور خودستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا شخص کیا بیچارہ
ہے اور اُسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدّہر قائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے وہ ہلاک
ہی ہوجاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اُسے دیکھنا تھا دیکھا اُسکا مال اور اولاد سب غارت ہوگئی اور شاید لڑائی جھگڑا
بھی کرے حتّٰی کہ اگر کچھ لوگ تہجّد کی نماز پڑھتے ہون تو وہ اُن سے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ رکھتے ہون
تو وہ مدت تک بھوکا بیٹھا رہے اور عالم ہے تو یہ کہتا ہے کہ مین اتنا علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اُس کا اُستاد کیا تھا
اور مناظرہ مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے
کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور اُنہین لوگون پر سبقت کرے اور کبھی عجیب غریب لغت اور
حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ اورونکے سامنے اپنا کمال اور اُنکا نقصان ظاہر کرے ایسا عابد اور عالم کون ہے جو
ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سب مین ہین پس جب یہ دیکھے سنے گا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جسکے دلمین ایک حبّے کے برابر تکبّر ہے اُسپر جنّت حرام ہے تو اُسے خوف اور درد زیادہ ہوگا اور تکبّر نہ کریگا اور سمجھیگا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے
بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر رہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر ہے اور جو کوئی
حقائقِ دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اُسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولیٰ تر ہے تیسرا سبب نسب کی وجہ سے تکبّر ہے حتّٰی کہ جو لوگ علوی
ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ اُنکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور عالم ہون مگر یہ تکبّر اُنکے
باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نہ کرین اُن لوگون کو اگر غصّہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہین اور غصّہ قول و فعل سے
ظاہر ہو جاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھ بات کرے تو اپنی اصالت نہین پہچانتا
اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا یا ابن السّودا
یعنی او حبشی کے بچّے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضؓ آپے سے باہر نہ ہو کیونکہ کوئی گورے آدمی کا بچّہ کالے
آدمی کے بچّے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابوذر رضؓ کہتے ہین کہ مین لیٹ گیا اور اُس شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منھ پر رکھ
اے عزیز دیکھ تو کہ جب اُنھین معلوم ہوا کہ یہ کلمہ تکبّر کا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اُس سے تکبّر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلعم نے
ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے سامنے بھی دو آدمیون نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون اور
بزرگون کی نو پشتین گن دی تھین حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر وحی آئی کہ اُس سے کہدو کہ وہ نو تو دوزخ مین ہین اور تو اُنکا
دسوان ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ مین کوئلا ہوگئے ہین اُنپر بھی فخر کرنا [illegible]
ہو ورنہ حق تعالےٰ کے نزدیک کوڑے سے بھی بدتر ہو جاؤگے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگھتا ہے اور اپنا سے [illegible]

حسن وجمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتون مین اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو فرمایا کہ تم نے غیبت کی اور یہ اپنے قد پر تکبر ہے کیونکہ اگر وہ خود کوتاہ قد ہوتین تو یہ کلمہ نہ فرماتین پانچوان سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یون کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت ایسی ہے اور تو ٹکڑگدا اور مفلس ہے مین اگر چاہون تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لون اور ایسی باتین کہتا ہے اور سورۂ کہف مین دو بھائیون کا قصہ جو ہے ایک نے کہا اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا[۱] وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب سے ضعیفون پر تکبر ہوتا ہے ساتوان سبب تابعین اور شاگردون اور غلامون اور نوکرون اور مریدون کے سبب سے تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اُسکے سبب سے فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہ ہو حتّٰی کہ مخنث بھی اسبابِ مخنثی کے سبب سے اور مخنثون پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب یہی ہین اور تکبر ظاہر ہونے کا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اُسپر تکبر اور فخر کرے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگون کے سامنے تکبر کرے تاکہ لوگ اُسے تعظیم سے دیکھین حتّٰی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ جانتا ہے کہ طرفِ ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل مین متواضع رہے فقط ظاہر مین تکبر کرے تاکہ لوگ طرفِ ثانی کو افضل نہ جانین اے عزیز اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اُسکا علاج پہچاننا چاہیے

تکبر کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جو بیماری ایک حبہ کی قدر ہو خواہ سعادت بند کردے اور بہشت سے محجوب رکھے اُسکا علاج فرضِ عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہین ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل یا مفصل مجمل علاج علم وعمل کی معجون سے مرکب ہے علاجِ علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہٗ تعالے کو پہچانے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اُسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہین اور اپنے تئین پہچانے تاکہ معلوم کرے کہ مجھ سے زیادہ حقیر اور ذلیل وخوار اور کمتر کوئی نہین اور یہ مسہل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جاننا چاہے اُسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اُسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَاۗءَ اَنْشَرَهٗ[۲] حق سبحانہٗ تعالے نے آدمی کو اپنی قدرت پہچنوائی اور اُس کے اول اور آخر اور درمیان کا کام اُس سے بیان کر دیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ تو آدمی کو چاہیے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہین ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اس کا نام ونشان کچھ بھی نہ تھا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردے مین چھپا تھا جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـــًٔا مَّذْكُوْرًا[۳] حق تعالے نے خاک کو پیدا کیا کہ اُس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور

---

[۱] مین بہت زیادہ ہون تجھ سے از روئے مال کے اور بہت عزت دار ہون باعتبار ذات کے ۱۲ [۲] انسان ہلاک ہو جیو کس قدر ناشکرا ہے کس چیز سے پیدا کیا ہے اس کو نطفے سے پیدا کیا ہے اس کو پیدا کیا اس کو پھر اندازہ کیا اس کو پھر راہ آسان کی اس کی پھر مارا اس کو پھر گاڑا اس کو پھر جب چاہے جلا اُٹھائے گا اُسکو ۱۲ شاہ رفیع الدین [۳] ہر آئینہ آئی ہے آدمی پر ایک مدت زمانہ مین سے کہ نہ تھا وہ کوئی چیز ذکر کی گئی ۱۲

حاشیہ: تکبر کا علاج فرض عین ہے

اس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اس نیست سے ہست کیا اور اُسکی اصل ناچیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے بنائی اُسکے بعد آدمی پارۂ گوشت تھا اُسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نہ تھی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نہ رکھتا تھا تو اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالے نے اسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤن آنکھ اور سب عضا پیدا کیے چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز نہ تو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اُسمین اتنی عجائب غرائب چیزین پیدا کین تاکہ اُنکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ اُن کے سبب سے تکبّر کرے کیونکہ اُسنے کچھ اپنی کوشش سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اُسکے سبب سے تکبّر کرے جیسا کہ حق تعالے نے ارشاد کیا وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اَے عزیز دیکھ تو کہ اُسے اب تکبّر کی جگہ ہے یا اپنے سے ننگ وعار رکھنے کی اور اُسکے درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالیٰ اُسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک رکھا اور یہ قوتین اور اعضا اُسے عنایت کیے اگر حق تعالے اُسکے کام اسی کے اختیار مین دیتا اور اُسے بے پروا کرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج دو لاکھ مختلف بلائین اُسکے سر پر لٹکا رکھی ہین تاکہ کسی ساعت اپنی طرف سے امین نہ ہو کیونکہ شاید مرجائے یا اندھا یا بہرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہوجائے یا بھوک پیاس کے مارے مرجائے اور حق سبحانہٗ تعالے نے اُسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی تاکہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اُٹھائے اور اُسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا تاکہ اگر فی الحال لذّت پائے تو پھر اُسکا رنج اُٹھائے اُسکے کامو نمین سے کوئی کام اُسکے ہاتھ مین نہین دیا حتّٰی کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے کہ جانون اُسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اُسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ نہ خیال کرون وہ اُسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اُس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف اُن عجائب صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اُسکے واسطے پیدا کیا اُسے ایسا عاجز کردیا کہ اُس سے زیادہ بدبخت اور کمتر اور عاجز کوئی چیز نہین اور اُسکا اخیر کام یہ ہے کہ مرجائے گا نہ سماعت رہے گی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار گندہ اور متعفّن ہوجائے گا کہ سب لوگ اُس سے اپنی ناک بند کرینگے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین نجاست ہوجائیگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہوکر ذلیل و خوار ہوگا اور اسی طرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اُٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا وہ تو یہ دولت بھی نہ پائے گا بلکہ اُسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتّٰی کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھے گا اور ستارونکو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور [illegible] پہاڑون کو دُھنکی ہوئی روئی کی طرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی اور دیکھے گا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھ مین اعمالنامہ دے رہے ہین حتّٰی کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین سب آدمی اُسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑھتے ہین اور راضی ہوتے ہین فرشتے اُس سے کہتے ہین آجواب دے کہ تو نے کیون [illegible] کیا کیون کھایا کیون بیٹھا کیون اُٹھا کیون دیکھا کیون خیال کیا اور معاذ اللہ اُس سے عہدہ بر آنہ ہوسکے گا تو اُسے دوزخ مین ڈالدینگے اُسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین سؤر یا کتّا ہوتا تاکہ خاک ہوجاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چھوٹ گئے ہین تو جس شخص کا حال

ل اور خدا کی نشانیون مین سے ہے کہ پیدا کیا تمھین مٹی سے پھر تاگہان آدمی ہوکر جابجا پراگندہ ہوگئے ۱۲

سُور اور کتّے سے بھی بدتر ہونا ممکن ہو اسکو تکبّر کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرّے اُسکی مصیبت پر روئین اور اُسکی فضیحتی اور رسوائیون کا کاغذ پڑھین تو قاصر رہین اے عزیز بھلا کبھی تو نے دیکھا ہے کہ پادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قیدخانہ مین بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجھے سولی دین گے یا عذاب کرین گے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبّر مین مشغول ہو اور تمام خلق دنیا مین پادشاہ عالم کے قیدخانے مین ہے اور گناہ بہت رکھتی ہے اور انجام کا نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہ مین اس حال کے ساتھ فخر اور تکبّر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھ پہچانا تو یہ پہچان اُسکا مسہل ہو جائے گی اور اُسکے باطن سے تکبّر کی جڑ بالکل کھود ڈالے گی حتی کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکھیگا بلکہ چاہے گا کہ خاک ہوتا یا چڑیا یا جماد کہ اس سخت خطر مین نہ ہوتا اور علاج علمی یہ ہے کہ سب احوال و اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کھاتے تکیہ نہ لگاتے اور فرماتے کہ مین بندہ ہون مین اسطرح کھاتا ہون جس طرح بندے کھاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السّلام سے لوگون نے پوچھا کہ تم نیا کپڑا نہین پہنتے کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہون گا تو آخرت مین نیا لباس پہنون گا اے عزیز جان تو کہ اسرار نماز مین سے ایک تواضع بھی ہے کہ رکوع و سجود سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزّت دار ہے آدمی اُسے خاک پر رکھتا ہے جو سب چیزون سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبّر تھا کہ پیٹھ نہ جھکاتے تھے تو یہ سجدہ اُن پر قہرِ عظیم تھا پس آدمی کو چاہیے کہ کبر جو حکم دے اُسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکھ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات و سکنات پر کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلّف کر کے کبر سب سے دور کرے تاکہ تواضع اُسکی سرشت ہو جائے تکبّر کی علامتین بہت ہین ایک یہ ہے کہ جبتک کوئی دوسرا آدمی اُسکے ساتھ نہ ہو تب تک اکیلا کہین جانا نہ چاہے اس امر سے حذر کرنا چاہیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھ زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی تو حق تعالےٰ سے دور رہتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ لوگونکو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبّر چاہتا ہے کہ لوگ اُسکے سامنے کھڑے رہین اور اُسکے واسطے سروقد اُٹھ کھڑے ہوا کرین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اس امر سے کراہت رکھتے تھے کہ کوئی آپ کیواسطے سروقد اُٹھ کھڑا ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکھا چاہتا ہو اُس سے کہدو کہ ایسے آدمی کو دیکھ لے جو خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اُسکے سامنے کھڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبّر کسی کی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیان ثوری مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت ابراہیم ادھم نے اُنکو بلایا کہ یہان آکر مجھ سے حدیث روایت کرو حضرت سفیان چلے آئے حضرت ابراہیم ادھم نے کہا کہ مین نے چاہا کہ تمھاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبّر یہ نہین چاہتا کہ فقیر اُسکے پاس بیٹھے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فقیر کے ہاتھ مین اپنا دستِ مبارک دیتے جبتک وہ نہ چھوڑتا آپ اُسی طرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اُس سے حذر کرتے آپ اُسکے ساتھ کھانا نوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبّر اپنے گھر مین کچھ کام نہین کرتا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ مین تیل لے آؤن فرمایا نہین مہمان سے کام کو کہنا مروّت سے بعید ہے

ف: بکر کا علاج عملی ہے ۱۱

ف: تکبر کی علامتین

مہمان نے کہا کہ غلام کو جگاؤن فرمایا نہین وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اُٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ مین تیل ڈالا مہمان نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہان جب مین گیا تھا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر سودا سلف بازار سے خود اپنے گھر نہین لے جاتا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کوئی چیز لی تھی اور خود لیے جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ مین لیچلون آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جسکی چیز ہے اُسی کا لیچلنا بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ لکڑیان پیٹھ پر لادے بازار مین جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو یہ اُسوقت کا ذکر ہے جب وہ امیر تھے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بائین ہاتھ مین گوشت لٹکائے ہوئے اور داہنے ہاتھ مین دُرّہ لیے ہوئے بازار مین جاتے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب تک اچھے کپڑے نہ ہون تب تک متکبّر باہر نہین نکلتا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگون نے بازار مین دیکھا کہ ہاتھ مین درّہ لیے ہین اور چودہ پیوند چادر مین سیے ہین اُنمین بھی بعضے چمڑے کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کوتاہ کپڑا پہنتے تھے لوگون نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہین فقیر خوش ہوتے ہین حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مین جب دھوے ہوئے کپڑے پہنتا ہون تو جبتک پھر میلے نہ ہوجائین تب تک اپنے دل کو مین پاتا ہی نہین یعنی اپنے دلمین رعونت اور تکبّر پاتا ہون خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ کے واسطے خلافت کے پہلے ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا کہتے کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیے اور خلافت کے بعد پانچ درم کا کپڑا مول لیتے اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھے نفس لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی حلاوت چکھ چکتا ہے تو اُسے نہین طلب کرتا ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہین تو اب بادشاہیِ ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اُسے ڈھونڈھتا ہے اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ جتنے اچھے کپڑے ہین سب تکبّر ہی کی وجہ سے ہوتے ہین کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز مین اچھائی کو دوست رکھتا ہے اُسکی پہچان یہ ہے کہ خلوت مین بھی اچھے ہی کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص پُرانے کپڑے کے سبب سے تکبّر کرتا ہے کہ اُسے پہنکر اپنے تئین زاہد ظاہر کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے لوگون سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبون کا لباس پہنے ہو اور باطن کو بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہون کا لباس پہنو اور خوفِ خدا سے دل کو نرم کرو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب ملکِ شام کو پہونچے تو پھٹے پُرانے کپڑے پہنے تھے لوگون نے عرض کی کہ یا امیر المومنین یہان دشمن لوگ ہین اگر آپ اچھے کپڑے پہن لیجیے گا تو کیا ہوگا فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے مجھے اسلام کے سبب سے عزّت دار کیا ہے اور کسی چیز مین عزّت نہ ڈھونڈھون گا غرضکہ جو کوئی تواضع سیکھا چاہے اُسے چاہیے کہ جناب رسولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کی سیرت دریافت کرکے اُسکی پیروی کرے حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جانورون کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھتے گھر جھاڑتے بہارتے بکری کا دودھ دوہتے نعلین شریفین ٹانک لیا کرتے کپڑے مین پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکّی پیسنے مین اُس کی اعانت کرتے بازار سے چادر مین سودا سلف باندھ لاتے امیر فقیر چھوٹے بڑے سب کو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چھوٹے بڑون کے درمیان

دین کے امور مین فرق نہ کرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکھتے جو خاکسار پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کھانا آپ کے سامنے رکھدیا جاتا اگرچہ تھوڑا ہوتا اُسے حقیر نہ جانتے رات کا کھانا صبح کیواسطے نہ رکھتے صبح کا کھانا رات کیواسطے نہ رکھتے آپ نیک خو تھے کریم الطبع ملنسار شگفتہ رو تھے مسکراتے بے قہقہہ لگائے اندوہگین ہوتے بے تیوری بھوین چڑھائے متواضع تھے بے ذلت باہیبت تھے بے درشتی و شدت بے اسراف سخی اور کریم تھے سب لوگون پر رحیم تھے آپ کا دل بہت نرم تھا سر جھکائے رہتے بہ مقتضائے حیا و شرم تھا کسی سے طمع نہ رکھتے تھے جو کوئی اپنی سعادت چاہے آپ کی پیروی کرے یہی سبب تھا کہ حق تعالے نے آپ کی تعریف کی اور فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کر کہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے اگر نسب کے سبب سے تکبر کرتا ہے تو اپنا نسب جاننا چاہیے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ یعنی تیری اصل خاک سے ہے اور فرع نطفہ سے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے زیادہ خوار و ذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ بھی تو درمیان مین ہے تو تجھ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور بہت ناپاکیان اور رسوائیان ہین تو انھین کیون نہین دیکھتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکروبی یا حجامی کرتا تو تو اُس سے ننگ و عار رکھتا اور کہتا کہ عجب ناپاک ہے کہ خاک و خون مین ہاتھ بھرتا ہے تو بھی تو خاک و خون ہی سے بنا ہے پھر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اُس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجھے اور دو گواہ عادل اُسپر گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا لڑکا اور وہ ثابت کر دین جب تجھے یہ معلوم ہو جائیگا تو پھر تو تکبر نہ کر سکے گا دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین دوسرے کے سبب سے ناز کرتا ہے اور بزرگی تجھ ہی مین ہونا چاہیے اس واسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اُسے اُس کیڑے پر جو گھوڑے کے پیشاب سے پیدا ہو کچھ بزرگی نہین ہوتی دوسرا تکبر وہ بیان ہوا جو حسن و جمال کے سبب سے ہو تو جو شخص اپنے حسن و جمال کے سبب سے فخر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے باطن مین دیکھے تاکہ بُرائیان ظاہر ہون اور نظر کرے کہ اُس کے پیٹ اور مثانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دو بار اپنے ہاتھ سے اپنی ایسی چیز دھوتا ہے جسکی نہ صورت دیکھنا گوارا ہے نہ بو سونگھنا اور ہمیشہ اُس کا باربردار اور حمال رہتا ہے پھر یہ سوچے کہ اسکی پیدائش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہ گذرون سے جب گذرتا ہے تب عالم وجود مین قدم دھرتا ہے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک شخص کو خرامان دیکھا کہا یہ اس شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بھرے ہون اگر آدمی ایک دن اپنی شست و شو نہ کرے تو سب گھوڑے اور سنڈاس اُس سے پاکیزہ تر ہین کیونکہ گھوڑون اور سنڈاسون مین اُس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی جو آدمی کے پیٹ سے نکلتی ہے پھر اسکا حسن و جمال کچھ اُس کے سبب نہین ہے کہ فخر کرے اور اورون کی بدصورتی کچھ اُن اورون کے سبب سے نہین ہے کہ اُن کا عیب کرے اور اُس کا حسن و جمال اعتماد کے قابل بھی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے زائل ہو جاتا ہے اور چیچک سب بیماریون سے زیادہ اُسے بدصورت کر دیتی ہے غرضکہ یہ چیزین تکبر کے لائق نہین ہین اور اگر اپنی

طاقت کے سبب سے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اگر اُسکے ایک درد ہوتا ہے تو اُس سے زیادہ عاجز کوئی نہین ہوتا اگر کبھی اُسے ستاتی ہے
تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اُسکی ناک مین یا چیونٹی اُسکے کان مین گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہوجاتا ہے اگر کانٹا اُس کے پاؤن مین
گڑ جاتا ہے تو جگہ سے ہل نہین سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقت ور ہے تو بیل گدھا ہاتھی اونٹ اُس سے زیادہ قوی ہین تو ایسی چیز کے
سبب سے فخر کرنا کیا جسمین بیل گدھا اُس سے بڑھ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکرون غلامون کے سبب سے تکبر کرے یا حکومت
اور سرداری کی وجہ سے تو یہ سب چیزین اُسکی ذات سے باہر ہین کیونکہ اگر مال چور لیجائین یا حکومت سے بادشاہ معزول کردے تو پھر کیا
اُسکے قبضہ مین رہیگا اور اگر مال رہے بھی تو بہتیرے یہودی اُس سے زیادہ مال دولت رکھتے ہین اور اگر حکومت پر منصوب رہے
تو بہتیرے بے عقل مثلاً ترک کرد اجلاف اُسکی حکومت کی دہ گونہ حکومت رکھتے ہین غرضکہ جو چیز تیری ذات سے نہ ہو وہ تیری
ملک نہین اور جو تیری ملک نہ ہو اُسکے سبب سے تکبّر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور بُرا ہے اور اُنمین سے کوئی چیز تیری ذات سے نہین ہے اور
منجملہ ان اسباب کے جس سبب سے تکبر کرسکتے ہین ظاہر اعلم اور عبادت ہے اُسکا علاج دشوار ہے کیونکہ یہ کمال ہے اور حق تعالے
کے نزدیک علم عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالے کی صفتون مین سے ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوگا کہ اپنی طرف التفات ہی نہ کرے
اور یہ مشکل دو طرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جان لے کہ علم کے سبب سے بڑی گرفت ہوگی اور عالم کا بڑا خطر ہے کیونکہ
جاہل سے بہت کامون مین طرح دیجائیگی اور عالم سے نہ دی جائیگی اور عالم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی ہے اور جو احادیث عالم کے بارہ
مین وارد ہوئی ہین اُن مین غور و تامل کرنا چاہیے کیونکہ قرآن شریف مین حق سبحانہٗ تعالے نے اُس عالم کو گدھے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے
علم کے موافق کاربند نہ ہو اسواسطے کہ گدھے کے بوجھ بھر کتابین اُٹھائے ہے حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ
عَلَیْہِ یَلْہَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْہَثْ یعنی جانے نجانے اپنی طبیعت اور سرشت سے دستبردار نہین ہوتا کتے اور گدھے سے زیادہ
اور کیا چیز خبیث ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت مین نجات نہ پائیگا تو سب کنکر پتھر اُس سے افضل نکلین گے تو حیوانات کا کیا ذکر
اسی سبب سے ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین چڑیا ہوتا اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کرکے کھا لیتے
اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین گھاس ہوتا بس جسکے دلمین آخرت کا خطر جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبّر نہین کرتا اگر کسی کو اپنے سے زیادہ جاہل
دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ نادان ہے گناہ مین معذور ہے اور مجھسے بہتر ہے اور اگر کسی کو اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ ایسی چیز جانتا ہے جو مین
نہین جانتا مجھسے وہ بہتر ہے اور اگر بوڑھے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اُسنے مجھسے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھسے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا
ہے کہ مین نے بہت گناہ کیے اور اس معصوم نے ابھی زمانہ بھی نہین دیکھا یہ مجھسے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبّر نہین کرتا اور کہتا
ہے کہ شاید یہ مسلمان ہوجائے اور اسکی عاقبت بخیر ہو اور مبادا میرا خاتمہ کفر پر ہو کیونکہ بہت مسلمانون نے اسلام قبول کرنے سے
قبل امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا اور تکبّر کیا حق تعالے کے علم مین وہ تکبر خطا تھا تو جب آدمی کی بزرگی
نجاتِ آخرت مین ہے اور وہ کسی کو معلوم نہین تو چاہیے کہ ہر ایک اُسکے خوف مین رہے تاکہ تکبّر نہ کرے دوسری طرح یہ ہے کہ یہ سمجھ لے
کہ کبر حق سبحانہٗ تعالے ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اُس امر مین اُس سے جھگڑتا ہے اُسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالے نے

ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اسوقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ بھی جان لے کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالے کا فرمانا یاد رکھکر تکبّر نہ کرے اسی سبب سے انبیا علیہم السّلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ حق تعالے تکبّر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیے کہ عالم بے عبادت پر تکبّر نہ کرے اور کہے کہ شاید علم اُسکا شفیع ہو اور اُس کی بُرائیوں کو محو کردے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی اپنے صحابی پر اور اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اُسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین کہے کہ شاید یہ جاہل مجھ سے زیادہ عابد ہو اور اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہنا چاہیے کہ سب وسواس اور خطرے ایسے گناہ ہین جو دل ہی سے ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطن مین ایسا کوئی گناہ ہو جس سے مین غافل ہون اور میرے ظاہری عمل اُس سے حبط ہو جائین اور اُس کے باطن مین کوئی خلق نیک ایسا ہو جو اُسکے سب ظاہری گناہون کا کفّارہ ہو جائے بلکہ شاید وہ توبہ کرلے اور خاتمہ بخیر اُسے نصیب ہو اور مجھ سے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے موت کے وقت ایمان خطرے مین پڑ جائے غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہٗ تعالے کے نزدیک اُسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبّر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین **عُجب اور اُسکی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خود پسندی بُرے اخلاق مین سے ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خود پسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو بھی مجھے تم سے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خود پسندی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خود پسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت مطرف رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اُٹھون تو اس امر کو مین اُس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اُس پر خود پسندی کرون حضرت بشیر ابن منصور رحمہ اللہ تعالے ایک دن بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اُنکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے مدّتون عبادت کی اور اُسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خود پسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین انہین سے ایک کبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر جانتے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکر گزار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکر گزاری سے بے نیاز ہون اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اُسکے دل سے خوف و ہراس جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہٗ تعالے کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب سے حق سبحانہٗ تعالی پر اپنا حق جانتا ہے کہ عبادت اُس پر خود نعمت الٰہی ہے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور جب اپنے علم مین خود پسند ہوتا ہے تو کسی سے کچھ پوچھتا نہین

ملہ یعنی خود پسندی ۱۲

اور اگر اُس سے اُسکے خلافِ رائے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسی کی نصیحت نہین سنتا ہے **عُجب اور ادلال کی حقیقت کا بیان** اے عزیزجان تو کہ حق تعالےٰ نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیقِ عبادت وغیرہ (نازکرنا ۱۲) اور اُسکے زائل ہوجانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اُس سے پھیر لین وہ خود پسند نہین ہے اور اگر ڈرتا نہ رہے اور اس نعمت کے سبب سے بدین وجہ خوش رہے کہ حق تعالیٰ کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اُس شخص کی صفت ہے تو بھی خود پسند نہ ہوگا اور اس وجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور اُسکے ہر اس سے خالی ہو تو اس صفت سے یہ خوشی خود پسندی ہے اور اگر ساتھ اُسکے حق تعالےٰ کے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور اس عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو اُسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اپنے تئین نازان جانتا ہے اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خود پسند ہے اور اگر اُسکے عوض مین کسی خدمت اور مکافات کی اُمید رکھتا ہے تو اسے ناز کہتے ہین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے سبب سے ناز کرتا ہے اُسکی نماز اُسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ اگر تو ہنسے گا اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ روئے اور اسے بُرا کام جانے **عُجب کے علاج کا بیان** اے عزیزجان تو عُجب بیماری ہے جہلِ محض اُسکا سبب ہے تو معرفتِ محض اُسکا علاج ہے پس جو شخص (خودپسندی ۱۲) رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے ہم اُس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عُجب اس سبب سے ہے کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھ پر گزرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو راہ گزر یعنی اُسکا مظہر ہے یا اس سبب سے یہ عجب ہے کہ یہ امر تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوّت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلے سبب سے ہے تو راہگزر کو خود پسندی نہین پہونچتی ہے کیونکہ وہ تو مسخّر ہے اُس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوّت و قدرت سے ہے تو ہم کہینگے کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت و اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اُسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری خواہش سے یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھین گے کہ بھلا اس خواہش و اس داعیہ کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تیرے اوپر مسلّط کر دیا کہ اُسنے قہر اور زبردستی کی زنجیر تیری گردن مین ڈالکر تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش و داعیہ کو مسلّط کیا تو اُسکے اوپر گویا ایسا ایک مؤکّل بھیجا کہ وہ اُسکے خلاف کر ہی نہین سکتا اور داعیہ اُس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اُسے زبردستی کام مین رکھتا ہے تو سب خدا ہی کی نعمت ہے اور تیری خود پسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو چاہیے کہ حق تعالےٰ کے فضل و کرم سے تو تعجب کرے کہ اُسنے بہتیرے خلق کو غافل کر دیا اور اُنکے داعیہ کو بُرے کامون مین صرف کیا اور تجھپر اپنی عنایت کا پہرہ بھیجا اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کر دیا اور تجھ کو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین لیے جاتا ہے اگر کوئی بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اُن مین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اُسنے پہلے سے کی ہو تو اُس غلام کو بادشاہ کی عنایت کے سبب سے متعجب ہونا چاہیے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اُسے خلعتِ خاص سے سرفراز کیا پس اگر وہ غلام کہے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھ مین استحقاق کی صفت نہین دیکھ لی خلعتِ خاص نہین عنایت کیا تو جواب دینگے کہ بھلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت بھی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجھے خود پسندی کا

کچھ محل نہین ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجھے گھوڑا عنایت کرے تو تو تعجب نہ کرے اور اگر بادشاہ تجھے غلام عطا فرمائے تو تو عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجھے غلام اس سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور رون کے پاس نہ تھا پس چونکہ گھوڑا بھی اُسنے دیا ہے تو تجھے کچھ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجھے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسی طرح اگر تو کہے کہ حق تعالے نے مجھے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اُسے دوست رکھتا ہون تو جواب دینگے کہ بھلا یہ دوستی تیری دل مین کس نے ڈالی ہے اگر تو کہے کہ مین نے اُس سبب سے دوست رکھا کہ اسے پہچانا اور اُسکا جمال لازوال دیکھا تو جواب دین گے کہ بھلا یہ پہچان اور یہ دیدار تجھے کس نے دیا پس چونکہ سب چیزین اُسی کی طرف سے ہین تو اُسی کے جود وفضل کے سبب سے عجب ہونا چاہیے جسنے تجھے پیدا کیا اور تجھ مین یہ صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو درمیانی تو خود کچھ ہے ہی نہین اور نہ کوئی چیز تیرے سبب سے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرتِ حق کا رہگزر اور مظہر ہے **شعر** وہم مین اپنے تھے بہت کچھ لیک ؛ خوب دیکھا تو کچھ نہین ہین ہم ؛ **سوال** اگر کوئی شخص کہے کہ جب مین کچھ کرتا ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی اُمید کہان سے رکھی جائے اور بیشک ہمین ثواب اپنے ہی عمل پر ہے جو ہمارے اختیار سے ہے **جواب** حقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرتِ الٰہی کا فقط مظہر اور راہگزر ہے بس اور اپنی ذات سے تو کچھ ہے ہی نہین وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنے حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم نے کیا وہ تم نے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن اے عزیز چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالے نے حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ مین ہی نے کیا اے عزیز یہ بھید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک ہے تو اُسے نہ سمجھ سکے گا انشاء اللہ العزیز توکل اور توحید کے بیان مین اُسکا کچھ اشارہ کیا جائے گا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچھ سمجھ لے اور یہ فرض کرلے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت اور ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی بھی تین صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اُسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون اور تو اُنھین لینے سے عاجز ہو اُسکی کنجی تیرے پاس نہ ہو اور خزانچی تجھے کنجی دیدے اور تو اُس خزانہ پر ہاتھ مارے اور دولت تو اُس دولت کو اُسپر حوالے کریگا جسنے وہ کنجی تجھے دی یا اپنے ہاتھ کیطرف کہ تو نے ہاتھ سے دولت اُٹھائی ہے اور تو جانتا ہے کہ جب اُسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت کا اُٹھا لینا بیقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اُسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت اُسی کی طرف سے ہوگی پس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اُسکے سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوئے ہین تو اُس کے فضل سے تو تعجب کر کہ اُسنے عبادت کی کنجی تجھے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکھا اور گناہون کی کنجی اور رون کو دے کر عبادت کے خزانہ کو اُنکے واسطے بند رکھا اُنکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکھا بلکہ بمقتضائے عقل بند رکھا اور تجھکو کسی خدمت کیوجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو حقیقتاً پہچانا اُسے ہرگز عُجب نہین ہوتا اور عجب یہ ہے کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجّب کرے کہ حق تعالے جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھا اسقدر نہین جانتا کہ عقل سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اُسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے

رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اُسکے مال سے بدل لے تو کبھی نہ بدلے گا اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباسِ فاخرہ پہنے ہوے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھ کر کہے یا الٰہی یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تو نے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اُسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولتِ حُسن مجھے عنایت فرمائی وہ اس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اُسیکو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اس کی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحبِ اسپ تعجب کرکے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس ہے بادشاہ نے غلام اُسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داؤد علیٰ نبیّنا و علیہ السّلام نے عرض کیا کہ بارِ خدایا کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ایک نہ ایک روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داؤد اگر مین توفیق نہ دیتا تو اُنھین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب لحظہ بھر مین تجھے تیری رائے پر چھوڑتا ہون جب حق تعالےٰ نے اُنھین اُنکی رائے پر چھوڑ دیا تو اُنسے ایسی چوک ہوگئی کہ تمام عمر اُسکی حسرت اور ندامت مین رہے حضرت ایوب علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے عرض کیا کہ بارِ خدایا تو نے یہ سب بلا مجھ پر ڈالی اور مین نے ذرا بھی اپنی خواہش تیری برحق مراد پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرا بھی بے صبری نہین کی پس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اُسمین سے دس ہزار آواز ون کے ساتھ ندا سنی کہ اے ایوب وہ تیرا صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السّلام متنبہ ہوے اور تھوڑی سی خاک سر پہ ڈال کر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بارِ خدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ یعنے اگر میرا فضل نہ ہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اور کام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصّلوٰۃ والثّنا نے اسی سبب سے ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات نہ پائے گا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ کیا آپ بھی نہ پائین گے آپ نے فرمایا ہان مین بھی نہ پاؤن گا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ امر جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خود پسندی نہین کرتا **فصل** اے عزیز جان تو کہ بعضے آدمی ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خود پسندی کرتے ہین جو اُنکے سبب سے نہین ہوتی اور اُنکی قدرت سے کچھ علاقہ بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حُسن و جمال اور نسب اور یہ خود پسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اُسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظالمون و بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر اُن ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کس حالت اور صفت پر دوزخ مین بستے ہین اور قیامت کے دن اُنکے دشمن ان پر کیا کیا استخفاف کرینگے اور کیسا کیسا ہنسین گے تو اُن سے ننگ و عار رکھتے بلکہ جناب سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نسب سے کوئی نسب شریف نہین ہے اسپر بھی غرّہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو اس درجہ غرور ہوتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نہ کریگا اُنکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ جب

اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو اُنکے ساتھ نسب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اُنکے باپ دادا پرہیزگاری اور فروتنی ہی مین شرف اور عزت سمجھتے تھے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ اُنکے اجداد مین ایسے لوگ تھے جو دوزخی ہین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد ہین اور حضرت آدمؑ خاک سے بنے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب اذان دیتے تو بزرگانِ قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو یہ عہدہ سپرد ہونے کا کیا محل ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ تو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النسّا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اے محمدؐ کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فردائے قیامت کو مجھ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اے محمدؐ کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہ ہونگا اگر آپکے عزیزون کو آپکی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو پرہیزگاری کے رنج و تکلیف سے چھوڑا دیتے تاکہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور دونون جہان اُنھین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ شفاعت کے لائق نہ ہون جیسا حق سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اور شفاعت کی اُمید پر کُھل کھیلنا اور من مانے کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے پر بھول کر پرہیز نہ کرے اور سب چیزین کھانے لگے کہ میرا باپ طبیب کامل ہے اُس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر نہین ہوتی اور طبیب کا کمال اور اُستادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہونا چاہیے کہ طبیب اُسکی مدد کرسکے اور نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہر حال مین شفاعت کرسکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اُسکے حق مین شفاعت نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالےٰ کی ناخوشی کا سبب نہ ہوسکے کیونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے گناہ مین اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو تو بہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہوجائے جیسا ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ یعنے تم اُسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے اور سب مسلمانون کو شفاعت کی اُمید ہے اور شفاعت کی اُمید پر عقلمندون کے دل سے ہراس نہین جاتا اور ہراس کے ساتھ غرور اور خودپسندی جمع نہین ہوتی

دسوین اصل غفلت اور گمراہی و غرور کے علاج کے بیان مین

اے عزیز اجان اس بات کو جان کہ جو شخص سعادتِ آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نہ چلا اور جو شخص راہ نہ چلا وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اُسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو سہی مگر چل نہ سکا اور جو شخص راہ نہ چل سکا وہ اس سبب سے نہ چل سکا کہ خواہشون مین گرفتار تھا اور اُن سے بچ نہ آیا اور جس نے راہ جانی ہی نہین اُس کا سبب یہ تھا کہ وہ غافل رہا اور بےخبر ہوگیا یا راہ بھولا

۱؎ خدا کے نزدیک تو وہی بزرگ ہے جو خدا سے بہت ڈرتا ہو ۱۲ ۲؎ اور اے رسول اپنے قرابتیون کو ڈرا دیجیے ۱۲ ۳؎ اور نہین سفارش کرتے مگر اسی کی جو پسندیدہ ہو ۱۲ جعفر علی ۴؎ سب مسلمانون کو امید شفاعت ہے مگر شفاعت کے بھروسے پر عقلمندون کا ہراس نہین جاتا ۱۲

یا راہ مین آکر اُلٹی سمجھ کے سبب سے بہک گیا راہ نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اُسے ہم مفصل بیان کر چکے ہین اور جو شقاوت نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اُسے یہان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے اُن کی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑھائیان دشوار گزار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے گزر سکیگا اور راہِ دین کی گھاٹیان مثلاً مال و جاہ کی خواہشین شکم اور فرج کی شہوتین ہین ان گھاٹیونمین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی طے کرتا ہے دوسری مین عاجز ہوکر رہجاتا ہے کوئی دو طے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جبتک سب گھاٹیونکو طے کر کے پس پشت نہ چھوڑے منزلِ مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک غفلت و بیخبری ہے کہ اُسے نادانی کہتے ہین اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرِ راہ پڑا ہوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اُسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہوجائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اُسے گمراہی کہتے ہین اُسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی منزلِ مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منھ اُٹھائے چلا جائے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزلِ مقصود سے دور پڑیگا اسے ضلالتِ بعید یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ بھٹک کر دائین بائین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلالِ بعید نہین تیسری قسم غرور ہے اسے فریفتگی اور اُلٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کو جانیوالا ہو اُسے جنگل مین زرِ خالص کی حاجت ہوگی اور جو اُس کے پاس ہے اُسے بیچ کر نقدی کیے لیتا ہے لیکن زرِ نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہے نہ پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ زادِ راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزلِ مقصود کو پہونچ جائے گا اور جب جنگل مین پہونچے اور زرِ نقد پیش کرے تو کوئی اُسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنی قیامت کے دن ان لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنھون نے رنج و محنت اُٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہم نے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا قصور یہ ہے کہ اُسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زرِ نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی صرّاف سے زرِ نقد پرکھوا لیا ہوتا اگر یہ بھی نہ کر سکا تھا کسوٹی بہم پہونچائی ہوتی صراف پیر اور استاد کے مثل ہے تو آدمی کو چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اُس سے عرض کیا کرے اگر ان دونون باتون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ کسوٹی حاصل کرے کسوٹی اُس کی خواہش ہے جس کام کی طرف اُس کی خواہش اور طبیعت میل کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اُسمین بھی خطا ہو جاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ رائے صواب پر ہوتی ہے تو شقاوت مین نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے پھر راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہوگئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت صدّیق اکبر دعا مین اسیقدر پر اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ یعنے اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اُسکی پیروی نصیب کر بس یہ جو مذکور ہو چکا ہے اسمین راہ نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین

غفلت اور نادانی کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ اکثر

خلق جنابِ احدیت سے آڑ مین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑ مین ہے سو مین سے ننانوے[99] آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کارِ آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر نہ کرتے اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اُس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج و تکلیف بہت اُٹھانا پڑے اور کارِ آخرت کا خطر یا نورِ نبوّت سے آدمی دیکھ سکتا ہے یا منادی نبوّت سے سن سکتا ہے جو دوسرون کو پہونچے یا جو علما وارث انبیا ہین اُنکی منادی سے اور جو شخص سرِراہ ہو رہا ہو اُسکا علاج اُسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی مہربان دوست جو بیدار ہو اُسکے پاس جاکر اُسے جگا دے اور یہ بیدار مشفق جنابِ رحمۃٌ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ہین اور اُنکے نائب جو علماے دین ہین اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے سب انبیا کو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمنے تمھین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خوابِ غفلت سے بیدار کردو اور سبھون کے گوش گزار کردو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اُسکی خواہش کی مثل اُس پُرانی چٹائی کی ایسی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر چلیگا خواہ نخواہ غار مین پڑے گا اور جسنے اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہوا خواہش کی مثل جنّت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اُس سے گزرا خواہ نخواہ جنّت مین پہونچا اسی واسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ[1] وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ اُنمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خوابِ غفلت مین پڑے ہین کہ اُنھین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بیخبر ہین اسی سبب سے راہِ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ اُنمین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ الْكُفُوْرِ[2] اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان ایسا عالم واعظ جو منبر پر بیٹھکر وعظ و نصیحت کرے یا اُس شہر کے عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت و مصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہیگا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خوابِ خرگوش مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالمِ شہر منبر پر بیٹھتا ہے اور مجلسِ وعظ ہوتی ہے اور ناصحانِ بیہودہ کیطرح تقریرِ مسجّع اور روایاتِ خرافات باتین اور نکتے بیان کرتا ہے اور رحمتِ الٰہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگونکو گمان ہو کہ ہم کسی سنت پر ہون رحمتِ الٰہی ہمارے شاملِ حال ہوگی تو اُن لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور اُنکی مثل اُس شخص کی سی ہے جو سرِراہ سوتا ہو اور کوئی اُسے جگاکر ایسی شراب پلادے کہ اُس سے متوالا ہوکر گر پڑے تو یہ کمبخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک

[1] گھیری گئی ہے جنت مکروہات مین اور گھیری گئی ہے دوزخ خواہشون مین ۱۲ [2] گاؤن والے قبرون والے ہین ۱۲ -

کی آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اُٹھتا اب ایسا ہوگیا کہ اگر پچاس لاٹھین اُسکے سر پر ماری جائین تو بھی خبر تک نہ ہو اور جو جاہل اُن مجلسون مین بیٹھتا ہے وہ اُس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اُسکے دلمین آئے بھی نہین اور جو کچھ تو اُس سے کہے وہ بھی جواب دے گا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اُسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اُسکی جنّت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب سے اور جو لوگ مجھ ایسے گنہگار ہین اُنکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیالِ خام اُسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین جو واعظ اس قسم کی باتین کہے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کھونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اُس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو کہ حرارت کے سبب سے مُشرفِ موت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اُس بیمار کے واسطے ہے جس کی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیاتِ کلام اللہ اور احادیثِ جناب رسالت پناہ جو رجا اور اُمید رحمتِ خدا کے بارے مین ہین وہ شفا تو ہین لیکن دو ہی بیمارون کے حق مین ایک تو اُس مبتلائے مرضِ عصیان کے حق مین جس نے اس قدر گناہ کیے ہون کہ رحمتِ الٰہی سے نا اُمید ہوگیا ہو اور نا امیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالےٰ میری توبہ ہرگز نہ قبول کرے گا تو یہ آیت اور احادیث اُسکے حق مین باعثِ شفا ہین قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اُس آیت سے ملا کر پڑھتا ہے وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم نا امید نہ ہو کیونکہ حق تعالےٰ سب گناہون کو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اُسکی طرف پھرو اور احکام الٰہی کی اتّباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر ایسا خوفِ خدا غالب ہوجائے کہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہ ہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ہلاک کر ڈالے گا کیونکہ اُسنے خواب و خور بالکل چھوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اُسکے زخم و لکا مرہم ہین مگر ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑھیگا تو گویا زخم پر نمک چھڑکا یعنے انکی بیماری بڑھ جائے گی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خونِ ناحق سے اپنا ہاتھ بھرتا ہے ایسا ہی یہ عالم بھی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجّال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوستِ شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے وہان شیطان کے جانے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اُسکا نائبِ مستقل ہے اور اگر واعظ کا بیان شرع کے موافق ہے اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے تو اگر اُس کی خصلت اُسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اُسکے کہنے سے اور لوگون کی غفلت دور نہ ہوگی اسواسطے کہ اُس کی مثل اس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھے ہوے بڑے شوق سے کھا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پھٹکنا کیونکہ یہ زہر آلودہ ہے تو ایسی بات سن کر لوگ اس لوزینہ کے نہایت حریص ہون گے اور اپنے جی مین کہین گے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کھا جائے اور کوئی اُس کے پاس نہ جائے لیکن اگر اُسکا قول و فعل دونون موافقِ شرع ہین اور وہ قولاً اور فعلاً اگلے بزرگون کے قدم بقدم ہے تو غافل لوگ اُسکے کہنے کے سبب سے خوابِ غفلت سے بیدار ہون گے بشرطیکہ وہ مقبولِ خلق ہو اور اگر اُسے مقبولیت

نہ حاصل ہو کچھ لوگ اُسکی بات سنتے ہین کچھ سننے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اُس پر واجب ہے کہ جہانتک ہو سکے اُن لوگون کے درپے ہو
اُن کے گھرون مین جائے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت کرے پس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین نو سو ننانوے آدمیون پر غفلت کا
پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اُسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے جب کہ غافل کو اپنی
غفلت کی خبر ہی نہ ہو گی تو اُس کا علاج کیونکر ڈھونڈھ سکے گا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتھ ہے جیسا کہ لڑکے ماں باپ اور معلّم کے
کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑھے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین چونکہ ایسے عالم اور واعظ
مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پھیل گئی اور خلق پر پردہ پڑ گیا اگر آخرت کی بات کہتے بھی ہین تو رسم کے طور پر زبانی کہتے
ہین اُنکا دل اس صفت کے درد سے اور اس ہراس کے خطرے سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت
اور گمراہی اور اُسکے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعض لوگ آخرت سے غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل
کر کے راہ حق سے بھٹک گئے ہین یہی گمراہی اُنکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اُسکی پانچ مثالین ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم
ہو جائے **پہلی مثال** یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہو کر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی جب مر جاتا ہے تو نیست و نابود ہو جاتا
ہے جیسے گھاس کہ خشک ہو جاتی ہے اور چراغ گل ہو جاتا ہے اسی سبب سے تقویٰ کی لگام اُتار کر مطلق العنان ہو کر عیش و
عشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ انبیا علیہم السّلام نے جو ہدایت اور نصیحت فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی
کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ منکرین صاف کہہ بیٹھتے ہین کہ
دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر مکتب نہ جائے گا تو تجھے چوہون کے بل مین ڈال دینگے یہ کمبخت اگر
اس مثال مین نظر کرے تو معلوم کرے کہ مکتب مین نہ جانے کے سبب سے جس بدبختی مین لڑکا پڑے گا وہ چوہون کے بل سے
بدتر ہے جیسا کہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالے سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے وہ دوزخ سے بدتر ہے اور
شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن اسکا انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین بہتیری خلق کے دلون پر یہ انکار غالب
ہو گیا اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بھی پوشیدہ رکھتے ہین لیکن ان کے معاملات اس انکار پر دلیل
ہین اسواسطے کہ اُنکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنے والا ہے اُسکے خوف سے سر دست بہت رنج کھینچتے ہین تو اگر عاقبت
مین کسی خطر کا اعتقاد رکھتے ہوتے تو اُسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے کہ حقیقت آخرت اُس منکر کو معلوم ہو جائے اُسکے
تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار مردون کا حال مشاہدہ مین دیکھے یہ نظر انبیاؑ اور اولیاؒ
کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اُس فنا اور بیخودی کی حالت مین جو اُن پر طاری
ہوتی ہے اُس جہان کا احوال مشاہدہ کر لیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات نفسانی کا شغلہ اس مشاہدہ سے
حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کر آئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت نادر امر ہے جو شخص آخرت ہی
کا ایمان نہ رکھتا ہو گا وہ اس کا ایمان کب لائیگا اور اسکی طلب کہان سے پائے گا اور اگر طلب کرے بھی تو اس مرتبہ کو کیون

پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک جوہر اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پرواہے یہ قالب اُسکی سواری اور آلہ ہے اُسکا قیام نہین قالب کی نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہوجاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن وہ بھی نادر اور مشکل ہے جو علما کہ علم مین راسخ ہین یہ طریقہ اُن کی راہ ہے عنوانِ کتاب مین اسکا بھی اشارہ ہوچکا ہے تیسرا طریقہ جو عام خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیاؑ اولیاؒ اور علماء راسخ سے اس معرفت کا نور اُن لوگون مین سرایت کرے جو اُنکی زیارت کرتے ہین اور اُنکی صحبت سے حصولِ سعادت کرتے ہین اُسے ایمان کہتے ہین پیرِ کامل اور عالمِ پرہیزگار کی صحبت جس کسی کی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے اُسی قدر اُسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ آپ کی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تھے پھر صحابہؓ کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تھے اسی سبب سے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ اُن لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکھے کہ جہان سانپ کو دیکھتا ہے وہان سے بھاگتا ہے اور سانپ کے سبب سے اپنا گھر تک چھوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے مکرر یہ دیکھا ہو تو اس بات کا ایمان اُسے ضرور بالضرور حاصل ہوجائے گا کہ سانپ بُرا جانور ہے کہ اُس سے بھاگنا ہی چاہیے حتّٰی کہ اس لڑکے کی طبیعت بھی ایسی ہی ہوجائے گی کہ جہان سانپ دیکھے گا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بھاگ جائے گا اور شاید کہ فقط سنا ہی ہو کہ سانپ مین زہر ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اُسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اس سے پیدا ہوجائے گا انبیا علیہم السّلام کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکھین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مرگیا پھر اور کسی کو کاٹا وہ بھی مرگیا اور اس مشاہدے سے سانپ کا ضرر معلوم ہوجائے اور یہ یقین کا منتہا ہے اور علماء راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹے سے آدمی کا مرجانا آنکھ سے تو نہ دیکھا ہو لیکن کسی طرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جان کر یہ سمجھ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہے تو اس سبب سے بھی یقین آجاتا ہے لیکن ویسا یقین نہین آتا جیسا کہ مشاہدہ سے آتا ہے علمائے راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علماء بزرگون کی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج ہمارے بہت ہی قریب ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو نہین ہین اور آخرت کے نہ آنے کا اعتقاد کامل نہین رکھتے مگر اُسمین متحیّر رہتے ہین اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم ہوسکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کردیتا ہے حتّٰی کہ یہ کہنے لگے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور یقینی چیز کو وہمی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اُنکا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والونکے نزدیک آخرت ہی یقینی ہے اُس متحیّر کا علاج یہ ہے کہ لوگ کہین کہ دوا کی تلخی تو یقینی ہے اور شفا وہمی اور مشکوک ہے اور سفرِ دریا کا خطر تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص تجھ سے یہ بات کہتا ہے کہ یہ پانی نہ پینا اسمین سانپ نے سر ڈالا تھا تو پانی پینے کی لذّت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پھر تو پانی کیون ہاتھ سے رکھدیتا ہے اگر تو کہیگا کہ یہ یقین جانتا ہے تو چندان نقصان نہین اور

اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اُسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اُٹھ سکتی ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذّت بھی سو برس سے زیادہ نہین ہے جب گزر گئی تو خواب و خیال تھی اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اُٹھ سکتی اگر یہ بات جھوٹ ہے تو تو سمجھ لے کہ مین دنیا مین چند روز نہ تھا جیسا کہ ازل مین نہ تھا اور ابد مین نہ ہون گا اور اگر سچ ہے تو ہمیشہ کے عذاب سے چھوٹا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ملحد سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو ہم نے چھٹکارا پایا والا ہم چھوٹے اور تو عذاب مین پڑا تیسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے چنانچہ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہ بھی منجملہ ضلال و گمراہی ہے چوتھی مثال کچھ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین لیکن چونکہ اس جہان مین اُنکے حسب دلخواہ اُنکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ جس طرح یہان ہم ناز و نعمت مین ہین اُسیطرح وہان بھی رہینگے کیونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے کہ ہمین دوست رکھتا ہے اور فردائے قیامت کو بھی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بھائی جنکا قصہ سورہ کہف مین ہے کہ اُس ایک مالدار نے کہا وَلَئِنْ[۱] رُدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا دوسرے نے کہا اِنَّ[۲] لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی اُسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور غلام کو ذلیل وہ فرزند کو تمام دن مکتب مین علم کی تحصیل کے نیچے رکھتا ہے اور غلام کو اُسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکی بدبختی کی کچھ پروا نہین رکھتا تو اگر غلام سمجھے کہ یہ میری دوستی کے سبب سے مجھ سے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجھے اپنے فرزند سے زیادہ چاہتا ہے تو یہ اُس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے سے دریغ رکھتا ہے اور اپنے دشمنون کو دنیا ریل پیل دیتا ہے اُسکی آسائش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اُس شخص کی راحت جو کاہلی اور سستی کر کے کھیت نہ بوے تو وہ یقیناً کھیت کاٹے گا بھی نہین ۔ پانچوین مثال کچھ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دینے مین کسی سے دریغ نہ رکھے گا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجھے اُسکے اسباب مرحمت فرماتا ہے کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالے تاکہ سات سو دانے کاٹے اور تھوڑی مدت عبادت کرے اور ابد الآباد کے واسطے سلطنت بے نہایت کے مرتبہ کو پہونچ جائے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ توبے بوئے کاٹ لے تو زراعت اور تجارت اور طلب معاش کیون کرتا ہے صبر کر اور بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گھاس پیدا کرتا ہے رزق کے معاملہ مین وہ خود ارشاد فرماتا ہے وَمَا[۳] مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا باوصف اس کے تو اُسکے اس کرم اور رحم کا جب ایمان نہین رکھتا اور آخرت کے باب مین کہ وہ خود فرماتا ہے وَاَنْ[۴] لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی باوصف اسکے تو وہ اعتقاد رکھتا ہے تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا جناب رسول کرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ[۵] مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوٰهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ اور جسطرح کوئی شخص بے نکاح اور جماع کیے یا جماع کر کے انزال سے بچتے ہوئے فرزند

[۱] اور ہر آئینہ اگر چلا جاؤن مین طرف اپنے پروردگار کے تو بیشک پاؤنگا بہتر اس سے باز گشت ۱۲ [۲] بیشک میرے واسطے خدا کے نزدیک بہتری ہے ۱۲ [۳] اور نہین ہے کوئی جنبش کرنیوالا زمین پر مگر خدا ہی کے ذمہ ہے اسکی روزی ۱۲ [۴] اور نہین آدمی کیواسطے مگر وہی جو اسنے کوشش کی ۱۲ [۵] احمق وہ شخص ہے کہ پیروی کرتا ہے اسکا نفس خواہش آرزو کی اور امید نیک رکھتا ہے خدا سے ۱۲

کی اُمید رکھے تو باوصف اسکے کہ خدائے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر اُمید رکھنے مین وہ اُمید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کرکے بیج جمائے اور امیدوار ہو رہے کہ حق تعالے آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علیٰ ہذاالقیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان تو لائے مگر نیک عمل نہ کرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالے نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اُس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھے گا وہ خود رحیم و کریم ہے وہ خدا پر غرّہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت اُدھار اور مشکوک وہ دنیا پر بھولے ہین اور حق تعالے نے ان دونون باتون سے حذر کرنیکا حکم فرمایا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ یعنی اے لوگو مین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کام کریگا نیک اجر پائے گا اور جو بُرے کام کریگا بُری سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگا کر سنو تاکہ نہ دنیا پر بھولو نہ حق تعالیٰ پر غرّہ کرو پندار اور اُسکے علاج کا بیان اے عزیز جان تو کہ پندار والے لوگ دھوکے مین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اپنی طرف اور اپنے عملون کی طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اُسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کھوٹے کھرے مین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ اُنھون نے صرّافی کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ و صورت پر دھوکا کھاتے ہین اور جو لوگ علم و عمل مین مشغول ہین اور غفلت و ضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اُن مین سے سَو مین ننانوے دھوکے مین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہٗ تعالے حضرت آدم علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذرّیت مین سے دوزخیون کو چھانٹ وہ عرض کرینگے کہ بارِ خدایا کتنون مین سے کتنون کو چھانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہینگے لیکن انہین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہلِ غفلت ہونگے بعضے اہلِ ضلال بعضے اہلِ غرور بعضے اہلِ عجز کہ اپنی خواہشون مین پھنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصّر ہین اور اہلِ پندار بہت ہین اُن کے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عبّاد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہلِ پندار سے علما ہین کہ بعضے اُنہین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گنواتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن معاملہ اور عمل مین قصور کرتے ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچگئے کہ ہم ایسون کو عذاب ہووے ہی گا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہ ہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائے گی اُن علما کی مثل اُس بیمار کی ایسی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑھے اور رات بھر مباحثہ اور تکرار کرے نسخہ خوب لکھے دوا اور بیماری کما حقہٗ جانے اور خود ہرگز ٹھنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو اُسمین ٹھنڈائی کی صفت بار بار پڑھنا اُسے کیا فائدہ کرے گی اور حق تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ یعنی نجات وہی پائے گا جو پاک صاف ہو جائے نہ وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکھ لے اور فرمایا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ یعنی بہشت مین وہی جائے گا جو اپنی خواہشِ نفسانی کے خلاف کرے ۵ ۵ ۵

جو فقط جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اُس سادہ دل کو اگر یہ پندار اور کج فہمی اُن حدیثون سے پیدا ہوئی ہے جو علم کی فضیلت
مین آئی ہین تو اُن احادیث اور آیات کو کیون نہین پڑھتا جو علمائے بے عمل کے حق مین وارد ہوئی ہین کیونکہ قرآن شریف مین حقتعالی
نے ایسے عالم کی مثال اُس گدھے کے ساتھ دی ہے جسکی پیٹھ پر کتابین لدی ہون اور ایسا عالم پتّھر کے مثل ہے رسولِ مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عالمِ بے عمل کو اس طرح دوزخ مین ڈالین گے کہ اُسکی گردن اور پیٹھ ٹوٹ جائے گی اور آگ اُسے اس طرح
گھمائے گی جیسے گدھا چکّی گھوماتا ہے سب دوزخی اُسکے گرد جمع ہو جائین گے اور کہین گے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب
ہے وہ بولے گا بھائیو مین وہ ہون کہ اورون کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن
اُس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو شخص جاہل ہو
اُسپر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالمِ بے عمل پر سات بار افسوس ہے یعنی علم اُسپر حجّت اور دلیل پکڑا جائے گا کہ تو نے جان بوجھ کر
گناہ کیا اور بعضے علما نے علم و عمل دونون مین قصور تو نہین کیا لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل رہے باطن سے
برُے اخلاق نہین دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلبِ جاہ لوگون کی بدخواہی اُنکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور اُن حدیثون سے
غافل رہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذراسی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دلمین ایک ذرّہ بھی تکبّر ہے وہ جنّت مین نہ جائیگا
اور ایمان کو حسد ایسا تباہ کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہین دیکھتے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
حق تعالے تمھاری صورت کو نہین دیکھتا ہے تمھارے دلون کو دیکھتا ہے پس اُن لوگونکی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جسنے کھیتی کی ہو
اور وہان کانٹے اُگے اور گھانس نکل آئی تو اُسے ضرور ہے کہ کانٹے گھانس کو جڑ سے کھود کر پھینکے تاکہ کھیت زور پکڑے وہ اوپر اوپر
سے گھانس کاٹتا ہے اور اُسکی جڑ زمین مین باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اُسی قدر زیادہ گھانس بڑھتی ہے برُے اخلاق
برُے کامونکی جڑ ہین اُنھین کو اُکھاڑ نا دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکھتا ہے اُسکی مثل ایسی
ہے جیسے سنڈاس کہ باہر سے تو گچ کی ہوئی سراپا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر مین آراستہ
ہے اور اُسکے اندر مردار مردہ ہے یا جیسے اندھیرا مکان ہے کہ اُسکی دیوار کے پیچھے چراغان ہے حضرت عیسی علی نبیّنا و علیہ
السّلام نے عالمِ بے عمل کی اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چھلنی کے مانند مت رہو کہ اُسمین سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور
بھوسی رہجاتی ہے تم بھی علم اور حکمت کی باتین تو کہہ ڈالتے ہو جو بُری بات ہے وہ تم مین رہجاتی ہے اور بعضے علما جانتے ہین کہ
یہ برُے اخلاق ہین اُنسے حذر کرنا چاہیے دل پاک رکھنا چاہیے مگر جانتے ہین کہ ہمارا دل تو خود اِن اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ
اُن سے بڑھ کر ہین جنسے یہ امور سرزد ہون کیونکہ یہ سب سے زیادہ اُسکی بُرائی جانتے ہین لیکن جب اُنمین تکبّر کا اثر پیدا ہوتا ہے
تو شیطان اُن سے کہہ دیتا ہے کہ یہ تکبّر نہین ہے دین کی عزّت اور عظمت چاہتا ہے اگر تو ہی عزت دار نہ رہیگا تو اسلام بے عزّت ہو جائیگا
ایسا شخص اگر اچھے کپڑے پہنتا ہے اور گھوڑا اور ساز و سامان اور تجمّل رکھتا ہے تو شیطان کہہ دیتا ہے کہ یہ رعونت اور سرکشی نہین
ہے بلکہ دشمنانِ دین کی شکست اور خفّت ہے کیونکہ اہلِ بدعت علما کے باشان و شوکت ہونے سے مغلوب ہوتے ہین

ف اس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے ف عالم بے عمل پر سات بار افسوس ہے ف برُے اخلاق برُے کامون کی جڑ ہین ف جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن گندہ رکھتا ہے اسکی مثال ف علما کی سخن سازیان۔

یہ علما جناب سید المرسلین اور خلفاء راشدین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی سیرت بھول کر سمجھتے ہین کہ ان حضرات علیہم السلام و الصلوٰۃ کے افعال واطوار معاذ اللہ اسلام کی خواری اور ذلت تھے اب ہماری شان وشوکت سے اسلام عزت پائیگا اور اگر ان مین حسد پیدا ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ دین کی سختی ہے اگر ریا پیدا ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہ خلق کے ساتھ نیکی ہے کہ ہماری عبادت دیکھین اور ہماری پیروی کرین اور جب بادشاہون کے دربار مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ظالم کے ساتھ فروتنی نہین کہ یہ توحرام ہے بلکہ درباداری ہے مسلمانون کی سعی اور سفارش کے واسطے اور اُن کی خیر خواہی کے لیے اور اگر حرام کا مال لیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ حرام کا مال نہین ہے لاوارث ہے اسے لیکر دین کے کامون مین صرف کرنا چاہیے اور دین کے کام ہم سے متعلق ہین یہ عالم اگر اپنے دل مین انصاف کرے اور حساب لگائے تو جان جائے کہ دین کیواسطے اس امر سے بہتر کوئی صلاح نہین ہے کہ خلق دنیا سے منہ پھیرے اور جو لوگ اُسکے سبب سے دنیا کی رغبت کرتے ہین وہ اُن لوگون سے زیادہ ہین جو دنیا سے اعراض کرتے ہین تو اسلام ایسے عالم کی نیست ونابود ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام کی بہبود اور مصلحت اسی مین ہے کہ ایسے علما بدباطن ہو وین ہی نہین اور ایسے پندار غلط اور خیالات خام بہت ہین اُن کا علاج اور اُنکی حقیقت اُن اصلون مین ہم بیان کرچکے ہین جو اوپر مذکور ہوئین مکرر بیان کرنا تطویل لاطائل ہے اور بعضے علمانے خود نفسِ علم مین غلطی کی ہے اور جو علم بہت ضروری ہے جیسے تفسیر حدیث تصوّف علم اخلاق اور طریق ریاضت اور جو کچھ اس کتاب مین بیان ہے اور علم راہ آخرت اور راہ دین کی آفتین اور مراقبۂ دل کا طریقہ کہ یہ سب فرضِ عین ہے انھین نہ حاصل کیا ہو اور جانتے بھی نہین کہ یہ منجملہ علوم ہے اور جدل ومناظرہ مین یا تعصّبِ مذہب مین یا فتاوی خصوماتِ خلق مین یا اور علمون مین جو اسے دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص سے قناعت کیطرف اور ریا سے اخلاص کی جانب اور غفلت وایمنی سے خوف اور پرہیزگاری کی جانب نہین بلاتے تمام عمر ضائع کرتے ہین اور جانتے ہین کہ علم یہی ہین اور جو کوئی علوم باطنی کی طرف متوجہ ہو اُسے کہتے ہین کہ یہ علم سے منکر اور مہجور ہے ان پندار بے اعتبار کی تفصیل دراز ہے احیاء العلوم کی کتاب الغرور مین مذکور ہے یہ کتاب اُسکی تفصیل کی گنجایش نہین رکھتی اور بعضے علما علم وعظ مین مشغول ہوتے ہین اُنکی باتین مسجّع اور نکات اور مضامین واہیات ہوتی ہین اُسکی عبارتین ڈھونڈھ لیتے ہین اُنکا مقصد یہی ہوتا ہے کہ خلق اُنکا کلام سنکر نعرہ مارے اور تعریف کرے وہ اسقدر نہین جانتے کہ اصل نصیحت یہ ہے کہ ایسی آتشِ مصیبت دل مین پیدا ہوجائے کہ آدمی کار آخرت کے خطر دیکھنے لگے پھر اس مصیبت کی نوحہ گری مین مشغول ہو اور وعظ ونصیحت اس مصیبت کا نوحہ ہے مگر جو نوحہ کہ آتشِ مصیبت مین نہ سلگا ہوگا وہ جو بات کہیگا وہ مانگے کی ہوگی کسی کے دلمین کچھ بھی اثر نہ کرے گی ان لوگونمین بھی بہت مغرور رہین اسکی تفصیل بھی طولانی ہے اور بعضے علماے ظاہری فقہ مین اوقات بسر کرتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ فقہ کی تعریف اس سے زیادہ نہین ہے کہ جس قانون سے بادشاہ خلق کو سیاست کرے اُسے یاد رکھنا اور جو چیز[1] راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اُس کا علم ہی اور ہے یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین راست اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ کا

[1] جو چیز راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اسکا علم اور ہی ہے ۱۲

مال خیر سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بیچکر اُسکا مال مول لیلے تو ظاہری فتوی یہ ہے کہ اُسکے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہوجائیگی یعنی بادشاہ کی طرف سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اُسے نہین پہونچتا کہ اُس شخص سے زکوۃ طلب کرے کیونکہ اُسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور سال تمام ہونے سے پہلے ملک منقطع ہوگئی اور شاید فقیہ یہی فتوی دے اور اسقدر جانتے بھی نہین کہ جو شخص زکوۃ ساقط ہوجانے کے واسطے قصداً ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غصہ مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی حق تعالی کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوۃ دیوے ہی نہین کیونکہ بخل مہلک ہے اور زکوۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی اطاعت ہے پھر جب حیلہ کے سبب سے بخل کی اطاعت ہوئی تو ہلاکت پوری ہوچکی پھر وہ حیلہ کرنے والا کیونکر نجات پائیگا علی ہذا القیاس جو شخص اپنی جورو کے ساتھ بدخوئی کرے اور اُسے ستائے حتی کہ وہ خلع کرکے مہر پھیر دے تو ظاہری فتوی کی رو سے مہر درست ہے کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوگا علی ہذا القیاس کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز برملا مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدے تو ظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ مصادرہ یعنی زبردستی لینا ہے اسواسطے کہ ظاہر لاٹھی مارکر زبردستی لینے مین اور شرم کا کوڑا مارکر لینے مین کچھ فرق نہین اور ایسی بہت باتین ہین اور جو شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس پندار مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا دوسرا فرقہ عابد زاہد لوگ ہین انہین بھی اہل پندار بہت ہین بعضے تو مغرور رہین کہ فضائل کے سبب فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین ایسا وسوسہ رہے کہ نماز بے وقت پڑھتا ہے اور مان باپ رفیق کو سخت سُست کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان بعید اُسکے نزدیک قریب ہوگیا اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی عذر نہین کرتا بے کفش کے پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کھا جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی سیرت بھولا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنے کے خوف سے ستر طرح کے حلال ہم نے چھوڑ دیے اور بایں احتیاط ترسا عورت کے برتن سے آپ نے طہارت کی بس جھوٹ موٹ کے عابد زاہد احتیاط لقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پہن لے تو جانتے ہین کہ اُسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ و الثنا کے واسطے کفار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے تھے آپ اُسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے بے تکلف پہن لیتے کسی نے یہ روایت نہین کی کہ اُسے دھوکر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتیار کمر مین باندھ باندھ کر نماز پڑھتے یہ کوئی نہ کہتا کہ جو پانی لوہے کو دیا ہو یا لاکھ جو قبضہ وغیرہ مین بھری ہو یا چمڑا جو اُسپر منڈھا ہو شاید ناپاک ہوگا پس جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن وغیرہ کے بارہ مین تو احتیاط نہ کرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب عقیاطین اگر آدمی بجا لائے اور پانی بہانے مین اسراف کرے یا نماز اول وقت نہ پڑھے تو بھی مغرور ہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کرچکے ہین اور بعضے عابد ایسے ہین کہ اُنھین نماز کی نیت مین وسواس غالب ہوتا ہے حتی کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہوجاتی ہو اسقدر نہین جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی

ف دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے

ف جو عالم ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس پندار مین رہتا ہے ف عابد زاہد لوگون مین بھی بہت اہل پندار ہین ف ایسا عابد زاہد شیطان کا مسخرہ ہے۔

بھی نیت ہے اور اُن لوگون مین سے نیت مین وسواس کے سبب سے نہ کوئی دوبارہ فرض ادا کرتا ہے نہ زکوۃ دیتا ہے اور بعضون کو سورۂ فاتحہ کے حروف ادا کرنے مین وسواس ہوتا ہے حتّٰی کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہین اور نماز مین بالکل دل اُسی مین لگائے رہتے ہین کہ حروف مخرج سے نکلین نمازی کو قرآن کے معنون مین دل لگانا چاہیے تاکہ الحمد کہتے وقت ہمہ تن شکر ہوجائے اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہوجائے اور اِهْدِنَا کہتے وقت تضرّع اور زاری مین ڈوب جائے اور وہ دل سے بالکل متوجّہ کا ہے کی طرف ہوا کہ اِیَّاكَ مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا ہوا در کہے یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ اور پھر یہی کہے تاکہ اَیُّهَا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کما حقّہٗ ادا ہو تو وہ شخص بے شک خفیف ہونے اور مورد عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بہت جلد جلد پڑھتے ہین زبان کے بل دوڑتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اُنکی ہمت یہی ہوتی ہے کہ ایک ختم اُنکے واسطے گنتی مین آجائے تاکہ کہتے پھرین کہ ہم نے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلون مین سے آج اتنی منزلین ہم نے پڑھین یہ جلد باز اتنا نہین جانتے کہ قرآن شریف کی ہر ہر آیت ایک ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندون کو لکھا ہے اسمین امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا ڈرانا سب ہی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہوجائے اور وعدہ کے مقام پر سراپا خوشی بن جائے مثل کے محل پر بالکل اعتبار ہوجائے وعظ کے مقام پر ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ہراس مین ڈوب جائے یہ سب کیفیتین دل کی حالتین ہین پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اُس آدمی کی سی ہے جسے بادشاہ نامہ لکھے اُس نامہ مین احکام ہون وہ مکتوب الیہ بیٹھکر اُس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اُسکے معنون سے غافل ہو اور بعضے آدمی حج کو جاکر کعبہ شریف کے مجاور ہوکر بیٹھ رہتے ہین روزے رکھتے ہین اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزی کا حق ادا کرتے ہین نہ پاسِ حرمت کرکے مکۂ معظمہ کا حق بجا لاتے ہین نہ زادِ حلال تلاش کرکے راہ کا حق ادا کرتے ہین اور ہمیشہ اُن کا دل خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق ہمین کعبہ شریف کا مجاور جانے اور خود کہتے ہین کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوئے ہین اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہین یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ اپنے گھر مین کعبہ شریف کا شائق رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کعبہ شریف مین ہو اور اپنے گھر کا شائق رہے اور اس امر کا مشتاق رہے کہ خلق اُسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اُسے کوئی کچھ دے اور جو لقمہ وہ اُٹھاتا ہے اُسمین بخل پیدا ہوجاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اُس سے لیلے یا مانگ بیٹھے اور بعضے لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہین تھوڑا سا کھانا کھاتے ہین مال مین تو زاہد رہتے ہین جاہ و قبول مین زاہد نہین رہتے خلق اُن سے برکت لیتی ہے یہ اس امر سے خوش ہوتے ہین خلق کی نظر مین اپنا حال آراستہ رکھتے ہین اتنا نہین جانتے کہ مال سے زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی اُمید پر سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہین زاہد وہ ہے جو ترکِ جاہ کرسکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس کچے زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہین لیتا کہ مبادا لوگ اپنے جی مین کہین کہ زاہد نہین ہے اگر اُس سے کہین کہ تو ظاہر مین لے لے چھپا کر مستحق فقیر کو دیدینا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اُسپر شاق ہوتا ہے

اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہین لیتا کہ مین لونگا تو لوگ کہینگے کہ یہ زاہد نہین ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیرون کی بہ نسبت امیرون کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور اُن کی مراعات بہت کرتا ہے یہ سب باتین غرور اور نادانی ہین اور بعضے آدمی سب نیک عمل کرتے ہین مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کئی ہزار تسبیح پڑھتے ہین شب بیدار رہتے ہین ہر روز روزہ دار رہتے ہین لیکن دل کی مراعات نہین کرتے کہ بُرے اخلاق سے پاک ہو جائے اُنکا باطن حسد ریا کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر بدخو اور ترش رو ہوتے ہین بندگانِ خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہین گویا ہر ایک سے لڑے روٹھے رہتے ہین اتنا نہین جانتے کہ خوے بد تمام عبادت کو حبط کر دیتی ہے اور خلقِ نیک سب عبادتون کا افسر ہے یہ کمبخت گویا عبادت کر کر کے خلقِ خدا پر احسان کرتا ہے اور سبھون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئین خلق اللہ سے کھینچے اور سمیٹے رہتا ہے کہ کوئی اُسے چھو نہ جائے اتنا نہین سمجھتا کہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات سب عابدون زاہدون کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ ہنسمکھ اور ملنسار تھے جو شخص نہایت میلا کچیلا ہوتا کہ اُس سے سب اپنے تئین سمیٹتے اُسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور مصافحہ کے واسطے دستِ مبارک دیتے اُس کمبخت سے زیادہ کوئی شخص بیوقوف نہین جو اپنے اُستاد سے بھی اونچی دوکان جائے یعنی مرشدِ برحق سے بڑھ جانے کا خیالِ خام دل مین لائے یہ بیہودے سادے لوگ سلطان الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا تو دم بھرین اور آپ کی عادت سراپا سعادت کے خلاف کرین تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہو گی تیسرا طبقہ صوفی لوگ ہین جتنا غرور اور پندار اُن لوگون مین ہوتا ہے اتنا کسی فرقے مین نہین ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اُسی قدر شبہے اور دھوکے زیادہ پڑتے ہین راہِ تصوف کا پہلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کر لیے ہین ایک یہ کہ اُسکا نفس مقہور اور مغلوب ہو گیا ہو نہ اُسمین خواہش باقی رہی ہو نہ غصہ نہین کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہو گیا مگر ایسا مغلوب ہو گیا ہو کہ بے حکم شرع اُسمین کچھ تصرف نہ کر سکے جس طرح جو قلعہ فتح ہو جاتا ہے اُس قلعہ کے لوگون کو فتح کرنے والے مار نہین ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہو جاتے ہین اسی طرح سالک کے سینہ کا قلعہ حاکمِ شرع کے ہاتھ فتح ہو گیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونون جہان سالک کے سامنے سے گم ہو گئے ہون اس کے یہ معنی ہین کہ حس اور خیال کے عالم سے وہ گزر گیا ہو اسواسطے کہ جو چیز حس اور خیال مین آتی ہے اس مین بہائم بھی شریک ہین اور وہ چیز آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا غصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہین ہے اور جو چیز جہت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اس سے سروکار ہوتا ہے وہ اُسکے نزدیک ایسی ہو گئی ہو جیسے اُس شخص کے نزدیک گھاس ہو جاتی ہے جسنے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جان چکا ہے کہ جو چیز خیال مین آئے وہ بے قدر اور بے حقیقت ہے اور بھولے نادانون کو نصیب ہو گی وَاَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ[1] تیسرا درجہ یہ ہے کہ سالک کو جنابِ حضرتِ حدیت نے اور اُسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ جہت مکان حس خیال کو اُس سے کچھ سروکار ہی نہ رہا ہو بلکہ حس اور خیال اور جو علم ان دونون سے پیدا ہوتا ہے اس کا حال سالک کے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکھ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگون کے ساتھ حال ہے یعنی اس سے بے خبر ہونا

[1] اکثر جنتی بھولے ہوتے ہین ۱۲۔

ف خلقِ نیک سب عبادتون کا افسر ہے ۱۲ ف جھوٹے صوفیون مین سب سے زیادہ غرور و پندار ہے ۱۲ ف راہِ تصوف کا مختصر بیان ۱۲

ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہونچا تو کوچہ تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجون کے علاوہ بہت احوال حق سبحانہ تعالے
کے ساتھ ہوتے ہین کہ اُنکا بیان مین آنا دشوار ہے حتّٰی کہ بعضون نے اسے یگانگی اور اتحاد کے ساتھ تعبیر کیا اور بعضون نے
حلول کے ساتھ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہو اور یہ حال اُسپر طاری ہوجائے تو وہ بخوبی بیان نہین کر سکتا جو کچھ کہنے لگتا ہے
صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اُسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوتی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا ایک شائبہ ہے
اے عزیز اب تو دیکھ کہ نام کے صوفی کس اُلٹی سمجھ اور دھوکے مین گرفتار رہین آن مین سے کچھ لوگون نے تو سجادے اور گدڑی اور
نقلی باتون کے سوا نہ کچھ دیکھا نہ سنا اُسے اختیار کرکے کچے صوفیون کا لباس اختیار کرکے اُنکی ظاہری وضع بنائی اُن کی طرح سجادے
پر بیٹھ کر گردن جھکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال اُنھین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے اُن لوگون
کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بڑھیا جو سر پر ٹوپی رکھے جکھن پہنے ہتھیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی لڑائی اور رجز خوانی
کا انداز سیکھے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکھوانے کے واسطے بادشاہ
کے سامنے جائزے مین جائے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پر نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اُسے ننگا کرنے کا
حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھ لڑنے کا اور یہ دیکھکر کہ یہ ایک ضعیفہ بڑھیا ہے یہ حکم محکم فرمائے کہ اُسے ہاتھی کے پاؤن کے تلے ڈالدو تا کہ کسی
دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی لچر حرکت کرنے کی جرأت نہ پڑے اور اُن مین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون مین بھی
قاصر ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پھٹے ہوے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان باریک سرمئی لنگیان حاصل کرکے
جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصّہ تمام ہوگیا تصوف کا اختتام ہوگیا یہ نہین جانتے کہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
اگر لباس اسواسطے رنگتے تھے کہ ہروقت دھونے کی حاجت نہو اور نیلا اسواسطے رنگتے تھے کہ دین کی مصیبت مین تھے وہ رنگ
اُنکے حال کے موافق تھا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دھوئے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ ماتمی کپڑے
پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا اچھٹ جائے پیوند لگائے تا کہ گدڑی ہوجائے بلکہ نئے نئے کپڑے قصداً پھاڑتا ہے کہ گدڑی
بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بھی صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالے عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پوش جناب
امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ تھے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تھے اُن مین سے بعضے پیوند چمڑے کے تھے
اور اُن مین سے بعضے ایسے بھی ہوتے ہین کہ جس طرح چھوٹا اور پھٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اُسی طرح ادائے فرائض اور ترک
معاصی کے بھی متحمل نہین ہوتے اُسپر طرّہ یہ ہے کہ اپنے عجز و قصور کے معترف بھی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کے
ہاتھ مین پھنسے ہین بلکہ اُن کا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکھنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حق تعالی کیساتھ
راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچھ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم اُن ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہون
ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین دہ در دہ حوض کے مانند ہوگیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابدون کو
دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ بیگاری ہین جب علما کو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پھنسے پڑے ہین راہ حقیقت

جانتے ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین اُن کا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد ہوتے ہین اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان و مال اُن حضرات پر سے تصدّق کردے اور اپنے تئین اُنکے عشق مین بالکل بھول جائے پھر جب کوئی اُنکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور اُنھین اپنا مطیع کرے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اُس کی عزّت اور حرمت کرین اور جہان سے پائے حرام حلال کا مال لے آئے اور اُنھین دے تاکہ اُسکی سرد بازاری نہ ہو اور یہ نہ کھلے کہ یہ فریبیا ہے اور بعضے لوگ ہین کہ اُنھون نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کرکے اپنے تئین بالکل خدا ہی کے سپرد کردیا اور گوشہ مین بیٹھے ہوے ذکر کیا کرتے ہین اُنھین کشف ہونے لگتا ہے حتّٰی کہ جس چیز کی چاہتے ہین خبر پاتے ہین اگر کوئی قصور کرتے ہین تو تنبیہ ہوجاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبرون اور فرشتون کو مثالون مین اور اچھی اچھی صورتون مین دیکھنے لگین اور اپنے تئین آسمان مین دیکھین اور اس کی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچّے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتون کے خیال مین آتا ہے اور یہ حال جاگتون کے خیال مین آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہوکر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتون زمین و آسمان مین ہے بارہا میرے سامنے پیش کیا گیا ہے اور سمجھا ہے کہ اولیا کا اخیر کام یہی ہے حالانکہ آفرینش مین حق تعالے کی جو عجیب عجیب صنعتین ہین اُن مین سے ایک سر مو بھی نہین جانا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو مین نے دیکھا جب یہ حال پیدا ہوجاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچگیا اور اس بات کی خوشی مین مشغول ہوکر طلب مین قاصر ہوجاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہوگیا تھا پھر ذرا ذرا زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ مین ایسی ایسی چیزین دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہوگیا اور کمال کے درجہ کو پہونچگیا یہ بڑا دھوکا ہوتا ہے اُسپر کچھ اعتماد نہین اعتماد اُسپر ہوتا ہے کہ اُسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا متّبع بنجائے کہ کسی طرح اُسمین تصرّف اور قصور باقی نہ رہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدّس سرّہٗ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا مین اُڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت نہین بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الٰہی ہوجائے یعنے دل و جان تن و مال سے حکم شرع کی اتّباع کرنے لگے کہ حکم کے خلاف کوئی بات اُس سے سرزد ہی نہ ہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے اور پانی پر چلنا ہوا پر اُڑنا غیب کی باتونکی خبر دینا ایسی باتین ممکن ہین کہ شیطان کیطرف سے ہون کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتونکی خبر دیتے ہین اور عجیب و غریب کام اُنسے وقوع مین آتے ہین اعتماد اُسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش گم ہوجائے اور اُسکے بدلے اتّباعِ شریعت قرار پکڑلے پھر اگر تو شیر پر نہ سوار ہوسکے گا تو کچھ پروا نہین کیونکہ جب غیظ و غضب کے کتّے کو جو تیرے سینہ مین ہے تو نے پامال کرڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کرلیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکے گا تو کچھ پروا نہ کر اس واسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اس کی آفت اور مکّاری سے آگاہ ہوگیا تو تیرا عیب ہی غیب ہے عیب جاننا تو غیب دان ہوچکا اگر پانی پر تو نہ چل سکے گا ہوا مین نہ اُڑ سکے گا تو کچھ پروا نہ رکھ اس لیے کہ جب حس و خیال کے باہر تجھے کوئی مقام کھلا اور اُسمین تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اُڑ چکا اور اگر ایک شب مین تو جنگل اور صحرا طے نہ کرے تو کچھ باک نہ رکھ اسواسطے کہ جب دنیا کے جنگلون اور میدانون سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا دشوار گذار جنگل اور بہت میدان طے کر آیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شبہہ کے ایکدم ہم پر لات ماردی تو گھاٹی

طے کر آیا اسواسطے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے قرآن شریف مین اُسے گھاٹی اور دشوار گزار مقام ارشاد فرمایا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ
اَن لوگون کے غرور اور دھوکون کے یہ چند اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتھا طبقہ امیر اور مالدار لوگ ہین اُنہین
بھی دھوکے اور اُلٹی سمجھ والے بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پُل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین اور شاید
وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو اُنپر یہ فرض تھا کہ مالک کو مال واپس کر دیتے اُنھون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کرانے مین صرف
کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہوجائے اور جانتے ہین کہ ہم نے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگون کو دکھانا
اُنھین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتھر پر اپنا نام کھدوا کر وہان لگا دین اگر اُن سے کہیے کہ اپنے
نام کا پتھر نہ لگایا اور کسی کے نام سے لگا کیونکہ عالم الغیب تو بنوانے والے کو جانتا ہی ہے تو وہ یہ نہین کر سکتے اس ریا کی علامت یہ ہے
کہ اُسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال اُنھین دینا افضل ہے اور وہ اُنھین نہین
دے سکتے کیونکہ پتھر پر یہ عبارت کھود کر اُنکی پیشانی مین تھوڑے ہی لگا سکین گے کہ بَنَاهُ الشَّيْخُ فُلَانٌ طَالَ بَقَاؤُهٗ اور
بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت نیک کام
ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگونکا دل اُن نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے محروم
رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسے ہی نقش و نگار اپنے گھر وین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا اُنکی نگاہون مین آراستہ پیراستہ
معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہم نے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجد مین نقش و نگار
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑھاؤ تو تم پر افسوس ہے مسجد کی آبادی اُن دلونکے سبب سے ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگونکے دلونسے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ دکھائے
وہ مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اُس کمبخت نے نقش و نگار بنوا کر مسجد کو ویران کر دیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچھا کام کیا
ہے اور بعضے امیر اپنے دروازے پر فقیرون کے جمع ہونے کو دوست رکھتے ہین تاکہ شہر مین اُسکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو
صدقہ دیتے ہین جو لستان اور نامور ہون یا جو قافلے حج کو جاتے ہین اُن پر خرچ کرتے ہین یا اُن لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون
مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ جانین اور احسان مانین اگر اُنسے کہیے کہ یہ چھپا کر یتیمون کو دو کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو
نہین دے سکتے کہ لوگون سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا اُنکو مزہ اور شوق ہے اور جانتے ہین کہ ہم بڑے خیر کا کام کرتے ہین
حضرت بشر حافی قدس سرہٗ سے ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا
کہ تو تماشا دیکھنے جائے گا یا حق تعالےٰ کی رضامندی ڈھونڈھنے عرض کی کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جا کر دس
محتاجون کا قرض ادا کر دے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی عیالدار کو دے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض
حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اُس شخص نے عرض کی کہ مین اپنے دل مین حج کی بہت رغبت دیکھتا ہون فرمایا اسکا
سبب یہ ہے کہ یہ مال تو نے بے وجہ پیدا کیا ہے جب تک بے راہ نہ خرچ کر لیگا تیرے دل کو قرار نہ آئیگا اور بعضے مالدار ایسے

ہوتے ہین کہ زکوٰۃ کے سوا ایک کوڑی نہین دیتے اور زکوٰۃ اور عُشر بھی ایسے لوگونکو دیتے ہین جو اُنکے کاروبار مین رہتے ہون جیسے معلّم اور شاگرد تاکہ اُن لوگون کے جمع رہنے سے اُن امیرون کی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے وہ مدّرس جو اپنے طالب علمون کو زکوٰۃ دے جب وہ اس سے پڑھنا موقوف کردین تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے مین دیتا ہون اور یہ جانتا ہے کہ زکوٰۃ دی اور کبھی ایسے لوگون کو دیتا ہے جو بزرگون کی خدمت مین رہتے ہین اور اُنکی سعی سے اور لوگون کو دیتا ہے تاکہ اُنپر احسان ہو اور اتنی سی زکوٰۃ دیکر کوئی مطلب نکالا چاہتا ہے اور کبھی شکر و ثنا کی بھی اُمید رکھتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ مین نے زکوٰۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہین کہ زکوٰۃ بھی نہین دیتے مال جمع کرتے ہین اور پارسائی کا دعوی کرنے پر مرتے ہین صائم الدّہر اور قائم اللّیل رہتے ہین اُنکی مثال اُس شخص کی ایسی ہے جسے دردِ سر ہو اور ایڑی مین دوا لگائے یہ کمبخت نہین جانتا کہ اُسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کھانے سے نہین تو بہت خرچ کرنا اُسکا علاج ہے بھوکون مرنا اُسکی دوا نہین ہے مالدارون کو ایسے دھوکے بہت ہوتے ہین کسی قسم کا آدمی اُس سے نہین بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب مین ہے تاکہ عبادت کی آفتین اور نفس کا فریب و شیطان کا مکر پہچانے پھر حق تعالےٰ جلّ جلالہٗ وجلّ شانہٗ کی محبّت اُسپر غالب ہوتی ہے اور دنیا کے سامنے سے گم ہو جاتی ہے مگر بقدرِ ضرورت رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیشِ نظر رکھتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتین اُسی پر آسان ہو جاتی ہین جس پہ خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب ۵

حق تعالےٰ کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمۂ کیمیائے سعادت کے تیسرے رُکن سے
فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا اسمین بیان عقبات تھا انشاء اللہ تعالےٰ
اب چوتھے رُکن کی ابتدا ہے دریا افادہ واستفادہ
وا ہے وہ ربع منجیات ہے اس مین
بیان طریقہ نجات
ہے
فقط
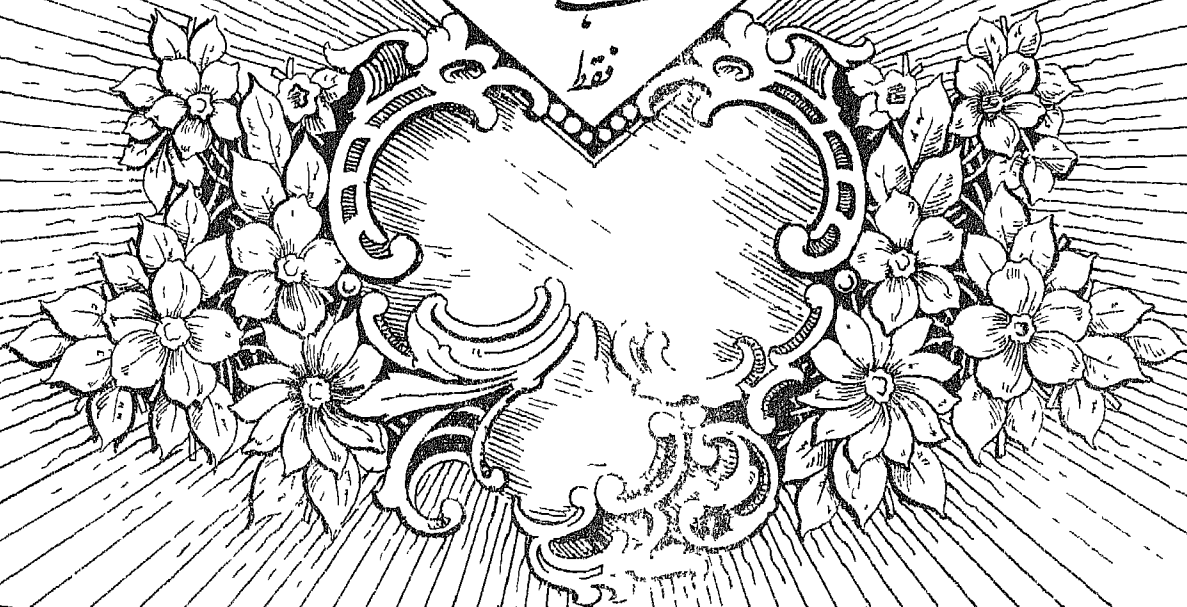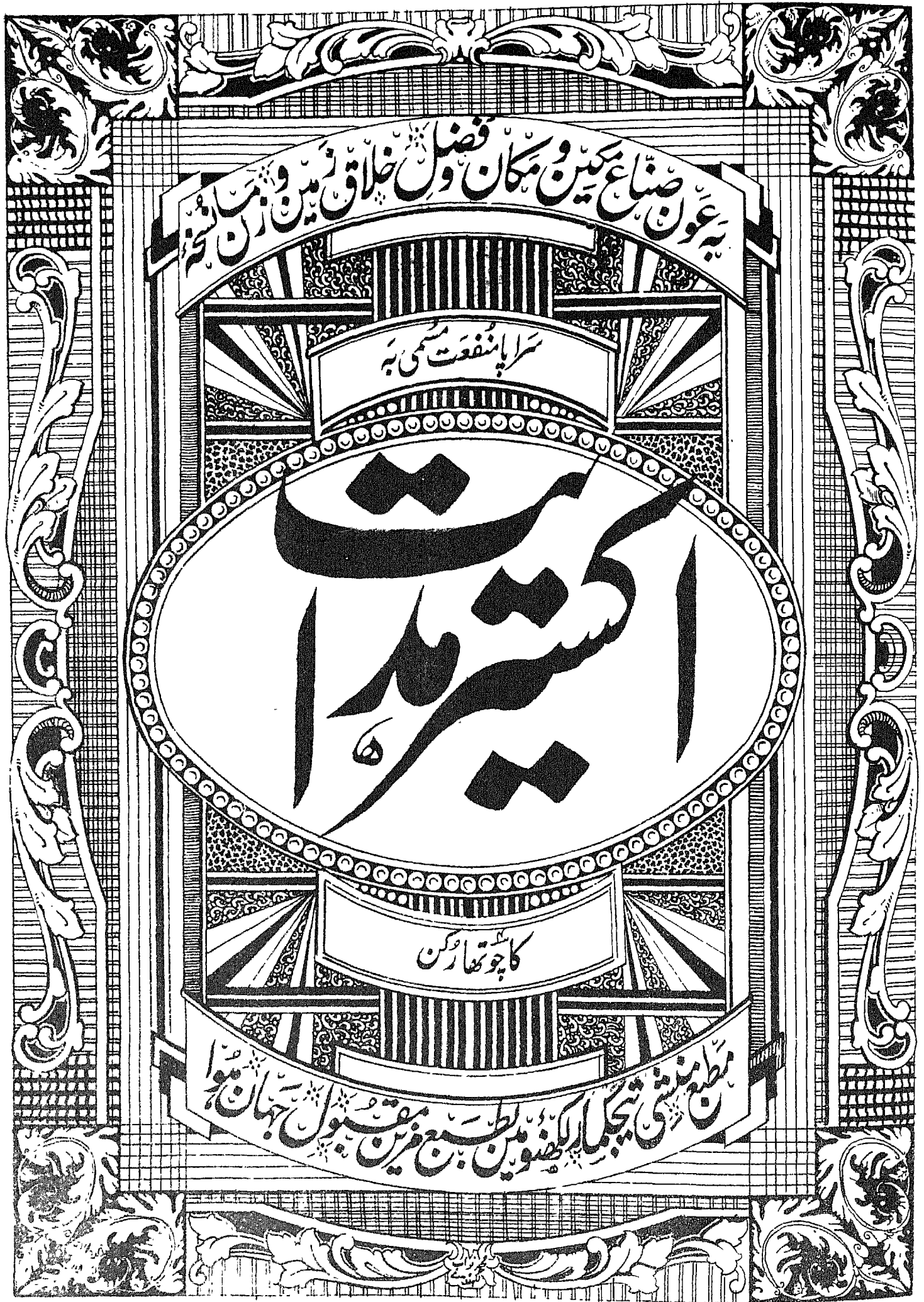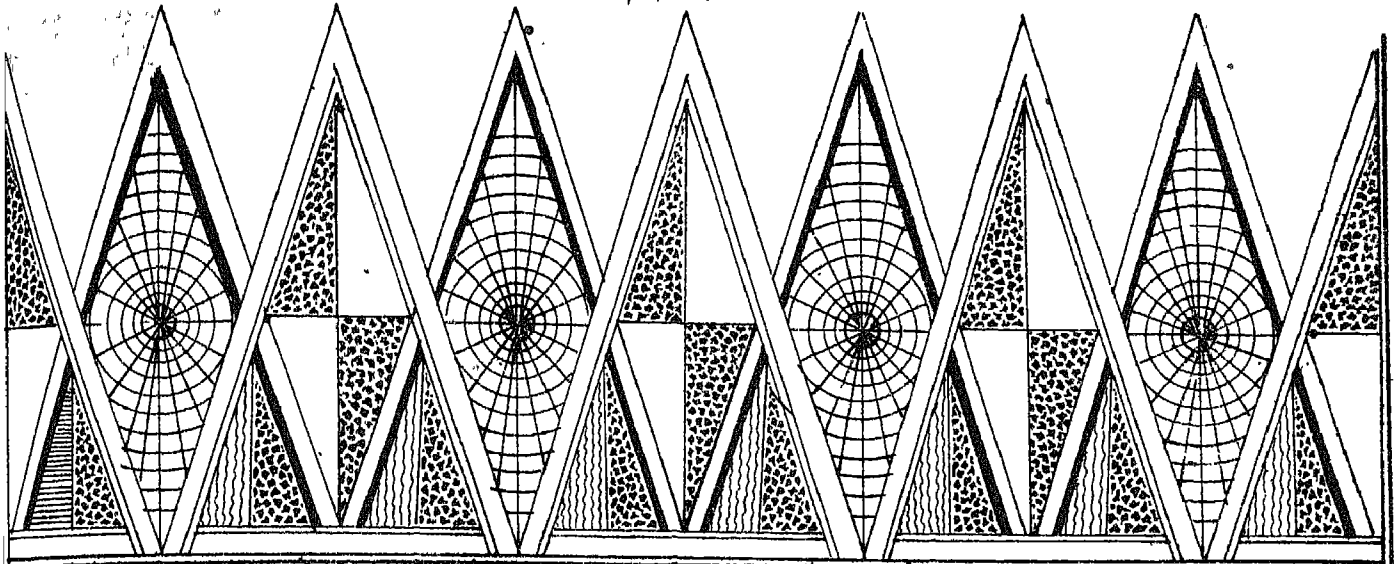
بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخہ
سراپا منفعت مسمی بہ
اکسیر ہدایت
کا چوتھا رکن
مطبع منشی تیجکمار لکھنؤ میں بطبع مزین مقبول جہاں ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر و شکر کے بیان مین تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین چوتھی اصل فقر و زہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیانمین چھٹی اصل محاسبے اور مراقبے کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل شوق و محبت کے بیان مین ۔
دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیانمین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ توبہ کرنا اور حق تعالےٰ کی طرف پھرنا مریدونکا پہلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتداء پیدائش سے انتہاء عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے اور تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہوکر توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑکر شاہراہ عبادت پر قدم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کرکے پچھلے گناہون کی تلافی کی اُس نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی نسبت درست کرلی اور جس نے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اُسنے اپنی نسبت کو شیطان کے ساتھ مضبوط کرلیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اُسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہشِ نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اُسی کو آدمی پر مسلط کردیا اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اُسے بعد کو پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو تب تک آدمی پر خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ

بخوبی اپنے قبضے مین کر لیا اور نفس بھی اُسکے ساتھ خوگر اور مالوف ہوگیا تو پھر جب عقل پیدا ہوئی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوئی تاکہ اس قلعہ کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے قبضے سے چھڑا لے تو توبہ آدمیون کو ضرور ہے اور سالکون کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے آدمی کی آنکھین کھلین اور راہ کو راہ مین تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھ فرض نہین پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے یہی معنی ہین کہ آدمی ضلالت کا بیہڑ راستہ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرّے پر آجائے **توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حق تعالے نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنے جو کوئی فلاح کی اُمید رکھتا ہے اُسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اُسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور فرمایا ہے کہ راستے مین لات زنی کی جگہ نہ کھڑے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہان کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص ادھر سے گزرے اُسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہان پر آپہونچتی ہے اُس کے ساتھ بُری بُری باتین کرتا ہے وہان سے نہین ہٹتا تاوقتے کہ اُس پر دوزخ واجب نہ ہوجائے مگر یہ کہ توبہ کرلے اور فرمایا ہے کہ مین ہر روز ستّر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالے اُسکے گناہ اُن فرشتونکو بھلا دیتا ہے جنھون نے وہ گناہ لکھے تھے اور اُسکے ہاتھ پاؤن کو بھلا دیتا ہے جن سے وہ گناہ کئے تھے اور اُس جگہ کو بھلا دیتا ہے جہان وہ گناہ سرزد ہوئے تھے تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اُسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم مین جان آئے اور رگھرّا لگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی اُس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھ پھیلائے ہوے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ رات کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون اور اُس شخص کیواسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون یہ دستِ شفقت پھیلا رہیگا تاوقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین دن بھر مین سَو بار توبہ کرتا ہون اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہین ہے جو گناہگار نہ ہو مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگارون سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے اور اُس کے مثل ہے جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ پھر اُس گناہ کے قریب بھی نہ جائے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہؓ جو حق تعالے نے ارشاد کیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا[1] اس سے اہل بدعت مراد ہین ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہین قبول ہوتی مین ان سے بیزار ہون اور وہ مجھ سے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آسمان پر لے گئے تو اُنھون نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے اُن کے واسطے بد دعا کی حتّٰی کہ وہ ہلاک ہوگئے پھر دوسرے کو دیکھا گناہ کرتا ہے اُسکے واسطے بھی بد دعا کی وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم میرے بندون سے درگزر کر کیونکہ ان تین امرون مین سے کوئی ایک امر تو ہوگا یا تو وہ توبہ کرینگے

---

[1] جن لوگون نے تفریق مذہب کی اور گروہ گروہ ہوگئے ۱۲۔

اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدونگا یا اُنکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی کرے گی اے ابراہیم تجھے نہین معلوم کہ میرا نام صبور ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ جس بندے کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے اُسے بخشش چاہنے کے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے اُسکی چوڑان ستّر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جس دن سے زمین و آسمان پیدا ہوا اُسدن سے وہ دروازہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلے گا تب تک وہ دروازہ بند نہ ہوگا اور فرمایا ہے کہ دوشنبہ اور جمعرات کو بندون کے اعمال عرض کیے جاتے ہین جس نے توبہ کی ہوگی اُسکی توبہ قبول ہوتی ہے اور جسنے بخشش چاہی ہوگی اُسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ بھرا رکھتے ہین وہ اُسی طرح گنہگار چھوڑ دیے جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ بندے کی توبہ سے اُس اعرابی کی نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے جو خونخوار جنگل مین اُونگھ جائے اور اس کا ایک اونٹ زاد راہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا جب چونکے تو اُس اونٹ کو نہ پائے اور گھبراکر اُٹھے اور سرگرم تلاش ہوا اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہ حال ہوجائے کہ اب بھوک پیاس کے مارے مرجائے گا اپنی جان سے بیزار ہوکر دلمین کہے کہ اپنی جگہ پر چل کر پڑ مرہے اُسی مقام پر پھر آئے اور مرنے کے قصد سے بانھہ پر سر رکھکر سو جائے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اُسی طرح لدا پھندا اُس کے سرہانے کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھانا پینا مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اس سے زیادہ حق تعالےٰ اپنے بندونکے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے **توبہ کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اس نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھاچکا ہون اور قریب ہے کہ ہلاک ہوجاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اُسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جس نے زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے حلق مین انگلی ڈال کر قے کرتا ہے اور اس ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کرچکا ہے وہ جاتا رہے اسی طرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہریلے میوے شہد کے مثل تھی کہ اسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گزشتہ کے گناہون پر پشیمان ہوتا ہے اور اُس کی جان مین خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اُسمین خواہش اور گناہ کی جو حرص ہے وہ اُس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بجھتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آیندہ کبھی اُس گناہ کے قریب نہ جائے لباس جفا اتار کر بساط وفا بچھائے اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جس طرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرت واندوہ ہوجائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا

تھا اب اہلِ معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے اور اُسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اُسکی فرع حالات کا
بدل ڈالنا اور معصیت و مخالفت سے طاعت اور موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ
واجب ہونے کا بیان** اے عزیز ہر شخص پر توبہ واجب ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہو اگر وہ کافر
ہے تو اُسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر مسلمان ہے اور اُسکا اسلام محض اپنے ماں باپ کی تقلید اور پیروی ست ہے زبان سے
کلمہ کہتا ہے اور دل سے غافل ہے تو اُسپر واجب ہے کہ اس غفلت سے توبہ کرے اور دل سے وہ کچھ کرے کہ اُسکا دل حقیقتِ ایمان
سے آگاہ اور خبردار ہو جائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر واجب
نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطانِ ایمان اُسکے تختگاہِ دل پر قاہر اور غالب ہو جائے حتّٰی کہ فقط اُسکی حکومت رہے اور اُسکی
حکومت اُسوقت ہوگی کہ جو کچھ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطانِ ایمان ہی کے حکم سے ہو شیطان کے حکم سے کچھ نہ ہونے پائے
جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری
کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ اُسوقت وہ کافر ہو جاتا ہے لیکن ایمان
کی شاخین اور ٹہنیان بہت سی ہین ان شاخون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص زہر
کو زہر جان کر نہین کھاتا تو زنا کرتے وقت سلطان شہوت نے اُسکے اس ایمان کو کہ زنا مہلک ہے شکست دیدی ہوگی یا اُس کی غفلت
کے سبب سے ایمان غائب ہو گیا ہوگا یا نورِ ایمان ظلمتِ شہوت کے دھوئین مین چھپ گیا ہوگا پس اے عزیز یہ تو تو نے جان لیا کہ
پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہ ہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اُس سے بھی توبہ کی تو غالب ہے
کہ گناہ سے خالی نہ رہے گا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون سے پاک کیا تو اُسکا باطن اُن گناہون کے
تخم سے خالی نہ ہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ و مال کی محبت اور جیسے کبر ریا وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین ہین گناہون کی
جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ ان مین سے ہر ایک کو حدِ اعتدال پر رکھے اور اُن خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کرے
یہ بات بڑے مجاہدے اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور خیالاتِ
باطل سے خالی نہ ہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرنے
سے نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کو بھول جانا اگرچہ لحظہ ہی بھر ہو سب قصورون
اور نقصانون کی جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہو گیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر
سے غافل ہی نہین ہوتا تو اُسکے واسطے مختلف درجے ہین ان مین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے
درجے کی بہ نسبت سافل اور ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجۂ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجۂ ناقص پر
قناعت کر کے ٹھہر جائے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسولِ مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین دن بھر مین ستر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی

ہوجاتا اور زیادتی پکڑنا آپ کا کام تھا تو جس قدم گاہ پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اُس کی بہ نسبت ناقص
تو اُس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کر سکتا ہے تو ایک
درم حاصل کر کے خوش ہوتا ہے اور اگر جانے کہ مین دینار حاصل کر سکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوگین ہوتا ہے اور
اپنی تقصیر پر پشیمان ہوتا ہے حتّٰی کہ جب دینار حاصل کر لیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کچھ نہین ہے پھر
جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کر سکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اسی واسطے بزرگون
نے کہا ہے کہ حسنات الابرارِ سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے کہ وہ اس سے
استغفار کرتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات بزرگ حاصل کرنے مین
قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملۂ فضائل ہے فرض نہین پھر یہ کیون کہا کہ اس سے توبہ کرنا واجب ہے **جواب** ہم کہین گے
کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسے ظاہر فتوی مین درجۂ عوام خلق کے موافق ہم اس قدر رکھتے ہین کہ اگر خلق اسمین مشغول
ہو تو عالم ویران نہ ہونے پائے اور معیشتِ دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب خلق کو عذابِ دوزخ سے بچاتا ہے
دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام النّاس اُسکی طاقت نہین رکھتے جو اُسپر قائم نہ رہیگا وہ عذابِ دوزخ سے تو چھوٹا رہے گا مگر مرتبہ
بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھے جیسے آسمان کے تارون کو
دیکھتا ہے تو وہ غبن[ل] اور حسرت بھی ایک عذاب ہوگی جو ناقص رہ جانے کے سبب سے اپنے مین پائے گا اسلئے
اسکو جو ہم نے واجب کہا تو اُس حسرت کے عذاب سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسی کے ہمسر کو جاہ اور
مدارج مین زیادتی حاصل ہو تو دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اُسکی جان سلگتی ہے
اگرچہ لاٹھیان مارنے ہاتھ کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو روزِ تغابن کہتے
ہین اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہ ہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتائے گا کہ ہائے کیون نہ کی اور جسنے
کی ہے وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیؑا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اُس سے
باز نہین رہے اور کہا کہ فردائے قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصّلوٰۃ و
الثنا اپنے تئین قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہین ہے حتّٰی کہ حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالٰی
عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپکے شکمِ مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میری جان آپ
پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہو کر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا کہ اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پہلے سے جا چکے ہین
بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پا چکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصّہ پاؤن تو اُن کے درجون سے میرا مرتبہ
گھٹ جائے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت علی

[ل] رائے اور تدبیر مین خطا واقع ہونا غبن خرید و فروخت مین نقصان اُٹھانا ۱۲۔

علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپ نے دنیا ترک کی تھی اب پچھتایئے فرمایا مین نے کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھ کر استراحت کی آپ نے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا چونکہ آپ کی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پُرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دودھ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودھ مین شبہہ معلوم ہوا حلق مین انگلی ڈال ڈال کر اس قدر قے کی کہ دودھ کے ساتھ آپ کی جان نکلنے کا خوف تھا بھلا یہان پر معترض کیا کہے گا انھین معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قے کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتویٰ اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور ہے اُسے بھلا اس سے کیا نسبت خلق خدا مین بڑے خداشناس اور کمر پہچاننے والے اور راہِ خدا کے خطر جاننے والے بھی حضرات تھے اے عزیز یہ گمان نہ کر کہ اُن حضرات نے یہ محنتین بیفائدہ اپنے اوپر لادلی ہین اور پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند پس اس تمام تقریر سے یہ تو تو نے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پر نہ روئے فقط اُس زمانے ہی پر روئے جو اتبک اُسنے ضائع کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اُسکے واسطے بہت ہے پس اس کا حال تو کیا پوچھتا ہے جو زمانہ گذشتہ کے مانند زمانۂ آیندہ بھی رائگان کرتا ہے اے عزیز جان تو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اُس سے ضائع ہو جائے تو اُسے رونے کا محل ہے اور اگر ضائع ہو جانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب ہو تو اُس کا بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُردانہ ہے کہ اُسکے سبب سے ہمائے سعادتِ ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے جو شخص اپنے گناہون مین صرف کرے گا کہ اُسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہو اگر اُسے اس مصیبت کی خبر ہو تو اُسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اُسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سودمند نہ ہو یہ حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اس کے یہ معنے ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو اُسکے دل مین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اُس کی کچھ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی تو کر لون ملک الموت فرماتے ہین کہ اے شخص تو بہت دنون کی مہلت پا چکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن باقی نہین رہا وقتِ موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ نا اُمید ہو جاتا ہے تو اُسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اُس کی شقاوت کا حکم ہو چکا ہوتا ہے تو وہ شک اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اُس کی سعادت کا حکم ہو چکا ہوتا ہے تو اُسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھ

حق سبحانہ تعالےٰ کے دوازہین ایک اُسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے بندے مین نے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت کے وقت یہ امانت تو کیسی واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے بندے اس امانت مین تونے کیا کیا اگر اُسکی اچھی طرح حفاظت کی ہے تو جزائے خیر پائے گا اور اگر اُسے رائگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ

قبول توبہ کا بیان

اے عزیز جان تو کہ توبہ جب اپنی شرطون کے ساتھ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کرے تو اُسکے قبول ہونے مین شک نہ رکھا کر اُس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی کہ کیا ہے اور اُسے بدن کے ساتھ علاقہ کس طرح ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ مناسبت کیونکر ہے اور جناب الٰہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہوجاتا ہے اُسے اس امر مین کچھ شک نہین رہتا کہ گناہ تو سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اُٹھ جانے کا سبب ہوتی ہے توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آئینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے بے زنگ لگے صاف شفّاف جائے تو حضرتِ الٰہیّت اُسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اُسکے سبب سے ایک ظلمت اُسکے آئینۂ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ کو دور کر دیتی ہے ہمیشہ انوارِ عبادت اور ظلمت معصیّت کے آثار آئینۂ دل پر پے درپے آیا کرتے ہین جب ظلمت بہت ہوجاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوارِ طاعت اُس ظلمت کو دور کر دیتے ہین دل اپنی پاکی اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی نے گناہون پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جوہرِ دل مین پہونچ گیا ہو اور ایسا پیوست ہوگیا ہو کہ علاج قبول نہ کرے جیسے وہ آئینہ جس کے اندر زنگ سرایت کر گیا ہو ایسا دل توبہ کر ہی نہین سکتا مگر آدمی زبان سے کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی جس طرح میلا کپڑا صابون لگا کر دھونے سے صاف ہوجاتا ہے اسی طرح دل بھی انوارِ عبادت کے سبب سے ظلمتِ معاصی سے پاک ہوجاتا ہے اسیواسطے جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی اُس بدی کو محو کر دے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت مین جائے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا کہ اس طرح کہ وہ گناہ کر کے اُس سے پشیمان ہوا اور وہ بہشت تک اُس کے پیش نظر رہے بزرگون نے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے کہ کاش مین اُسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکیان بُرائیون کو اس طرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اے اللہ قسم ہے تیری عزّت کی جبتک آدمی کی جان بدن سے نہ نکل جائے گی تب تک مین بھی اُس کے دل سے نہ نکلون گا حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اس کے بدن مین رہے گی مین بھی توبہ کا دروازہ اُسکے واسطے نہ بند کرون گا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت سراپا رحمت مین

حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول ہوگی فرمایا ہان قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جاکر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین جس وقت گناہ کرتا تھا تو کیا اُس وقت حق تعالےٰ مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا جبشی ایک نعرہ مارکر گر پڑا اور مر گیا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگارون کو خوشخبری دے دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو مین قبول کرلون گا اور صدّیقون کو ڈرا دے کہ اگر تمھارے ساتھ از راہِ انصاف معاملہ کرون گا تو سب کو عذاب مین مبتلا کرونگا طلق بن حبیب رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے حقوق اس امر سے بڑھ کر ہین کہ آدمی اُنپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھ سونا چاہیے حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جائین گے ایک گناہ کو دیکھ کر کہے گا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھ سے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا گنہگار تھا اُس نے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون نے اُسے ایک بڑے عابد کا پتا بتادیا اُس شخص نے وہان جاکر اُس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہون ننانوے آدمیون کو بلا خطا مین نے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اُس عابد نے کہا کہ نہین اُس شخص نے اُس عابد کو بھی قتل کرکے نٹو پورے کرلیے پھر لوگون نے اُسے ایک بڑے عالم کا پتا بتایا اُس نے اُس عالم سے جاکر پوچھا کہ میری توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکلجا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جا وہان صالح لوگ رہتے ہین وہ چلا اور وسطِ راہ مین مر گیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری ولایت مین ہے ارحم الرّاحمین کا حکم ہوا کہ اس زمین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر بڑھ چکا تھا پس رحمت کے فرشتے اُسکی روح کو لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے تو اُس کے سبب سے نجات حاصل ہوجائے گی

گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان

اے عزیز جان تو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اُسی قدر آسانی ہے بشرطیکہ آدمی اُسپر اصرار اور ہٹ نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نمازین گناہِ کبیرہ کے سوا اور سب گناہون کا کفّارہ ہوجاتی ہین اور گناہِ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک ہوتے ہین اُن سب کا کفّارہ جمعہ کی نماز ہوجاتی ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر گناہِ کبیرہ سے تم دست بردار ہو تو تمھارے گناہِ صغیرہ مین معاف کردونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہِ کبیرہ کون کون گناہ ہین اُس مین صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہِ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہے ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہِ کبیرہ سات ہین اُنھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستّر کے قریب ہین ابو طالب مکّی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے احادیث اور صحابہؓ کے

اقوال سے قوت القلوب[نام کتاب] مین جمع کیا ہے ستر گناہِ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگر وہ صغیرہ ہو مثلاً کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اُس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے نااُمید ہوجانا اُسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غصّے سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہِ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اُس سے کسی کا حق باطل ہوجاتا ہے دوسرا محصن کو زنا کی تہمت لگانا کہ اُس پر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اُسکے سبب سے کسی کا مال یا حق چھن جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہِ کبیرہ پیٹ سے علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور جو چیز نشہ لائے دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا سود کھانا اور دو گناہِ کبیرہ فرج سے تعلق رکھتے ہین ایک زنا دوسرا لواطت اور دو گناہِ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا جس سے حد واجب ہوجائے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافر کی صفِ جنگ سے بھاگنا ہے جیسا کہ ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جائے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونے سے زیادہ ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہِ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ مان باپ کو رنج دینا ہے اے عزیز جان تو کہ یہ تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوئی ہے کہ اس مین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف مین بہت تہدید آئی ہے اور اس کی تفصیل مین پھیر ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اس کی متحمل نہین ہوسکتی اس کے جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے اے عزیز جان تو کہ گناہِ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہِ کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہِ صغیرہ کا کفّارہ ہوجاتی ہین مگر اس مین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی اگر ایک دانگ مظلمہ اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اس کا کفّارہ نہین ہے جب تک اُسے ادا نہ کرے گا اُس سے عہدہ برائی نہ ہوگی غرضکہ جو گناہ حق تعالےٰ ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اُس گناہ کی بہ نسبت جو خلق کے مظلمون سے تعلق رکھتا ہے بخشش کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشے نہ جائین گے وہ گناہ شرک ہے ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشدیے جائین گے کہ وہ حق تعالےٰ اور بندے کے درمیان ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جن سے رہائی کی اُمید نہین وہ بندون کے مظلمون کا دفتر ہے اے عزیز جان تو کہ جس امر سے کسی مسلمان کو رنج پہونچے وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھ ہو خواہ مال کے ساتھ خواہ حشمت اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلائے تاکہ اُس کا دین لے لے یا کوئی شخص مجلس کرکے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہوجائین **جن سببون سے گناہِ صغیرہ گناہِ کبیرہ ہوجاتے ہین اُن کا بیان** اے عزیز جان تو کہ گناہِ صغیرہ مین اُمید رہتی ہے کہ غفور الرحیم معاف کردے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے اور اُس کا بھی بڑا خطر ہوجاتا ہے وہ سبب چھ ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہِ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا لہو ولعب سمجھ کر گانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ

ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اُسے دل تاریک کردینے مین بڑا اثر ہوتا ہے اسی واسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کارِ خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے گو کہ قلیل ہو کہ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اُس پتھر مین سوراخ کردے گا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایک ہی دفعہ اُس پتھر پر بہا دیا جائے تو اُس مین کچھ بھی اثر نہ کرے گا پس جو شخص گناہِ صغیرہ مین مبتلا ہو اُسے چاہیے کہ استغفار سے اُس کا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے اور عزم بالجزم رکھے کہ بارِ دیگر یہ گناہ نہ کرون گا شعر دردمندانِ گنہ را روز و شب ٭ شربتے بہتر ز استغفار نیست ٭ ہیٹم تے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی وہ گناہ صغیرہ کبیرہ ہوجائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانیگا تو وہ کم ہوجائے گا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمتِ گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے کہ اُسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھ اُلفت کے سبب سے ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کرلی بہرحال کام دل ہی سے رہتا ہے جو بات دل مین بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف مین ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو مجھ پر پھٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اُس کی ناک پر بیٹھتی ہے اور اُڑ جاتی ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جو گناہ نہین بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی مین کہے کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی خردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالے کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اُس کی عدول حکمی کی بندہ جسقدر حق تعالے کا جلال زیادہ پہچانتا ہے اُسی قدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو جسے بال برابر جانتے ہو اور مین اُن مین سے ہر ایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہون غرضکہ گناہون مین حق تعالے کا غصّہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اُسی گناہ مین ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ[1] چھوٹا گناہ بڑا ہوجائے گا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کے سبب سے خوش ہو اور اُسے غنیمت اور فتوح جانے اُس کے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلّی کرکے کہے کہ مین نے فلانے آدمی کو فریب دیدیا اور خوب لتاڑا اور اُس کا مال چھین لیا اور گالیان دین اور رجھپا دیا اور مناظرے مین اُسے ہرا دیا یا اور ایسی واہیات باتین کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اُس کا دل سیاہ ہوگیا ہے یہی اُس کی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ حقتعالے تو اُس کی پردہ پوشی کرے اور وہ یہ سمجھ کر کہ یہ میرے اوپر عنایت ہے اُس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالے نے مجھے مہلت دی ہو اور میرے واسطے آسانی کی ہو کہ مین بالکل تباہ اور ہلاک ہوجاؤن پانچوان سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کردے اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اُٹھا دے کہ شاید اور لوگ بھی اس کے سبب سے

[1] سمجھتے ہو اسے آسان حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑا ہے ۱۲۔

ف جو بات دل مین اثر کرے وہ بہت بڑی ہے ۔

اُس گناہ کی رغبت کرین اور اُن لوگون کی معصیت اور رغبت کا وبال اُسے حاصل ہو اور اگر کسی کو صریح ترغیب دے گا اور گناہ کے اسباب مہیا کرے گا کہ وہ سیکھ جائے تو دونا وبال ہوگا بزرگانِ سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیانت نہین ہے کہ مسلمان کی نظر مین گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کر دے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہو کر گناہ کرے اور اُسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہو جائین اور کہین کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہون کا مال لیا کرے مناظرے مین سفاہت کی باتین کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرتِ مال وجاہ کے سبب سے فخر کرے تو اُسکے سب شاگرد بھی ان باتون مین اُسکی پیروی کرینگے اور اُستاد ہی کے مثل ہو جائین گے پھر شاگردون کے شاگرد اُنکی اقتدا کرین گے اور ہر ایک کے سبب سے ایک بستی کی بستی تباہ اور خراب ہو جائے گی اسواسطے کہ ہر ہر شہر کے لوگ اُن مین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ نخواہ سبھون کا وبال مقتدا کے نامۂ اعمال مین لکھا جائے گا اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیکبخت ہے جو مرے اور اسکے گناہ بھی اُس کے ساتھ مر جائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اسکے بعد ہزار برس تک اسکے گناہ باقی رہتے ہین علما بنی اسرائیل مین سے ایک عالم نے توبہ کی اُس زمانے مین جو رسول تھے اُنپر وحی نازل ہوئی کہ اُس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے ہی تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کر چکا ہے اور وہ ویسے ہی گناہگار ہین تو اُنہین کیا کرے گا اسیواسطے علما بڑے خطر مین ہین کہ اُنکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر ہے اسواسطے کہ اُن کو ان لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو اُنکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر واجب ہے کہ گناہ کرے ہی نہین اگر اچانک کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب سے از راہِ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہو جائیگی تو اُس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ہم آگے ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہو گئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی ناروا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہو جاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے۔

سچّی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان اے عزیز جان تو کہ توبہ کی اصل پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنے والا ہمیشہ اندوہ وحسرت مین رہے گریۂ وزاری اور تضرع اُسکا کام ہو جائے اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسی کا لڑکا بیمار ہو اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پُرخطر ہے اُس سے ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کس قدر اندوہ وبیم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا اور رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچّے ہین اور ہلاکتِ آخرت کا خوف خوفِ مرگ سے بڑھکر ہے اور خدا کے غصّے پر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف وحسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین

خلق وعالم کی خطا چھپانا واجب ہے

لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اُسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرنے مین اُسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینۂ دل پر جو زنگ لگ جاتا ہے اور جو تاریکی چھا جاتی ہے حسرت وندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اُسے دور نہین کرتی اور اُسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور رقیق ہو جاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنے والون کے ساتھ بیٹھو کہ اُنکا دل بہت رقیق ہوتا ہے اور دل جتنا صاف ہوتا ہے اتنا ہی گناہون سے نفرت کرتا ہے اور دل مین گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالیٰ کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی وحی نازل ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنی عزّت کی کہ اگر سب آسمانون کے فرشتے اُسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اُسکے دلمین گناہ کی حلاوت باقی رہے گی اُسکی توبہ نہ قبول کرون گا اے عزیز جان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب اور مطبوع ہوتا ہے لیکن توبہ کرنیوالے کے حق مین اُسکی مثال زہریلے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایک بار کھایا اور اُس سے بڑا رنج اور صدمہ اُٹھایا وہ دوبارہ جب اُسے دیکھنے کا بھی خیال کرے گا تو اُسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے روئین کھڑے ہو جائین گے اور اُسکی حلاوت کی خواہش اُسکے نقصان کے خوف مین دب رہے گی ایک گناہ پر موقوف نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پائے گا اس واسطے کہ وہ جو گناہ اُس نے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اُس مین حق تعالےٰ کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا یہی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون سے علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کر دے اور جو کچھ اُس پر فرض ہے اُسمین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے صبر کرون گا اور ظاہر و باطن مین حق سبحانہ تعالےٰ سے پکّا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤن گا اور فرض چیزون مین قصور نہ کرون گا جیسے جو بیمار یہ جانے کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے اور یہ جان کر عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز نہ کھاؤن گا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردّد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمۂ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو اُس کے حاصل کرنے پر قادر رہو جب تک شبہے کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑے گا شبہے کی چیزین نہ چھوڑ سکے گا بزرگون نے کہا ہے کہ جسپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اُٹھا کر اور تکلیف کر کے سات بار اُس سے ہاتھ روکے پھر اس کے اوپر اس چیز کا ترک کر دینا آسان ہو جائے گا اور زمانۂ ماضی سے ارادہ اسطرح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اور بندون کے کن کن حقوق مین مین نے قصور کیا حق تعالےٰ کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض کے بارے مین چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اُس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر نماز فوت ہو گئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اُس کی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اُس کے اصل اعتقاد ہی مین کچھ خلل اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوئی ہین سب کی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اُس تاریخ سے جس قدر زکوٰۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ

حوالہ کی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھ کر اُن کی زکوٰۃ نہ دی ہو سب کا حساب کر کے زکوٰۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزے مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اُسکی شرط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقینًا جانتا ہے اُسے قضا کرے جس مین شک رکھتا ہے اُس مین جس طرف ظن غالب ہو اُسے اختیار کرے اور غور و تأمّل کر کے جسقدر یقینی ہو اُسے محسوب کر کے باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جس مین ظنِ غالب ہے اُسے بھی محسوب کر لیگا تو بھی درست ہے اور گناہون کو ابتدائے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھ کان ہاتھ زبان معدہ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہِ کبیرہ کیے ہین جیسے زنا لواطت چوری شرابخواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر فرمائی ہوئی حد واجب آئی ہے اُس سے توبہ کر لے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جا کر اقرار کرے تاکہ وہ اُس پر حد جاری کرے بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرتِ عبادت سے اُسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلًا اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماعِ رود سنا ہے تو جو کام اُن گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کر کے اُن گناہون کا کفّارہ کرے تاکہ وہ کام اُن گناہون کو مٹا دین حق تعالےٰ فرماتا ہے [1] اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ مگر جو نیک کام گناہ کا ضد ہو اُسکا اثر بھی زیادہ ہو سماعِ رود کا کفّارہ قرآن شریف سنکر اور علم کی مجلس مین جا کر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفّارہ دیکھ کر کثرتِ تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفّارہ اسی طرح کرے جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اُسے نہ پیے اور صدقے مین دے تاکہ اُن گناہون سے جو ظلمت حاصل ہوئی اُسکے مقابلے مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہو کر اُن ظلمتون کو دل سے دور کر دے بلکہ دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسکا کفّارہ یہ ہے کہ ہر ہر خوشی کے مقابلے مین دنیا سے ایک ایک رنج کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اُسکے سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسی واسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اُس کے بدن مین چبھ جائے تو وہ اُس کے گناہون کا کفّارہ ہوتا ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اُس کا کفّارہ نہین ہوتی اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہِ عیال اور رنجِ معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفّارہ نہین ہوتی اُمّ المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جو بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ وہ اُس گناہ کا کفّارہ ہو جائے تو حق سبحانہٗ تعالےٰ اُس بندے کے دل مین رنج پیدا کر دیتا ہے کہ اُس گناہ کا کفّارہ ہو جائے اے عزیز اگر تو کہے یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کامون سے اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود عطا ہے خطا کا کفّارہ کیونکر ہوگا تو ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہ ہو اسواسطے کہ اگر اس اندوہ کے بدلے مراد بر آنے کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو

[1] تحقیق نیکیان برائیون کو میٹ دیتی ہین ۱۲ مصحح مطبع

اپنی بہشت ہی سمجھتا حضرت یوسفؑ نے حضرت جبرئیل علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ تم نے اُن اندوگین بڑے میان کو کیونکر چھوڑا یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا اتنے رنج مین چھوڑا ہے جتنا رنج اُن ستّو مادر شفقتہ کو ہو جنکے لڑکے مارے گئے ہون پوچھا کہ اُنھین اس رنج کے عوض مین کیا ملے گا کہا سو شہیدون کا ثواب اور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ اپنے معاملے کا حساب کرے بلکہ پاس بیٹھنے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اُسپر جس کسی کا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اُسنے اُسے رنج دیا ہو یا اُسکی غیبت کی ہو تو اُس سے عہدہ برائی ہو جائے جو کچھ اُسے پھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کرا لینے کے لائق ہو معاف کرائے اگر کسی کو قتل کر ڈالے تو اپنے تئین اُسکے وارث کے حوالے کر دے تاکہ وہ قصاص لیلے یا عفو کر دے اور اگر کسی کا دام و درم اُسکے ذمّے قرض ہو تو اُسے دنیا مین تلاش کرکے ادا کر دے اگر اُسے نہ پائے تو اُسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ اُنکے معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے اُن سب کو نہین تلاش کر سکتے کہ اُنسے معاف کرائین جب اس امر سے آدمی متعذّر ہوا تو سوا اسکے عہدہ برائی کا اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتّٰی کہ اس قدر عبادت جمع ہو جائے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق اُسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اُسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے

فصل

توبہ کی مداومت کے بیان مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اُسے چاہیے کہ اُس گناہ کے تدارک اور کفّارے مین جھٹ پٹ مشغول ہو جائے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفّارہ ہو جاتا ہے چار دل مین ہین ایک توبہ یا توبہ کا قصد اور اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرونگا اور اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھ پر عذاب ہوگا اور عفو کی اُمید اور چار بدن مین ہین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑھے بعد اُس کے ستّر بار استغفار کرے سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اور صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے اور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ خوب طہارت کرکے مسجد مین جاکر دو رکعت نماز پڑھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تو نے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر عبادت کر تاکہ اُس گناہ کا کفّارہ ہو جائے اگر آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جان تو کہ زبانی استغفار جس مین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت دل مین ہراس اور تضرّع ہو خجلت اور ندامت سے خالی نہ ہو جب یہ حالت پیدا ہوئی تو گو کہ توبہ کرنے کا مصمّم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی بخشدیے جانے کا امیدوار ہے بہرحال غفلتِ دل کے ساتھ زبانی استغفار بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ زبان کو بیہودہ باتون ہی سے روکے گا اور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو گالی اور بیہودہ بات وغیرہ کی نسبت استغفار کی بہت رغبت ہوگی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اُن کے ایک مرید نے کہا کہ بعضے وقت بے دلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک عضو کو تو حق تعالیٰ نے اپنے کام مین لگایا اے عزیز

[1] حضرات علماء کا بھی یہی قول ہے کہ جس کی غیبت کی ہو اسکے واسطے استغفار کرے اور اسکی جانب سے صدقہ دے تاکہ کچھ خفت اس عذاب مین ہو جائے ۱۲ –

اس امر مین شیطان بڑا دھوکا دیتا ہے تجھ سے کہتا ہے کہ زبان بند کر دل ہی حاضر نہین تو فقط زبانی ذکر بے ادبی ہے شیطان کو جواب دینے مین لوگون کے تین گروہ ہین ایک گروہ سابق اور بہتر ہے شیطان کو جواب دیتا ہے کہ تو نے سچ کہا اچھا مین تیرے جلانے کے واسطے خواہ مخواہ دل ہی حاضر کرتا ہون یہ شخص شیطان کے زخم پر نمک چھڑک دیتا ہے دوسرا گروہ ظالم ہے وہ شیطان سے کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا واقعی زبان ہلانے مین کیا فائدہ اور چپ ہو رہتا ہے جانتا ہے کہ مین نے زیرکی کی اور حقیقت مین شیطان کے ساتھ محبت اور موافقت کرنے لگا تیسرا گروہ مقتصد ہے یہ کہتا ہے کہ اگرچہ مین دل نہین حاضر کرسکتا مگر زبان کو ذکر مین مشغول رکھنا چپ رہنے سے تو بہتر ہے گو کہ دل سے ذکر کرنا فقط زبانی ذکر کرنے سے بہتر ہے جیسے کہ بادشاہی صرافی سے اور صرافی خاکروبی سے بہتر ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو کوئی بادشاہی سے عاجز ہوجائے وہ صرافی سے بھی دست بردار ہو کر خاکروبی کرنے لگے **توبہ کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو لوگ توبہ نہین کرتے اُن کا علاج یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ کس سبب سے گناہ پر اصرار کرتے ہین اور توبہ نہین کرتے وہ پانچ سبب ہین ہر ایک کا علاج جدا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی آخرت کا ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا آخرت مین اسے شک ہو اسکا علاج غرور کے ذکر مین جو آخر مہلکات مین تھا ہم بیان کرچکے ہین دوسرا سبب یہ ہے کہ خواہش اسقدر غالب ہوگئی ہو کہ آدمی گناہ ترک کرنے کی طاقت نہین رکھتا اور دنیا کی لذتون نے ایسا گھیر لیا ہو کہ کار آخرت کے خطرے سے اُسے غافل رکھتی ہین اکثر خلق کو خواہش حیات ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا کہ دیکھ انھون نے دوزخ کو دیکھکر عرض کیا کہ قسم تیری عزت کی کہ کوئی ایسا نہ ہوگا کہ اُسکی کیفیت سنکر ادھر آئے پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے دوزخ کے گرداگرد خواہشون کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اب دیکھ پھر حضرت جبرئیلؑ نے دیکھکر عرض کیا کہ کوئی نجاتی رہیگا کہ دوزخ مین نہ رہے اور حق سبحانہ تعالےٰ نے بہشت کو پیدا کرکے فرمایا کہ دیکھ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا مین نے دیکھا جو شخص اُسکی صفت سنےگا بے اختیار اُسکی طرف دوڑ پڑیگا پھر حق تعالےٰ نے مکروہات کو اور اُن تلخ کامونکو جو راہ بہشت مین ہین بہشت کے آس پاس پیدا کرکے فرمایا کہ اب تو دیکھ حضرت جبرئیلؑ نے دیکھکر عرض کیا کہ اب تو مجھے یہ خوف ہے کہ بہشت کی راہ مین چونکہ رنج و تکالیف بہت ہین تو کوئی شخص بہشت مین نہ جائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آخرت کا تو ابھی وعدہ ہی وعدہ ہے اور دنیا دم نقد موجود ہے اور آدمی کی طبیعت نقد مال کیطرف بہت مائل ہوتی ہے اور جو اُدھار چیز اُسکی آنکھ سے دور ہوتی ہے اُسکے دلسے بھی دور ہوا کرتی ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ جو مسلمان ہے وہ دن بھر توبہ کے قصد مین رہتا ہے لیکن پھر دوسرے دن پر اُٹھا رکھتا ہے اور جو خواہش سامنے آتی ہے کہتا ہے اسے تو کرلون اور کچھ نہ کرونگا **شعر** روز میگوییم کہ فردا ترک این سودا کنم ؛ باز چون فردا شود امروز را فردا کنم ؛ پانچوان سبب یہ ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ کچھ واجب نہین ہے کہ گناہ دوزخ مین لیجائے بلکہ عفو ممکن ہے اور آدمی کو اپنے نصیب کے حق مین نیک گمان ہوا کرتا ہے جب کوئی خواہش غالب ہوتی ہے کہتا ہے کہ حق تعالےٰ معاف کردیگا اور رحمت کی اُمید رکھتا ہے پہلے سبب یعنی آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا علاج ہم بیان کرچکے ہین لیکن جو شخص آخرت کو اُدھار جانتا ہے اور دنیا جو نقد ہے اُسے ترک نہین کرتا اور آخرت جو آنکھ سے اوٹ ہے اُسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اُسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ لے کہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے اُسے

آئی ہوئی سمجھ لے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مر گیا آخرت نقد ہو گئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ ادھار اُسی دم نقد ہو جاے اور وہ نقد یعنی دنیا گئی گذری ہوا اور خواب و خیال ہو جائے شعر وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا ؛ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا ؛ اور وہ شخص جو ترکِ لذت نہین کر سکتا اُسے یہ جاننا چاہیے کہ جب اس لذت سے دم بھر صبر نہین کر سکتا تو آتشِ دوزخ کا کیونکر متحمل ہوگا اور بہشت کی لذتون سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے پانی سے زیادہ کوئی چیز نہین اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اُس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی اُمید پر کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا اور رسولؐ کے قول سے سلطنتِ ابدیت کی جو اُمید ہے وہ اولیٰ تر ہے کہ ترکِ شہوت کے سبب ہو اور وہ شخص جو توبہ کرنے مین تاخیر کرتا ہے اُس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بُھلاے بھولا ہے تو بہ کرنے مین کل تک کی کیا دیر لگا رکھی ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آئے تو آج ہی ہلاک ہو جائے شعر آئے نہ آئے دم کا کسے اعتبار ہے ؛ ناپائدار زندگیِ مستعار ہے ؛ اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرین گے اور اُس سے یہ کہنا چاہیے کہ توبہ کرنے مین تو آج کیون دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترکِ شہوت دشوار ہے کل آسان ہو جائیگا تو یہ خیالِ محال اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہین کیا جس مین ترکِ شہوت آسان ہوا اور تیری مثل اُس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کرین کہ اُس درخت کو جڑ سے اکھاڑ ڈال اور وہ کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور مین ضعیف ہون برس دن توقف کرو اگلے سال اکھاڑ ڈالون گا تو اُسے یہی جواب دین گے کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائے گا اور تو اور بھی ضعیف ہو جائے گا اسی طرح خواہشون کا درخت بھی روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے تو جتنا جلدی اُسے اُکھاڑیگا اُتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ مین مسلمان ہون اور حق تعالیٰ مسلمانون کو معاف ہی فرمائیگا اُس سے ہم کہتے ہین کہ شاید حق تعالےٰ نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے ایمان کا درخت کمزور ہو جائے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے مین اُکھڑ جائے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے کہ عبادت ہی کے پانی سے سنچتا ہے جب اُس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہو رہا ہو تو اُس کا خطر مین رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص نے بہت گناہ کیے ہون اور عبادت نہ کی ہو اُسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جس کی بیماری بڑھ گئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے کہ کہین ہلاک نہ ہو جائے پھر وہ شخص ایمان ساتھ بھی لے جائے تو دونون امر ممکن ہین حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے چاہے اُسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اُس بیوقوف کی ایسی ہے جو اپنی تمام گرستی ضائع کر کے اپنے جورو لڑکون کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید یہ کسی ویرانے مین جائین اور وہان خزانہ پائین یا اُس کی مثل اُس نادان کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر مین رہتا ہو اُسے ظالم لوگ لوٹنے آئین وہ اپنا مال نہ چھپائے اُسی طرح گھر مین چھوڑ کر بھاگ جائے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر مین پہونچکر مر جائین یا غافل رہین یا اندھے

ہو جائین میرے گھر مین دیکھ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایسا ہی حق تعالےٰ کا بخشدینا بھی ممکن ہے اگر اس ممکن پر اعتماد کر کے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی شخص اپنے بعضے گناہون سے توبہ کرے سب گناہون سے نہ کرے تو یہ درست ہے یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھکر زنا سے توبہ کرتا ہے تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے تو آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ آدمی زنا کو شراب خواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شراب خواری سے توبہ کرے کہ شراب زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور بُرے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہ کرے اور رکھے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اُسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شراب خواری سے توبہ نہ کرے فقط کثرتِ شراب خواری سے توبہ کرے اور رکھے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اُسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑ دون بہت پینے سے باز آسکتا ہون اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ شیطان جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کرے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین مین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے اَلتَّائِبُ حَبِيْبُ اللهِ[1] اور حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ[2] ظاہرا یہ محبت کا مرتبہ اسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے جسنے یہ کہا ہے کہ بعضے گناہون سے توبہ درست نہین اُسکا یہی مطلب ہے ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہوجاتی ہے اور وہ گناہ نیست و نابود ہوجاتا ہے سب گناہون سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اُسی قدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہوسکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی بے صبر کیے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اُسے صبر پر موقوف رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا[3] اور اجر بے نہایت و بے حساب کو صبر پر حوالہ فرمایا ہے اور ارشاد کیا اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ[4] اور صابرون سے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اور فرمایا

ف حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے۔

[1] توبہ کرنے والا خدا کا پیارا ہے ۱۲ [2] خدا توبہ کرنے والون کو محبوب رکھتا ہے ۱۲ [3] اور کیا ہم نے ان مین سے مقتدا کہ ہدایت پاتے ہین ہمارے امر سے بوجہ صبر کے ۱۲

[4] اور پورا پائین گے صابرین اجر اپنا بغیر حساب کے ۱۲۔

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ [1] درود اور رحمت اور ہدایت تینون نعمتین اکٹھا کسی کو نہین مرحمت کین مگر صبر کرنے والون کو اور فرمایا اُولٰٓئِكَ [2] عَلَيْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالےٰ اُسے عزیز رکھتا ہے
اور ہر ایک کو صبر نہین عنایت فرماتا مگر اپنے دوستون کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اَقَلَّ
مَآ اُوْتِيْتُمُ الْيَقِيْنُ وَعَزِيْمَةُ الصَّبْرِ یعنی جو چیزین حق تعالےٰ نے تمھین عنایت فرمائین اُن مین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو
یہ دونون نعمتین مرحمت کی ہین اُس سے کہدو کہ تو کچھ پروا نہ رکھ گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اور اے میرے اصحاب جس امر پر آج تم
قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اُس سے پھر نہ جاؤ تو اُسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت
کرے جتنی سبھون نے کی ہو مگر مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تم پر دنیا کی راہ کھلے حتّٰی کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہلِ ایمان تم سے
منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کرکے ثواب کا اُمیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا نہ رہیگی اور حق تعالیٰ کے پاس ثواب
باقی رہیگا یہ فرماکر رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑھی مَا عِنْدَكُمْ [3] يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْآ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے اور
فرمایا ہے کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والون کو حق تعالےٰ دوست رکھتا ہے حضرت داؤد علٰی نبیّنا وعلیہ الصّلٰوۃ
والسّلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت
عیسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نہ کروگے تب تک اپنی مراد کو نہ پہونچوگے جناب سلطان الانبیا
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ اس پر دلیل کیا
ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین محنت پر صبر کرتے ہین قضائے الٰہی سے خوش رہتے ہین فرمایا مُؤْمِنُوْنَ
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے قسم ہے ربِّ کعبہ کی کہ تم پکّے مسلمان ہو امیر المومنین شیرِ خدا حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ فرماتے
ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسے صبر نہین ایمان نہین
صبر کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ صبر آدمی ہی کیواسطے خاص ہے اسواسطے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ نہایت
ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اسلیے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور
مسخّر ہین اور اُن مین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جنابِ الٰہی کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین اُنھین
اس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اُسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالےٰ نے پہلے تو بہائم کی صفت پر پیدا کیا
اور کھانے کپڑے زیب و زینت لہو و لعب کی خواہش اُسپر مسلّط کی پھر جوانی کے وقت انوارِ ملائکہ مین سے ایک نور اُسمین
پیدا ہوتا ہے کہ اُس نور سے انجامِ کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالےٰ نے دو فرشتون کو آدمی پر مؤکّل کر دیا ہے

[1] اور اللہ صابرون کے ساتھ ہے ۱۲ [2] صابرین وہ ہین کہ خدا کی طرف سے ان پر صلوٰۃ ہے اور رحمت ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہین ۱۲ [3] جو کچھ
تمھارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے اور ہم جزا دین گے اُن لوگون کو جنھون نے صبر کیا بغیر حساب (یعنی بے نہایت)۔

بہائم اُن سے محروم ہین ایک فرشتہ تو اُسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے بایںطور کہ اُس فرشتہ کے انوار مین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اس نور سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتّٰی کہ اس نور سے اپنے تئین اور حق تعالےٰ کو جان جاتا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اُسکا رنج مدت تک رہتا ہے بہائم کو یہ ہدایت نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسی قدر جانے گا کہ خواہشین اُسکے حق مین باعثِ نقصان ہین اور اُسے دفع کرنے کی قدرت نہ رکھے گا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اُسکے حق مین باعثِ نقصان ہے مگر اُسے دفع کرنے کی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالےٰ نے اُس دوسرے فرشتے کو آدمی پر اسواسطے متعین کیا ہے کہ اُسے قوّت اور قدرت دے اور اُسکی تائید کرکے سدّباب کردے حتّٰی کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعثِ نقصان جانا ہے اُس سے دست بردار ہوجائے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوّت ضروری ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اُن کے ضرر سے رہائی پائے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکر مین سے ہے اور وہ شہوت پرستی کی قوّت شیطان کے لشکر مین سے اُس مخالفتِ شہوت کی قوت کو ہم باعثِ دینی کہتے ہین اور اُن شہوتون کی قوت کو باعثِ ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکرِ ملائکہ تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نہ کر اور لشکرِ شیطان کہتا ہے کہ کر بھی وہ بیچارہ اس دو عملہ مین حیران ہے کس کی مانے اور کس کی نہ مانے اگر باعثِ ہوا کے ساتھ جنگ و مقابلہ کرنے مین باعثِ دین ثابت قدم رہے اور جگہ نہ چھوڑے تو اُسکے ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعثِ ہوا کو مغلوب کرلے اور بھگا دے تو اُس کے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین اور جبتک باعثِ ہوا کے ساتھ کارزار مین رہے اُسے جہادِ نفس کہتے ہین پس باعثِ ہوا کے مقابلے مین باعثِ دین کا قائم رہنا ہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سبب سے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین ہے اور بہائم اور بچّون کو صبر کی قوّت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ یہ جو دو فرشتے ہم نے کہے ہین کراماً کاتبین یہی ہین اور جسکے واسطے حق تعالےٰ نے فکر و تامّل و استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اُسکا کوئی سبب ہوتا ہے جب مختلف دو چیزین ہونگی تو اُنکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بہائم کو اور ابتدا مین بچّون کو نہ ہدایت ہوتی ہے نہ معرفت کہ اُنکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوّت ہوتی ہے جوانی کے قریب یہ دونون چیزین پیدا ہوتی ہین اور اُنکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون سے عبارت ہین اور آدمی یہ بھی جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اُسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے کے سبب سے ہدایت ہوتی ہے وہ بہت معزّز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھ کو اُسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہے اسواسطے کہ یہ فرشتے تجھپر موکّل ہین تو وہ داہنے ہاتھ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت و معرفت حاصل کرنے کے واسطے اُسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا

کہ گویا تونے اُسپر احسان کیا کہ اُسے بیکار نہین رکھا اور یہ بات تیرے نامۂ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر تو اُس سے انکار کرے گا اور اسے بیکار کردے گا تاکہ بہائم اور لڑکون کی طرح انجام کار کی ہدایت سے محروم رہے تو یہ ایک تقصیر ہے کہ تونے اپنے اور اُسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائیگی اسطرح وہ قوت جو تونے اُس فرشتہ سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جائینگی نامۂ اعمال مین بھی اور تیرے دل مین بھی مگر تیرے دل سے پوشیدہ رہین گی یہ دونون فرشتے اور اُن کی کتابین عالم شہادت سے نہین ہین اُنکو ان آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا جب موت آئے گی اور یہ آنکھ گذر جائے گی اور دوسری آنکھ جس سے عالم ملکوت دیکھ سکتا ہے کھلے گی تب تو اُن کتابون کو اپنے ساتھ پائے گا اور دیکھ سکے گا اور قیامت صغریٰ سے آگاہی پائے گا مگر اسکی تفصیل قیامت کبریٰ یعنی حشر کے دن دیکھے گا قیامت صغریٰ تو موت ہی کے وقت ہوجاتی ہے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ[1] جو کچھ قیامت کبریٰ مین ہے اُسکا شائبہ اس قیامت صغریٰ مین بھی ہے اس کی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اُسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یہ امر جان لے کہ صبر وہان ہوتا ہے جہان لڑائی ہو اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکر ہون اور اُن دونون لشکرون مین سے ایک تو ملائکہ کا لشکر ہے ایک شیاطین کا آدمی کے سینے مین یہ دونون جمع ہین تو اس لڑائی مین مشغول ہونا راہِ دین کا پہلا کام ہے اسواسطے کہ بچپن سے سینے کے میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کرلیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جب تک شہوتون کے لشکر کو مقہور نہ کرے گا سعادت کو نہ پہونچے گا اور جبتک جنگ نہ کرے گا اور جنگ مین صبر نہ کرے گا تب تک اُسے مقہور نہ کرسکے گا جو شخص اس جنگ مین مشغول نہین اُسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کردی اور جس نے اپنی خواہشون کو زیر دست کرلیا وہ خود شرع کا مطیع ہوگیا اور میدان مار لیا جیسا کہ جناب سلطان المجاہدین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلٰى شَيْطَانِيْ فَاَسْلَمَ[2] اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس پر جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا ہے گاہے شہوت نفسانی قبضہ کرلیتی ہے گاہے باعث دین بغیر صبر اور ثابت قدمی کیے ہوئے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا

اس امر کا بیان کہ صبر نصفِ ایمان اور روزہ نصفِ صبر کیون ہے

اے عزیز جان تو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اُس کی بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستّر اور کئی باب ہین لا الٰہ الا اللہ سب سے بزرگ ہے اور راستہ پر سے تنکا اُٹھالینا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو سب سے کمتر ہے ہرچند کہ ایمان کے اقسام اور اُسکی شاخین بہت ہین لیکن اصلین تین ہی جنس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اُس کی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اُسکی فرع یہ ہے کہ آدمی گناہ سے دست بردار ہوکر عبادت مین مصروف رہے پس یہ حالت اور معرفت اور عمل سب منجملۂ ایمان ہے اور ایمان تینون

[1] جو شخص مرگیا پس تحقیق کہ قائم ہوگئی قیامت اُسکی ۱۲

[2] مگر اللہ ہی نے مدد کی میری شیطان کے مقابلہ مین پس وہ مسلمان ہوا ۱۲

چیزون سے عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنہٗ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزین ہین دیدار اور کردار بے صبر کے ممکن نہین و صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزے مین جنس شہوت سے صبر ہوتا ہے پس روزہ نصف صبر ہے دوسرے اسوجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی مین نظر کر اور ایمان اسی سے مراد لے تو رنج و محنت مین مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز و نعمت مین شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا اور حدیث مین آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی کو تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے زیادہ کوئی امر مشکل نہین اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا صبر یعنی ایمان مین صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ حج ہے یعنے عرفے کے سبب سے خطرہ ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہو جاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہین ہوتا **ہر وقت صبر کی حاجت ہونیکا بیان** اے عزیز جان تو کہ بندہ کسی وقت ایسی چیز سے خالی نہین رہتا جو اُسکی خواہش کے موافق یا مخالف ہو بہر حال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی جورو لڑکے وغیرہ جو چیز حسب دلخواہ ہو ایسی چیزین مین صبر کرنا اور سب چیزون مین صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئین نہ روک بیٹھے گا اور ناز و نعمت مین کھل کھیلے گا اور دل پھنسا کر اٹک رہے گا تو اُن مین غرور اور سرکشی پیدا ہو جائیگی بزرگون کا قول ہے کہ رنج و محنت پر تو سبھی صبر کرتے ہین مگر خیر و عافیت پر صدیقون کے سوا کوئی صبر نہین کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہو جاتا نعمت بہت بڑھ جاتی تو فرماتے کہ ہم جبتک رنج و محنت مین رہے خوب صبر کر سکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہین کر سکتے اسی سبب سے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ[1] غرضکہ قدرت کی حالت مین صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاک دامنی یہی ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نعمت دیوے ہی نہین نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اُسکے ساتھ دل نہ لگائے اُسکے سبب سے بہت خوشیان نہ منائے اُسے عاریت جانے اور سمجھے رہے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھ سے لے لی جائے گی بلکہ اُسے نعمت ہی نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اُسکے درجات مین نقصان کا سبب ہو پس اُسکے شکر مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی یا اور جو کچھ رکھتا ہے اُسمین سے حق تعالےٰ کا حق ادا ہو جائے اور اُنمین سے ہر ایک مین صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش کے موافق نہ ہون تین قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو آدمی کے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کر دینا دوسرے جو اُس کے اختیار مین نہ ہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جس کی اصل تو اُس کے اختیار مین نہ ہو مگر اُسے دفع کرنا اور اُسکا بدلا لینا اُس کے اختیار مین ہو جیسے لوگون کا اُسے رنج دینا پہلی قسم جو اُسکے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا اُسمین صبر کرنے کی احتیاج ہے اسواسطے کہ

[1] تحقیق کہ تمھارا مال اور اولاد فتنہ ہے یعنے مال و اولاد کی وجہ سے انسان اکثر فتنہ مین مبتلا ہو جاتا ہے ۱۲ جعفر علی۔

کہ بعضی عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہو جاتی ہے جیسے نماز اور بعضی بخل کے سبب سے مشکل ہو جاتی ہے جیسے زکوٰۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونون کے سبب سے دشوار ہو جاتی ہے جیسے حج یہ عبادتین بے صبر کے ممکن نہین ہوتین اور ہر عبادت مین صبر کی حاجت ہے اول مین بھی درمیان مین بھی آخر مین بھی اول مین اس طرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت مین خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان مین یون صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا لوث نہ ہونے پائے مثلاً اگر نماز ہے تو اُسکے درمیان مین ادھر اُدھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اس طرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے اور کہتے پھرنے سے اور اُسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جس قدر خواہش زیادہ اور گناہ آسان ہوتا ہے اُسیقدر اُس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بُری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور سرشت ہو جاتی ہے بُری بات بھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے غیبت جھوٹ اپنی تعریف اورون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان براق ہوتی ہے جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور اسے پسند کرینگے تو کہنے والے کو بڑا رنج کھینچکر اُس بات سے صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھ کر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے بچ سکتا ہے دوسری قسم[1] جسمین آدمی بے اختیار ہے جیسے لوگون کا اُسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اُسکا بدلا لینے مین اُسے اختیار ہے اُس مین صبر کامل کی حاجت ہے تا کہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھجائے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جبتک ایمان کے ساتھ لوگون کے دیے ہوے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہو تب تک ہم ایمان کو ایمان نہین جانتے اسی واسطے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے دَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمھین ستاتے ہین تم اُس سے درگذر کر کے توکل بخدا کرو اور فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمھین کہتے ہین اُسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ اُن سے جدائی اختیار کرو اور فرمایا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایک دن جناب سرور کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ مال تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپ کو پہونچی چہرۂ نورانی سرخ ہو گیا اور رملول ہو کر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالےٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحمت کرے اُنھین اس سے زیادہ لوگون نے رنج دیے اور اُنھون نے صبر کیا اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ یعنی اگر تم کو کچھ اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اُتنا ہی

[1] واضح ہو کہ اوپر والی تقسیم مین یہ تیسری قسم تھی مگر چونکہ اصل کتاب مین یہان ترتیب کا لحاظ نہین کیا ہے مترجم نے بھی اسی کی پیروی کی ورا وپر جو دوسری قسم تھی وہ یہان تیسری قسم لکھی ۱۲-

عوض تو جتنی تمھین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل ین مین نے (یعنی امام صاحب نے) لکھا دیکھا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا میرے پہلے آئے انھون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ
پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالو مین اُنکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ بُرائی کے بدلے
بُرائی نہ کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمھارے داہنے گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اُسکی طرف کرو کہ بھائی ادھر بھی طمانچہ
مارے اور اگر کوئی تمھاری پگڑی چھین لے تو تم اپنا پیراہن بھی اُسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمھین اپنے ساتھ بیگار لیجائے
تو تم دو میل اُسکے ساتھ جاؤ اور جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھین محروم رکھے تم اُسے
عطیہ دو اور جو شخص تمھارے ساتھ بُرائی کرے تم اُسکے ساتھ بھلائی کرو ایسا صبر صدیقون کا درجہ ہے تیسری قسم جسکا اول اور
آخر اختیار سے علاقہ نہین رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مرجانا مال کا ضائع ہوجانا عضو کا بیکار ہوجانا جیسے آنکھ کان
پھوٹ جائین اور سب آسمانی بلائین اس مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی صبر مین ثواب اور فضیلت نہین ہے حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین صبر تین طور پر ہے ایک تو عبادت مین صبر ہے اُسکا ثواب تین سو درجے
ہے دوسرا احرام چیز سے صبر اُسکا ثواب چھ سو درجے ہے تیسرا ابتدائے مصیبت مین صبر اُسکا ثواب نو سو درجہ ہے اے عزیز
جان تو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقون کا درجہ ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مین فرمایا کہ بارِ خدایا
ہمین اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتین ہم پر آسان ہوجائین اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس بندے پر مین بیماری بھیجتا ہون اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگون سے میرا گلہ اور شکوہ نہین کرتا
تو اگر مین اُسے صحت دیتا ہون تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہون اور اگر دنیا سے لے جاتا ہون تو اپنی رحمت کے
ساتھ لیجاتا ہون حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بارِ خدایا جو شخص مصیبت مین خاص تیرے ہی واسطے
صبر کرے اُسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اُسکی جزا یہ ہے کہ مین اُسے ایمان کا خلعت پہناؤن گا اور ہرگز پھیر نہ لون گا جناب
سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغ بالی کا انتظار کرنا عبادت ہے
اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ
خَیْرًا مِّنْهَا حق تعالےٰ اُس کی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے
حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیلؑ تو جانتا ہے کہ مین جس کی آنکھون کی بینائی لے لیتا ہون اُس کی
جزا کیا ہے اُسکی جزا یہ ہے کہ مین اپنا دیدار دکھاؤن گا ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا وَاصْبِرْ
لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا جب اُن بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اُس کاغذ کو جیب سے نکال کر پڑھ لیا کرتے فتح موصلی

۱؎ بیشک ہم خدا ہی کے واسطے ہین اور تحقیق کہ ہم اُسی کی طرف پھرنے والے ہین اے اللہ تو اجر دے مجھے میری مصیبت مین اور بدلا دے تو مجھے بہتر اُس سے ۱۲ ۲؎ اور صبر کر حکم رب پر اس لیے کہ تو ہمارے سامنے ہے ۱۲

کی زوجہ رحمہا اللہ تعالے گر پڑین اور ناخون ٹوٹ گیا ہنسنے لگین پوچھا کہ بی بی کیا تیرا ناخن درد نہین کرتا بولین ثواب کی خوشی مین مجھے درد کی کچھ خبر نہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے کی بزرگ داشت مین سے ایک یہ ہے کہ بیماری مین تو شکوے نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک راوی کہتا ہے کہ سالم مولائے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مین نے دیکھا کہ راہ مین زخمی پڑا ہے مین نے پوچھا تجھے پانی چاہیے کہا میری ٹانگ پکڑ کر کھینچ اور مجھے دشمن کے قریب تر کر دے اور پانی میرے سپر مین بھر دے کہ مین روزہ دار ہون اگر رات تک جیونگا تو پیونگا اے عزیز جان تو کہ لوگ روتے اور ناند ہوگین جو ہوتے ہین اُسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہین جاتی بلکہ چیخین مارنے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے جب انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہین یہ رونا تو رحمت سے جو رحیم ہوتا ہے اُسی پر حق تعالے رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جسپر مصیبت پڑے لوگ اور رون سے اُسے تمیز نہ کرین پس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخین مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹ لینا پگڑی چھوٹی کر دینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالے نے بے تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور بے تیرے لے لیا جیسا کہ رمیضا امّ سلیم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالے عنہا کی بی بی نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضائے الٰہی سے میرا بیٹا مر گیا مین نے اُس پر ایک کپڑا اُڑھا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی بہ نسبت آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار کیا حتّی کہ میرے شوہر نے مجھ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی جب واپس مانگی تو اُس نے بڑی آہ و فریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجّب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پڑوسی بڑا احمق آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالے کا ایک ہدیہ اور عاریت تھا اب حق تعالے نے اپنی وہ عاریت پھیر لی اُسنے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ سے عرض کیا کہ رات کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالے کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت مین گیا تو وہان میضا ابوطلحہ کی بی بی کو دیکھا اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسی وقت مین صبر سے بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب خواہشون سے چھٹکارا پا جائے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھ وسوسے اور طرح طرح کے خیالات اُسکے دلمین پیدا ہون گے اور اُسے یاد الٰہی سے باز رکھین گے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے ہون مگر چونکہ اُسکے وقت اور اُسکی عمر کو جو اُسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اُس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے کہ آدمی اپنے تئین اوراد مین مشغول رکھے اور نماز مین ایسا ہو تو اُسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون اور خیالات سے آدم جب ہی چھوٹے گا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اُس کے دل کو چھین کر اپنی طرف لگائے حدیث شریف مین ہے کہ

بیفکرے جوان کو حق تعالی دشمن جانتا ہے یہ اسواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہے وسوسے سے فارغ البال نہین ہوتا شیطان اُسکے قریب رہتا ہے اُسکے دل مین وسواس اپنا گھر کر لیتے ہین اگر یادِ خدا سے اُسے دفع نہ کر سکے تو کسی پیشے یا خدمت مین مشغول ہو تاکہ وہ اُسے وسواس سے چھڑا دے ایسے آدمی کو خلوت مین بیٹھ رہنا نہ چاہیے بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہو اُسے اپنا دن کام مین لگائے رہنا چاہیے **صبر کرنے کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ صبر کا باب ایک ہی نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی دقّت اور دشواری ہوتی ہے اور ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہر چند کہ معجونِ علم و عمل سب کا علاج ہے اور جو کچھ ربعِ مہلکات مین ہے بیان کیا ہے وہ سب صبر سے حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن یہان تمثیلًا ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور رون کو اسی پر قیاس کر کے آدمی دریافت کر لیا کرے اے عزیز جان تو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعثِ شہوت کے مقابلے مین باعثِ دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے ہین اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ ان مین سے ایک غالب آجائے تو اُس کی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اُسے قوّت اور مدد دیتا ہے اور دوسرے کو ضعیف کرتا ہے اور اُسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر کسی کو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہوگئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہو سکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور یہ باز نہین رکھ سکتا اور صبر نہین کر سکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعثِ شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اُسکی مدد چھین لے اور روزے رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوّی کھانا ہرگز نہ کھائے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت کی آگ بھڑکتی ہے اُن کا سدِ باب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے اور آنکھ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعلِ مباح سے تسکین دے تاکہ اُس کے سبب سے شہوتِ حرام سے رہائی پائے یہ سکونِ شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے ہوئے شہوتِ حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے وہ اس طرح پر دھیرا کیا جاتا ہے کہ یا تو اس کا دانہ چارہ موقوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جائے یا یہ کہ دانہ چارا اُسکے سامنے سے دور کرتے ہین تاکہ وہ دیکھے ہی نہین یا جس قدر دانے چارے سے اُسکی تسکین ہو اُسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعثِ شہوت کا ضعیف کرنا ہے اور باعثِ دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اُسے شہوت کے ساتھ کشتی لڑنے کے فائدے کا لالچ دے یا اُن حدیثون مین غور و تامّل کرے جن مین شہوت سے صبر کرنے والون کا ثواب مذکور ہے جب اس بات پر ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنتِ ابد بدّت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعثِ دین بھی اس ایمان کی قوّت کے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعثِ دین کو مخالفتِ شہوات کا بتدریج عادی کرے حتّٰی کہ وہ دلیر ہو جائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اُسے چاہیے کہ قوّت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زور آوری

ف: باعثِ شہوت کے مقابلے مین باعثِ دین کے ثابت رہنے کو صبر کہتے ہین ۱۲

ف: شہوت کا ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے۔

ف: نفس کی مثال سرکش چارپایہ کی سی ہے

کا کام کرنا شروع کرے اور ذرا ذرا ہاتھ بڑھاتا جائے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ پہلے
اُن لوگوں سے کشتی لڑے جو بہت کمزور ہوں اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ ہوتی ہے اسیوجہ سے جو لوگ
سخت کام کرتے ہیں اُن کو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کاموں میں صبر حاصل کرنے کی یہی تدبیر ہے **شکر کی فضیلت اور حقیقت**
کا بیان اے عزیز جان تو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اُس کا مرتبہ بلند ہے ہر ایک اُس درجہ کو نہیں پہونچ سکتا اسیواسطے
حق سبحانہٗ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ؎۱ اور ابلیس نے آدمی پر طعن کر کے کہا لَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ
شَاکِرِیْنَ یعنی اُن میں سے اکثر شاکر نہیں ہیں اے عزیز جان تو کہ ہم نے جن صفات کو منجیات کہا ہے اُنکی دو قسمیں ہیں ایک قسم
راہِ دین کے مقدمات میں سے ہے فی نفسہٖ مقصود نہیں ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ
ہیں جو ان کے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہیں یہ فی نفسہٖ مقصود ہیں دوسرے کام وسیلہ ہونے کے واسطے
نہیں ہیں جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی انہی میں سے ہے اور جو چیز فی نفسہٖ مقصود ہوتی ہے وہی
آخرت میں باقی رہے گی شکر بھی اُسی میں داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؎۲ تو شکر کو آخر کتاب میں بیان کرنا واجب تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے
اس واسطے یہاں بیان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اُسے اپنے ذکر
کے ساتھ ملا کر ذکر کیا اور فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ؎۳ رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شاکر رہے اُسکا درجہ اُس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے
اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ لِیَقُمِ الْحَمَّادُوْنَ ؎۴ تو کوئی نہ اُٹھے گا مگر وہ شخص جو ہر حال میں خدا
کا شکر بجا لایا ہو جب مال جمع کرنے کی ممانعت میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ الْاٰیَۃ
تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال میں سے کیا جمع کریں فرمایا زبانِ ذاکر دلِ
شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا میں سے انہی تین چیزوں پر قناعت کر کہ خدا کے ذکر اور شکر کی فراغت حاصل کرنے میں
نیک جورو یار و مددگار رہتی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ شکر نصفِ ایمان ہے حضرت عطا رحمۃ اللہ
تعالےٰ علیہ کہتے ہیں کہ اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت سراپا عصمت میں میں حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ یا ام المومنین جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہلِ بیتہٖ اجمعین کے عجائب حالات میں سے کچھ ارشاد
کیجیے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کون سا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگیں کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے کیواسطے میرے
اوڑھنے بچھونے میں آکر لیٹے حتّٰی کہ آپ کا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپنے فرمایا اے عائشہ مجھے

؎۱ اور شکر گزار بندے تھوڑے ہیں ۱۲ ؎۲ اور آخر دعا انکی یہ ہے کہ سب تعریف خدا کے واسطے ہے جو پروردگار ہے سب عالموں کا ۱۲ ؎۳ پس یاد کرو
تم مجھے یاد کرونگا میں تمھیں اور شکر کرو تم میرا اور نہ ناشکری کرو تم میری ۱۲ ؎۴ چاہیے کہ اُٹھیں بڑے حمد کرنے والے ۱۲۔

چھوڑ دے تاکہ مین جا کر اپنے خدا کی عبادت کرون مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین چاہتی ہون کہ آپکے پاس رہون لیکن بسم اللہ آپ تشریف لیجائین بس آپ نے اُٹھ کر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بہایا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے نماز پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کیواسطے تشریف لیجائین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کے تمام گناہ حق تعالے بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین شکر گزار بندہ ہون مین کیونکر نہ روؤن کہ یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور زمین آسمان کے عجائبِ ملکوت کو نظرِ فکر سے دیکھتے ہین اور یہ درجہ پانے کی خوشی سے روتے ہین خوف سے نہین جیساکہ لوگون نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتّھر کی طرف گزرے اُس مین سے بہت پانی بہہ رہا تھا اُنھین تعجب آیا حق سبحانہٗ تعالے نے اُس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے مین نے یہ خبر سنی ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتّھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے مین اسی طرح رو رہا ہون اُن پیغمبر صاحب نے دعا کی اور عرض کیا کہ بارِ خدایا اس پتھر کو خوف سے بیخوف کردے اُنکی دعا قبول ہو گئی پھر جو اُسکی طرف گزرے تو پھر اُسی طرح پانی بہتے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیون روتا ہے اُس نے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے یہی آدمی کے دل کی مثال ہے کیونکہ وہ پتّھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے تاکہ اُس کا دل نرم ہو جائے

شکر کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ تو ہم کہہ ہی چکے ہین کہ دین کے سب مدارج اور مقامات کی تین ہی اصلین ہین علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اُس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے اسی طرح نعمت کو منعمِ حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اس نعمت سے منعمِ حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اُس کام مین لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلّق رکھتا ہے زبان سے بھی بدن سے بھی جبتک یہ سب نہ معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت تجھے ملی ہے وہ حق تعالے ہی نے دی ہے اس نعمت کے دینے مین خدا کا کوئی شریک نہین جب تک تو کسی درمیانی سبب کو دیکھتا ہے اور اُسی کی طرف ٹکٹکی باندھے ہے اور جانتا ہے کہ نعمت دینے مین اُسے بھی کچھ دخل ہے تب تک یہ معرفت اور شکر ناقص اور ناتمام ہے اگر بادشاہ تجھے خلعت دے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر بادشاہی کے واسطے نہ ہوگا بلکہ کچھ وزیر کے واسطے ہوگا اور تیری خوشی بالکل بادشاہی سے نہ ہوگی لیکن اگر تو یہ جانیگا کہ حکم سلطانی سے تجھے خلعت ملا اور حکم قلم اور کاغذ کے ذریعے سے ہوا تو یہ جاننا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہے کہ قلم اور کاغذ مسخّر ہین خلعت دینے مین اُنھین کچھ بھی دخل نہین بلکہ اگر تو جانے گا کہ خزانچی نے تجھے خلعت پہونچایا ہے تو بھی شکر مین کچھ نقصان نہ ہوگا کیونکہ خزانچی کو کچھ اختیار نہین ہوتا وہ مسخّر ہوتا ہے بادشاہ جب اُسے حکم دیتا ہے تو وہ خلاف نہین

کر سکتا اگر حکم نہین دیتا ہے تو وہ کچھ دے بھی نہین سکتا خزانچی بھی قلم کے مانند ہے علیٰ ہذا القیاس اگر روئے زمین کی نعمت کو تو مینھ کے سبب سے دیکھے اور مینھ کو بدلی کے باعث سے جانے اور کشتی مین نجات بادِ موافق کے سبب سے سمجھے تو ٹھیک اور درست شکر تجھ سے نہ ادا ہوگا لیکن اگر تو یہ سمجھے گا کہ ابر مینھ ہوا آفتاب ماہتاب ستارے اور جو کچھ ہے سب خداوندِ کریم کے قبضۂ قدرت مین اسی طرح مسخّر ہین جیسے لکھنے والے کے ہاتھ مین قلم کیونکہ قلم خود کچھ نہین کر سکتا تو یہ سمجھنا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اگر تجھے کوئی نعمت آدمی کے ہاتھون پہونچے اور تو اُسی آدمی کو خداوندِ نعمت جانے تو یہ حماقت ہے اور شکر کے مرتبے سے حجاب اور بُعد کی علامت ہے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اس آدمی نے اس سبب سے تجھے نعمت دی کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اُسپر ایک سزاول بھیجا اُس سزاول نے زبردستی اس سے وہ نعمت تجھے دلوائی اُسنے ہرچند چاہا کہ اُس سزاول کے خلاف کرے مگر نہ کر سکا اور اگر اُسکے خلاف کر سکتا تو ایک حبہ بھی تجھے نہ دیتا سزاول وہ قصد ہے جو حق تعالےٰ نے اُسکے دلمین پیدا کر کے یہ امر اُسکے پیشِ نظر کر دیا کہ تیری سعادتِ دارین اسی مین ہے کہ یہ نعمت تو اُسے دیدے حتّٰی کہ وہ اس طمع سے کہ دنیا یا عقبیٰ مین اپنی مراد کو پہونچیگا وہ نعمت تجھے دیدی اور حقیقت مین اُسنے وہ نعمت اپنے ہی تئین دی ہے کیونکہ اُسے اپنی مراد بر آنے کا وسیلہ کیا اور تجھے خدا ہی نے وہ نعمت دی کہ اُسپر ایسا سزاول متعیّن کر دیا اور اُسے اُسکے عوض مین کوئی غرض نہین ہے پس تو نے جب درحقیقت یہ جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہین اور خزانچی اسبابِ درمیانی مین قلم کے مانند ہے اور کسی کے قبضۂ قدرت مین کچھ بھی نہین ہے مگر خدا ہی زبردستی اُنھین حکم فرماتا ہے تب تو اُس نعمت کے سبب سے حقتعالےٰ کا شکر کر سکیگا بلکہ یہ سمجھنا عین شکر ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے مناجات مین عرض کی کہ بارِ خدایا حضرت آدمؑ کو تو نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کر کے اُنکے تئین یہ یہ نعمتین عنایت فرمائین اُنھون نے کس طرح تیرا شکر ادا کیا ارشاد ہوا کہ آدمؑ نے یہ جانا کہ وہ نعمتین سب میری ہی جانب سے ہین اُسکا یہ جاننا ہی شکر تھا اے عزیز جان تو کہ معرفتِ ایمان کی بہت سی راہین ہین پہلی راہ تقدیس ہے کہ تو یہ جان لے کہ مخلوقات کی سب صفتون سے اور جو کچھ وہم وخیال مین آتا ہے اُس سے حق سبحانہٗ تعالےٰ پاک اور منزّہ ہے اُسی کو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین دوسری توحید ہے کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اُس پاکی کے ساتھ یگانہ ہے کوئی اُسکا شریک نہین اُسی کو لا الٰہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے سب اُسی سے ہے اُسکی نعمت ہے اُسی کو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہین یہ اُن دونون سے بڑھکر ہے کہ وہ دونون معرفتین اُسکے تحت مین ہین اسیواسطے جنابِ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ دس حسنات ہین اور لا الٰہ الا اللہ بیس اور الحمد للہ تیس اور یہ حسنات یہ کلمات نہین ہین جو زبان سے نکلتے ہین بلکہ وہ معرفتین ہین جنسے یہ کلمات عبارت ہین علم شکر کے یہی معنی ہین اور حالِ شکر وہ فرحت ہے جو اُس معرفت سے دلمین پیدا ہو اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اُس سے خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ نعمت پانے والا اس وجہ سے خوش ہو کہ اُسے اس نعمت کی حاجت تھی اور نعمت پانے سے اُسے اعانت ملی یہ شکر نہین ہے کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت

کرے اگر یہ تو کر اس وجہ سے خوش ہو کہ اُسے گھوڑے کی حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہ ہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے یہ کہ وہ اسوجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھ پر عنایت فرمائی یہ سمجھ کر اور نعمتون کا اُمیدوار رہے اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا تو یہ خوشی نہ ہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہین ہے بلکہ اُمیدِ انعام کے لیے ہے یہ منجملہ شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ کے حضور مین جاسکے گا تاکہ اُس کی زیارت کرے اُسکے سوا اور کچھ نہین چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسی طرح جس شخص کو حق تعالےٰ نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اُس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہین تو یہ شکر نہ ہوگا اور اگر منعم کے سبب سے تو خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمتِ دنیا اُسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتّٰی کہ وہ علم اور عبادت مین مشغول ہوگا اور منعمِ حقیقی کا قرب ڈھونڈھے گا تو یہ کمالِ شکر ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اُسے اُن عبادتون سے باز رکھے اُسکے سبب سے اندوہگین رہے اُسے نعمت ہی نہ جانے بلکہ اُس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھ کر اُسپر شکر کرے پس جو چیز راہِ دین مین اُسکی یار و مددگار نہ ہو اُس کے سبب سے خوش نہ ہو اسی واسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے ہی نہ فقط منعم ہی کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز مین مزہ ہی نہ ہو جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین مزہ ہو اُس سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین پس دوسرے درجے سے تو کم نہ رہے اسواسطے کہ پہلا درجہ تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہ کرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ بہر حال شکر کرے اور الحمد للہ کہے اور منعم کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کی کہ بخیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات ڈھونڈھتا تھا اگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے اُنکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کے ساتھ ہو تاکہ کہنے والا اور سننے والا دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار ہوگا گو کہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا بُری بات ہوگی کہ بندۂ ناچیز خداوندِ عالم کا شکوہ دوسرے بندۂ عاجز سے کرے جسے ذرا بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اُسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نہ کر سکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالےٰ کی طرف سے نعمت ہین اُنھین اس کام مین مصروف رکھے جس کے واسطے حق تعالےٰ نے اُنھین پیدا کیا سب اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھ سے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو آخرت کے کامون مین مشغول رہ جب تو نے اس نعمت کو اُس کے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو باوصف اُسکے کہ اُسے اس کام مین کچھ حظ اور حصّہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزّہ اور پاک ہے مگر تو نے اُسکا شکر ادا کیا اُسکی مثال

یہ ہے کہ مثلاً کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظرِ عنایت ہو اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو بادشاہ اُسکے واسطے گھوڑا اور زادِ راہ بھیجے تاکہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہو اور مقرّب ہو کر عزّت وحشمت حاصل کرے اور بلند مرتبہ پائے پادشاہ کو اُس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اُسکی مملکت مین اُس غلام کے آنے سے نہ کچھ بڑھ جائیگا نہ نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا مگر یہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اُسکی بھلائی ہو کیونکہ جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہنا خلق کے واسطے ہوتا ہے اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہو کر درِ دولت کی طرف متوجّہ ہو اور زادِ راہ خرچ کرے تو اُسنے گھوڑے اور زادِ راہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھ کر درِ دولت کی طرف پیٹھ کرے حتّی کہ اور بھی دور ہو جائے تو اُسنے کفرانِ نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زادِ راہ کو بیکار چھوڑ دے نہ درِ دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفرانِ نعمت ہوگا مگر اسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملوک کی نعمت کو بندہ اگر اُسکی عبادت مین صرف کریگا تاکہ اُسکے درجہ قرب سے سرفراز ہو تو وہ شکر گزار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تاکہ اُس سے اور زیادہ دور ہو جائے تو کفرانِ نعمت کریگا اور اگر مباح عیش وعشرت مین صرف کریگا تاکہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفرانِ نعمت کریگا اگرچہ اُسقدر نہ ہو جب یہ معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر یہی ہے کہ بندہ اُسے حق تعالےٰ کے محبوب ومرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کرسکتا مگر وہ شخص جو حق تعالےٰ کے محبوب ومرغوب کامون کو اُن کامون سے تمیز کرسکے جو خداوندِ کریم کے نزدیک مکروہ اور بُرے ہین یہ بہت باریک علم ہے جبتک ہر چیز مین آدمی یہ نہ پہچانے گا کہ اُسکے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے تب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالون مین اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہین اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم مین ڈھونڈھے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ کی گنجائش نہین۔

کفرانِ نعمت کا بیان اے عزیز جان تو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اُسے اُسکی حکمت کی راہ سے پھیر دین اور جس کام کے واسطے حق تعالےٰ نے اس نعمت کو پیدا کیا ہے اُس کام مین اسے نہ صرف کرین اے عزیز جان تو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب ومرغوب کام مین صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اُسمین صرف کرنا کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصّل نہین پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو اُس کی عبادت ہی مین صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہلِ بصیرت ہین اُن کے واسطے ایک راہ ہے اس راہ سے بطریقِ نظر واستدلال اور بسبیلِ الہام کامون کی حکمت کو پہچانتے ہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان لے کہ ابر پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ مینھ برسے اور مینھ برسنے مین یہ حکمت ہے کہ گھاس اُگے اور گھاس اُگنے مین یہ حکمت ہے کہ جانورون کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ دن رات ظاہر ہون تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے رہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کیلیے رہے یہ باتین یا اور جو ایسی باتین ہین اُنکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب مین اُسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتین ہین کہ اُنھین ہر ایک نہین پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہین کہ ہر ایک نہین جانتا کہ اُنکے پیدا کرنے مین کیا حکمتِ الٰہی ہے جیسا کہ ہر ایک یہ تو جانتا ہے کہ ہمارے اعضا مین سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاؤن چلنے کے لیے آنکھ دیکھنے کیواسطے اور ممکن ہے

کہ یہ نہ جانے کہ جگر اور تلّی کس واسطے ہے اور آنکھ مین دس پردے کیون پیدا کیے ہین پس ان حکمتون مین سے بعضی باریک ہوتی ہین بعضی باریک تر
کہ خاص لوگون کے سوا اور کوئی نہین جانتا اُسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کیواسطے پیدا کیا ہے دنیا
کے لیے نہین اور آدمی کا حصہ دنیا مین اسواسطے پیدا کیا ہے تاکہ زادِ آخرت مین اُسکا توشہ ہو اور یہ گمان کرنا چاہیے کہ ہر چیز آدمی کے
واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز مین اپنا فائدہ نہ دیکھے کہہ بیٹھے کہ خدا نے یہ چیز کیون پیدا کی ہے مثلاً یون کہہ بیٹھے کہ خدا نے مکھی اور
چیونٹی کیون پیدا کی اور سانپ کیون پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجّب کرتی ہے کہ حق تعالےٰ نے آدمی کو کیون پیدا کیا ہے
کہ بے سبب اُسے پاؤن کے تلے دبا کر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجّب ہے ویسا اُسے بھی تعجّب ہے بلکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے فیضِ اتم کو یہ لازم
ہے کہ جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ مین سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر
جسے جسقدر اپنی ضرورت کے موافق درجات و زینت اور آرائش چاہیے ہو وہ پیدا کی جائے اس واسطے کہ اُس کی سرکار ابد قرار
مبدأ فیوض ہے وہان منع اور بخل کو گنجایش نہین اور جو کمال و زینت و جمال پیدا نہین ہوتا وہ اسوجہ سے نہین ہوتا کہ محل اس کے
قابل نہین اُسکے ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہین کہ آگ پانی کی سردی
اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہین قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہے اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود
ہے کہ اس سے اُسکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت مین جس رطوبت سے خدا نے مکّھی کو پیدا کیا ہے اس وجہ سے پیدا کیا ہے کہ
مکّھی اس رطوبت سے کامل تر ہے جو رطوبت اس کمال کے قابل تھی اُسے اس کمال سے باز نہین رکھا کہ باز رکھنا منجملۂ بخل ہوتا مکّھی رطوبت
سے باین وجہ کامل تر ہے کہ اسمین حیات و قدرت اور حس حرکت اور اشکال عجیب اور اعضاء غریب ہین کہ اس رطوبت مین یہ کچھ نہ تھا اُس
رطوبت سے آدمی کو اسواسطے نہین بنایا کہ اس رطوبت مین آدمی کی خلقت کی گنجایش اور قابلیت نہ تھی اسواسطے کہ اُس رطوبت
مین ایسی صفتین تھین جو ان صفات کی ضد ہین جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہین اور مکّھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی اُن چیزون
سے اُسے باز نہین رکھا وہ چیزین یہ ہین پر بال ہاتھ پاؤن آنکھ منھ سر پیٹ وہ جگہ جہان غذا جائے وہ ٹھکانا جہان غذا
ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام جہان سے غذا باہر نکلے اور جو کچھ تنگی لطافت شکل اُسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب اُسے عنایت فرمائی چونکہ
اُسے دیدار کی حاجت تھی اور اُسکا سر چھوٹا سا تھا پلک اور آنکھ کی گنجایش نہ تھی تو بے پلک کے دو نگینے پیدا کیے تاکہ اُنمین صورتین
دکھائی دین اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھ پر پڑے اُسے صاف کرے اور مصقلہ آئینہ کے مانند رہے اور مکّھی کے
پلک نہ تھی تو اُسکے عوض مین دو ہاتھ زیادہ پیدا کر دیے تاکہ ہر وقت ان دونون ہاتھون سے اُن دونون نگینون کو صاف اور پاک کرتی
رہتی ہے پھر دونون ہاتھ ملڈالتی ہے تاکہ ہاتھ سے گرد جھڑ جائے اے عزیز اسکے بیان کرنے سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے
کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی عنایت اور مہربانی عام ہے آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہین اس واسطے کہ ہر کیڑے پتنگے کو بھی جو کچھ چاہیے
تھا سب تمام و کمال عنایت فرمایا ہے حتّٰی کہ پتنگے کی بھی وہی صورت کی جو ہاتھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے
نہین پیدا کیے ہین ہر ایک کو اُسی کے واسطے پیدا کیا ہے جس طرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل

کوئی وسیلہ اور قرابت نہین رکھتا تھا کہ اُسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اور چیزین وہ وسیلہ نہین رکھتی تھین بخشش الٰہی اور اُس کے فیضِ نامتناہی کا دریا یہی ہے اسمین سبھی چیزین ہین انمین ایک تو ہے ایک چیونٹی ہے ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علیٰ ہذا القیاس انمین سے جو ناقص ہے اُسے کامل پر فدا کر دیا ہے جو کچھ روئے زمین پر ہے اُن سب مین آدمی کامل تر ہے تو خواہ نخواہ اکثر چیزین اُسپر فدا ہین لیکن زمین کے نیچے اور قعرِ دریا مین ایسی بہت چیزین ہین جن مین آدمی کا کچھ حصّہ نہین مگر اُن کے ساتھ بھی خلقت ظاہری اور باطنی مین ہی عنایت و مہربانی فرمائی ہے شاید اُنکے ظاہر و باطن مین اتنے نقش و نگار بنائے ہون کہ آدمی اُن سے عاجز آجائین یہ جاننا اُن علوم کے دریاؤن سے علاقہ رکھتا ہے جن مین اکثر علما بھی عاجز رہتے ہین اُسکی تفصیل بیان کرنے مین طوالت ہے مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین ایسا برگزیدگانِ جنابِ الٰہی مین سے شمار کرنا نہ چاہیے کہ سب کو تو اپنے واسطے ٹھہرا اسے اور جس چیز مین تجھے فائدہ نہین ہے اسے کہنے لگے کہ اُسے کیون پیدا کیا اسمین تو کچھ بھی حکمت نہین ہے جب تو نے یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان لے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتے ان سب کو بھی تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے ان مین سے بعض کے سبب سے نفع ہے جس طرح مکھی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا اگرچہ اُس سے تیرا فائدہ ہے کیونکہ اُسے اسواسطے مقرّر کیا ہے کہ جس چیز مین بدبو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اُسے کھائے تاکہ بدبو کم ہو جائے اور قصائی کو مکھیون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ قصائی سے مکھیون کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان ہے کہ آفتاب روز میرے ہی واسطے نکلتا ہے یہ ایسا ہے جیسے مکھی کا یہ گمان کہ قصائی روز میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہے کہ وہ اُس کی دکان مین خون اور نجاست خوب چھک کر کھاتی ہے جس طرح قصائی اور ہی کام کی طرف متوجّہ رہتا ہے مکھی کے کام کا اُسے خیال بھی نہین آتا اگرچہ قصائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہین اسی طرح آفتاب بھی اپنے طواف اور اپنی گردش مین جنابِ الٰہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجّہ ہے تجھے یاد بھی نہین کرتا اگرچہ اُسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور اُسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے حتّیٰ کہ روئیدگی جو تیری غذا ہے وہ اُگتی ہے تو جو چیز تجھ سے علاقہ ہی نہین رکھتی شکر کے معنی بیان کرنے مین اُسکی خلقت بیان کرنا ہمارے کچھ کام نہ آئیگا اور جو چیزین تجھ سے علاقہ رکھتی ہین وہ بھی بہت ہین ہم وہ سب نہین بیان کر سکتے چند مثالین بیان کرتے ہین ایک یہ کہ تیری آنکھ دو کامون کے واسطے پیدا کی ہے ایک تو یہ کہ تو اس جہان مین اپنی حاجتون کی راہ جانے دوسرے یہ کہ تو حق تعالےٰ کی عجیب صنعتون کا نظارہ کرے اور اُنکے سبب سے اُسکی عظمت پہچانے جب تو کسی نامحرم کو دیکھےگا تو آنکھ کی نعمت کا کفران کیا بلکہ آنکھ کی نعمت آفتاب کے بغیر ناتمام ہے کیونکہ بے نورِ آفتاب کے تو نہین دیکھتا اور زمین و آسمان بغیر آفتاب ممکن نہین کیونکہ رات دن آفتاب کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین تو نامحرم کو دیکھنے سے آنکھ اور آفتاب کی نعمت کیا بلکہ آسمان زمین کی نعمت کا کفران ہے اسی سبب سے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے زمین و آسمان اُسپر لعنت کرتے ہین اور تجھے حق تعالےٰ نے ہاتھ اسواسطے عنایت کیے ہین تاکہ تو اُنکے ذریعے سے اپنا کام راست و درست کرکے کھانا کھائے طہارت وغیرہ بجا لائے جب ہاتھون سے تو گناہ کریگا تو کفرانِ نعمت کیا بلکہ مثلاً اگر داہنے ہاتھ سے استنجا

کریگا اور بائین ہاتھ سے قرآن شریف لے گا تو بھی کفرانِ نعمت کیا اسواسطے کہ حقتعالیٰ کے محبوب و مرغوب کام سے تو باہر ہو گیا اسلیے
کہ حق تعالےٰ کو عدل پسند ہے اور عدل یہ ہے کہ شریف شریف کے واسطے ہو اور حقیر حقیر کے واسطے اور دونون ہاتھون مین سے اکثر آدمیون کا
ایک ہاتھ زور آور پیدا کیا ہے وہی شریف ہے اور تیرے کام دو قسم پر ہین بعضے حقیر ہین بعضے شریف جو کام شریف ہے اُسے داہنے
ہاتھ سے کرنا چاہیے جو کام حقیر ہے اُسے بائین ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ عدل عمل مین آئے ورنہ بہائم کی طرح حکمت اور عدل کو تو اُٹھا دیگا
اور اگر قبلہ کی طرف منھ کر کے تھوکے گا تو قبلہ اور چارون طرف کی نعمت کا کفران کرے گا کہ چارون سمت برابر نہین ہین حق سبحانہ
تعالےٰ نے تیری ہی صلاح کے واسطے ایک سمت کو بزرگ کیا ہے تاکہ عبادت مین تو اس طرف منھ کرے اور وہ تیری تسلّی اور چین
کا باعث ہو اس طرف جو گھر بنایا اُسے اپنی طرف منسوب کیا اور تیرے واسطے حقیر کام بھی ہین جیسے پاخانہ جانا تھوکنا اور شریف کام
بھی ہین جیسے وضو کرنا نماز پڑھنا اگر سب کامون کو برابر جان کر کریگا تو بہائم کے مانند زندگی ہوگی اور نعمتِ عقل جو عدل و
حکمت ظاہر ہونے کی جگہ ہے اُسکا حق اور نعمتِ قبلہ کا حق باطل کیا ہوگا اور اگر مثلاً کسی درخت کی شاخ یا کلی بے حاجت کے
توڑیگا تو ہاتھ اور درخت کی نعمت باطل کی ہوگی اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اُس شاخ کو تو پیدا کیا اور اُسمین رگین اور ریشے
بنائے ہین تاکہ وہ شاخ اپنی غذا لے اور اُسمین غذا کھانے کی قوت اور اور قوتین بھی کسی کام کو پیدا کی ہین کہ جب وہ شاخ کمال کو پہونچتی ہے
تو اُس کام کی ہوتی ہے جب تو نے اُسکی راہزنی کی تو ناشکر گزاری کی مگر جب تجھے اپنا کمال حاصل کرنیکو اُسکی حاجت ہو تو اُسکا کمال تیرے
کمال پر صدقے ہے اسواسطے کہ ناقص کا کامل پر تصدّق ہو جانا بھی عدل ہے اور اگر دوسرے کی مِلک مین سے توڑیگا تو گو کہ تجھے حاجت
بھی ہو مگر تو نے کفرانِ نعمت کیا کیونکہ مالک کی حاجت تیری حاجت سے بہت مقدّم اور اولیٰ ہے ہر چند کہ حقیقت مین کوئی چیز بندہ کی مِلک
نہین ہے مگر دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور دنیا کی نعمتین ایسی ہین جیسے دسترخوان پر کھانا چُنا ہوا ہے اور خدا کے
بندے گویا اُس دسترخوان پر مہمان بیٹھے ہین کہ اُنمین سے کوئی کچھ مِلک نہین رکھتا لیکن چونکہ ہر ایک لقمہ سب کو کفایت نہین کرتا تو
ایک مہمان نے جو کچھ ہاتھ مین اُٹھا لیا یا منھ مین رکھ لیا تو دوسرے مہمان کو نہین پہونچتا کہ اُس سے چھین لے بندے بس اتنی ہی چیز
کے مالک ہین اور جس طرح مہمانون کو نہین پہونچتا کہ کھانا اُٹھا کر ایسی جگہ رکھدین جہان کسی کا ہاتھ نہ پہونچے اُسی طرح یہ امر بھی
کسی کو لائق نہین ہے کہ دنیا کا مال اپنی حاجت سے زیادہ رکھ چھوڑے اور خزانے مین داخل کرے اور محتاجون کو نہ دے مگر
ظاہری فتوے مین یہ حکم نہین ہے اسواسطے کسی کی حاجت معلوم نہین ہوتی اگر ہم یہ راز کھولدین تو ہر ایک دوسرے کا مال چھین لے
اور کہے کہ اُسے اسکی حاجت نہین ہے تو یہ حکم بضرورت ہم نے چھوڑ دیا ہے لیکن حکمت کے برخلاف ہے اسواسطے مال جمع کرنے کے بار
مین نہی آئی ہے خصوصاً غلّہ جمع کرنے کے باب مین کہ وہ خلق کی غذا ہے اور جو شخص اس نیت سے جمع کریگا کہ غلّہ گران ہوئے تو مہنگا
بیچون وہ خدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا بلکہ جو اُسکی سوداگری کرے کہ غلّہ کو غلّہ کے بدلے سود کے طور پر بیچے جیسے ڈیڑھی وغیرہ لینے
کی رسم ہے وہ ملعون ہے اسواسطے کہ غلّہ خلق کی غذا ہے جب اُسکی تجارت کرینگے تو وہ قید مین پڑ جائیگا محتاجون کو جلدی نہ پہونچیگا
سود نے چاندی میں بھی یہ امر حرام ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے دو حکمتون کے واسطے سونا چاندی پیدا کیا ہے ایک یہ کہ مال کی قیمت اُس سے

ظاہر ہوتی ہے اسواسطے کہ یہ کوئی نہین جانتا کہ ایک گھوڑا کے غلامون کے عوض اور ایک غلام کے کپڑون کے بدلے بکے گا اور یہ چیزین ایک دوسرے کے ہاتھ بیچنا ضرور ہے تو ایسی چیز کی حاجت پڑی کہ سب چیزون کو اُسپر قیاس کر کے سمجھ لین اسیواسطے سونا چاندی پیدا کیا تا کہ اُس حاکم کے مثل ہو جو ہر چیز کی مقدار ظاہر کر دیتا ہے جو شخص سونے چاندی کو خزانے مین رکھ چھوڑیگا وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو قید کیا اور جو شخص سونے چاندی کا لوٹا کٹورا بنائے وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو ڈولی اُٹھانے اور جولاہہ پن کرنے کا حکم کرے اسواسطے کہ لوٹا اسواسطے ہوتا ہے کہ پانی کو محفوظ رکھے یہ کام مٹی اور تانبے سے بھی ہوسکتا ہے دوسری حکمت یہ ہے کہ سونا چاندی دو گوہر عزیز الوجود ہین انکے سبب سے ہر چیز ہاتھ آتی ہے اور سب لوگ اسکی رغبت کرتے ہین کیونکہ جو شخص سونا چاندی رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے شاید کسی کے پاس کپڑا ہو اور غلہ کی حاجت رکھتا ہو اور جسکے پاس غلہ ہو اُسے کپڑے کی حاجت نہو کپڑے کے بدلے غلہ نہ بیچے اسواسطے حق تعالے نے سونے چاندی کو پیدا کیا اور ہر دلعزیز کر دیا تا کہ اُسکے سبب سے دنیا کے معاملے جاری رہین اور سونا چاندی جو فی الحقیقت محتاج الیہ نہین ہے کہ اس سے حاجت کی سب چیزین حاصل ہون تو جب سونے کے بدلے سونا چاندی کے عوض چاندی لوگ نفع سے بیچنے لگین تو دونون ایک دوسرے سے اٹک کر قید مین پڑ جائینگے اور کام نکلنے کا وسیلہ نہ رہین گے تو یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ شرع مین کوئی چیز حکمت اور عدل سے باہر ہے بلکہ جو چیز ہے وہ جیسی چاہیے ویسی ہی ہے لیکن بعضی حکمتین ایسی باریک ہین کہ پیغمبرون کے سوا کوئی نہین جانتا اور بعض حکمتین ایسی ہین کہ بڑے بڑے عالمون کے سوا کوئی نہین پہچانتا جس عالم نے تقلید کا کام اختیار کیے ہون وہ ناقص ہوتا ہے اور عوام النّاس کے قریب قریب ہوتا ہے عالم جب یہ حکمتین جان جاتا ہے تو جس چیز کو وہ مکروہ جانتے ہین اسے یہ حرام جانتا ہے حتیّٰ کہ ایک بزرگ نے دھوکے سے بایان پاؤن پہلے جوتے مین ڈالدیا گیہون کے کئی گٹھے اس خطا کے کفّارے مین دیے کوئی عامی اگر کسی درخت کی شاخ توڑے یا قبلہ کی طرف تھوکے یا بائین ہاتھ سے قرآن شریف لے تو اُسپر اسقدر ہم اعتراض نہ کرینگے جسقدر خاص لوگون پر کرتے ہین عامی سے جو ایسی بے ادبی ہوتی ہے تو اُسکے ناقص ہونیکے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ وہ بہائم کے قریب قریب ہے ان باتون کی تمیز نہین رکھتا اسواسطے کہ اُسکا احوال حکمت سے اتنی دور ہوتا ہے کہ ان دقائق کو وہ کچھ بھی نہین جانتا کیونکہ اگر جاہل آدمی جمعہ کی اذان کے وقت کسی آزاد کو بیچے تو اُسپر یہ عتاب نہ کرینگے کہ اسوقت بیع مکروہ ہے اسلیے کہ آزاد کو بیچنے کا گناہ اُس کراہت کو چھپا لیگا اگر معاذ اللہ کوئی جاہل مسجد کی محراب مین قبلے کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرے تو قبلہ کی طرف پیٹھ جو کی اس سبب سے اُسپر عتاب کرنے کا محل نہین رہا اسواسطے کہ وہ گناہ ایسا بڑا ہے کہ یہ ذراسی خطا اُسمین پوشیدہ رہے گی اسواسطے عوام النّاس کے ساتھ سہل انکاری کی جاتی ہے اور ظاہری فتویٰ عوام ہی کیواسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوٰی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی اُن دقائق کا لحاظ رکھے تا کہ عدل و حکمت مین ملائکہ کے قریب ہو جائے ورنہ سہل گری مین عوام النّاس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہو جائے گا

نعمت کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو چیز حق سبحانہٗ تعالے نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق مین چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خُلق در حقیقت اس جہان مین یہی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہان مین نقصان کا سبب ہو جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت مین بلا یہی ہے

تیسری قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین راحت ہو اور اُس جہان مین رنج جیسے نعمتِ دنیا کی کثرت اور آدمی کا اُس سے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پا جائے اور اُسمین زہر ملا ہو اگر احمق ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اُسے نعمت جانے گا اگر عقلمند ہوگا تو اُسے بلا سمجھے گا چوتھی قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین رنج و اذیّت ہے اور اس جہان مین عیش و راحت ہے وہ ریاضت ہے اور نفس و شہوت کی مخالفت ہے یہ عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے **فصل** اَے عزیز جان توکہ دنیا کے اکثر اسباب ملے جلے ہین اُنمین بعضے بُرے ہین بعضے بھلے ہین ضرر سے زیادہ جسکی منفعت ہے وہی نعمت ہے یہ کیفیت لوگونکے حال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدرِ کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق مین اُسکا نفع زائد از مضرت ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ ذرا سا مال بھی اُسے نقصان کرتا ہے کہ اسکے سبب سے اُسکی حرص زیادہ ہوجاتی ہے اگر کچھ بھی مال نہ رکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا ہے کہ بہت مال بھی اُسے ضرر نہین کرتا حاجتمندونکو عند الحاجت دے سکتا ہے پس اس سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک چیز کا ایک آدمی کے حق مین نعمت ہونا اور اُسی چیز کا دوسرے کے حق مین بلا ہونا روا ہے **فصل** اَے عزیز جان توکہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہین وہ تین حال سے خالی نہین یا فی الحال خوش آتی ہے یا آیندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہے اور جس چیز کو بُری جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آیندہ مضر ہوگی یا فی نفسہ بُری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتین پائی جائین خوش بھی آئے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے مگر علم و حکمت اُسکے مقابلے مین جہل کمال درجے بُری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے بُرا بھی ہے اَے عزیز جان توکہ علم سے بہتر کوئی چیز نہین ہے مگر اُسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہ ہوا اور جہل فی الحال دُکھ دینے والا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہوا اور چاہے کہ جانون تو اُسیوقت اپنی جاہلی کے دُکھ درد سے بےچین ہوجاتا ہے اور جہل بُرا ہے مگر کھلی ہوئی بُرائی اسمین نہین ہے دل مین بُرائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دلکی صورت بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی بُرائی سے بھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھ ضائع ہوجانے کے خوف سے انگلی کاٹ ڈالنا اور کوئی چیز ایک وجہ سے مفید ہوتی ہے ایک جہت سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینک دے **فصل** لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذّتون کے تین درجے ہین ایک وہ جو نہایت بدتر اور خسیس تر ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذّت ہے اکثر خلق اسی لذّت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول رہتی ہے اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسیواسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے بُرا ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمین شریک ہین اور اس بات مین آدمی سے بڑھے ہوئے ہین اسواسطے کہ حیوانات کی خورش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکھی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذّت مین آدمی کے شریک ہین جب کوئی اپنے تئین بالکل اسی لذّت کے حوالہ کردے تو اُسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست اور دوسرون پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصّہ غضب کی قوّت ہے یہ اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بُری چیز ہے کیونکہ اس بات مین بعضے حیوانات آدمی کے شریک ہین جیسے شیر چیتا انھین غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالیٰ کی معرفت اور عجیب عجیب صنعتون کے پہچاننے کی لذّت ہے یہ لذّت بہت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہین ہوتی یہ ملائکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالیٰ کی

ت دنیا کی نعمت کی کثرت سے بہرہ یاب ہونا احمقون کے نزدیک نعمت ہے۔

صفتون مین سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزون مین لذّت ہے اسکے سوا اور کسی چیز مین لذّت نہین وہ کامل ہے اور جسے ان چیزون مین کچھ بھی لذّت نہین وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی دو قسمون مین سے ہوتے ہین بلکہ ان چیزون کی لذّت بھی پاتے ہین اور اور چیزون کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذّت مگر جس شخص پر معرفت کی لذّت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذّت اُس مین پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجۂ کمال سے نزدیک تر ہوتا ہے اور جسپر دوسری لذّت غالب ہوتی ہے اور یہ تکلّف سے ہوتی ہے وہ اگر اس لذّت کے غالب ہوجانے کی کوشش نہ کرے تو درجۂ نقصان سے نزدیک تر ہوتا ہے نیکیونکا پلّہ بھاری ہوجانے کے یہی معنی ہین نعمت کے

سب اقسام اور درجات کا بیان اے عزیز جان تو کہ نعمتِ حقیقی سعادتِ آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذّات مطلوب ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہین یہ چار چیزین ہین ایک وہ بقا جسمین فنا کو دخل ہی نہ ہو دوسری ایسی خوشی جسے رنج سے کچھ لوث نہ ہو تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جسمین فقر اور محتاجی کی گنجایش ہی نہ ہو ان چارون چیزونکا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جنابِ الٰہی کے جمالِ بیمثال کی لذّت اسطرح مدام حاصل رہے کہ ملال اور زوال اسمین دخل ہی نہ پاسکے نعمتِ حقیقی بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا مین نعمت جانتے ہین تو اسیواسطے جانتے ہین کہ وہ سعادتِ آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہٖ مطلوب نہین ہے اور پوری نعمت وہی ہے جس سے سعادتِ آخرت ڈھونڈھین اور کچھ نہین اسیواسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ[1] ایکبار نہایت رنج اور سختی کے وقت آپ نے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے اپنے تئین تسکین دین اور ایک مرتبہ نہایت خوشی کے وقت حج وداع مین کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپ سے حج کے مسائل پوچھتے تھے جب آپ نے اس کمالِ دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبانِ مبارک پر آیا تا آپ کا دلِ حق منزل لذّت دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے ایک شخص نے کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ[2] رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اُس نے عرض کی نہین فرمایا کہ پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت مین جائے اور جو نعمتین دنیا مین ہوتی ہین اُنمین سے جو وسیلۂ آخرت نہین ہے وہ حقیقت مین نعمت نہین ہے اور جو وسیلۂ آخرت ہین وہ سولہ چیزین ہین چار دل مین چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنیمین چار جو دلمین ہین وہ علمِ مکاشفہ علمِ معاملہ عفت عدل ہے علمِ مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالیٰ کو اور اُسکی صفتون کو اور اُسکے فرشتون اور رسولون کو پہچانے اور علمِ معاملہ وہ ہے جو اس کتاب مین ہم نے بیان کیا کہ راہِ دین کی گھاٹیان ہین جیسا رکنِ مہلکات مین ہم نے بیان کیا اور زادِ راہ ہے جیسا کہ رکنِ عبادات اور معاملات مین مذکور ہوا اور منازلِ راہ ہین جو اس رکنِ منجیات مین بیان ہو رہے ہے آدمی ان سب کو بخوبی جان لے اور عفت یہ ہے کہ آدمی خواہش اور غصّہ کی قوت کو توڑ کر پورا حسنِ خُلق حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصّہ کو درمیان سے بالکل اُٹھا بھی نہ دے کیونکہ یہ نقصان اور خُسران ہے اور بالکل مسلّط بھی نہ کرلے کہ حد سے گزر جائین اسواسطے کہ یہ طوفان اور طغیان ہے بلکہ راستی اور اعتدال کی ترازو مین تولتا رہے جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ یہ چارون چیزین تمام نہین ہوئین مگر ان نعمتون کے

---

[1] آخرت ہی کی عیش عیش ہے ۱۲ [2] اے اللہ مانگتا ہون مین تجھ سے پوری نعمت ۱۲

سبب سے جو بدن مین ہین وہ چار نعمتین یہ ہین تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت آخرت
کی حاجت کسکو چھپی نہین اسواسطے کہ علم و عمل اور خلق نیک اور وہ فضائل جو آدمی کے دلمین ہم نے کہے ہین بے انکے تمام و کمال حاصل
نہین ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک تو یہ کہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ و
مال کے مثل ہے اور جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورت مین کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتون مین کام آچکی اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتین نکلتی
رہنا امور آخرت مین خاطر جمعی کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرع آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہر کی خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے
کیونکہ یہ ایک عنایتی نور ہے کہ پیدا ہونیکے ساتھ ہی آدمی مین چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالے نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کردیا تو باطن
بھی نیک اخلاق سے آراستہ کردیتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ بڑا آدمی ایسا نہین ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوبصورت لوگون سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
جب کہین ایلچی بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہے جب نماز مین امامت کرنیوالے علم قرات قرآن اور پرہیزگاری
کی صفت مین برابر ہون تو انمین جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کیواسطے اولی تر ہے اے عزیز جان تو کہ اس خوبصورتی سے وہ نہین مراد
ہے جو شہوت بھڑکائے اسواسطے کہ وہ عورتون کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت میانہ متناسب الاعضا ہو کہ لوگون کے دیدہ و دل
اس سے نفرت نہ کرین جو نعمتین بدن کے باہر ہوتی ہین اور بدن کو انکی حاجت ہے وہ یہ ہین مال و جاہ زن و فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت
اسوجہ سے ہے کہ جو شخص نادار ہوگا تمام دن روزی کی تلاش مین مشغول رہیگا علم و عمل مین بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی نعمت
ہے اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ و منزلت نہین رکھتا وہ لوگونکی نظرون مین ہمیشہ ذلیل و بیقدر رہتا ہے دشمنون سے امن نہین
رہتا مگر جاہ و مال کی زیادتی مین بہت سی آفتین ہین اسیواسطے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو اٹھے اور تندرست
اور امین ہو اور اس دن کی قوت اسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اسی کو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ و مال کے مہیا نہین ہوسکتے
اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَوْنُ عَلٰی تَقْوَی اللّٰہِ الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری مین کیا اچھا
مددگار ہے اور زن و فرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہین کہ جورو بہت شغلون سے فراغت حاصل ہونے کا سبب ہوتی اور شر شہوت
سے بیخوف کردیتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور مین مرد کی بڑی مددگار
ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب عرض کی کہ مال دنیا مین سے ہم کیا جمع کرین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر
عورت مومنہ اور فرزند والدین کے مرنے کے بعد دعائے خیر کا باعث ہوتا ہے اور زندگی مین یار و مددگار رہتا ہے نیک اولاد مرد کے واسطے
ہاتھ پاؤن پر و بال کے مثل ہوتی ہے کیونکہ اس سے بہت کام نکلتے ہین یہ بات بڑی نعمت ہے بشرطیکہ آدمی انکی آفت سے حذر کرتا رہے
کہ انکے سبب سے تمام ہمت دنیا ہی کیطرف نہ مصروف کردے اور شرافت نسب بھی نعمت ہے کیونکہ امامت نسب قریش کے ساتھ مخصوص ہے
اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تخیروا لنطفکم الاکفاء وایاکم وخضراء الدمن یعنی پاکیزہ جگہ مین بیج بو اور
گھورے پر جو سبزہ ہو اس سے پرہیز کرو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ گھورے کا سبزہ کیا چیز ہے فرمایا خوبصورت عورت جو کم ذات ہو اے عزیز

جان تو کہ اس نسب سے دنیا کی سرداری مقصود نہین ہے بلکہ دینی نسب مراد ہے جو صالح اور عالم لوگون سے ہوتا ہے سواسطے کہ یہ بھی ایک نعمت ہے آدمی مین اکثر اخلاق آبا او راجداد سے سرایت کرتے ہین جسکا اچھا ہونا شاخون کے اچھے ہونے پر دلیل ہوتا ہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَکَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا اور وہ چار نعمتین جو ان بارہ نعمتون کو جمع کرتی ہین ہدایت رشد تایید تسدید ہیں کہ ان سب کو توفیق کہتے ہین بے توفیق کے کوئی نعمت نعمت ہی نہین توفیق کے یہ معنی ہین کہ قضاء الٰہی اور ارادہ عبد مین موافقت ہو جانا یہ بات خیر وشر دونون مین ہوتی ہے مگر بمقتضائے عادت توفیق خاص اسی سے عبارت ہوگئی ہے کہ ارادہ بندہ قضائے الٰہی کے ساتھ کار خیر مین جمع ہو جائے اور توفیق کی تکمیل چار چیزون سے ہوتی ہے ایک ہدایت کہ کوئی شخص اس سے مستغنی نہین ہے کیونکہ اگر کوئی شخص سعادت آخرت کا طالب ہو اور اسکی راہ نہ بتلائے بے راہی کو راہ سمجھے تو کیا فائدہ پس بغیر ہدایت کے اسباب پیدا کرنا کچھ کام نہین آتا اسواسطے حق تعالے نے دونون چیزون کے سبب سے احسان جتایا اور فرمایا رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی اور فرمایا وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَهَدٰی اے عزیز جان تو کہ اس ہدایت کے تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی خیر وشر مین فرق کرے یہ درجہ سب عقلمندون کو حق تعالے نے عنایت فرمایا ہے بعضون کو عقل کے سبب سے بعضون کو پیغمبرون کی زبانی چنانچہ حق تعالے نے یہ جو فرمایا ہے وَهَدَیۡنٰهُ النَّجۡدَیۡنِ اس سے یہی مراد ہے کہ ہم نے عقل کے ذریعے سے خیر وشر کی راہ آدمی کو بتائی اور یہ جو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَهَدَیۡنٰهُمۡ فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰی عَلَی الۡهُدٰی اس سے وہ ہدایت مراد ہے جو پیغمبر کی زبانی فرمائی جو شخص اس ہدایت سے محروم ہے وہ یا حسد اور تکبر کے سبب سے محروم ہے یا شغل دنیا کے سبب سے کہ انبیا اور علما کی بات نہین سنتا ورنہ کوئی عقلمند یہ ہدایت پانے سے عاجز نہین دوسرا درجہ خاص یہ ہدایت ہے جو مجاہدے اور معاملہ مین تھوڑی تھوڑی حاصل ہوتی ہے اور حکمت کی راہ کھلتی جاتی ہے یہ ہدایت مجاہدہ کا نتیجہ ہے جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا یعنی بندے جب ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہین تو ہم انھین اپنی راہ ہدایت فرماتے ہین یہ نہین ارشاد فرمایا کہ ہم خود بخود ہدایت کرتے ہین اور یہ جو حق تعالے جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًی اس سے بھی ہدایت خاص مراد ہے تیسرا درجہ خاص الخاص ہدایت ہے نبوت اور ولایت کے عالم مین یہ نور پیدا ہوتا ہے یہ ہدایت حق تعالی کی ذات کی طرف ہوتی ہے اُسکی راہ کی طرف نہین ہوتی یہ ہدایت اس طرح پر ہوتی ہے کہ عقل کی یہ مجال نہین کہ خود بخود یہ ہدایت پا جائے یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلۡ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰی اس سے بھی خاص الخاص ہدایت مقصود ہے کیونکہ ہدایت مطلق بھی ہے حق تعالے نے اس ہدایت کا حیات نام رکھا ہے اور فرمایا ہے اَوَمَنۡ کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِهٖ فِی النَّاسِ اور رشد کے یہ معنی ہین کہ بندے کو ہدایت سے جو راہ معلوم ہوئی ہے اُسپر چلنے کی خواہش پیدا ہو جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ رُشۡدَهٗ مِنۡ قَبۡلُ جو لڑکا جوان ہو اور جانے کہ اسطرح مال کی حفاظت کرتے ہین اور نہ کرے اُسے رشید نہین کہتے گو کہ حفاظت مال کی ہدایت پا چکا ہے اور رشد کیلئے

۵۱ پروردگار ہمارا وہ ہے جسنے بخشی ہر چیز کو صورت اُسکی پھر ہدایت کی ۱۲ ۵۲ وہ خدا وہ ہے کہ اندازہ کیا اسنے پھر ہدایت کی ۱۲ ۵۳ لیکن قوم ثمود پس ہدایت کی ہم نے انھین پھر دوست رکھا انھون نے اندھے پن کو ہدایت پر ۱۲ ۵۴ کہدو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہر آئینہ خدا ہی کی طرف ہدایت ہے ۱۲ ۵۵ آیا تو کوئی تھا مردہ پھر زندہ کیا ہم نے اسے یعنی گمراہ تھا بس راہ بتائی ہم نے اسے اور پیدا کیا ہم نے اسکے واسطے نور کہ چلتا ہے اسکے سبب سے لوگون مین ۱۲ ۵۶ ہر آئینہ دیا ہم نے ابراہیم کو رشد اس کا پہلے سے ۱۲ –

یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے جنبش دے تا کہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جائے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت مین اور رشد کا نتیجہ خواہش اور ارادے مین اور تسدید کا مال قدرت اور آلاتِ حرکت مین ہے اور تائید مددِ غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیزی بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچی جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَاَیَّدْنَاہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ[1] اور عصمت اس سے بہت ہی قریب ہے عصمت یہ ہے کہ آدمی کے باطن مین گناہ اور شرک کی راہ سے باز رکھنے والا پیدا ہو جائے اور وہ اس باز رکھنے والے کو بخوبی جانے کہ کہان سے آیا جیسا حقتعالے نے فرمایا ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ[2] دنیا کی یہ نعمتین آخرت کی زاد راہ ہین ان نعمتون کو اور سببون کی اور ان سببون کو اور سببونکی حاجت ہے حتی کہ بندہ آخر کو اس تک پہونچ جاتا ہے جو حیرت زدونکا رہنما اور رب الارباب و مسبب الاسباب ہے سلسلہ اسباب کی کڑیونکی تفصیل بہت طولانی ہے یہان اسیقدر بس ہے **شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان** اے عزیز جان تو کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک حق سبحانہ تعالی کی نعمتونکی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حقتعالی کی نعمتونکا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اُسنے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[3] حق تعالی کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانا کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی ہین تا کہ آدمی اُسپر قیاس کر کے سمجھ لے کہ اُسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالی کی جو نعمت عام ہے آدمی اُسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اُسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوائے لطیف جسے دم لینے مین آدمی کھینچتا ہے یہ ہوا اُس روحِ حیوانی کی مدد کرتی ہے جسکا معدن دل ہے اور دلکی گرمی کو معتدل کر دیتی ہے اگر ایک دم موقوف ہو تو آدمی ہلاک ہو جائے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کنوین مین جائے کہ اُسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کر دے یا گرم حمام مین اسے قید کرین کہ اُسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان مقید رہنے دین تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جبتک آشوب چشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اُس غلام کی ایسی ہے جسے جبتک مار نہ پڑے تبتک نہ مار پڑنیکی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پٹین تو اُنمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالی کی نعمتون کو آدمی اپنے دلمین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوئی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی دار الشفا اور قید خانے مین اور قبرستان مین جایا کرے تا کہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اور وقت شاید شکرِ الٰہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جائے تو جان لے کہ یہ سب مُردے ایکدن کیواسطے دوبارہ زندگی پانیکی آرزو مین ہین تا کہ اپنے گناہونکا تدارک کر لین اور نہین پاتے اور یہ عجب زندہ ہے کہ اُسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور اُنکی قدر نہین جانتا اور جو عام نعمت ہے بندے اُسکا شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشم بینا اور مال کو اور جو نعمت اُسکے ساتھ خاص ہو اُسیکو نعمت جانتا ہے اُسے جاننا چاہیے کہ یہ اُس کی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین بھی بہت سی اُسے حاصل ہین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا نہین جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسی کو عقل نہین اور میرے خُلق کا سا کسی مین خُلق نہین اسی گمان کے سبب اورون کو احمق اور بدخو جانتا ہے اور اپنے تئین نہین جانتا تو یہ گمان کر کے اپنی عقلمندی و خوش خُلقی کا شکر کیا کرے اور دونکی عیب بینی مین

[1] اور مدد کی ہم نے اسکی روح القدس سے ۱۲ [2] اور تحقیق مائل ہوئین زلیخا یوسف کیطرف اور یوسف بھی مائل ہو جاتے اگر برہان حق نہ دیکھ لیتے ۱۲ [3] اگر انعام خداوندی کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے ۱۲ جعفر علی

نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہین جسمین عیب نہ ہون کہ ان عیبونکو وہی شخص جانتا ہے اور کوئی نہین جانتا کیونکہ حق تعالے نے
اُن عیبون پر پردہ ڈال رکھا ہے بلکہ آدمی کو خطرے اور خیالات آتے ہین اگر وہی اور لوگون کو معلوم ہوجائین تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ
بات ہر ایک کے حق مین خاص نعمت ہے چاہیے کہ اُسی کا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اُسی نعمت کا خیال نہ رکھا کرے جس سے محروم ہے کہ شکر سے
بھی محروم رہے بلکہ ان نعمتونکو دیکھا کرے جو حقتعالی نے بلا استحقاق اُسے عنایت فرمائی ہین ایک شخص کسی بزرگ کے پاس جاکر اپنی مفلسی کی
شکایت کرنے لگا اُن بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جائے اور دس ہزار درم ملین اُسنے کہا نہین فرمایا کان اور ہاتھ
پاؤن جاکر دس ہزار درم ملین اُس نے کہا نہین فرمایا بھلا عقل جاکر ملین اُسنے عرض کیا نہین فرمایا پھر تیرے پاس پچاس ہزار درم کا مال تو
موجود ہے تو شکایت کیون کرتا ہے بلکہ اے عزیز اگر تو اکثر لوگون سے پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو نہ بدلین گے
تو جب حق تعالے نے جو کچھ اُنھین دیا ہے اکثر لوگون کو نہین عنایت کیا ہے تو شکر کرنے کا محل ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ مصیبت
اور بلا مین بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہین جس مین کچھ بھلائی نہ ہو کہ تو اُسے نہین جانتا
اور حق تعالے تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک بلا مین ان پانچ قسمون سے ایک قسم کا شکر واجب ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے
کام مین مصیبت ہو تو یہ شکر کرنا چاہیے کہ دین کے کام مین نہین ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالے سے
کہا کہ چور میرے گھر مین آکر سب مال لے گئے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دل مین گھسکر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی
بلا اور بیماری ایسی نہین ہے جس سے سخت تر دوسری نہ ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اُس سے سخت تر بلا نہین آئی جو شخص ہزار لاٹھیان
مارنے کے قابل ہو اگر اُسے سَو لاٹھیان مارین تو شکر کرنیکی جگہ ہے ایک مشائخ رحمہ اللہ تعالے کے سر پر طشت بھر راکھ کسی نے دھوکے سے
ڈالدی اُنھون نے شکر کیا اور کہنے لگے چونکہ مین آگ کا مستحق تھا اور میرے اوپر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے
کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہین کہ آخرت پر اُٹھ رہتی تو اُس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی مین بیت
گئی اور عذابِ آخرت سے چھٹی ملنے کا سبب ہوئی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالے نے جس پر دنیا مین سختی
کرلی اُسپر آخرت مین نہ کریگا کیونکہ بلا گناہونکا کفّارہ ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہوگیا تو عذاب کاہے کا جیسے جو طبیب تجھے کڑوی دوا پلائے
اور تیری فصد کھلوائے تو اگرچہ اُسمین رنج ہوتا ہے مگر شکر کرنے کا مقام ہے کہ یہ تھوڑا رنج سہکر بیماری کے بڑے رنج و عذاب سے
چھوٹا چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت تو لوحِ محفوظ مین تیرے واسطے لکھی تھی اور خواہ مخواہ پیش آنیوالی تھی جب آچکی تو محلِ شکر ہے
شیخ ابوسعید قدس سرہٗ گدھے پر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگون نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ نے یہ کیون کہا فرمایا کہ گدھے پر سے
گرنے کی آفت کو مین طے کر آیا یعنی اس بلا کا مجھ پر آنا واجب تھا کیونکہ ازل مین اسکا حکم ہوچکا تھا پانچوین قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کے سبب سے
آخرت مین دو وجہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا احادیث مین آیا ہے دوسرے یہ کہ سب گناہونکی سردار دنیا کی اُلفت ہے کہ دنیا تیری بہشت
ہوجاتی ہے اور جنابِ الٰہی مین جانا گویا تیرے نزدیک قیدخانے مین جانا ہوجاتا ہے جب حقتعالے دنیا مین مبتلائے بلا کرتا ہے اُسکا دل دنیا سے
نفرت کرنے لگتا ہے اور دنیا اُسکے نزدیک قیدخانہ ہوجاتی ہے اور موت اس قیدخانے سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہین جو حقتعالی کی طرف سے

تنبیہ اور تادیب نہ ہو اگر لڑکے کو عقل ہوتی تو جب اُسکا باپ اُسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس طرح تم کھانے پینے کی چیز سے بیمار کی خبر گیری کرتے ہو اسیطرح حق تعالیٰ مصیبت اور بلا سے اپنے دوستون کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ چور میرا مال لیگئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن نہ بیمار ہو اسمین خیر نہین ہے حقتعالیٰ جب بندے کو دوست رکھتا ہے تب ہی اُسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جنّت مین بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ بندہ اپنی محنت اور کوشش سے وہانتک نہین پہونچ سکتا اور حق تعالیٰ بلا مین گرفتار کرکے اُسے وہان پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کیطرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق مین ہے اُس سے مین تعجب مین ہون اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو خود بھی راضی ہوتا ہے اور اُسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے اور اُسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا مین صبر کرے اور نعمت مین شکر دونون مین اُسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا مین خیر و عافیت سے رہے وہ قیامت مین مصیبت زدون کے بڑے بڑے درجے دیکھ کر چاہینگے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا مین قینچی سے کترا گیا ہوتا ایک پیغمبر علیہ السّلام نے عرض کی کہ بار خدایا تو کافرونکو ریل پیل نعمت دیتا ہے اور مومنون پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے ارشاد ہوا کہ بندے اور نعمت اور بلا سب ہماری ملک ہین مومن کے گناہ دیکھکر مین چاہتا ہون کہ مرتے وقت گناہون سے پاک صاف ہوکر میری حضوری مین حاضر ہو اس جہان کی بلا سے اُس کے گناہونکا کفارہ کر دیتا ہون اور کافر کی جو نیکیان ہوتی ہین دنیا مین نعمت دیکر انکا بدلا کر دیتا ہون کہ جب میرے دربار مین حاضر ہو تو اُسکا کچھ حق باقی نہ ہو تا کہ بخوبی اُسپر عذاب کر سکون جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ یعنی جو بُرائی کریگا اسکی جزا دیکھے گا تو حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پائینگے آپ نے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہین ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السّلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ نہایت مغموم ہوئے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر اُنکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ مین نے زمین مین بیج بویا تھا اس دوسرے نے روند ڈالا اور ضائع کر دیا دوسرے نے کہا تو نے شاہراہ مین بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائین راہ نہ تھی مین نے روند ڈالا حضرت سلیمان علیہ السّلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والون سے راہ خالی نہین رہتی شاہراہ مین کیون بیج بویا تھا اسنے جواب دیا کہ آپ یہ نہ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے ماتمی لباس کیون پہنا ہے پس حضرت سلیمان علیہ السّلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھکر کہا کہ بیٹا اگر تو پہلے جائے تا کہ میری ترازو مین ہو تو اُسے مین اس امر سے بہت دوست رکھتا ہون کہ مین تیری ترازو مین ہون بیٹے نے عرض کی کہ بابا جان جو بات آپ بہت دوست رکھتے ہین وہی مین بھی چاہتا ہون حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو لوگون نے خبر دی کہ آپ کی بیٹی مرگئی کہا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ستر ڈھپ گئی خرچ کم ہوگیا ثواب نقد ہوگیا پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور کہا حق تعالےٰ نے یون فرمایا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ مین دونون بجا لایا حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ قیامت کے دن چار شخصون سے چار گروہ کو حق تعالیٰ الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السّلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السّلام سے غلامون کو حضرت عیسےٰ علیہ السّلام سے درویشون کو حضرت ایوب علیہ السّلام

سے اُن لوگوں کو جو بلا پر صابر نہ رہے علم شکر کا اسی قدر بیان یہان کافی ہے واللہ اعلم ؕ

تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ خوف و رجا سالک کیواسطے دو بازوون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچتا ہے اُن ہی کے زور سے اُڑکر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت اونچے اونچے کرارے جنابِ الٰہی سے سدِ راہ ہوتے ہین جبتک اُمید صادق نہ ہو اور جنابِ الٰہی کے جمالِ بیمثال کی لذّت سے آنکھ نہ لڑی رہے تب تک ان کرارون کو سالک طے نہین کر سکتا اور شہواتِ نفسانی جو دوزخ کی راہ پر ہین بڑی غالب اور فریب دینے والی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور اُنکے پھندے بڑے پھانسنے والے اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف و ہراس دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی اُن سے نہین بچ سکتا اسی سبب سے خوف و رجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مُہار کے مانند ہے کہ اُسکے سبب سے بندہ آگے کھنچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اُسکے باعث سے بندہ آگے بڑھتا ہے پہلے ہم رجا کو بیان کرتے ہین پھر خوف کو **رجا کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خدا کی عبادت اُسکے فضل و کرم کی اُمید پر اُس عبادت سے بہتر ہے جو عذاب کے خوف و ہراس سے ہو اسواسطے کہ اُمید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف و بیم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ یعنی تم مین ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہو کر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے مین وہین ہون جہان میرا بندہ میرا گمان کرے میرے بندے سے کہدے کہ تو جو گمان چاہے میرے ساتھ رکھ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین نے ایک شخص سے اُسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اُسکی رحمت کا اُمیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جس کے دل مین یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالےٰ اُسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اُسکی اُمید بر لاتا ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت یعقوب علےٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر وحی بھیجی کہ اے یعقوب تو جانتا ہے کہ مین نے یوسف کو تجھ سے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تو نے اپنے اور بیٹون سے کہا تھا وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْہُ غَافِلُوْنَ یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اُسے کھا جاے اور تم اُس سے غافل ہوجاؤ تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجھ سے کیون نہ اُمید رکھی یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دھیان نہ کیا شیرِ خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے نا اُمید ہے فرمایا اے شخص نا اُمید نہ ہو ارحم الرّاحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہے جناب مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ بندے سے ارشاد کریگا کہ اور ون کو گناہ کرتے دیکھ کر تو نے اجتناب کیون نہ کیا اگر حق تعالےٰ اُس کی زبان کو توفیق دے گا اور وہ یون عرض کرے گا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا اُمیدوار رہا تو ارحم الرّاحمین اُس پر رحم فرمائے گا جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ و اکمل التّحیّات نے ایک دن فرمایا کہ اے لوگو جو کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جانو تو بہت

روؤ تھوڑا ہنسو صحرا مین جا کر سینہ کوبی کر کے نالہ و زاری کیا کرو پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ آپ میرے بندون کو کیون نا اُمید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور لوگونکو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب اُمیدین دین حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی مجھے دوست کردے عرض کیا کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کردون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم اُنھین یاد دلا کہ اُنھون نے نیکی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہین دیکھا ہے کسی نے یحییٰ ابن اکثم رحمہ اللہ تعالےٰ کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھے موقف سوال مین ٹھہرا کر ارشاد ہوا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے حتےٰ کہ مجھ پر بڑا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھے تیری طرف سے ایسی خبر نہین دی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھے خبر دی تھی معمر سے معمر نے زہری سے زہری نے انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرتؐ نے جبرئیل علیہ السلام سے جبرئیلؑ نے تجھ سے کہ تو نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین بندہ کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کچھ وہ مجھ سے گمان اور اُمید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو میرے اوپر رحم کرے گا ارشاد ہوا کہ جبرئیلؑ نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا نے مین نے تجھپر رحمت کی پھر مجھے کرامت کا خلعت پہنایا اور لڑکے جنت کے خادم میرے آگے چلتے پھرتے ہین ایسی خوشی حاصل ہے کہ کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے نا اُمید کیا کرتا تھا اور اُنکے ساتھ سخت گیری کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالےٰ اُس سے کہیگا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے نا امید کیا کرتا تھا اُسیطرح آج مین اپنی رحمت سے تجھے نا امید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر کہیگا یا حنّان یا منّان حق سبحانہٗ تعالیٰ حضرت جبرئیلؑ کو حکم فرمائیگا کہ جا میرے اس بندہ کو لے آوہ لے آئینگے حق تعالےٰ اُس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ عرض کریگا کہ سب جگہون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لے جاؤ جب لیچلین گے تو وہ پھر پھر کر دیکھے گا حق تعالےٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجے گا پس ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس اُمید کے سبب سے نجات پائیگا **رجا کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ زمانہ آیندہ مین بھلائی کی اُمید رکھنے کو رجا کہتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس امید رکھنے کو تمنّا کہین یا غرور اور حماقت کہین احمق لوگ ان مین فرق نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ یہ سب اُمید ہے اور رجائے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈھکر نرم زمین مین بوئے اور اُس زمین کو کانٹے گھاس سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا اُمیدوار رہے کہ اگر حق تعالیٰ آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اس آس کو اُمید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گلا بیج ہو یا سخت زمین مین بکھرا دے اور زمین کو کانٹون سے صاف نہ کرے یا سینچے نہین اور جمع کی اُمید رکھے تو اُسے غرور اور حماقت کہتے ہین رجا نہین کہتے اور اگر کھرا بیج صاف ستھری زمین مین بوئے لیکن سینچے نہین اور مینھ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہین برستا لیکن برسنا محال بھی نہین تو اُسے آرزو اور تمنّا کہتے ہین

اسیطرح جو شخص درست ایمان کا بیج سینے کے میدان مین بوئے اور سینہ کو اخلاقِ بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کر کر کے ایمان کے درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتون سے بچائے اور مرتے دم تک شخص یون ہی خبر گیر رہے اور ایمان سلامت لیجائے تو اُسے اُمید اور رجا کہتے ہین اُسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ مین جو نیکی ممکن ہو اسمین کچھ قصور نہ کرے اور خبر گیری نہ چھوڑ دے اسواسطے کہ کھیت کی خبر گیری چھوڑ دینا ناامیدی کی نشانی ہے اُمید کی نشانی نہین ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑا گھنا ہو یعنی یقین کامل نہ ہو یا یقین کامل ہو مگر اخلاقِ بد سے سینے کو پاک نہ کرے اور عبادت سے پانی نہ دے تو رحمت کی آس لگانا حماقت ہے اُمید و رجا نہین جیسا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ یعنی وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے بلکہ خود حق سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ھٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا یعنی حق سبحانہٗ تعالےٰ اُن لوگون کی مذمت کرتا ہے جنھین انبیا علیہم السلام کے بعد علم حاصل ہوا مگر دنیا کے ساتھ مشغول رہے اور کہا کیے کہ ہم اُمید رکھتے ہین کہ حق تعالیٰ ہم پر رحمت کریگا پس جس چیز کے اسباب بندے کے اختیار سے علاقہ رکھتے ہین جب وہ اسباب تمام و کمال مہیا کیے تو اس چیز کی چشمداشت رجا ہے اور جب اسباب ویران اور برباد ہون تو چشمداشت حماقت اور غرور ہے اور اگر نہ ویران ہون نہ آباد تو اُس چیز کی چشمداشت آرزو ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَیْسَ الدِّیْنُ بِالتَّمَنِّیْ دین کا کام آرزو سے راست نہین آتا تو جسنے توبہ کی اُسے قبول ہوجانے کی اُمید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی مگر اپنے گناہون کے سبب سے ملول اور رنجیدہ رہا اور اُمیدوار ہے کہ خدا مجھے توبہ نصیب کریگا تو یہ رجا ہے اسواسطے کہ اُسکا ملول رہنا توبہ نصیب ہونیکا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہین رہتا اور پھر توبہ کی اُمید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے علیٰ ہذا القیاس اگر بے توبہ کیے مغفرت کی اُمید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور اور حماقت ہے اگرچہ احمق لوگون نے اسکا بھی اُمید نام رکھا ہے حالانکہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر مین چھوڑ کر مسافرت اختیار کی اور کافرون کے ساتھ جہاد کیا اُنھین ہماری رحمت کی اُمید رکھنا بجا ہے یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ اس سے زیادہ کوئی حماقت نہین کہ آدمی دوزخ کا تخم بکھرائے اور جنت کی اُمید رکھے نیکون کا مقام ڈھونڈھے اور گنہگارون کے کام کرے بغیر نیک کام کیے ہوئے ثواب ڈھونڈھے ایک شخص تھا لوگ اُسے زید الخیل کہا کرتے تھے وہ جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین آپ سے یہ پوچھنے حاضر ہوا ہون کہ اُسکی کیا علامت ہے کہ حق تعالیٰ اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اور اُس شخص کے ساتھ بھلائی نہین چاہتا آپ نے فرمایا کہ ہر روز تو جو اُٹھتا ہے تیرا کیا حال ہوتا ہے اُسنے عرض کی کہ میرا حال یہ ہوتا ہے کہ نیک کامون اور نیک لوگون کو دوست رکھتا ہون اگر کوئی نیک کام پیش آتا ہے جلدی سے کر لیتا ہون اور اُسکے ثواب کو یقین جانتا ہون اگر نیکی فوت ہوجاتی ہے تو غمگین ہوتا ہون اور اسکا آرزومند رہتا ہون فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی چاہی اگر برائی چاہتا تو تجھے اُسی مین مشغول کرتا پھر اسکی کچھ پروا نہ رکھتا کہ دوزخ کے کس وادی مین تجھے ہلاک کیے

رجا حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ دو بیمارون کے سوا اور کسیکو اس دوا کی حاجت نہین ایک وہ بیمار جو کثرتِ گناہ کے سبب سے ناامید ہو کر

تو بہ نہین کرتا اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہوگی دوسرا وہ جو ریاضت و عبادت کی کثرت سے اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے اور اپنی طاقت سے زیادہ رنج و محنت اُٹھاتا ہے ان دونون بیارونکو البتہ اس دوا کی حاجت ہے غافلون کے حق مین رجا دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے اور دو سبب سے اُمید غالب ہوجاتی ہے ایک یہ کہ آدمی عبرت سے دنیا کے عجائبات اور نباتات حیوانات انواع نعمات کی خلقت مین غور و تامل کرے جیسا کہ شکر کے بیان مین ہم کہہ آئے ہین تاکہ حق تعالی کی ایسی ایسی رحمت اور عنایت اور مہربانی نظر آئے کہ اُس سے بڑھکر ہو ہی نہین سکتی اسواسطے کہ آدمی اپنی ذات مین نظر کرے کہ جو کچھ اُسے چاہیے تھا اُسے کس خوبصورتی سے حقتعالی نے پیدا کیا جس چیز کی آدمی کو ضرورت تھی جیسے سر اور دل یا فقط حاجت تھی ضرورت نہ تھی جیسے ہاتھ پاؤن یا نہ ضرورت تھی نہ حاجت تھی ان چیزون کے سبب سے آدمی کی فقط زیب و زینت تھی جیسے لبون کی سرخی بھوونکا خم آنکھون کی سیاہی پلکونکا سیدھا پن یہ چیزین کیا کیا خوب پیدا کی ہین اور سب حیوانات پر رحمت فرمائی ہے حتی کہ مکھی کی خلقت مین کیا پاکیزہ صنعت کی ہے نقش کیا خوب بنائی صورت کیسی مناسب دی ہے پھر یہ صنعت دکھائی کہ اسے اپنا گھر بنانے کی راہ بتائی کیا خوب گھر بناتی ہے کس انداز سے اُنہین شہد جمع کرتی ہے اپنے بادشاہ کی کیسی اطاعت کرتی ہے اور بادشاہ اُنھین کیا خوب سیاست کرتا ہے جو شخص ایسے عجائبات مین جو اُسکے ظاہر و باطن مین اور تمام مخلوقات مین ہین غور و تامل کرے تو صاف معلوم ہوجائے کہ ارحم الراحمین کی رحمت مین مایوسی و غلبۂ خوف کی گنجائش ہی نہین بلکہ چاہیے کہ خوف و رجا دونون برابر رہین اگر رجا غالب ہوجائے تو بجا ہے پھر خدا کی رحمت اور مہربانی جو بندونکے شامل حال ہے وہ بے نہایت ہے حتی کہ ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ قرآن شریف مین آیت مداینت سے زیادہ کوئی آیت اُمید دینے والی اور تسلی بخش نہین ہے اسواسطے کہ حقتعالی نے قرآن مجید مین یہ ایک بڑی آیت بھیجی ہے تاکہ جب ہم کسی کو قرض دین تو وہ ہمارا مال حفاظت سے رکھے ضائع نہونے دے پھر ایسی عنایت بے نہایت کے ساتھ ہم گنہگارونکی بخشش مین کیا کمی کریگا کہ ہم سب دوزخ مین جائین رجا حاصل کرنیکے واسطے یہ ایک بہت بڑا درجہ ہے اسکی منفعت بے نہایت ہے مگر ہر ایک اس درجہ کو نہین پہونچتا دوسرا سبب یہ ہے کہ جو آیات و احادیث رجا کے باب مین آئی ہین اُنمین آدمی غور و تامل کرے یہ آیتین اور حدیثین حد سے زیادہ ہین جیسا کہ حقتعالے نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی تم مین کوئی رحمت سے نا اُمید نہو اور فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ فرشتے تم لوگونکی آمرزش چاہتے ہین اور ارشاد کیا ہے ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ یعنی دوزخ اسواسطے ہے کہ کفار کو اس مین ڈالے اور مسلمانون کو اُس سے ڈرائے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بخشش چاہنے سے کبھی آسودہ نہین ہوئے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ اور جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ تو جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ جبتک میری امت کا ایک گنہگار بھی دوزخ مین رہیگا تب تک مین راضی نہونگا اور اسطرح کی بہت سی آیتین ہین اور حدیثین یہ ہین کہ جناب شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ میری امت اُمت مرحومہ ہے اُسکا عذاب دنیا ہی مین فتنہ اور زلزلہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کے ہاتھ مین ایک کافر کو دیکر کہین گے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تپ دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میری اُمت کا حساب میرے ساتھ کرتا کہ کوئی اُمت اسکے برابر نہ دکھائی دے ارشاد ہوا

ف غافلون کے حق مین رجا دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے ۱۲

ف یعنی یا ایہا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی آخرہ ۱۲

کہ اے محمدؐ یہ لوگ تمھاری اُمت ہین اور میرے بندے ہین مین انپر سب سے زیادہ رحیم ہون نہین چاہتا کہ کوئی کسی اُمت کو انکے برابر دیکھے نہ تم نہ اور کوئی
اور فرمایا ہے کہ میری زندگی بھی تمھاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمھاری بھلائی ہے مین اگر زندہ ہون تو تمھین شریعت سکھاتا ہون اگر مرجاونگا تو
تمھارے اعمال مجھپر عرض کیے جائینگے اُنمین جو نیک عمل ہونگے اُنپر حمد و شکر کرونگا جو بُرے ہونگے اُنکی آمرزش چاہونگا ایک دن جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے فرمایا یا کریم العفو حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ آپ جانتے ہین اسکے کیا معنی ہین یہ معنی ہین کہ خداوند کریم برائی کو عفو کرتا ہے اور نیکی کے ساتھ
بدل دیتا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کرکے استغفار کرتا ہے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ لے فرشتو دیکھو
میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اُسکا کوئی مالک ہے کہ گناہ کے سبب سے پکڑ کریگا اور بخشدیگا تمھین ہین نے گواہ کیا کہ مین نے اسے بخشدیا اور فرمایا ہے
کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتّٰی کہ آسمان بھرجائے اور پھر اُمیدوار ہوکر استغفار کرتا ہے تو مین بھی اُسے بخشدیتا ہون
اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو مین بھی اُسکے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہون اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کے
نام پر گناہ نہین لکھتا جب تک چھ ساعت نہ گزرجائین اس عرصہ مین اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز لکھتا ہی نہین اور اگر توبہ نہ کرے
کوئی اطاعت کرے تو داہنے ہاتھ کا فرشتہ دوسرے فرشتہ سے کہتا ہے کہ تو اس گناہ کو اُسکے نامۂ اعمال سے حذف کردے تاکہ مین بھی اُس کے عوض
ایک نیکی نہ لکھون اور ہر نیکی دہ چند ہوتی ہے نو حصے نیکی اُس گنہگار کے واسطے باقی رہجاتی ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ
گناہ کرتا ہے تو اُسکے نام پر لکھ لیتے ہین ایک اعرابی نے عرض کی کہ اگر بندہ توبہ کرے آپ نے فرمایا تو محو کردیتے ہین عرض کی کہ اگر پھر گناہ کرے فرمایا
اُسے لکھ لینگے عرض کی کہ اگر توبہ کرے فرمایا تو مٹا دینگے عرض کی کب تک یہ صورت رہیگی فرمایا جب تک بندہ استغفار کیے جائے جبتک بندہ
استغفار سے ملول نہین ہوتا تب تک غفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہین ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل اسکے کہ بندہ نیکی کرے
فرشتہ نیکی لکھ لیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیان لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ
نہین لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفوِ خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمتِ سراپا رحمت مین عرض کی کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون اور پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اس سے زیادہ عبادت
نہین کرتا زکوٰۃ اور حج میرے اوپر فرض ہی نہین اسواسطے کہ مین مالدار نہین ہون یا رسول اللہ فردائے قیامت مین کہان ہونگا آپ نے
ہنس کر فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا بشرطیکہ کپٹ اور حسد سے دلکو محفوظ رکھ اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھ اور نامحرم کیطرف
دیکھنے سے اور خلق کی طرف نظرِ حقارت کرنے سے آنکھ نگاہ رکھ تو تو میرے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا مین اپنی ہتیلی پر تجھے عزیز رکھونگا
ایک اعرابی نے جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ فردائے قیامت کو خلق کا حساب کون
کریگا آپ نے فرمایا حق تعالےٰ اسنے عرض کی کہ حق تعالےٰ خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہان اعرابی ہنس پڑا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اے اعرابی تو ہنستا ہے اُسنے عرض کی کہ ہان مین اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہے تو قصور معاف فرماتا ہے اور
جب حساب لیتا ہے تو آسانی کردیتا ہے پس رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالیٰ سے
زیادہ کریم نہین پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہے پھر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اُسے مسمار کرڈالے اور پتھر

کو پتھر سے جدا کر کے جلا دے تو اُسکا گناہ اتنا بڑا نہین ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہے اعرابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہین سنا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھسے فائدہ اُٹھائین اسواسطے
نہین پیدا کیا کہ مین اُنسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کرنے کے قبل اپنے اوپر لکھ لیا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر
غالب رہے اور فرمایا ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنّت مین جائیگا اور جسکا آخر کلمہ یہ ہوگا آتشِ دوزخ اُسے دیکھیگی بھی نہین اور جو شخص بے
شرک اُس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو حق تعالیٰ اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تاکہ
حق تعالیٰ اُنھین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ مادر مشفقہ جسقدر اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اُس سے زیادہ ارحم الراحمین
اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن غفور رحیم اپنی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نہ گزری ہوگی حتّیٰ کہ ابلیس رحمت کی
اُمید پر گردن اُٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی سو رحمتین ہین ننانوے قیامت کیواسطے رکھ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت
سے زیادہ نہین ظاہر کی اسی ایک رحمت کی بدولت سب دل رحیم ہین حتّیٰ کہ ماں کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچے پر اسی ایک رحمت سے
ہے اور قیامت کے دن اس ایک رحمت کو بھی اُن ننانوے رحمتون کے ساتھ اکٹھا کر کے خلق پر پھیلائیگا ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی
طبقون کے برابر ہوگی اُسدن کوئی ہلاک و تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک و تباہ ہو چکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری اُمت مین جو اہل
کبائر ہین اُنکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھ چھوڑی ہے تم سمجھے ہوگے کہ مطیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہے ایسا نہین بلکہ گنہگارون
اور بدکارون کیواسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالین گے حق تعالیٰ اُن سے فرمائیگا تم نے
جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہین کرتا اور فرمائیگا کہ اُنھین پھر دوزخ مین لے جاؤ ایک زنجیرین پہنے
ہوئے جلدی جلدی چلے گا اور دوسرا ٹھہر ٹھہر کر حق تعالیٰ دونون کو پھر بُلا کر پوچھے گا کہ تم نے کیون ایسا کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض
کریگا کہ بارِ خدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیلِ حکم مین قصور کر ہی نہین سکتا اور دوسرا عرض کریگا
کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو اب پھر نہ بھیجیگا بس دریائے رحمت
موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجدیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے اُمت محمدؐ مین نے اپنا حق تمھین چھوڑ دیا تمھارے حقوق ایک دوسرے پر باقی رہگئے تم اُنھین
آپس مین معاف کر کے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری اُمت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن خلائق کے سامنے
حاضر کر کے گناہون کے ننانوے مکتوب اُسکے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہانتک نگاہ کام کرے وہی مکتوب نظر آئے
پھر حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہون مین سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے مین فرشتون نے کچھ ظلم اور
زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہین پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہین و یقین
کریگا کہ اب دوزخ مین جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیری ایک نیکی ہے مین تجھپر ظلم نہ کرونگا پھر ایک پرچہ لائینگے اُسمین

لکھا ہوگا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے اتنے بڑے ننانوے ۹۹ طوماروں کے مقابلے مین کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ اے بندے مین تجھپر ظلم نہین کرتا ان سب طومارونکو ایک پلّے مین رکھین گے اور اس پرچے کو دوسرے پلے مین وہ پرچہ سب کو سُبک کرکے خود سب سے گران ہوجائیگا اسواسطے کہ حقتعالے کی توحید کے مقابلے مین کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ فرشتون سے فرمائیگا کہ جسکے دلمین ایک مثقال خیر ہے اُسے دوزخ سے نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگون مین سے کوئی دوزخ مین نہین باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے دل مین نصف مثقال خیر ہو اُسے بھی نکال لاؤ یہ بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگون مین سے کوئی شخص دوزخ مین نہین باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل مین ایک ذرّہ خیر ہو اُسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ مین ایسا کوئی نہین باقی رہا جسکے دل مین ذرّہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبرون کی شفاعت فرشتون کی شفاعت مسلمانون کی شفاعت سب ہوچکی اور مقبول بھی ہوئی اب میری رحمتِ کاملہ کے سوا اور کچھ نہین باقی بس دستِ رحمت بڑھا کر ایسے لوگون کو مٹھی بھر نکالے گا جنھون نے ہرگز ذرّہ برابر بھی نیکی نکی ہو وہ سب جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہوگئے ہونگے انھین جنّت کی نہرون مین سے ایک نہر مین ڈالدینگے جسے نہر الحیوٰۃ کہتے ہین پھر وہ وہان سے اسطرح پاک صاف ہوکر باہر نکلین گے جسطرح سیلاب سے سبزہ نکلتا ہے اور گوہر تابان کے سے مالے اُنکے گلے مین ہونگے اہل بہشت اُن سبھون کو پہچانین گے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالےٰ کے آزاد کیے ہوے ہین کہ اُنھون نے ہرگز کچھ نیکی نہین کی پھر ارشاد کریگا کہ تم بہشت مین جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمھارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بارِ خدایا تو نے ہمارے تئین وہ کچھ عنایت فرمایا جو عالم بھر مین کسی کو نہین مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمھارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الرّاحمین اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ مین تم سے ایسا خوش رہون کہ کبھی ناخوش نہون یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین مذکور ہے حضرت عمر ابن حزم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تین دن غائب رہے نمازِ فرض کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لائے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوے اور فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت مین جائین گے مین ان تین دن کے عرصے مین اور زیادہ چاہتا تھا مین نے حق تعالےٰ کو بڑا اکریم پایا اُن ستّر ہزار مین سے ہر ایک کے ساتھ ستّر ستّر ہزار اور مجھے مرحمت فرمائے مین نے عرض کی کہ بارِ خدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد ہوا کہ اعرابیون کو ملاکر یہ عدد پورے کرلینا روایت کرتے ہین کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی مین اسیر کرکے قید مین رکھا تھا کہ ایکدن بڑی شدت کی دھوپ پڑتی تھی خیمے سے ایک عورت کی آنکھ اُس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہوکر دوڑی خیمے کے اور لوگ بھی اُس عورت کے پیچھے دوڑے تھے کہ اُس عورت نے اُس لڑکے کو اُٹھاکر چھاتی سے لگالیا اور اپنا سایہ اُسپر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا ہے لوگون نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اُس عورت کی شفقتِ بے نہایت دیکھکر متحیّر ہوئے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصّہ آپ سے عرض کیا آپ اُس عورت کی شفقت اور اُن لوگون کی گریہ و زاری سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگون کو اُس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا جتنی یہ عورت اپنے

بیٹے پر رحیم ہے اس سے زیادہ تر ارحم الرّاحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہوگئے ایسی خوشی مسلمانون کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدّس سرّہٗ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور پانی برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بارِ خدایا مجھے گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نہ کرون خانۂ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے بھی یہی چاہتے ہین اگر سب کو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کس پر ظاہر کرون اَے عزیز جان تو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس شخص پر خوف غالب ہو اُسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہو اُسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے ساتھ یہ بات بھی معلوم ہے کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلے گا اور اگر بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جائے جب بھی ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہو سکے کوشش کرکے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہ ہوجائے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے اگر دنیا کی سب لذّتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کردے تو بجا ہے غرضکہ خوف و رجا برابر ہونا چاہیے جیساکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردائے قیامت کو ندا کرینگے کہ جنّت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا نہ جائیگا تو مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائیگا تو مین ڈرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون

خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان

اَے عزیز جان تو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اُسکی فضیلت اُسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اُسکا سبب ہے جیساکہ اُسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے [۱] اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے [۲] رَاْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ اور پاکدامنی اور ورع و تقویٰ خوف کے ثمرات ہین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ بے ترکِ شہوات اور بغیر اُسپر صبر کیے ہوئے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا آتشِ خوف شہوات کو جلاکر کشتہ کردیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت علم رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا [۳] هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ اور اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ اور [۴] رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ اور تقویٰ جو خوف کا ثمرہ ہے اُسے حقتعالیٰ نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا [۵] وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جسدن میدانِ قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے اُنھین حکم کریگا کہ سب دور و نزدیک سُن لینگے اور فرمائیگا کہ اے لوگو جس دن سے مین نے تمھین پیدا کیا اُس دن سے آج تک مین نے تمھاری باتین سُنین اب آج تم میری بات کان لگاکر سنو کہ تمھارے اعمال تمھارے سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تم نے مقرر کیا ایک نسب مین نے تم کو دیا تم نے اپنے مقرّر کیے ہوئے نسب کو بالا کیا اور میرے ٹھہرائے ہوئے نسب کو دبا رکھا مین نے کہا تھا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی تم مین سب سے وہ بزرگ تر ہے جو بہت پرہیزگار ہے اور تم نے کہا کہ بزرگتر

---

[۱] خدا سے حقیقۃً علما ہی ڈرتے ہین ۱۲ [۲] حکمت کا سر خدا کا خوف ہے ۱۲ [۳] ہدایت اور رحمت ہے اُن لوگون کے واسطے جو خدا سے ڈرتے ہین ۱۲ [۴] خدا اُن سے راضی وہ خدا سے خوش یہ مرتبہ اُسکا ہے جو اپنے خالق سے ڈرے ۱۲ [۵] لیکن تقویٰ خدا کی طرف سے تم کو پہونچتا ہے ۱۲ اسید جعفر علی عفی عنہ۔

وہ ہے جو فلان ابن فلان ہے آج مین اپنے مقرر کیے ہوئے نسب کو بالا کرتا ہون اور تمھارے ٹھہرائے ہوئے نسب کو پست کیے دیتا ہون
اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ کہان ہین پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استادہ کر کے آگے آگے لیجائین گے اور پرہیزگار لوگ اُسکے پیچھے پیچھے چلین گے
حتّٰی کہ سب پرہیزگار بیحساب بہشت مین داخل ہو جائینگے اسی سبب سے ڈرنے والون کا ثواب دونا ہے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَلِمَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ
دو خوف اور دو امن ایک بندے مین نہین جمع کرتا اگر دنیا مین بندہ مجھسے ڈریگا تو آخرت مین اُسے بیخوف رکھونگا اور اگر دنیا مین بیخوف
رہیگا تو آخرت مین اُسے خوف مین رکھونگا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اُس سے سب چیزین ڈرتی
ہین اور جو خدا سے نہین ڈرتا اُسے خدا سب چیزون سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم مین پکا عقلمند وہ ہے جو تم مین سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرمایا
ہے کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اُسکے منھ پر آجائے اُسکے منھ پر آتشِ دوزخ حرام ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا
کے خوف سے بندے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور وہ اندیشہ کرتا ہے تو اُسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتّے اور
فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا وہ آتشِ دوزخ مین نہ جلایا جائے گا جسطرح جو دودھ پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان مین نہین جاتا
اُمّ المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
آپ کی اُمت سے کوئی شخص بیحساب جنت مین جائے گا آپ نے فرمایا ہان جو شخص اپنے گناہ یاد کر کے روئیگا وہ بیحساب جنت مین داخل
ہوگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوفِ خدا سے نکلے یا خون کا قطرہ راہِ خدا مین گرے اُس سے زیادہ
کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہین اور فرمایا ہے کہ سات آدمی خدا کے سایہ مین رہین گے اُن مین سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی مین خدا
کو یاد کرے اور اُسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
سراپا موعظت مین مین حاضر تھا آپ ہم لوگون کو نصیحتین فرما رہے تھے دلون پر خوف غالب ہوا آنکھ کے آنسو جاری ہوگئے پھر مین گھر آیا میری
اہلیہ مجھ سے باتین کرنے لگی مین دنیا کی باتون مین پڑگیا پھر مجھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اور اپنا وہ رونا یاد آیا مین باہر
نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہوگیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے سامنے آئے اور کہنے لگے
کہ منافق نہین ہوا مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ حنظلہ
منافق ہوگیا آپ نے فرمایا کَلَّا لَمْ یُنَافِقْ حَنْظَلَۃُ[2] پھر مین نے یہ حال عرض کیا فرمایا کہ اے حنظلہ جس حال پر تم میرے سامنے رہتے ہو اگر
اسی حال پر رہو تو فرشتے راہون اور گھرون مین سے مصافحہ کیا کرین اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگون
کے اقوال یہ ہین حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ مجھ پر خوف غالب ہوا ہو اور اُسی دن حکمت و عبرت
کا دروازہ میرے دل پر نہ کھلا ہو حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ بخوفِ عقوبت اور اُمید رحمت کے درمیان مین
مسلمان کا گناہ اسطرح ہوتا ہے جیسے دو شیرون مین ایک روباہ اور اُن ہی نے یہ بھی کہا ہے کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا مفلسی سے

[1] جو شخص خدا سے ڈرے اس کو دوہرا اجر ہے ۱۲ [2] ہرگز نہین منافق ہوا حنظلہ ۱۲

ڈرتا ہے تو بیشک جنّتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فردائے قیامت کو کون شخص بہت امین رہیگا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے بارے مین آپ کیا کہتے ہین جو ہم کو اتنا ڈراتے ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوئے جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین ڈرائین اور فردائے قیامت کو بیخوف رہو یہ اس سے بہتر ہے کہ آج ایسے لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین بیخوف رکھین اور فردائے قیامت کو مبتلائے خوف ہو جاؤ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یہ جو قرآن شریف مین ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپ نے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہے کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نہ قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسو منھ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتشِ دوزخ مین نہین جلتا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ روو اگر نہ روسکو تو تکلّف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرے پر آجائین اس امر کو مین ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ خوفِ دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے وہ ایک آگ ہے کہ دلمین ظاہر ہوتی ہے اُسکا سبب بھی ہے ثمر بھی اُسکا سبب علمِ معرفت ہے آدمی جب خطرِ کارِ آخرت دیکھتا ہے اور اپنی ہلاکت اور تباہی کے اسباب حاضر اور غالب دیکھتا ہے تو خواہ نخواہ یہ آگ اُسکی جان کے درمیان پیدا ہو جاتی ہے اور یہ صفت دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور عیبون کو اور عبادت کی آفتون اور اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور اُن تقصیرون کے ساتھ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اُس آدمی کی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ سے بہت خلعت اور نعمت پا رہا ہو پھر اُسکی حرم سرا اور خزانے مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جانے کہ بادشاہ اُسے خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہے اور کسی کو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور شفیع نہ جانے اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنے کام کا خطر دیکھے گا تو خواہ نخواہ اُس شخص کے دلمین خوف کی آگ پیدا ہو جائے گی دوسری معرفت یہ ہے کہ اُس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتشِ خوف نہ پیدا ہو بلکہ اُسی کی قدرت اور بیباکی کی وجہ سے پیدا ہو کہ یہ شخص اُس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کے چنگل مین پھنس جائے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا اس سبب سے ڈریگا کہ شیر کی صفت جانتا ہے کہ اُس شخص کا ہلاک کر ڈالنا شیر کا مقتضائے طبع ہے اور اُس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین رکھتا یہ خوف تمام تر اور فاضل تر ہوتا ہے اور جس شخص نے حق تعالیٰ کی صفتون کو پہچانا اور اسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہ ہوگی اور جس صفت کو رقت اور شفقت کہتے ہین اسکی حقیقت سے اسکی ذات منزّہ ہے جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ یہ جانتے ہین کہ ہم گناہ سے معصوم ہین جو شخص زیادہ عارفِ خدا ہوتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے اسیواسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین تم سب سے زیادہ عارف ہون اور تم سب سے زیادہ

یعنی جو شخص زیادہ عارف خدا بالغرض ہوتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے ۱۲

خائف ہون اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اور جو شخص جاہل تر ہوتا ہے وہ خدا سے بیخوف ہوتا ہے حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا ثمرہ دل اور بدن اور جوارح مین ہوتا ہے دل مین یہ ہوتا ہے کہ لذتین دنیا کی خواہشین بُری معلوم ہون اور خواہشون کی کچھ پروا نہ رہے اسواسطے کہ اگر کسی کو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے وہ جب شیر کے چنگل مین پھنس جاتا ہے یا بادشاہ قاہر کے قید خانے مین قید ہوجاتا ہے تو اُسے اس خواہش کی کچھ پروا نہین رہتی بلکہ خوف مین دل کا حال بالکل خشوع و خضوع اور خواری و خاکساری ہوجاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہوجاتا ہے تکبر رہتا ہے نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن مین خوف کا ثمرہ شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح مین خوف کا ثمرہ یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے پاک رکھنا اور عبادت مین باادب رکھنا اور خوف کے درجے متفاوت ہوتے ہین خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اُسکا نام عفت ہے اگر حرام سے باز رکھے تو اُسکا نام ورع ہے اگر شبہون سے یا ایسے حلال سے جسمین حرام کا شبہہ ہے باز رکھے تو اُسکا نام تقویٰ ہے اگر زادِ راہ کے سوا ہر چیز سے باز رکھے تو اُسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقویٰ کے ماتحت ہین اور یہ سب صدق کے نیچے ہین اور یہ حالت جو آنسو نکالدیتی ہے اور آدمی آنسو پونچھکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر پھر غفلت مین پڑجاتا ہے اُسے زبانی رقت کہتے ہین یہ خوف نہین اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے اُس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین مین کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہین کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر چپ ہو رہے بلکہ اُسے اپنی آستین سے گرادے گا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ بندۂ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ جو اپنے تئین اس بیمار کیطرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشون سے حذر کرتا ہے **درجات خوف** اے عزیز جان تو کہ خوف کے تین درجے ہین ضعیف قوی معتدل انمین معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتون کی رقت قوی وہ ہے جس سے ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونون مذموم ہین اسواسطے کہ خوف مین فی نفسہ کچھ کمال نہین ہے خوف توحید اور معرفت اور محبت کے مثل نہین ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات مین خوف کا ہونا درست نہین بلکہ بے جہل اور عجز کے خوف ہوتا ہی نہین اسواسطے کہ جبتک عاقبت نامعلوم نہ ہوگی اور خطر سے حذر کرنے مین عجز نہ ہوگا تب تک خوف بھی نہ ہوگا مگر غافلون کے حق مین البتہ خوف کمال ہے اسواسطے کہ خوف اُس تازیانے کے مانند ہے جو لڑکون کو پڑھنے مین لگائے اور جانور کو راہ پر چلائے جب تازیانہ ایسا کمزور ہو کہ چوٹ نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے مین لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائے گا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا منھ ہاتھ ٹوٹ جائے تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تاکہ گناہون سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہے اُسکا خوف بھی زیادہ معتدل ہوتا ہے اسواسطے کہ اس کا خوف جب حد سے بڑھجاتا ہے تو وہ اسباب رجا کا خیال کرتا ہے اور جب گھٹ جاتا ہے تو کام کے خطر کا اندیشہ کرتا ہے اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئین عالم کہے وہ عالم نہین اسواسطے کہ اُسنے جو کچھ سیکھا ہے وہ بے سود اور بیہودہ ہے علم نہین ہے جیسے بازاری فالگو کہ اپنے تئین حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت سے کچھ بھی خبر نہین رکھتے اسواسطے کہ اول معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور حق تعالےٰ کو پہچانے اپنے تئین عیب و تقصیر کے ساتھ اور حق تعالےٰ کو جلال و عظمت اور عالم کو ہلاک کر ڈالنے مین بیباک ہونیکے ساتھ اُن دونون معرفتون سے خوف کے

سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اسیواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا اَوَّلُ الْعِلْمِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ وَاٰخِرُ الْعِلْمِ تَفْوِیْضُ الْاَمْرِ اِلَیْہِ یعنی اول علم یہ ہے کہ حق تعالے کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچانے اور آخر علم یہ ہے کہ اپنے کام بندہ وار اُسپر چھوڑ دے اور جان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور نہ ڈرے **انواعِ خوف کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خطر پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہے کسی کو دوزخ کا خطر پیش آتا ہے اُس سبب سے اُسے خوف ہوتا ہے اور کسی کو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہے کہ مبادا بے توبہ مرجائے یا ڈرتا ہے کہ توبہ کرکے پھر گناہ مین پڑجائے یا اُسکے دلمین سختی اور غفلت پیدا ہوجائے یا عادت اُسے پھر گناہ کیطرف لیجائے یا نعمت کے سبب سے اُسکے دلمین غرور غالب ہوجائے یا قیامت کے دن لوگونکے مظلمون مین گرفتار ہوجائے یا اُسکی فضیحتیان اور بُرائیان ظاہر ہوجائین اور وہ رسوا اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اُسے کچھ خیال آئے کہ خدا اسے دیکھتا اور جانتا ہے اور وہ خیال ناپسندیدہ ہے ہر ایک کا فائدہ یہ ہے کہ جس امر سے ڈرتا ہے اُس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اُسے گناہ کی طرف لے جائے گی تو اُس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیالاتِ ناپسندیدہ پر حق تعالیٰ کے واقف ہونے سے ڈرتا ہے تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس کرلینا چاہیے اکثر بندے جو خائف ہوتے ہین اُنکے دلون پر خاتمہ اور عاقبت کا خوف غالب ہوتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجائین اُس سے سابق کا خوف کامل تر ہے کہ ازل مین اُنکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہو اسواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہے کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سر منبر فرمایا کہ حق تعالے نے ایک کتاب لکھی ہے اُسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اُس مین دوزخیون کے نام و نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ اسمین نہ کچھ بڑھنا ہے نہ گھٹنا ہے اہلِ سعادت شاید اہلِ شقاوت کے کام کرین حتے کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین ہے پھر حق تعالے ایک ہی ساعت موت کے پہلے اُسے راہِ شقاوت سے پھیر کر راہِ سعادت کیطرف لے آئے سعید وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے اور شقی وہی ہے جس کی شقاوت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے تو خاتمے کا اعتبار ہے انجام بخیر درکار ہے اسیواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کامل تر ہے جیسا کہ حقتعالیٰ کی صفت جلال سے بندیکا اس خوف سے جو اپنے گناہ کے سبب سے ہو کامل تر ہے اسواسطے کہ جلالِ الٰہی سے ہرگز خوف جاتا ہی نہین اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کرکے مغرور ہوجائے اور یہ کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا اعلی علیین مین رہین گے اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حقتعالے نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے کہ حضرت کیطرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتادی اور حق تعالے نے یہ امر آپ کے واسطے لازم کردیا کیونکہ آپ کے داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جو کچھ حق تعالے نے آپکو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اُسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کرلیتے اور یہ بھی محال تھا کہ جسے آپ زہرِ قاتل سمجھے اُس سے دور نہ رہتے اور ابوجہل پر حق تعالے نے راہِ بصیرت بند کردی اُسے قدرت ہی نہ تھی کہ دیکھ سکتا اور جب دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہ ہوسکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا اور ابوجہل دونون ازل مین مجبور تھے جیسا حق تعالے نے چاہا ویسا کیا ابوجہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے

دوزخ مین دوڑادیا اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کو محض اپنے فضل وکرم سے سعادت کا حکم فرما کر بردتی اعلیٰ علیین مین پہونچادیا جو بے نیاز یہ کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسی کی کچھ پروا نہین رکھتا اس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غرّان سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک کر ڈالنے مین کچھ باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کے سبب سے نہین بلکہ اُسکے تیز ہونیکا غلبہ ہلاک کر ڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے اور اگر شیر تجھسے دست بردار ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھ نہین رکھتا کہ اُسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہے بلکہ تجھے بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جس نے خدا کی یہ صفتین جان لین ممکن نہین کہ وہ بیخوف رہے **سوء خاتمہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بہت ڈرنیوالے تو خاتمہ سے ڈرے ہین اسواسطے کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور یہ معلوم نہین ہوسکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جائے چنانچہ ایک عارف نے کہا ہے کہ اگر کسی کو پچاس برس تک مین نے موحّد جانا وہ اگر مجھ سے اسقدر غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہوجائے تو پھر اُسکے موحّد رہنے پر مین گواہی نہ دونگا کیونکہ دلکا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھ سے پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسی کے باایمان مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہے یا نہ رہے حضرت ابوالدردار رضی اللہ تعالےٰ عنہ قسم کھاکر کہا کرتے کہ موت کے وقت ایمان چھن جانے سے کوئی شخص بیخوف نہین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ صدّیق لوگ ہر دم بُرے خاتمے سے ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہو ہو کر روتے تو لوگون نے کہا رو نہین خدا کی بخشش تمھارے گناہ سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ موحد مرونگا تو کچھ باک نہین رکھتا گو کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ نے وصیّت کی اور جو کچھ مال رکھتے تھے وہ ایک شخص کے سپرد کر کے کہا کہ میرے باایمان مرنے کی فلانی علامت ہے اگر وہ علامت تم دیکھنا تو اس مال سے شکر اور مغز بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے شخص کا عرس ہے جو دنیا سے باایمان گیا اگر وہ علامت نہ دیکھنا تو لوگون سے کہدینا کہ مجھپر نماز نہ پڑھین اور میرے ساتھ دغا نہ کھائین تاکہ مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہ ہون حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مرید کو یہ خوف ہے کہ گناہ مین پڑجائے اور مرشد عارف کو یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابویزید بسطامی قدّس سرّہٗ نے کہا ہے کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک زنار دیکھتا ہون اسواسطے کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد جاؤن ایسا نہ ہو کہ مجھے کلیسا لیجائین ہر روز پانچ بار میری یہی حالت ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے فرمایا کہ تم لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون ننگے بھوکے پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالےٰ کی درگاہ مین روئے وحی آئی کہ مین تیرے دل کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اسبات سے کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے عرض کی بارخدایا مین نے توبہ کی اور خوش ہوا اور اس سوال کی ندامت سے اپنے سر پر خاک ڈالی خاتمہ برا ہونے کی علامتون مین سے ایک نفاق ہے اسی واسطے صحابہ رضی اللہ عنہم ہمیشہ نفاق سے ڈرتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ اگر مین جان لون کہ مجھمین نفاق نہین ہے تو جو کچھ روئے زمین پر ہے اُس سب سے مین اس امر کو زیادہ دوست رکھتا ہون اور کہا ہے کہ ظاہر وباطن و دل و زبان کا اختلاف بھی منجملہ نفاق ہے **فصل**

اے عزیز جان تو کہ سوءِ خاتمہ جس سے سب بزرگ ڈرتے ہین اس سے عبارت ہے کہ موت کے وقت بندے کا ایمان چھین لین اسکے بہتسے سبب ہین انکا علم پوشیدہ ہے لیکن اکثر دو سببسے ایمان مین خلل واقع ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص کسی بدعتِ باطل کا اعتقاد کرکے تمام عمر اسمین بسر کرے اور خیال کرے کہ یہ عقیدہ بیجا ہے موت کیوقت شاید اُسکی خطا اُسپر حقتعالے کھولدے اسوجہ سے اور اعتقادات جو رکھتا تھا انمین بھی شک واقع ہوجائے اور اُن عقائد کی مضبوطی جاتی رہے اور اسی شک مین مرجائے بدعتی کو بھی یہ خطر لگا ہوا ہے اور اُسے بھی جو متکلّم ہو اور عقائد مین بحث اور دلیل کی راہ چلے گو کہ باورع اور پارسا ہو لیکن وہ بھولے لوگ جنکا ایمان ظاہر قرآن وحدیث کے موافق ہے وہ اس سے بےخوف ہین اسی سے جناب مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ اسیواسطے اگلے بزرگ علمِ کلام اور بحث کرکے حقیقتِ امور دریافت کرنےکو منع کرتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ ہر ایک اسکی طاقت نہین رکھتا کسی نہ کسی بدعت مین گرفتار ہوجائیگا سوءِ خاتمہ کا دوسرا سبب اکثر یہ ہے کہ اصل مین ایمان ضعیف ہو اور دنیا کی محبّت غالب ہو حقتعالی کی محبّت ضعیف ہو تو ایسا مرنے والا موت کے وقت جب دیکھتا ہے کہ خواہش کی سب چیزین اُس سے چھینے لیتے ہین اور دنیا سے جبرًا قہرًا ایسی جگہ نکالے لیے جاتے ہین جہان جانا نہین منظور اس سبب سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ وہ ضعیف سی دوستی جو تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے مثلاً جیسے کوئی شخص اپنے فرزند کو کچھ دوست رکھتا ہے تو وہ شخص جس چیز کو معشوق رکھتا ہے اور فرزند سے زیادہ دوست رکھتا ہے اس چیز کو جب فرزند چھین لے تو وہ شخص فرزند کو دشمن ٹھہرالیتا ہے اور ذرا سی دوستی جو فرزند کے ساتھ تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے اسیواسطے شہادت کا بڑا درجہ ہے کہ اسوقت دنیا کو سامنے سے دور کردیتے ہین اور خدا کی محبّت دل مین غالب ہوتی ہے اور مرنے پر دل سے مستعد ہوتے ہین ایسے وقت موت کا آنا بہت غنیمت ہے اُسواسطے کہ یہ حال بہت جلد جاتا رہتا ہے اور دل اس صفت پر نہین رہتا تو جس شخص کے دل مین خدا کی محبّت سب چیزونکی محبّت سے زیادہ ہو تو اس بات سے حقتعالی نے اُسے ضرور باز رکھا ہوگا کہ وہ اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردے ایسا شخص اس خطر سے بہت امین ہوتا ہے جب موت کا وقت آپہونچتا ہے اور وہ شخص جانتا ہے کہ دوست کے دیدار کا وقت آگیا تو موت سے کراہت نہین کرتا اور خدا کی محبّت اُسکے دلمین غالب ہوجاتی ہے اور دنیا کی دوستی زائل و معدوم ہوجاتی ہے خاتمہ بخیر ہونے کی یہی علامت ہے پس جو شخص اس خطر سے بہت دور رہنا چاہے اُسے چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن وحدیث مین ہے اُسکا ایمان لائے جو کچھ جانے اُسے قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اُسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا رہے کہ حق تعالی کی محبّت اُسکے دل پر غالب ہوجائے اور دنیا کی محبّت ضعیف ہوجائے اور دنیا کی محبّت بانیطور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدین نگاہ رکھے تاکہ شرع اُسپر دنیا کو تنگ کردے اور وہ دنیا سے متنفّر ہوجائے اور اس سببسے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستون کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستون کے ساتھ صحبت نہ رکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہو تو ایمان محلِ خطر مین ہے جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اُسے تم حق تعالےٰ سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو آمادہ رہو کہ حکمِ خدا آجائے فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ[1] کے یہی معنی ہین

خوف حاصل کرنے کی تدبیر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ دین کے مقامات سے پہلا مقام یقین

[1] تم پر بڑھیون کا دین اختیار کرنا لازم ہے اور جنتی لوگ بھولے ہین ۱۲ [2] انتظار کرو یہان تک کہ خدا کا حکم آجائے ۱۲۔

اور معرفت ہے پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ اور زہد اور توبہ سے اخلاص و مداومت ذکر اور فکر پیدا ہوتی ہے اور اس سے اُنس محبّت ہویدا ہوتی ہے محبّت مقامات کی نہایت ہے اور تسلیم و رضا اور شوق تبعِ محبت ہیں پس یقین و معرفت کے بعد خوف کیمیائے سعادت ہے اور جو صفتیں خوف کے بعد ہیں وہ بےخوف کے راست نہیں آتیں اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے جب اپنے تئیں اور خدا کو پہچان لیا تو خواہ مخواہ ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے چنگل مین پھنستا ہے اور شیر کو پہچانتا ہے اُسے شیر سے ڈرنے کیواسطے کسی تدبیر کی حاجت نہین بلکہ وہ شخص خود بخود ہمہ تن خوف ہو جاتا ہے اور جس شخص نے حقتعالے کو کمال جلال کمالِ قدرت کمالِ بے نیازی کے ساتھ پہچانا اور اپنے تئین نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اُسنے درحقیقت اپنے تئین شیر کے چنگل مین دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط حکم خدا کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت تک ہوگا اُسکا وہ حکم کر چکا ہے بعضون کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضون کو بخطا حکم شقاوت دیا ہے جیسا چاہا ویسا کیا ہے اور وہ حکم ہرگز بدل نہین سکتا وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسیواسطے جناب سرورِ انبیا علیہ الصّلوٰۃ والثّنا نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت آدم علیہما السّلام سے اعتراض کیا اور حضرت آدمؑ نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے دلیل کی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اے آدم حق تعالےٰ نے تمھین بہشت مین اُتارا اور تمھارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہو گئے کہ اپنے تئین اور ہم سب کو بلا مین مبتلا کیا حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ بھلا وہ معصیت ازل مین میرے نام لکھی تھی یا نہین جواب دیا ہان لکھی تھی حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ بھلا مین حکم خدا کے خلاف کر سکتا تھا حضرت موسیٰؑ نے کہا نہین پس حضرت آدمؑ نے حضرت موسیٰؑ کے اعتراض کو اُٹھا دیا اور حضرت موسیٰؑ لاجواب ہو گئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اُسکے بہت سے ابواب ہین جو شخص بڑا عارف ہے وہ بہت خائف ہے حتّٰی کہ احادیث مین آیا ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السّلام دونون روتے تھے اُنپر وحی آئی کہ مین نے تمھین بےخوف کیا ہے تم کیون روتے ہو عرض کی کہ بارِ خدایا ہم تیرے مکر سے بےخوف نہین ہین ارشاد ہوا یونہی سمجھے رہو یہ اُنکا کمالِ معرفت تھا کہ اپنے جی مین کہا کہ بےخوف رہنا نہ چاہیے اور خیال کیا کہ یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بےخوف ہو شاید یہ آزمائش ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ اس سے ہم بےخبر ہون جنگِ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہو گیا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈر کر فرمایا کہ بارِ خدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہو جائینگے تو روئے زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہین وہ تو آپکی فتح کا وعدہ کر ہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچّا کرے گا اُسوقت حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدہ کرم پر اُنھین اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کا یہ مقام تھا کہ آپکو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کامل تر ہے اسواسطے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ خدا کے کامون کے بھید اور تدبیرِ مملکت مین اسکی مصلحت اور اُسکی مقدّر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہین جانتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آئے تو اہلِ خوف کے ساتھ صحبت رکھے تاکہ ان لوگون کا خوف اُسمین سرایت کرے اور اہلِ غفلت سے دور رہے اس طریقے سے بھی خوف پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ تقلیدی ہو اور ایسا ہو جیسے سانپ سے اُس لڑکے کا خوف جسنے اپنے باپ کو سانپ سے بھاگتے دیکھا ہو تو وہ لڑکا بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے گو کہ سانپ کا موذی ہونا نہ جانتا ہو چانے والے کی قوت سے یہ ڈر بہت ضعیف ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر لڑکا چند بار سپیرے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جس طرح تقلید سے ڈرتا ہے اسی طرح تقلید سے نڈر بھی ہو جائیگا اور سانپ پر ہاتھ

ڈالے گا اور جو شخص سانپ کا موذی پن جانتا ہے وہ اس تقلید سے بخوف ہے یعنی تقلید نہ کریگا تو عقلا کو بیفکرون اور غافلون کی صحبت سے حذر
کرنا چاہیے خصوصًا اُس غافل سے جو بصورتِ عالم ہو تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہلِ خوف کو نہ پائے کہ اُنکی صحبت اُٹھائے کیونکہ
اس زمانے مین یہ لوگ کمتر ہین تو اُنکا حال سنے اور اُنکی کتابین پڑھے اسی سبب سے بعضے انبیاؑ و اولیاؒ کے خوف کا حال ہم بیان کرتے
ہین تاکہ جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہو وہ جان لے کہ یہ حضرات تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف اور متّقی تھے یہ جب اس قدر
ڈرے ہین تو اورون کو بطریقِ اولیٰ ڈرنا چاہیے **انبیاؑ اور ملائکہ کی حکایتین** روایت ہے کہ جب ابلیس ملعون ہوا تو حضرت
جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السّلام ہمیشہ رویا کرتے حق تعالےٰ نے اُنپر وحی کی کہ تم کیون روتے ہو عرض کی کہ بارِ خدایا تیرے غصّے
اور مکر سے ہم امین نہین ہین ارشاد ہوا کہ ایسا ہی چاہیے امین نہ رہنا حضرت ابن المنکدر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ حق سبحانہٗ
تعالےٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام ملائکہ رویا کرتے تھے جب حق تعالےٰ نے آدمیون کو پیدا کیا تو چپ ہوئے اسواسطے کہ جان گئے
کہ دوزخ ہمارے واسطے نہین پیدا ہوئی ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہین کہ حضرت جبرئیل امین جب میرے پاس
آئے تو خوفِ خدا سے لرزان اور سراپا ہراس آئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل
علیہ السّلام سے فرمایا کہ میکائیل کو مین ہنستے نہین دیکھتا عرض کی کہ یا رسول اللہؐ حق تعالےٰ نے جب سے آتشِ دوزخ پیدا کی تب
سے میکائیلؑ نہین ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام جب نماز مین مشغول ہوتے تو ایک میل سے اُنکے دلکا جوش سنائی دیتا
حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السّلام چالیس دن برابر سجدے مین پڑے رویا کیے حتّٰی کہ اُنکے آنسوؤن سے
گھاس اُگ آئی ندا آئی کہ اے داؤد کیون روتا ہے اگر ننگا بھوکا پیاسا ہو تو عرض کر تاکہ کھانا پانی کپڑا بھیجدون بس ایسا ایک نالۂ سوزان
کیا کہ اُنکی سانس کی گرمی سے لکڑی مین آگ لگ گئی بس حق تعالےٰ نے اُنکی توبہ قبول فرمائی عرض کی بارِ خدایا میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش
کر دے تاکہ مین بھولون نہین حق تعالےٰ نے اُن کی عرض قبول فرمائی پھر جب وہ کھانے پانی کے واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اُس
نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کاسہ اُنھین دیتے وہ پُر نہ ہوتا اُنکے آنسوؤن سے پُر ہو جاتا روایت ہے کہ حضرت داؤد
علیہ السّلام اسقدر روئے کہ اُنکی طاقت زائل ہو گئی عرض کی یا ارحم الرّاحمین میرے رونے پر تو رحم نہین فرماتا وحی آئی کہ داؤد تو رونیکا
ذکر کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کی کہ بارِ خدایا گناہ بھلا کیونکر بھولونگا گناہ کرنے کے پہلے جب مین زبور پڑھتا تھا تو بہتا ہوا پانی نہر مین
ٹھہر رہتا چلتی ہوئی ہوا رک رہتی اُڑتے ہوئے جانور میرے سر پہ جمع ہو جاتے وحشی جانور میری محراب مین چلے آتے اب یہ کوئی
بات نہین ہے بارِ خدایا یہ کیا وحشت ہے کیسی نفرت ہے ارشاد ہوا کہ اے داؤد وہ اُنسِ طاعت تھا یہ وحشتِ معصیت ہے اے داؤد آدم
میرا بندہ تھا اُسے مین نے اپنے دستِ لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اُسمین روح پھونکی ملائکہ کو اُسکے سجدے کا حکم کیا خلعتِ کرامت
اُسے پہنایا تاجِ وقار اُسکے سر پہ رکھا اُسنے اپنی تنہائی کا گلہ کیا حوّاؑ کو مین نے پیدا کیا اور دونون کو بہشت مین رکھا اُس نے ایک
گناہ کیا مین نے ننگا اور ذلیل کر کے اُسے اپنی درگاہ سے نکالدیا اے داؤد تو سن اور حق جان کہ تو ہماری طاعت کرتا تھا ہم تیری
طاعت کرتے تھے جو کچھ تو نے سوال کیا وہ ہم نے تجھے دیا تو نے گناہ کیا ہم نے مہلت دی با ایں ہمہ اب بھی توبہ کر کے اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا تو

ہم قبول کرینگے یحییٰ ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کیا چاہتے تو سات دن تک کچھ نہ کھاتے اور اپنی بیبیون کے پاس نہ جاتے پھر صحرا مین تشریف لاتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرماتے کہ ندا کرو وہ ندا کرتے کہ اے بندگان خدا جو داؤد کا نوحہ سننا چاہے وہ آئے بستیون سے آدمی آشیانون سے پرند بیابانون اور پہاڑون سے وحوش و درندہ وہان آتے حضرت داؤد پہلے حق تعالیٰ کی ثنا فرماتے تمام خلق آہ و فریاد کرتی پھر جنت اور دوزخ کا حال بیان کرتے پھر اپنے گناہ پر نوحہ کرتے حتّٰی کہ بہتیری خلق خوف و ہراس سے مرجاتی تب حضرت سلیمان اُنکے کان کے پاس آکر عرض کرتے کہ بابا جان بس کیجیے کہ بہت سی خلق ہلاک ہوگئی اور ندا کرتے کہ اپنے اپنے مردے اُٹھا لیجاؤ لوگ اُٹھا لیجاتے حتّٰی کہ ایک دن چالیس ہزار خلق جو اُس مجلس مین جمع تھی اُسمین سے تیس ہزار مرگئے حضرت داؤد علیہ السلام کی دو لونڈیاں تھین اُنکا یہی کام تھا کہ خوف کیوقت حضرت داؤد کو پکڑے رہتین اور بچائے رکھتین تاکہ اُنکے اعضا جو کانپتے تھے وہ اکھڑ نہ جائین حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام جب لڑکے تھے تو بیت المقدس مین عبادت کیا کرتے جب لڑکے اُنھین کھیلنے کیواسطے بلاتے تو فرماتے کہ مجھے خدا نے کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کیا ہے جب پندرہ برس کا سن ہوا تو خلق سے نکلکر صحرا مین چلے گئے ایک دن اُنکے والد حضرت زکریا علیہ السلام اُنکے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے دیکھا پانی مین پاؤن رکھے کھڑے ہین اور پیاس کے مارے قریب بہ ہلاکت ہین اور عرض کررہے ہین کہ اے رب العزت قسم ہے تیری عزت کی جبتک مجھے یہ نہ معلوم ہوئے گا کہ تیرے نزدیک میرا کیا مرتبہ اور مقام ہے تب تک مین پانی نہ پیونگا اور اسقدر روئے تھے کہ اُنکے رخسار پر گوشت نہ باقی رہا تھا دانت نکل آئے تھے نمدے کے دو ٹکڑے اُنکے رخسار پر رکھدیے تھے تاکہ خلق یہ صورت نہ دیکھے انبیا علیہم السلام کے احوال مین ایسی اور بہت حکایتین ہین **صحابہؓ اور اگلے بزرگون کی حکایتین** اے عزیز جان تو کہ حضرت صدّیق اکبرؓ باینہمہ صدق و بزرگی جب کسی پرند کو دیکھتے تو فرماتے کاش مین بھی تجھ سا ہوتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے کہ کاش مین کوئی درخت ہوتا اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتین کہ کاش میرا نام و نشان کچھ نہ ہوتا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کبھی یہ حال ہوتا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنکر گر پڑتے اور بیہوش ہوجاتے اور چند روز تک لوگ اُن کی عیادت کیواسطے آیا کرتے بہت رونے کے سبب سے اُنکے رخسار پر کالی دو لکیرین پڑگئی تھین فرمایا کرتے کہ کاش عمر ہرگز مان کے پیٹ سے پیدا ہی نہوا ہوتا ایک دن کسی دروازے پر آپکا گزر ہوا ایک شخص قرآن شریف پڑھتا تھا اس آیت پر پہونچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ[1] آپ اونٹ پر سے اُتر پڑے اور اپنے تئین ایک دیوار پر ڈالدیا بیطاقتی کی وجہ سے آپ کو لوگ گھر مین اٹھا لے گئے مہینا بھر تک آپ بیمار رہے کسی نے آپکی اس بیماری کا کچھ سبب نہ جانا علی بن الحسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب وضو کرتے تو اُنکا چہرۂ مبارک زرد ہو جاتا لوگ عرض کرتے یہ کیا ہے فرماتے تم نہین جانتے ہو کہ مین کس کے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہون حضرت مسور ابن مخرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قرآن مجید سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی مین یہ آیت پڑھی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا[2] اُنھون نے کہا مین مجرمون مین سے ہون متّقیون مین سے نہین ایک بار اور پڑھ اُس ناواقف نے پھر یہ آیت پڑھی بس اُنھون نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوئے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ بھائی اچھی جگہ کے سبب سے مغرور نہ ہو اسواسطے کہ بہشت سے بہتر کوئی

[1] تحقیق کہ عذاب تیرے پروردگار کا ضرور ہونے والا ہے ۱۲ [2] جس دن اکٹھا کرینگے پرہیزگارون کو رحمان کے پاس مہمانون کی طرح اور ہنکا دینگے گنہگارون کو جہنم کی طرف پیاسا ۱۲

جگہ نہین دیکھی تو حضرت آدمؑ نے وہان کیا دیکھا اور کثرتِ عبادت کے سبب سے غرّہ نہ کر کیونکہ تو جانتا ہے کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور بہت علم کے سبب سے گھمنڈ نہ کر اسلیے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالےٰ کا اسم اعظم جان لیا اور اُس کی مذمت مین یہ آیت نازل ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ[1] اور نیک لوگون کی زیارت کے سبب سے تکبّر نہ کر اسواسطے کہ جناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین کے عزیزون کو آپ کی صحبت و زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نہ لائے حضرت عطا اسلمی خائفین مین سے تھے چالیس برس کامل نہ ہنسے نہ آسمان کیطرف دیکھا ایکبار آسمان کیطرف دیکھا تو خوف کے مارے گر پڑے رات بھر مین کئی بار اپنے تئین ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مسخ تو نہین ہوگیا ہون جب قحط یا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر مین مرجاؤن تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرّہ کہتے تھے کہ مین ہر روز اپنی ناک پر نظر کرکے اپنے جی مین کہتا ہون کہ شاید میرا منھ کالا ہوگیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مین نے دعا مانگی کہ خوف کا ایک دروازہ مجھپر کھلے دعا قبول ہوگئی مین ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر مین نے عرض کی کہ بارِ خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر بس میرا دل ٹھہر گیا ایک عابد کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہا ہے پوچھا کیون روتا ہے کہا اُس گھڑی کے خوف سے جب قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ خلق کو اُنکے اعمال کا بدلا دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے ایک شخص نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے کہا اُسکا کیا حال ہوتا ہے جو دریا مین ہو اور کشتی ٹوٹ جائے اور ہر شخص ایک ایک تختے پر رہ جائے اُس شخص نے کہا سخت کٹھن ہوگا کہا میرا بھی ویسا ہی حال ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیث مین ہے کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالینگے یہ کہکر کہا کہ کاش وہ مین ہی ہون یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ بخیر ہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کنیزک تھی ایک دن سو کر اٹھی اور عرض کرنے لگی کہ یا امیر المومنین مین نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ مین نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پُل صراط اُس پر رکھا گیا اور خلفا کو فرشتے لائے پہلے خلیفہ عبد الملک بن مروان کو دیکھا کہ فرشتے لائے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اُسکے بیٹے ولید ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اسیطرح دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا دیکھا کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اسی طرح دوزخ مین گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیر المومنین پھر آپ کو لائے اُس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا کی مین نے دیکھا کہ آپ سلامت گزر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤن دے دے مارتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سالہا سال نہین ہنسے لوگون نے ہمیشہ اُنھین اس کیفیت پر دیکھا جس کیفیت مین وہ قیدی ہوتا ہے جسے گردن مارنے کیواسطے مقتل مین لائے ہون لوگ کہتے کہ باین عبادت و ریاضت آپ اسقدر کیون روتے ہین وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھے دشمن ٹھہرا لیا ہو اور فرمائے کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ مین تجھ پر رحمت ہی نہ کرونگا اور مین بے فائدہ اپنی جان گنواتا ہون اور ایسی بہت حکایتین مین آئے عزیزا بغور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو بیخوف ہے اُنکا خوف و تیری بیخوفی یا سوجے

[1] پس مثل اُسکی کتے کی مثل ہے اگر لادے تو اسے تو ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو اسکو تو ہانپے ۱۲

ہے کہ اُنکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہین ہین یا اس سبب سے ہے کہ اُنھین معرفت بہت تھی اور تجھے نہین ہے سچ تو یہ ہے کہ باوجود کثرت گناہ تو حماقت
اور غفلت کی وجہ سے بےخوف ہے اور باوصف کثرتِ طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے **فصل** شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا
دونون کی فضیلت مین بہت بہت سی حدیثین وارد ہین ان دونو مین کون افضل ہے کہ اُسیکا طالب رہنا چاہیے لے عزیز جان تو کہ خوف و رجا دو دوائین
ہین دوا کے حق مین فضیلت نہین کہتے بلکہ منفعت کہتے ہین اسواسطے کہ خوف و رجا صفاتِ نقص سے ہے جیسا ہم نے بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی
محبت مین ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اُسے بالکل گھیر لیا ہو اپنے آغاز و انجام کا کچھ خیال نہ کرے بلکہ وقت کو دیکھتا رہے اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت
کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کیطرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک
ہوا سے رجا غالب رکھنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جائے چاہیے کہ خدا کی محبت کے ساتھ ہو تاکہ خدا کی ملاقات اُس
شخص کی سعادت ہو جائے اسواسطے کہ محبوب ہی کی ملاقات مین مزہ ہوتا ہے مگر اور اوقات مین اگر آدمی اہلِ غفلت ہو تو اسپر خوف غالب ہونا چاہیے اسواسطے
کہ جو غافل ہے اُسکے حق مین غلبۂ رجا زہرِ قاتل ہے اور اگر اہلِ تقوی ہے اور اُسکا حال مہذب ہے تو خوف و رجا معتدل و برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت
اور طاعت مین ہے تو رجا غالب ہونا چاہیے اسواسطے کہ مناجات مین محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اور گناہ کے
وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہلِ عادت سے ہو تو مباح کامون کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے ورنہ گناہ مین مبتلا ہو جائیگا تو خوف
و رجا ایسی دوا ہے کہ اُسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہ ہو سکیگا واللہ اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان مین

اے برادر اس بات کو یاد رکھ کہ ان چار اصلون پر راہِ دین کا مدار ہے جو عنوانِ مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین ایک تیرا نفس دوسرے حق تعالے
تیسرے دنیا چوتھے آخرت ان چار مین سے دو قابلِ ترک ہین دو لائق طلب یعنے اپنے نفس سے حق تعالٰی کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے اور
دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منھ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف
دوڑنا چاہیے اور خوف صبر تو یہ اسکے مقدمات ہین اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اسکا علاج بیان کر چکے ہین اور دنیا کی دشمنی اور
اس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد اسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور فضیلت
پہچاننا چاہیے **فقر و زہد کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نہ رکھتا ہو نہ اُس پر قادر ہو اور آدمی کو پہلے تو اپنی
ہستی کی حاجت ہے پھر اپنے بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزون کی حاجت ہے اور اُن مین سے کوئی چیز اُسکے اختیار مین نہین اور وہ اُن سب
کا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو وہ جناب احدیت جلشانہ کے سوا کوئی نہین اور جو کچھ جن و انس اور ملائکہ اور شیاطین
موجود ہین ان سب کی ہستی اور بقا اُنکے سبب سے نہین پس حقیقت مین سب فقیر ہین اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ
الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے فقیر کے یہی معنی بیان کیے ہین
اور فرمایا ہے کہ اَصْبَحْتُ مُرْتَہِنًا بِعَمَلِیْ وَالْاَمْرُ بِیَدِ غَیْرِیْ فَلَا فَقِیْرَ اَفْقَرُ مِنِّیْ یعنی مین اپنے کردار مین گرو ہون اور میرے کردار کی کنجی دوسرے

کے ہاتھ مین ہے تو مجھ سے زیادہ محتاج کون ہے بلکہ حق تعالی نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمَۃِ اِنْ یَّشَأْ یُذْہِبْکُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِکُمْ مَا یَشَاءُ یعنی خدا ایسا غنی ہے کہ اگر چاہے تو سب کو ہلاک کر کے اور ہی مخلوق پیدا کر دے تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوّف کے محاورے مین فقیر اسکو کہتے ہین کہ جو اپنے تئین اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اُسپر غالب ہے کہ وہ جانتا ہو کہ مین کچھ نہین رکھتا اور نہ دونون جہان مین کوئی چیز میرے اختیار مین نہین نہ اصل آفرنیش مین نہ دوام آفرنیش مین اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہین کہ آدمی فقیر اُسوقت ہوتا ہے کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اُسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اُسوقت اُسکے واسطے ایک چیز ہو جائیگی فقیر نہ رہیگا یہ کہنا ملحدپن اور زندیق پن کا تخم ہے کہ شیطان نے اُن لوگون کے دلون مین بو دیا ہے اور جو احمق زیرکی کا دعوی کرتے ہین انھین اسی طرح شیطان راہ سے بہکا دیتا ہے کیونکہ نیک لفظ مین بُرے معنی پہنا دیتا ہے تاکہ احمق اُسکے سبب سے دھوکا کھائین کہ یہی معنی سمجھنا زیرکی ہے یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ جو خدا رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے چاہیے کہ خدا سے بیزار ہو تاکہ فقیر ہو جائے بلکہ فقیر وہی ہے جو طاعت کرتا رہے جیسا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہین اور میرے اختیار مین نہین مین مرہون طاعت ہون غرضکہ جسے صوفی لوگ فقیر کہتے ہین نہ اُسکا بیان یہان مقصود ہے نہ سب چیزون مین آدمی کے فقر کو بیان کرنیکا ارادہ ہے بلکہ مال کی رو سے جو فقیر ہوتا ہے اُسے ہم بیان کرینگے اور لاکھ حاجتین جو آدمی کو رہا کرتی ہین اور وہ سب فقیر ہین اُنمین سے ایک مال بھی ہے پس اے عزیز جان تو کہ مال یا اس سبب سے نہین ہوتا کہ آدمی اُس سے قصداً دست بردار ہو جائے یا مال ہاتھ ہی نہ آئے جو قصداً دست بردار ہو جائے اُسے زاہد کہتے ہین اور جسکے ہاتھ مال نہ آئے اُسے فقیر کہتے ہین اور فقیر کی تین حالتین ہین ایک یہ کہ مال نہین رکھتا مگر جہانتک ہو سکتا ہے تلاش کرتا ہے اُسے فقیر حریص کہتے ہین دوسرا درجہ یہ ہے کہ تلاش نہ کرے اور اگر اُسے دین تو نہ لے اور مال سے کارہ ہے اُسے زاہد کہتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ نہ تلاش مین کد کرے نہ آتے ہوئے مال کو رد کرے اگر دین تو لیلے نہ دین تو بھی خوش رہے اُسے فقیر قانع کہتے ہین ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہ ہونے مین بھی فضیلت ہے

محتاجی کی فضیلت اے عزیز جان تو کہ حقتعالے ارشاد فرماتا ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درویش کثیر العیال اور پارسا ہو اُسے حقتعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ اے بلال تو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جا تو درویش ہو تونگر نہین اور فرمایا ہے کہ میری اُمت کے محتاج لوگ تونگرون سے پانسو برس پہلے جنّت مین جائینگے اور ایک روایت مین ہے کہ امیرون سے چالیس برس پہلے فقیر جنّت مین جائینگے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور اس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری مین خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہے کہ میری اُمت مین فقیر لوگ سب سے بہتر ہین اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت مین پھرنے لگین گے اور فرمایا ہے کہ میرے دو پیشے ہین جو ان دونون پیشون کو دوست رکھیگا اُسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے جناب محبوب خدا علیہ افضل الصّلوۃ والثّنا سے کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم حق تعالے آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ روئے زمین کے پہاڑون کو سونے کا کردون تاکہ جہان تم چاہو وہان حاضر ہون فرمایا کہ اے جبرئیل مین یہ نہین چاہتا اسواسطے کہ دنیا بے گھرونکا گھر ہے اور بے مال مفلسونکا مال ہے دنیا مین مال جمع کرنا بے عقلون کا کام ہے حضرت جبرئیل نے کہا اے محمد یُثَبِّتُ اللّٰہُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ[1] حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک سوتے آدمی

---

[1] ثابت رکھے تمھین اللہ قول ثابت پر ۱۲

کی طرف گذرے اور کہا اُٹھ خدا کو یاد کر اُسنے عرض کی کہ اے عیسیٰ آپ مجھسے کیا چاہتے ہین مین نے تو دنیا کو دنیا دارون کیواسطے چھوڑ دیا فرمایا پھر سو رہے
دوست اور خوب سو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کیطرف گذرے وہ سر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا اور ایک کملی کے سوا اور کچھ اُسکے پاس
نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بارِ خدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہے کہ کچھ بھی نہین رکھتا وحی آئی کہ اے موسیٰؑ تم نہین جانتے کہ مین جس کی طرف
خوب متوجہ ہوتا ہون اُسے دنیا سے باز رکھتا ہون حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس
ایک مہمان آیا اُسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھ سے فرمایا کہ فلانے یہودی کے پاس جا کر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے مین نے جا کر اُس یہودی
سے کہا اُس نے قسم کھا کر جواب دیا کہ مین کچھ نہ دونگا مین نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپنے فرمایا کہ قسم خدا کی مین آسمان
مین امین ہون اور زمین مین امین ہون وہ یہودی اگر قرض دیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا کر گرو کر لا مین گرو کر لایا تب حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ نہ چاہیے کہ دنیا اور دنیا دارون کو تم کنکھیون سے دیکھو کہ یہ سب
اُن کے واسطے فتنہ ہے اور جو چیز تمھارے واسطے خدا کے پاس رکھی ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ جب تجھپر درویشی آئے تو کہہ مرحبا اے شعار صالحین جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا کہ بہشت
مجھے دکھائی گئی اہلِ بہشت اکثر درویش تھے اور دوزخ مجھے دکھائی گئی اہلِ دوزخ اکثر تونگر تھے اور فرمایا کہ مین نے بہشت مین عورتون کو
بہت کم دیکھ کر پوچھا کہان ہین بولے شَغَلَهُنَّ الْأَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالزَّعْفَرَانُ یعنی زیور اور رنگین کپڑے اُنھین قید کیے ہوئے ہین
روایت ہے کہ دریا کے کنارے ایک پیغمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے خدا کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نہ پھنسی دوسرے
ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیان پھنسین اُن پیغمبر نے عرض کی کہ بارِ خدایا یہ سب تیرے ہی حکم سے ہے مگر اس مین
کیا حکمت ہے حق تعالےٰ نے فرشتون کو حکم کیا کہ دونون ماہی گیرون کی جگہ بہشت اور دوزخ مین اس پیغمبر کو دکھا دو جب جگہ دیکھی تو عرض
کی کہ بارِ خدایا مین راضی ہوا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیغمبرون مین جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد جنت
مین جائینگے وہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہین اور میرے اصحاب مین جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد بہشت مین جائے گا وہ
عبد الرحمن بن عوف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ تونگر بہت دشواری سے جنت مین جائیگا اور حضرت سرورِ انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ
والثنا نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ جب بندے کو دوست رکھتا ہے تو اُسے مبتلائے آفات کرتا ہے اور اگر بڑی محبت کاملہ کرتا ہے
تو اقتنا کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اقتنا کیا چیز ہے فرمایا کہ اقتنا یہ ہے کہ اُس بندے کا مال باقی رکھے نہ اہل وعیال حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق مین کون لوگ تیرے دوست ہین کہ مین بھی اُنھین دوست رکھون ارشاد ہوا کہ جہان پورا فقیر ہے
جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن درویش کو لائینگے تو جسطرح آدمی ایک دوسرے
سے عذر خواہی کرینگے اُسی طرح حق تعالےٰ اُس درویش سے عذر بیان فرمائیگا اور ارشاد کریگا کہ اے میرے بندے دنیا کو جو مین نے تجھسے
باز رکھا یہ امر تیری ذلت وخواری کیوجہ سے نہ تھا اس سبب سے تھا کہ تو خلعت اور بزرگیان میری سرکار سے پائے خلائق کی اُن صفون مین جا

اور جس نے تجھے میرے واسطے کسی دن کھانا یا کپڑا دیا ہے اُسکا ہاتھ پکڑکر مین نے اُسے تیرے سپرد کیا اُس دن خلق پسینے مین غرق ہوگی وہ صفون
مین گھس جائے گا اور جسنے اُسکے ساتھ دنیا مین نیکی کی ہوگی اُسکا ہاتھ پکڑ کر نکال لائیگا اور فرمایا ہے کہ تم فقیرون کے ساتھ دوستی رکھو اور
اُنکے ساتھ احسان کرو اسواسطے کہ راہ مین اُنکے واسطے دولت مہیا ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت
یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیرون سے حکم ہوگا کہ جسنے تمھین ٹکڑا روٹی یا گھونٹ بھر پانی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اُسکا ہاتھ پکڑ کر بہشت مین لے جاؤ
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ روایت کرتے ہین کہ جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور
عمارت بنانے مین متوجہ ہوگی اور فقیرون کو دشمن جانے گی تب حق سبحانہٗ تعالےٰ اُسے چار بلاؤن مین مبتلا کریگا قحط زمان مین جور سلطان مین
قاضیون کی خیانت مین کافرون اور دشمنون کی شوکت و قوت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہین کہ وہ شخص ملعون ہے
جو محتاجی کے سبب سے کسی کو خوار و ذلیل جانے اور تونگری کیوجہ سے کسی کو معزز و ممتاز سمجھے بزرگون نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت
سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ کی مجلس سے زیادہ کہین خوار و ذلیل نہوتے کیونکہ اُنھین آگے نہ آنے دیتے پچھلی ہی صف مین بیٹھے رہتے
اور محتاج کو اپنے قریب بٹھالتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہو اُسے حقیر نہ جاننا اس
واسطے کہ تیرا اور اُسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا
محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونون سے بیخوف ہوتا اور اگر بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونون ملتین اور اگر
ولمین خدا سے ایسا ڈرتا جیسا ظاہر مین خلق سے ڈرتا ہے تو دونون جہان مین نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے
پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے نہ لیے اُسنے بہت منت خوشامد کی کہا اے شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر مین اپنا نام
فقیرون کی فہرست سے نکلوا ڈالون مین ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہا سے فرمایا اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت مین میرے ساتھ رہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور امیرون کے ساتھ مل بیٹھنے سے دور رہو اور
جبتک پیوند نہ لگا لو تب تک کوئی کپڑا نہ اُتارو **درویش قانع کی فضیلت** رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالےٰ نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت کیا اور اُسنے اُسپر قناعت کی اور
فرمایا ہے کہ فقیرو تہ دل سے محتاجی پر راضی رہو تاکہ فقر کا ثواب پاؤ ورنہ ثواب نہ پاؤ گے یہ اسطرف اشارہ ہے کہ فقیر حریص کو ثواب
نہ ملیگا مگر اور حدیثون مین صراحۃً وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر
چیز کی ایک کنجی ہے فقراء صابر کی محبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے کہ سب
بندون سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اسقدر پر قانع ہو جسقدر اپنے پاس رکھتا ہے اور حقتعالےٰ جو روزی اُسے عنایت فرماتا ہے
اُسمین خدا سے وہ خوش اور راضی رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی امیر و فقیر ایسا نہ ہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو کہ دنیا مین قوت
کی قدر سے زیادہ ہم نہ پاتے حق تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا و علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے اسمٰعیل مجھے شکستہ دلون کے پاس
ڈھونڈھ عرض کیا کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ فقراء صادق جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن

ف۔ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا

حق تعالیٰ فرمائیگا کہ میرے خاص مقبول بندے کہان ہین فرشتے عرض کرینگے کہ بارِ خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوگا کہ وہ مسلمان فقیر جو میری عطا پر
راضی تھے سبکو بہشت مین لیجاؤ وہ سب بہشت مین چلے جائینگے اور ہنوز تمام خلق حساب مین ہوگی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ
جو شخص دنیا زیادہ ہونے پر خوش ہوا اور عمر جو ہمیشہ کم ہوتی جاتی ہے اُسکے سبب سے اندوہگین نہوا اُسکی عقل مین نقصان ہے سبحان اللہ اس بات مین کیا
بھلائی ہوگی کہ دنیا تو زیادہ ہوا اور عمر کم ہوتی جاتی ہے حضرت عامر بن عبد قیس کی طرف ایک شخص گذرا وہ روٹی ساگ کھاتے تھے کہنے لگا اے عامر دنیا
مین تم نے اسیقدر پر قناعت کی جواب دیا کہ مین ایسے آدمیون کو جانتا ہون جنھون نے اس سے بھی بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہے اُس شخص نے
پوچھا اے عامر وہ کون لوگ ہین کہا جو دنیا کو آخرت کے بدلے لیتا ہے اسنے اس سے بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہوگی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ایک دن لوگون سے بیٹھے باتین کرتے تھے انکی اہلیہ آئین اور کہا تم یہان بیٹھے ہو قسم خدا کی گھر مین کچھ نہین اُنھون نے کہا اے عورت ایک
بڑی سخت گھاٹی مجھے درپیش ہے اُس سے کوئی نہ پار ہوگا مگر وہی جو سبکبار ہوگا وہ نیکبخت خوش ہوکر چلی گئی **فصل** اے عزیز جان تو کہ اس بات مین
علما کا اختلاف ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یا تونگر شاکر مگر صحیح یہ ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یہ حدیثین جو ہم نے بیان کین یہ سب اسی بات کی دلیل ہین
لیکن اگر تو اُسکا بھید جاننا چاہے تو حقیقتِ حال یہ ہے کہ جو چیز بندے کو خدا کی یاد اور محبت سے باز رکھے وہ بد ہے کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ درویشی اُسے
باز رکھتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اُسے تونگری باز رکھتی ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ بقدرِ کفایت کا ہونا نہ ہونے سے بہتر ہے کہ اسقدر دنیا سے نہین
زادِ راہِ آخرت ہے اسیواسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اے پروردگار آلِ محمد کو بقدرِ کفایت قوت دیا کر اور جو
بقدرِ کفایت سے زیادہ ہے اس کا نہ ہونا ہونے سے اولیٰ ہے یہ بات جب ہے کہ حرص و قناعت مین دونون کا حال یکسان ہو اسواسطے کہ
فقیر حریص اور امیر حریص دونون مال مین لٹک رہے ہین اور انکے دل مال مین اٹک رہے ہین مگر فقیر کی صفاتِ بشریت ٹوٹ جاتی ہین اور
جو رنج وہ دیکھتا ہے دنیا سے متنفر ہوتا جاتا ہے اور مسلمان کو جسقدر دنیا کی دوستی کم ہوتی ہے اسیقدر خدا کی محبت بڑھتی ہے جب دنیا اُسکا قیدخانہ
ہے تو گو کہ وہ اس بات سے کارہ ہے مگر مرتے دم اُسکا دل دنیا کیطرف بہت کم التفات کریگا اور امیر دنیا سے برخورداری حاصل کرکے
اُس سے اُنس و محبت پیدا کرلیتا ہے تو مرتے دم دنیا کا چھوٹنا اُسپر بہت دشوار ہوتا ہے تو ان دونون دلون مین بڑا فرق ہوتا ہے بلکہ عبادت
اور مناجات مین بھی ایسا ہی فرق ہے اسواسطے کہ مناجات اور عبادت مین فقیر جو لذت پاتا ہے امیر ہرگز نہین پاتا امیر کا ذکر فقط زبان
کی نوک اور ظاہر دل سے ہوتا ہے اور جبتک دل زخمی اور کوفتہ نہو اور آتشِ رنج و اندوہ سے سوختہ نہو تب تک لذتِ ذکر اُسکے اندر
در نہین آتی اسی طرح اگر قناعت مین فقیر امیر دونون برابر ہین تو بھی فقیر امیر سے **افضل** ہے لیکن اگر فقیر حریص ہو اور امیر شاکر اور
قانع ہو کہ اگر وہ مال اُس سے چھوٹ جائے تو وہ چندان ملول نہین ہوتا اور اُسکے شکر مین قائم رہتا ہے اور اُس کا دل شکر و قناعت
کے سبب سے طہارت پاتا ہے اور دنیا کی راحت و محبت مین آلودہ نہین ہوتا اور فقیر حریص کا دل حرص مین آلودہ رہتا ہے مگر صدمہ
اور رنج و اندوہ کے باعث سے طہارت پاتا ہے یہ دونون آپس مین قریب قریب ہین اور حقیقت مین خدا سے ہر ایک کی دوری اور
نزدیکی دنیا سے نفرت اور محبت کی قدر رہتی ہے لیکن اگر امیر ایسا ہو کہ اُسکے نزدیک مال کا ہونا نہ ہونا دونون یکسان ہون اور مال سے
فارغ البال رہے جو کچھ رکھتا ہے حاجتِ خلق کیواسطے رکھتا ہے جیسا اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال تھا کہ ایکدن لاکھ درم

خرچ کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت بھی نہ مول لیا کہ اُس سے روزہ افطار کرتین یہ درجہ اُس فقیر کے درجے سے جسکا دل اس صفت پر نہو بہت اَبلند ہے
مگر جب دونون کے احوال تو برابر فرض کرے تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیرونکا بہت بہتر کام یہی ہے کہ صدقہ دین و رخیر کرین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ
فقیرون نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین گلہ کر بھیجا کہ یارسولؐ اللہ دین و دنیا کی نیکی تو امیرون ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوٰۃ دیتے
ہین حج اور جہاد کرتے ہین اور ہم یہ نہین کر سکتے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیرون کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا مَرْحَبًا بِكَ
وَبِمَنْ جِئْتَ عِنْدَهُمْ تو ایسے لوگون کے پاس سے آیا ہے کہ مین انھین دوست رکھتا ہون تو اُنسے کہدے کہ جسنے خدا کے واسطے فقیری پر
صبر کیا اسکے واسطے تین درجے ایسے ہین کہ امیرون کے لیے نہین ایک یہ کہ بہشت مین روزن ہین اہلِ بہشت کو وہ ایسے معلوم ہونگے
جیسے اہلِ دنیا کو ستارے اور وہ اور کسی جگہ نہین مگر فقیر پیغمبر کی یا فقیر مسلمان کی یا فقیر شہید کی دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیرون سے
جنّت مین جائینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر ایک بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہے اور امیر بھی کہتا ہے تو امیر فقیر
کے درجے کو نہین پہونچتا اگرچہ اس کہنے کے ساتھ دس ہزار درم صدقہ بھی دے فقیرون نے کہا رَضِيْنَا رَضِيْنَا ہم راضی اور خوش ہوئے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ ذکر ایسا بیج ہے کہ بندہ کے دلکو جب دنیا سے فارغ اور راندہ وغمگین و شکستہ پاتا ہے تو اُسمین
بڑا اثر کرتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اُس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت پتھر پر سے پانی کی چھینٹین اڑ جاتی ہین پس جب
ہر ایک کا درجہ حق تعالےٰ کی نزدیکی اور اُسکے ذکر کے ساتھ محبت و مشغولی کی قدر ہے اور وہ مشغولی اُسیقدر ہوتی ہو جسقدر اور چیز کی محبت
سے فارغ البالی ہو اور امیر کا دل محبتِ دنیا سے فارغ نہین ہوتا تو فقیر اور امیر کیونکر برابر ہوگا مگر شاید امیر اپنی طرف گمان کرے کہ مین درمیانِ
مال ہون اور مال سے فارغ البال ہون اور یہ دھوکا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی علامت وہی ہے جو ام المومنین حضرت بی عائشہ
صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیا کہ لاکھ درم مٹی کے برابر جانکر خرچ کر ڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال رہکر مال جمع کر رکھنا ممکن ہوتا
تو پیغمبر علیہم السّلام اس سے اتنا حذر کیون کرتے اور دوسرون کو حذر کرنیکا حکم کیون فرماتے حتّٰی کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آئی تھی اور اپنے تئین پیش کرنے لگی تھی تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے دور رہو میرے پاس سے دور رہو
اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم دنیاداروں کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اُسکا پرتو حلاوتِ ایمان کو تم سے لے لیتا ہے یہ اسواسطے
فرمایا کہ وہ حلاوت دل مین پیدا ہوتی ہے اور حلاوتِ ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اسلیے کہ دو حلاوتین ایک دل مین نہین آتین اور عالم وجود
مین دو ہی چیزین ہین ایک حق ایک غیرِ حق غیرِ حق سے جسقدر تو دل الگائے گا اُسیقدر حق تعالےٰ سے دل ٹوٹ جائیگا اور جسقدر غیرِ حق سے
دل ٹوٹیگا اُسیقدر حق تعالےٰ کی قربت کے مزے لوٹیگا پس **شعر** غیرِ حق را میدہی رہ در حریم دل چرا ؛ میکشی بر صفحۂ ہستی خطِ باطل چرا ؛
حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو مین جس سے عاجز ہو ایک دم سرد جو بھرتا ہے وہ تونگر
کی اُس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس وہ کرتا ہے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ سے ایک شخص نے کہا کہ مین عیالدار ہون اور
بالکل نادار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب دیا جسوقت تیرے اہل و عیال کہین کہ کھانا پانی نہین ہے اور تو اُسے مہیا کرنے سے
عاجز رہے اور اہل و عیال کا درد تیرے دلمین ہو اسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اُسوقت کی تیری دعا میری دعا سے

افضل ہے **حالتِ محتاجی مین درویشی کے آداب** اے عزیز جان تو کہ باطن مین رضا آدابِ درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا اور درویش کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالیٰ کی سچی عنایت ہے کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ خوش نہ ہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہ ہو اگرچہ درویشی بُری معلوم ہو جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اُسکا درد بڑا معلوم ہوتا ہے مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے یہ بھی بُری بات ہے تیسری حالت یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالےٰ سے ناراض ہو یہ امر حرام ہے اور ثوابِ فقر کو کھو دیتا ہے بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ وہی کرتا ہے جو کرنا چاہیے اور کسی کو اُسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضاءِ الٰہی پر جھنجلانا اور خفا ہونا اسکی علامت ہے اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نہ کرنا اور شکر بجالانا اسکی علامت ہے حدیث شریف مین ہے کہ اپنی محتاجی اور درویشی کو پوشیدہ رکھنا بھرا ہوا خزانہ ہے اور آداب یہ ہین کہ تونگرون سے مخالطت اور فروتنی نہ کرے اور اُنکے حق مین چکنی چکنی باتین نہ بنائے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ فقیر جب امیر کے گرد رہے تو جان لینا چاہیے کہ ریاکار ہے اور جب بادشاہ کے گرد رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چوٹا ہے دوسرا ادب یہ ہے کہ بعض اوقات جو کچھ ہو سکے اپنا خرچ کرکے صدقہ دے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت لیجاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کس محل پر ہوتا ہے فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نہ رکھتا ہو اور ایک دیدے تو یہ ایک اُس سے افضل ہے کہ آدمی کثرت سے مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دے

کسی کی عطا لینے کے آداب یہ ہین کہ جو چیز شبہہ کی ہو اُسے نہ لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ بھی نہ لے لیکن اگر درویشون کی خدمتگزاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدرِ حاجت سے زیادہ علانیہ لیکر فقیرون کو خفیہ دیگا تو یہ صدیقون کا درجہ ہے اور اگر اس امر کی طاقت نہ رکھے تو نہ لے تاکہ مالکِ مال آپ ہی مستحقون کو پہونچا دے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اُسکا قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی چیز مین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین احسان نہ ہو اُسیقدر لے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص گھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپ نے بکرا پھیر دیا اور گھی پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کچھ دین اور وہ رد کرے تو اُسنے خدا پر رد کی یہ کہکر ایک درم اُٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے بھی یہی حدیث روایت کی مگر ایک دن کوئی شخص سونا چاندی بھری ہوئی تھیلی اور بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے اُنکے پاس لایا اُسے قبول نہ کیا اور کہا کہ جو شخص مجلس رکھتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھے گا اور خدا کے پاس اُس کا کچھ حصہ نہ ہوگا یہ اسوجہ سے نہ قبول کیا ہوگا کہ مجلس سے ثوابِ آخرت اُنھین مقصود ہوگا اور جانا ہوگا کہ اُسکا یہ عطیہ مجلس کے سبب سے ہے یہ نہ چاہا کہ خلوصِ نیت باطل ہو جائے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اُسنے کہا کہ ٹھہر جاؤ دیکھو تو اگر قبول کرنے سے تیری قدر تیرے دلمین زیادہ ہو تو مین قبول کرون حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کسی سے کچھ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر مین جانتا

کہ زبان پر نہ لائیگا تو لے لیا کرتا یعنی اگر مین لے لونگا تو یہ ڈینگ ہانکیگا اور احسان جتائیگا اور کوئی بزرگ تھے کہ وہ خاص دوستون سے لیتے اور دوسرے نہ لیتے اور سب بزرگ احسان سے حذر کرتے تھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے کسی سے سوال نہین کیا مگر سرّی سقطی سے کہ انکا زہد جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہین کہ کوئی چیز انکے ہاتھ سے نکلجاے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے ایک بزرگ نے کوئی چیز پھیر دی لوگون نے انپر غصہ کیا اُن بزرگ نے کہا کہ دینے والون پر مین نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز پھیر دی اس واسطے کہ وہ کہتے پھرتے اُنکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقے کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل نہ ہو تو نہ لے اور اگر محتاج ہو تو پھیرنا نہ چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ جسے بے سوال کیے لوگون نے کچھ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا رزق ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسے کچھ دین اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا مین مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے دین اور وہ نہین دیتے حضرت سرّی سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالےٰ کے واسطے ہمیشہ کچھ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سرّی سقطی کہتے کہ اے احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کرو ایک بار اُنھون نے فرمایا کہ پھر تو کہو حضرت سرّی سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے حذر کرو پھر سوچ کر جواب دیا کہ اچھا اسے رکھ چھوڑو ایک مہینے کا خرچ میرے پاس ہے وہ ہو جائے تو مین لے لون گا **بلا ضرورت سوال حرام ہونے کا بیان** اے عزیز جان تو کہ سوال منجملۂ فواحش ہے یعنی بُرا کام ہے اور فواحش بلا ضرورت حلال نہین ہوتے سوال منجملۂ فواحش اس سبب سے ہے کہ اسمین تین برائیان ہین ایک یہ کہ مفلسی بیان کرنا خدا کی شکایت ہے اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچھ مانگے تو اُسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اس کا کفّارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنے تئین ذلیل کرتا ہے اور مسلمان کو یہ لازم نہین کہ حق تعالےٰ کے سوا اور کسی کے سامنے اپنے تئین ذلیل کرے ذلّت سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ جب تک ہو سکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اُسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اُسکے سامنے ذلیل نہ ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو بلا ضرورتِ شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری بُرائی یہ ہے کہ دوسرے کو رنج دینا ہے کہ شاید جس سے سوال کرے وہ جو کچھ دے بخوفِ ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دے اگر یون دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا تو شرم و ملامت کے رنج مین گرفتار ہوگا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ صراحۃً نہ کہے کنایۃً کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہے وہ اگر تجاہلِ عارفانہ کرنا چاہے تو کر سکے اور اگر صراحۃً کہے تو ایک شخص کا تعیّن نہ کرے بلکہ سبھون سے کہے لیکن اگر ایک ہی امیر آدمی وہان موجود ہو کہ سب اُس سے امیدوار ہون اور اگر وہ نہ دیگا تو اُسے ملامت کرینگے تو یہ بھی تعیین کے مانند ہے اور اگر مستحق زکوٰۃ کے واسطے اُس شخص سے کہیگا جس پر زکوٰۃ واجب ہے تو درست ہے گو کہ اُسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحقِ زکوٰۃ ہے تو بھی درست ہے اور جو کچھ خوفِ ملامت یا شرم سے کوئی شخص دے اُسکا لینا حرام ہے کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتویٰ دینے مین فقط زبان دیکھتے ہین اور یہ فتویٰ اسی جہان مین کام آتا ہے اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہونکا قانون ہے اور اس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب دل یہ گواہی دیتا ہے کہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہے تو اُسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ سوال حرام ہے مگر ضرورت یا شدید حاجت کیواسطے درست ہے لیکن شان و شوکت بڑھانے کیواسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے سوال نہ کرنا چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے

جو عاجز ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نہ کر سکتا ہو یا کمائی تو کر سکتا ہو لیکن طلب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب کرنا واجب ہے اور اگر قوت کا محتاج ہے اور ایسی کتاب مین ملک رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جانماز نہ گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت سے زیادہ رکھتا ہے تو اُسپر سوال کرنا حرام ہے اُسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے اپنے تئین یا اپنے اہل و عیال کو مرفّہ حال اور باشوکت وجلال رکھنے کیواسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اُسکے چہرے پر بالکل ہڈیان ہی ہڈیان ہون گی گوشت بالکل اُتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے وہ دوزخ کی آگ ہے بہت لے خواہ کم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسقدر مال پاس رکھتا ہو تو اُسے سوال کرنا نہ چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو اُسکے یہ معنی ہین کہ ایک آدمی کے پاس چاندی کے پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر رقم رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موسم ہو اور وہ اگر نہ مانگے گا تو تمام سال محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہے اور صبح شام کا کھانا اُس شخص کے حق مین آپ نے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کر سکتا ہے تو ہر روز اُسکے حق مین ایسا ہے جیسا اُسکے حق مین سال یہ حکم مدت کی نسبت ہے لیکن جنسِ حاجت کی تین اصلین ہین روٹی کپڑا مسکن رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا جو اُسکی پیٹھ سیدھی رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن جو اُسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نمدہ اور رزائی رکھتا ہو تو کمل اور شطرنجی کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی بدھنی رکھتا ہو تو آفتابے کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورتین تفاوت مین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت نہ ہو تب تک سوال نہ کرے کہ یہ بُری بات ہے

فصل اے عزیز جان تو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجہ کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلیٰ علییّن مین روحانیون کے ساتھ رہین گے دوسرے اس درجے کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہین گے تیسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ مانگین مگر بضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالے نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرونکو تم نے کس حال پر چھوڑا ہے جواب دیا کہ بہت اچھے حال اگر پاتے ہین تو شکر کرتے ہین نہین پاتے ہین تو صبر کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ اسی حال پر تو مین نے بلخ کے کتّون کو چھوڑا ہے شقیق نے پوچھا کہ فقیر تمھارے نزدیک کیسے ہوتے ہین کہا نہین پاتے ہین تو شکر کرتے ہین پاتے ہین تو اپنا خرچ کر کے اورون کو دیدیتے ہین شقیق نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہا حقیقت یہی ہے ایک شخص کہتا ہے کہ مین نے حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ تعالے کو دیکھا کہ ہاتھ پھیلائے سوال کرتے ہین مجھے تعجب معلوم ہوا حضرت جنید قدس سرّہ سے ذکر کیا اُنھون نے فرمایا کہ تو یہ نہین سمجھا کہ اُنھون نے خلق سے کچھ مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا بلکہ خلق کے حق مین دعائے خیر و ثواب مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا تاکہ خلق کا بھلا ہو اور اُنکا کچھ نقصان نہ ہو یہ فرما کر حضرت جنید نے حکم کیا کہ ایک ترازو لا مین لایا سَو درم تول کر ایک آبخورا بھرا اور بے حساب اُس مین ڈال دیے اور فرمایا کہ یہ نوری پاس لیجا

مجھے تعجب آیا کہ تول تو اسواسطے ہوتی ہے تاکہ مقدار معلوم ہو اور پھر اور کیون ملا دیے حضرت ابوالحسن نوری کے پاس لیگیا اُنھون نے بھی ترازو منگائی اور سو درم تو لکر کہا کہ یہ لیجا کر اُن ہی کو دیدے اور باقی رہے دیے اور فرمایا ان جنید مرد حکیم ہے جانتا ہے کہ دونون طرف سے رسّی بچائے رکھے مین اس امر سے بہت متعجب ہا پھر جو سو درم پھیر دیے تھے حضرت جنید کے پاس مین لیگیا اور یہ ماجرا بیان کیا فرمایا اللہ غنی جو درم اُنکے واسطے تھے وہی لیے اور جو میرے واسطے تھے وہی پھیر دیے ہین مین نے عرض کیا کہ یہ کیا اسرار ہے فرمایا کہ یہ سو درم ثواب آخرت کیواسطے تھے اور وہ جو زیادہ تھے خدا کیواسطے تھے جو خدا کیواسطے تھے وہ قبول کیے اور اپنے واسطے جو مین نے دیے تھے وہ پھیر دیے اُس زمانے مین ایسے ایسے فقیر کامل ہوتے تھے اور اُنکے دل اسقدر صاف ہوتے تھے کہ بے کہے ہوئے دوسرے کے دلکی بات سے خبر رکھتے تھے اگر کوئی شخص اس صفت پر نہ ہو تو بارے اس درجہ سے تو کم نہ ہو کہ اس صفت کی آرزو مین رہے اگر یہ بھی نہ ہو تو بھلا ان باتون کا ایمان تو لائے **زہد کی حقیقت اور فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص گرمی کیوقت یخ رکھتا ہے اور اُس کا لالچی ہوتا ہے کہ جب پیاسا ہونگا تو پانی اُسمین ٹھنڈا کر کے پیونگا اور دوسرا آدمی آکر برابر سونا دیکر اُس یخ کو مول لینے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس شخص کو یخ کا لالچ جاتا ہے اور اپنے جی مین کہتا ہو کہ اگر آج گرم پانی پی کر صبر کرون اور یہ سونا تمام عمر میرے پاس رہے تو یخ رکھ چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کیونکہ یخ ٹھہرتی ہی نہین رات کو پگھل جائیگی تو بہتر چیز یعنے سونے کے مقابلے مین یخ کی خواہش نہ باقی رہنے کو زہد کہتے ہین کہ یخ کے باب مین زہد حاصل ہوا دنیا کے باب مین عارف کا بھی ایساہی حال ہوتا ہے کہ اُسنے دنیا کو دیکھا کہ روان ہے اور ہمیشہ گھٹتی ہی رہتی ہے اور موت کے وقت تمام ہوجاتی ہے اور جب آخرت کو دیکھتا ہے تو صاف اور باقی پاتا ہے کہ ہرگز تمام ہی نہ ہوگی تو آخرت کے سامنے دنیا اُسکی نظر مین حقیر معلوم ہوتی ہے دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈالتا ہے اور دنیا ترک کر کے آخرت اختیار کرتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اس حالت کو زہد کہتے ہین بشرطیکہ دنیا کی مباح چیزون مین یہ زہد ہو اسواسطے کہ ممنوعات شرعی سے حذر کرنا تو تمام خلق پر فرض ہی ہے اور شرط یہ ہے کہ قدرت کے ساتھ دنیا سے دستبردار ہونا چاہیے اگر کوئی شخص دنیا پر قادر ہی نہین تو اُس سے زہد ہو ہی نہ سکیگا مگر یہ کہ ایسا ہو کہ اگر اُسے دنیا دین تو لے یہ بات جب تک نہ آزمائین تب تک نہین معلوم ہوسکتی اسواسطے کہ آدمی کو جب قدرت حاصل ہوتی ہے تو نفس اور ہی صفت پر ہوجاتا ہے اور یہ جو اُسنے فریب دے رکھا تھا جاتا رہتا ہے اور شرط یہ ہے کہ مال وجاہ کو ترک کردے اُنکی حفاظت نہ کرے اسواسطے کہ زاہد مطلق وہی ہے جو دنیا کی سب لذّتون کو بالائے طاق رکھے اور لذّت آخرت کے ساتھ بدلا کرے یہ ایک معاملہ اور بیع ہے اور اس بیع مین بڑا نفع ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ پھر فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ یعنے حق تعالےٰ نے مسلمانون کا جان ومال بہشت کے بدلے مول لیا اور فرمایا یہ بیع تمھین مبارک ہو اور تم خوش ہو کہ اس بیع سے تمھین بڑا نفع ہوا اے عزیز جان تو کہ جو شخص اظہار سخاوت کے واسطے یا طلب اُجرت کے سوا اور کسی سبب سے دنیا ترک کرے وہ زاہد نہین ہوتا اور جان تو کہ دنیا کو آخرت کے عوض بیچنا یہ بھی عارفون کے نزدیک ایک ضعیف سا زہد ہے بلکہ عارف وہی ہے جو دنیا کی طرح آخرت سے بھی سروکار نہ رکھے اسواسطے کہ بہشت بھی آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا حصہ ہے بلکہ ان سب کو چشم حقارت سے دیکھے اور جس چیز مین شہوات کی رو سے بہائم شریک ہین اُنکی طرف التفات نہ کرے اپنی بزرگی لیے رہے بلکہ دنیا اور آخرت سے خدا کے سوا اور کچھ نہ چاہے اُسی کی معرفت اور مشاہدے پر قناعت کرے اسکے سوا اور جو کچھ ہے سب اُس کی نظر مین حقیر ہوجائے یہ عارفون کا زہد ہے اور یہ درست ہے کہ یہ عارف مال سے گریز اور عذر نہ کرے بلکہ لیکر بجا صرف کرے

اور مستحقون کو دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام روئے زمین کا مال اُنکے ہاتھ تھا اور وہ اُس سے فارغ البال تھے بلکہ جیسے اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک دن لاکھ درم صرف کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت نہ مول لیا پس عارف کے ہاتھ مین اگر لاکھ درم ہون تو بھی وہ زاہد ہوتا ہے اور کسی کے پاس ایک درم بھی نہ ہوتا ہم وہ زاہد نہین ہوتا بلکہ کمال اس بات مین ہے کہ دنیا سے دل ٹوٹ گیا ہو نہ دنیا کی تلاش ہو نہ اُس سے بھاگے نہ اُسکے ساتھ جنگ کرے نہ صلح نہ اُسے دوست رکھے نہ دشمن اسواسطے کہ جو شخص جس چیز کو دشمن رکھتا ہے تو دوست رکھنے والے کی طرح وہ دشمن رکھنے والا بھی اُس چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے اور کمال اسی بات مین ہے کہ آدمی ماسوی اللہ سے بالکل فارغ البال ہو دنیا کا مال اُسکے نزدیک آب دریا کے مثل ہو اور اپنا ہاتھ خزانہ خدا کے مانند وہ زیادہ ہو یا کم آئے یا جائے اس سے فارغ البال رہے کمال یہی ہے مگر احمقون کے دھوکا کھاتے کا محل ہے اسواسطے کہ جو شخص مال کو نہین چھوڑ سکتا وہ اپنے تئین یہ دھوکا دینے لگتا ہے کہ مین اس مال سے فارغ البال ہون اگر کوئی مستحق اُسکا یا اور کسی کا مال یا دریا کا پانی لے اور وہ ان چیزون مین فرق کرے تو وہ دھوکے مین ہے اور اسکے لین مال کی خواہش ہے پس اصل یہ ہے کہ آدمی قدرت رکھکر مال سے دست بردار ہو اور بھاگے تاکہ اُسکے جادو سے چھوٹے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص نے کہا یا زاہد اُنھون نے فرمایا کہ عمر بن عبد العزیز زاہد ہے کہ دنیا کا مال اُسکے ہاتھ مین ہے اور باوصف اسکے کہ اُس مال پر قادر ہے اُس مال مین زہد اختیار کیے ہوئے ہے اور مین تو کچھ رکھتا ہی نہین مجھ سے کیا زہد ہو سکے گا ابن ابی لیلےٰ نے ابن شبرمہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ ابو حنیفہ جولاہے کا لڑکا میرے فتویٰ کو رد کرتا ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین یہ نہین جانتا کہ وہ جولاہے کا فرزند ہے یا کیا ہے مگر یہ جانتا ہون کہ دنیا اُسکی طرف متوجہ ہے اور وہ اُس سے بھاگتا ہے اور ہماری طرف سے دنیا منھ پھیرے ہوئے ہے اور ہم دنیا کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جبتک یہ آیت نہین نازل ہوئی مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ[1] تب تک مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ ہم لوگون مین ایسا بھی کوئی ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور جب مسلمانون نے کہا کہ اگر ہم جانتے کس کام مین خدا کی محبّت ہے تو بس وہی کام کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ[2] اے عزیز جان تو کہ یخ کو سونے سے بیچنا کچھ بڑی بات نہین اسواسطے کہ ہر عقلمند یہ کر سکتا ہے اور دنیا کی نسبت آخرت کے ساتھ اس نسبت سے بہت ہی کم ہے جو یخ کو سونے کے ساتھ ہے لیکن خلق تین سبب سے یہ بات نہین جانتی ایک ضعف ایمان کے سبب سے دوسرے غلبۂ شہوت کے سبب سے جو فی الحال ہے تیسرے سُستی اور آج کل کرنے کے سبب سے اور اپنے تئین وعدہ دینے کی وجہ سے کہ اُسکے بعد کرینگے اکثر غلبۂ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ سردست آدمی اس سے برنہین آتا دم نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے

زہد کی فضیلت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ محبّتِ دنیا کی مذمت مین ہم نے بیان کیا وہ فضیلتِ زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی دوستی منجملۂ مہلکات ہے اور اس کی دشمنی منجملۂ منجیات ہے دنیا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات واحادیث وارد ہین انھین ہم یہان بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اُسے حق تعالےٰ نے اہلِ علم کے ساتھ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ

---

[1] یعنی بعضے تم مین سے ارادہ رکھتے ہین دنیا کا اور بعضے تم مین سے ارادہ رکھتے ہین آخرت کا ١٢
[2] اگر ہم ان پر یہ حکم لکھتے کہ تم اپنے تئین مار ڈالو اور اپنے گھرون سے نکل جاؤ تو یہ نہ کرتے مگر تھوڑے سے لوگ ان مین سے ١٢ ۔

قارون جب جاہ و حشم فوج و خدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو ہر ایک تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ و حشمت مجھے ملتی وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہلِ علم تھے اُنھون نے یہ کہا کہ ثواب اس سب سے بہتر ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین چالیس دن زاہد رہتا ہے اُسکے دلمین حکمت کی نہرین جاری ہوجاتی ہین اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھے دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ الحق مین مومن ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ میرا دل دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک پتھر اور سونا دونون برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پانا تھا وہ پا چکا اسکی حفاظت کر پھر فرمایا عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ یعنی یہ بندہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُسکا دل روشن کر دیا ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ[1] تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور دلمین پیدا ہوتا ہے اور اسکے سبب سے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ اس سرائے فانی سے دل اُچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجّہ ہو موت سے پہلے سامانِ موت مہیّا کرنے لگے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شرم رکھنے کا حق ہے ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے نہ کھا سکوگے اور ایسی جگہ گھر کیون بناتے ہو جہان نہ رہوگے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سلامتی سے لائے بے اسکے کہ اور کسی چیز سے ملائے اُسکے واسطے بہشت ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اس چیز کی تفسیر کر دیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا کی محبّت اور تلاش ہے اسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین اُن کے افعال جبّارون کے سے ہوتے ہین جو شخص اس بات سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سالم لائیگا اور یہ بات اُس مین نہ ملائیگا بہشت اُسکی جگہ ہوگی اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اُسکے دل پر حق تعالیٰ حکمت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور اُسکی زبان حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے اور دنیا کی علّت اور بیماری اور دارو اور درمان اُسے بتادیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ اُسے جنّت مین لیجاتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صحابہؓ کے ساتھ اونٹون کے گلّے کی طرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کا بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ بات بھی ہوتی ہے اور دودھ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپ نے اُس طرف سے منھ پھیر لیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ الاٰیۃ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو ہم آپ کے واسطے گھر بنائین کہ آپ اُسمین عبادت کیا کرین فرمایا کہ جاکر پانی پر گھر بناؤ عرض کیا کہ بھلا پانی پر کیونکر مکان بناسکین گے فرمایا کہ محبّت دنیا کے ساتھ کوئی عبادت کس طرح کر سکے گا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھے دوست رکھے تو دنیا سے دست بردار ہوجا اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجھے دوست رکھین تو جو کچھ اُن کے پاس ہے اُس سے ہاتھ کھینچ رہ۔ اُم المومنین

---

[1] اور جب اللہ کو منظور ہوتا ہے کہ کوئی ہدایت پاجائے تو شرح صدر کردیتا ہے یعنی اس کے دل کو اسلام کی جانب متوجہ فرما دیتا ہے ۱۲۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے والد ماجد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ غنیمت کا مال جب شہرون سے
آیا کرے تو ان کپڑون سے بہتر لباس اور اس کھانے سے خوشتر طعام کو ایا کیجیے اور اپنے رفقا کے ساتھ بیٹھکر کھایا کیجیے فرمایا کہ اے حفصہ
شوہر کا حال بیوی سے زیادہ کوئی نہین جانتا تم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال خوب جانتی ہو تمھین قسم ہے خدا کی بیان تو
کرو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی برس نبوّت مین گذرے کہ آپ اور آپ کے گھر والے جب صبح کو سیر ہو کر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے
جب رات کو آسودہ ہو کر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمھین قسم ہے خدا کی کہ فتح خیبر کے دن تک کئی برس آپ کو پیٹ بھر خرمے نہین ملے
اور تمھین قسم خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایک دن خوان مین آپ کے سامنے کھانا رکھا آپ کو یہ ایسا بُرا معلوم ہوا کہ چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا
حتّٰے کہ آپ کے فرمانے کے بموجب زمین پر کھانا رکھدیا گیا اور تمھین قسم خدا کی کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ سوتے تو کملی کی دو تہین کر کے
اُسپر سوتے ایک دن چار تہ کر کے کملی بچھائی وہ زیادہ نرم ہوگئی دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے نماز شب سے مجھے باز رکھا جس طرح
بچھایا کرتے تھے اُسیطرح دو تہین کر کے بچھایا کرو دو سے زیادہ تہین نہ بڑھایا کرو اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دھوتے بلالؓ اذان
کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک نہ ہوجاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے کہ آپ دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو
کہ قبیلۂ بنی ظفر کی ایک عورت آپ کا تہبند اور چادر بنتی تھی دونون کپڑے نہین ہوئے تھے اُسنے ایک ہی آپ کے پاس بھیجدیا آپ اس طرح اُسے
باندھے اور اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے کہ آگے کی طرف گرہ لگی تھی اور پشتِ مبارک پر بھی اُسی کو ڈالے ہوئے تھے اسکے سوا دوسرا کپڑا
حضرت پاس نہ تھا حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ ہان مین یہ سب حال جانتی ہون سچ ہے پھر حضرت عمر اور حضرت
بی حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دونون اتنا روئے کہ بیہوش ہوگئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ چل بسے مین اگر اُنکی راہ پر چلونگا تو اُنکے پاس پہونچونگا ورنہ
مجھے اور ہی راہ لیجائینگے مجھے چاہیے کہ اُنکی طرح مین بھی صعوبت کے ساتھ بسر کرون تاکہ اُنکے ساتھ راحتِ جاوید پاؤن رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے پہلے طبقہ کے تابعین سے کہا کہ تمھاری عبادت تو صحابہؓ کی عبادت سے زیادہ ہے مگر صحابہؓ تم سے بہتر تھے
اسواسطے کہ دنیا کے بارہ مین وہ تم سے زیادہ زاہد تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ زہد دنیا مین راحتِ دل بھی ہے
اور راحتِ تن بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کے باب مین زاہد ہے اُسکی دو رکعت نماز سب
مجتہدون کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ عبادت خلوص کے ساتھ جب ہوتی ہے
کہ آدمی چار چیزون سے نہ ڈرے گرسنگی سے برہنگی سے درویشی سے خواری سے **زاہد کے درجون کا بیان** اے عزیز جان تو
کہ زاہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھ تو کھینچ لے مگر دل دنیا مین لگا رہے لیکن مجاہدہ اور صبر کرتا ہے ایسے آدمی کو متزہد
کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اُسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو مگر اپنے زہد کا اُسے خیال رہتا ہے
اور اپنے زہد کو بڑا کام جانتا ہے ایسا آدمی زاہد تو ہے مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اُسے
اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اُسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اس شخص کی ایسی ہے جو وزارت کا امیدوار ہو کر کسی

بادشاہ کے در دولت پر جائے درِ دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اُسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اس کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈال دے
تاکہ وہ کتا اُس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھڑا کر حضوریِ بادشاہ سے سرفراز ہو اور عہدۂ نیابت سے ممتاز ہو تو
یہ ممکن ہی نہین کہ اُس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے اے عزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہے اور شیطان ایک کتا کہ درِ دولت پر بھونکتا ہے
جب اُس لقمے کو اس کتے کے سامنے پھینکدیا تو تجھ سے باز رہے گا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اس سے بھی زیادہ کم حقیقت ہے
جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدۂ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہے اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور دنیا کی نہایت ہے اور
نہایت والی چیز کو بے نہایت شے سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے حضرت ابویزید بسطامی قدس سرّہٗ سے عرض
کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد کی عرض کیا کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اُس مین
زہد کر سکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تاکہ آدمی اُس مین زہد کر سکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اُسکے لحاظ سے زہد کے تین درجے ہین ایک تو
یہ کہ آدمی اسواسطے زاہد ہو کہ عذابِ آخرت سے فقط نجات پائے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہے حضرت مالک بن دینار
رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالےٰ سے بڑی دلیری کی کہ اس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہے کہ ثوابِ آخرت
کے واسطے زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہے اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہے یہ راجیون یعنی اُمیدوارون کا زہد ہے تیسرا
درجہ یہ ہے کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی اُمید بلکہ خود محبتِ الٰہی نے دنیا و آخرت دونون اُسکے دل سے بھلادی ہون
خدا کے سوا جو کچھ ہے اُسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے
جنّت کا ذکر کیا فرمایا الجار ثم الدار یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہے شعر وعدۂ دیدار چون در جنّت آمد لاجرم ؛ عاشقان جنّت برائے
دوست میدارند دوست ؛ جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اُسے بہشت کی لذّت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی کرنے کی لذّت کے
مقابلے مین لڑکون کو چڑیا سے کھیلنے کی لذّت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بادشاہی کی
لذّت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسی طرح جنابِ الٰہی کے مشاہدے کے سوا جس شخص کا
اور کچھ مقصود ہے وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کر کے زہد کرتے ہین اُسکے
لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہے مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین آدمی کے
نفس کو بھی حظ ہے اور اس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور راہِ دین مین اُسکی کچھ حاجت نہین اُسے ترک کرے کیونکہ مال جاہ کھانے
پہننے کہنے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتے ہین دنیا
اُن سے عبارت ہے اور جو کچھ شرفِ نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جانے حدیث روایت کرنے
سے فقط یہی مقصود ہے کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین
کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت اقوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اُسے ترک
کر دے اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اُن ہی سے لوگون نے پوچھا کہ

حق تعالےٰ جو فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ تو کونسا دل سلیم ہے فرمایا کہ سلیم وہ دل ہے جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظِ نفس ہے حتیٰ کہ ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہو ہو گئے تھے آپکی والدۂ ماجدہ نے ازراہِ شفقتِ مادری فرمایا کہ بیٹا پشمینہ کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہ اے یحییٰ تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ پہن لیا اے عزیز جان تو کہ یہ نہایت درجے کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اُسی قدر ہوتا ہے جسقدر اُسنے ترکِ لذّات کیا اور جس طرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہے اُسی طرح بعضے حظوظِ نفس مین زہد بھی درست ہے درست ہونے کے یہ معنی ہین کہ بے ثواب و بیفائدہ نہ ہوگا مگر تائب و زاہد کیواسطے جن مقامونکا آخرت مین وعدہ ہے وہ اسی زاہد و تائب کے واسطے ہین جو سب لذّتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے زاہد کو دنیا مین جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے اُنکا مفصّل بیان اے عزیز جان تو کہ خلق قید خانۂ دنیا مین آ پڑی اور اس قید خانہ کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورد[1] پوشش[2] گھر[3] اثاث البیت[4] جورو[5] جاہ[6] و مال پہلی مہم طعام ہے اُسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنیٰ درجہ وہ چیز ہے جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جَو اور باجرہ اور سائین کی روٹی ہے اور اعلیٰ درجہ گیہون کے بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اُسکا کھانے والا زاہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہوگیا اور مقدار مین ادنیٰ درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھا من اور نہایت درجہ ایک من ہے شرع مین درویش کیواسطے یہی مقدار مقرر ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہے گا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھ چھوڑنے مین اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جسقدر سے ایک وقت بھوک جاتی رہے اُس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اور کمترین درجہ یہ ہے کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھ چھوڑے گا تو زہد سے محروم رہے گا اسواسطے کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھے گا اُس سے زہد راست نہ آئے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ بھوک پر صبر نہین کر سکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نانِ خورش مین ادنیٰ درجہ سرکہ اور ساگ ہے اور متوسط درجہ روغن ہے اور جو کچھ روغن سے بنا ہو اور اعلیٰ درجہ گوشت ہے اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر مین دو ایکبار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل نکل جائیگا اور کھانے کیوقت مین یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر مین ایک بار سے زیادہ نہ کھائے اگر دو دن مین ایک بار کھائے تو یہ پورا زہد ہے اگر ایک دن مین دو مرتبہ کھائے گا تو یہ زہد نہین جو شخص زہد کو جاننا چاہے اُسے چاہیے کہ جناب سرورِ کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جانے اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس شب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر مین چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچھ غذا نہ ہوتی حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنّت طلب کرتا ہے اُسکے واسطے جَو کی روٹی کھانا اور کتّون کے ساتھ گھورے پر

---

[۱] لیکن وہ شخص کہ حضوری خدا مین حاضر ہو سلیم دل لے کر ۱۲۔

سونا بس ہے اور حوارین سے فرمایا کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہون کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اُسکے شکر پر نہ قائم رہ سکو گے دوسری قسم لباس ہے زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتّٰی کہ جب اُس کپڑے کو دھووے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد نہین ہے کمتر لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس مین ٹاٹ ادنیٰ ہے اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلیٰ ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہ رہیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک کملی اور ایک موٹا تہبند لائین اور فرمایا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے جسمین شہرت ہو تو جبتک وہ اُس لباس کو اتار نہ ڈالے تب تک خدا اُس سے خفا رہتا ہے اگرچہ وہ اسکے نزدیک دوست ہو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دو کپڑون یعنی کمل اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک ایسی میلی ہوجاتی کہ لوگون کو روغنگر کے کپڑون کا دھوکا ہوتا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بار ایک کپڑا ہدیہ آیا اُسمین بوٹے بنے تھے آپ نے پہنا پھر اُتار دیا اور فرمایا کہ اسے ابوجہیم کے پاس لیجاؤ اور اُسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کر لیا ایک بار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعلین شریفین مین نیا ٹپّا لگایا تھا فرمایا کہ وہی پُرانا ٹپّا ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز مین اس پر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپ نے منبر پر انگلی سے مہر کی انگوٹھی نکالکر ڈالدی اسلیے کہ آپ کی نظر اُس پر پڑی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اسپر اور ایک نظر تم پر پڑنا مناسب نہین ایک بار آپ کے واسطے نئی نعلین شریفین لائے آپ نے حق تعالےٰ کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اُسے آپ نے وہ نعلین عنایت فرمائین اور ارشاد کیا کہ یہ میری نگاہ مین اچھی معلوم ہوئین مین ڈرا کہ مبادا حق تعالےٰ مجھے دشمن ٹھہرائے اسی واسطے مین نے سجدہ کیا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اگر فردائے قیامت کو تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زادِ سفر کی قدر پر قناعت کرو اور جبتک پیوند نہ لگا لو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اُتارو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کپڑے پر چودہ پیوند لگے ہوئے لوگون نے گنے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے مین تین درم کا پیراہن مول لیا اور آستینین جسقدر ہاتھ سے لمبی تھین پھاڑ ڈالین اور فرمایا کہ اُس خدا کا شکر جسنے یہ خلعت عنایت فرمایا ایک بزرگ کہتے ہین کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کپڑے جوتے سمیت مین نے انکوائے ایک درم اور چار دانگ سے زیادہ قیمت نہ اُٹھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص لباسِ فاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہو اور فروتنی کی راہ سے للہ اُس لباس سے دستبردار رہے تو حق تعالےٰ پر اُسکا حق ہوجاتا ہے کہ اُسکے بدلے جنّت کی عجیب و غریب پوشاک یاقوت کی کشتیون مین رکھ کر اُسے عنایت فرمائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے ائمۂ ہدیٰ سے عہد لیا ہے کہ اُنکا لباس ادنیٰ لوگون کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ اُنکی پیروی کرین اور فقیر لوگ شکستہ دل نہون فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ امیرِ مصر تھے لوگون نے اُنھین دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوے ننگے پاؤن پھرتے ہین کہا تم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیرِ شہر ہو اُنھون نے جواب دیا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے نازو تنعّم سے ہمین منع

فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہو کہ کبھی کبھی ننگے پاؤن بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالے جامۂ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے اُنھون نے پوچھا کہ تم نے صوف کیون پہنا ہے یہ چپ ہو رہے پھر کہا کہ جواب کیون نہین دیتے بولے اگر یہ کہتا ہون کہ زہد کے سببسے پہنا ہے تو اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہون کہ مفلسی کے سببسے پہنا ہے تو اسمین حقتعالی کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیون نہین پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑون سے کیا کام اگر کل آزاد ہو جاؤنگا تو اچھے کپڑون سے محروم نہ رہونگا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے کے پاس ٹاٹ تھا رات کو نماز پڑھتے وقت اُسے پہن لیتے دن کو نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے فرقد سنجی سے کہا کہ یہ کمل جو تم اوڑھے ہو اسکے سببسے سمجھتے ہوگے کہ تمھین اورون پر بزرگی ہے مین نے سنا ہے کہ اکثر کمل پوش دوزخی ہونگے تیسری مہم مسکن ہے اُسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کیواسطے آدمی مقرر نہ کرے بلکہ مسجد یا مسافرخانہ کے کونے پر قناعت کرے اور اعلے درجہ یہ ہے کہ ایک کوٹھری بطور ملک یا بطور کرایہ اپنے قبضہ مین رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اسپر نقش و نگار ہون اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہ ہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایۂ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئین بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگون نے کہا ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلا طولِ امل جو دنیا مین پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگون نے گچ کیے ہوئے مکان کی بنا ڈالی اور کپڑے مین متعدد چاک کر کرکے سیونین بڑھائین اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ایک چاک سے زیادہ کپڑے مین نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک دو منزلہ مکان بنایا تھا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اُسے منہدم کر دیا ایک دن کسی بلند گنبد کی طرف رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگون نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے اُس کی طرف نظر نہین کی اُس نے جب اس خفگی کا سبب پوچھا لوگون نے بیان کیا تو اُسنے اُس گنبد کو مسمار کر ڈالا تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے خوش ہوئے اور اُسکے حق مین دعائے خیر فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمر نہ تو اینٹ پر اینٹ جمائی نہ لکڑی پر لکڑی باندھی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جس کی خرابی چاہتا ہے اُسکا مال پانی اور مٹی مین برباد کرتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے کہا ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کرتے ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ نرکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہوگیا ہم اُسے درست کرتے ہین فرمایا کہ کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سر پر کھڑی ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائے گا قیامت کے دن اُسے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سر پر اُٹھائے اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اُسپر ثواب ملیگا مگر جو کچھ خاک پانی مین صرف کرتا ہے اسپر اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نرکل کا گھر بنایا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹون کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اُسے یہی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت مین اُسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جسمین گرمی سردی سے بچ رہے وبال نہوگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے شام کے راستے مین ایک اونچی عمارت پختہ اینٹون کی بنی دیکھکر فرمایا کہ

مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ اس اُمت مین لوگ ایسی عمارت بنائین گے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی
خواہش فرعون نے کی تھی اور کہا تھا اَوْقِدْ لِيْ يَاهَامَانُ عَلَى الطِّيْنِ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ
جب چھ گز سے اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ او گنہگار و نکے سردار تو کہان چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا
چاہیے آسمان کیطرف کیون چلا آتا ہے حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھرون کی چھت مین ہاتھ
لگ جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مجھے اُس شخص سے تعجب نہین کہ مکان بنا کر چھوڑ جائے اس شخص سے البتہ تعجب ہے جو یہ امر دیکھے
اور عبرت نہ لے چوتھی مہم گھر کا اسباب ہے اس باب مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجۂ اعلیٰ ہے کہ وہ کنگھی اور پیالے کے
سوا اور کچھ اسبابِ خانگی نہ رکھتے تھے کسی کو دیکھا کہ انگلیون سے ڈاڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینکدی ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے
پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینکدیا اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیزین رکھے مٹی کی ہون خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے برتن
رکھیگا تو زہد نہ رہیگا اگلے بزرگون نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کوئی کئی کامون مین استعمال کیا ہے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس درختِ خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ
تعالےٰ عنہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوئے مبارک مین کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھ کر بہت روئے
آپ نے فرمایا کیون روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین یہ روتا ہون کہ قیصر و کسریٰ وغیرہ دشمنانِ خدا اُن نعمتون مین ہین اور خدا کا
رسول و دوست ان مصیبتون مین فرمایا اے عمر تو اس بات سے خوش نہین ہوتا کہ اُنھین دولتِ دنیا نصیب ہوئی اور ہمین نعمتِ آخرت عرض
کیا کہ یا رسول اللہ مین خوش ہون فرمایا کہ اے عمر تو جان لے کہ جیسا مین نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کے گھر گیا اُنکے گھر بھر مین کچھ نہ تھا اُس شخص نے کہا کہ ابو ذر تمھارے گھر مین کچھ نہین جواب دیا کہ میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا
ہے مین وہان بھیجدیتا ہون یعنی دارِ آخرت مین اُس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر مین رہے گا تب تک کچھ اثاث البیت ضرور
ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالےٰ مجھے یہان نہ رہنے دے گا جب عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گئے
تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ متاعِ دنیا سے تمھارے پاس کیا کیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اُسپر سہارا
کرتا ہون اور اس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان ہے اسمین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اسمین کھانا کھاتا ہون اور
اسی سے سر اور کپڑا دھوتا ہون اور ایک لوٹا ہے اسی مین پانی پیتا ہون اور اُسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل ہین اور
جو اسباب دنیوی میرے پاس ہے وہ اُنکی فرع ہے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا ایک بار سفر سے جناب سیدۃ النسا
حضرت بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر تشریف لائے دروازے پر پردہ پڑا دیکھا اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھو نمین
چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر بُرا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جب یہ دریافت ہوا کہ آپ اسوجہ سے پھر گئے تو اُن
دونون کڑون کے تین ڈیڑھ درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہا سے خوشدل ہوئے اور فرمایا تم نے اچھا کام کیا اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مین ایک

پردہ تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجا کر فلانے آدمی کو دیدو اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب کو دوہری کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین نے نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ وتاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے میری نیند اُچاٹ دی حضرت صدیقہ رضؓ نے وہی کملی پھر بچھا دی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین ایک بار لوگ مال لائے آپ نے سب بانٹ دیا چھ دینار باقی رہ گئے تمام شب آپکو نیند نہ آئی حتّٰی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسی کے تئین دیدیے تب آرام سے نیند آئی اُسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ اگر مین مرجاتا اور چھ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے کہتے ہین کہ سترّ صحابہ کو مین نے اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنتے تھے اُسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے نہ بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اس کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان بن عینیہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین زہد نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بیبیون کو دوست رکھتے تھے اور آپ کے نو محل تھے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ باین زہد چار زنِ منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے اے عزیزجان تو کہ اس سے اُن حضرات کا یہ مقصود ہوگا کہ یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دستبردار ہوجائے کہ اُسے لذتِ مباشرت نہ حاصل ہونے پائے اسلیے کہ نکاح کے سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقائے نسل کے ساتھ بہت سے فائدے ہین نکاح نہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے تاکہ اُسے کچھ لذّت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہوجائیگا اور اُسکے سبب سے نسل منقطع ہوجائیگی اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کردیگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھ نکاح کی خواہش کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہ ہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہ ہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی کا نکاح خوبصورت عورت کے ساتھ لوگون نے ٹھہرا کر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے اُنھون نے اس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب دیدیا حضرت جنید قدّس سرّہ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید مبتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچائے رکھے کسب ور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی انہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے اسواسطے کہ لکھنے پڑھنے سے خیال بٹ جاتا ہے اور دلجمعی نہین ہوتی چھٹی مہم جاہ ومال ہے ربع مہلکات مین ہم بیان کرچکے ہین کہ یہ دونون زہر ہین مگر انمین سے بقدرِ حاجت تریاق ہے منجملۂ دنیا نہین بلکہ جو چیزین راہِ دین مین ضرور ہین یہ بھی اُن مین سے ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام نے کسی دوست سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل مین تیرا دوست برحق ہون تو نے مجھ سے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بارِ خدایا مین نے جانا کہ دنیا کو تو دشمن رکھتا ہے تجھ سے دنیا مانگتے ڈرا حکم آیا کہ ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا مین سے نہین غرضکہ آدمی نے خواہشون اور بقدرِ حاجت سے زیادہ چیزون کو حبِ خیالِ آخرت سے چھوڑ دیا اور جاہ ومال سے بقدرِ ضرورت پر اکتفا کی تو اُسکا دل جاہ ومال سے الگ رہتا ہے اور وہ دنیا کو دوست نہین رکھتا اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اُس جہان مین جائیگا تو اُسکا سر نیچے اور منھ پیچھے نہ ہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر نہ دیکھے گا دنیا کو وہی پھر پھر کر

دیکھتا ہے جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہ جانتا ہے اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کے مثل ہوتی ہے یعنی وقتِ حاجت کے سوا کبھی اُسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکر جب اس حاجت سے چھوٹا تو دنیا کی طرف کب التفات کرتا ہے اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہے اُسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی جگہ رہنے نہ پائیگا اور اس جگہ اپنی گردن زنجیرون سے مضبوط باندھے یا اپنے سر کے بالون سے اس جگہ پر مضبوط گرہ لگائے حتی کہ اُسے جب اس جگہ سے اُٹھائین تو سر کے بالون کے سبب سے لٹکا رہے جبتک سر کے سب بال نہ اُکھڑ جائین تب تک اُس جگہ سے نہ چھوٹے جب اُس جگہ سے بائین کشا کش چھوٹے تو سر کے بال اُکھڑ نیکا زخم اُسکے ساتھ رہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا اور مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہین خوش ہوتے ہو وہ اگر تمھین دیکھتے تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم اُنھین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اس وجہ سے بلا اور مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے برخاستہ خاطر رہین اور مرتے وقت کسی چیز مین اُن کا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم ؀

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

اے عزیز واضح ہو کہ اس بات کو جان کہ اہلِ بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہے اور صدق و اخلاص نیت ہی مین ہوتا ہے جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کے معنی اور دوسرے باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقتِ صدق بیان کرتے ہین **پہلا باب نیت کے بیان مین** اے عزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہے اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالے عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہے اسیواسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے تمھارے اور اعمال کو نہین دیکھتا تمھارے دل اور کردار کو دیکھتا ہے دل کو اسیواسطے دیکھتا ہے کہ وہ محلِ نیت ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی حصہ ملیگا جسکی وہ نیت رکھتا ہے جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی پر یا حج کو خدا کے واسطے جائے تو اُسکی ہجرت خدا کیواسطے ہے اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے کہ مال ہاتھ آئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اُسکی ہجرت خدا کے واسطے نہین بلکہ جو اُسکی نیت ہے اسی لیے اسکی ہجرت ہے، رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے بہتیرے شہید تکیہ بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے ہین کہ اُنکی نیت خدا خوب جانتا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ بہت نیک کام ایسے کرتا ہے کہ ملائکہ اُن کامونکو بلند کرتے ہین اور حق تعالے فرماتا ہے کہ ان کامون کو اسکے نامۂ اعمال سے نکال ڈالو کیونکہ اُسنے میرے واسطے نہین کیے ہین اور فلانا فلانا عمل اُسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے ہین کہ بارخدایا اُسنے تو یہ عمل نہین کیے ارشاد ہوتا ہے کہ ان عملونکی نیت کی ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ چار طرح کے ہین ایک گروہ مال رکھتا ہے اور بمقتضائے علم خرچ کرتا ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر مین بھی مالدار ہوتا تو یون ہی خرچ کرتا یہ دونون گروہ اجر مین برابر ہین تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ نہین کرتا ہے چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اگر مین مالدار ہوتا تو یون ہی بیجا خرچ کرتا یہ دونون گروہ گناہ مین برابر ہین یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جس کے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگِ تبوک کے دن جناب سرورِ کائنات علیہ السلام

والصّلوٰۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ سفر اور بھوک کے سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہیں اُسمیں وہ لوگ شریک ہیں ہم نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ وہ کیونکر شریک ہیں وہ لوگ تو اس رنج سفر سے محروم ہیں فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر اُنکی نیت تو ایسی ہے جیسے ہماری نیت بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا بالو کے ٹیکرے پر اُسکا گذر ہوا اُس زمانے میں قحط تھا اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہوں مجھے میسّر ہوتے تو سب فقیروں کو دیدیتا اُسوقت میں جو رسول تھے اُنپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اُتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہوں رکھتا ہوتا اور خیرات کرتا تو اُتنا ہی ثواب دیتا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی نیت اور ہمت دنیا ہوگی ہمیشہ اُسکی آنکھوں کے سامنے فقر و افلاس پھرا کرے گا اور دنیا سے عشقِ دنیا میں گرفتار جائیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہوگی حق تعالےٰ اُسکا دل غنی رکھے گا اور دنیا سے زاہد جائیگا اور فرمایا ہے کہ مسلمان جب معرکۂ جنگ میں کفّار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہیں تو فرشتے اُنکے نام لکھنے لگتے ہیں کہ فلانا مسلمان تعصّب سے لڑتا ہے فلانا حمیّت سے لڑتا ہے اخیر کو کہتے ہیں کہ فلانا فلانا مسلمان راہِ خدا میں شہید ہوا جو مسلمان کلمۂ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہِ خدا میں ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہے اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہ کروں گا وہ چور ہے علما نے کہا ہے کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے نیک عمل سکھاؤ تاکہ رات دن اُس میں مشغول رہوں خیر سے کبھی خالی نہ رہا کروں لوگوں نے اُسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہیں کر سکتا تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کرتا کہ اُس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن خلق کو ان کی نیتوں پر حشر کرینگے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں کہ بہشتِ دائمی اس عملِ چند روزہ سے نہ ملے گی نیک نیت کی بدولت ملے گی اسواسطے کہ نیت کی انتہا نہیں

حقیقت نیت

اے عزیز جان تو کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہیں ہوتی تاوقتیکہ اسکے پہلے سے تین حاجتیں نہ ہوں علمؔ ارادہؔ قدرتؔ یعنے بوجھ چاہ سکت مثلاً آدمی جب کھانا نہیں دیکھتا نہیں کھاتا جب دیکھا تو اگر اُس کی چاہ نہ ہوگی تو بھی نہ کھائے گا اور اگر اُس کی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نہ کر سکے تو بھی نہ کھائے گا اسواسطے کہ سکت نہیں رکھتا تو یہ تین حاجتیں ہر حرکت کے آگے آگے چلتی ہیں مگر حرکت قدرت کی تابع ہے اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام میں رکھتا ہے اور ارادہ علم کا تابع نہیں ہے اسواسطے کہ آدمی بہت چیزیں دیکھتا ہے اور اُسکا ارادہ اور خواہش نہیں کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ اور خواہش کرنا محال ہے اسواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہوگی اُسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کرے گا اور ان تینوں حاجتوں میں سے ارادے کا نام نیت ہے نیت علم و قدرت سے نہیں عبارت ہے اور ارادہ وہ ہے جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اس کام میں لگائے رکھے اُسے غرض و قصد و ارادہ نیت بھی کہتے ہیں تو ان تینوں لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہے اور کام میں لگائے رکھتی ہے وہ کبھی ایک ہوتی ہے کبھی دو غرضیں ایک چیز میں جمع ہوجاتی ہیں اگر ایک ہی غرض ہو تو اُسے خالص کہتے ہیں اُسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہے اور شیر اُسکے مار ڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اُٹھ بھاگے تو اُس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہے یعنی بھاگ جانا اسی طرح جو شخص کسی معزّز اور محتشم آدمی کے آنے سے سروقد کھڑا ہوجائے تو اعزاز و اکرام کے سوا اُسکی اور کچھ غرض نہیں تو یہ غرض خالص ہے

اور ایک کام مین دو غرضین تین قسم پر ہوتی ہین ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی وہی غرض ہوتی توبھی اُس کام مین مصروف رکھتی جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور اُسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھ کر آدمی درم دیدے اور اپنے جی مین جانتا ہے کہ اگر یہ محتاج نہ ہوتا توبھی مین اُسے درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا توبھی مین درم دیتا تو یہ دو غرضین ہین اور نیت بشرکت ہے دوسری قسم یہ ہے کہ درم دینے والا اپنے جی مین جانتا ہے کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج نہ ہوتا یا محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو مین درم نہ دیتا جب یہ دونون باتین جمع ہوئین تو مجھے درم دینا پڑے پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ دو آدمی ملکر پتھر اُٹھائین اور ہر ایک تنہا پتھر اُٹھانے پر قادر ہے اور دوسری قسم کی مثال ایسی ہے کہ ایک دوسرے کی مدد سے دو ضعیف آدمی ایک پتھر اُٹھاتے ہین ہر ایک تنہا وہ پتھر اُٹھانے سے عاجز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دو غرضون مین سے ایک غرض خفیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام مین نہ لگائے اور دوسری غرض شدید ہو کہ اکیلی کام مین مشغول کرے مگر اس غرض سے کام بہت آسان ہو جائے جیسا کہ کوئی شخص تہجّد کی نماز اکیلا پڑھتا ہے مگر جب لوگ جمع ہوتے ہین تو نماز پڑھنا اُسپر بہت آسان ہو جاتا ہے اور بہت خوشی سے نماز پڑھتا ہے لیکن اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو اُن لوگون کے دکھانے کیواسطے نہ پڑھتا اُسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی زورآور آدمی ایک پتھر اُٹھا سکتا ہے اور کوئی کمزور بھی اُسکی مدد کردے تاکہ پتھر اُٹھانا اس زورآور پر بہت آسان ہو جائے ان اقسام مین سے ہر ایک کا حکم جدا ہے جیسا کہ اخلاص مین بیان ہوگا یہان اتنا ہی مقصود ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی مین ہین اور یہ کبھی خالص ہوتے ہین کبھی ملے جلے

فصل اے عزیز جان تو کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ یعنی مومن کی نیت اُسکے عمل اور کردار سے بہتر ہے اس سے آپکا یہ مقصود نہین کہ نیت بے کردار کردار بے نیت سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل بے نیت کے عبادت نہین اور نیت بے عمل کے عبادت ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزین ہین ان دونون مین سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہے اور اسکے بہتر ہونیکا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی صفت بدل جائے اور نیت عمل دل سے یہ مقصود نہین کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہین کہ عمل کیواسطے نیت چاہیے اور حقیقت یہ ہے کہ نیت کے لیے عمل چاہیے کیونکہ سب کامون سے دل کا پھرنا مقصود ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اور بدن اگرچہ درمیان مین ہوگا مگر دل کا تابع ہے جیسے اونٹ کہ بے اُسکے حج نہین ہوتا مگر وہ حاجی نہین ہو جاتا اور دل کا پھرنا ایک ہی بات ہے اور یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے منھ پھیر کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جائے بلکہ دنیا اور آخرت دونون سے منھ پھیر کر حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور دلکی خواہش اور ارادہ یہی روئے دل ہے جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہے تو دل کا منھ دنیا کی طرف ہوتا ہے دنیا کے ساتھ علاقہ رکھنا دل کی خواہش ہے ابتدائے خلقت مین دل کا یہی حال ہوتا ہے جب جناب احدیت اور دیدار آخرت کی خواہش غالب ہوئی تو دل کی صفت بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہے سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہین ہے کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے زمین مین لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل کی صفت بدل جائے تکبّر سے فروتنی کی طرف دل پھر جائے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہین کہ زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جائے اور دل پر حق تعالیٰ ہی کی عظمت طاری ہو جائے اور حج مین کنکریان پھینکنے سے

یہ مقصود نہین کہ ایک جگہ بہت سے سنگریزے جمع ہو جائین یا ہاتھ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل طاعت اور بندگی پر راست ہو کر ٹھہر جاوے اور خواہشِ نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالائے طاق رکھے مطیع حکم الٰہی ہو جائے اپنی باگ اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمانِ الٰہی کے ہاتھ مین دیدے جیسا کہ کہا ہے لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا[1] اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہین کہ بکرے کی جان جائے بلکہ یہ مقصود ہے کہ تیرے سینے سے نجاستِ بخل جاتی رہے اور جانورون پر بمقتضائے طبع تو شفقت نہ رکھے حکم الٰہی سے شفقت رکھے جب حکم ہو کہ ذبح کر تو یہ نہ کہے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہے اسے مصیبت اور ہلاکت مین کیون مبتلا کرون بلکہ اپنا تمام اختیار چھوڑ دے اور حقیقت مین نیست ہو جا کیونکہ تو خود نیست ہے اسواسطے کہ بندہ اپنے حق مین نیست ہے اور حقیقت مین خداوند عالم ہست ہے اور سب عبادتون کا یہی حال ہے مگر حق تعالیٰ نے دل کو ایسا پیدا کیا ہے کہ جب کوئی ارادہ اور خواہش اُسمین پیدا ہوتی ہے اور بدن اُسکے موافق حرکت کرتا ہے تو وہ صفت دل مین بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلاً جب دل مین یتیم پر رحم آتا ہے تو اگر اُسکے سر پر آدمی ہاتھ پھیرنے لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور جب فروتنی کی صفت دل مین پیدا ہوتی ہے تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگا دے تو وہ فروتنی دل مین جم جاتی ہے طلبِ خیر سب عبادتون کی نیت ہے یعنی آدمی دنیا کی طرف نہ متوجہ رہے آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس نیت پر عمل کرنا اس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہے تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے گو کہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہے جب یہ حال ہے تو اس نیت کا عمل سے بہتر ہونا ظاہر ہے اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہے اور عمل دوسری جگہ سے دلمین سرایت کرے گا اگر دل مین عمل سرایت کرتا ہے تو کام آتا ہے اور اگر نہین سرایت کرتا ہے اور غفلت کے ساتھ سرزد ہوتا ہے تو حبط اور اکارت ہو جاتا ہے اسی سبب سے نیت بے عمل حبط نہین ہوتی کہ وہ نفسِ دلمین ہوتی ہے غفلت کو اُسمین دخل ہی نہین یہ بات ایسی ہے جیسے معدہ مین درد ہو تو جب آدمی دوا کھاتا ہے تو وہان پہونچتی ہے اور اگر سینے پر لیپ کرے تاکہ معدہ مین اثر پہونچے تو بھی فائدہ کریگی مگر جو دوا معدے کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ نخواہ اُس دوا کی بہ نسبت فائدے مین بہتر ہوتی ہے اور دوا سے سینہ مقصود نہین بلکہ معدہ مقصود ہے تو جب سینے سے معدہ مین دوا سرایت نہ کرے تو رائگان ہے اور جو دوا معدے مین پہونچ جائے وہ اگر سینے مین نہ پہونچے گی تو رائگان نہین

جو خیالاتِ نفسانی اور وسواس معاف ہین اور جو معاف نہین اُن کا بیان

اے عزیز جان تو کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے میری اُمت کے واسطے خیالاتِ نفسانی معاف کیے ہین اور حدیثِ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نہ کرے تو فرشتون کو حکم ہوتا ہے کہ یہ گناہ اُس کے نامۂ اعمال مین نہ لکھو اور اگر وہ گناہ کرے تو ایک ہی گناہ لکھو اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے تو ایک نیکی لکھ لو گو کہ وہ شخص پھر وہ نیکی نہ کرے اور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیان لکھو اور بعضی حدیثون مین ہے کہ سات سو نیکیون تک فرشتے بڑھاتے جاتے ہین اس جگہ سے ایک گروہ یہ بات سمجھا ہے کہ قصداً اور سوچ سے جو کچھ دل مین آئے اُسپر آدمی ماخوذ نہ ہوگا حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ ہم بیان کر چکے ہین دل اصل ہے اور بدن اُس کا تابع اور حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ یعنے جو کچھ

[1] حاضر ہوتا ہون حجتِ حق کے ساتھ بندہ اور فرمانبردار ہو کر ۱۲۔

دونون مین ہے اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ حق تعالےٰ تم سے اُسکا حساب کریگا اور فرمایا ہے اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ
مَسۡـُٔوۡلًا یعنے کان آنکھ دل تینون سے سوال کیا جائیگا اور فرمایا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِيۡۤ اَيۡمَانِكُمۡ وَلٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا عَقَّدۡتُّمُ
الۡاَيۡمَانَ یعنی لغو قسم مین زبان نہ پکڑی جائے گی بلکہ قصد کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کبر نفاق عجب
ریا حسد کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اور یہ دل کے کام ہین پس اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ دلمین گذرتا ہے وہ چار طور پر ہے
دو مین آدمی کا اختیار نہین اُنکے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا اور دو مین اختیار ہے اُن کے سبب سے ماخوذ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ تو راہ
جاتا ہے اور کوئی عورت تیرے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دلمین آئے کہ مین اگر پھر کر دیکھون تو یہ عورت مجھے دکھائی دے تو اس خطرہ کو حدیثِ
نفس کہتے ہین دوسری صورت یہ ہے کہ تیری طبیعت مین پھر کر دیکھنے کی رغبت پیدا ہوا سے میلِ طبع کہتے ہین اور یہ رغبت پیدا ہونا شہوت
ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل حکم کرے کہ پھر کر دیکھنا چاہیے یہ حکم ایسی جگہ ہوتا ہے جہان کوئی ڈر اور شرم مانع نہ ہو اسواسطے کہ ضرور نہین
کہ شہوت جس بات کی متقاضی ہو دل بھی حکم کرے کہ یہ بات کرنا چاہیے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل حکم کرتا ہے کہ یہ بات نہ کرنا چاہیے اسکا
نام حکم دل ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ پھر کر دیکھنے کا قصد کرے تو اگر خدا سے یا بندون سے ڈر کر اس حکم دل کو رد نہ کریگا یا اس حکم کو باطل نہ
کرے گا تو وہ قصد جھٹ پٹ مصمم ہو جائیگا تو پہلی دو حالتون یعنی حدیثِ نفس اور میل طبع کے سبب سے بندہ ماخوذ نہین ہوتا اسواسطے
کہ وہ بندے کے اختیار مین نہین اور حق تعالےٰ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا اور یہ حدیث نفس ایسی ہوتی ہے جیسے
عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ میرا نفس مجھ سے یہ کہتا ہے
کہ اپنے تئین خصی کر ڈال تاکہ شہوتِ نکاح سے چھوٹ جا آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ میری اُمت مین روزہ رکھنا اپنے تئین خصی کرنیکا
حکم رکھتا ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ جورو کو طلاق دیدے فرمایا تیزی نہ کر اسواسطے کہ نکاح میری سنّت ہے
عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ راہبون کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ فرمایا یہ نہ کرنا اسلیے کہ حج اور جہاد کرنا میری اُمت کی رہبانیت ہے
عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نہ کھا فرمایا نہ اسواسطے کہ مین گوشت کو دوست رکھتا ہون اگر مین گوشت پاتا تو
کھاتا اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا پس انھین یہ یہ خطرے جو آئے تھے سب حدیثِ نفس ہین اور معاف ہین اس واسطے
کہ یہ کام کرنے کا قصد نہین کیا تھا فقط اپنے دل سے مشورہ تھا اور وہ دو حالتین جو آدمی کے اختیار سے دل مین پیدا ہوتی ہین
ایک حکم دل ہے دوسرے اس طرف طبیعت کا میل کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے اور وہ کام کرنے کی طرف دل کا قصد ان دونون حالتون کے
سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اگرچہ شرم و خوف یا اور کسی مانع کے سبب سے اس کام کو نہ کرے خدا کے واسطے اس میل کو ترک نہ کیا ہو اور
بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کسی کو اُسپر غصّہ آئے اور اب اس گناہ کے عوض اس شخص پر سختی کرے اس واسطے کہ
جنابِ الٰہی غصّہ کرنے اور بدلا لینے سے منزّہ ہے مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اُسنے یہ جو قصد کیا اس کے سبب سے اُسکے دل نے ایسی صفت
پیدا کی کہ جنابِ الٰہی سے دور ہو گیا یہی اُسکی شقاوت ہے اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہے کہ اپنی
طرف سے اور دنیا کی جانب سے منہ پھیر کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے خواہش اور علاقہ یہی اُسکا منہ ہے اسواسطے کہ وہ جو ایسی خواہش اور

ایسا قصد کرتا ہے کہ دنیا سے تعلق رکھے تو دنیا کے ساتھ اُسکا علاقہ بہت مستحکم ہو جاتا ہے اور جو چیز اُسے حاصل ہونا چاہیے اُس سے بہت دور ہو جاتا ہے اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہو گیا یہ کام اسی سے ہے اور اسی کے ساتھ ہے اور اسی مین ہے نہ کسی کو اُسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اُسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہے کہ اس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص یہ اسرار سمجھا اُسے اس بات مین کچھ شک و شبہہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہے اُسپر بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچین اور ایک مار ڈالا جائے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کر سکتا تو قتل کر ڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہے اور وہ موافق شرع بجا نہین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دلمین کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پائے اور یہ خیال کرکے کہ یہ میری جورو نہین ہے اُسکے ساتھ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اُسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑھے اور حقیقت مین بے وضو ہو تو اُسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑھے تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اُسے یاد آئے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا مرتکب نہ ہو تو اُسکے واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہے اور طبیعت کے برخلاف کسی کام سے دست بردار ہونا مجاہدہ ہے کہ اس قصد کو دل تاریک کرنے مین جتنا اثر ہے اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اُس سے زیادہ اثر ہے نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اس حدیث کا یہی مطلب ہے اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کرکے عاجزی کے سبب سے اُس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اُس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہو جائے جو

عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین اُنکا بیان اے عزیز جان تو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات مباحات معاصی یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہو جاتی ہے یہ سمجھنا خطا ہے معصیت جو ایک قسم عمل ہے اسمین اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بری نیت اُسے اور بھی بدتر کر دیتی ہے اُسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد پل مدرسہ بنائے اور کہے میری نیت بخیر ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ برائی مین اچھی نیت کرنا دوسری برائی ہے اور اگر اس برائی کو برائی جانتا ہے تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہے کہ یہ کار خیر ہے تو بھی فاسق ہے اسواسطے کہ طلب علم فرض ہے اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک و برباد ہوتی ہے اسیواسطے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے اور اپنے جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہے اسلیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ مین جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھے گا اور یہ جہل اُسکے حق مین حجاب اور آڑ ہو جائیگا اسیطرح ایسے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہے جسے عہدۂ قضا اور وقف چیزون اور یتیمونکے اموال اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی بڑائی جتانے مباحثہ اور مناقشہ کرنے مین مشغول ہو اگر مدرس کہے کہ میری نیت یہی ہے

کہ علم شرع پہلے شاگرد اگر برائی مین علم صرف کریگا تو کرے مین تو اپنی نیت پر اجر پاؤنگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہے اس مدرس کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دے ڈالے جو رہزنی کریگا یا ایسے کو انگور دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے سخاوت مقصود ہے اسواسطے کہ حق تعالی سخی سے زیادہ کسی کو دوست نہین رکھتا یہ اسکی نادانی ہے بلکہ جب جانے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے دوسری تلوار اُسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور جس شاگرد مین گناہ کا اثر دیکھا اُسے دور کیا حتّٰی کہ حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالے نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اُسنے اپنے گھر کی دیوار مین باہر سے کہگل کی تھی اور فرمایا کہ تونے کہگل کرکے مسلمانونکی شاہراہ مین سے ناخن بھر زمین دبالی جا تجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر سے خیر نہین ہوجاتے بلکہ خیر وہی ہے جسکا حکم ہوا ہو اعمال کی دوسری قسم طاعت ہے اسمین دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک جو کہ اصل عمل نیت سے درست ہوتا ہے دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اُتناہی ثواب المضاعف ہوتا ہے اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے ایک طاعت مین دس نیک نیتین کرسکتا ہے تاکہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہوجائے مثلاً جب کوئی شخص مسجد مین اعتکاف بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانۂ خدا ہے جو مسجد مین جاتا ہے وہ حق تعالی کی زیارت کو جاتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہے اُسپر لازم ہوجاتا ہے کہ زائر کی تکریم کرے دوسری نیت یہ ہے کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص نماز کا منتظر ہے وہ نماز مین ہے تیسری نیت یہ ہے کہ اس اعتکاف کے سبب آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤن کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسجد مین بیٹھنا میری اُمت کی رہبانیت ہے چوتھی نیت یہ ہے کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتّٰی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے حوالے کردے اور ذکر اور فکر اور مناجات مین مشغول رہے پانچوین یہ نیت ہے کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچون گا چھٹی نیت یہ ہے کہ اگر مسجد مین کوئی بُری بات دیکھون گا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بُری طرح نماز پڑھے گا تو اُسے سکھا دونگا ساتوین نیت یہ ہے کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہوجائے کہ اُسکے ساتھ دین مین برادری کرے اسواسطے کہ مسجد دینداروں کے آرام لینے کی جگہ ہے آٹھوین نیت یہ ہے کہ حق تعالے کے گھر مین گناہ کرتے ہوئے یا گناہ کا خیال کرتے ہوئے اُس سے شرم رکھے اے عزیز اسی پر ہر طاعت کو قیاس کرلے کہ ہر ایک مین بہت سی نیتین آدمی کرسکتا ہے تاکہ ثواب المضاعف ہوجائے اعمال کی تیسری قسم مباحات ہے کوئی آدمی ایسا نہ ہو کہ بہائم کی طرح مباحات مین غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل رہے کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے اسواسطے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بُری نیت ہوگی تو اسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی نیت ہوگی تو اسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہوگی تو سراسر نقصان ہے کہ اپنی وقات ضائع کی کہ بے نیت تخبیر کیے ہوے اس کام مین وقت صرف کیا اور اُس سے کچھ فائدہ نہ لیا اور اس آیۂ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا یعنے دنیا گزرنے والی ہے تو اپنا حصہ اُس سے لیلے تاکہ وہ تیرے ساتھ رہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اُسنے دنیا مین کیا ہو حتّٰی کہ سرمہ جو آنکھ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھ مین ملا ہو یا ہاتھ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت کا

علم بھی بہت بڑا علم ہے اُسے سیکھنا چاہیئے اُسکی مثال ایسی ہے کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص جمعہ کے دن خوشبو استعمال کرے اور تونگری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا بُرے خیال سے غیر عورتون کے دلمین جگہ کرنا اُسے مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانۂ خدا کی تعظیم و تکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے کہ میری خوشبو کے سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے اپنے بدن سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگونکو تکلیف نہ پہونچے اور میری غیبت کرکے مرتکب گناہ نہ ہو جائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ کو قوّت دیتا ہون کہ صاف ہوکر ذکر و فکر پر زیادہ قادر ہون آور ایسی نیک نیتین اُسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب ہو اور اُنہین سے ہر ایک نیت ذریعۂ قربت جناب احدیت ہوتی ہے اگلے بزرگون کا یہی حال تھا حتّےٰ کہ وہ کھانا کھانے پاخانے جانے جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سببِ خیر ہو آدمی جب کارِ خیر کا قصد کرتا ہے تو اُسے ثواب حاصل ہوتا ہے مثلاً جورو کے ساتھ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو راحت پہونچانے مین اور اُسے اور اپنے تئین گناہ سے بچانے کی نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دن اُلٹا کپڑا پہنا لوگون نے کہا کہ ہاتھ پھیلایئے تو ہم کپڑے کو سیدھا کردین اُنھون نے ہاتھ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ اُلٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہے اُسی کے لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السّلام کہین مزدوری کو تشریف لے گئے تھے لوگ اُن کے پاس حاضر ہوئے وہ کھانا کھا رہے تھے اُن لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاؤ جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھ سے پوری محنت نہ ہوسکتی کام کرنے مین تھک جاتا اور ہمّت و سخاوت کے سبب سے ادائے فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالےٰ کھانا کھاتے تھے ایک شخص اُنکے سامنے سے گذرا اُس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھالے جب کھا چکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہ ہوتا تو مین بیشک تجھ سے کھانے کو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانے کا حکم کرے اور دلمین اُسکے کھانے سے راضی نہ ہو تو اگر اُسنے نہ کھایا تو بلانے والے سے ایک ہی گناہ ہوا یعنی نفاق اور اگر اُسنے کھانا کھالیا تو بلانے والے نے دو گناہ کیے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اُسے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو نہ کھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہے** اے عزیز جان تو کہ جب مرد سلیم دل سنے گا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہے تو شاید دل یا زبان سے کہے کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسۂ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان سے کہنا نیت ہے حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہے سواسطے کہ نیت ایک کشش اور رغبت ہے جو دل مین پیدا ہوتی ہے تاکہ آدمی کو کام مین لگائے جیسا کوئی متقاضی الحاح کرے تاکہ بدن اُس کا کہا مان کر وہ کام کرنے لگے یہ بات اُسوقت پیدا ہوتی ہے کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہو جائے جب یہ تقاضی نہ ہوگا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا رہون یا بے پروا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ فلانے آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علیٰ ہذا القیاس جو شخص شہوت کے مارے جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کے واسطے جماع کرنے کی نیت کی ہے یہ بیہودہ بات ہے اسی طرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ادائے سنت کے واسطے نکاح کیا تو یہ بھی بیہودہ بات ہے بلکہ پہلے شرع کے ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونیکے واسطے نکاح کی نیکی ثواب کے باب میں [illegible]

اُن مین آدمی غور و تامّل کرے تاکہ اُسکے دل مین اس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اس سے نکاح کرائے اُسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے کہے خود ادائے سنّت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرصِ فرمانبرداری نے آمادہ کرکے نماز کیواسطے قائم کیا تو تعمیل حکمِ الٰہی خود اُسکی نیت ہے اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی بے سود ہے جیساکہ بھوکے آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانے کی نیت کی بیفائدہ ہے اسواسطے کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا چارناچار خود بھوک ہی کیواسطے ہے اور جہان خطِ نفس پیدا ہو وہان نیتِ آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ کارِ آخرت فی الجملہ غالب پڑا ہو پس مقصود یہ ہے کہ اے عزیز تو جان لے کہ نیت وہ چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے کام مین رکھے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نہ چاہے نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونیکا سبب یہ ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہوجائے کہ تیری غرض اس جہان مین یا اُس جہان مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اُسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ بھید جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہوجاتا ہے اسواسطے کہ اُسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالےٰ کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور کہا کہ مین نیت نہین پاتا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازے کی نماز کیون نہین پڑھتے وہ تو علمائے کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ اگر نیت ہوتی تو نماز پڑھتا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے دعا کی خواہش کی اُنھون نے کہا کہ جبتک نیت پیدا ہو تب تک توقف کر لوگ جب اُن سے روایتِ حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نہ کرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا فلانے مریض کی عیادت کو جانیکے واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوئی غرضکہ آدمی پر جبتک حرصِ دنیا غالب رہتی ہے تب تک کسی عبادت مین اسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب آتشِ دوزخ کا اندیشہ نہ کرے اور اپنے تئین اُس سے نہ ڈرائے تب تک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچان لیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑ کر مباحات مین مشغول ہوجاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت پائے اور معاف کردینے مین نہ پائے تو اُسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجّد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ سو رہون تاکہ صبح کی نماز کیواسطے سویرے اُٹھون تو اُسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول اور پریشان ہو اور جانے کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کریگا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت و انبساط اُسے پھر حاصل ہوگا اور عبادت مین دل لگے گا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اُس بیدلی کی عبادت سے اُسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو و لعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادتِ حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین تو جبرًا دل لگائیگا تو دل اندھا ہوجائیگا یہ امر ایسا ہے جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوے گو کہ اس بیمار کو حرارت ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اس بیمار کی قوّت اصلی پھر آئے اور دوا کھانے کی طاقت پائے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ صفِ جنگ سے بھاگ جائے تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اُسپر حملہ کرے استادون نے ایسے بہت حیلے کیے ہین اور راہِ دین بھی بالکل نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہے اور اس مین ترقی اور حیلے کی حاجتین ہین اور ترقی و حیلہ بزرگانِ دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہے اگرچہ

فصل اَے عزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سے عمل ہوتا ہے اُسے نیت کہتے ہین تو اب یہ جان کہ کوئی شخص خوفِ دوزخ کے باعث سے عبادت کرتا ہے اور کوئی نعمتِ بہشت کے باعث سے جو شخص بہشت کیواسطے عبادت کرے وہ پیٹ اور فرج کا بندہ ہے اسواسطے کوشش کرتا ہے کہ ایسے مقام مین جا پہونچے جہان اُسکے پیٹ و فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوفِ دوزخ سے عبادت کرتا ہے وہ بدذات غلام کے مانند ہے کہ بے لاٹھی سے دھمکائے کام نہین کرتا اِن دونو کو حق تعالے سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے کہ جو کچھ کرے خداہی کے واسطے کرے نہ بہشت مین جانے کے واسطے کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندے کی مثل ایسی ہے جیسے جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہے وہ معشوق کے واسطے دیکھتا ہے اسواسطے نہین دیکھتا کہ معشوق اُسے سونا چاندی دے اور جو شخص سیم و زر کیواسطے دیکھتا ہے تو سیم و زر ہی اُسکا معشوق ہے پس جمال و جلال جنابِ الٰہی جسکا محبوب و معشوق نہین ہے اُس سے ایسی نیت نہ ہو سکے گی اور جسے یہ نیت حاصل ہوگئی اُسکی عبادت بالکل خیالِ الٰہی مین تفکّر اور اُسکے ساتھ مناجات ہوتی ہے اگر بدن سے عبادت کرتا ہے تو اسواسطے کرتا ہے کہ محبوب کی فرمانبرداری کو بھی دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ بدن کو بھی ریاضت دے اور حتّی المقدور درگاہِ محبوب کی بندگی اور خادمی کی طرف کھینچے تاکہ اُس جمالِ بیمثال کے نظارے سے اپنے دل کو باز نہ رکھے اور اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہے تو اسواسطے ہوتا ہے کہ مشاہدہ اور مناجات کی لذّت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آڑ ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہے احمد ابن خضرویہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے حق سبحانہٗ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہے کہ سب لوگ مجھ سے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھے طلب کرتا ہے حضرت شبلی قدّس سرّہٗ کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالےٰ نے مجھ پر عتاب کیا اس واسطے کہ ایک بار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہو جانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ نہین بلکہ میرا دیدار فوت ہونے سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اس دوستی اور لذّت کی حقیقت اصل محبّت مین بیان کی جائے گی **دوسرا باب** اخلاص اور اُسکی فضیلت و حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلتِ اخلاص** اَے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ یعنی خلق مامور ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا ہے اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ یعنی خالص دین خداہی کیواسطے ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اخلاص میرے بھیدون مین سے ایک بھید ہے جس بندے کو مین دوست رکھتا ہون اُسی کے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہے اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کرتا کہ تھوڑا ہی عمل تجھے کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کر چکے ہین وہ سب اخلاص کی تعریف ہے کیونکہ نظرِ خلق بھی اُن سببون مین سے ایک سبب ہے جنکے باعث سے اخلاص جاتا رہتا ہے اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے تئین کوڑے سے مارتے اور کہتے یا نفس اخلصی تخلصی اے نفس اخلاص کر کہ تو خلاصی پائے حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسنے تمام عمر مین ایک قدم اخلاص سے چاہا ہو کہ خدا کے سوا اور کچھ اسمین نہ چاہا ہو ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ نیت مین اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشوار ہے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ جو کچھ مین نے خدا کے واسطے کیا تھا اسے نیکیون کے پلے مین دیکھا حتّی کہ ایک انار کا دانہ جو راہ مین پڑا اٹھا لیا تھا [illegible]

اُٹھا لیا تھا اور ایک بلّی جو میرے گھر مین مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی مین تھا اُسے بُرائیون کے پلّے مین پایا اور مین نے ایک گدھا سودینار کو لیا تھا اُسے نیکیون کے پلّے مین نہ دیکھا مین نے کہا سبحان اللہ بلّی تو حسنات کے پلّے مین ہو اور گدھا نہ ہو جواب ملا کہ جہان تو نے بھیجا وہان پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدھا مر گیا تو کہا تھا الی لعنت اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدھے کو حسنات کے پلّے مین پاتا اور ایک بار مین نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اُسوقت لوگ دیکھ رہے تھے اُنکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اُس صدقے سے نہ مجھے نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے نے یہ سنکر کہا کہ اسنے بڑی دولت پائی کہ اس صدقے نے اسے ضرر نہ پہونچایا ایک شخص نے کہا ہے کہ مین کشتی مین سوار جہاد کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی توبڑہ بیچنے لگا مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین مول لے کر کام مین لاؤن فلانے شہر مین بیچ ڈالونگا تاکہ نفع ہو اُسی رات مین نے خواب مین دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اُترے ایک نے کہا غازیون کے نام لکھ اور یہ بھی لکھ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریا کی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھ کر کہا کہ لکھ لے کہ فلانا تجارت کو آیا ہے مین نے کہا خدا کر و میرا حال دیکھو کہ مین کوئی چیز نہین رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہون مین خدا کے واسطے آیا ہون اُسنے کہا اے شیخ تو نے وہ توبڑہ نفع کے واسطے نہین مول لیا اُس نے یہ جو کہا تو مین رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ مین سوداگر نہین ہون دوسرے نے کہا کہ یون لکھ کہ فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ مین نفع حاصل کرنیکو ایک توبڑہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہو گا اُسکی نسبت حکم فرمائے گا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ ایک ساعت کے اخلاص مین بندے کی نجات ہے مگر اخلاص عزیز الوجود ہے اور کہا ہے علم تخم ہے اور عمل زراعت اور اخلاص پانی بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا لوگون نے اُس سے کہا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہے لوگ اُسکی پرستش کرتے ہین اور خدا جانتے ہین عابد غصّے مین آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھ کر چلا کہ اُس درخت کو کاٹ ڈالے راہ مین ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے پوچھا تو کہان جاتا ہے کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت مین مشغول رہ کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے عابد نے کہا کہ مین ہرگز نہ پلٹون گا یہی میری عبادت ہے ابلیس نے کہا کہ مین ہرگز آگے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے مارا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین ایک بات کہتا ہون عابد نے اُسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد خدا کے ہزارون پیغمبر ہین اگر حق تعالے کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو اُنمین سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بھی کچھ حکم نہین کیا ہے تو یہ کام نہ کر عابد نے کہا کہ مین خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا پھر پکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین اور ایک بات تجھ سے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آئے جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اُسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگزاری کرتے ہین اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدون کو دیدے تو درخت کاٹنے سے یہ تیرے حق مین بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اُسکی پرستش کرنے والونکا کچھ نقصان نہو گا وہ دوسرا درخت لگا لینگے تو اس خیال سے باز آ مین ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھدیا کرونگا عابد اپنے دلمین سوچ کر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار مین صدقہ دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام مین خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھے خدا نے حکم بھی نہین کیا ہے اور مین کچھ پیغمبر بھی نہین ہون کہ یہ درخت کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال مین عابد اپنے گھر پھر آیا ایک دن دو دینار پائے اُٹھا لیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے

اپنے جی مین کہا خوب ہوا جو مین نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچھ نہ پایا پھر غصّے مین آکر تبر اُٹھایا اور چل نکلا ابلیس پھر سامنے آیا پوچھنے لگا کہان کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکیگا پھر بکھیڑ ہونے لگی اب ابلیس نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھ مین عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجے مین چڑیا ابلیس نے کہا کہ پھر جا ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے حلال کر ڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دے مین پلٹ جاؤن لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دو بار مین کیون غالب آیا اور ابکی مرتبہ تو کیون غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصّے مین آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کر دیا اسواسطے کہ جو شخص خالصًا للہ کچھ کام کرتا ہے مجھے اسپر غلبہ نہین ہوتا اور ابکی مرتبہ اپنے اور خدا کے واسطے تو غصّے مین آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجھ سے سربر نہین ہوتا **حقیقت اخلاص** اَے عزیز جان تو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعثِ عمل و رمتقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہے تو اُسے خالص کہتے ہین اور اگر دو متقاضی ہین تو اسمین شرکت ہوگئی اُسے خالص نہین کہتے شرکت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے سے پرہیز کرنا بھی اُسے اسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہو جائے کہ وہ کھانے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اسمین مشغول ہو یا یہ کہ جاگتا رہے اور کچھ کام کر سکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اُسکے خرچ اور اُسکی بدخوئی سے بچے یا حج کے واسطے جائے تاکہ تبدیل آب و ہوا سے قوّت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور اُنکے نان و نفقہ کی فکر سے چندے آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا رہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اپنے واسطے روزی حاصل کر سکے یا مال و متاع اور اراضی و باغات کا انتظام رکھ سکے یا لوگونکی نظرون مین معزّز و ممتاز رہے یا جلسۂ درس کرے تاکہ چپ رہنے کے رنج سے چھوٹے اور دلگیر نہ ہو یا مصحف لکھے تاکہ اُسکا خط صاف و رپختہ ہو جائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن مین بدبو نہ آئے یا مسجد مین اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو خیرات دے تاکہ اُسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیر کو اسواسطے کچھ دے کہ اُسے ناکام پھیر دینے سے شرم آتی ہے یا کسی بیمار کو دیکھنے جائے تاکہ جب خود بیمار ہو تو اور لوگ اُسکی عیادت کو آئین یا اُسے ملامت و عتاب نہ کرین اور دلگیر نہ ہون یا اور کوئی نیک کام کرے تاکہ صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا ہین اور ریا کا حکم ہم بیان کر چکے ہین اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت اخلاص کو باطل کر دیتے ہین بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچھ فائدہ اور حصّہ نہ ہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیسا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اَنْ تَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہے پھر راہِ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا ہے کہ آدمی جبتک صفاتِ بشری سے نہ چھوٹے گا تب تک یہ امر اسپر سخت دشوار ہوگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہین ہے اگر تمام عمر مین ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ہو تو بھی نجات کی اُمید ہے فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور غرضون سے ایک کام کو خالص و رصاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون مین سے دودھ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی کا دل دنیا سے ٹوٹ جائے تاکہ محبتِ الٰہی غالب ہو جائے اور آدمی عاشق کے مثل ہو جائے کہ جو کچھ کھائے

کرے اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہے یا پاخانہ پھرنے جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اسمین بھی اخلاص کی نیت کر سکے اور
جس شخص پر محبتِ دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ مین بھی اُس سے اخلاص ہونا دشوار ہے اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہین اور
جیدھر دل راغب ہوتا ہے اُسیطرف میل کرتے ہین جس شخص پر محبتِ جاہ غالب ہوتی ہے اُسکے سب کام خلق کو دکھانے کے واسطے ہوتے ہین حتّے کہ
صبح کو منھہ دھونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہے اور مجلس اور درس اور روایتِ حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ رکھتے ہین
اُنسے زیادہ کسی کام مین اخلاص مشکل نہین اسواسطے اکثر ایسے کامونکا باعث فقط خواہش قبولِ خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرّب خدا کے ساتھ
ملی ہوتی ہے اس صورت مین قبولِ خلق کا قصد یا تقرّبِ خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اس سے زیادہ یا کم یعنی آمیزش ضرور ہوگی اور نیت کو قصدِ
قبولِ خلق سے پاک رکھنا اکثر علما سے بھی نہین ہو سکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہین دھوکا کھاتے ہین اپنا عیب نہین پہچانتے بلکہ
بہت زیرک لوگ اس بات مین عاجز اور حیران ہین ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تیس برس کی نماز جو پہلی صف مین مین نے پڑھی تھی مین نے قضا کی
اسواسطے کہ ایک دن مین دیر کو آیا اخیر صف مین جگہ ملی تو مین نے اپنے دل مین لوگونسے خجلت پائی کہ کہین گے دیر کو آیا تب مجھے معلوم
ہوا کہ تمام خوشی اسی بات سے تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف مین دیکھین پس اخلاص ایسی صفت ہے جسکا جاننا دشوار ہے اور اس کا کرنا اور
بھی دشوار ہے اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہین ہوتا **فصل** بزرگون نے کہا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر
کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل اپنے عمل کی آفتونکو نہین پہچانتا اور اغراض سے عمل کی آمیزش کو نہین جانتا اور سب اعمال خالص
ہی سمجھتا ہے اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹا پن زر کے کھوٹے پن کا سا ہے کبھی صرّاف بھی زر پرکھنے مین خطا کرتا ہے مگر جو صرّاف کامل ہو وہ
البتہ اُسے پرکھ سکتا ہے اور سب جاہل بھی جانتے ہین کہ سونا وہی ہے جو زرد رو سونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹا پن جسکے سبب سے
اخلاص جاتا رہتا ہے اسکے چار درجے ہین بعضے اُنمین سے بہت پوشیدہ ہوتے ہین ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہین تاکہ
اُنکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ نماز پڑھتا ہے اور لوگ آجائین شیطان اُس سے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑھ تاکہ یہ لوگ ملامت نہ کرین
یہ تو خود ظاہر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ نمازی اس فریبِ شیطانی کو پہچان کر اُس سے حذر کرے شیطان اس طرح دھوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز
ادا کر تاکہ یہ لوگ تیری اقتدا کرین اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کھا جائے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا
اُسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اُسکے خشوع کا نور اور دل مین سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہ ہو اور مقتدی لوگ اُسے خاشع جانین تو انہین
ثواب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہو کہ خلوت مین برملا نماز پڑھنے کے برخلاف نماز پڑھنا نفاق
ہے اور خلوت مین اچھی طرح نماز پڑھنے کی کوشش کرے تا لوگون کے سامنے بھی اسیطرح پڑھ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہے اور ریا بھی
ہے مگر یہ ریا اپنے ہی ساتھ کرتا ہے کیونکہ اپنے سے شرم رکھتا ہے کہ تنہائی مین جماعت کے برخلاف نماز پڑھے تو جماعت مین اچھی طرح نماز پڑھنے
کے واسطے تنہائی مین بھی اچھی طرح پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ برملا ریا کرنے سے چھوٹا اور درحقیقت تنہائی مین بھی خود ریاکار رہتا ہے چوتھا درجہ یہ
درجہ بہت ہی پوشیدہ ہے کہ وہ جانتا ہو کہ خلوت اور جلوت مین خلق کے واسطے خشوع کرنا کچھ کام نہین آتا اور شیطان اُس سے کہے کہ
تو حق تعالے کی عظمت کا خیال کر تو نہین جانتا کہ کس کے سامنے حاضر ہے حتّی کہ وہ شخص یہ خیال کرکے خاشع ہو جائے اور لوگون کی

نظرون مین آراستہ ہوجائے اگر خلوت مین ایسا خطرہ اسکے دلمین نہین آتا تو لوگون کے سامنے ایسا خطرہ آنے کا سبب یا ہے آدمی جب اُسوقت کی عظمت کو یاد کرتا ہے جسوقت خلق کچھ کام نہ آئیگی تو یہ خطرہ جاتا رہتا ہے بلکہ چاہیے کہ سب آدمیون اور چارپایون کی نظر اُسکے نزدیک برابر ہوجائے جب تک کچھ بھی فرق پائیگا تب تک ریا سے خالی نہین اور یہ مثالین جو ریا مین ہم نے بیان کین اسی طرح کے بہتیرے دھوکے اُن غرضون مین بھی ہوتے ہین جو اوپر مذکور ہوئین اور جو شخص یہ باریکیان نہ پہچانے گا عبادت کا اجر نہ پائیگا مفت اپنی جان گنواتا ہے جو کچھ کرتا ہے وہ ضائع ہوتا جاتا ہے یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ[1] یہ ایسے ہی آدمی کے حق مین ہے

فصل اے عزیز یہ جان تو کہ جب نیت مین آمیزش ہوگئی تو اگر ریا اور کوئی غرض نیتِ عبادت پر غالب ہو تو یہ امر عقوبت کا سبب ہوگا اور اگر برابر ہو تو نہ عذاب کا سبب ہوگا نہ ثواب کا اور اگر ریا کی نیت ضعیف ہے تو چاہیے کہ عمل ثواب سے خالی نہ ہو گو کہ احادیث سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جب نیت مین شرکت ہوا اور خلوص نہ رہے تو خدا کا حکم ہوگا کہ جا کر اُس سے اجر مانگ لے جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا مگر ہمارے نزدیک اس سے ظاہرا وہ عمل مراد ہے جسمین دونون قصد برابر ہون اسمین اجر نہ ملیگا بندہ جب اس عمل کا اجر مانگیگا تو ارشاد ہوگا کہ جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا اُسی سے اجر مانگ اور جہان حدیث دلیلِ عذاب ہے وہان یہ مراد ہے کہ عمل مین بالکل ریا مقصود ہو یا ریا غالب ہو لیکن اگر باعث اصلی قصد تقرب ہوا اور ریا وغیرہ کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ ثواب ملے اگرچہ اسقدر ثواب نہ ملے جسقدر نیت خالص سے ملتا یہ امر دو دلیلون سے ہم اختیار کرتے ہین ایک یہ کہ ہمین برہان سے معلوم ہوا ہے کہ شائستگی حضرتِ الٰہی سے دل کا دور رہنا ہی عقوبت کے معنی ہین اور یہ دوری آتشِ حجاب مین جلنے کا سبب ہوتی ہے اور تقرب الٰہی کا قصد تخمِ سعادت ہے اور دنیا کا قصد موجبِ شقاوت ہے جب اُسنے ان دونون قصدون کی مدد کی تو گویا اُنھین قبول کر لیا ایک قصد درگاہِ الٰہی سے اسکی دوری کا سبب دوسرا اسکی قربت کا موجب ہوتا ہے جب دونون قصد برابر ہون تو ایک قصد اسے بالشت بھر دور کردیتا ہے اور دوسرا قصد بالشت بھر نزدیک کردیتا ہے اس صورت مین یہ جہان تھا وہین پھر آگیا اور اگر آدھے بالشت نزدیکی حاصل ہوئی تو کچھ دوری نہ جائیگی اور آدھے بالشت دوری حاصل ہوئی تو کچھ نزدیکی باقی رہے گی جیسے کوئی بیمار گرم دوا کھا کر اُسی قدر سرد دوا کھائے تو دونون مل کر برابر ہوجائین گی اور اگر سرد دوا کم کھائے گا تو کچھ حرارت بڑھ جائیگی اور اگر سرد دوا زیادہ کھائیگا تو حرارت کچھ کم ہوجائیگی دلکی روشنی اور تاریکی مین گناہ اور اطاعت کا اثر ایسا ہے جیسے بدن کے مزاج مین دواؤن کا اثر گناہ اور طاعت ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونگے عدل کی ترازو مین کمی بیشی کھلجائے گی آیۂ کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کے یہی معنی ہین مگر احتیاط کرنا ہوشیاری کی بات ہے کہ شاید قصد غرضِ قوی ہو اور آدمی اُسے ضعیف سمجھے اور عمل کی سلامتی اسی مین ہے کہ غرضِ نفسانی کا دخل ہی نہ ہونے پائے دوسری دلیل یہ ہے کہ بالاجماع یہ بات ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص راہِ حج مین قصد تجارت بھی کرے تو اس کا حج ضائع نہ ہوگا اگرچہ اُس کا ثواب مخلص کے ثواب کے برابر نہ ہو مگر چونکہ اُسکا اصلی قصد حج ہے اور ارادۂ تجارت اُسکا تابع ہے تو اُسکا ثواب بالکل حبط نہ ہوگا مگر ناقص ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص خدا کے واسطے جہاد کیا چاہتا ہے اور دو طرف جہاد کو جاسکتا ہے ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مالِ غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کیطرف جائے تو اُسکے جہاد کا تمام ثواب نہ حبط ہوگا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین آدمی

---

[1] اور ظاہر ہوگا ان کے واسطے اس کی طرف سے جو کچھ وہ گمان نہین کرتے تھے ۱۲

فرق کرتا ہے ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پائے اور اگر معاذ اللہ مالِ غنیمت شرطِ جہاد ہو تو ثواب پانے مین اندیشہ ہے اس واسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصاً مجلس درس تصنیف اور جو اعمال خلائق سے علاقہ رکھتے ہین کیونکہ جب تک آدمی کو دفعۃً خودی سے خدا نہ نکال دے تب تک وہ ایسے خیال سے خالی نہین ہوتا مثلاً اُسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف اضافت کرین اور اس کے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہو جائے تو اگرچہ یہ آگاہی اُسے بُری معلوم ہو لیکن اگر خودی اور نفسانیت اسمین باقی ہوگی تو اُسے اسکا خیال ہوگا اور دوسرے کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کا ملال ہوگا **تیسرا باب صدق کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ صدق اخلاص کے قریب قریب ہے اور صدق کا بڑا درجہ ہے جو شخص کمال صدق کو پہونچتا ہے اُسے صدّیق کہتے ہین حق تعالے نے قرآن شریف مین اُسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا کمال کس بات مین ہے فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی پہچاننا آدمی کو ضرور ہے صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھ چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی ان چھ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدّیق ہے پہلا صدق زبان مین ہے کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے گزشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال نئی بات کہنے مین نہ آیندہ کے واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ زبان سے دل صفت حاصل کرتا ہے ٹیڑھی بات کہنے سے کج ہو جاتا ہے اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہے دو چیزون کے سبب سے صدق کا کمال ہوتا ہے ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایۃً ایسی مجمل بات نہ کہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اُس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے جہان سچ بولنا مصلحت نہین مثلاً جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کے درمیان صلح کرنے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہے مگر کمال صدق یہ ہے کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہو سکے تعریض کرے اور صراحۃً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر طرفِ ثانی اس کا مطلب اپنے موافق پر غلط سمجھ لے اور اگر سچّا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہے گا تو اگر خدا کے واسطے مصلحتِ خلق کے خیال سے کہے گا تو درجۂ صدق سے نہ گریگا دوسرا کمال یہ ہے کہ حق تعالے سے مناجات کرنے مین سچّا رہے جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے اور اُسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور تیری بندگی کرتا ہون اور اُس وقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اُسکی زیر دست نہ ہون بلکہ وہ خود خواہشون کا زیر دست ہو تو اُس نے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اُسی چیز کا بندہ ہے جسکی قید مین پھنسا ہے اسی واسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ[ل] عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّيْنَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہ ہو جائے تب تک حق تعالے کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہے کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اسی طرح آپ سے بھی آزاد ہو جائے اور خودی باقی ہی نہ رہے حتّی کہ اُسے کچھ ارادہ ہی نہ رہے بلکہ خدا کے سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نہ کرے اور حق تعالیٰ جو کچھ اُسکے ساتھ کرے اُسپر راضی رہے بندگی مین کمال صدق یہی ہے جسے یہ درجہ نہین حاصل ہے اُسے صدّیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق

[ل] یعنی جو بندۂ درہم اور دینار رہے وہ ذلیل و خوار رہے ۱۲—

نیت مین ہوتا ہے کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کرے اسمین خدا کے سوا اور کچھ مقصود نہ ہو اسکے ساتھ اور کسی چیز کو شریک نہ کرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بھی صدق کہتے ہین اسواسطے کہ اسکے دلمین تقرب الٰہی کے سوا جب اور کچھ خیال بھی ہوگا تو جو عبادت وہ کرتا ہے اسمین کاذب ہے تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہے کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس و تدریس مین مجھ سے اولیٰ ہوگا اُسے حوالے کردونگا یہ عزم کبھی تو قوی و بالجزم ہوتا ہے اور کبھی اسمین ضعف و تردد ہوتا ہے وہ جو قوی او بے تردد ہوتا ہے اُسے صدقِ عزم کہتے ہین جیسا کہتے ہین کہ یہ اشتہا کاذب ہے یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہے یعنی قوی ہے اور صدّیق وہ شخص ہے جو اپنے دلمین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا تھا کہ لوگ اگر مجھے لیجا کر میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدّیق موجود ہون اُسکا مین امیر ہون جناب فاروق نے یہ اسواسطے کہا کہ اپنے قتل پر صبر کرنیکا عزم قوی اپنے دلمین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر اُسے اُسکے اور حضرت ابوبکر صدّیق رضہ کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو دوست رکھے تو اُس شخص مین اور حضرت عمر فاروق رضہ مین جنھون نے حضرت ابوبکر صدّیق رضہ پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنے قتل کو دوست رکھا کتنا فرق ہوگا چوتھا صدق عزم پورا کرنے مین ہوتا ہے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ قصد قوی ہو کہ جنگ مین جان فدا کرونگا اور جب کوئی پیشوا پیدا ہوگا تو حکومت اُسے حوالے کردونگا مگر جب وہ وقت آپہونچتا ہے ایفائے عزم مین نفس تندہی نہین کرتا اسیواسطے حقتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ یعنی ان لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنے کا عزم کرکے وفا نہ کیا اُنکے حق مین حق تعالےٰ نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ و بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ تک یعنی اُن لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدے کے جھوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہے کہ آدمی کا باطن جس صفت سے موصوف ہو وہی اسکے عمل مین ظاہر ہو مثلاً آدمی کے باطن مین وقار نہ ہو اور ظاہر مین آہستہ آہستہ چلے تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن کو یکسان اور ٹھیک رکھنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہے یہ بات اُسی مین ہوتی ہے جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کے مثل ہو اسیواسطے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میرے ظاہر کو بہتر کردے اور میرے باطن کو ظاہر سے بھی زیادہ نیک کردے جو شخص اس صفت پر نہ ہو اور رکھے کہ میرا ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے وہ اس قول مین جھوٹا ہے اور درجہ صدق سے وہ گرا ہوا ہے گو کہ اُسے ریا مقصود نہ ہو چھٹا صدق یہ ہے کہ آدمی مقامات دین کی حقیقتین اپنے دل سے طلب کرے فقط اُنکے اوائل اور ظواہر پر قناعت نہ کرے مثلاً زہد توکل خوف رجا رضا شوق کہ ہر مسلمان کو یہ حال تھوڑے تھوڑے ہوتے ہین مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہے جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ پس حق تعالےٰ نے اُسکو صادق فرمایا ہے جس کا ایمان کامل ہو اُسکی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اُسکی علامت یہ ہے کہ وہ کانپے اور اُسکا چہرہ زرد ہو کھانا پینا نہ کھا پی سکے بیقرار رہے اگر حق تعالےٰ سے کوئی اسطرح ڈرے تو کہین گے کہ اُسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ مین گناہ سے ڈرتا ہون اور گناہ سے باز نہ رہے تو اُسے کہتے ہین کہ جھوٹا ہے اگر [illegible] سب مقامات مین بڑا فرق ہے پس جو شخص ان چھ وجھون سے سب مقامات مین جب صادق ہو تب اُسکا صدق کامل ہوتا ہے اور اُسے صدیق کہتے ہین اور

جو شخص بعض ہی مین صادق ہو اُسے صدیق نہین کہتے مگر جسقدر اُسکا صدق ہے اسیقدر اُس کا درجہ ہے واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنے قیامت کے دن ہم ترازو مین کھڑی کرین گے اور کسی پر ظلم نہ کرینگے جسنے ایک دانہ کے برابر بھی نیکی بدی کی ہوگی اُسے ترازو مین تولین گے اور خلائق کا حساب کرنے کو ہم کافی ہین جب یہ وعدہ کیا تو لوگون کو حکم فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی اُس جہان مین اپنے حساب کو دیکھتے رہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ شخص عاقل ہے جو چار ساعتین رکھتا ہو ایک ساعت مین اپنا حساب لے ایک مین خدا سے مناجات ایک مین تدبیر معاش کیا کرے ایک مین ان چیزون سے آرام لیا کرے جو دنیا مین اُسکے واسطے مباح ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنے تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل ازین کہ تمھارا حساب کیا جائے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد کیا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا اِصْبِرُوْا کے یہ معنی ہین کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش کے ساتھ خوب جہاد کرو تاکہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رَابِطُوْا کے یہ معنی ہین کہ اس جہاد مین ثابت قدم رہو پس اہلِ بصیرت اور بزرگانِ دین سمجھے کہ اس جہان مین سوداگری کو آئے ہین اور نفس کے ساتھ انکا معاملہ ہے اس معاملے کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہے بلکہ سعادت و شقاوت ابدی ہے تو اُن حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہین پھر اُسکی باتون سے خبردار رہتے ہین پھر اُس سے حساب کرتے ہین اور اگر اُسنے خیانت کی ہو تو اُسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہین اسی طرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے ساتھ چھ مقام مقرر کیے ہین مشارطہ۱ مراقبہ۲ محاسبہ۳ معاقبہ۴ مجاہدہ۵ معاتبہ۶ پہلا مقام مشارطہ ہے اے عزیز جان تو کہ جس شریک کو مال دیتے ہین وہ نفع حاصل ہونے مین مددگار ہے مگر شاید رغبتِ خیانت سے دشمن ہو جائے اور جس طرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اس کی باتون سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے مین مبالغہ کرنا چاہیے اسی طرح نفع کے ساتھ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہین اس واسطے کہ ان معاملات کا نفع ابد تک باقی رہیگا اور معاملاتِ دنیوی کا نفع چندروزہ ہے اور جو چیز باقی نہ رہے وہ عقلمند کے نزدیک بے حقیقت ہوتی ہے بلکہ عقلمندون نے کہا ہے کہ جو شر باقی رہے وہ اُس خیر سے بہتر ہے جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاسِ عمر مین سے ہر ایک نفس ایک گوہر نفیس ہے کہ اس گوہر کے سبب سے ایک خزانہ بے اندازہ کما سکتے ہین تو اس گوہر مین جد و کد اور حساب کرنا اولیٰ ہے پس عقلمند وہی ہے جو فجر کی نماز کے بعد ساعت بھر اس کام مین دل لگائے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہین اور جو دم گزر گیا اُسکا بدلا نہین اسواسطے کہ انفاس خدا کے علم مین معدود اور مقرر ہین ہرگز زیادہ نہ ہونگے اور جب عمر گزر گئی تو تجارت کرنا محال ہے جو کام کرنا ہے ابھی کرلے کہ عرصۂ زندگی تنگ ہے اور آخرت کا زمانہ وسیع ہے وہان کچھ کام نہین حق تعالےٰ نے آج نئے سر سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے مین مرجاتا تو یہی آرزو رہتی کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کر لیتے اب خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی عنایت کی ہے اے نفس کہان اس سرمایۂ زندگی کو غنیمت جان اسے ضائع نہ کر فردا کے دن پشیمان ہو کہ کل کی مہلت نہ ملے اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ کہ تو نے مر کر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حقتعالے

نے مہلت دی اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضیع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنیسے محروم رہے حدیث شریف مین ہے کہ فرداے قیامت کو ہر روز و شب کہ چوبیس ساعت کے ہوتے ہین اُنکے عوض چوبیس خزانے بندے کے سامنے رکھکر ایک خزانے کا دروازہ کھولینگے بندے نے اس ساعت مین جو نیکیان کی ہین اُنکے سبب سے اس خزانے کو پُرنور دیکھیگا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت اُسکے دل کو حاصل ہوگی کہ اگر اُسمین سے دوزخیون کو بانٹ دین تو وہ آتشِ دوزخ سے بیخبر ہوجائین وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی کہ بندہ جانیگا کہ یہ انوار خدا کے نزدیک اُسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگے پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اُسمین سے ایسی بدبو آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کرلین گے وہ خزانہ ساعتِ معصیت ہے اُسے دیکھکر ایسی ہیبت و محنت اُسکے دلمین پیدا ہوگی کہ اگر جنتیون پر تقسیم کی جائے توسب کو بہشت تلخ ہوجائے ایک خزانہ کا اور دروازہ کھولین گے وہ خالی ہوگا نہ اس مین نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ ساعت ہے جسمین بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہے نہ عبادت اُسوقت بندے کے دلمین ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر ہو اور اُسکی قدر نہ جانے حتّی کہ وہ ضائع ہوجائے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسی طرح بندے کے سامنے پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ اے نفس حق تعالے نے ایسے چوبیس خزانے تیرے سامنے رکھے ہین خبردار کسی کو خالی نہ چھوڑنا اسواسطے کہ تو اُسکی حسرت کی تاب نہ لائیگا آے عزیز بزرگون نے کہا ہے کہ تو فرض کرے کہ حقتعالی تجھے بخشدیگا لیکن صالحونکا ثواب و درجہ تو تجھے نہ ملیگا اور تو اس نقصان کے رنج مین رہیگا پس چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اُسکے سپرد کرکے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسی طرح ہفت اندام کے بارے مین تاکید کرے کہ اُنکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہین وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہین کہ ہر ایک عضو کے گناہ کی پاداش مین دوزخ مین جانا پڑیگا پس ان اعضا کے معاصی یاد کرکے اعضا کو اُنسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و وظائف اس دن کرسکتا ہے وہ یاد کرکے اُنکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کرے گا تو مین تجھے سزا دون گا تکلیف پہونچاؤنگا اس واسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہے مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت اُسمین اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ ہے کہ عمل کے پہلے ہوتا ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ[ا] اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہی ہے جو اپنا حساب کرتا رہے اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آئے اور فرمایا ہے کہ جو کام پیش آوے اُس مین غور کر اگر راہ سے ہے تو کر اگر بے راہ ہے تو اُس سے دور رہ پس ہر روز صبح کو نفس کے تئین ایسی شرطون کی حاجت ہے مگر وہ شخص جو ثابت قدم ہوگیا اُسے بھی ہر روز ایک نہ ایک کام ایسا پیش آئیگا جس مین نفس کے ساتھ شرط کرنیکی حاجت پڑے دوسرا مقام مراقبہ ہے پاسبانی اور نگہبانی کرنا مراقبے کے معنی ہین جس طرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کرکے اُس سے شرط کرلیتے ہین تو شریک سے غافل نہین رہتے اُسکی باتون سے خبردار رہتے ہین اسی طرح ہر دم نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہے اگر اس سے غافل رہے گا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے سبب سے پھر اپنی طبیعت پر آجائیگا اور سرکشی کرنے لگے گا اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کرے کہ حق تعالے کو میرے افعال اور خیالات کی اطلاع ہے خلق تو فقط ظاہری دیکھتی ہے اور حق تعالے ظاہر و باطن دونون دیکھتا ہے جو یہ سمجھا اور یہ سمجھ اُسکے دلپر غالب ہوگئی اُسکا ظاہر باطن

[ا] اور جانو تم کہ بیشک اللہ جانتا ہے اس چیز کو جو تمھارے دلون مین ہے پس ڈرو تم اس سے ۱۲ ـ

دونون ادب سے آراستہ ہوجائینگے اسواسطے کہ اگر آدمی اُسکا ایمان نہ رکھیگا تو کافر ہے اور اگر ایمان رکھیگا تو اُسکے خلاف کرنا بڑی دلیری و بڑا ڈھیٹ پن ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی بندہ کیا یہ نہین جانتا کہ حقتعالےٰ اُسے دیکھ رہا ہے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول ہوگی پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ جب مین گناہ کرتا تھا اُسوقت کیا حق تعالےٰ دیکھ رہا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اُس حبشی نے ایک آہ کی اور چیخ مار کر جان بحق تسلیم ہوگیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کی بندگی اسطرح کر کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے اگر تو اُسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اے عزیز جب تک تو یہ جانیگا کہ حق تعالےٰ ہروقت ساتھ ہے اور ہر حال ہین دانا بینا ہے تب تک کام راست و درست نہو گا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا بلکہ کمال یہ ہے کہ تو ہمیشہ مشاہدے مین رہے اور حق تعالےٰ کو دیکھا کرے **حکایت** ایک پیر صاحب کا کوئی شخص مرید تھا پیر صاحب کو اور مریدون سے زیادہ اسکی مراعات تھی اور مریدونکو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کرلاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید خالی جگہ جاکر اُسے ذبح کرلایا مگر وہ مرید اُس چڑیا کو زندہ پھیر لایا اور عرض کرنے لگا مجھے ایسی جگہ کہین نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالےٰ سب جگہ دیکھتا ہے تب پیر صاحب نے اور مریدون سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کرلو کہ یہ ہمیشہ مشاہدے مین رہتا ہے خدا کے سوا اور کسی کی طرف التفات ہی نہین کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت مین اپنی طرف بلایا تو جس بُت کی پرستش کرتی تھین پہلے اُسکے منھ پر پردہ ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہے مین کیا اُس سے شرم نہین رکھتا جو ساتون آسمان و زمین کا خالق ہے اور دیکھ رہا ہے حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہین بچاسکتا کیونکر بچاؤن فرمایا اس طرح کہ تو یہ یقین کرے کہ جسقدر تو کسی کو دیکھتا ہے اُس سے زیادہ حق تعالےٰ تیرے تئین دیکھتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ بہشت عدن اُن لوگون کے واسطے ہے جو کسی گناہ کا قصد کرین اور میری عظمت یاد کرکے شرمائین اور اُس گناہ سے باز رہین حضرت عبداللہ ابن دینار کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ کی راہ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہ باہم اُترے ایک چرواہے کا غلام پہاڑ پر سے بکریان اُتار لایا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچڈال اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون یہ بکریان میری ملک نہین ہین آپ نے امتحانًا فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا اُسے کیا معلوم ہوگا اُسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانیگا خدا تو جانتا ہے بس حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بے اختیار رونے لگے اور اُسکے مالک کو بلا کر اُس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور فرمایا کہ اے غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان مین بھی آزاد ہوا اور اُس جہان مین بھی آزاد ہوجائیگا **فصل** اے عزیز جان تو کہ مراقبہ کے دو درجے ہین پہلا درجہ صدیقون کا مراقبہ ہے کہ اُنکا دل خدا کی عظمت مین مستغرق اور اسکی ہیبت سے چور رہتا ہے اسمین ماسوی اللہ کیطرف التفات کرنے کی گنجایش ہی نہین ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہے کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اعضا تو اُسکے تابع ہوتے ہی ہین مباحات سے باز رہنے لگے گناہون مین کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقب کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہین ہوتی یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی کہ مَنْ اَصْبَحَ وَھُمُوْمُہٗ ھَمٌّ وَّاحِدٌ کَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُمُوْمَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

یعنی جو شخص حق کو ایک ہمّت والا ہو کر اُٹھے حق تعالےٰ دونون جہان مین اُسکی کار روائی کرتا ہے اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اگر اُس سے بات کہین تو نہ سنے اور جو کوئی اُسکے سامنے جائے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اُسے نہ دیکھے حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا تم ایسے کسی شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہو کر اپنے ہی حال مین مشغول ہو گیا ہو کہا ہان ایک شخص کو جانتا ہون کہ ابھی آتا ہے حضرت عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ آئے پوچھا کہ تم نے کسے کسے راہ مین دیکھا کہا کسی کو بھی نہین دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہو کر آئے تھے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مار کر اُسپر گر پڑے لوگون نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ مین سمجھا دیوار ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مین ایک قوم کیطرف گزرا وہ لوگ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص اُن سے بہت دور بیٹھا تھا مین نے چاہا کہ اُس سے بات کرون اُسنے کہا کہ بات سے ذکرِ خدا بہتر ہے مین نے کہا اے شخص تو اکیلا ہے بولا نہین حق تعالےٰ اور دو فرشتے میرے ساتھ ہین مین نے کہا کہ اس قوم پر کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا مین نے کہا راہ کدھر سے ہے پس آسمان کیطرف منھ کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور چلدیا اور بولا کہ بارِ خدایا تیرے بہت سے مخلوق تجھسے باز رکھنے والے ہین حضرت شبلی حضرت ثوری رحمہما اللہ تعالےٰ کے پاس گئے اُنھین مراقبہ مین ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ اُنکے بدن کا رویان بھی نہین ہلتا تھا پوچھا کہ یہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تم نے کس سے سیکھا بولے بلّی سے کیونکہ مین نے اُسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار مین اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبد اللہ ابن خفیف رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ لوگون نے مجھے خبر دی کہ شہر صور مین ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبے مین بیٹھے رہتے ہین مین وہان گیا دو شخصون کو دیکھا قبلے کی طرف مُنھ کیے بیٹھے تھے مین نے تین بار سلام کیا اُنھون نے جواب نہ دیا مین نے کہا کہ تمھین قسم خدا کی کہ سلام کا جواب تو دو جوان نے سر اٹھا کر کہا کہ اے ابن خفیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اس تھوڑی مین سے تھوڑی ہی سی باقی ہے اس تھوڑی سے بہت سا حصّہ لیلے اے ابن خفیف تو بڑا غافل و رمانع ہے کہ ہمارے سلام مین لگا ہے یہ کہکر پھر گردن جھکالی مین بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا اُن دونون بزرگون نے مجھے بالکل ازخود رفتہ کر لیا مین کھڑا رہا اور اُنکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا اے ابن خفیف ہم مصیبت زدہ ہین وہ زبان ہی نہین رکھتے جس سے نصیحت کرتے ہین تین دن مین وہین کھڑا رہا اُنھون نے اور مین نے نہ کچھ کھایا اور نہ کوئی سویا پھر مین نے اپنے جی مین کہا کہ اُنھین خدا کی قسم دلاؤن کہ مجھے کچھ نصیحت کرین اُسی جوان نے پھر سر اُٹھا کر کہا کہ ایسے شخص کو ڈھونڈھ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آئے اور اُسکی ہیبت تیرے دلمین سمائے اور وہ شخص زبانِ حال سے تجھے نصیحت کرے زبانِ قال سے نہین صدیقون کے مراقبہ کا یہی حال اور یہی درجہ ہے کہ وہ بالکل حق تعالےٰ مین مستغرق ہو جاتے ہین دوسرا درجہ پارساؤن اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہے یہ لوگ جانتے ہین کہ حق تعالےٰ انکے احوال سے مطلع ہے اور حق تعالےٰ سے شرم کرتے ہین مگر اُسکی عظمت وجلال مین مدہوش و مستغرق نہین ہوتے بلکہ اپنے اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہین اُن لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص تنہا ایک کام کرتا ہے یا برہنہ ہے اور کوئی لڑکا آجائے وہ شخص اُس لڑکے سے شرم کر کے اپنے اختیار سے اپنے تئین چھپائے اور اس دوسرے کی مثل ایسی ہے جیسے ناگاہ بادشاہ کسی کے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور مدہوش ہو جائے پس جو شخص اس درجہ پر ہو اُسے اپنے احوال و خطرون اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دھیان کرنا چاہیے ورد جو کام کیا چاہتا ہے اُسے دو نظرون سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے کے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اُسکے دلمین آئے اُسکو دیکھے بلکہ ہمیشہ

دل کا مراقبہ کرتا رہے کہ دلمین کیا خیال پیدا ہوتا ہے اور جو خیال آئے اُسے دیکھے اگر خدا کیواسطے ہے تو اُسے تمام کرے اور اگر خواہشِ نفسانی ہے تو باز رہے اور حق تعالےٰ سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دلمین کیون پیدا ہوئی اُسکا انجام اور رسوائی اپنے دل مین ٹھہرائے اور سب خیالات کے پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے اُسمین تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیون کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیون کیا کے یہ معنی ہین کہ اس بندہ سے کہین گے کہ تجھ پر لازم تھا کہ خدا کے واسطے کرتا شہوتِ نفسانی اور موافقتِ شیطانی کیواسطے کیون کیا اگر اس مواخذے سے بندہ بچا اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تھا تو اُس سے پوچھین گے کہ تونے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کارِ خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہے یہ کام جو تونے کیا آیا علم کے موافق کیا ہے یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجھا اگر اس مواخذہ سے بھی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام کیا تھا تو پوچھین گے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تھا یعنی تجھپر واجب تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے واسطے تونے یہ کام کیا ہے تاکہ اجر پائے یا ریا کے واسطے کیا ہے تا کہ خلق سے اجر مانگنے کا تجھے حکم ہو یا دنیا کے واسطے کیا ہے تاکہ ثواب حبط ہو جائے اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہے تو خالق کے غصّے اور عذاب مین تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ تجھ سے کہدیا تھا اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور کہدیا تھا اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ جو شخص یہ مضمون سمجھے گا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبۂ دل سے غافل نہ رہے گا اصل یہ ہے کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اس خطرہ کو دور نہ کرے گا تو اس سے رغبت پیدا ہو گی پھر وہ ہمّت ہو جائے گی اس کے بعد قصد ہو کر اعضا سے صادر ہو گا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّقِ اللّٰہَ عِنْدَ ھَمِّکَ اِذَا ھَمَمْتَ یعنی جسوقت کسی تیرے کام کی ہمّت پیدا ہو تو حق تعالےٰ سے ڈر اے عزیز جان تو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہے کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہے اور کون خواہشِ نفسانی کے لیے ہے جسے اس شناخت کی قوت اور قدرت نہ ہو اُسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت مین بیٹھے تاکہ اُس کی صحبت کا نور اسکے دلمین سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہین حق تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جس عالم کو محبّتِ دنیا نے مست کر دیا ہو اُس سے کچھ نہ پوچھ کہ وہ تجھے میری محبّت سے محروم کر دیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندونکے حق مین راہزن ہین اور جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو شبہہ کی چیز مین تیز بین اور دور اندیش ہو اور غلبۂ شہوت کے وقت اُسکی عقل کامل ہے ان ہی دو باتون مین آدمی کا کمال ہے کہ حقیقتِ حال کو بصیرتِ نقّاد سے پہچانکر شہوت کو عقلِ کامل سے دفع کرے یہ دونون باتین باہم ملی ہوئی ہین جسے عقل دافعِ شہوات نہین ہوتی اُسے بصیرتِ ناقدِ شبہات بھی نہین ہوتی اسیواسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے عقل اُس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پھر نہین آتی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے کہا ہے کہ کام تین قسم پر ہین ایک صاف حق ہے بجالا ایک صاف باطل اُسے چھوڑ دے ایک مشتبہ اُسے کسی عالم سے پوچھ دوسری نظر وہ مراقبہ ہے جو کام کرتے وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہین یا طاعت ہو گا یا معصیت یا مباح طاعت مین مراقبہ کی یہ صورت ہے کہ اُسے اخلاص کے ساتھ کرے اسمین حضورِ قلب ہو سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اُس سے باز نہ رہے اور معصیت مین مراقبہ کی یہ شکل ہے کہ خدا سے شرم رکھے اور

توبہ کرے کفّارہ دے مباح مین مراقبہ کا یہ انداز ہے کہ باادب رہے خدا کی نعمت مین منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک شخص
تو ادب سے بیٹھے اگر سوئے تو داہنی کروٹ اور قبلہ رو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہ ہو اسواسطے کہ تفکر سب نے رسولِ مقبول صلی اللہ
ہے کیونکہ ہر ایک طعام کی صورت اور رنگ و بو اور مزہ اور شکل مین کتنی عجیب عجیب صنعتین ہین علیٰ ہذا القیاس آدمی کے اعضا مین بر اِس ساعت
کام مین لاتے ہین جیسے انگلیان منھ دانت حلق معدہ جگر مثانہ اور جو اعضا قبولِ طعام کے واسطے ہین اور جو اعضا اُسکی حفاظت
واسطے ہین تاکہ ہضم ہو جائے اور جو عضو بھوک دور کرنے کیواسطے ہے یہ سب عجائب صنعِ الٰہی ہین ایسی چیزون مین تفکر کرنا بڑی عبادت
ہے یہ درجہ علما کا ہے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جب یہ عجیب عجیب صنعتین دیکھتے ہین تو عظمتِ صانع کی طرف ترقی کرتے ہین اور اُسکے
جلال اور جمال اور کمال مین مستغرق ہو جاتے ہین یہ موحّدون اور صدّیقون کا درجہ ہے اور بعضے لوگ کھانیکو غصّہ کی نظر سے دیکھ کر
برخلافِ خواہش مکروہ جانتے ہین اور بقدرِ ضرورت کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کاش ہمین اُسکی بھی حاجت نہ ہوتی اور یہ جو کھانیکی
ضرورت ہے اسمین تفکر کرتے ہین یہ زاہدون کا درجہ ہے اور بعضے لالچی لوگ نظرِ شوق سے کھانیکو دیکھتے ہین اور اسی خیال مین رہتے ہین
کہ کیونکر پکائین کہ بہتر اور خوش مزہ پکے جو بہت سا چکھ جائین پھر پکوان اور پکانیوالے اور کھانے اور میوے کا عیب بھی کرتے ہین اتنا نہین جانتے
کہ یہ سب چیزین خدا کی صنعت ہین اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہلِ غفلت کا درجہ ہے سب مباحات مین اسیطرح کے درجے
پیش آتے ہین تیسرا مقام وہ محاسبہ جو عمل کے بعد کرتے ہین چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھ کرے تاکہ
معلوم ہو کہ سرمایہ مین کس قدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہے اور نوافل اُسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے مین مبالغہ کرتے
ہین کہ نقصان نہ ہو جائے اسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا اطرار اور مکّار اور حیلہ انگیز ہے اور اپنی غرض کو تیرے سامنے
طاعت کے حساب مین گنتا ہے تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات مین نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تو نے یہ کیون
کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھ قصور دیکھے تو اس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اُس سے تاوان مانگے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے اُنھون نے
اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس ہوئے دنون کا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے
تو اکیس ہزار چھ سو گناہ ہون سے کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہو جسمین ہزار گناہ سرزد ہوئے ہون پس ایک چیخ مار کر گر پڑے
لوگون نے دیکھا وہ مردہ پڑے ہین مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہین کرتا جو گناہ وہ کرتا ہے اسمین ہر گناہ کے بدلے اگر ایک ایک پتھر
کسی گھر مین ڈالے تو تھوڑے عرصے مین وہ گھر پتھرون سے بھر جائے اگر کراماً کاتبین اُس سے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگتے تو اُسکا سب مال خرچ
ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہے تو تسبیح ہاتھ مین لیکر گنتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے سو بار کہا اور تمام دن جو بیہودہ بکا
کرتا ہے اُسکی گنتی کیواسطے کوئی چیز ہاتھ مین نہین رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتین ہزار سے زیادہ کہین پھر یہ جو امید رکھے کہ نیکی کا پلہ بھاری
ہو گیا تو یہ اُسکی حماقت ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ قبل اسکے کہ تمھارے اعمال تولے جائین تم خود
اپنے اعمال کو تول لو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے پاؤن پر درّہ مارتے اور کہتے کہ آج تو نے
کیا کیا اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا

ست نہین پھر فرمایا کہ اے عائشہؓ تین نے کیا کہا مین نے کہا کہ اے صدیق آپنے فرمایا کہ عمرؓ سے زیادہ کوئی میرا دو
ی مجھے عزیز نہین تو جناب صدیقؓ نے اتنی ہی بات کا حساب کیا چونکہ یہ اسنے تھی فوراً اُسکا تدارک کر لیا ابن سلام رحمہ اللہ
اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت انس
اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے آپ کہتے تھے
کہ واہ واہ لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اسکے عذاب مین مبتلا ہونے پر مہیا رہ حسن رحمہ اللہ تعالے نے کہا
ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کھایا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت
کرتا ہے تو گذشتہ کامونکا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام معاقبۂ نفس ہے اے عزیز جان تو کہ جب حساب نفس سے تو غافل رہیگا
اور قصور کریگا اور اُسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اُسے روکنا مشکل ہوگا بلکہ جو برا کام اُسنے کیا ہو اسپر
اُسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اُسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اُسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اُسنے دیکھا ہو تو نہ دیکھنے اور
آنکھ بند رکھنے سے اُسے سزا دے اسی طرح سب اعضا کے حرکات سکنات کو قیاس کر لے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک عابد
نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد بعبادت تک صومعہ مین رہا ایک عورت
نے اپنے تئین اُس عابد کے سامنے پیش کیا اُسکے پاس آنے کیواسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی اور
چاہا کہ صومعہ مین پھر جاوے پھر اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاؤن جو گناہ کیواسطے باہر نکلا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پاوے اُس پاؤن کو
باہر رہنے دیا حتّٰی کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دھوپ سے وہ پاؤن خراب ہو گیا اور گل کر اُسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہ
کہتے ہین کہ ابن الکرنبی کہتے تھے کہ ایک رات مجھے احتلام ہو گیا مین نے چاہا کہ اسوقت غسل کرون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے غسل
کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نہ کر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جا کر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل کرونگا
اور کپڑون کو اسی طرح بھیگا رہنے دونگا ہرگز نہ نچوڑونگا حتّٰی کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین اور ایسا ہی کیا اور کہا کہ اس نفس کی
یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین قصور کرے ایک شخص نے کسی رنڈی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہو کر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے
ہرگز ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور پھر نہ پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالے عنہ کا گذر ایک منظر کی طرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس
سے کہا کہ جس چیز سے تجھے کچھ سروکار نہین اُسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزے رکھکر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابو طلحہ
رضی اللہ تعالے عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اُڑی اُسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہو گئی رکعتون
کی گنتی بھول گئے تمام نخلستان کو صدقے مین دیدیا مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمہ اللہ تعالے آئے اور میرے
باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور پھر چلے مین بھی انکے پیچھے پیچھے چلا وہ اپنے نفس
سے کہتے جاتے تھے کہ اے فضول تو کہتا ہے کہ سونے کا یہ کون وقت ہے تجھے اس کہنے سے کیا کام مین نے عہد کیا ہے کہ سال بھر
تک تجھے تکیے پر سر نہ رکھنے دونگا یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تمیم داری قدس سرہ ایک

رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہوگئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوؤنگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک شخص ننگے بدن ہوکر گرم بالو پتھر پر لوٹتا تھا اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ اے رات کے مردار دن کے کاہل تیر اظلم کب تک سہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے فرمایا اے شخص تو یہ امر کیون کرتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھپر غلبہ کرتا ہے فرمایا کہ اس ساعت آسمانون کے دروازے تیرے واسطے کھولے ہین اور تیرے سبب سے حق تعالے فرشتون پر فخر و مباہات کرتا ہے پھر صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنا توشہ اس شخص سے لیلو سب صحابہؓ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کر اُسنے دعا کی کہ بارِ خدایا تقوی کو اُنکے واسطے زادِ راہ کر اور سبھون کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بارِ خدایا اسے روک یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اُسکی زبان پر جاری کر تب وہ شخص یہ دعا کرنے لگا کہ بارِ خدایا بہشت کو اُنکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے اُنھون نے ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کیطرف بھی نہ دیکھونگا حضرت آصف ابن قیس رحمہ اللہ تعالے رات کو چراغ لیتے اور ہر گھڑی چراغ کی لَو پر اُنگلی رکھتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ فلانے دن فلانا کام تونے کیون کیا اور فلانی چیز کیون کھائی غرضکہ احتیاط والے لوگ ایسے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہوجائینگے نفس پر ہمیشہ سیاست کیا کرتے تھے پانچوان مقام مجاہدہ ہے اے عزیز جان تو کہ بعضے بزرگون نے جب اپنے نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اسطرح اُسے سزا دی کہ تنبیہ اور سیاست کیواسطے بہت سی عبادت اُسپر لازم کردی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب اُنکی ایک نماز فوت ہوجاتی تو ایک شب بھر نہ سوتے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے ایک نمازِ جماعت فوت ہوگئی اُسکے کفارے مین زمین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اُسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مغرب کی نماز مین تاخیر ہوگئی حتےٰ کہ دو تارے نکل آئے اسکے کفارے مین اُنھون نے دو بندے آزاد کیے اور ایسی بہت سی حکائتین ہین جب عبادت مین نفس تندہی نہ کرے تو اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی کسی صاحبِ ریاضت کی خدمت مین رہے تاکہ اُسکی ریاضت دیکھ دیکھ کر اُسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین جب ریاضت مین کاہل ہوجاتا ہون تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہون اُنھین دیکھنے سے میرے دلمین ہفتے بھر رغبتِ عبادت باقی رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنے والون کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضونکا تھوڑا سا حال یہان لکھتے ہین حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالے روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی مین آٹا گھول کر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھول کر پی لینے مین روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتین پڑھ سکے پھر مین اتنا وقت کیون ضائع کرون ایک شخص نے اُنسے پوچھا کہ تمھاری چھت مین یہ دھنی کب سے ٹوٹی ہے کہا تیس برس سے مین یہان رہتا ہون مگر چھت کی طرف نہین دیکھا بے فائدہ کسی طرف دیکھنے کو بزرگون نے مکروہ جانا ہے احمد ابن رزین رحمہ اللہ تعالے فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے اور کسی طرف نگاہ نہ اُٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالے نے آنکھین اسواسطے دی ہین کہ بندہ اُسکی عجیب عجیب صنعتون اور قدرتون کو دیکھا کرے، اور جو شخص ان چیزون کو نظرِ عبرت سے نہ دیکھیگا اُسکے نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابو الدرداء

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ فقط تین چیزون کے واسطے زندگی کو مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتوں مین سجدے کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑے بڑے دنون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین پاکیزہ اور سراپا حکمت ہون حضرت علقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا اس دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھ رکھتا ہون اُسے عذابِ دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین ہین کہا جو کچھ ہوسکتا ہے کرتا ہون تاکہ فردائے قیامت کو کچھ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ کسی مین مین نے عجیب بات نہین دیکھی کہ اُنکی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کبھی کسی نے انکا پہلو زمین پر نہین دیکھا مگر مرتے وقت حضرت ابو محمد جریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے نہ بات کی نہ سوئے نہ پیٹھ لگائی نہ پاؤن پھیلائے حضرت ابو بکر کتانی قدس سرہٗ نے اُن سے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کرسکے کہا کہ اُس سچھ کی بدولت جو مجھے صدق باطن سے حاصل ہے اُسنے میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالےٰ کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے اشک خون آمیز روان ہوتے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب اُن آنسوؤن پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے انھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اس گریہ وزاری کے سبب سے حق تعالےٰ نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گذرے کہ فرشتے جو تیرا نامۂ اعمال لائے اُسمین کوئی خطا نہ تھی حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ڈاڑھی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہوجاؤن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے راتون کو عبادت کے واسطے تقسیم کیا تھا فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہے اور ایک ہی رکوع مین صبح کردیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہے اور ایک ہی سجدے مین صبح کردیتے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالےٰ کثرتِ ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے انکی مان نے براہِ شفقتِ مادری کہا کہ بیٹا اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ اے مادرِ مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابدالآباد خدا کی رحمت و راحت مین رہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو اُنکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اسیطرح بیٹھے رہے جگہ سے نہ اُٹھے حتےٰ کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اسوقت اُنکی آنکھ ذرا جھپک گئی جب نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ بارِ خدایا مین بہت سونیوالی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین کہا کہ مجھے یہی کافی ہے پھر مین نے کچھ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابو بکر عیاش نے چالیس برس زمین پر پہلو نہین رکھا پھر اُنکی آنکھون مین سیاہ پانی اُتر آیا بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روز اُنکا ورد تھا اور جوانی مین سی رہ و تیس ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے کرز ابن وبرہ رحمہ اللہ تعالےٰ ایک ابدال تھے اُنکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے اُنسے کہا کہ آپنے بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن کتنا بڑا ہے

لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس رکنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش پانے کے واسطے سات دن رنج نہ کھینچے یعنے اگر مین سات ہزار برس جیون اور فقط قیامت کے ایک دن کے واسطے محنت اور ریاضت کرون تو بھی کم ہے تو مدتِ ابد کا کیا ذکر جو نہایت ہی نہین رکھتی خصوصاً ساتھ اس تھوڑی سی عمر کی بہ نسبت حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اُس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز پڑھتا رہا پھر مین نے اُن سے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اُسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اس طرح شکر کرنا چاہیے کہ کل ہم روزہ رکھین محنت و ریاضت کرنے والون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ اُنھین نقل کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کرسکے بارے اگلے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو پہچانے اور رغبت خیر اسمین پیدا ہوا اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کرسکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اُسے جھڑکنا ہے اے عزیز جان تو کہ حق تعالے نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہے کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہے شہوت رانی اور کاہلی کرنا اُسکی طبیعت اور خاصیت ہے اور تجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ نفس کی عادت چھڑا اور بے راہی سے اُسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہوسکتی ہے کبھی نرمی سے کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اُسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہے تو اُس کام کا قصد کرتا ہے اگرچہ اُس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اُس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہے لیکن اکثر جہل و غفلت اُسکے واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اُسے خوابِ غفلت سے بیدار کرتا ہے اور صاف آئینہ اُسکے سامنے دھرتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ آدمی کا نفس بھی اورون کے نفس کے مثل ہے کہ پند و نصیحت اُس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اُسے نصیحت اور عتاب کرنا چاہیے بلکہ کسی وقت اُسپر عتاب کرنا موقوف ہی نہ کرے اور اُس سے کہتا رہے کہ نفس تو زیرکی کا دعوٰی کرتا ہے اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہے تو تو برا مانتا ہے اور غصّہ کرتا ہے اور تجھ سے زیادہ کوئی احمق نہین اس واسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر درِ شہر پر ٹھہرا ہوا اور اُس شخص کو پکڑ کر لانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اُسے اپنے ساتھ لے جاکر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اُس سے زیادہ کوئی احمق نہین اے نفس مردونکا لشکر درِ شہر پر تیرا منتظر ہے اور اُسنے عہد کرلیا ہے کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیگا تب تک کوچ نہ کریگا اور جنّت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو ایک نہ ایک دن ضرور ساتھ لے گا تو جو امر ہونیوالا ہے اسے ہُوا سمجھ اسواسطے کہ موت نے کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین بدا ہے کہ مین رات کو آؤنگی یا دن کو جلدی آؤنگی یا دیر کو جاڑے مین آؤنگی یا گرمی مین سب کو اچانک موت لے لیتی ہے اور ایسے وقت موت آتی ہے جب آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہے پس اگر تو مرنے پر مہیا نہ رہے گا تو اس سے زیادہ کیا حماقت ہے اے نفس افسوس کی بات ہے کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق تعالے تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہے تو تو بڑا ڈھیٹ اور بیحیا ہے کہ اُسکے مطلع ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا اے نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اُسپر کسقدر غصّہ آتا ہے پھر حق تعالے کے غصّے سے تو کس بات پر مطمئن اور امین ہے اگر تو اس بھلاوے مین بھولا ہے کہ مین عذابِ الٰہی سہنے کی طاقت و قدرت رکھتا ہون تو ذرا اپنی انگلی چراغ پر

رکھو کر یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھ کر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تاکہ تجھے اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جاوے اور اگر تو یہ
سمجھا ہے کہ جو کچھ مین کرتا ہون اُسکے مواخذہ مین نہ پکڑا جاؤنگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ونکا منکر ہے اور سب کو جھوٹا جانتا ہے
اسواسطے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ یعنی جو بُرا کام کریگا بُری سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ کہے کہ خدا کریم و رحیم ہے مجھپر عذاب
نہ کریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہے بیمار کیون ڈالتا ہے خدا کریم و رحیم ہے تو
آدمی بے بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا تو کریم و رحیم ہے پھر جب تجھے خواہش ہوتی ہے تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام
دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اُسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہے مین تکلیف نہ کرون وہ خود میرے کام بنا دیگا اے
نفس تھوک ہے تیری اوقات پر اب تو یہی کہیگا کہ ہان مین ہارا تم جیتے جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی ہے مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اُٹھانے
کی طاقت نہین رکھتا ہون او بے وقوف تو اتنا نہین جانتا ہے کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اُٹھا سکتا اُسپر ذرا سا رنج اور ذرا سی تکلیف سہنا
فرض ہے تاکہ فرداے قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب
آج تو اتنا سا رنج اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فرداے قیامت کو عذاب دوزخ اور ذلّت و خواری اور دوری و لعنت ملامت کے اتنے بڑے
رنج کی تاب کیونکر لائیگا او بیچارہ زر و مال کی تلاش مین تو اس کثرت سے رنج و ذلت کھینچتا ہے اور تندرست ہونے کیواسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے
سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہے تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی و بیماری سے زیادہ سخت ہے اور مدتِ آخرت عمرِ دنیا سے زیادہ دراز ہے تجھ
شاید تم یہ کہو کہ مین اس خیال مین ہون کہ توبہ کرونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگونگا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جبتک تو توبہ کرے تبتک ناگاہ
موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہے کہ آج کی نسبت کل توبہ کرنا مجھپر بہت آسان ہوگا تو تیری جہالت
اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اُسیقدر توبہ کرنا تجھپر دشوار ہوگا پھر جب مدت قریب آجائیگی تو اُسوقت توبہ کرنا ایسا ہے جیسے
چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اُسے جو کھلائے جاتے تو اُسے طاقت ہوتی وقت
پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی او نفس اس صورت مین تیری مثل اُس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے اور سستی کرے کہ جس دن
اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگونگا تو محنت کر کے علم سیکھ لونگا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے او نفس پر خباثت
اسی طرح تجھ کو بھی زمانۂ دراز تک محنت و ریاضت کی کھریا مین اوٹنا چاہیے تاکہ پاک صاف ہو کر اُنس و محبت اور معرفتِ آلہی کے درجے
کو پہونچے اور راہِ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گزر گئی اور ضائع ہو چکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر کر سکے گا
پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہین غنیمت جانتا
او نفس بھلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جڑاول تو کیون بنا رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا آخر زمہریر
دوزخ کی سردی چلہ کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جیٹھ بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست
کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہے ہو نہ ہو اسکا یہی سبب ہے کہ تو آخرت اور روزِ قیامت کا ایمان ہی
نہین رکھتا اور یہ کفر و انکار اپنے باطن مین رکھتا ہے اور اپنے او پر بھی پوشیدہ کرتا ہے او نادان یہ تیری ہلاکت و خرابی کا سبب ہوگا او نفس سُن جو تو

یہ سمجھتا ہے کہ نورِ معرفت سے جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنیکے بعد آتشِ شہوت میری جان مین نہ لگے گی اسکی مثل اُس شخص کی سی ہے جو سمجھے کہ مین جُبہ نہ پہنونگا تو بھی خدا کے فضل سے جاڑے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچیگی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہے کہ اسقدر نہین سمجھتا کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اُسے جبہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جبے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جبے کے بغیر سردی نہ معلوم ہو اونفس خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ گناہ کے سبب سے تجھ پر اسواسطے عذاب ہوگا کہ حق تعالی کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا تاکہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالے کا کیا نقصان ہے اسلیے کہ عذاب اسوجہ سے نہ ہوگا بلکہ تیری شہوت ہی سے تجھ مین آتشِ دوزخ پیدا ہوتی ہے جسطرح زہر یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہے کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھ سے خفا ہوتا ہے اوجہ سے تجھ مین بیماری پیدا ہو جاتی ہے اونفس تف ہے تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس ہا اور اُسپر دل سے عاشق ہو گیا اسواسطے کہ اُسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا ارے کمبخت اگر بہشت و دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بھلا موت کا ایمان تو رکھتا ہے کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھ سے چھن جائینگی اور اُنکے فراق کی آگ مین جلا کریگا بیجا سمجھانا ہمارا کام ہے آگے تجھے اختیار ہے دنیا کی جتنی محبت چاہے اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اُسیقدر فراق مین اذیت ہوتی ہے اے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہے اگر مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تجھے مل جائے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جائینگے اور جسطرح اگلے بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت جاودان کو اسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اے نفس سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کوئی مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول لے جو ہمیشہ رہیگا تو اُس شخص پر تو کیسا ہنستا ہے دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعۃً یہ پیالی تیرے ہاتھ سے چھوٹ کر ٹوٹ جائیگی اگر اسے اختیار کیا تو اس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ ملے گا اور جان لے کہ اُسکے چھوٹنے اور اسکے نہ ملنے کا افسوس اور عذاب ہی باقی رہے گا آدمی کو چاہیے کہ اس اس طرح کے عتاب نفس پر پیہم کرتا رہے تاکہ اپنے حق سے ادا ہو جاے اور پہلے اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکر کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تفکر ساعۃٍ خیرٌ من عبادۃ سنۃٍ یعنے ایک ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالے نے بہت جگہ تفکر تدبر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے یہ سب تفکر ہین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانیگا اور یہ نہ جان لیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہے اور اسکا کیا فائدہ ہے تب تک اُسکی فضیلت نہ جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا ضرور ہے ہم پہلے اسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اسکی حقیقت بیان کرینگے پھر جس واسطے تفکر ہوتا ہے اُسے ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہے اُسے لکھینگے **فضیلت تفکر** اے عزیز جان تو کہ گھڑی بھر جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اُسکا بڑا درجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کچھ لوگ حق تعالے کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اُسکی خلق مین تفکر کیا کرو اُسکی ذات مین تفکر نہ کیا کرو اسلیے کہ تم اسکی تاب نہ لا سکو گے

اور اُسکی قدر نہ پہچان سکو گے اُمّ المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسولُ اللہ حق تعالےٰ نے آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن میرے اوپر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اُس شخص پر جو یہ آیت پڑھے اور اُن چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روے زمین پر اور کوئی بھی آپ کے مثل ہے فرمایا ہان ہے جس شخص کا کلام بالکل ذکر ہو اور خاموشی بالکل فکر ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میرے مثل ہے حضرت سیدالمرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصّہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسولُ اللہ کیونکر فرمایا اس طرح پر کہ مصحف مین دیکھ کر کلام اللہ پڑھا کرو اور اسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اس کے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہے اور آخرت مین تفکر کرنے کا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ ایک رات چھت پر چڑھے ہوے ملکوت آسمان مین تفکر کر کر کے رو رہے تھے روتے روتے پڑوسی کے گھر مین گر پڑے پڑوسی نے اٹھ کر تلوار سنبھالی اور سمجھا کہ چور کود ا جب دیکھا کہ حضرت داؤد طائی ہین تو پوچھنے لگا کہ آپ کو کس نے گرادیا فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** اے عزیز جان تو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اُسے طلب کرنا چاہیے اور اُسے جاننا اور دریافت کرلینا ممکن نہین مگر اس طرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جس طرح نر مادہ سے بچّہ پیدا ہوتا ہے وہ دونون معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھ جمع کرین تاکہ اُس سے چوتھی معرفت پیدا ہو اسی طرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسلِ علوم کو بے نہایت بڑھانا ہے جو شخص اس طریقے سے علوم نہین حاصل کرسکتا اس کا سبب ہوتا ہے کہ جو علوم اصل ہین اُنکی طرف وہ راہ نہین پاتا اُسکی مثل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کرے گا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہے مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھ جمع کرنا نہین جانتا اُس کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہے مگر سوداگری نہین کرسکتا اُسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہے اس ایک مثال مین ہم بیان کرتے ہین کہ مثلاً کوئی شخص جاننا چاہے کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تاوقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جان لے کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جان لے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہوگئین تو یہ تیسرا علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے خواہ نخواہ اُس سے پیدا ہو جائے گا اس پیدا ہونے سے ہم وہ مضمون مراد نہین لیتے جو معتزلہ کا مقصود ہے اس بات کی بھی تفصیل دراز ہے تو سب تفکّرات کی حقیقت اس علم کی طلب ہے جو دو علمون کو دل مین حاضر کرنے سے پیدا ہوتا ہے مگر جسطرح گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہین پیدا ہوتی اسی طرح دو علمون سے جو علم تو چاہے گا وہ نہ پیدا ہو جائیگا بلکہ ہر نوع علم کی جدا جدا دو اصلین ہین اُن دونون اصلون کو اپنے دل مین جب تک تو جمع نہ کریگا تب تک وہ فرع نہ ظاہر ہوگی **اس بات کا بیان کہ کس واسطے تفکر کرنا چاہیے**

۵ تحقیق آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے ردو بدل مین کھلی نشانیان ہین اہل عقل کو ۱۲ مصحح

اَے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے آدمی کو ظلمت اور جہل مین پیدا کیا ہے اُسے ایک نور کی حاجت ہے تاکہ اُس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا چاہیے اور کس طرف سے چلنا چاہیے دنیا کی طرف سے یا آخرت کی طرف سے اور اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا خدا کے ساتھ اور نہین معلوم ہوتا مگر نورِ معرفت سے اور نورِ معرفت نہین پیدا ہوتا مگر تفکّر سے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے خَلَقَ الْخَلْقَ فِی ظُلْمَۃٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَیْھِمْ مِنْ نُوْرِہٖ[1] جسطرح کوئی شخص تاریکی مین عاجز ہوتا ہے اور راہ نہین چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اُس سے آگ چمکے اور اس آگ سے اپنا چراغ جلائے تو اُس چراغ کے سبب سے اُسکا حال بدل جاتا ہے حتّی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بے راہی سے تمیز کر لیتا ہے اور چل نکلتا ہے اسیطرح ان دونون علمون کی مثل ہے جو اصل ہین ان دونون علمون کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہے جیسے پتھر اور لوہا اور تفکر کی مثل ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر مارنا اور معرفت کی مثل ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے تاکہ اُسکے دل کی حالت بدل جائے اور جب حالِ دل بدل جاتا ہے تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہے مثلاً جب یہ معلوم کیا کہ آخرت بہتر ہے تو دنیا سے منھ پھیر کر آخرت کیطرف متوجہ ہو گا پس تفکّر سے تین چیزین پیدا ہوتی ہین معرفت حالت عمل مگر عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت تفکّر کی تابع ہے پس تفکّر سب نیکیون کی اصل اور کنجی ہے اسی بات سے تفکّر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے

میدانِ فکر کا بیان کہ فکر کس چیز مین ہوتی ہے اور کہان جاتی ہے

اَے عزیز جان تو کہ فکر کے جولانگاہ اور میدان کی نہایت نہین اسواسطے علم کی انتہا نہین اور سب چیزون مین فکر جاری ہے مگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہین رکھتی اُسکی شرح کرنا ہمین مقصود نہین اور جو چیز راہِ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اُسکی تفصیل بے نہایت ہے لیکن مجملاً اُسکے اجناس کا بیان ہو سکتا ہے اَے عزیز اب جان تو کہ راہِ دین سے ہم وہ معاملہ مراد لیتے ہین جو بندہ اور خدا کے درمیان ہے اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اُسی کے سبب سے بندہ خدا کو پہچانتا ہے اور بندے کا تفکّر یا اپنے مین ہوتا ہے یا حق تعالےٰ مین اگر حق تعالےٰ مین ہوتا ہے تو یا اُسکی ذات مین ہوتا ہے یا صفات مین یا اُسکے افعال مین اور عجائبِ مصنوعات مین اگر اپنے مین بندہ تفکّر کرتا ہے تو وہ تفکّر یا ان صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالےٰ کو ناپسند ہین اور وہ صفتین بندے کو حق تعالےٰ سے دور کرتی ہین وہ صفتین معاصی اور مہلکات ہین یا وہ تفکّر ان صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کو محبوب اور مرغوب ہین اور بندے کو حق تعالےٰ سے نزدیک کر دیتی ہین وہ صفتین طاعت اور منجیات ہین پس یہ چار میدان ہین اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اُسے معشوق کے سوا اور کسی طرف خیال جاتا ہی نہین اور اگر اور کسی طرف خیال جائے تو اُس کا عشق خام اور ناقص ہے اس واسطے کہ عشقِ کامل وہی ہے جس نے معشوق کے سوا دلِ عاشق مین اور کسی چیز کی گنجائش ہی نہین رکھی ہو پس عاشق کو معشوق کے حُسن و جمال کا خیال ہوتا ہے یا اُس کے اخلاق و افعال کا شعر ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست ؂ یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو ؂ اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو اُس کی مقبولیت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اس بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو معشوق کو بری معلوم ہو تاکہ اس بات سے حذر کرے اور جو خیال عشق کے سبب سے ہوتا ہے وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشقِ دین اور محبّتِ حق تعالےٰ کا خیال ایسا ہی ہوتا ہے پہلا میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے

---

[1] پیدا کی گئی مخلوق ایک ظلمت مین پھر اس پر نور کا چھڑکاؤ کیا گیا ۱۲

کہ میری بُری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ اُن سے اپنے تئین پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین
اسواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پاؤن وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین
اور خباثتِ باطنی کا بھی یہی حال ہے اور ان مین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا
نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین ہوتی فکر سے معلوم ہوسکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اُس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے
کہ صفاتِ نفس بھی آسانی سے نہین معلوم ہوسکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اُس صفتِ ذمیمہ سے موصوف ہے تو اُس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے
پس ہر روز صبح کو آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے اُن ظاہری گناہ مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین
کس بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہوجاؤن اُسکی تدبیر سوچے کہ اُس سے کیونکر بچون اسی طرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ حرام
مین مبتلا ہوجاؤنگا تو اُس سے بچنے کی تدبیرین سوچے علیٰ ہذا القیاس اپنے اعضا کے بارے مین تفحص کرے اور سب طاعات مین بھی فکر
کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائلِ اعمال مین سوچ کرے تاکہ سب بجالاے مثلاً اپنے جی مین رکھے کہ یہ زبان ذکرِ خدا اور
راحتِ مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرنے پر اور فلانے شخص کی آسائش کے واسطے فلانی اچھی بات کہنے پر قادر
ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اُس سے ہمائے سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظرِ تعظیم سے اور
فاسق کو نظرِ تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ دون اور اپنے
کام کا حرج کرکے اُسے اورون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکے مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین اسے ایسا
خطرہ آئے جو تمام عمر گناہ سے بچائے اسیواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر باقی رہتا ہے
اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی بُرے اخلاق میرے
باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنے نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ انھین حاصل کرون اُسکی تفصیل بھی دراز
ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بخل کبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ ان سے نجات پانا ہلاکت سے
بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بقضا شکرِ نعمت خوف رجا زہد یعنے ترکِ دنیا
طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھ خُلق نیک محبتِ الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی بڑی گنجایش ہے یہ راہ اُسی
شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ہم نے ذکر کیا ہے پہچانے اور مرید کو چاہیے کہ ان صفات کی فہرست
اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کرچکا کرے تو اُسپر خط کھینچدیا کرے اور دوسری صفت مین مشغول ہوا کرے اور ممکن ہے
کہ ان تفکرات مین سے بعض تفکر کسی کو بہت ضرور ہو اسواسطے کہ وہ کسی بُری صفت مین پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم باورع جو اور سب
بُرے اخلاق سے تو چھوٹا ہے مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہے اور علم ظاہر کرکے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہے خلق کی نگاہ مین
اپنی عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہے قبولِ خلق سے خوش ہوتا ہے اگر کوئی شخص اُسپر طعن کرتا ہے تو وہ اُس شخص کے ساتھ اپنے دلمین کپٹ
رکھتا ہے اور بدلا لینے کی تاک مین لگا رہتا ہے یہ سب باتین بہت چھپی ہوئی خباثت ہین اور دین مین خلل ڈالتی ہین پس چاہیے کہ یہ عالم

ہر روز فکر کیا کرے کہ اُس بُری بات سے کیونکر بھاگ بچون اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کس طرح برابر ہوجائے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے اس بات مین فکر کی بڑی گنجائش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی صفات مہلکات و منجیات مین فکر کرتا ہے اُسکی کچھ نہایت نہین اور اُس کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہین والسّلام دوسرا میدان اس تفکّر مین ہے جو حق تعالےٰ مین ہو یہ تفکّر یا حق تعالےٰ کی ذات و صفات مین ہوتا ہے یا اُسکے افعال اور مصنوعات مین جو تفکّر اُسکی ذات اور صفات مین ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اس تفکّر کی طاقت نہین رکھتی اور وہانتک عقل کی رسائی نہین ہوتی لہذا شارع نے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ مین تفکّر نہ کر فَاِنَّكُمْ لَنْ تَقْدِرُوْا قَدْرَہٗ یعنے تمھین اُسکی قدر جاننے کی قدرت نہین اور یہ دشواری اس سبب سے نہین کہ اُسکا جلال پوشیدہ ہے بلکہ اُسکی روشنی کی وجہ سے ہے کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہے اُسکی طاقت نہین رکھتی بلکہ اُسمین مدہوش و متحیّر ہوجاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہین اڑتا کہ اُسکی بینائی ضعیف ہے نورِ آفتاب کی تاب نہین لاسکتی آفتاب کے تئین دن کو وہ نہین دیکھتا شام کو جب تھوڑا سا نورِ آفتاب رہتا ہے تو دیکھتا ہے عوام النّاس کی یہی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی طاقت رکھتے ہین لیکن ہمیشہ نہین کیونکہ بے طاقت ہوجاتے ہین جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہے لیکن اگر ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھے ہو جانے کا خوف ہے اس نظر مین دیوانہ اور بیہوش ہو جانے کا خوف ہے پس حقائقِ صفات حق تعالےٰ سے جو کچھ بزرگ لوگ جانتے ہین وہ بھی خلق سے بیان کرنے کی اجازت نہین مگر ان الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہون مثلاً تو یون کہے کہ حق تعالےٰ عالم[1] اور مرید[2] اور متکلم[3] ہے کہ خلق ان الفاظ سے اپنی ہی صفتون کی جنس سے کچھ سمجھے یہ ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اُسکا کلام تمھارے کلام کا سا نہین کہ حرف و صوت ہو اور اس مین پیوستگی اور گسستگی ہو جب یہ کہے گا تو شاید خلق اسکے سمجھنے کی طاقت نہ رکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بے حرف و صوت کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالےٰ کی ذات تیری ذات کی سی نہین اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ مین نہ جگہ پر نہ جہت مین نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم سے باہر ہے نہ عالم کے اندر تو شاید اسکا بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہین اس سبب سے کہ حق تعالےٰ کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اس سے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت دیکھی ہوگی وہ عظمت سلطان ہے کہ وہ ایک تخت پر بیٹھتا ہے اور اُسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہین پس اسی طرح حق تعالےٰ کے حق مین بھی خیالِ محال کرے حتّٰی کہ کہنے لگے کہ ضرور بالضرور حق تعالیٰ کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ منھ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتون مین جب یہ اعضا دیکھے تو سمجھیگی کہ اگر حق تعالےٰ کی ذات مین یہ اعضا نہ ہون تو نقصان کی بات ہے اگر مکھی کو بھی ان عوام النّاس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ بیشک میرے خالق کے بھی پر و بال ہون گے اسواسطے کہ یہ محال ہے کہ جو میری قوّت و توانائی کی چیز میرے پاس ہو اور اُسکے پاس نہ ہو پس اسیطرح آدمی بھی سب کامون کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے اسی سبب سے حق تعالےٰ کی ذات و صفات مین تفکّر کرنیکی شرع مین ممانعت ہے اور بزرگانِ سلف نے اسمین کلام کرنے سے منع کیا ہے اور صاف صاف یہ کہنا کہ وہ نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم کے باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے روا نہین رکھا ہے بلکہ اسی پر قناعت کی ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ یعنے نہ وہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اُسکے مثل ہے یہ بات مجمل کہی اسکی تفصیل نہین کی تفصیل کرنے کو بدعت سمجھے اس سبب سے کہ اکثر خلق کی

[1] جاننے والا ۱۲ [2] ارادہ کرنے والا ۱۲ [3] کلام کرنے والا ۱۲

عقل مین اسکی تفصیل نہین آسکتی اسیواسطے بعض انبیا علیہم السلام پروحی نازل ہوئی کہ میرے بندون سے میری صفتون کا حال نہ کہو کہ وہ انکار کرینگے اُن سے ایسی بات کہو جو انکی عقل مین آئے پس اولی یہ ہے کہ اس بات مین نہ گفتگو کرین نہ تفکر مگر جو کوئی کامل ہو پھر وہ بھی دہشت اور حیرت مین پڑجاتا ہے پس چاہیے کہ اُسکی عظمت اسکی عجائب صنعت سے معلوم کرین اسواسطے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ سب اُسکے انوار عظمت وقدرت مین سے ایک نور ہے اگر کوئی شخص آفتاب کو دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا وہ اُسکی طاقت تو رکھتا ہے کہ نور آفتاب جو زمین پر پھیلا ہے اُسے دیکھے تیسرا میدان عجائب خلق خدا مین تفکر کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو کچھ عالم مین موجود ہے وہ سب اُسی کی صنعت ہے اور سب عجیب و غریب ہے اور زمین و آسمان کے ذرّون مین ہر ایک ذرّہ زبانِ حال سے اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس اور قدرت کاملہ اور علم بیحد بیان کرتا ہے اور یہ عجائب اس کثرت سے ہین کہ انکی تفصیل نہین ہوسکتی بلکہ اگر سب دریا سیاہی ہون اور سب درخت قلم بنین اور تمام مخلوقات کاتب ہون اور مدّت دراز تک لکھا کرین تو بھی جو کچھ حقیقت مین ہے اُسمین سے تھوڑا ہی سا لکھین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہے قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّی وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا[1] اگر اے عزیز اسقدر مجمل جان لے کہ مخلوقات دو قسم پر ہے ایک قسم کی تو ہمین خبر ہی نہین اسمین تفکر کیا کرسکین گے جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ[2] ایک قسم کی ہمین خبر ہے جس کی ہمین خبر ہے وہ بھی دو قسم پر ہے ایک وہ جنھین آنکھ سے نہین دیکھ سکتے جیسے عرش کرسی فرشتے دیو پری انمین تفکر کرنے کے اطوار اس مختصر کتاب مین بیان کرنا دشوار ہے پس جو چیزین دیکھنے کی ہین اُن ہی پر ہم اکتفا کرتے ہین وہ آسمان آفتاب ماہتاب تارے زمین ہین اور جو کچھ زمین پر ہے جیسے پہاڑ جنگل دریا شہر اور جو جواہر و معادن پہاڑ مین ہین اور جو انواع نباتات روے زمین پر ہین اور آدمی کے سوا جو انواع حیوانات بر و بحر مین ہین حتّی کہ تفکر کرتا ہوا آدمی تک پہونچے آدمی تو سب سے زیادہ عجیب ہے اور جو کچھ زمین و آسمان کے بیچ مین ہے جیسے ابر باران اولا رعد برق قوس قزح اور جو علامات ہوا مین پیدا ہوتے ہین پس یہ چیزین سب کا خلاصہ ہین اور ہر ایک مین تفکر کی گنجائش ہے اور سب عجائب صنع الٰہی ہین پس ان مین سے بعضون کا ہم مختصر بیان کرین گے یہ سب حق تعالے کی نشانیان ہین کہ تجھے ان مین نظر و فکر کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ[3] اور فرمایا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ[4] اور فرمایا ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ[5] اور ایسی بہت سی نشانیان ہین پس اے عزیز ان نشانیون مین فکر کیا کر پہلی جو نشانی تجھ سے بہت ہی نزدیک ہے تو ہی ہے روے زمین پر تجھ سے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالے کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اے آدمی

---

[1] کہدو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو دریا سیاہی واسطے لکھنے باتون رب میرے کے ہر آئینہ خرچ ہوجاے دریا قبل اسکے کہ آخر ہون باتین رب میرے کی اگرچہ جوڑ لائین ہم مثل اس دریا کے بطریق مدد ۱۲

[2] پاک ہے وہ جسنے پیدا کیا صنفون کو سب کا سب اس چیز سے کہ اُگاتی ہے زمین اور آدمیون کی ذاتون اور اس چیز سے کہ نہین جانتے ہین ۱۲

[3] اور بہتیرے نشانات ہین آسمان اور زمین مین کہ گزرتے ہین اُن پر حالانکہ وہ اُن نشانیون سے اعراض کرنیوالے ہوتے ہین ۱۲

[4] کیا نہین نظر کی انھون نے حکمتون آسمانون اور زمین مین اور اسمین جو کہ پیدا کی ہے اللہ نے ہر چیز سے ۱۲

[5] بیشک بیچ پیدایش آسمانون اور زمین کے اور بدلنے رات دن کے نشانیان ہین واسطے عقلمندون کے ۱۲ ۔

آدمی تو اپنی ذات مین تامل کر تاکہ ہماری قدرت و عظمت تجھ پر ظاہر ہووے عزیز پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہان سے آیا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اس سے پہلے باپ کی پیٹھ مین و ہان کی چھاتی مین جگہ دی پھر اُسے تیری پیدائش کا تخم کیا اور ہان باپ پر شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہ دان کو زمین بنایا مردون کے آب پشت کو بیج ٹھہرایا شہوت کو مرد و عورت پر تعینات کر دیا جتنے کہ زمین مین بیج پڑا پھر خون حیض سے اُس تخم کو سینچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اُس خون کو تھکا کر دیا اسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کر دیا اسے مضغہ کہتے ہین پھر اسمین جان ڈالی پھر اس ایک طرح کے لہو پانی سے تجھ مین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ و پے اور استخوان پھر ان سب تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول کیا ہاتھ پاؤن لمبے لمبے بنائے اُنکے سرون پر پانچ پانچ انگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھ کان ناک منھ زبان اور اعضا پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردے تلی رحم مثانہ انتڑیان پیدا کین ہر ایک کو اور ہی شکل اور ہی صفت اور ہی مقدار پر پیدا کیا پھر ان مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر انگلی کی تین تین پورین کین ہر عضو کو گوشت و پوست رگ و پے اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھ جو مقدار جو زسے زیادہ نہین اسکے سات طبقے بنائے ہر طبقہ اور ہی صفت پر ہے اُنمین سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھے نظر نہ آئے اگر فقط آنکھ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سے اوراق سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت و مضبوط جسم بنایا انہین سے ہر جوڑا اور ٹکڑا اور ہی شکل و مقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لمبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کر دیا اور ہر ایک کی مقدار اور شکل و صورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کر کے اسی پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک سخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھ سیدھی نہ رکھ سکتا اور پاؤن پر زور دیکر کھڑا نہ ہو سکتا تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملا کر رگ و پے لپیٹ کر اُسے مضبوط کر دیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور ہر مُہرے مین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اُسکے نیچے چار سوراخ گڑھو نکے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے ان گڑھون مین جم بیٹھین اور مُہرون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکال رکھا تاکہ پٹھے جو مضبوطی کے واسطے اُنپر لپٹے ہین اُنمین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو پچپن ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک درزون سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو پیدا کیا بعضون کا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضے کا سر باریک و تیز رکھا تاکہ کھانیکی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گویا چکی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مُہرون سے بنائی اور رگ پٹھے لپیٹ کر اُسے مضبوط کر دیا اور سر کو اُسکے ساتھ ترکیب دی اور پیٹھ کو چوبیس مُہرون سے پیدا کیا اور اُسپر گردن رکھدی پھر سینے کی ہڈیان اُن مُہرون کی چوڑان مین بنائین اسیطرح اور ہڈیان پیدا کین اُنکی تفصیل دراز ہے غرض کہ تیرے بدن مین دوسو سینتالیس ہڈیان پیدا کین ہر ایک اور ہی حکمت کے واسطے ہے تاکہ تیرا کام بنا رہے اور ان سب کو ایک سخیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیون مین سے ایک بھی کم ہو جائے تو تو کام سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہو جائے تو تیرے آرام مین خلل آئے اور چونکہ تجھے ان ہڈیون اور اعضا کے ہلانے کی حاجت تھی تیرے سب اعضا مین پانسو ستائیس عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت بیچ مین گندہ کنارے باریک ہین بعضے چھوٹے ہین بعضے بڑے ہر ایک گوشت و پٹھے اور پردے سے مرکب ہے پردہ غلاف کیطرح اُنپر چڑھا ہوا ہے اُنمین چوبیس فقط اسواسطے ہوتے ہین کہ ہر طرف سے تو آنکھ اور پلک ہلا سکے اور ون کو بھی آپ پر قیاس کر لے اسواسطے کہ انکی بھی تفصیل دراز ہے پھر تیرے

بدن مین تین حوض بنا کر اُن سے تمام جسم مین نہرین جاری کین ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھونکی نہرین نکلکر تمام بدنمین پہونچتی ہین تاکہ بدن مین
حس وحرکت کی قدرت پیدا ہوا اور اُس سے ایک نہر پیٹھ کے مہرون کے اندر رکھی تاکہ پٹھے مغز سے دور نہ ہون کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہوجاتے
دوسرا حوض جگر ہے اُس سے ہفت اندام مین رگین پھیلائین تاکہ اُنمین غذا پہونچے تیسرا حوض دل ہے اُس سے تمام بدن مین رگین پہونچائین تاکہ
اُسمین روح روان رہے اور دل سے ہفت اندام مین پہونچتی رہے پس اے عزیز اپنے ایک ایک عضو مین تفکر کر کہ حق تعالےٰ نے ہر ایک عضو کو
کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقون سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اس سے بہتر ہونا ممکن نہین پلک کے پپوٹون کو اسواسطے
پیدا کیا تاکہ گرد وغبار سے آنکھ کو بچائے اور مژگان سیدھی اور سیاہ حُسنِ صورت اور قوّتِ بصارت کیواسطے پیدا کین تاکہ جب غبار ہو تو انہین بند
کرے تاکہ آنکھ مین گرد نہ پڑنے پائے اور انکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس وخاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہوجائین اور ان
سب صنعتون سے زیادہ عجیب یہ قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہے اسمین زمین وآسمان کی اتنی بڑی صورت نظر آتی ہے
حتےٰ کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بُعد کے فوراً آسمان نظر آتا ہے اگر نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کے عجائبات اور جو کچھ اُس مین
چھوٹ موٹ نظر آتا ہے اُسکی کیفیت بیان کیجائے تو دفتر کے دفتر ہوجائین پھر کان کو پیدا کر کے کڑوا میل اُسمین پیدا کر دیا تاکہ کوئی
کیڑا اسمین نہ گھس جائے پھر کان کا گھونگھا بنایا تاکہ آواز کو جمع کر کے کان کے چھید مین پہونچائے اور کان کے اندر پیچ در پیچ اس
واسطے بنایا تاکہ جب تو سوجائے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اُسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھائے حتےٰ کہ تو چونک پڑے
اگر منہ اور ناک اور اعضا کا مفصّل حال بیان کرون تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے راہ معلوم ہوجائے اور ہر ایک عضو
مین فکر کیا کر کہ یہ عضو کس واسطے ہے اور اسکے سبب سے خالق کی حکمت وعظمت لطف ورحمت علم وقدرت سے آگاہ ہوتا رہ کہ تیرے سر سے
پاؤن تک سب عجائب ہین اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتین جو اسمین رکھی ہین سب سے زیادہ عجیب ہین بلکہ
جو کچھ سینہ اور پیٹ مین ہے وہ بھی عجیب تر ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے معدہ کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ جوش کھاتا رہتا ہے
حتےٰ کہ کھانا اُسمین پک جاتا ہے اور جگر اُس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اُس خون کو ہفت اندام مین پہونچا دیتی ہین اور پتّا اس
خون کے جھین کو جسے صفرا کہتے ہین لے لیتا ہے اور تلّی اس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے لے لیتی ہے اور گردے اُس خون سے
پانی کو جدا کر کے مثانے کی طرف بہا دیتے ہین علیٰ ہذا القیاس بچہ دان اور آلاتِ ولادت کے عجائب بھی ایسے ہی ہین اور ظاہری باطنی
قوتین اور حواس جیسے بصارت سماعت عقل علم جو آدمی کو مرحمت فرمائے عجیب وغریب ہین سبحان اللہ اے عزیز اگر کوئی مصوّر کسی دیوار پر
ایک اچھی سی صورت بناتا ہے تو اُسکی استادی سے تو تعجّب مین رہتا ہے اور اسکی بہت تعریف کرتا ہے اور خالقِ برحق صانعِ مطلق کی صنعت
تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ پر یہ نقش ظاہر وباطن مین پیدا کرتا ہے یہان نہ قلم نظر آتا ہے نہ نقّاش اور ایسے نقّاشِ حقیقی کی عظمت
سے تو تعجب اور حیرت مین نہین رہتا اور ایسے صانع باکمال کی قدرتِ کاملہ اور علمِ اتم سے تو بیخود اور مدہوش نہین ہوجاتا اور ایسے
خالقِ برحق کی شفقت بے غایت اور رحمتِ بے نہایت سے تو تعجب نہین کرتا کہ جب رحم مین غذا کا تو محتاج تھا تب وہان اگر تو منہ
پھیلاتا تو اندازہ سے زیادہ خونِ حیض تیرے معدہ مین چلا جاتا اور تو ہلاک ہوتا لہذا ناف کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر کیا پھر جب

تو بچہ دان سے باہر آیا تو ناف کا راستہ بند کر کے تیرا منہ کھولدیا اسواسطے کہ اب مان اپنے انداز کے موافق تجھے غذا دے سکتی ہے پھر چونکہ اسوقت تیرا بدن ضعیف و رنازک تھا ثقیل کھانون کی قوت نہ رکھتا لہذا شیر مادر جو لطیف ہوتا ہے اُس سے تیری غذا بنائی اور مان کے سینے مین چھاتیان پیدا کین اُسکی چھاتیون کی ٹھٹنی تیرے منہ کے قدر بنائی تاکہ دودھ تیرے منہ مین زور سے نہ گرے اور مان کے سینے مین ایک قدرتی دھوبی بٹھادیا تاکہ خون سرخ جو سینے مین آتا ہے اُسے دھوکر سفید دودھ کردے اور پاک صاف کر کے تیرے پاس بھیجے اور تیری مان پر شفقت مادری کو مسلط کردیا ہے کہ اگر دم بھر تو بھوکا ہوتا ہے تو وہ بیقرار اور بےچین ہوجاتی ہے چونکہ دودھ پینے مین دانتون کی حاجت نہ تھی لہذا پہلے دانت نہین پیدا کیے تاکہ اپنی مان کی چھاتیون کو تو زخمی نہ کرڈالے جب کھانا کھانیکی قوت پیدا ہوئی تو اپنے وقت پر دانت پیدا کیے تاکہ کھانے کی سخت چیز پر تو قادر ہو اندھا وہی شخص ہے جو یہ سب صنعتین اور خلقتین دیکھے اور اُنکے صانع اور خالق کی عظمت سے دنگ اور مدہوش اور اُسکے کمال لطف و شفقت سے متحیر اور اس جلال و جمال پر عاشق نہ ہوجائے وہ آدمی صورت بہائم سیرت بڑا ہی غافل ہے جو ان عجائب مین تفکر نہ کرے اور اپنے بدن کا خیال نہ کرے اور جو عقل کہ اُسے عنایت ہوئی اور بہترین شیا ہے اُسے ضائع کرے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے کہ جب بھوکا ہو کھانا کھائے جب غصہ آئے تو کسی سے بھڑجائے اور بوستان معرفت الٰہی کی سیر سے بہائم کی طرح محروم رہے آدمی کی تنبیہ کے واسطے اتنا بیان یہان کافی ہے تیری عجائب خلقت مین سے یہ تو لاکھ مین سے ایک بھی نہین ہے اکثر یہ عجائب سب حیوانون مین بھی مچھر سے لیکر ہاتھی تک موجود ہین اسکی تفصیل دراز ہے دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ زمین کے اوپر اور اندر ہے اے عزیز اگر تو چاہتا ہے کہ اپنے بدن کے عجائبات معلوم کر کے آگے بڑھے تو زمین کا خیال کر کہ حق تعالے نے کس طرح اُسکو تیرا بچھونا بنایا اور ایسی وسعت اُسے دی کہ تو اُسکے کنارے تک نہین پہونچ سکتا اور اُسپر پہاڑون کی میخین گاڑدین تاکہ تیرے قدم کے نیچے ٹھہرے جنبش نہ کرے اور سخت پتھرون کے نیچے سے پانی نکالا تاکہ بتدریج نکل کر روے زمین پر جاری ہو اگر سخت پتھر اُس پانی کو روکے نہ رہتا تو پانی دفعۃً نکل کر دنیا کو ڈبو دیتا تھوڑی تھوڑی ساعت سینچنے کے پہلے ہی پہونچ جاتا اور موسم بہار کا خیال کر کہ تمام روے زمین جمی ہوئی خاک ہوتی ہے جب مینھ برستا ہے تو کیسی زندہ ہوکر گل بوٹون کی بہار سے اطلس ہفت رنگ کیا بلکہ ہزار رنگ ہوجاتی ہے اور جو سبزہ اُگتا ہے اُسمین فکر کر کہ اُسمین پھول پتے اور کلیان بھی ہوتی ہین ہر گل و شگوفہ کی رنگت جدا جدا صورت علیحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہے پھر میوے اور درختون مین فکر کر اُن کی خوبصورتی اور ذائقے اور بو باس اور فائدے کو دیکھ بلکہ ہزارہا بوٹیان جنکا نام و نشان بھی تجھے نہین معلوم اُنکا کر اُن مین فوائد نادرہ رکھے کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی ترش کسی کی خاصیت یہ ہے کہ بیمار کردیتی ہے کسی کی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہے ایک جان بچاتی ہے ایک زہر ہے کہ اُسکے سبب سے جان جاتی ہے بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اُسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگون کے اندر سے نکالتی ہے ایک سودا کو اُبھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک خوشی دیتی ہے ایک فرحت دے ایک ایسی کہ دل مین رنج و کلفت پیدا کرے کوئی آدمیون کی غذا ہے کوئی جانورون کی چری ہے کوئی چڑیون کا دانہ ہے اے عزیز خیال تو کر کہ یہ ہزارون ہی ہین اور انمین ہزارون ہی عجائبات ہین تاکہ تجھے ایسی قدرت کاملہ نظر آئے کہ تمام خلق کی عقلوں کا دنگ ہوجاتا عجائب یہ چیزین بھی بے نہایت ہین تیسری نشانی وہ نفیس اور بےبہا امانتین ہین جنھین حق تعالے نے پہاڑون مین پوشیدہ رکھا ہے

کھان کہتے ہین بعض زمین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ یاقوت ریشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض زمین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض ان مین سے متفرق کامون کے لیے ہین جیسے نمک گندھک نفط قیر ان مین سب سے کمتر نمک ہے جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر آئے تو وہان کے سب کھانے خراب اور بدمزہ ہوجائین لوگ بیمار پڑجائین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف وکرم کو دیکھ کہ تیرا کھانا اگرچہ تجھے خدا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اُسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی اور برسات کے پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہوکر نمک بنجاتا ہے یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چوتھی نشانی حیوانات روے زمین ہین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اُڑتے ہین بعضے دو پاؤن سے چلتے ہین بعضے چار پاؤن سے بعضے پیٹ کے بل بعضے بہت پاؤن سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین نکرو تامل کر کہ ہر ایک کی شکل وصورت جدا ہے اور ایک دوسرے سے اچھا ہے ہر ایک جانور کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یون اپنی غذا حاصل کرتے ہین یون اپنے بچّون کی پرورش کرتے ہین تاکہ وہ بڑے ہون اسطرح اپنا گھونسلا بناتے ہین اے عزیز چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا کو نکر جمع کرتی ہے گیہون پاتی ہے تو یہ سمجھ کر کہ اگر ثابت رکھونگی تو خراب ہوجائینگے اُسکے دو ٹکڑے کرڈالتی ہے تاکہ کیڑا نہ لگے اور اگر دھنیا ثابت نہ رہے تو خراب ہوجاتا ہے یہ سمجھ کر دھنیا کو ثابت رکھ چھوڑتی ہے اور اے عزیز مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے بنا مین جو اندازہ کام آتا ہے اُسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھکر ایک طرف نیو جاتی ہے اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس حکمت سے تانا تن چکتی ہے تو بانا بننے لگتی ہے اور تار و نکا بیچ برابر رکھتی ہے تاکہ کوئی تار دور اور کوئی نزدیک نہ ہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے پھر جب کوئی مکھی اُلجھتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اُسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اُسکے ہاتھ پاؤن مین لپیٹ دیتی ہے تاکہ اُسکے اڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اُس مکھی کو رکھ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور اے عزیز مکھی کو دیکھ کہ اپنا گھر مسدّس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بنائے اور اُسکی شکل گول ہے تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہین اور اگر گول بنائے تو جب مدوّرات کو ملاکر رکھتے ہین تو اُنکے بیچ مین بیکار جگہ چھوٹتی ہے اور سب شکلون مین مسدّس سے زیادہ مدوّر کے قریب قریب کوئی شکل نہین ہے یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت و مہربانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کتنی عنایت رکھتا ہے کہ اُسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہے اور مچھّر کو الہام کرتا ہے کہ خون تیری غذا ہے اور اُسکے واسطے ایک سونڈ تیز اور باریک اندر سے خالی پیدا کی تاکہ اُسے آدمی یا جانورون کے بدن مین چبھو کر خون کھینچے اور اُسے اور ایک عنایت فرمایا کہ جب اُسے پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا ہے تو وہ سمجھ کر اُڑجاتا ہے اور اُسے ہلکے ہلکے دو پر دیے کہ اُنکے زور سے اُڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فور اً پھر آئے اگر اُسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے خالق کا اتنا شکر بجا لاتا کہ سب آدمی تعجّب مین رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر و تسبیح ہے مگر ہم لوگ نہین سمجھتے جیسا حق تعالےٰ فرماتا ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ[1] اس قسم کے عجائب کی بھی نہایت نہین بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب مین سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے اے عزیز اب تو کیا کہتا ہے کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلون

[1] ولیکن تم نہین سمجھتے ہو تسبیح اُن کی ۱۲

طرفہ رنگون عمدہ صورتون سڈول اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوے ہین کیا انھون نے خود اپنے تئین پیدا کیا یا تو نے اُنھین پیدا کیا
سبحان اللہ کیا اسکی شان ہے کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھون کو اندھا کر سکتا ہے تاکہ نہ دیکھین اور دلون کو غافل رکھ سکتا ہے تاکہ نہ سوچین
بہت لوگ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہین اور دل کی آنکھ سے دیکھکر عبرت نہین لیتے جو بات سننا چاہیے اسکے سننے سے ان کے کان بھرے ہین
حتّٰے کہ بہائم کی طرح آواز کے سوا اور کچھ نہین سنتے چڑیون کی بولی جسمین حرف وصوت کو دخل نہین نہین سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے
اُسکے دیکھنے سے اُنکی آنکھین اندھی ہین حتّٰی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف و رقوم سے ہو اُسی کو دیکھتے ہین اور یہ خطِ الٰہی جو نہ حرف
ہے نہ رقم تمام عالم کے ذرّون پر قلمِ قدرت سے لکھا ہے اُسے نہین دیکھ سکتے اے عزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرّے کے سر کے برابر ہوتا ہے اسمین
غور کر اور کان لگا کر سن کہ کیا کہتا ہے زبانِ فصیح سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ او سادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے تو
تو اُسکی نقّاشی اور اُستادی سے تعجّب مین رہتا ہے آ مجھے دیکھ تاکہ خدا کی نقاشی اور مصوّری تجھے نظر آئے کہ مین ایک ذرّہ سے زیادہ نہین
ہون اور نقّاشِ ازل ابتدائے خلقت مین مجھ سے چیونٹی بنائے گا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تاکہ مجھ سے دل سر ہاتھ پاؤن
اور اعضا بنائے اور میرے سر و دماغ مین کئی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک مین چکھنے کی قوت ایک مین سونگھنے کی قوت ایک مین
سننے کی قوت رکھی اور میرے سر کے باہر کتنے پیالے رکھکر انپر نگینے بنائے ناک اور منھ جو کھانا اُترنے کی راہ ہے بنائے اور ہاتھ پاؤن
مجھ سے نکالے اور باطن مین ایسی جگہ رکھی جہان کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسے مقام بنائے جہان سے غذا نکل جائے اور اُسکے سب آلات
پیدا کیے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کے تین درجے بناکر ایک کو دوسرے سے ملائے اور جوگی بہرے والون کی طرح
میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھکر کالی قبا پہنائی اور یہ عالم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم
مین ظاہر کرے تاکہ تیری نعمت مین تیری ہی طرح چلون پھرون بلکہ تجھے میرا مسخر کردے تاکہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آب پاشی
زمین کی درستی کرے اور جب گیہون جو اناج مغزیات حاصل کرکے جہان کہین چھپا کر رکھتا ہے حقتعالے مجھ ناچیز چیونٹی کو وہان کی راہ بتاتا
ہے حتّٰی کہ مین اپنے گھر کے اندر زمین کے نیچے اُسکی بو سونگھکر وہان آ پہونچتی ہون اور تو باوجود اس ہمہ رنج و محنت شاید سال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا
اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھ احتیاط سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکو اپنی غذا مین میدان مین لاتی
ہون تو مینھ برسنے کے قبل حقتعالے مجھے الہام فرماتا ہے مین وہان سے اُٹھاکر ایسی جگہ لیجاتی ہون جہان مینھ کچھ نقصان نہ پہونچا سکے اور اگر
تو نے میدان مین خرمن لگایا ہو اور سیل و باران آیا ہو تو تجھے اُسکی خبر بھی نہین ہوتی حتّٰے کہ تمام خرمن ضائع ہوجاتا ہے پس مین
اُس خدا کا شکر کیونکر بجالاؤن جسنے مجھے ایک ذرّے سے اس زیبائی اور چستی اور چالاکی کے ساتھ پیدا کیا اور تجھ ایسے کو باین بزرگی
میرا خدمتگار بنایا حتّٰے کہ تو میری غذا جوتتا بوتا اور کاٹتا پیٹتا ہے اور رنج و محنت کھینچتا ہے اور مین چین سے کھاتی ہون اور
کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبانِ حال سے خالق کے جلال کی ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرّہ اگرچہ
جماد ہے مگر ثنا خوانِ ربّ العباد ہے لیکن آدمی اُن کی آواز اور ندا سننے سے غافل ہے جیسا حق تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّهُمْ عَنِ
السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ اور وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور اس عالم عجائبات کی کچھ انتہا نہین

اُسے تفصیل وار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریا ہین جو روئے زمین پر جاری ہین دریائے محیط جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے ہر ایک
دریا اُسی کا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے چند جزیرون سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ زمین دریا مین ایسی ہے
جیسے زمین مین چند اصطبل اے عزیز جب تو خشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہو اسواسطے کہ دریا
جسقدر زمین سے بڑا ہے اُسیقدر اُسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہے دریا مین بھی اُسکا نظیر موجود ہے اور بہتیرے
جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین ہوتے ہین ان جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے کوئی جانور ایسا چھوٹا
ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اُسکی پیٹھ پر آجاتا ہے تو لوگ جانتے ہین کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو
شاید وہ جانور آگاہ ہوکر جنبش کرتا ہے تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی پیٹھ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین
تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اُسکی تفصیل ہوسکے اے عزیز دیکھ تو سہی کہ حق تعالےٰ نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا
پوست سیپی ہے اور اُسے الہام فرمایا کہ مینھ برستے وقت دریا کے کنارے آکر منھ کھولتا ہے تاکہ مینھ کی جو بوندین شیرین ہین آب دریا کے
مانند شور نہین وہ اُسکے اندر پڑجائین اور منھ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہے اور اُن قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہے جیسے رحم مین
نطفہ اور اُن مین پرورش کرتا ہے اور اس جوہر صدف کو حق تعالےٰ نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہے اور یہ قوت مدت دراز مین اسے حاصل
ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہوجائے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اُس سے زیور بنائے اور آرائش کرے اور دریا کے اندر پتھر سے ایک
سرخ درخت پیدا کیا کہ اُسکی صورت درخت کی سی ہے اور اُسکا جوہر پتھر کا جوہر ہے اس درخت کو مرجان یعنی مونگا کہتے ہین اور اس کے
کف سے ایک چیز ساحل پر پیدا ہوتی ہے اُسے عنبر کہتے ہین اور ان جواہر کے عجائب جسم حیوان کے باہر بھی بہت ہین اور روئے دریا پر کشتی چلانا اور
کشتی کو ایسی شکل پر بنانا کہ دریا مین غرق نہ ہو اور کشتیبانون کو یہ ہدایت فرمانا کہ موافق اور مخالف ہوا کو پہچانین اور ستارے کا پیدا کرنا
تاکہ جہان پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہ ہو وہان راہ بتائی سب سے زیادہ عجیب بات ہے بلکہ پانی کی صورت اس لطافت اور صفائی
اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے
اے عزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پائے تو اُسکے واسطے تمام روئے زمین کا مال دیڈالتا ہے اور اگر وہ چلو بھر پانی تیرے مثانے
مین رک جائے اور تو اُسے باہر نہ نکال سکے تو بھی اُس سے نجات پانے کے واسطے جو کچھ مال و دولت تیرے پاس ہو اُسے خرچ کرڈالتا ہے
غرضکہ پانی اور دریا کے عجائب بھی بے نہایت ہین پانچوین نشانی ہوا ہے اور جو چیزین ہوا مین ہین ہوا بھی ایک دریائے موجزن ہے
ہوا کا چلنا بھی موج مارتا ہے اے عزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آئے اور دیکھنے مین آڑ نہ ہو وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے
کی تو دن بھر مین ایک ہی بار حاجت ہوتی ہے اور اگر ساعت بھر تو سانس نہ لے اور غذائے ہوا تیرے باطن مین نہ پہونچے تو تو ہلاک
ہوجائے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ کشتیان اُسین تھمی رہتی ہین کیونکہ ہوا کشتی کو پانی مین ڈوبنے
نہین دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے اے عزیز آسمان تو پہلا درجہ ہے پہلے تو ہوا کو دیکھ کہ اُس مین حق تعالےٰ نے کیا کیا چیزین
بنائین جیسے مینھ بدلی رعد تجلی برف ابر غلیظ کو دیکھ کہ دفعۃً ہوائے لطیف مین پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی پی کر اُٹھتا ہے

یا بخار کے طور پر پہاڑون سے یا نفسِ ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور جو مقام پہاڑ دریا چشمون سے دور ہین وہان قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہے جو قطرہ آتا ہے ایک خطِ مستقیم پر آتا ہے اور تقدیرِ الٰہی مین جو جگہ اُسکے واسطے مقرر ہے اُسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کیڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہو جائے اور فلانا سبزہ جو خشک ہوا جاتا ہے تر ہو جائے اور فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اُسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سُوکھا جاتا ہے کہ پانی اُس درخت کی جڑ مین پہونچکر اُسکے اندر سرایت کرے اور اُن رگون کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہین جاکر اُس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ تر و تازہ ہو جائے اور تو خدا کی رحمت اور مہربانی سے غافل ہوکر اُسے کھاتا ہے اور مینھ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہے کہ فلانی جگہ گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہوکر چاہے کہ قطرون کا حساب معلوم کرے تو یہ ناممکن ہے پھر اگر پانی دفعۃً اگر برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالےٰ نے فصل سرما کو اُسپر مسلّط کیا تاکہ پانی کو برف کردے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح ذرہ ذرہ گرتی ہے اور پہاڑون کو برف خانہ مقرر کیا کہ وہان جمع ہوتی ہے چونکہ وہان کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے برف جلدی پگھل کر نہین بہہ جاتی جب فصلِ بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے اُس سے بقدرِ حاجت نہرین جاری ہوتی ہین تاکہ گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتون مین صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینھ برسا کرتا تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف مین یہ یہ لطف رحمتِ الٰہی ہین اور برف پر کیا موقوف ہے ہر ایک چیز مین خدا کی رحمت ہے بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالےٰ نے حق اور عدل اور حکمت کے ساتھ پیدا کیا اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی زمین آسمان کو اور جو کچھ اُن مین ہے اُسے کھیل کے طور سے باطل و بیکار نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے یعنے جیسا چاہیے تھا ویساہی پیدا کیا چھٹی نشانی آسمانون اور تارون کی مملکت ہے اور اُنکے عجائب اسواسطے کہ زمین اور جو کچھ روئے زمین پر ہے اُنکے مقابلے مین بہت کم اور مختصر ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ[1] اور فرمایا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ[2] پس اے عزیز حق تعالےٰ نے یہ جو حکم فرمایا ہے کہ ملکوتِ آسمان مین تم تفکر کرو تو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی نیلاہٹ اور تارون کی سپیدی دیکھو اسواسطے کہ اسطرح تو سب بہائم بھی دیکھتے ہین لیکن اپنے تئین اور اپنے عجائب کو جو تجھ سے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کے عجائب کے سامنے ذرّہ برابر بھی نہین ہین جب تو پہچانیگا تو ملکوتِ آسمان کے عجائب کو کیا جانیگا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور اُنکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرشِ رب العالمین کو پھر عالمِ اجسام سے نکلکر عالمِ ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور اُنکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان اور ستارون مین اور اُنکی حرکت

---

[1] اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت نگاہ رکھی گئی اور وہ لوگ اس کی نشانیون سے انکار کرنے والے ہین ۱۲ [2] برآئینہ پیدائش آسمان اور زمین کی بہت بڑی ہے پیدائش آدمیون سے مگر اکثر لوگ نہین جانتے ہین ۱۲۔

اور گردش مین اور انکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوے ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھ کہ گو اُن کی تعداد
کوئی نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیاب کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر اُن کے ہر گروہ کی شکل جدا جدا
ہے کوئی بکری کی صورت پر ہے کوئی بیل کی شکل پر کوئی بچھو کی ہیئت پر اور شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے بلکہ جو جو صورتین زمین پر
نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو
طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت
نہ آجاوے تو چھتیس چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین اور اُن کے عجائب علوم کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے
عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت کے قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین
اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب
کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اُسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا
تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین کی ایک سو ساٹھ مسافتون کے برابر اس ساعت مین قطع کر کے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب
تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیلؑ نے کہا لا نعم
یعنے نہین ہان آپ نے فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور
ایک ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے اے عزیز جب ایک ستارے کا یہ حال ہے تو تمام
آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ مین نظر آتی ہے تاکہ اُس سے حق تعالےٰ کی
قدرت اور عظمت تو پہچانے پس ہر ایک ستارے مین ایک حکمت ہے اور اُسکے ثبات و سیر و رجوع و استقامت طلوع و غروب مین حکمتین ہین
آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت ہے کہ حق تعالےٰ نے اُسکے فلک کو فلک البروج کے ساتھ ایک میل عنایت فرمایا ہے حتّٰی کہ ایک
فصل مین تیرے سر سے نزدیک ہے اور ایک فصل مین دور ہو جاتا ہے تاکہ اسکے سبب سے ہوا کی کیفیت بدلتی رہے کبھی سرد کبھی گرم کبھی
معتدل ہو جاوے اور اسی وجہ سے دن رات مین تفاوت اور اختلاف رہتا ہے کبھی بڑے ہو جاتے ہین کبھی چھوٹے یہ حال تمام و کمال
لکھا جاوے تو بڑی طوالت ہو اور حق تعالےٰ نے اس تھوڑی سی عمر مین جو علوم ہمین عنایت فرمائے اگر انھین ہم بیان کرین تو ایک مدّت صرف
ہو اور ہمارا علم انبیا اولیا کے علم کی بہ نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیاؒ کا علم تفصیلِ خلقت کے باب مین انبیاؑ کے علم سے کمتر
ہے اور انبیاؑ کا علم مقرّب فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہے اور ان سب کا علم حق سبحانہٗ تعالےٰ کے علم کے سامنے ایسا ناچیز
ہے کہ انکے علم کو علم کہنا نہین سزاوار ہے سبحان اللہ اسکی کیا شان ہے کہ باوصف اسکے کہ بندون کو علم سے بہرہ مند کر کے
نادانی کا داغ ان مین لگا دیا اور فرمایا وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[1] اے عزیز تفکر کے اطوار کے باب مین جو بیان کیا گیا یہ ایک
نمونہ ہے تاکہ اسکے سبب سے تو اپنی غفلت معلوم کرے اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے جو نقش و نگار اور گچ سے

[1] یعنے نہین دیا گیا تمھین علم مین سے مگر تھوڑا سا ۱۲

آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اُسکی تعریف کرتا ہے اور دنگ رہتا ہے اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے مگر کچھ بھی تعجّب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اُسکا فرش ہے اور آسمان اُسکی چھت ہے اتنی بڑی چھت کا بے ستون قائم رہنا بڑے تعجّب کی بات ہے اُسکا خزانہ پہاڑ ہین اور گنجینہ دریا ہین حیوانات اور نباتات اثاث البیت ہین چاند اُس گھر کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین اور فرشتے مشعلچی مگر اُس گھر کے عجائبات سے غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اُس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اُس چیونٹی کے مانند ہے جو بادشاہ کے مکان عالیشان مین چھید کرکے رہتی ہے اپنے گھر اور غذا اور اپنے یارون کے سوا اُسے کچھ خبر نہین ہوتی اور قصرِ شاہی کی رونق و زینت اور غلامون کی کثرت اور تختِ سلطنت سے بالکل بیخبر رہتی ہے اگر چیونٹی کے درجے پر تو رہنا چاہتا ہے تو رہ حالانکہ معرفتِ الٰہی کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتائی ہے باہر نکلکر آنکھ تو کھول تا عجائبِ صنعت تجھے نظر آئین اور تو مدہوش و متحیّر ہو جائے واللہ اعلم بالصّواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

اَے عزیز از جان اس بات کو جان کہ توکّل جسکا نام ہے وہ مقربون کے مقامات مین سے ایک مقام ہے اور اُسکا بڑا درجہ ہے مگر توکّل کا علم فی نفسہ باریک اور مشکل ہے اور اسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اسوجہ سے ہے کہ جو شخص سمجھے کہ کامون مین خدا کے سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکّا موحد نہین اور اگر سب اسباب کو درمیان سے اُٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہری کا بھی کوئی سبب نہ دیکھے گا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھے گا تو شاید اسباب ظاہری مین سے کسی سبب پر توکّل کرے اور اُسکے موحد ہونے مین نقصان آجائے پس توکّل کا ایسا بیان جیسا عقل و شرع اور توحید کہتی ہے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو بہت دقیق علم ہے اُسے ہر ایک نہین جان سکتا پہلے تو ہم توکّل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اُسکی حقیقت کا بیان کرینگے پھر اُس کے احوال اور اعمال کہین گے

توکل کی فضیلت کا بیان اَے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد کیا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی حقتعالےٰ نے سب کو توکّل کا حکم فرمایا اور اسے شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ یعنے حق تعالےٰ متوکّلون کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ پر توکّل کرتا ہے اُسکے واسطے اللہ بس ہے اور فرماتا ہے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ یعنی اپنے بندے کے واسطے اللہ کیا بس نہین ہے اور توکّل کی فضیلت مین ایسی بہت سی آئتین ہین اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے میرے سامنے امتین پیش کین مین نے اپنی اُمت کو دیکھا کہ کوہ و بیابان مین بھری ہے اُسکی کثرت دیکھکر مین متعجب رہا اور خوش ہوا حق تعالےٰ نے مجھ سے پوچھا کہ تم خوش ہوئے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ باانہمہ ستّر ہزار آدمی بے حساب جنّت مین جائینگے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُٹھکر عرض کیا کہ یارسول اللہ دعا کیجیے کہ حق تعالےٰ مجھے بھی ان

ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بارِ خدایا اُسے اُن لوگون مین سے کر پھر اور ایک صحابی نے اُٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَکَ بِهَا عُکَّاشَۃُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ حق تعالےٰ پر ایسا توکّل کرو جیسا کہ توکّل کرنیکا حق ہے تو حقتعالےٰ تمھین اسطرح روزی پہونچائے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے ہوتے ہین اور شام کو شکم سیر آتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہے حق تعالےٰ اُسکے سب کامون کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہوجاتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسے روزی پہونچاتا ہے جو اُسکے خیال مین بھی نہ آئے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالےٰ اُسے دنیا کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کو جب کافرون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جب حضرت ابراہیمؑ ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہے فرمایا تم سے کچھ حاجت نہین یہ اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اُسے وفا کرین اسیواسطے حق تعالےٰ نے وفا کے ساتھ اُن کی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سب کو چھوڑکر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہے تو گو کہ تمام آسمان وزمین مکروفریب سے اُسکی مخالفت کرین مگر مین اُس کی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مجھے بچھونے کاٹا میری مان نے قسم دے کر مجھ سے کہا کہ ہاتھ پھیلا تاکہ لوگ منتر پڑھین دوسرا ہاتھ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلا دیا اس واسطے کہ جناب رسولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم سے مین نے سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکّل نہین اور حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ ایک راہب سے مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینے والے سے پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جب تو ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہے تو روزی کہان سے کھاتا ہے اُسنے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنے جس نے یہ چکّی پیدا کی وہ اناج بھی بھیجدیتا ہے حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ مین کس ملک مین ٹھہرون کہا شام مین پوچھا وہان روزی کیونکر ملے گی کہا اُفٍّ لِهٰذِهِ الْقُلُوْبِ قَدْ خَالَطَهَا الشَّکُّ وَلَا یَنْفَعُهَا الْمَوْعِظَۃُ یعنے افسوس ہے ایسے دلون پر کہ شک اُن پر غالب ہے اور نصیحت اُنھین سودمند نہین ہوتی **حقیقت توحید کی جو بنائے توکّل ہے**

اے عزیز جان تو کہ توکّل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور وہ ایمان کا ثمرہ ہے اور ایمان کے ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکّل کی بنا ہے ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمالِ لطف ورحمت پر مگر توحید کی تفصیل دراز ہے اور اس کا علم سب علوم کا منتہا ہے مگر جسقدر پر بنائے توکّل ہے اُسیقدر ہم بیان کرتے ہین اے عزیز جان تو کہ توحید کے چار درجے ہین اور توحید کا ایک مغز ہے اور اس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہے اور اس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہے تو توحید دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اسکی مثال کچّے اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اُسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کلمے کے معنے کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام النّاس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلّم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے

توحید کے چار درجے ہین ۱۲

کہ آدمی مشاہدے سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کامونکا ایک ہی فاعل ہے اور کسیکو کوئی کچھ کر ہی نہین سکتا یہ ایک نور ہے کہ دلمین
پیدا ہوتا ہے اسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے کہ اُنکا اعتقاد ایک گرہ ہے
کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگائے اور یہ مشاہدہ دلکا کھلجانا ہے یہ سب گرہون کو کھول ور قیدون کو اُٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسی کے
کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس کی تقلید کی مثال ہے کہ اُنھون نے اپنے ماں باپ سے سنا اور
دوسرا شخص دروازے پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اُنھون نے دلیل سے
جانا اور تیسرا شخص اس سردار کو گھر مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور
اگرچہ اس توحید کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اُس درجے پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہے کہ خلق خالق سے ہے
تو اس درجے کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جبتک دو دیکھتا ہے تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہے جمع نہین ہوتا یہ کمالِ توحید نہین چوتھا
درجہ یہ ہے کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدے مین تفرقہ کو کچھ دخل نہین
ہوتا صوفی لوگ اس درجے کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیساکہ حسین حلاج نے خواص رحمہما اللہ تعالےٰ کو دیکھا کہ بیابان مین پھرتے ہین پوچھا
کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تم نے اپنی عمر تو آبادانیِ باطن مین گزاری بھلا نیستی سے توحید کے مقام کو کب
پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحیدِ منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہے اے عزیز جسطرح اخروٹ کا اوپر والا چھلکا اگر تو کھائے تو بُرا معلوم
ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو بُرا ہے اگر اسے تو جلا لے تو دھوان ہوتا ہے اور آگ کو
بجھا دیتا ہے اگر تو اُسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ جگہ رُک جاتی ہے وہ اور تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چند روز اُسے اخروٹ پر
لگا رہنے دین تاکہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھے اور آفتون سے بچائے رکھے اسی طرح توحیدِ منافق بھی اور کسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے
پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہے اور منافق کا پوست اُسکا بدن ہے کہ اُسنے توحیدِ زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل
نکیا گیا مگر جب بدن گیا گزرا اور جان رہگئی یعنی وہ موا تو وہ توحیدِ زبانی کچھ کام نہین آئی اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل
نہین ہوتا اسی کام کا ہوتا ہے کہ اُسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اُسکی حفاظت اور حمایت مین رہے خراب نہونے پائے اور یہ
چھلکا مغز کی بہ نسبت ناچیز اور حقیر ہوتا ہے اسی طرح عوام الناس ورمتکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اسکے مغز کو یعنی اُسکی جان کو آتشِ
دوزخ سے محفوظ رکھے یہ توحید اگرچہ اس کام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اُسمین کہان پایئے اور جس طرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور
عزیز ہوتا ہے مگر جب روغن کے ساتھ تو اُسکا مقابلہ کریگا تو یہ ثقل اور پھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمالِ صفا کو نہین پہونچا ہے پس
توحید کا تیسرا درجہ بھی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجے کی توحید کمال مرتبہ صاف ہے اسواسطے کہ اس مین فقط
حق ہی حق رہتا ہے اس درجے کا موحد ایک کے سوا اور کسی کو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہے جسطرح اور چیزین اُسکے دیکھنے مین
نیست ہوگئی ہین اُسی طرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین نیست ہوجاتا ہے یعنی خدا کے سوا نہ اپنے تئین دیکھتا ہے نہ اور کسی کو **فصل** [illegible]
تو کہے گا کہ توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سب کو ایک ہی [illegible]

دیکھون مین تو بہت سے اسباب دیکھتا ہون سب کو ایک کسطرح دیکھ سکون اور آسمان و زمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین اے عزیز جان تو کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمون کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمون کی توحید کو تو سمجھ سکتا ہے مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا تجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجے کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجے کی توحید کافی ہے اور چوتھے درجے کی توحید کو اس سے مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اس درجے کو نہ پہونچا ہو لیکن اے عزیز اسقدر مجملاً تو جان لے کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور ان چیزون مین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ اس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک سی ہو جائین چونکہ عارف کو اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پاؤن جگر معدہ وغیرہ مگر فی المعنی آدمی ایک ہی چیز ہے حتّی کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اسکے اعضا کی تفصیل اسکے خیال مین نہو تو اگر اس سے پوچھین گے کہ تونے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچھ نہین دیکھا یعنے ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اس سے پوچھین گے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے سوچ مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس اے عزیز جان تو کہ معرفت مین ایک مقام ہے جو کوئی اس مقام پر پہونچتا ہے وہ حقیقت مین دیکھتا ہے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند ہین اور آسمان زمین ستارے وغیرہ اجزائے عالم کو باہم ایسی نسبت ہے جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم کو اپنے مدبّر کے ساتھ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہے جیسی حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھ کہ یہ مدبّر بدن ہین عالم مدبر مین سب درجون سے ایسی نسبت نہین جیسی نسبت بدن مین اور عقل و روح مین ہے اور تاوقتیکہ آدمی اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[1] نہ جان لے گا یہ باریک مضمون بھی اسکی فہم مین نہ آئیگا عنوانِ کتاب مین ہم نے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہے اس باب مین خاموش ہی رہنا اولی ہے اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سرود یاد دلاتی اور ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتی ہے **شعر** دم نخود ہوہے کچھ کہے نہ بات : حق کہا جسنے وہی مارا گیا : اور تیسری توحید جسے توحیدِ فعلی کہتے ہین اسکا بیان احیاء العلوم مین مفصّل لکھا گیا ہے اگر استعداد رکھتا ہے تو اس مین دیکھ لے اور جس قدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اسیقدر جاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنھین تو اسباب سمجھتا ہے یہ سب ایسے مسخّر ہین جیسے کاتب کے ہاتھ مین قلم اسواسطے کہ ان مین سے کوئی بھی آپ سے جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انپر کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محلِ نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہے کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا ہے حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ آدمی فی نفسہ مجبور و مضطر ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اسکا کام وابستہ قدرت ہے اور قدرت ارادہ کی مسخّر ہے حتّٰی کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالےٰ ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نہ کوئی بات چاہتا ہے پس جب قدرت ارادہ کی مسخّر ہوئی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبورِ محض ہے اے عزیز یہ حال تجھے بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہے تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اس نے پانی کو چیر کر اسکے ایک جز کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی

---

[1] تحقیق اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر ۱۲ —

سانس لیتا ہے اُسے فعلِ ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات کہکر چلدیا اُسے فعلِ اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے
کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہوتا کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا خواہ نخواہ اُسکی گرانی سے پانی پھٹ جائےگا فعل اُس کے اختیار
سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایسا ہی ہوگا بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائیگا اور
ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری پن سے ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر
غور کیا جائے تو اُسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین روک سکتا کیونکہ اُسے ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ
خواہ نخواہ اُسمین پیدا ہوتا ہے اور جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ دوسرے کسی آدمی کی آنکھ مین سوئی پھینک مارے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک
جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو یہ اُس سے نہین ہوسکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوئی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اُس مین
پیدا ہوجائے جیسے کہ اُسکی خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جائے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم
ہوگئی مگر فعلِ اختیاری جیسے چلنا اور کہنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر اے عزیز تو یہ جان رکھ کہ آدمی
کسی کام کا ارادہ اُسیوقت کرتا ہے جب اُسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اسمین غور و تامّل کی حاجت بھی ہوتی ہے
جب عقل نے حکم کر دیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اُسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے اعضا کو جنبش دیتا ہے
جیسے دوسرے سوئی پھینکتے وقت پلک جھپکا لینا مگر چونکہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور بداہۃً معلوم ہے کہ سوئی کے سبب سے آنکھ
کو نقصان ہوگا اور پلک بند کر لینے مین بھلائی ہے لہذا اسمین غور و تامّل کی حاجت نہین ہوتی اسی واسطے کہ وہ بے تامّل سمجھتا ہے کہ
آنکھ بند کر لینے مین بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اُس مین ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادے کے سبب سے قدرت بالضرور کام
مین آتی ہے اس جگہ جب تامّل کر چکا تو اُسی صفت پر ہوگیا جس صفت پر اُس جگہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے اسواسطے کہ اگر کوئی
شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اُٹھاتا ہے تو وہ آدمی بالطبع بھاگتا ہے حتّی کہ اگر کسی چھت کے کنارے پہونچتا ہے اور جانتا ہے کہ کود پڑنا
لاٹھی کھانے سے آسان ہے تو کود پڑتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھ کر ہے تو خواہ نخواہ پاؤن ٹھہر جاتا ہے اور
کود پڑنے کی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ پاؤن کی حرکت ارادے کے قید مین ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع ہے کہ عقل کہے کہ یہ کام
اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسی واسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئین قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی رکھتا ہے اور چھُری بھی مگر
نہین قتل کر سکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادے کی مقیّد ہے اور ارادہ اس بات کا مقیّد ہے کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام تیرے حق مین بھلا
اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتا ہے اُسکی صورت عقل مین
آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہین ہوتا اُسکی صورت بھی آئینۂ عقل مین نہین ظاہر ہوتی مگر اسوقت کہ آدمی کسی ایسی بلا مین ہو جس کا
متحمّل نہین اور اپنے تئین قتل کر ڈالنا اس بلا سے بہتر جانتا ہے پس اُسے فعلِ اختیاری اسوجہ سے کہتے ہین کہ اُس کی بھلائی تمیز
مین آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے اور آنکھ بند کر لینے کی ضرورت کے مثل ہوگیا اور ان دونون فعلون
کی ضرورت پانی مین ڈوب جانے کی ضرورت کے مثل ہے اور یہ اسباب ایک دوسرے سے وابستہ ہین اور سلسلۂ اسباب کے حلقے

بہت ہین کتاب احیاء العلوم مین اُسکی تفصیل مذکور ہے اور حق تعالے نے قدرت جو آدمی مین پیدا کی ہے یہ اُس سلسلہ کے حلقون مین سے ایک حلقہ ہے نہین سے آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا خطائے محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اس سے فقط اتنا ہی علاقہ ہے کہ آدمی اُسکی گذرگاہ ہے پس آدمی اختیار اور قدرت کا محل ورمر ہے کہ حق تعالے اُسمین پیدا کر دیتا ہے پس چونکہ درخت ہوا کے سبب سے ہلتا ہے اور اسمین حق تعالے نے قدرت وارادہ کچھ نہین پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محلِ قدرت وارادہ نہ سمجھا پس اس ہلنے کا نام اضطرارِ محض رکھا اور چونکہ حق سبحانہٗ تعالے جو کچھ کرتا ہے اُسکی قدرت اسکے سوا اور کسی چیز کی مقیّد نہین تو اُسے اختراع کہتے ہین اور چونکہ آدمی نہ ایسا ہے نہ ویسا اسواسطے کہ اُسکی قدرت اور ارادہ اور ہی اسباب سے تعلق رکھتا ہے جو اُسکے اختیار مین نہین تو اُسکا فعل نہ تو حق تعالے کے فعل کے مانند ہوتا ہے تاکہ اُسے خلق واختراع کہین اور چونکہ آدمی محلِ قدرت وارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالے اسمین بالضّرور قدرت وارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہ ہوگا کہ اُسکے فعل کو اضطرارِ محض کہین بلکہ ایک اور ہی قسم ہوتی ہے لہذا اُسکے لیے اور نام تلاش کیا اسے کسب کہتے ہین اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار مین ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفسِ اختیار مین مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ نہ چاہے تو فی الحقیقت اس کے اختیار مین کچھ نہین

فصل اے عزیز غالبًا تو کہے گا کہ اگر یہی بات ہے تو ثواب عذاب کیون ہے اور شریعت کس واسطے ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہین اے عزیز جان تو کہ یہ وہ مقام ہے جسے توحید در شرع اور شرع در توحید کہتے ہین اس دریائے عمیق مین اکثر ضعیف الایمان غرق ہوتے ہین اس بھنور سے اُسی کا بیڑا پار ہوتا ہے جو پانی پر چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا پیر ہی سکے بہت لوگ تو یون ڈوبنے سے بچے کہ اس دریا مین پیر ہی نہ رکھا تاکہ غرق نہ ہو جائین اور عوام النّاس لے جانتے ہی نہین اُن کے حال پر بھی مہربانی ہے کہ اُنھین اس دریا کے کنارے آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریائے توحید مین پاؤن رکھا اُن مین سے اکثر اس سبب سے ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور شاید کہ اُنھین پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہین ہوتی یا خود اپنے اوپر مغرور ہو کر اُسے طلب نہین کرتے اور اُس دریا مین ڈوب جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھ بھی نہین خدا ہی سب کچھ کرتا ہے اور جانتے ہین کہ ازل مین جس کی نسبت شقاوت کا حکم کر چکا وہ کوشش کر کے اُس سے پھر نہین سکتا اور جس کی نسبت سعادت کا حکم ہو چکا ہے جہد وکوشش کرنیکی حاجت ہی نہین یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل وضلالت ہے اور موجب ہلاکت ہے اور ہرچند کہ ان امور کی حقیقت کتاب مین لکھنا نہ چاہیے لیکن جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا تو کچھ شمّہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز یہ جو تو نے کہا کہ ثواب وعقاب کیون ہے جان تو کہ عقاب اسوجہ سے نہین ہے کہ تو نے بُرا کام کیا اور حق تعالی تجھ پر خفا ہو کر اُسکے عوض مین عقوبت کرتا ہے اور ثواب اسوجہ سے نہین ہے کہ تو نے اچھا کام کیا اور وہ تجھ سے خوش ہو کر اُسکے صلے مین تجھے خلعت عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہ باتین حق سبحانہٗ تعالے کی شانِ عفّت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب تیرے بدن مین غالب ہوتا ہے تو اُس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اُسے بیماری کہتے ہین اور جب دوا دارو کا اثر غالب ہوتا ہے تو اُس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے اُسے صحت کہتے ہین اسی طرح جب خواہش اور غصّہ تجھ پر غالب ہوتا ہے اور تو اُن کا قیدی ہو جاتا ہے تو اُس سے ایک آگ پیدا ہو کر جان مین لگتی ہے اُس سے تیری ہلاکت ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے فرمایا ہے الغضب قطعۃٌ من النّار

یعنی جب غصّے کو تو نے اپنے اوپر مسلّط کر لیا وہ غصّہ نہین بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جس طرح نورِ عقل کا قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اُسی طرح نورِ ایمان دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے جُزْ يَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَكَ اَطْفَاَ نَارِیْ[1] تو بیان دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے بات چیت درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو یہ نور دیکھنے کی طاقت نہین ہوتی اسی طرح بھاگنے لگتی ہے جیسے چمگادڑ ہوا سے بھاگ جاتے ہین تو خواہش کی آگ بھی نورِ عقل کے سامنے سے بھاگ جاتی ہے پس اے عزیز تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہ لائین گے تیری ہی چیز تجھے دین گے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ اِلَيْكُمْ[2] پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتشِ دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن مین موجود ہین اگر تجھے علم الیقین ہوتا تو البتہ اُنھین دیکھتا جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ پس اے عزیز جان تو کہ جس طرح زہر کھانا آدمی کو بیمار کر دیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر مین لیجاتی ہے اس مین کسی کا غصّہ ہے نہ انتقام اسی طرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کر دیتی ہے اور وہ بیماری تیری آگ ہو جاتی ہے اور وہ آگ آتشِ دوزخ کی جنس سے ہے اس جہان کی آگ کی جنس سے نہین اور جس طرح سنگِ مقناطیس بمقتضائے مجانست لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسیطرح دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس مین کسی کے غصّے کو دخل نہین اور ثواب کا حال بھی اسی پر قیاس کر لے اسواسطے اسکا بیان موجبِ طوالت ہوگا یہ تو اُس اعتراض کا جواب ہے جو تو نے کہا تھا کہ ثواب و عقاب کیون ہے اور یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت کس واسطے مقرر ہوئی رسولونکو کس لیے بھیجا اسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکمت اور زبردستی ہے تاکہ خلق کو جبراً قہراً زنجیر مین باندھکر بہشت مین لیجائے جیسا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْعَجَبُ[3] من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل ورنہ کمند قہر مین اٹکا کر دوزخ مین نہ جانے دے جیسا کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انتم تتہافتون علی النار وانا اخذ بحجزکم یعنی پروانے کی طرح تم اپنے تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمھاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہین دیتا پس اے عزیز جان تو کہ پیغمبرون کی بات حق تعالے کی جبّاری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اُس سے تجھے سمجھ پیدا ہو تاکہ راہ کو بے راہی سے تو پہچان لے اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت و ہراس آئینۂ عقل پر سے غبار دور کر دے تاکہ یہ بات کہ راہِ دنیا سے راہِ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینۂ عقل مین نظر آئے اور یہ نظر آنے سے راہِ آخرت اختیار کرنے کا ارادہ تجھ مین پیدا ہو اور ارادے کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادے کے تابع ہین اور اس زنجیر مین تجھے باندھکر جبراً قہراً دوزخ سے بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہم السّلام کی مثال اُس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اُس کے داہنے پر ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اُسمین بہت سے بھیڑیے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہو کر لاٹھی ہلاتا ہے تاکہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اُس غار کی طرف نہ آئین چراگاہ کی طرف چلی جائین پیغمبرون کے بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور اے عزیز یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ اگر روزِ ازل مین بندے کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط یہ صحیح بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جس کسی کی نسبت شقاوت کا حکم ہو چکا ہے اسکی علامت

---

[1] گزر جا اے مومن کہ تیرے ایمان کا نور میری آگ کو بجھائے دیتا ہے ۱۲ [2] یہ تمھارے ہی اعمال ہین جو تمھین لوٹائے جاتے ہین ۱۲ [3] تعجب کرتا ہے تو ایسی قوم سے کہ کھینچی جاتی ہے جنّت کی طرف زنجیرون سے ۱۲

یہ ہے کہ یہ بات اُسکے دلمین ڈالے تاکہ وہ کوشش سے باز رہے نہ بیج بوئے نہ کھیت کاٹے اور حق تعالے نے کسی کی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوک کے مارے مرجائے اُسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اُسکے دلمین ڈالدے کہ ازل مین جب یہی حکم ہوچکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاؤن گا تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگائیگا اور روٹی نہ کھائیگا حتّٰی کہ بالضرور مرجائے گا اور کہے گا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھ کر نہ بوئیگا حتّٰی کہ کھیت بھی نہ کاٹیگا اور حق تعالے نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اُسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اُسے اسبابِ تونگری اور اسبابِ حیات کا حکم کیا ہے یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھائے پس یہ حکم بیہودہ نہین بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالے نے جسے جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اُسے اُس کام کے اسباب مہیّا کردیتا ہے یہ نہین کہ بے سبب اُسے اس کام تک پہونچائے اسی واسطے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ[1] اے عزیز جو اعمال و احوال حق تعالے تجھ سے جبراً قہراً سرزد کراتا ہے اُن سے تو اپنی عاقبت کی بشارت معلوم کر جب علم پڑھنے مین جہد و تکرار تجھ پر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھ کو سعادت امامت و خلافت کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سستی چھوڑ دے اگر بیکاری اور سستی تجھ پر غالب ہو تو یہ بیہودہ بات تیرے دلمین ڈالی ہے کہ اگر روزِ ازل مین میری حالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکمنامہ پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اُس بات کی علامت ہے کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچے گا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون پر قیاس کرلے جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ اور فرمایا سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَمَمَاتُھُمْ اے عزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لے گا تو یہ تینون اشکال اُٹھ جائینگی اور توحید ثابت ہوجائے گی اور معلوم ہوجائے گا کہ شرع اور عقل اور توحید مین اہلِ بصیرت کے نزدیک کچھ تناقض نہین اس سے زیادہ ہم نہین بیان کرسکتے اس کتاب مین ایسی باتون کی گنجایش نہین دوسرا

ایمان جو بنائے توکّل ہے اُسکا بیان

اے عزیز جان تو کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ توکّل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنے والا ہے اور سب اُسکے سبب سے ہے اور وہ سب کے ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اُسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چونٹی اور مچھّر سے لے کر آدمی تک کے حق مین ماں کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سب کو حق تعالے نے کمال و جمال اور لطف اور حکمت سے اس طور پر پیدا کیا ہے کہ اُس سے بڑھ کر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالے کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روئے زمین کے عقلمند جمع ہون اور ان مین کمالِ عقل و تدبیر کی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کوئی سر مو اور پر پشہ اس انداز پر ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائینگے اور جان لینگے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہے جو چیز بہت بُری ہے اُس کا کمال اسی مین ہے کہ بُری ہو اگر بُری نہ ہوتی تو ناقص

[1] عمل کیے جاؤ ہر شخص کو توفیق دی گئی ہے جس کے لیے وہ مخلوق ہوا ہے ۱۲

ہوتی اور حکمت فوت ہوجاتی اسواسطے کہ مثلاً اگر کوئی چیز بُری نہوتی تو اچھی چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہ ہوتی تو کامل بھی نہ ہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے لذت نہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص کو باہم نسبت دیکھ پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ ہوگا بیٹا ہوگا اور جب بیٹا نہ ہوگا باپ بھی نہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دوئی اُٹھ جائے تو دو چیزین ایک ہوجائین مقابلہ اور جو چیز مقابلے پر موقوف ہے باطل ہوجائے اور معلوم کرے کہ جائز ہے کہ کامونکی حکمت کو حق تعالے نے بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کامو نمین جو حق تعالے نے حکم کیا ہے اسی مین خیریت ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت و نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین حق تعالے نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسنے محتاج بنایا اس سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین اُسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہوجاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اُسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریائے توحید کے مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے اسے ظاہر کرنے کی اجازت نہین اگر اس دریا مین خوض کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدمی کے تمام ایمان کا بھید یہ ہے اور توکل کو بھی اس کی حاجت ہے

توکل کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانے کا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہین کہ وکیل یعنی کارساز پر دل سے اعتماد کرنا اور اس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اس کے سبب سے آرام لینا تاکہ روزی مین دل نہ اٹکے اور اسباب ظاہر مین خلل پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہ ہو بلکہ حق تعالے پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچائے گا اُسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اُس آدمی کو وکیل کی تین صفتون پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اُس کا دل اعتماد کرے گا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتین خوب جانتا ہے دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ وکیل اس کے اظہار کی دو طور سے قدرت رکھتا ہے ایک دلیری کی وجہ سے دوسری لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات جانتا ہے مگر بزدلی یا کند زبانی کی وجہ سے اظہار نہین کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھ پر نہایت مرتبہ مہربان ہے حتّٰی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینون اعتقاد رکھے گا تو اپنا دل مطمئن رکھے گا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اس مقدمے مین حیلہ و تدبیر نہ کرے گا اسی طرح جو شخص نعم المولےٰ و نعم الوکیل کے معنی بخوبی سمجھا اور ایمان لایا کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اُسکے سبب سے اُس کے سوا اور کوئی فاعل نہین اور باینہمہ اسکے علم اور اُس کی قدرت مین کچھ نقصان نہین اور اُس کی رحمت و عنایت ایسی بے نہایت ہے کہ اس سے بڑھ کر ہونا محال ہے تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کرے گا اور سمجھے گا کہ روزی مقدر ہے اپنے وقت پر مجھے پہونچے گی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائین گے اور ممکن ہے کہ ان صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اُسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہے حالانکہ یقیناً جانتا ہے کہ وہ وہم خطا ہے مثلاً کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اُسے نجاست کے ساتھ تشبیہ دے تو اس کھانے والے کی طبیعت مین ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہین کھا سکتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ جھوٹ ہے

اور اگر آدمی چاہے کہ مُردے کے ساتھ گھر مین اکیلا سوئے تو نہین سو سکتا اگرچہ یقیناً جانتا ہے کہ مُردہ کنکر پتّھر کے مثل ہے اُٹھتا نہین پس توکّل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتمادِ کامل اور آرام تمام حاصل نہ ہو تب تک آدمی متوکّل نہین ہوتا کیونکہ توکّل کے معنی یہی ہین کہ کامون مین حق تعالے پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کو یقینِ واثق اور ایمانِ کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہون کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جائے اسواسطے کہ ابتدائے حال مین دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہو جاتا ہے پھر مشاہدۂ ظاہر کی اُسے حاجت نہین رہتی **توکّل کے درجون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ توکّل کے تین درجے ہین ایک یہ کہ متوکّل کا حال اُس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے مین ایک وکیل چالاک۔ رہنما فصیح دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اُسپر مطمئن رہتا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکّل کا حال بچّے کے مثل ہو جو ہر آفت مین اپنی ماں کے سوا اور کسی کو جانتا ہی نہین جب بھوکا ہوتا ہے تو اپنی ماں ہی کو پکارتا ہے جب ڈرتا ہے تو اپنی ماں ہی کی پناہ لیتا ہے یہ بچّے کی سرشت ہے تکلّف کا اُسمین دخل ہی نہین یہ متوکّل اپنے وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اُسے خود اپنے توکّل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجے والے کو اپنے توکّل کی خبر تھی تکلّف اور اختیار سے اپنے تئین توکّل کی صفت پر لایا تھا تیسرا درجہ یہ ہے کہ متوکّل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کے سامنے مردہ کا حال ہوتا ہے اور اپنے تئین مردہ سمجھے جانے کہ مین قدرتِ ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہے اور اگر کوئی کام اُسے درپیش ہو تو اُس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی ماں کو پکارتا ہے بلکہ اس لڑکے کے مانند ہو جائے جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی ماں کو نہ پکارون ماں تو میرے حال سے خوب واقف ہے وہ خود میری تدبیر کرے گی پس تیسرے درجے مین متوکّل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجے مین کچھ اختیار نہین رہتا لیکن عاجزی اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا ہے اور پہلے درجے مین اختیار رہتا ہے مگر انہی اسباب کی تدبیرین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوئے ہون مثلاً جب جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہے کہ جب تک موکّل حاضر نہ ہو اور سجل حاضر نہ کرے وہ روبکاری نہین کرتا تو لابد یہ سب بجا لائیگا پھر ہمہ تن انتظار ہو جائے گا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اُسے وکیل ہی کی طرف جانے گا سجل حاضر کرنا بھی اُسی کی طرف سے سمجھے گا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اُسنے مہیّا کی پس جو شخص توکّل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت اور اسباب ظاہری جنپر عادۃ اللہ جاری ہے اُس سے دست بردار نہ ہوگا مگر باوصف اس درست بردار نہ ہونے کے وہ متوکّل ہے اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالے کے فضل و کرم پر اعتماد رکھتا ہے کہ اُسنے جس طرح حرکات اور اسباب زراعت مجھے صادر اور مہیّا کروائے اور یہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اسی طرح تجارت اور زراعت سے وہی مقصود کو بھی پہونچائے گا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اُسے خدا ہی کی طرف سے دیکھتا ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اس واسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین قوّت قدرت سے بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت میرے سبب سے

نہین بلکہ خداہی کے سبب سے ہے جوکچھ دیکھتا ہے اُسی کی طرف سے دیکھتا ہے الحاصل جب کامون کو اسباب کے سپرد کرنا آدمی کی نظر سے اُٹھ گیا حتّٰے کہ سب کامون کو خداہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیرِ خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ متوکّل ہے مگر متوکّل کا بہت بلند مقام یہ ہے جو حضرت ابویزید بسطامی قدس سرّہٗ نے کہاہے حضرت ابوموسیٰ دبلی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالےٰ سے مین نے پوچھاکہ توکّل کیا ہے اُنھون نے کہاکہ تم کسے توکّل کہتے ہو مین نے کہاکہ مشایخ نے فرمایا ہے کہ توکّل یہ ہے کہ اگر تیرے دا ہنے باِئین سانپ ہی سانپ اور اژدہے ہی اژدہے ہون توبھی تیرے دل مین سر مو جنبش اور گھبراہٹ نہ پیدا ہو حضرت ابویزید رحمہ نے کہا یہ تو سہل بات ہے مگر میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہلِ دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہلِ جنّت کو نعمت مین دیکھے اور دل سے اُن دونون مین فرق کرے وہ متوکّل نہین مگر وہ جو حضرت ابوموسیٰ نے کہا وہی توکّل کا بہت بلند مقام ہے اور یہ ضرور نہین کہ متوکّل حذر نہ کرے اِسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار مین تھے تو سانپ کے بل مین ایڑی اڑائی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے اُنھین سانپ سے ہراس نہ تھا بلکہ سانپ کے خالق سے ڈر تھاکہ سانپ کو قوّت اور حرکت دیدے ایسا متوکّل سب چیزون مین لاحول ولاقوّۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہے اور حضرت ابویزید رحمہ اللہ تعالےٰ کے قول مین اُس ایمان کی طرف اشارہ ہے جو اصل توکّل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیزالوجود ہے حق تعالےٰ کے حکمت وعدل رحمت وفضل پر وہ ایمان ہوتا ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ جوکچھ کرتا ہے وہ ایساہی کرتا ہے جیساکرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب ونعمت مین فرق نہین کرتا **اعمالِ توکّل کا بیان** اے عزیز جان توکہ حق تعالےٰ نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا عِلم پر حال پر عمل پر توکّل کا علم اور حال تو بیان ہوچکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرطِ توکّل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خداہی پر چھوڑدے اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نہ کرے حتّٰے کہ کسب بھی نہ کرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھے اور سانپ بچھّو شیر سے نہ بھاگے اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین خطا ہین اس واسطے کہ خلافِ شرع ہین اور توکّل کی بنا شرع پر کی ہے پس مخالفِ شرع متوکّل کیونکر ہوگا بلکہ آدمی کا اختیار یا اُس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اُس کے پاس نہین ہے یا اُس مال کی حفاظت کرنے مین جو اُسکے پاس ہے یا اُس ضرر سے بچنے مین جو اُسے نہ پہونچا ہو یا اُس ضرر کے زائل کرنے مین جو اُسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر ہر بات مین توکّل کرنے کا جداجدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصّل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنے مین ہے یہ تین درجون پر ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین سے کوئی عادت معلوم ہے کہ اُس کے بغیر کام نہ ہو یالقین ہے اُسے ترک کرنا دیوانہ پن ہے توکّل نہین مثلاً کوئی شخص کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے اور نوالہ نباکر منھ مین نہ رکھے کہ خدا خود اُس کا پیٹ بھردے یاکھانے کو بنادے کہ وہ خود بخود اُسکے منھ مین چلا جائے یاکوئی شخص نکاح اور جماع نہ کرے کہ اُسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکّل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہے بلکہ جو سبب یقینی ہے اسمین عمل اور کردار سے توکل نہین ہے علم اور حالت سے ہے علم یہ ہے کہ آدمی جان لے کہ ہاتھ کھانا قدرت حرکت منھ دانت سب خداہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اُسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھ پر نہین اس واسطے کہ ممکن ہے کہ ہاتھ فی الحال شل ہوجائے اور کوئی کھانا چھین لے پس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اُسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے پر آدمی کی نظر رہے کہ

اُسنے کھانا پیدا کر کے محفوظ رکھا اپنے قوتِ بازو پر نظر نہ ہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہ ہون مگر اکثر تو اُنکے بغیر مطلب نہ حاصل ہوتا
ہو لیکن شاذ و نادر ان کے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زادِ راہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی شرط توکّل نہین اسواسطے
کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت اور اگلے بزرگون کی عادت ہے مگر وہی شخص متوکّل ہے جس کے دل کو زادِ راہ
پر بھروسا نہ ہو کیونکہ شاید زادِ راہ چھن جائے بلکہ اُس زادِ راہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو لیکن اگر بے زادِ راہ
لیے ہوئے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمالِ توکّل ہے یہ کھانا کھانے کے مانند نہین اس واسطے کہ وہ توکّل نہین ہے مگر یہ اُس
مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوّت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس
پات کھا کر مدّت تک زندگی بسر کر سکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے
جہان سے اُس کے گمان مین بھی نہ ہو حضرت ابراہیم خواص قدّس سرّہٗ متوکّل تھے اور اُن مین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین
تنہا بے زادِ راہ جاتے مگر سوئی اور نہرنی اور ڈول رسّی اُن کے ساتھ رہتا تھا اسواسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈول رسّی
کے بغیر کنوین سے پانی نہین نکلتا اور جنگل بیابان مین ڈول رسّی کہان اور جب کپڑا پھٹ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے
نہین سیا جاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکّل نہین بلکہ اُن مین باین طور توکّل ہوتا ہے کہ فضلِ خدا پر بھروسا ہو ان اسباب
پر نہین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین بیٹھ رہے کہ اُدھر سے کوئی آتا جاتا نہ ہو اور وہان کھانا بھی نہ ہو اور کہے کہ مین توکّل
کرتا ہون تو یہ حرام ہے اُس نے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور عادۃ اللہ وہ نہ جانتا ہوگا اُس کی مثل اس مؤکّل کی سی ہے جو
وکیل کے پاس سجل نہ لے جائے حالانکہ وکیل کی عادت جانتا ہو کہ وہ بے سجل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین ایک زاہد شہر
سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکّل کیا تاکہ اُس کا رزق اُسے پہونچے ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہونچا اور
کوئی چیز اُسے نہ ملی اُس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اُس زاہد سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزّت کی کہ جب تک تو
شہر مین پھر نہ آئے گا اور خلق مین نہ بیٹھے گا تب تک مین تجھے روزی نہ دون گا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے
لگین اور اُسکے دل مین کچھ خدشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تو نے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکّل سے میری حکمت کو باطل کردے تو یہ نہ سمجھا
کہ اپنے بندے کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دستِ قدرت سے دون
اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کرلے اور توکّل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا نہ
چاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکّل کر کے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اُسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے کہ
کہین کوئی کچھ لائے اور اسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوئے عبادت مین مشغول رہے اور اس بات
کو تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اُسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہے گا اس جگہ وہ بات صادق آئیگی جو بزرگون
نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اُسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ
یا اللہ مجھے روزی نہ دینا تو حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی نہ دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے

یہ ہرگز نہ ہوگا پس توکّل باینطور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب سے کنارہ نہ کرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نہ جانے بلکہ مسبّب الاسباب کی طرف سے دیکھے کہ سب بندے خدا کی دی ہوئی روزی کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلّت سے اور بعضے انتظار کے رنج و محنت سے جیسے سوداگر اور بعضے کوشش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزّت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز اُنھین پہونچتی ہے حق تعالےٰ ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہ ہون اور اُن کی حاجت بھی اکثر ہوتی ہو بلکہ اُنھین منجملۂ حیلہ وجستجو جانتے ہون کسب کے ساتھ اُن اسباب کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور داغ کی نسبت ہوتی ہے اس واسطے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متوکّلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور داغ نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے نکل نکل کر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکّل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدّس سرّہ نے کیا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زادِ راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی بھوکا رہے یا گھاس پات کھائے اگر یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اُس کے دل مین نہ ہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے اسواسطے کہ جو شخص زادِ راہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اُسے چور چرالے جائین اور وہ شخص مرجائے راہ مین ہمیشہ احتمال نادر ہوا کرتے ہین اس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکّل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہا ہے مگر لوگون سے اُمیدوار نہین رہتا بلکہ حق تعالےٰ کے فضل کی اُمید رکھتا ہے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے مگر سبب اور آدابِ شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہو چکا ہے اُنکے موافق کسب کرے اور حیلہ اور جستجو اور بُری تدبیرون اور چالاکی کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اُس شخص کے مانند ہو جائیگا جو منتر اور داغ کرتا ہے توکّل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرطِ توکّل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو متوکّل تھے اور توکّل کا کوئی دقیقہ اُنسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوے کپڑون کا بقچہ اُٹھا کر تجارت کے واسطے بازار جایا کرتے لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفہ عہدِ خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے اہل عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو بہت جلد ضائع کردونگا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرّر کردی تب سے آپ بدلجمعی تمام ہر وقت خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکّل یہ تھا کہ مال وزر کی حرص نہ کرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اُسے اپنی پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نہ رکھتے حاصل کلام یہ ہے کہ توکّل بے زہد کے نہین ہوسکتا پس زہد شرطِ توکّل ہے اگرچہ توکّل شرطِ زہد نہین حضرت ابو جعفر حدّاد خواجہ جنید رحمہما اللہ تعالےٰ کے پیر کہ مردِ متوکّل تھے اُنھون نے فرمایا ہے کہ بیس برس تک مین نے اپنے توکّل کو پوشیدہ رکھا بازار مین جاکر ہر روز ایک دینار کماتا اُس مین سے ایک قیراط دیکر حمّام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کردیتا حضرت جنید اُن کے سامنے توکّل کا ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو اُن ہی کا مقام ہے اور وہ صوفی جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوے ہین اور اُن کے خادم کسب کے واسطے

باہر جاتے ہین اُن کا توکّل ایسا ضعیف ہے جیسے کسب کرنیوالے کا توکّل اور توکّل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی اُمید پر بیٹھ رہنے تو یہ توکّل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اُس کی طرف دل ملتفت نہ ہو تو وہ توکّل کسب کرنیوالے کے توکّل کے مانند ہوگا اسباب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نہ رکھے اور کسی سبب پر بھروسہ نہ کرے مسبّب الاسباب ہی پر اعتماد رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر وہ راضی تھے مگر مین نے اُنھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل اُن پر بھروسا کرکے اُنکے سبب سے آرام پائے اور میرا توکّل ناقص ہو جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک مزدور لگایا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور نے قبول نہ کیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے لیجا شاید لیلے شاگرد نے کہا کیون فرمایا کہ اسوقت اُس نے اپنے دل مین اُسکی طمع دیکھی ہوگی اس وجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے غرضکہ کسب کرنے والے کا توکّل یہی ہے کہ پونجی پر دل سے اعتماد نہ کرے اُسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جائے تو اُسکا دل مکدّر نہ ہوا اور رزق سے نااُمید نہ ہو جائے جب فضلِ الٰہی کا بھروسا رکھتا ہے تو سمجھ لے کہ خدا اُسکی روزی ایسی جگہ سے پہونچائے گا جہان سے اُسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچائے تو سمجھ لے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت پیدا کرنے کی تدبیر اے عزیز جان تو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جائے یا ضائع ہو جائے تو اُس کا دل برقرار رہے پراگندہ نہ ہونے پائے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت باین طور حاصل ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالےٰ کے کمالِ فضل و رحمت اور کمالِ قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہان تک کہ جان لے کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جن کے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جائے پس اس پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جس مین اُسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہٗ تعالےٰ عرش پر سے بنظرِ عنایت اُسکی طرف دیکھتا ہے اور اُسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اُٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا اور کیون بگاڑا اور اُسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچازاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمتِ خدا اُسکے شاملِ حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا کہ صبح کو فقیر اُٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمی کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ محتاجی کا خوف اور گمانِ بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے [1] اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ اور خدا کی نظرِ عنایت پر اعتماد رکھنا کمالِ معرفت ہے خصوصًا یہ بات جان لے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین ان پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نہ کرے بلکہ مسبّب الاسباب

[1] شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے فقر کا ۱۲۔

کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکّل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے کئی بار اُس سے کہا کہ تو بالکل نادار ہے اگر کچھ کسب کر تو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانے کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نہ کرنا روا ہے عابد بولا اے جوانمرد اولیٰ یہ ہے کہ تو امامت نہ کیا کر اسواسطے کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو روٹی کہان سے کھاتا ہے اُسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نمازین تیرے پیچھے پڑھی ہین اُنھین قضا کرون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے اُنھون نے ایسی جگہ سے فتوحین دیکھی ہین جہان سے اُمید نہ رکھتے تھے یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا[1] اُسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہوگیا تھا حضرت حذیفہ مرعشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالےٰ سے تم نے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تم نے اُنکی خدمت کی ہے اُنھون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دونون آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے تو اُسکا اثر مجھ مین پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہوگیا مین نے کہا ہان کہا قلم دوات اور کاغذ لا مین لایا اُنھون نے اُسمین یہ لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے وہ کہ ہر حال مین تو ہی مقصود ہے اور سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر ننگا بھوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور ذکر اور شکر جو میرا حق ہے ان کا مین ضامن ہون اور وہ تین چیزین یعنی کھانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اُسکا ضامن ہو یہ لکھ کر رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور دل کسی سے نہ لگا پہلے جسے دیکھنا اُسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر جو آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر سوار دیکھا رقعہ اُسے دیدیا رقعہ پڑھ کر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعے کا لکھنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اُسنے چھ سو دینار کی تھیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اُنھون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت ابراہیم ادہم کی خدمت مین جا کر مین نے سب ماجرا بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ اس تھیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم بھر مین اس تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فورًا وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دے کر ایمان سے مشرّف ہوا اور حضرت ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بھوکا رہا آخر بیتاب ہوکر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہون کہ زمین پر ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اُسے اُٹھا لون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بھوکا ہے آخر سڑا ہوا شلغم تجھے نصیب ہوا پس مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آ پہونچا اور رکابی بھر روغنی ٹکیان اور شکر اور مغز بادام لاکر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تھا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچون گا تو یہ چیزین اُس درویش کو دونگا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخش دیا پھر مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکھ تو خدا کیا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا کو تیری روزی کا بندوبست کرنے کا حکم فرمایا اور تو اور جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے **عیالدار کے توکّل کا بیان** اے عزیز جان تو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دست بردار ہوکر جنگل بیابان مین پھرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکّل وہی ہے جو تیسرے درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنے والے کا توکّل ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کرتے تھے اسواسطے کہ توکّل اُسی کو لائق ہے جس مین

[1] نہین کوئی ذی روح زمین مین مگر اللہ پر ہے رزق اُس کا ۱۲۔

دو صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بھوک پر صبر کر سکے اور جسقدر میسر ہو اُسپر قناعت کر سکے اگرچہ وہ گھاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکھتا ہو کہ شاید بھوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین میری بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکھ سکتا بلکہ حقیقت مین اُس کا نفس بھی اُسکے عیال کا حکم رکھتا ہے اگر بھوک پر صبر کی طاقت نہین رکھتا اور مضطرب ہو جائے گا تو اُس شخص کو کسب چھوڑ کر توکل نہ کرنا چاہیے اور اگر عیال بھی صبر کی طاقت رکھے اور توکّل کی اجازت دے تو کسب نہ کرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبرًا قہرًا بھوکا رکھنا درست ہے اور عیال کو بھوکا رکھنا درست نہین آور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری مین مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نہ کرے مگر اُسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیّا ہو جاتے ہین جیسے وہ بچّہ جو اپنی مان کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالےٰ اُسے اُسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچّہ پیٹ سے نکلتا ہے تو حق تعالےٰ مان کی چھاتیون سے رزق پہونچاتا ہے جب اور کھانا کھا سکتا ہے تو وقت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر مان باپ مرجاتے ہین اور بچّہ یتیم رہجاتا ہے تو جس طرح مان پر شفقت کو مسلّط کر دیا تھا کہ اُسے اچھی طرح رکھتی تھی اُسی طرح شفقت کو اورون پر مسلّط کر دیتا ہے ؎ کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادرِ مشفقہ تھی اورون نے بچّہ کو اُسی پر چھوڑ دیا تھا جب مان گزر گئی تو ہزار آدمیون کو اُس پر شفقت کرنے کے واسطے اُٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا اُسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اُسپر مسلّط کر دی تاکہ جو شفقت اُس پر تعینات کر دی ہے اُس کے سبب سے وہ اُسی طرح اپنی اب غمخواری کرے جس طرح مادرِ مشفقہ اپنی شفقت سے اُس کی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہشِ کسب کو حق تعالےٰ اُس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہو کر زہد و تقویٰ کی طرف متوجّہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلون کو اُس پر شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے ؎ کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو وہ اُسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی شفقت کرتا تھا اب تمام خلق اُس پر یتیم کی طرح شفقت کرنے لگتی ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگون کے دلون مین نہین پیدا ہوتی اُسے توکّل اور ترکِ کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اُسے اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالےٰ کی طرف متوجّہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اُسوقت حق تعالےٰ خلق کے دلون کو اُسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسی نے کوئی متّقی ہرگز نہین دیکھا کہ بھوک کے مارے مرگیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوندِ عالم نے ملک و ملکوت کے کامون کی کیسی تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تام رکھا ہے تو ضرور بالضرور اُسے اس آیۂ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائے گا وَمَا مِن دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ؎ اور سمجھ لے گا کہ خداوندِ عالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد نہ رہے مگر نادار اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اُسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے وہ دست بردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسی نے بہت سا مال کسب کیا ہو اُسکا بھی تباہ اور خراب رہنا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے چونکہ یہ حال مشاہدے سے دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بصرے کے سب لوگ

؎ اور نہین ہے کوئی چارپایہ زمین پر مگر اللہ ہی کے ذمے ہے رزق اُس کا ۱۲

میرے عیال ہون اور گیہون کا ایک ایک دانہ ایک ایک دینار کو ہو جائے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر آسمان لوہے کا اور زمین کانسکی ہو اور مین اپنے دل مین اپنی روزی کا رنج دیکھون تو ڈرتا ہون کہ مشرک ہو جاؤن اور حق تعالے نے رزق کو آسمان پر حوالہ کیا ہے تاکہ لوگ جان لین کہ کسی کو اُسپر دسترس نہین لوگون کی ایک جماعت حضرت جنید قدس سرہٗ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہان ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمھین بھول گیا ہے تو اُسے یاد دلاؤ کہا توکّل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے طور پر توکّل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دست بردار ہونا پس درحقیقت رزق کے بارے مین رزاق مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اُسکی طرف متوجہ ہو جائے

دوسرا مقام توکّل مین ذخیرہ جمع کرنا ہے اے عزیز جان تو کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجۂ توکّل سے گر گیا اسواسطے کہ اُسنے اسباب خفی چھوڑکر اسباب ظاہری پر بھروسا کیا کیونکہ ہر سال مکرّر ہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے جس سے پیٹ بھر جائے اور ضرورت کے قدر کپڑے جس سے بدن ڈھپ جائے قناعت کی اُسنے توکّل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھے گا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہٗ کہتے ہین کہ اُسکا توکّل باطل نہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو باطل ہو جائے گا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ کسی قدر ہو ذخیرہ کرنا توکّل کو باطل کر دیتا ہے اور ابو طالب مکی قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بھی توکّل باطل نہین ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نہ کرے حسین مغازلی رحمہ اللہ تعالے حضرت بشر حافی قدس سرہٗ کے مرید تھے اُنھون نے کہا ہے کہ ایک دن ایک ادھیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت مین آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی مین نے یہ بات ان سے نہ سنی تھی مین کھانا لایا اُنھون نے اُس آدمی کے ساتھ کھایا حالانکہ مین نے کبھی انھین کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھا چکے تو اس مین سے بہت سا کھانا بچ رہا پس وہ ادھیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اُٹھا لے گیا مجھے تعجّب ہوا کہ بے اجازت اُس نے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجّب آیا مین نے کہا ہان فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر موصل سے میری ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اُٹھا لے گئے تاکہ مجھے تعلیم کر دین کہ جب توکّل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا نقصان نہین رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی اُمید توکّل کی اصل ہے اُسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نہ کرے پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھ مین مال کو ایسا جانے جیسا خزانۂ خدا مین اور اُسپر بھروسا نہ کرے تو توکّل باطل نہین ہوتا یہ جو ہم نے کہا یہ مجرّد کا حکم ہے اور عیالدار اگر خرچ یکسالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اُسکا توکّل باطل نہ ہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو البتہ توکّل جاتا رہے گا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے اُن کے ضعفِ دل کے سبب سے قوت یکسالہ رکھتے تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھ چھوڑتے تو آپ کے توکّل مین کچھ نقصان نہ کرتا اسواسطے کہ اُسکا آپ کے ہاتھ مین ہونا اور غیر کے ہاتھ مین ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اُسکے درجۂ ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرمادیا حدیث شریف مین ہے کہ اصحابِ صُفّہ مین ایک صحابی نے انتقال کیا اُن کے کپڑے مین لوگون نے دو دینار پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے آمین دو احتمال ہین

ایک یہ کہ اُسنے دغا سے اپنے تئین مجرّد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہون دوسری یہ کہ اُسنے دغا نہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے سے اُسکے درجے کو اُس جہان مین گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال مین نقصان آجاتا ہے جیسا کہ دوسرے درویش کے حق مین فرمایا تھا یعنی جب اس نے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اُسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کا سا ہوگا اور اگر ایک خصلت اُس مین نہ ہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک جوڑا اول دوسرے جاڑون تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھ چھوڑتا تھا اور فرمایا کہ یقین وصبر سب چیزون سے کم تمھین ملے ہین یعنی کپڑا رکھ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ دسترخوان گھڑا لوٹا کٹورا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین اُن کا رکھ چھوڑنا درست ہے اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ روٹی کپڑا ہر سال اور ہی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور ان کا رکھ چھوڑنا ضعفِ یقین سے ہوتا ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نہ کر رکھے گا تو اُس کا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے اُمیدوار رہے گا ایسے آدمی کو ذخیرہ کر رکھنا اولیٰ تر ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اُسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر وفکر مین مشغول نہ ہو سکے مگر بقدرِ کفایت زمین رکھنے سے مطمئن اور مشغول ہو تو اُسے یہی اولیٰ تر ہے کہ بقدرِ کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے تاکہ حق تعالےٰ کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا اُنھین یادِ خدا سے باز رکھتا ہے اور مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدرِ کفایت کے بغیر اُسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولیٰ تر ہے لیکن اگر تجمّل اور شان وشوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو تسکین نہ ہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اُس کا کچھ حساب نہین **تیسر امقام** اُن اسباب کا بیان جن سے رفعِ ضرر ہو اے عزیز جان تو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اُس سے حذر کرنا شرطِ توکّل نہین ہے بلکہ متوکّل اگر دروازہ بند کر کے قفل لگا دے تاکہ چور مال نہ لیجائے تو توکّل باطل نہ ہوگا اور ہتھیار سنبھال کر دشمن سے بچے تو بھی توکّل نہ باطل ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تاکہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکّل باطل نہ ہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہو کر کھانا کھائے تاکہ حرارت درونی غالب ہو جائے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکّل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور منتر مگر جو چیز اسبابِ ظاہر مین سے ہے اُس سے دست بردار ہونا شرطِ توکّل نہین رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اُسے چھوڑ دیا اور توکّل کیا فرمایا اُسے باندھ اور توکّل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اُسکا متحمّل ہونا اور اُسے دفع نہ کرنا منجملۂ توکّل ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ[1] اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ[2] لیکن اگر سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا وہ بایںطور متوکّل ہوتا ہے کہ

[1] اور چھوڑ تکلیف انکی اور توکّل کر خدا پر ۱۲ [2] ہر آئینہ صبر کیا ہم نے اسپر جو تکلیف دی تم نے ہمین اور خدا ہی پر چاہیے کہ توکّل کرین توکّل کرنے والے ۱۲

اپنے قوتِ بازو اور ہتھیار پر بھروسا نہ کرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو قفل پر بھروسا نہ کرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل
چور کو دفع نہین کرتے اور متوکّل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جائے اور چور مال لے گیا ہو تو قضائے الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہ ہو بلکہ
جب باہر جانے لگے تو زبانِ حال سے کہے کہ اے اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیّت اور قضا کو دفع کرون اس لیے
لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت کرون اگر اس مال پر تو کسی کو مسلّط کردیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم
کہ یہ مال اور کسی کی روزی کے واسطے تونے پیدا کر کے عاریۃً مجھے سپرد کیا ہے یا میری ہی روزی کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ
بند کر جائے اور پھر آ کر مال کو گھر مین نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اُس کا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکّل درست نہین توکّل کا جو خیال
آیا تھا یہ نفس نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ نہ کرے تو بارے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور
کی تلاشی مین کد کرے گا تو صبر کے مرتبے سے بھی گر گیا اور جان لے کہ مین نہ صابرون مین سے ہون نہ متوکلون مین سے تا کہ صبر و توکّل
کا دعوےٰ تو بالائے طاق رکھے خیر اُسے چور سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج نہ ہوتا تو دروازہ
نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نہ کرتا جب اُسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چُرا لے گئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ
نہ ہو جواب یہ ہے کہ اس طرح ممکن ہے کہ جبتک وہ مال خدا نے اُسے دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی مین ہے کہ یہ میرے پاس
رہے اور اس بھلائی کی علامت یہ ہے کہ خدا نے وہ مال اُسے دیا تھا اب اُس کی بھلائی اسی مین ہے کہ اُس کے پاس نہ رہے اور
اُسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اُس سے لے لیا پس دونون حالتون مین اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش رہے اور اس بات کا ایمان
لائے کہ حق تعالیٰ اُسکے حق مین وہی کرتا ہے جس مین اُس کی بھلائی ہے وہ اپنی بھلائی نہین جانتا خدا ہی خوب جانتا ہے اُس کی
مثال اُس بیمار کی سی ہے جس کا پدرِ مشفق طبیب ہو اگر اس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور یہ
کہتا ہے کہ اس مین میری تندرستی کے آثار نہ ہوتے تو یہ کھانے کو نہ دیتا اور اگر گوشت اُسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہے تو بھی وہ بیمار
خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق مین مضر نہ ہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جب تک یہ ایمان نہ ہو تب تک اُس سے توکّل
نہ ہوگا توکّل کا دعویٰ بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکّل کے آداب** اے عزیز جان تو کہ جب مال چوری جائے تو متوکّل کو چاہیے
کہ چھ آداب بجا لائے پہلا ادب یہ ہے کہ دروازہ بند کرنے مین بہت مبالغہ اور اصرار نہ کرے اور بہت سی زنجیرین اور قفل نہ لگائے
اور پڑوسیون سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ گھر کے دروازے پر تاگا باندھتے اور
کہتے کہ اگر کتّے کے آنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اس کے
لالچ مین آئے گا اُسے گھر مین نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک بن دینار قدس سرّہ
کو زکوٰۃ کا مال بھیجا اُنھون نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال پھیر بھیجا کہ اپنا مال لے لو اسواسطے کہ شیطان میرے دل مین وسواس
ڈالتا ہے کہ چور لے جائے گا اُنھون نے یہ نہ چاہا کہ میرے دل مین وسواس رہے اور چور گناہ مین مبتلا ہو حضرت ابو سلیمان
دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیون کی بزدلی ہے مالک بن دینار دنیا کے باب مین زہد مین

انھین اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال باطل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب باہر نکلے تو نیت کرے کہ اگر میرا مال چور لیجائیگا تو اُسے
مبارک ہو اُسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج ہو اور اُسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے
اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چُرائے اور اُس شخص کا مال اور مسلمان پر سے صدقہ ہو جائے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان
بھائیون پر بھی اور یہ جان رکھے کہ اس نیت کے سبب سے خدا کی مشیت نہین بدل جاتی چور چُرا لے جائے خواہ نہ چرا لے جائے
اُسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درم کے عوض سات سو درم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کر چکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے
کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرے عزل نہ کریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اُس کے واسطے ایسے ایک
غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین جنگ کرے حتّٰی کہ کفار اُسے شہید کر ڈالین یہ ثواب اس واسطے ہے کہ جو کام اُس کے ذمے
تھا اُسنے تو ادا کیا اگر فرزند نہ ہوتا تو اُسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اُس شخص کے اختیار مین نہ تھا اُس کا ثواب و عذاب اُس کے افعال
پر ہوتا چوتھا ادب یہ ہے کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہ ہو اور جان رکھے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لے جائین اور اگر
کہہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے فی سبیل اللہ کیا تو اُسے تلاش نہ کرے اور اگر اُسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اُسی کا مال ہے
فقط نیت کر لینے سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما
کا ایک اونٹ چور چرا لے گئے آپ نے اُسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتّٰی کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد
مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جگہ ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن ڈالا اور استغفر اللہ
کہہ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اُس کے قریب بھی نہ جاؤن گا ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین نے
خواب مین ایک مسلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم میرے ساتھ رہے گا اسواسطے
کہ علیین مین ایسے مقامات بلند مجھے دکھائے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین نے خوش ہو کر اُن مقامات کا قصد کیا
ندا آئی کہ اس شخص کو نکال دو کیونکہ یہ مقامات اُن لوگون کے واسطے ہین جنھون نے سبیل جاری رکھی ہو مین نے پوچھا سبیل
جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اُس کا نباہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا
ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھے دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی
کھو گئی تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اُسے اُس کی تہمت لگائی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لے جا کر پوچھا کہ ہمیانی
مین تیرا کتنا روپیہ تھا اُس نے جسقدر بتایا عابد نے اُسقدر اُسے دیا وہ جب روپیہ لے کر باہر آیا تو سنا کہ اس کے کسی یار نے
دل لگی سے اس کی ہمیانی لے لی ہے وہ پھرا اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لے گیا ہرچند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ
کیا اور کہا کہ مین نے اپنی نیت مین اُس روپیہ کو فی سبیل اللہ کر دیا ہے آخر کو اس عابد نے کہا اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا
جائے اور وہ روپیہ سب درویشون کو دیدیا اسی طرح مثلاً اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لے گیا اور فقیر چلدیا تو بزرگان سلف نے
اُس روٹی کو گھر پھیر لیجا کر کھانا مکروہ جانا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دے دے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور

کے واسطے بد دعا نہ کرے کیونکہ اس سے توکّل بھی باطل ہوجاتا ہے زہد بھی اسلیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت ربیع ابن خثیم قدس سرّہٗ کا ایک گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لے گئے حضرت ربیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اُسے گھوڑے سے زیادہ دوست رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے لوگ بد دعا کرنے لگے فرمایا کہ بد دعا نہ کرو اسواسطے کہ مین نے اُسے مباح اور بحل کر دیا اور اُسے صدقے مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کیجیے فرمایا کہ اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھ پر نہین اُسے وہی شر کفایت کرتا ہے مین زیادہ بار شر اُسپر نہین رکھ سکتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کرتا ہے اور بُرا کہتا ہے حتّےٰ کہ اپنے حق کا پورا قصاص لے لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اُسپر کچھ اُلٹا باقی رہجائے چھٹا ادب یہ ہے کہ چور کے واسطے ازراہِ مہربانی رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اُس سے گناہ سرزد ہوگیا اور وہ اُسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین اور وہ نقصان مال ہی مین ہوا دین مین نہین ہوا اس واسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ نہ ہو جو گناہ کو حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت اور شفقت سے دست بردار ہوگیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہما اللہ تعالےٰ کو دیکھا کہ اُن کا مال چور چُرا لے گئے تھے اور وہ روتے ہین پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین مین اُس غریب مسکین کے حال پر روتا ہون جس نے ایسا بُرا کام کیا اور قیامت مین اُسے عذر و حجّت کا محل نہ ہوگا **چوتھا مقام** بیماری کے علاج مین اور جو ضرر حاصل ہوا ہو اُس کے دفع کرنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ علاج کے تین درجے ہین ایک یقینی جیسے روٹی سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ کہین لگی ہو پانی ڈال دینے سے اُسکا علاج ایسے علاج جون سے دست بردار ہونا منجملۂ توکّل نہین بلکہ حرام ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ علاج نہ یقینی ہو نہ ظنّی مگر احتمال ہے کہ اثر کرے جیسے منتر داغ فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکّل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ ایسی چیزین کرنا اسباب مین مبالغہ کرنے اور ان چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہے اور ان مین سب سے بڑھکر داغ ہے پھر منتر اور سب سے کمتر فال ہے کہ اسے طیرہ کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے کہ یقینی وہ نہ ہو مگر ظنِ غالب ہو جیسے فصد کھلوانا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا علاج کرنا نہ اُن سے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرطِ توکّل مین بعض اوقات اُن کا کرنا نہ کرنے سے اولیٰ تر ہوتا ہے اور بعض اوقات نہ کرنا کرنے سے اولیٰ تر ہوتا ہے ان کا ترک شرطِ توکّل نہین اس پر یہ دلیل ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ قول و فعل ہین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگانِ خدا دارو کا استعمال رکھو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی نہین جسکی دوا نہ ہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ دارو اور منتر کیا تقدیرِ آلٰہی کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیرِ آلٰہی ہین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اُس نے کہا کہ آپ اپنی اُمت کو پچھنے لگوانے کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ سترھوین اور اُنیسوین اور اکیسوین تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہ ہو کہ غلبۂ خون تمھین ہلاک کرے اور فرمایا ہے کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہے اور بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ

لگی ہوئی بجھانے مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اوران کا ترک کرنا شرط توکّل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترھوین تاریخ پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فصد کھلوانے کا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ مین درد تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کھانا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کشک[1] جو کے ساتھ پکا کر اور حضرت صُہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو اُنھون نے مزاحًا عرض کیا کہ یارسول اللہ جدھر کی آنکھ مین درد ہے اُدھر کے کلّے سے نہین کھاتا دوسرے کلّے سے کھاتا ہون آپ ہنس دیے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہین کہ آپ ہر شب چشم مبارک مین سرمہ لگاتے اور ہر مہینے مین پچھنے لگواتے اور ہر سال مین دارو نوش فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک مین درد ہونے لگتا آپ مہندی لگاتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک مین زخم ہوجاتا تو آپ وہان پر مہندی رکھ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علمانے جمع کی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اس کی دوا ہے فرمایا کہ مین دوا نہ کرونگا تاکہ شافیِ مطلق خود شفا عطا فرمائے وہ بیماری بڑھی لوگون نے کہا کہ اس کی دوا مشہور اور مجرب ہے اُس کے استعمال سے آدمی فورًا اچھا ہوجاتا ہے فرمایا مجھے نہین منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ مجھے قسم ہے اپنی عزّت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھائے گا صحت نہ دونگا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل مین کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسیٰ کیا تو نے یہ چاہا تھا کہ اپنے توکّل سے میری حکمت کو باطل کردے دواؤن مین میرے سوا اور کس نے منفعتین رکھی ہین ایک نبی علیہ السّلام نے اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھا دودھ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کے بدصورت ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ اُن لوگون سے کہدو کہ اُن کی عورتین ایام حمل مین بھی کھائین تو اُنکی اولاد خوبصورت ہو اُن کی عورتین ایام حمل مین بھی اور ایام نفاس مین رطب کھانے لگین پس ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ جس طرح کھانا پانی سبب سیری ہے اُسی طرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یااللہ بیماری کس کے سبب سے ہے اور شفا کسکے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونون میرے حکم سے ہین عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعہ سے روزی کھائین اور میرے بندون کو خوشدل رکھین پس علاج کے باب مین بھی توکّل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنے والے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اسواسطے کہ بہتون نے دوا کھائی اور ہلاک ہوگئے **فصل** اے عزیز جان تو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بھی بعضون کی عادت ہے لیکن یہ فعل کرنا درجۂ توکّل سے آدمی کو گرادیتا ہے بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور منتر کی ممانعت نہین ہے اسواسطے کہ آگ سے جلانے مین زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کرجانے مین خوف ہے یہ فصد اور پچھنے کے مانند نہین اور اسکا نفع بھی فصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہین ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بھی اس کے عوض ہوسکتا ہے حضرت عمران ابن الحصین رحمہ اللہ تعا

[1] ایک کھانا مشہور ہے کہ اسے گیہون کے آٹے اور جو کے آٹے اور بکری کے دودھ سے تیار کرتے ہین ۱۲ برہان —

کو کوئی بیاری ہوئی لوگون نے کہا کہ داغ لیجیے اُنھون نے نہ داغا لوگون نے جب بہت منّت و سماجت کی تو اُنھون نے داغ لیا بعدہٗ کہتے تھے کہ قبل ازین مین ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ مجھ سے سلام علیک کیا کرتے تھے جب سے مین نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتین جاتی رہین پھر توبہ اور استغفار کی پھر مطرف ابن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہا کہ مدت کے بعد حق تعالےٰ نے وہ کرامت پھر مجھے عنایت فرمائی یہ بیان کہ بعضے احوال مین دوا نہ کھانا اولےٰ ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مخالف نہین آے عزیز جان تو کہ اکثر بزرگون نے علاج نہین کیا شاید کوئی شخص اعتراض کرے کہ اگر علاج نہ کرنے مین کمال ہوتا تو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوا نہ کھاتے آے عزیز یہ اعتراض باین طور اُٹھ جائے گا کہ تو جان لے کہ دوا نہ کھانے کے چھ سبب ہوتے ہین پہلا سبب یہ ہے کہ وہ شخص صاحبِ کشف ہو اور اسے معلوم ہو گیا ہو کہ موت آپہونچی ہے اسی سبب سے حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لوگون نے جب کہا کہ اگر طبیب کو بلائیے تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھ کر کہہ چکا ہے کہ اِنِّی اَفْعَلُ مَا اُرِیْدُ یعنی مین جو چاہتا ہون وہی کرتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ بیار خوفِ آخرت مین مشغول ہو اور اُس کے دل مین علاج کا خیال ہی نہ آئے جیسا کہ حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیاری کی حالت مین لوگون نے پوچھا کہ تم کس سبب سے نالان ہو کہا گناہون کے سبب سے پوچھا کس چیز کی آرزو رکھتے ہو کہا رحمتِ خدا کی پوچھا طبیب کو بلائین کہا مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دردِ چشم تھا لوگون نے کہا کہ تم علاج کیون نہین کرتے جواب دیا کہ مین علاج سے بڑھ کر ایک شغل رکھتا ہون اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین تاکہ پادشاہ اُسے سیاست کرے اور کوئی شخص اُس سے کہے تو روٹی نہین کھاتا اور وہ جواب دے کہ بھوک کی کیا پروا ہے تو اُس کا یہ کہنا روٹی کھانے والے پر طعن نہین ہوتا اور اس کہنے مین روٹی کھانے والے کی مخالفت نہین ہوتی اور یہ مستغرق آدمی ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت سہل رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ قوت کیا ہے کہا حیّ وقیوم کا ذکر کہا ہم قوام کو پوچھتے ہین جواب دیا کہ قوام علم ہے کہا کہ ہم غذا پوچھتے ہین جواب دیا کہ غذا ذکر ہے کہا کہ ہم طعامِ بدن کو پوچھتے ہین فرمایا کہ بدن سے دست بردار ہو اور اُسے صانع کے سپرد کر و تیسرا سبب یہ ہے کہ وہ بیاری دیرپا ہو اور بیار کے نزدیک اُس کا علاج افسون کے مثل ہو یعنی اُسکی منفعت نادر ہو جو شخص طب نہین جانتا وہ اکثر دواؤن کو ایسا ہی سمجھتا ہے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ اپنی بیاری کی دوا کرون پھر مین نے خیال کیا کہ عاد اور ثمود اور جو لوگ گذر گئے ہین اُن مین بہتیرے طبیب تھے باینہمہ وہ سب مرگئے اور طب سے کچھ فائدہ نہ ہوا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ طب کو وہ اسبابِ ظاہر سے نہ سمجھے تھے چوتھا سبب یہ ہے کہ بیار یہ نہ چاہے کہ میری بیاری جاتی رہے تاکہ اُسے بیاری کا ثواب حاصل ہوا کرے اور اپنے صبر کی آزمائش کیا کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالےٰ بندے کو بلا سے اس طرح آزماتا ہے جیسے سونے کو آگ سے آزماتے ہین کوئی سونا تو خالص نکلتا ہے اور کوئی خراب حضرت سہل رحمہ اللہ تعالےٰ اورون کو دوا کا حکم کرتے اور خود ایک بیاری مین مبتلا تھے اُسکی دوا نہ کرتے اور کہتے کہ بیاری پر راضی ہو کر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا تندرستی کے ساتھ

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے افضل ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ بیار بہت گناہ رکھتا ہو اور چاہے کہ بیماری ان گناہون کا کفارہ ہو جائے اسواسطے
کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اُسے گناہ سے پاک کردے حتّے کہ اُس پر کوئی گناہ نہین باقی رہتا
جس طرح اولے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور ماندگی مصیبت مین کفّارہٗ
گناہ کی اُمید پر خوش نہ رہے وہ عالم نہین حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ایک بیمار کو دیکھ کر جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بارِ خدایا اُسپر
رحم کر ارشاد ہوا کہ اور کیونکر اُس پر رحم کرون مین تو اسی بیماری کے سبب سے اُس پر رحم کر رہا ہون اس واسطے کہ اُس کے گناہون کا
کفّارہ اور اس کی ترقیِ مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور
سرکشی کا سبب ہوتی ہے اور چاہے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پائے اور حق تعالیٰ جسکی بھلائی چاہتا ہے اُسے بلا بیماری
کے سبب سے ہمیشہ متنبّہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی بیماری ذلّت
سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قید خانہ ہے اپنی قید اور اپنے قید خانے
مین اُسی کو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس چونکہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے تو بیماری ہی مین خیریت ہے امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگون کو آراستہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون نے کہا کہ آج اُن کی عید کا دن ہے
فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نہ کرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا کہ کیسے ہو اُس نے جواب دیا بخیریت
ہون کہا جس دن تم گناہ نہین کرتے اُس دن بخیریت رہتے ہو اور اگر گناہ کرتے ہو تو اُس سے زیادہ سخت اور کون بیماری ہے
بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعویٰ کیا کہ چارسو برس جیا اور اُسے نہ دردِ سر ہوا نہ تپ آئی اگر اُسے ساعت
بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعویٰ باطل نہ کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ بندہ جب ایک دن بیمار ہوتا ہے اور توبہ
نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السّلام کہتے ہین کہ او غافل کئی بار مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ
فائدہ نہ ہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ نہ چاہیے کہ بندۂ مومن چالیس دن رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی رہے
جناب رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اُسے کبھی
بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہے آپ نے فرمایا تو مجھے اُس کی خواہش نہین ایک دن جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی کوئی بیماری نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے
پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اُس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے اُمّ المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب سرورِ کائنات علیہ السّلام والصّلوٰۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسی کو شہید کا درجہ بھی
ہوتا ہے فرمایا ہان اُس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اس مین کچھ شک نہین کہ بیمار
بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب
سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا غرض کہ

اسبابِ ظاہر سے حذر کرنا خلافِ توکل نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملک شام کو جاتے تھے آپ کو خبر پہونچی
کہ وہان طاعون کی شدت ہے بعض لوگون نے کہا کہ وہان ہم نہ جائین گے بعضون نے کہا کہ قضا و قدر سے ہم حذر نہ کرین گے
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیرِ الٰہی سے تقدیرِ الٰہی کی طرف بھاگین گے اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کسی ایک
شخص کے دو وادی ہون ایک ہرا بھرا ایک خشک تو چرواہا بکریون کو جس وادی مین لے جائے وہ تقدیرِ الٰہی سے ہے پھر
حضرت عمر رضؓ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب مین کیا کہتے ہین انھون نے کہا
کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہان
نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہان وبا موجود ہو تو وہان سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ
میری رائے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی اس بات پر متفق ہوے
مگر جہان وبا ہو وہان سے نکل جانے کی جو ممانعت ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائین گے تو
بیمار خراب پڑے رہین گے اور ہوا جب باطن مین اثر کر گئی تو باہر نکل جانا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث مین یون
آیا ہے کہ محلِ وبا سے بھاگ جانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد مین کافر سے بھاگ جائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح
جہاد سے بھاگنے مین بقیۂ مجاہدین اور زخمیون کا دل ٹوٹ جاتا ہے اُسی طرح یہان بیمارون کا جی چھوٹ جاتا ہے اور
بھاگ جانے کی صورت مین ایسا کوئی نہ رہے گا کہ بیمارون کو کھانا پانی دے اور اُن کی تیمارداری کرے تو وہ یقیناً
ہلاک ہو جائین گے اور بھاگنے والے کا بھاگ کر بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ بیماری کا چھپانا شرطِ
توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہین مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے
اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیمار تھے
آپ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اچھے ہین بخیریت ہین فرمایا نہین لوگون نے تعجب کیا اور ایک دوسرے
کو دیکھنے لگا جناب امیرؓ نے فرمایا کہ کیا حق تعالےٰ کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کرون یہ بات ان ہی کو زیبا تھی
کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یا رب مجھے صبر عطا کر اور جناب
رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی
عذر ہو تو بسبیلِ شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہ ہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولیٰ تر ہے ہذا اسطے
کہ شاید کیفیتِ واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہو جائے اور لوگون کو شکوے کا گمان ہو علما نے کہا ہے کہ بیماری مین واویلا
اور نالہ و زاری نہ کرنا چاہیے کہ اس مین اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السّلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی امر
نہین پایا حضرت فضیل بن عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کر لیتے تا کہ کسی کو بیماری
کی اطلاع نہ ہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہین کہ اس طرح بیمار ہون کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نوین اصل محبّت اور شوق و رضا کے بیان مین

اسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالےٰ کی محبّت اعلیٰ ترین مقامات ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود ہے کیونکہ ربع مہلکات اس واسطے ہے کہ جو چیز محبّتِ الٰہی سے بازرکھتی ہے اُس سے آدمی کا دل پاک ہو اور تمام منجیات جو قبل از ین ہم بیان کر چکے ہین وہ اُسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف و رجا وغیرہ اور جو بعد اس نکے بیان ہے وہ اُسی کا ثمرہ اور اُسی کا تابع ہے جیسے شوق و رضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالےٰ کی محبّت اس کے دل پر ایسی غالب ہو جائے کہ اُسے بالکل گھیرے اگر بالکل نہ گھیرے تو بھلا اور چیزون کی محبّت کی بہ نسبت غالب تر تو ہو اور محبّتِ الٰہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کر کے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہ ہو آدمی اُسے دوست نہین رکھ سکتا اور محبّتِ خدا فقط اُس کی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبّت الٰہی کی ثابت کرنے والی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین پھر محبّت کی حقیقت اور احکام بیان کرین گے **محبّتِ الٰہی کی فضیلت** اسے عزیز جان تو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین کہ حق تعالےٰ کی محبّت فرض ہے اور حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ[۱] اور جناب سرور انبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا فرماتے ہین کہ بندہ جب تک خدا اور رسولؐ کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک اُس کا ایمان درست نہین لوگون نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسُول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا و رسُول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک بندہ خدا و رسولؐ کو اہل عیال اور زر و مال اور تمام سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہین اور حق تعالےٰ نے بھی تہدید کی ہے اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ یعنے اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے ہو اُسے خدا و رسُول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو مہیا رہو حتّٰی کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسُول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اُس نے عرض کیا کہ خدا کو دوست رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہا السّلام کی روح قبض کرنے لگے تو جناب خلیلُ اللہ نے فرمایا کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان لے وحی آئی کہ کبھی تو نے دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیلؑ اب جان نکال لو مین نے اجازت دی اور جناب سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَایُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ

[۱] خدا انھین محبوب رکھتا ہے اور وہ خدا کو محبوب رکھتے ہین ۱۲۔

مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ عطا کر مجھے اپنی محبت اور اپنے محبوبون کی محبت اور اُس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے
اور اپنی محبت کو مجھ پر اُس سے زیادہ غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہو کر رسول مقبول
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اُس دن
کے واسطے تو نے کیا رکھا ہے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا و رسول کو
دوست رکھتا ہون فرمایا فردائے قیامت کو تو اُس کے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالے
عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبتِ خالص کا مزہ چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہو گیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ
تعالے عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا وہ اُسے دوست رکھتا ہے اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اُسے دشمن رکھتا ہے
اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک خوش نہین ہوتا اس واسطے کہ جب اندیشہ کرے گا تو غمگین ہوگا حضرت
عیسے علیہ السلام ایک قوم کی طرف گذرے اُسے نزار اور ضعیف دیکھا پوچھا تمہین کیا آفت پہونچی ہے اُنھون نے عرض کیا
کہ عذاب الٰہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا حق ہے کہ تمھین عذاب سے بے خوف کر دے اور ایک
قوم کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ہوا وہ اُس قوم سے بھی زیادہ نزار و ضعیف تھی اُس سے پوچھا کہ تم پر کیا
بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق ہے کہ تمھاری آرزو بر لائے اور ایک
قوم کی طرف گزر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار و ضعیف تھی اُسکے چہرے آئینے کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری
کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ اُن کے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارے
پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ فردائے قیامت کو ہر ایک کے تئین انبیا کے نام کے
ساتھ پکارین گے اور کہین گے یا امتِ موسیٰ یا امتِ عیسیٰ یا امتِ محمدؐ مگر خدا کے دوستون کو اس واسطے کہ اُنھین یون
پکارین گے کہ اے اولیاء اللہ تعالے کے پاس آؤ پس ان کے دل خوشی سے بھر جائین گے بعض کتبِ انبیاء علیہم السلام
مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اس حق کے سبب سے جو تجھ پر ہے کہ تو بھی مجھے دوست
رکھتا ہے **محبتِ الٰہی کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ محبتِ الٰہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے انکار کر کے
کہا کہ حق تعالے کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اس کی شرح اور تفصیل
بیان کرنا ضرور ہے مشائخون مین اس کی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے اے عزیز
جان تو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جان تو کہ جو چیز اچھی معلوم ہو اُس کی طرف طبیعت کی رغبت کو
محبت کہتے ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اُسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بُری معلوم ہو اُس سے طبیعت کی نفرت کو
عداوت کہتے ہین اور جہان اچھائی اور بُرائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی اے عزیز
اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی ہے جان تو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین

بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی ہین بلکہ طبیعت خود اُن کی خواہش کرتی ہے اُس موافق
کو اچھی چیز کہتے ہین اور بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناسازگار ہوتی ہین اور خواہشِ طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اُس
ناموافق کو بُری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ مخالف طبع اُسے نہ اچھی کہتی ہین نہ بُری اے عزیز اب سجھے
یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بُری نہین معلوم ہوتی تاوقتیکہ تو اُس سے پہلے آگاہ نہ ہولے اور چیزون
سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حواس کے واسطے ایک لذت ہے
اُس لذّت کے سبب سے آدمی اُس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اُس کی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی
لذّت اچھی صورتون اور سبزہ اور آبِ روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سامعہ
کی لذّت اچھی اور موزون آوازون مین ہے اور شامہ کی لذّت خوشبویون مین ہے اور ذائقہ کی لذّت خوش مزہ کھانون مین
ہے اور لامسہ کی لذّت نرم اور ملائم چیزین چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب و مرغوب ہین یعنے طبیعت کو انکی
طرف رغبت ہے اور یہ سب لذّتین جانورون کو بھی حاصل ہین اے عزیز اب جان تو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے
اُسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہ اُسے تعبیر کر اسی کے سبب سے آدمی جانور سے ممتاز ہے
اُس کے بھی مدرکات ہین کہ وہ اُسے اچھے معلوم ہوتے ہین جس طرح وہ لذّتین ان حواس کی محبوب و مرغوب ہوتی ہین اُسی
طرح اُن مدرکات کی لذت اُسے محبوب و مرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ حق تعالےٰ نے دنیا سے تین چیزین میری محبوب و مرغوب کردی ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھون کی روشنی
نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑھا دیا پس جو آدمی صورت بہائم سیرت دل سے بے خبر ہوتا ہے جو اس کے سوا اور کچھ نہین
جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر عقل غالب ہوتی ہے
اور صفاتِ بہائم سے دور تر ہوتا ہے وہ جنابِ الٰہی کے جمال اور اس کی عجائب مصنوعات اور اس کی ذات و صفات کے
جلال و کمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آبِ روان مین چشمِ ظاہر سے نظارہ
کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمالِ الٰہی اسے مکشوف ہوتا ہے تو یہ سب لذّتین اُس کی نگاہ مین حقیر ہو جاتی
ہین **اسبابِ محبّت کا بیان** تاکہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالےٰ کے سوا اور کوئی قابلِ محبّت نہین اے عزیز
جان تو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی زندگی کو دوست
رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اُسکا عدم بے رنج والم ہو اور کیونکر دوست نہ رکھے اس واسطے کہ
جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہے تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمالِ صفات سے زیادہ کیا چیز اُسے موافق
اور سازگار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمالِ صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اُس کے مخالف اور ناسازگار ہوگی پس
اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اس کی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور

چونکہ آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اُسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اُسے بھی دوست رکھتا ہے اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اس واسطے کہ بقائے صفات مین وہ اس کا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اُنھین اپنے پر و بال اور قوت بازو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اُن کے سبب سے مجھے کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اُسے آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ[1] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ یا رب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھ پر احسان کرے اس واسطے کہ اُس وقت میرا دل اُسے دوست رکھے گا یعنے یہ بات آدمی کی طبیعت ہے تکلف سے نہین پھرتی اُس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اُس نے اپنے تئین دوست رکھا ہے اس واسطے کہ احسان اُسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھ ایسا کام کرے جو اُس آدمی کی زندگی یا اُس کی صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو جو دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہین دوست رکھتا اور طبیب کو تندرستی کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہین رکھتا اور جس نے اُس کے ساتھ احسان کیا اُسے احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اُس نے اُس کے ساتھ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہے کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اُسکے سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اُسکی طبیعت اُس بادشاہ کی محبت کی طرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ نہ مین مغرب مین جاؤن گا نہ اس بادشاہ کا احسان اُٹھاؤن گا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اُسے دوست رکھتا ہے تو اُسے اسواسطے نہین دوست رکھتا کہ اُس سے کچھ حاصل کرے فقط اُسی کی ذات کو دوست رکھتا ہے اس واسطے کہ حسن و جمال فی نفسہٖ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلاشہوت دوست رکھنا ممکن ہے جس طرح کہ آدمی سبزہ اور آبِ روان کو دوست رکھتا ہے اسواسطے نہین کہ اسے کھائے پیے مگر اُس کے دیکھنے سے آنکھ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن و جمال محبوب ہے تو اگر حق تعالے کا جمالِ بے مثال آدمی کو معلوم ہو جائے تو ممکن ہے کہ اُسے دوست رکھ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہون گے پانچوان سبب وہ مناسبت ہے جو طبیعتون مین پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اُس کی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ اُسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لڑکے کو لڑکے سے اُنس ہوتا ہے اور بازاری کو بازاری سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسبابِ سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین اُن مین مناسبت واقع ہوئی ہو کہ کسی کو اس کی طرف راہ نہ ہو جیسا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اُس سے تعبیر کر کے فرمایا اَلْاَرْوَاحُ

[1] آدمی بندہ ہے احسان کا ۱۲۔

جُنُودٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی بھی جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم اُلفت کرتی ہین یہ آشنائی اُسی مناسبت سے عبارت ہے جسے ہم کہہ چکے ہین کہ اس کی تفصیل مین آدمی راہ نہین پا سکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص مرتبہ مین بہائم کے قریب ہو اور فقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہیگا کہ رخسار کی سرخی اور سفیدی اور تناسب اعضا کے سوا حُسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حُسن و خوبی صورت اور رنگ ہی مین حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا ہو اُس مین حُسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہے آواز خوب ہے کپڑا خوب ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہے شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اُس چیز کے لائق ہو وہ اُس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہ ہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے کہ اُسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اس مین کچھ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے پس خوبی چہرہ کی صورت پر موقوف نہین مگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہو جائے مگر کہیگا کہ جس چیز کو آنکھ سے نہین دیکھ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہ بھی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خُلق اچھے رکھتا ہے اور مروّت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم باورع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت با سخاوت بہت ہی خوب صفت ہے اور پرہیزگاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور ان مین سے کسی چیز کو بصارتِ چشم سے نہین دیکھ سکتے بلکہ بصیرتِ عقل سے دریافت کر سکتے ہین ریاضتِ نفس کے ذکر مین ہم نے بیان کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خُلقِ نیک صورتِ باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اس پر یہ دلیل ہے کہ کوئی شخص امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدّیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما کو دوست رکھے تو کچھ محال نہین اور کیونکر محال ہوگا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبّت مین اپنا جان و دل نثار کرتے ہین اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب نہین ہوتی اسواسطے کہ اُنھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور اُن حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہوگئی بلکہ یہ دوستی اُن حضرات کی صورتِ باطن کے جمال کے سبب سے ہے وہ علم اور پرہیزگاری اور سیاست وغیرہ ہے اسی طرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھے اُنھین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اُنھین اُس صفت کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدّیق ہین اور صدّیق کی ذات سے ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اُس چیز کو جزو لایتجزّی کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو بلکہ بے شکل اور بے رنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچھ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ جمال باطن کا منکر نہ ہوگا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمالِ باطن کو دوست رکھیگا اس واسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو

دوست رکھے آن دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے ہین کہ چھوٹا لڑکا کسی کو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان وچشم وابروسے اُس کی تعریف نہین کرتے سخاوت اور علم وقدرت سے اُسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسی کو دشمن ٹھہرائے تو لڑکے کے سامنے اُس کی بدباطنی کا ذکر کرتے ہین بدصورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے سلمان صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کو دوست اور ابوجہل کو دشمن رکھتے ہین پس یہ ظاہر ہوگیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی کی طرح صورتِ باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہے اُسے وہ خوبصورتی سے زیادہ مرغوب ہوتا ہے **اس بات کا بیان کہ فقط خدا ہی محبّت کے قابل ہے** اَے عزیز جان تو کہ حقیقت مین حق تعالے کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوے اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالے کو نہین پہچانتا مگر یہ کہ اس وجہ سے کسی کو دوست رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے تو اُسکے رسول اور محبوب کو بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی منجملۂ محبّت خدا ہے یہ بات باین طور معلوم ہوگی کہ آدمی اسبابِ محبّت کو دیکھے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اس دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالے کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اُس کے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اُسکا فضل وکرم نہ ہوتا تو یہ پردۂ عدم سے عالمِ وجود مین نہ آتا اور اگر اُس کا فضل نہ ہوتا تو یہ اُس کی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اُس کا کرم نہ ہوتا تو اُسکے اعضا اور اوصافِ کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہ ہوتا پس یہ بڑے تعجّب کی بات ہے کہ کوئی شخص دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سائے کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نہ رکھے جس کے سبب سے سائے کا قیام ہے اور آدمی جانتا ہے کہ جس طرح سائے کا قیام درخت کے سبب سے ہے اُس کی ذات اور اُسکی صفات کا قیام حق تعالے کے سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالے کو دوست نہ رکھے گا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہ ہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالے کو نہین دوست رکھتا اس واسطے کہ اُس کی محبّت اُسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کہا دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے شخص کو دوست رکھتا ہے جو اُسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سے اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھے گا تو بڑا نادان ہے اسواسطے کہ اُسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کرسکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالے نے اور حق تعالے کے احسانات جو بندون کے شامل حال ہین اُنھین کوئی شمار نہین کرسکتا جیسا کہ شکر اور تفکّر کے بیان مین ہم نے ذکر کیا ہے مگر اَے عزیز وہ احسان جو کسی دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تاوقتیکہ حق تعالے اُس پر سزاول زبردست نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اس سزاول کے خلاف نہین کرسکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالے اُس کے دل مین ڈال دیتا ہے کہ اُسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اُس نے وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اُس نے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامیِ دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کرلیا مگر درحقیقت وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بے غرض

اُس پر سزاوار کیا اور اُسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اس نے وہ چیز تجھے حوالے کر دی یہ مضمون فصل شکر مین ہم نے بیان
کیا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص نیکی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اس نے اُس کے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو
شخص سنتا ہے کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس
بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اُس کی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور اُس شخص کی طبیعت اس بادشاہ کو دوست
رکھے گی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اُس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھون گا اور اُس سے مجھے بھلائی نہ پہونچے گی اس سبب سے ماسوے
اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اُس کے سوا اور کسی کی طرف سے نہین اور دنیا مین جو کوئی
احسان کرتا ہے اُسی کے حکم محکم اور اسی کی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کس قدر ہے احسان یہ ہے کہ حقتعالی
نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا حتے کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت بھی نہ تھی مگر اُس
چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اس طرح معلوم ہو گی کہ ملکوت زمین و آسمان اور
نباتات و حیوانات مین غور و تامل کرے تا عجائبات اور احسان و انعام بے نہایت نظر آئین چوتھا سبب یہ ہے کہ آدمی کسی کو حسن و
جمال کے سبب سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب سے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہے
اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالے عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سب کو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبرون کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا حسن و جمال باطنی
اور اُن کے صفات ذاتی اُس محبت کا سبب ہین اے عزیز جب تو نگاہ کرے گا تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس حسن و جمال باطنی کا حاصل تین
چیزین ہین ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور عالم اس وجہ سے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہے اور جسقدر علم زیادہ اور معلوم
شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب علمون سے زیادہ اشرف حق تعالے کی معرفت ہے اور اُس کی درگاہ
کی معرفت جو فرشتون اور کتابون اور رسولون اور انبیا کی شریعتون پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت کی تدبیرون پر شامل ہے اور
صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہین کہ اُن کو ان علوم مین کمال ہے دوسری قدرت کی خوبی جیسے انسان
کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور اُن کی سیاست پر اور مملکت ظاہر اور حقیقت دین مین
انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنے عیب و نقصان اور خباثت اخلاق باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی
خوبی آدمی سے یہی صفتین محبوب ہوتی ہین افعال نہین محبوب ہوتے اس واسطے کہ جو فعل ان صفتون کے سبب سے
نہ ہو وہ محمود نہین مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھ پس جو شخص ان صفات مین کامل تر ہوتا ہے اُسکی محبت
زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کو مثلاً امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ
تعالے سے زیادہ دوست رکھتے ہین اور پیغمبرون کو حضرت صدیق اکبر سے زیادہ دوست رکھتے ہین اے عزیز
اب تو ان تینون صفتون کو دیکھ تا کہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالے مستحق محبت ہے اور اُس مین یہ صفتین ہین کیونکہ کوئی

سادہ دل ایسا نہین جو نہ جانتا ہو کہ فرشتون اور آدمیون مین سے اولین وآخرین کا علم حق تعالے کے علم کے سامنے ناچیز ہے اور
حق تعالے نے سب کو فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[1] بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی خلقت جو عجائب
علم الٰہی اور اس کی حکمت ہے اُسے تمام وکمال جان لے تو نہین جان سکتا اور جس قدر کہ جانین وہ بھی خدا ہی کی طرف سے جانین گے
اس واسطے کہ اُس نے ان مین یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ[2] پھر تمام خلق
کے علوم متناہی ہین اور جس چیز کی طرف نسبت ہو حق تعالے کا علم بے نہایت ہے اور خلق کا علم اُسی سے ہے پس سب
اُسی کا علم ہے اور اُسکا علم خلق سے نہین اور اے عزیز تو اگر قدرت کو دیکھے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ قدرت بھی محبوب و مرغوب
ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت وبسالت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما کی سیاست وصولت کو
لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالے کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق
کی قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اُتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے اُنھین عنایت فرمائی تھی جب اُن کی
کوئی چیز کھا جاتی ہے تو اُس سے نہین پھیر سکتے حق تعالے نے اُنھین کیسا عاجز کر دیا ہے پس خدا ہی کی قدرت کامل بے نہایت
ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن وبشر اور حیوانات اور نباتات اُس مین ہے اُسی کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے
اور ایسی چیزین الی غیر النہایۃ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہوگا کہ قدرت کے سبب سے خدا کے سوا اور کسی کو
لوگ دوست رکھین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہو سکتی اُس کا پہلا نقصان یہ ہے
کہ وہ بندہ ہے اور اُس کی ہستی خود اُس کے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے زیادہ کیا نقصان
ہوگا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچے گا اسواسطے کہ اگر اُسکے دماغ مین ایک رگ ٹیڑھی ہو جائے
تو دیوانہ اور مجنون ہو جاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اس کی دوا سامنے رکھی ہوتی
ہے اور اُسے معلوم بھی نہین ہوتی اے عزیز اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو ایک ذرہ اس قدرت اور ذرا سا
علم جو وہ رکھتا ہے وہ اُس عجز وجہل مین نیست ونابود ہو جائے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے
جس کے علم کی نہایت نہین اور جس مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جس کی قدرت بدرجۂ کمال ہے اسواسطے کہ
ساتون آسمان اور ساتون زمین اُسی کے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے تو اُسکی بزرگی اور پادشاہی
مین کچھ کمی نہ ہو جائے گی اور اگر لاکھ عالم ہر لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کر سکتا ہے اور اس سبب سے اُس کی عظمت ایک
ذرہ بھی بڑھ نہ جائے گی اس لیے کہ بڑھنے کو اُس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی اُس کی ذات اور
صفات کی طرف راہ نہین پا سکتی بلکہ نقصان خود اُس کی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اُسے دوست نہ رکھے
اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اُس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اُس محبت سے زیادہ کامل تر ہوتی ہے جو

[1] اور نہین دیا گیا ہے تم سب کو علم مین سے مگر تھوڑا سا ۱۲ [2] پیدا کیا خدا نے آدمی کو اور تعلیم کیا اُسے بات کہنا ۱۲

احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور جب حق تعالےٰ کی بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہرحال اسکا عشق کامل ہوتا ہے اسی واسطے حق تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نہ کرے بلکہ بندگی کر کے میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالےٰ کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیہ کریمہ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالےٰ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اُسے مین اپنا دوست بناؤن جب اُسے مین نے اپنا دوست بنالیا تو مین ہی اُس کا کان ہوتا ہون مین ہی اُس کی آنکھ ہوتا ہون مین ہی اُس کی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ یَا مُوْسٰی یعنی اے موسیٰ مین بیمار رہا تو میری عیادت کو نہ آیا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا اگر تو نے اُسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب الٰہی کے ساتھ صورتِ آدم کی مناسبت کی حدیث کا تھوڑا سا بیان عنوانِ کتاب مین ہم نے کیا ہے اور ایسے بہت مضامین ہین کہ کتابون مین اُنکا بیان کرنا مناسب نہین عوام کے فہم اُن کے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اوندھے منھ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے اُن کی سمجھ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے تو اس بات کا سمجھنا مشکل ہے اے عزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب اسباب محبت کو تو نے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبتِ الٰہی کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسی کو دوست رکھنا حماقت ہے اور متکلم نے یہ جو کہا ہے کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھ سکین گے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اُسے دوست رکھنا محال ہے پس محبتِ الٰہی سے اُسکی فرمانبرداری مراد ہے اے عزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اُس شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ یہ شہوت مجانست کو چاہتی ہے مگر یہ محبت جو ہم نے بیان کی جمال و کمالِ باطنی کو چاہتی ہے مجانست صوری کو نہین چاہتی اس واسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست رکھتا ہے تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اُس شخص کے مثل سر منھ ہاتھ پاؤن رکھتا ہے بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ پیغمبر اُس کے ساتھ مناسبتِ باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اُسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنے والا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات مین کامل تر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین بے نہایت فرق ہے اور زیادتیِ کمال کے سبب سے جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے

اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اُسکی اصل کو منقطع نہین کرتی اور سب لوگ اس قدر مناسبت کے مقر ہین اور اس قدر مناسبت کو سمجھے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی کی خبر ہے یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین اَے عزیز جان تو کہ یہ سب مسلمان کا مذہب زبانی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہ ہو اور شکل اور رنگ نہ رکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ اُنھین نہ معلوم ہوگا مگر اس خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن اُنکے دل مین کچھ شوق نہ ہوگا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا ہی نہین اُسکا مشتاق کیونکر ہوگا ہر چند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرا اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین اَے عزیز جان تو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہے ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہے دوسری یہ کہ معرفت خدا معرفتِ غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو علمِ معرفت مین راحت اور خوشی ہے بغیر اس بات کے کہ آنکھ اور بدن کا اُس مین حصّہ ہو چوتھی یہ کہ جو خوشی دل کی خاصیت ہے وہ اُن خوشیون سے جو آنکھ کان اور دوسرے حواس کا حصّہ ہین خوشتر اور غالب تر اور قوی تر ہوتی ہے پس آدمی جب یہ چارون اصلین جان لے گا تو اُسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ حق تعالی کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز خوشتر نہین ہے پہلی اصل اس بیان مین کہ معرفت مین دل کو راحت ہے اور بے شرکت بدن اُسمین دل کو لذّت ہے اَے عزیز جان تو کہ حق تعالے نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوّت کو ایک ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اُس کی طبیعت کا مقتضی ہے اور اُسکی طبیعت کے مقتضی ہین اس کی لذّت ہے جیسا کہ قوّتِ غضب کو غلبہ اور انتقام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اُسکی لذّت ہے اور قوّتِ شہوت کو غذا حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا اُس کی لذّت اسی مین ہے قوّت سمع اور قوّتِ بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کرے اور ہر ایک قوّت اور ہی لذّت رکھتی ہے یہ لذّتین مختلف ہین اسواسطے کہ جماع کی لذّت غصّہ کرنے کی لذّت سے مخالف ہے ان لذّتون مین قوت کی رو سے فرق ہے بعضی قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذّتِ چشم جو اچھی صورتین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذّت سے جو خوشبو سونگھنے سے حاصل ہوتی غالب تر ہے اور حق تعالے نے آدمی کے دل مین ایک قوّت پیدا کی ہے جس کا نام عقل و نور ہے اور اُسے اُن چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے اور اُسے اسی مین لذّت ہے کہ آدمی اسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اُسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ حاجت ہے اور اسی طرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اُسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال و حس مین نہین آتین اور اسی قوت سے نازک علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضعِ لغت اور تصنیفِ کتاب اور ہندسہ کا وضع کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اُسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتّٰی کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے سبب سے اُسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہے اسواسطے کہ علم کو کمال جانتا ہے بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اُس سے کہین کہ چال نہ بتانا اور اُس سے بہت سی شرطین کرلین تو

بھی ہرگز چپ نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذّت سے بیتاب ہو کر چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو علم خوش نہ آئے اور اسکے سبب سے تفاخر نہ کرے اسواسطے کہ علم حق تعالےٰ کی صفت ہے اور آدمی کے نزدیک اُس کے کمال سے زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اس کمال سے بڑھکر کون کمال ہوگا جو حق تعالےٰ کی صفات سے حاصل ہو پس اے عزیز اس اصل سے تونے یہ جانا کہ بہرحال دل کو معرفت سے لذّت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اُس مین دخل ہو **دوسری اصل** اس بیان مین کہ دل کو علم معرفت کی جو لذّت حاصل ہوتی ہے وہ لذّت محسوسات اور لذّتِ شہوت سے قوی تر ہے اے عزیز جان تو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اُس سے کہین کہ کھانا کھالے تو نہین کھاتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور مات کرنے کی لذّت کھانا کھانے کی لذّت سے قوی تر ہے اسواسطے کہ اُسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوّتِ لذّت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون تو ایک کو مقدم رکھے پس جو شخص بڑا عقلمند ہوگا باطن کی قوتون کی لذّت اسے بہت پسند آئے گی اس واسطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم اختیار دین کہ چاہے لوزینہ اور بُھنا ہوا مرغ کھائے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ایک ریاست اس کے ہاتھ آئے تو وہ ریاست اور فتحمندی کو اختیار کرے گا مگر یہ کہ اس کی عقل کامل نہ ہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے معتوہ یعنے کچا سٹری تو ان کی بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جس مین کھانے کا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ و ریاست ہی کی خواہش کو اختیار کرے گا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذّت اور سب لذّتون سے بہتر ہے اسی طرح وہ عالم جو مثلاً علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ پڑھتا ہے تو اس مین اُسے ایک لذّت حاصل ہوتی ہے اگر وہ اس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذّت سب لذّتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست و حکومت پر بھی وہ اُسے ترجیح دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہے اور اُس کی لذّتین خوب حاصل نہین کین تو اُسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ علم و معرفت کی لذّت اور سب لذّتون پر کہین فائق ہے مگر اُسی کے واسطے جو علم و معرفت مین ناقص نہ ہو اور اُس مین حق تعالےٰ نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہون اس واسطے کہ لڑکا اگر سیبھا بجانے کی لذّت کو مباشرت اور ریاست کی لذّت پر مقدم رکھے تو ہمین اپنے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اُسکے نقصان کے سبب سے ہے اس واسطے کہ اسے مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس دلیل سے کہ جب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور ریاست ہی کی خواہش مقدم رہتی ہے **تیسری اصل** اس بیان مین کہ حق تعالےٰ کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے اے عزیز جب تجھے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ علم و معرفت خوشتر ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہے اُسکا علم بھی اشرف ہوتا ہے کیونکہ شطرنج وضع کرنے کا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہے اور ملک رانی کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائقِ شرع اور اُس کے اسرار کا علم علمِ نجوم اور علمِ لغت سے افضل ہے اور وزارت مین وزارت کے

اسرار بازاریون کے بھیدون سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے پس معلوم جس قدر شریف تر ہوگا اُسی قدر اُس کا علم بھی لذیذ تر ہوگا اَے عزیز اب ذرا غور کر کہ خداوند عالم جو ہر طرح کے کمال وجمال کا خالق ہے اُس سے زیادہ دنیا مین کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کامل تر ہے اور کسی بادشاہ کی تدبیر جو اُس کی بادشاہت مین ہو وہ خدا کی تدبیر کے مانند ہے جو آسمان وزمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کے کامون مین ہے اور کوئی بھی دربار اُس کی درگاہ سے بہتر اور کامل تر ہے جس کسی کو حضرتِ الٰہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوئی اور اُس کی مملکت کے اسرار کو اس مملکت کے اسرار سے بہتر سمجھا اُسے کیونکر ممکن ہے کہ اس حضرت کا نظارہ چھوڑ کر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ کی ذات وصفات اور اس کی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ اُسے شریف تر کہنا بھی خطا ہے اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اُسکی طرف اضافت کریگا تو اُس چیز کو شریف کہنا لائق نہین پھر اس حضرت کو شریف تر کیونکر کہہ سکے گا پس عارف اسی جہان کے اندر ایسی بہشت مین رہتا ہے جس کی یہ صفت ہے جو حق تعالےٰ نے فرمائی عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ[1] بلکہ اس سے بھی زیادہ اُسکی وسعت ہے اسواسطے کہ آسمان وزمین کی چوڑائی کی حد ہے اور میدان معرفت کی نہایت ہی نہین اور وہ باغ جو عارف کا تماشاگاہ ہے اُسکا کنارہ ہی نہین اور آسمان وزمین کا کنارہ ہے اور اس باغ کے میوے نہ ٹوٹتے ہین نہ کوئی اُن سے مانع ہے بلکہ ہمیشہ رہتے ہین جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہے قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ[2] اسواسطے کہ جو چیز عارف کے دل مین ہو اُس سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت مین مزاحمت ممانعت کینہ حسد کا دخل نہین اسواسطے کہ جتنا زیادہ عارف ہوتا ہے اُتنا ہی زیادہ اُنس حاصل ہوتا ہے اور یہ بہشت ایسی ہے کہ رہنے والونکی کثرت کے سبب سے تنگ نہین ہوتی بلکہ اُس کی وسعت زیادہ ہوجاتی ہے

چوتھی اصل

اس بیان مین کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہے اَے عزیز جان تو کہ جاننا دو قسم پر ہے ایک وہ جو خیال مین آئے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل مین آئے خیال مین نہ آئے جیسے حق تعالےٰ اور اُسکی صفتین بلکہ تیری بھی بعضی صفتین خیال مین نہین آتین جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطے کہ ان کو چگونگی نہین اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی چگونگی سے دور ہے ان سب کو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال مین آتی ہے اُسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال کے روبرو ہے گویا کہ اُسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے دوسرا یہ کہ وہ نظر آئے یہ پہلے سے کامل ہے اسی واسطے دیدار معشوق کی لذت اُسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہین ہے کہ دیدار مین اور صورت ہوتی ہے صورت خیالی کے مخالف یا صورت خیالی سے بہتر بلکہ وہی ایک صورت ہوتی ہے مگر دیدار مین روشن تر معلوم ہوتی ہے جیساکہ اگر اپنے معشوق کو عاشق دن چڑھے دیکھتا ہے تو آفتاب نکلتے وقت دیکھنے سے زیادہ لذت پاتا ہے اسکا سبب یہ نہین ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہے کہ دن چڑھے صورت زیادہ روشن ہوگئی اسی طرح جو چیز خیال مین نہین آتی اور عقل اُسے ادراک کرتی ہے اسکی بھی صورتین ہین

---

[1] چوڑائی اُسکی زمین اور آسمان کی چوڑان کے مانند ہے ۱۲ [2] اسکے میوے نزدیک ہین ۱۲

ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھ کر ایک درجہ ہے اُسے رویت اور مشاہدہ کہتے ہین اور کمالِ انکشاف مین اُس کی نسبت
معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جس طرح پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور
خیال کو نہین منع کرتا اور جب تک یہ حجاب نہ اُٹھے یعنی آنکھ نہ کھلے تب تک دیدار نہین حاصل ہوتا اُسی طرح اس بدن کے ساتھ
جو آب و گل سے بنا ہے آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشون کے ساتھ اُسکا مشغول رہنا مشاہدہ کے واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہین کرتا
جب تک یہ علاقہ نہین ٹوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہے اسی واسطے حق سبحانہ تعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا لَنْ تَرَانِی[1] پھر جب
مشاہدہ روشن اور کامل تر ہو تو ضرور بالضرور اُسکی لذّت بہی زیادہ ہوتی ہے جیساکہ خیال کے بہ نسبت دیدار مین زیادہ ہوتی ہے
اَے عزیز جان تو کہ حقیقت بات یہ ہے کہ جسطرح نطفہ آدمی ہوجاتا ہے اور خرمے کا بیج درخت ہوجاتا ہے اُسی طرح یہ معرفت فردائے قیامت
کو اور ہی صفت پر ہوجائیگی کہ پہلی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رہے گی آور درجہ کمال کو پہونچ جائیگی اور اس گردش سے نہایت روشن
ہوجائیگی اُسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہین اسواسطے کہ دیدار کمالِ ادراک سے عبارت ہے اور یہ مشاہدہ اس ادراک کا کمال درجہ
ہے اسیواسطے جس طرح اس جہان مین معرفت جہت نہین چاہتی اسیطرح یہ مشاہدہ بھی جہت نہ چاہے گا پس معرفت دیدار کا تخم ہے جسے
معرفت حاصل نہین وہ دیدارِ الٰہی سے ابدالآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہین رکھتا اُس سے زراعت بھی نہین ہوسکتی اور جو بڑا
عارف ہوگا اُسکا دیکھنا بھی کامل تر ہوگا اَے عزیز یہ خیال نہ کرنا کہ دیدار اور لذتِ دیدار مین سب لوگ یکسان ہونگے بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی
معرفت کی قدر دیدار نصیب ہوگا جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَلِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً[2] اسکے یہی معنی ہین یہ
مطلب نہین ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ حق سبحانہ تعالےٰ کو تنہا دیکھین گے اور اور سب ساتھ دیکھین گے بلکہ جو دیدار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کو نصیب ہوگا اور ون کو نہ نصیب ہوگا وہ دیدار اُن ہی کے ساتھ خاص ہے اسواسطے اس خصوصیت کا سبب کمالِ معرفت
ہے کہ اس سے اور لوگ محروم ہین آور یہ جو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابُوبکر رضؓ کو اور سب اصحابؓ پر
نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہین بلکہ ایک بھید کے سبب سے ہے جو اُسکے دل مین قرار پکڑ گیا ہے یہ اُسی معرفت کی طرف
اشارہ ہے یہی معرفت اس دیدارِ الٰہی کا سبب ہوگی جو خاصۃً حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نصیب ہوگا یہن باوصف
اسکے کہ حق تعالےٰ ایک ہی ہے مگر دیدار مین خلق کا تفاوت ایسا ہے جیسے ایک ہی صورت کا تفاوت کئی آئینون مین مختلف نظر آتی
ہے کوئی چھوٹی کوئی بڑی کوئی روشن کوئی تاریک کوئی ٹیڑھی کوئی سیدھی حتّی کہ ایسا ہوتا ہے کہ ٹیڑھے پن مین اس مرتبے کو
پہونچ جاتی ہے کہ اچھی صورت کو بھی بُری بناتی ہے جیسی اچھی صورت باوجودیکہ اچھی ہوتی ہے مگر تلوار کی چوڑان مین دیکھنے سے بُری
معلوم ہوتی ہے اور جو شخص اپنا آئینۂ دل اُس جہان مین تاریک لے جاتا ہے یا کج تو جو چیز اور ون کے واسطے سبب راحت
ہوتی ہے وہ بعینہٖ اُسکے واسطے موجب رنج واذیت ہوتی ہے پس اَے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ دیدارِ الٰہی مین جو لذّت پیغمبر علیہ السلام
پائین گے وہی اور ون کو بھی حاصل ہوگی یا جو لذّت علما پائین گے وہی عوام بھی پائین گے آور جو لذّت متقی اور محبّ علماء

[1] ہرگز نہ دیکھے گا تو مجھے ۱۲ [2] تحقیق اللہ تجلی فرمائے گا سب آدمیون کے واسطے علی العموم اور ابُوبکر کے واسطے بالخصوص ۱۲

پائین گے وہی اور عالم لوگ بھی پائین گے اور جس عارف پر کہ حق تعالےٰ کی محبت غالب ہو اور جس عارف پر کہ اسقدر محبت نہ غالب ہو ان دونون مین لذّت کی رُو سے تفاوت ہوگا دیدار کی وجہ سے نہین اسواسطے کہ دونون عارف ایک ہی کو دیکھین گے کیونکہ دیدار معرفت کے سبب سے حاصل ہوتا ہے اور معرفت دونون کو ہے آن دونون عارفون کی مثال ایسی ہے جیسے دو شخص جنکی بینائی برابر ہو اور کسی خوبصورت کو دیکھین اور ان دونون مین سے ایک اُسکا عاشق ہو اور ایک نہ عاشق ہو تو خواہ نخواہ عاشق کو زیادہ لذّت حاصل ہوگی اور اگر ایک بہت عاشق ہوگا اور ایک کم تو بھی اسی کو بہت لذت حاصل ہوگی جو بہت عاشق ہے پس کمالِ سعادت کے واسطے فقط معرفت کافی نہین ہوتی تا وقتیکہ اُسکے ساتھ محبت نہو اور محبتِ الٰہی اس طرح پر غالب ہوجاتی ہے کہ محبتِ دنیا سے آدمی کا دل پاک صاف ہوجاے اور یہ پاکی زہد و تقویٰ کے سوا اور کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی پس جو عارف زاہد اور محب ہوگا اُسے لذتِ کامل حاصل ہوگی **فصل** اے عزیز شاید تو کہے کہ اگر دیدار کی لذت لذتِ معرفت کی جنس سے نہو تو وہ لذّت ہی نہین یہ اس سبب سے تو کہے گا کہ لذّتِ معرفت سے تجھے خبر ہی نہین لیکن چند باتین کسی کتاب مین اکٹھا لکھی دیکھ کر تو نے یاد کر لی ہین یا کسی سے سیکھ لی ہین اور اُس کا نام معرفت رکھ لیا ہے تو اس سے تو لذّت نہ پائے گا اگر کوئی شخص بھجیا کا نام لوزینہ رکھے اور اُسے کھائے وہ لوزینہ کی لذت کبھی نہ پائے گا مگر جو شخص حقیقتِ معرفت کی حلاوت چکھتا ہے وہ اُس مین ایسا مزہ پاتا ہے کہ اگر اسی جہان مین اُسے بہشت اس مزہ کے عوض ملے تو وہ معرفت ہی کو دوست رکھے جس طرح عقلمند آدمی لذتِ سلطنت کو لذّتِ فرج و شکم سے زیادہ دوست رکھتا ہے لیکن اگرچہ معرفت کی لذّت بہت بڑی لذت ہے مگر دیدارِ الٰہی کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی مثال کے بغیر یہ بات سمجھ مین نہین آسکتی اے عزیز تو فرض کر کہ ایک عاشق ہے مگر ابھی اُس کا عشق کچا ہے اور اُس کی شہوت کم ہے اور اُسکے کپڑون مین زنبور اور بچھو بھرے ہوئے ہین اور اُسے کاٹ رہے ہین اور ان مصیبتون کے سوا اور کامون مین بھی وہ مشغول ہے اور ہر چیز سے ڈرتا ہے اور صبح کے وقت کہ ابھی خوب روشنی نہین ہوئی وہ اپنے معشوق کو دیکھے تو ایسے حال مین یقیناً لذتِ دیدار اُسے کم حاصل ہوگی پس اگر ناگاہ آفتاب نکل آئے اور خوب روشنی پھیل جائے اور اُسکی شہوت خوب تیز اور اُسکا عشق نہایت قوی ہوجائے اور شغلہ اور خوف اُسکے دل سے جاتا رہے اور زنبور اور بچھو کے درد سے نجات پائے تو اُس حالتِ اطمینان مین دیدارِ معشوق سے بڑی ہی لذت پائے گا کہ وہ لذت جو پہلے اُسے حاصل ہوئی تھی اُسکے ساتھ اُسے کچھ مناسبت ہی نہین دنیا مین عارف کا بھی یہی حال ہے اندھیرا دنیا مین ضعفِ معرفت کی مثال ہے گویا کہ پردے کے اندر سے باہر کی طرف دیکھتا ہے اور ضعفِ عشق آدمی کے نقصان کے سبب سے ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب تک اس جہان مین رہتا ہے ناقص رہتا ہے اور یہ عشق کمال کو نہین پہونچتا اور زنبور اور بچھو دنیا کی خواہشون اور غم اور غصہ اور انواع رنج کی مثال ہے اسواسطے کہ یہ سب لذت معرفت کو کم کر دیتے ہین اور شغل اور خوف معاش اور [illegible] حاصل کرنے اور [illegible] باتون کی مثال ہے اور یہ سب باتین موت سے جاتی رہتی ہین اور دیدار کی رغبت اور محبت کامل [illegible] ہے اور [illegible] احوال کشف کے ساتھ بدل جاتی ہے اور دنیا کا غم و اندوہ اور مشغلہ منقطع ہوجاتا ہے پس اس [illegible] وہ لذت [illegible]

کمال کو پہونچ جاتی ہے اگرچہ معرفت کی قدر سے زیادہ نہین ہوتی جس طرح بھوکا آدمی کھانے کی بو سونگھنے سے جو لذّت پاتا ہے وہ کھانا کھانیکی لذت سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اسی طرح معرفت کی لذّت لذّتِ دیدار سے بھی کچھ مناسبت نہین رکھتی یعنی جس طرح کھانا کھانے کی لذّت کھانے کی بو سونگھنے کی لذّت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اُسی طرح دیدار کی لذّت معرفت کی لذّت سے بھی بہت ہی زیادہ ہوتی ہے

فصل اے عزیز شاید تو کہے کہ معرفت دلمین ہوتی ہے اور دیدار آنکھ مین پھر دیدار کی لذّت کیونکر زیادہ ہوگی جان تو کہ دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہین کہ وہ کمال خیال کے سبب سے ہوتا ہے اس سبب سے نہین کہتے کہ وہ آنکھ مین ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر حق تعالےٰ دیدار کو ماتھے مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا پس دیدار کی جگہ مین انکار رہنا فضول ہے بلکہ جب دیدار کا لفظ شریعت مین وارد ہوا ہے اور ظاہر اد یدار آنکھ سے ہوتا ہے کہ دیدارِ آخرت مین آنکھ کو دخل ہے اور تو جان لے کہ آخرت کی آنکھ دنیا کی آنکھ کے مانند نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ آنکھ بغیر جہت کے نہین دیکھ سکتی اور وہ آنکھ بے جہت کے دیکھے گی اور عوام کو اس سے بحث و تکرار کرنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ کام اُنکی قوت سے زیادہ ہے کیونکہ بڑھئی کا کام بندر سے نہین ہوسکتا اور جس دانشمند نے فقط فقہ حدیث تفسیر مین محنت کی وہ بھی اس مضمون مین عامی ہے اُسکا کام نہین بلکہ جس شخص نے علمِ کلام مین محنت کی وہ بھی اس حقیقتِ حال مین عامی ہے اسواسطے کہ وہ عامی کے اعتقاد کا نگہبان اور سنبھالنے والا ہے یعنی عامی نے جو اعتقاد کیا ہے متکلم اپنے کلام سے اُسکی نگہبانی کرتا ہے اور بدعتی کے شر و فساد کو عامی سے دفع کرتا ہے جنگ و جدل سے اُسکا دفعیہ جانتا ہے مگر معرفت اور ہی کوچہ ہے اس کوچہ کے رہنے والے اور ہی لوگ ہین شعر منزل عشق مکان دیگرست ؛؛ مرد آن رہ رانشانِ دیگرست ؛؛ چونکہ یہ بات چھوٹی سی کتاب مین لکھنے کے لائق نہین تو اسیقدر پر کفایت کرنا اولیٰ ہے

فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ایسی لذت جس مین بہشت کی لذّتین آدمی بھول جائے کسی طرح میری عقل مین نہین آتی ہر چند کہ اس باب مین علمانے بہت گفتگو کی مگر اُسکی تدبیر تو معلوم ہو کہ کیا ہے تاکہ اگر وہ لذّت نہ حاصل ہو مگر اُسپر ایمان تو نصیب ہوئے عزیز جان تو کہ چار چیزین اس کی تدبیر ہین ایک یہ کہ جو باتین اوپر مذکور ہوئین اُن مین تو بہت غور کرنا کہ تجھے یہ بات معلوم ہو جائے اس واسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دلمین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کی صفت اس طور پر نہین واقع ہوئی کہ لذّت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اُسمین پیدا کردی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذّت ہوتی ہے اُسکے سوا اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اُسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذّت اُس مین پیدا ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ کر کھیلنے دوڑا جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اُسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش اور لذت اُسے پیدا ہوتی ہے حتّٰی کہ اُسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتونکی خواہش اور لذّت اُسمین پیدا ہوتی ہے حتّٰی کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کر دیتا ہے اور جب بیس برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست تفاخر بڑھتی ہے اور طلبِ جاہ کی لذّت اُسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذّاتِ دنیا کا آخری درجہ ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ[1] پس جب بیس برس سے بڑھتا ہے

---

[1] دنیا کی لذّت کھیل ہے اور بیہودگی اور آرائش اور آپس مین خودستائی اور مال اور اولاد مین زیادہ طلبی ۱۲

تو اگر دنیا نے اُسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اسکے دل کو بیمار نہین کر دیا ہے تو عالم اور آفریدگارِ عالم اور اسرارِ ملک و ملکوت کو پہچاننے
کی لذّت اُسمین پیدا ہوتی ہے اور جس طرح بعد والی ہر لذّت مین اُسکی پہلے والی لذت ناچیز اور حقیر ہو جاتی ہے اُسی طرح یہ لذّت بھی اُس
معرفت مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے آور بہشت کی لذّت پیٹ فرج آنکھ کی لذّت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین سیر کرتا ہے اور
عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب روان اور اونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے آور یہ خواہش اُس جہان مین بھی ریاست
اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے پھر معرفت کی لذّت کے سامنے بطریقِ اولیٰ ناچیز اور حقیر ہو جائیگی
کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قیدخانہ بناتا ہے اور ہر روز اسلیے بقدر جو سے زیادہ کھانا نہین کھاتا ہے کہ خلایق مین مقبولیت
کا درجہ حاصل کرے پس راہب نے جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذّت سے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ
فرج آنکھ کو حظ حاصل ہو پھر لذّت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذّتون کو حقیر اور ناچیز کر دیا ہے وہ لذت معرفت مین فنا
ہو جاتی ہے اے عزیز تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین
پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اُس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے تو یہ مشکل ہے اسی طرح تجھ اندھے کو معرفت کی
لذّت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایہ عقل پیدا کرکے غور و تامل کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نہ رہیگی تیسری
تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال دیکھا کر اور اُنکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ شہوتِ مباشرت اور اُسکی لذّت سے
بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی پونجی اس مزے کے پیچھے تباہ اور برباد کرتے ہین تو اُنھین خواہ نخواہ یہ بات
معلوم ہو جاتی ہے کہ اُنھین ایک بڑی شہوت اور لذّت حاصل ہے کہ ہمین وہ نصیب نہین حضرت رابعہ جو ایک پارسا بی بی تھین
اُنکے سامنے لوگون نے جنّت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّار پہلے صاحب خانہ ہے پھر گھر حضرت ابو سلیمان دارانی رح نے
کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ اُنھین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یادِ الٰہی سے باز نہین رکھتی پھر دنیا اُنھین یادِ الٰہی سے
کیونکر باز رکھے گی حضرت معروف کرخی رح سے اُنکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تو تمھین دنیا سے بیزار کرکے عبادت اور خلوت مین کس چیز نے
مشغول کیا کیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا بہشت کی اُمید نے مشغول کیا ہے فرمایا اُنکی کیا حقیقت ہے جس بادشاہ
کے دستِ قدرت مین یہ سب ہین اگر تو اُسکے ساتھ محبّت کرے تو ان سب کو بھول جائے اور اگر تجھے اُسکے ساتھ معرفت اور آشنائی پیدا
ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے خواب مین پوچھا کہ ابو نصر تمار اور
عبد الوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اسوقت بہشت مین کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمھارا کیا ہے جواب دیا کہ حق تعالیٰ
نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ
مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے اُن کے [illegible] پاتے تھے
ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین آنکھین لگائے ہوئے مبہوت کی طرح دیکھ رہا ہے مین نے [illegible] شخص ہے
کہا معروف کرخی اُسنے نہ خوفِ دوزخ سے عبادت کی تھی نہ اُمیدِ بہشت پر اُسکے واسطے حق تعالیٰ نے [illegible] سلیمان دارانی

قدس سرہٗ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھ مشغول ہے وہ فرداے قیامت کو بھی یون ہی رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھ مشغول ہے
وہ فرداے قیامت کو بھی یون ہی ہوگا حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو دیکھا
عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اُٹھائے ہوئے دونون پاؤن کی اُنگلیون پر مبہوت کی طرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کرکے دیر تک
کھڑے رہے اور سر اُٹھا کر مناجات کی کہ بارِ خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اُسے تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ لوگ پانی پر
چلے اور ہوا پر اُڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے اور ایک گروہ
کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کرجاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوئے اور مین ان
سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون بعدہٗ پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحییٰ تم یہان ہو مین نے کہا ہان اے میرے سید فرمایا کب
سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھ سے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھ سے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالےٰ نے
مجھے ملکوتِ اعلیٰ اور ملکوتِ اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین پھرا کر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین سے
جو تیرا جی چاہے مانگ تاکہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی بندہ ہے
حضرت ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالےٰ کا ایک بڑا مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایک دن کہا کہ اگر تو حضرت
بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اُس نے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے جواب دیا
کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھ کر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایک بار دیکھے تو اس سے
بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اُس مرید نے متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنے نزدیک خدا کو
دیکھتا ہے تیرے ظرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اُسکی قدر کے موافق دیکھے گا یہ باریک بات سمجھ کر مرید نے
عرض کیا کہ آیئے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے جب
اُنکے قریب پہونچے تو وہ اُلٹی پوستین پہنے ہوئے باہر تشریف لائے مُرید نے اُنکی طرف دیکھ کر ایک نعرہ مارا اور مرگیا مین نے کہا کہ
اے بایزید جو ایک نظر آپ کو دیکھے تو کیا وہ واجب القتل ہے کہا نہین یہ مُرید صادق تھا اس مین ایک بھید تھا کہ وہ اُسکی قوت سے کھلتا
نہ تھا اُس نے جب مجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ یہ ضعیف تھا اُسکا متحمل نہ ہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہٗ نے کہا کہ اگر خلتِ ابراہیم
اور مناجاتِ موسیٰ اور روحانیتِ عیسیٰ علیہم السلام حق تعالےٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اُسکی طرف سے منہ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے
کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہٗ کا ایک دوست تھا مگر کی ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو
روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین اُنمین سے کوئی حالت مجھ پر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تین سو
برس تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہ ہوگی اُسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا پھر اسکا علاج
کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کرسکے گا اُس دوست نے کہا کہیے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت سجدہ ہوا حضرت بایزید
نے فرمایا کہ نائی کے پاس جاکر ابھی ڈاڑھی منڈوا ڈال اور ننگا رہاکر فقط ایک تہ بند کمر سے باندھ اور ایک توبڑہ بھر اخروٹ گلے مین

لٹکالے اور بازار مین جاکر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدّی مین گدّا لگائیگا اُسے ایک اخروٹ دونگا اور اسی طرح قاضی و متشرع لوگون کے پاس جا اُس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپ نے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھ سے نہو سکےگا فرمایا پہلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا اُس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کرسکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھ سے علاج نہو سکےگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج اس واسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے عیسیٰ مین جب اپنے بندے کے دلمین نگاہ کرتا ہون اور اُس مین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان دیکھ کر اُسکی محافظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالے نے مناجات کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ جو محبت تو نے مجھے عطا فرمائی اور اپنے ذکر کا جو اُنس تو نے مجھے مرحمت کیا اُسکے سامنے بہشت میرے نزدیک پشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے پوچھا کہ رسول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے مگر خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کون سا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اُسنے کیا اُس پر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور اُن بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت اور اُس کی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے اے عزیز تجھے اس مقام مین غور و تأمل کرنا چاہیے **معرفتِ الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان** اے عزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اُسے نہ دیکھ سکے اسی واسطے چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اُس کی بینائی ضعیف ہے اسی طرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ دلون کو اُس کے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیا ہوا کپڑا دیکھتا ہے تو کوئی چیز کاتب اور درزی کی قدرت اور علم و حیات اور ارادہ سے روشن تر نہین ہوتی اسواسطے کہ اُنکا یہ فعل ان صفتون کو اُنکے باطن سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی حاصل ہوجائے اگر حق تعالے تمام علم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اُسے دیکھتا اُسے صانع کے کمالِ علم اور کمالِ قدرت اور کمالِ عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب پر خط کی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان و زمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ و کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق وہم و خیال مین آتے ہین سب ایک زبان ہوکر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین شعر برگیاہے کہ از زمین روید، وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید، دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اس کا فعل اور کوئی دوسرے کا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی چونکہ سب مصنوعات ایک صفت پر ہوگئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہوگئی اُس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اُسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہ ہوجاتا یا سایہ کے سبب چھپ نہ جایا کرتا

تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ مثلاً روے زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کچھ نہ دیکھتے اور کہتے کہ اُسکے علاوہ اور کچھ نہین پس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اُس کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندھیرے مین اتنا پوشیدہ ہوجاتے ہین جتنا نورِ آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے تو ضدِ آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسی طرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہوجانا ممکن ہوتا اور زمین و آسمان برہم اور ناچیز ہوجاتے تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صفت کے ہین اور یہ گواہی ہمیشہ سے تو روشن ہے پس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات و مخلوقات نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نہ تھی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھتے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہوگیا تو اُلفت پیدا ہوگئی پھر جب سنِ تمیز کو پہونچا تو اُن کی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اُس وقت اُس کی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکلجاتا ہے کیونکہ شاید اُسکی گواہی سے دلمین آگاہ ہوتا ہے پس جنکی بینائی ضعیف نہین وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اُسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اُس مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان و زمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ اُسی کی صنعت ہے جس طرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اس طرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو جانتا ہی نہ ہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آراستہ ہے حتّٰی کہ اسمین کاتب ہی کو دیکھے جس طرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے خط کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صفت کا ہوجاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین جو اُس کی بنائی ہوئی نہ ہو بلکہ تمام عالم اُسی کی صنعت اور تصنیف ہے اے عزیز اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اُسکی مصنوع ہو نہ اُسکی ذات ہو تو نہ دیکھ سکے گا اور سب مخلوق زبانِ فصیح سے جسے زبانِ حال کہتے ہین اُسکے کمالِ قدرت اور کمالِ جلال و عظمت پر گواہی دیتے ہین عالم مین اس سے زیادہ روشن کوئی نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب سے اس معرفت سے عاجز رہتی ہے **محبّت پیدا کرنے کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ محبّت بزرگ ترین مقامات ہے اُسکی تدبیر پہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے کہ کسی خوبصورت پر عاشق ہو تو اُس کی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اُسکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منھ پھیر کر ہمیشہ اُسی کو دیکھا کرے جب اُس کا چہرہ دیکھے اور اس کے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہون اور خوبصورت بھی ہون تو اُنھین بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ جو جمال دیکھے اس کے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کرے گا تو خواہ نخواہ اُس کے دل مین تھوڑی بہت رغبت پیدا ہوجائے گی پس محبّتِ الٰہی کا بھی یہی حال ہے محبّتِ الٰہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منھ پھیر لے اور اس نابکار کی محبّت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیرِ خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے جیسے کوڑے کرکٹ سے زمین کو پاک کرنا پھر حق تعالےٰ کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اُسے دوست نہین رکھتا اس کا سبب یہ ہے کہ اُسے جانتا ہی نہین ورنہ جمال و کمال تو بالطبع محبوب ہین حتّٰی کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ اُنھین دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہین اور معرفت حاصل کرنا

ایسا ہے جیسے زمین مین تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر و فکر مین مشغول ہو یہ آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو بہت یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کرنے والے کو اسکے ساتھ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے آے عزیز جان تو کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہین مگر تفاوت مین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اُسکے ساتھ مشغول رہنے مین تفاوت رکھتے ہین آور ایک چیز کی محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت مین تفاوت رکھتے ہون اسواسطے کہ عامی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ فی الجملہ جانتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر جو فقیہ ان کے بعضے علمون کی تفصیل سے خبر رکھتا ہے وہ انہین زیادہ دوست رکھیگا اسواسطے کہ عامی کی بہ نسبت اسکی شناخت زیادہ ہے آور مزنی جو امام شافعی کے شاگرد تھے اور انکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اور فقہا سے زیادہ اُنھین دوست رکھتے تھے پس جو شخص خدا کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے اُنس حاصل ہوتا ہے اس مین لوگ متفاوت ہون پس ان ہی سببون سے محبّت کا تفاوت ہوتا ہے مگر جو شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہین رکھتا اس کا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہین اسواسطے کہ جس طرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اسی طرح باطن کی خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبّت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفتِ کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہین ایک صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرنا ہے حتے کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو بھول جاتے ہین تب ان کے باطن مین وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین جن سے عظمتِ الٰہی مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھانا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اسمین چوہا آپھنسے یا باز آپھنسے اسمین ہر ایک کی قسمت کے موافق بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علمِ کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہین علمِ معرفت کی پہلی بسم اللہ یہ ہے کہ عجائب مصنوعات مین آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتوین اصل مین اس کا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کر کے جمال اور جلالِ الٰہی مین فکر کرے تاکہ اسما اور صفات کے حقائق اس پر منکشف ہون اور یہ بڑا علم ہے مرید زیرک مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کر سکتا ہے کودن اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم دام بچھانے کے مانند نہین ہے کہ اسمین شکار کے پھنسنے نہ پھنسنے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑھے گی مال زیادہ ہوگا لیکن اگر ان پر بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہو جائین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑ کر اور کسی طریقہ سے محبت ڈھونڈھے گا وہ محال طلبی کرے گا اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈھونڈھے گا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجھتا ہے کہ بے محبتِ الٰہی سعادت آخرت کو پہونچے گا اُسکی سمجھ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جائے آور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکھتا تھا اور عوائق کے سبب سے اس سے محجوب تھا اور ایک زمانہ اُس چیز کے شوق مین گزرا تھا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہو جاتے ہین اور وہ شائق اُس چیز تک پہونچتا ہے تو بڑے مزے مین ہو جاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اس چیز کو دوست نہ رکھتا تھا تو لذت کچھ بھی اُسکو نہین ملتی اگر اُسے کم دوست رکھتا تھا تو کم لذّت پاتا ہے تو عشق و محبّت کی قدر سعادت ہوتی ہے آور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اُس چیز کا مخالف کے ساتھ

اُلفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اُسکے مخالف ہوگی اُسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور رنج و مصیبت مین پڑے گا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہون گے وہ اسی کے سبب سے شقی ہو جائیگا اُسکی مثال یہ ہے **حکایت** ایک خاکروب عطر سازون کے بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگھ کر بیہوش ہو کر گر پڑا لوگ آ آ کر اُس پر گلاب چھڑکنے لگے اور اُسے مشک سنگھانے لگے اُس کا حال اور بھی بدتر ہوتا جاتا تھا حتّٰی کہ ایک شخص وہان آیا اُس نے بھی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تھی اُس نے اُس کا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر بھگوئی اور اُسکی ناک مین مل دی وہ فوراً ہوش مین آگیا اور کہنے لگا کہ خوشبو یہ ہے پس جس نے لذّتِ دنیا کے ساتھ اُنس پیدا کیا ہے کہ وہ اُسکی معشوقہ ہوگئی وہ اُس خاکروب کے مثل ہے اور جس طرح اس خاکروب نے عطر سازون کی بازار مین وہ نجاست بنائی تھی بلکہ جو خوشبودار چیزین وہان تھین وہ اُسکے مخالف تھین اور اُسے اسکے سبب رنج و اذیت زیادہ ہوئی اور جس نجاست سے اُسنے الفت و محبت پیدا کی تھی وہ وہان نہ تھی اسی طرح بازارِ آخرت مین بھی دنیا کی شہوتون مین سے کوئی چیز آدمی نہ پائیگا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اُسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اُسکے رنج و مصیبت اور اُسکی شقاوت کا سبب ہون گی آخرت عالم ارواح اور عالم جمالِ الٰہی ہے کیونکہ جمالِ الٰہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا مین اسکے ساتھ مناسبت دی ہو حتّٰی کہ وہ اُسکے موافق ہو جائے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے واسطے ہین اور محبّت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اس کے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب معصیتین اور شہوتین اور محنتین اس مناسبت کی ضد ہین آیۂ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا سے یہی مراد ہے اربابِ بصیرت اس مضمون کے مشاہدے مین حدِ تقلید سے گزر گئے ہین اور صدقِ پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدقِ پیغمبر کو بے معجزہ کے یقینی سمجھے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ طبیب ہے اور جب دوکاندار حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقے سے سچّے نبی کی نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالے سے یقیناً آدمی پہچان لیتا ہے پھر جو کچھ اپنی بصیرت کے زور سے پہچان سکتا ہے اُسے اکثر مین سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اُس علم کے مثل نہین ہے جو عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا اسواسطے کہ یہ علم اس خطر مین ہے کہ گوسالے کی آواز سے باطل ہو جائے کیونکہ سحر اور معجزہ مین تمیز کرنا علم یقینی کی طرح آسان نہین ہے **محبّتِ الٰہی کی علامتونکا بیان** اے عزیز جان تو کہ محبّت ایک گوہر عزیز ہے اور محبّت کا دعویٰ کرنا آسان نہین پس آدمی کو یہ گمان کرنا نہ چاہیے کہ مین محبّون مین سے ہون اسواسطے کہ محبّت کی علامت اور دلیل ہے اُسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نہ رہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکھتا جنابِ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اُسکے دیدار کو دوست رکھتا ہے بویطی قدس سرہٗ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست رکھتا ہے اُس نے جواب مین توقف کیا بویطی نے کہا کہ اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکھتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو محبّت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکھتا ہو اصل موت سے کراہت نہ رکھتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نہ کیا ہوگا تاکہ

اب تیار کرے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پر نثار کر دے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجھے اُسے نہ چھوڑے اور جو چیز اُسکی دوری کا سبب ہو اُس سے دور رہے یہ اس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکھے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اُس شخص کو دیکھا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکھتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکھے پس جو شخص گناہ کرے تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اسے محبت ہی نہین بلکہ اس بات پر دلیل ہے کہ اُسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس دعوے پر یہ دلیل ہے کہ نعیمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار جب حد ماری گئی تو ایک صحابی نے اُسپر لعنت کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت نہ کر اسواسطے کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگ تجھ سے پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہیگا کہ دوست نہین رکھتا ہون تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہیگا کہ دوست رکھتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر آلہی اس کے دل پر ہمیشہ تازہ رہے اور بے تکلف اُسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اکثر اس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل ہوتی ہے تو اسے کبھی نہین بھولتا پس اگر بہ تکلف سے دل کو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اُسکا محبوب وہی ہے جس کا ذکر اس کے دل پر غالب ہے شاید اُسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اُسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے کہ اُسے دوست رکھون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اسکا کلام ہے اور رسول کو اور ہر چیز کو جو اس کی طرف منسوب ہو دوست رکھے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکھے کہ سب خدا کے بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکھے کہ سب اُسی کے مخلوق ہین مثلاً آدمی جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اُسکی تصنیف اور اُسکے خط کو بھی دوست رکھتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونے کا آرزومند رہے تاکہ عوائق اور موانع کی زحمت دور ہو اور خلوت مین دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات دن نیند اور بات چیت کو خلوت سے زیادہ دوست رکھیگا تو اُسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ اُنس و محبت نہ کر اس واسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر کو اُسے ملے تو کاہل ہو جائے دوسرا وہ جو مجھے بھول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اسکی علامت یہ ہے کہ مین اُسے اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہون اور دنیا مین اسے حیران رکھتا ہون پس جب خدا کی محبت کامل ہو جاتی ہے تو ماسوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل مین ایک عابد رات کو نماز پڑھتا تھا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اُسکے نیچے جا کر وہ عابد نماز پڑھنے لگا اس زمانہ مین جو رسول علیہ السلام تھے انپر وحی آئی کہ اس عابد سے کہدو کہ تو نے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہو گیا پھر کسی عمل سے اس درجے کو تو نہ پائیگا اور کچھ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کر کے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ان کے گھر کے دوسرے کونے مین آگ لگی اور انھین خبر تک نہ ہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تھی اس سبب سے نماز پڑھنے مین ان کا پاؤن کاٹ ڈالا انھین خبر تک نہ ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ

اے داؤد جسنے میری محبت کا دعوی کیا اور رات بھر سوتا رہا وہ جھوٹا ہے دوست کیا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجھے ڈھونڈھتا ہے مین اُسکے
ساتھ ہون حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا کہ بارِ خدایا تو کہان ہے کہ مین تجھے ڈھونڈھون ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ جب تونے مجھے ڈھونڈھنے کا
قصد کیا مجھے پالیا چھٹی دلیل یہ ہے کہ اُسپر عبادت آسان ہو گران نہ گزرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ تیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے
تئین نمازِ تہجّد پر مستعد رکھا پھر اور تیس برس تک اُسکے سبب سے مین نے مزہ اُٹھایا جب محبت پکّی ہو جاتی ہے تو کوئی لذّت عبادت کی لذّت کو نہین
پہونچتی عبادت دشوار کیونکر ہوگی ساتوین دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمانبردار بندون کو دوست رکھے اور سب پر مہربان رہے کافرون
اور عاصیون سے عداوت رکھے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کسی پیغمبر علیہ السّلام نے
حق تعالےٰ سے پوچھا کہ بارِ خدایا تیرے محب کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ہین کہ جسطرح بچّہ اپنی مان کا دیوانہ رہتا ہے اس طرح وہ میرے
شیفتہ رہین اور جس طرح چڑیا اپنے گھونسلے مین پناہ لیتی ہے اس طرح وہ میرے ذکر سے پناہ لین اور جس طرح شیر غصّہ کی حالت مین کسی سے
نہین ڈرتا اس طرح وہ جب کسی بندے سے گناہ دیکھتے ہین تو غصّہ مین آتے ہین یہ اور اس قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین ہین جسے
محبّت کاملہ ہوتی ہے اُس مین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جس مین بعضی علامتین ہون اُسکی محبت ناقص ہے **خدا طلبی کے**
شوق کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص محبتِ الٰہی کا منکر ہے وہ اُسکے شوق کا بھی منکر ہے اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰى لِقَآئِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اور حق تعالےٰ
رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَآئِىْ وَاَنَا اِلٰى لِقَآئِهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا[1]
یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین اُن سے بھی زیادہ اُن کا مشتاق ہون پس اے عزیز تجھے شوق کے معنی معلوم کرنا
چاہیے لوگ جسے ہرگز جانتے ہی نہین اُس کا شائق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اُسے دیکھ رہے
ہین تو بھی اُسکا شوق نہ پایا جائے گا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو جیسے معشوق کہ
خیال مین حاضر نظر سے غائب ہوتا ہے اُس کا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے محبوب کو ڈھونڈھے تاکہ وہ
آنکھون کے سامنے آئے اور ادراک پورا ہو جائے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق سے خالی ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالےٰ
معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غائب ہے جسطرح دیدار کمالِ خیال ہے اسیطرح مشاہدہ کمالِ معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے
نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخرت مین بھی نہ جائیگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے
ایک یہ کہ معرفت اُس دیدار کے مانند ایک ادراک ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اُس دیدار کے مثل ہے جو اندھیرے منھ جھٹپٹے وقت آفتاب نکلنے
کے پہلے ہو یہ ادراک آخرت مین خوب روشن ہو جائیگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اُسنے اُس معشوق کا
چہرہ دیکھا ہو مگر اُسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اُس شخص کو اُسکے دیدار کا شوق ہوتا ہے اسی طرح جنابِ الٰہی کے
جمالِ باکمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ خدا کے معلومات کی

---

[1] نیک لوگ میرے ملنے کے مشتاق ہین اور مین ان سے زیادہ ان کی ملاقات کا مشتاق ہون [illegible] ١٢

نہایت نہین اور جب تک سب کو نہ جان لے گا تب تک حضرتِ الٰہی کا جمال تمام وکمال نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اُس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اُسی قدر لذت بھی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اُس چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اُسکے سبب سے اُس کا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہوجاتا ہے اُسے اُنس کہتے ہین اور جب دل کی نظر اُسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب و تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس اُنس اور شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے[1] رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اسواسطے کہ جمالِ الٰہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نور ہی نور ہوگا اور اُن لوگون کو تمام وکمال کی طلب ہوتی ہے مگر اسکی انتہا کو نہین پہونچ سکتے اسواسطے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے سوا اور کوئی حق سبحانہٗ تعالےٰ کو بدرجۂ کمال نہین پہچانتا اور بدرجۂ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجۂ کمال دیکھ بھی نہ سکے گا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کھلی رہے گی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑھتا رہے اور لذّت بے نہایت جو بہشت مین ہے اُسکی حقیقت یہی ہے اور اگر یہ حقیقت نہ ہوتی تو شاید لذّت پر آگاہی حاصل ہونے سے لذّت کم ہوجاتی کیونکہ جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اُسکا خوگر ہوجاتا ہے اس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تاوقتیکہ کوئی تازہ چیز اُسے پہونچے پس اہلِ جنّت کی لذّتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتّٰی کہ جو لذّت دل مین آئے وہ ان نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم ہوگی اس واسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جائین گی اے عزیز اس اصل سے بھی تو نے اُنس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر ہے اُس کی طرف حالت دل کی اضافت کا نام اُنس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اُسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب باقی ماندہ کی طرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالےٰ کے سب محب دنیا اور آخرت مین اُنس و شوق مین پھرتے رہتے ہین اخبارِ داؤد علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے داؤد زمین کے باشندون کو میری طرف سے خبر دے کہ مین اسکا دوست ہون جو مجھے دوست رکھے اور اُسکا ہمنشین ہون جو میرے ساتھ خلوت مین بیٹھے اور اُس کا مونس ہون جو میری یاد سے اُنس کرے اور اُسکا رفیق ہون جو میرا رفیق ہے اور اُسکا برگزیدہ کرنے والا ہون جو مجھے برگزیدہ کرے اور اُس کا فرمانبردار ہون جو میری فرمانبرداری کرے اور جس بندہ نے مجھے دوست رکھا اور مین نے جانا کہ یہ دل سے مجھے دوست رکھتا ہے تو اسے بیشک اورون پر مقدم کرتا ہون اور جو مجھے ڈھونڈے گا بیشک پائیگا اور جو شخص دوسرے کو ڈھونڈے گا مجھے نہ پائے گا اے زمین والو جن کاموں پر تم فریفتہ ہو اُن مین تامل کرو میری صحبت اور مجالست اور موانست کی طرف ملتفت ہو اور میرے ساتھ اُنس کرو تاکہ مین تمھارے ساتھ اُنس کرون مین نے اپنے دوستون کی سرشت اور طینت اپنے دوست ابراہیمؑ اور اپنے ہمراز موسیٰؑ اور اپنے برگزیدہ محمد صلے اللہ علیہم اجمعین کی سرشت اور طینت سے پیدا کی ہے اور مین نے اپنے مشتاقون کے دلون کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور اپنے جلال سے پرورش فرمایا ہے کسی نبی علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے بندے ہین کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہین مین انھین دوست رکھتا ہون وہ میرے آرزومند ہین مین اُنکا آرزومند ہون وہ مجھے یاد کرتے ہین مین انھین یاد کرتا ہون کی نظر میری طرف

[1] اے پروردگار ہمارے پورا کر دے واسطے ہمارے نور ہمارا ۱۲

میری نظر اُن کی طرف ہے اگر تو بھی اُنکی راہ اختیار کریگا تو تجھے مین دوست رکھونگا اور اگر اُنکی راہ سے پھریگا تو تجھے دشمن رکھونگا یہ اور ایسی بہت حدیثین محبت اور شوق اور اُنس کے باب مین وارد ہین یہان اسی قدر کافی ہین **رضا کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ قضائے الٰہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہین اسواسطے کہ محبت بہت بزرگ مقام ہے اور جو کچھ خدا کرے اُسپر راضی رہنا محبت ہی کا ثمرہ ہے اور ہر ایک محبت کا ثمرہ نہین ہے بلکہ اُسی محبت کا ثمرہ ہے جو بدرجۂ کمال ہو اسی واسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰة والثنا نے فرمایا ہے اَلرِّضَآءُ بِالْقَضَآءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ یعنی قضائے الٰہی پر راضی رہنا خدا کی بڑی درگاہ ہے جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے پوچھا کہ تمھارے ایمان کی کیا علامت ہے اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بلا مین ہم صبر کرتے ہین اور نعمت پر شکر کرتے ہین اور قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہین تب آپ نے فرمایا کہ اس قوم کے لوگ حکما اور علما ہین کمال علم کی وجہ سے ان کا مرتبہ انبیا کے مرتبہ کے قریب ہے اور فرمایا ہے کہ جب قیامت آئے گی تو میری اُمت کے ایک گروہ کو حق تعالےٰ پر و بال عطا فرمائے گا وہ لوگ بہشت مین اُڑ جائینگے فرشتے اُن سے پوچھینگے کہ تم حساب اور میزان اور پل صراط سے فراغت کر چکے یہ لوگ کہینگے کہ ہم نے تو ان چیزون مین سے کچھ بھی دیکھا تک نہین فرشتے پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو یہ کہینگے کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ہین فرشتے پوچھینگے کہ تم نے کیا عمل کیا تھا کہ یہ سب بزرگیان پائین یہ کہینگے کہ ہم مین دو خصلتین تھین ایک یہ کہ خلوت مین حق تعالےٰ سے شرما کر ہم گناہ نہ کرتے تھے دوسری یہ کہ تھوڑا سا رزق جو حق تعالےٰ ہمین عنایت فرماتا تھا اس پر ہم راضی رہے ملائکہ کہینگے کہ پھر کیون نہ ہو یہ درجہ تمھارا ہی حق ہے کچھ لوگون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حق تعالےٰ سے پوچھیے کہ وہ کیا بات ہے جس مین تیری رضامندی حاصل ہو تاکہ ہم اُسپر عمل کرین وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو مین تم سے راضی رہونگا حضرت داؤد علیہ السّلام پر حقتعالےٰ نے وحی بھیجی کہ میرے دوستون کو دنیا کے غم سے کیا کام غم دنیا انکے دلون سے لذّت مناجات دور کردیگا اے داؤد مین اپنے دوستون سے اُسی بات کو دوست رکھتا ہون کہ وہ روحانی رہین کسی چیز کا غم نہ کھائین اور دنیا سے کبھی دل نہ لگائین جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہین جو کوئی میری بلا پر صبر اور میری نعمت پر شکر نہ کریگا اور میری قضا پر راضی نہ رہے گا اُس سے کہدو کہ دوسرا خدا ڈھونڈھ لے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین نے تقدیر کی اور تدبیر کی اور اپنی صنعت کو مضبوط کردیا اور جو کچھ ہوگا اسکا حکم کر چکا جو اُسپر راضی ہے اُس سے مین بھی راضی ہون اور جو ناراض ہے مین اُس پر غصہ مین ہون حتےٰ کہ وہ مجھے دیکھے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد کرتا ہے کہ مین نے خیر و شر پیدا کیے نیکبخت وہ شخص ہے جسے خیر کے واسطے پیدا کیا اور خیر کو اسکے ہاتھ پر آسان کردیا اور بدبخت وہ ہے جسے شر کے واسطے پیدا کیا اور شر کو اس کے ہاتھ پر آسان کردیا اور افسوس ہے اس پر جو چون و چرا کرے ایک نبی علیہ السلام بیس برس تک گرسنگی اور برہنگی اور بڑی محنت و مصیبت مین گرفتار رہے اور انکی دعا قبول نہ ہوتی تھی پھر وحی آئی کہ زمین و آسمان پیدا کرنے کے پہلے مین نے تیرے نصیب مین یہی تقدیر کیا تھا کیا تو چاہتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت اور مملکت کو تیرے واسطے نئے سرے

پیدا کرون اور جو حکم کر چکا ہون اُسے بدل ڈالون تاکہ جو تو چاہتا ہے وہ ہو جو مین چاہتا ہون وہ نہ ہو اور تیرے ارادے کے موافق کام ہو میری مرضی کے موافق نہ ہو مجھے قسم ہے اپنی عزّت کی کہ اگر پھر تیرے دلمین یہ خطرہ رہے گا تو انبیا کے دفتر سے تیرا نام مٹادونگا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ بیس برس کامل مین نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی جو کچھ مین نے کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ تو نے کیون کیا اور جو کچھ مین نے نہ کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ تو نے کیون نہ کیا مگر جب کوئی اور میرے ساتھ جھگڑتا تو آپ فرماتے کہ اگر تقدیر مین ہوتا تو یہ کام ہو جاتا حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو اور کچھ چاہتا ہے مین اور کچھ جو مین چاہتا ہون وہی ہوگا اگر تو میرے ارادے پر راضی رہے گا تو جو تو چاہتا ہے وہ بھی دونگا اور اگر ناراض ہوگا تو تیری خواہش مین تجھے غمگین کرونگا اور پھر وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہو خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مین اُسی بات مین خوش ہون جو مقدّر مین ہے وہ جو کچھ ہو اور اُن سے کسی نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو بولے جو حکمِ الٰہی ہو چکا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ اگر مین آگ کھاؤن تو آگ کھانے کو اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جو چیز نہ ہو اُسے کہون کہ کاش کہ ہوتی اور جو ہوا سے کہون کہ کاش کہ نہ ہوتی بنی اسرائیل کے ایک بڑے عابد نے عبادت مین مدّت تک بڑی کوشش اور محنت کی پھر خواب مین دیکھا کہ اُس سے کوئی کہتا ہے کہ فلانی عورت بہشت مین تیری رفیق ہے عابد نے اُسے ڈھونڈھا تاکہ اُسکی عبادت دیکھے اُسے نہ رات کو نماز پڑھتے دیکھا نہ دن کو روزہ رکھتے مگر فرائض بجالاتی تھی عابد نے اُس سے کہا کہ مجھے بتا تو کہ تیرا کردار کیا ہے اُس نے کہا یہی جو تو نے دیکھا عابد نے جب بہت منّت کی تو سوچ کر کہنے لگی کہ مجھ مین ایک خصلت ہے کہ اگر بلا بیماری مین مبتلا رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ آرام اور صحت مین رہون اور اگر دھوپ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ سایہ مین رہون اور اگر سایہ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ دھوپ مین ہون خدا جس امر کا حکم کرتا ہے اس مین راضی رہتی ہون عابد نے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہ چھوٹی خصلت نہین بہت بڑی خصلت ہے

رضا کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ مصیبت اور بلا پر اور جو چیز خواہش کے برخلاف ہو اُسپر راضی رہنا ممکن ہی نہین بلکہ غایت الامر یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبّت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہو اُس پر بھی دو وجہ سے راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہو جائے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر بھی نہ ہو جیسے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ حرب اور جنگ مین اُس پر غصّہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اُسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اُنکا درد اُسے کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تاوقتیکہ خون آنکھ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اُس کے پاؤن مین کانٹا گڑجاتا ہے تو اُسے خبر نہین ہوتی اور جب دل کی طرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالےٰ کے عشق اور آخرت کی محبّت مین کیون نہ ممکن ہون گی اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ باطن کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورتِ ظاہر تو ایک کھال ہے کہ گھورے پر تان دی ہے اور چشمِ بصیرت جس سے باطن کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکھ سے بمراتب روشن تر ہے اسواسطے کہ ظاہری آنکھ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دیکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہو لیکن چونکہ سمجھتا ہے

کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود بھی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اُسے حکم کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال یا کڑوی دوا کھا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی رضامندی حاصل ہو پس جو کوئی سمجھے گا کہ حق تعالےٰ کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اُسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی بیماری محنت بلا مین راضی رہیگا جس طرح لالچی دنیادار سفر کی محنت اور دریا کے خطر اور بہت سی مشقتون پر راضی رہتا ہے اور بہت سے خدا کے محب اس درجہ کو پہونچے ہین حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہا اللہ تعالےٰ کا ناخن اکھڑ گیا وہ ہنسنے لگین حضرت فتح موصلی نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمھین درد نہین معلوم ہوتا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی اسقدر ہے کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ کے ایک درد تھا وہ اُسکی دوا نکرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید رح نے کہا ہے کہ حضرت سری سقطی قدس سرہ سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اُسے تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا اگرچہ تلوار سے ستر زخم اُسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست رکھتا ہے اُسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو اس پر بھی مین راضی ہون اور اُسے بھی دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان مارین اور اُسنے اُف بھی نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منہ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھ رہا تھا مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اُسنے ایک نعرہ مارا اور مر گیا وہی حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتدائے ارادت مین مین شہر عبادان کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چونٹیان اُسکا گوشت کھاتی تھین مین نے ترس کھاکر اُس کا سر اُٹھاکر اپنی گود مین رکھ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون فضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کے درمیان مین اپنا دخل دیا قرآن شریف مین مذکور ہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السّلام کو دیکھنے گئی تھین اُنھون نے حضرت یوسفؑ کی عظمت جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بھی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تھا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السّلام کے دیدار کو آتے اور اپنی بھوک بھول جاتے یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تھی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجّب ہے جو وہ بلا اور مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تھا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتّا اُسکے اسباب کی نگہبانی کیواسطے اور ایک گدھا باربرداری کے لیے تھا اور ایک مرغ اُسکا جگانے کے واسطے تھا ایک بھیڑیے نے آکر گدھے کا پیٹ پھاڑ ڈالا وہ مرد بولا اسی مین خیر ہے اور کتّے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتّا بھی کسی سبب سے ہلاک ہوا پھر اُس نے کہا اسی مین خیر ہے اُس کے اہل وعیال رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ جو کچھ حادثہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پاؤن تھے وہ ہلاک ہو گئے اُسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اُٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ اُنکے گرد و پیش در جو لوگ تھے اُنھین چورون نے مار ڈالا اور سب اسباب لے گئے کتّے اور مرغ کی آواز نہ ہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اس مرد نے اپنے اہل وعیال سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ خدا کے کام کی بہتری اُسی کو معلوم ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرد کی طرف گزرے

کہ اندھا اور کوڑھی اور جذامی تھا اور اُسکا بدن دونون طرف سے شل تھا وہ بے دست وپا کہتا تھا کہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اُس بلا سے محفوظ رکھا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجھے محفوظ رکھا اُسنے کہا کہ مین اُس شخص کی بہ نسبت حفاظت اور خیر وعافیت مین ہون جس کے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پھر اُسکا ہاتھ پکڑا اُٹھے کہ اُسپر ہاتھ پھیرا وہ فورًا بھلا چنگا ہو گیا اور اُٹھ کھڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہو گیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالےٰ کو لوگون نے دار الشفا مین رکھا تھا کہ یہ دیوانے ہین کچھ لوگ اُنکے پاس گئے پوچھا تم کون ہو اُنھون نے کہا آپکے دوستدار ہین پس حضرت شبلی اُنھین پتھر مارنے لگے وہ بھاگ گئے پھر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نہ کرے اور جو کچھ نہین ہے اُسے حق تعالےٰ سے نہ مانگے اور جو کچھ ہے اُس پر راضی رہے اور معصیت اور فسق دیکھ کر بُرا نہ مانے اسواسطے کہ وہ بھی حکم الٰہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اُس سے نہ بھاگے اسواسطے کہ یہ قضائے الٰہی سے بھاگنا ہے یہ کہنا خطا ہے دعا تو خود رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور لوگون کو ترغیب دیکر فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقّت شکستگی تضرع عجز فروتنی حق تعالےٰ سے التجا دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جس طرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بھوک جانے کے واسطے روٹی کھانا جاڑا نہ معلوم ہونے کے لیے جڑاول پہننا رضا کے خلاف نہین اسی طرح بلا دفع ہونے کے لیے دعا مانگنا بھی خلافِ رضا نہین ہے بلکہ حق تعالےٰ نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اُس کا حکم فرمایا تو اُسکے حکم کے خلاف کرنا اُس کے حکم سے رضی رہنے کے برخلاف ہے اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اس واسطے کہ گناہ پر راضی رہنا ممنوع ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ پر راضی رہیگا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین اُس پر راضی ہو تو وہ اُس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضائے الٰہی ہے مگر اسکے دو منھ ہین ایک بندے کی طرف باین طور کہ اُس کے اختیار سے ہے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالےٰ کی صفتین موجود ہین اور ایک منھ حق تعالےٰ کی طرف رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ گناہ قضائے الٰہی اور تقدیر الٰہی ہے پس اس وجہ سے کہ حق تعالےٰ نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نہ رہے گناہ پر راضی رہنا چاہیے مگر اسوجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اُسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہ ہونا چاہیے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ خدا گناہ کو دشمن رکھتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اُسکے دشمن کا بھی دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بھی ہوگا اور خوش بھی خوشی کا سبب اور ہے غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علیٰ ہذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بھاگ جانا ضرور ہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا[1] اور جس بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اُس سے اگلے بزرگ نکل گئے ہین کیونکہ معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتا تو

[1] اے رب ہمارے نکال تو ہمین اس قریہ سے کہ ظالم ہین باشندے اس کے ۱۲۔

تو اسکی بلا اور عقوبت سب کو ے مرتی ہے جیساکہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً [۱] اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہان اسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے تو وہان سے بھاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسی طرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکلجانا درست ہے مگر جہان طاعون ہو وہان سے نکل جانے کی ممانعت ہے اس واسطے کہ اگر تندرست لوگ نکل جائینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہون گے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا حکم نہین بلکہ حکم کے موافق اسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنے کے بعد جو کچھ حکم الٰہی ہو اُس پر راضی رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے ہوگا

دسوین اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دلمین ٹھان لی کہ بہرحال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا ٹھکانا ہے منکر نکیر موکّل ہین قیامت برحق ہے جنّت یا دوزخ مین مجھے جانا ہے وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نہ کرے گا اور سب چیزون سے زیادہ زادِ آخرت حاصل کرنے کی تدبیرین لگا رہے گا جیساکہ جناب رسولِ کریم علیہ الصّلوٰة والتّسلیم نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ [۲] اور جو شخص موت کو بہت یاد کرے گا وہ خواہ نخواہ اُسی کا توشہ تیار کرنے مین مشغول رہے گا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائے گا اور جو موت کو بھولے گا وہ دنیا مین مشغول ہو کر زادِ آخرت سے غافل رہے گا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے وہ لوگو کہ لذّتِ دنیا مین مشغول ہو اُسے بہت یاد کرو جو لذّتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو فربہ گوشت ہرگز کسی بشر کے کھانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے اُمّ المومنین حضرت بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہان وہ شخص ہوگا جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گزرے اُنکے قہقہون کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اس مجلس مین اُس چیز کا ذکر کرو جو سب لذّتون کو منغّص کر دیتی ہے اُن لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا مین تجھے زاہد کر دے اور تیرے گناہون کا کفارہ ہو اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنے خلق کو نصیحت کرنے کے واسطے موت کافی ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہؓ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اُسکے دل کیسی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ موت کا ذکر تو ہم نے اُس سے نہین سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہین کہ مین دس آدمیون کے ساتھ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا انصار مین سے

---

[۱] پرہیز کرو تم فتنہ سے کہ نہین پہونچتا ان ہی کو جنھون نے ظلم کیا خاص کر کے ۱۲ [۲] دانا وہی ہے جس نے رام کیا اپنے نفس کو اور عمل کیا بعد موت کے واسطے ۱۲

ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیون سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زادِ آخرت مہیّا کرنے
مین بہت حریص ہو وہی لوگ شرفِ دنیا اور کرامتِ آخرت لیجاتے ہین حضرت ابراہیم تیمی قدس سرّہ کہتے ہین کہ دو چیزین دنیا کی راحت
میرے دل سے چھین لیجاتی ہین ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالے کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ
ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے کہ اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہین جنکے سامنے جنازہ ہو حضرت
حسن بصری رحمہ اللہ تعالے جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کی باتین کیا کرتے ایک عورت نے اُم المومنین حضرت بی عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کر تاکہ نرم دل ہو جائے اُسنے ایسا ہی کیا وہ سختی اُسکے
دل سے جاتی رہی پھر آئی اور اس بات کا شکر بجالائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالے نے اپنے گھر مین ایک قبر کھودی تھی دن بھر مین کئی مرتبہ
اُس مین جاکر لیٹتے تاکہ موت کو اپنے دل پر تازہ کرلین اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو مین بھول جاتا ہون تو میرا دل سیاہ ہو جاتا ہے
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اس مین دو فائدے ہین اگر تو سختی اور
مصیبت مین ہوگا تو اُس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت مین ہوگا تو اُس سے وہ نعمت تلخ ہو جائیگی حضرت ابو سلیمان دارانی
رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ اُمّ ہارون سے مین نے پوچھا کہ موت تمھین دوست ہے کہا نہین مین نے کہا کیون جواب دیا کہ اگر آدمی کا گناہ
کرتی ہون تو اُسے دیکھنا نہین منظور ہوتا بہت گناہ رکھتی ہون دیدارِ الٓہی کی کیونکر خواہشمند ہون **فصل** اے عزیز جان تو کہ موت کی
یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلون کا یاد کرنا جو دنیا مین مشغول ہین کہ موت کو یاد کرکے اُس سے کراہت کرتے ہین انھین یہ خوف
ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتین اور لذّتین ہم سے چھوٹ جائینگی پس موت کی شکایت کرکے کہتے ہین کہ بڑی بلا سامنے
آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہم سے چھوٹ جائے گی اس طور سے موت کی یاد انھین اور بھی حق تعالے سے دور کردیتی
ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا انھین بُری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہین دوسرا طور تائب کا یاد کرنا
ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اُسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرلے مین اکثر مشغول ہو اور گزشتہ کے تدارک مین بہت
کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنے والا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے جلدی آنے سے
کراہت رکھتا ہے اس سبب سے کہ جلدی موت آنے مین بے زادِ آخرت جانا پڑے گا اگر بایین وجہ کوئی شخص موت سے کراہیت
رکھے تو کچھ قباحت نہین تیسرا طور عارف کے یاد کرنے کا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنے کے بعد ہے اور
دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بھولتا ہمیشہ اُسی کا منتظر رہتا ہے بلکہ اُسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی نے مرتے وقت کہا
حَبِیْبٌ جَآءَ عَلٰی فَاقَةٍ یعنے دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بارِ خدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین محتاجی کو تونگری
سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکھتا ہون تو موت کو مجھ پر آسان کردے تاکہ مین تیرے
دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجہ کے علاوہ بھی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جس مین آدمی نہ موت
سے بیزار رہتا ہے نہ اُس کا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالے کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف

اور اختیار کو بالائے طاق رکھتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اُسوقت ہوتی ہے کہ موت اُسے یاد تو آئے مگر موت کا خیال اکثر نہ آئے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدۂ الٰہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اُسکے دل پہ غالب ہوتا ہے مرنا جینا اُسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہرحال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہے گا **موت کا ذکر دل مین اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بھی کرتے ہین تو اُنکے دل مین اثر نہین ہوتا اسی واسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا پُر ہوتا ہے کہ اُسمین اور کسی چیز کی گنجایش نہین رہتی اسی واسطے اُن لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اُسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین ہو کر ساعت بھر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکھے جس طرح وہ شخص جسے ایک جنگل طے کرنا ہے تو اس کی تدبیر اور فکر اُس کے دل کو اور چیزون سے فارغ کر دیتی ہے اور گوشہ مین بیٹھ کر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی ہے شاید مین آج ہی مر جاؤن اے دل اگر کوئی تجھ سے کہے کہ اندھیرے تہخانے مین جا اور تجھے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی پتھر پڑا ہے یا کچھ اندیشہ نہین تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد بھی تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطر اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کس بھروسے پر غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مر گئے ہین اور اُنکی صورت کا تصور کرے کہ دنیا مین وہ کس شان و شوکت سے رہتے تھے اور اُنھین کسقدر خوشی حاصل تھی اور موت سے کسقدر غافل تھے پس عین غفلت اور بے سامانی آخرت مین دفعۃً موت آگئی اور اُنھین لے گئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب اُنکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے گوشت پوست آنکھ زبان مین کیڑے پڑ گئے وہان اُنکا تو یہ حال ہوا یہان اُن کے وارثون نے اُن کا مال آپس مین تقسیم کر لیا چین سے کھاتے ہین اُنکی جورؤین اُنھین بھول گئین اور اورون کے ساتھ نکاح کر لیے وہ اُن سے مزے اُڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور اُنکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت و مشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے کر رکھی کہ بیس برس تک ان کامون کو نہ پہونچتے اور اس تدبیر مین بڑے بڑے رنج کھینچتے تھے اُن کا کفن بزاز کی دوکان مین موجود تھا اور اُنھین اُسکی خبر بھی نہ تھی پس اپنے دل مین کہے کہ تو بھی اُنھین کا ایسا ہے اور تیری غفلت اور حرص و حماقت اُنھین کی سی ہے تجھے یہ دولت ملی کہ وہ لوگ تیرے سامنے گزر گئے تیری زندگی مین مر گئے تاکہ تو اُن سے عبرت لے فَاِنَّ السَّعِيْدَ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ یعنی نیکبخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکھ کر نصیحت اور عبرت لے پھر اپنے ہاتھ پاؤن آنکھ زبان انگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض کی غذا ہو جائیگا وہ اُسے کھائینگے اور قبر مین جو اُسکی صورت ہوگی وہ اپنے خیال مین لائے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین اور ایسی ہی باتین ہر روز ساعت بھر اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اُسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے دل مین کچھ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیے جاتے لوگون کو دیکھا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکھتے ہی دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مین ہمیشہ موت کی سیر کیا کرونگا اپنے تئین کبھی مردہ تو دیکھا ہی نہین اور جو کچھ آدمی نے نہین دیکھا وہ اس کے وہم و خیال مین کبھی نہین آتا اسواسطے

رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ سچ کہ یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکھی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ لیجاتے مین سچ بتا
کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پھر آئینگے انھین خاک مین ملاتے ہین اور اُنکی میراث خود کھاتے ہین اور اپنی موت سے غافل ہین اور موت کو نہ
یاد کرنا اکثر طول امل سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین **امید کوتاہ کی فضیلت کا بیان** آدمی جب جان تو کہ جب
اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے
کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا دینی کام کرلونگا اب تو چین و آرام کرلون اور جو شخص اپنی موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اُسی کی
تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسولِ مقبول صلعم نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ صبح کو جب تو سوکر اُٹھتا ہے
تو اپنے جی مین یہ نہ سمجھا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دل مین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے زادِ مرگ لیلے اور
تندرستی سے زادِ بیماری پیدا کرلے اسواسطے کہ یہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمھارے بارے مین دو خصلتون
سے جتنا مین ڈرتا ہون اتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی امید رکھنے سے حضرت اسامہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آئے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسامہ سے کچھ تعجب
نہین کہ اُسنے مہینا بھر کیواسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ تَطْوِیْلُ الْاَمَلِ یعنے اسامہ زندگی کی بہت بڑی اُمید رکھتا ہے قسم ہے
اُس پروردگار کی جس کے دستِ قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جھپکاتا ہون تو جانتا ہون کہ آنکھ کھولنے کے پہلے ہی
میری موت آئے گی اور جب مین آنکھ کھولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جھپکانے کے قبل میری موت آئے گی اور جو لقمہ منھ مین رکھتا
ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائے گا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اگر عقل رکھتے ہو
تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اس خدا کی جسکے دستِ قدرت مین میری جان ہے کہ اُس نے تم سے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ آئیگا
اور اس سے تم نہ بچوگے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کر لیتے صحابہؓ عرض کرتے کہ
یارسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مرجاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
کہا ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا اور اُسکے بیچ مین ایک سیدھا خط کھینچا اور اس سیدھے خط کے دونون
طرف چھوٹی چھوٹی لکیرین کھینچین اور اُس مربع کے باہر ایک خط کھینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اُسکی موت ہے
جو چارون طرف سے اُسے گھیرے ہوئے ہے یہ اُس سے بھاگ نہین سکتا اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیرین جو اُس کے دونون طرف ہین
بلائین اور آفتین ہین جو اُسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچے گا حتے کہ مر جائے اور
جو خط مربع کے باہر ہے اُسکی آرزو اور اُمید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین اُسکے مرنے کے بعد ہوگا
اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اُسمین ہین وہ جوان ہوتی جاتی ہین مال کی حرص اور جینے کی آرزو
حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ بیلچہ ہاتھ مین لیے کام کر رہا ہے حضرت عیسیٰ نے
دعا کی کہ بارِ خدایا اسکے دل سے آرزو نکال حق تعالےٰ نے اُسکے دل سے آرزو نکال ڈالی بس وہ بیلچہ [illegible]

دیر کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے پھر دعا کی کہ بار خدایا آرزو اُسے دیدے پس وہ بڈھا پھر اُٹھ کر اپنا کام کرنے لگا حضرت عیسیٰؑ نے اُس سے پوچھا یہ کیا تھا اُس نے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈھا ہوا ہون جلد مرونگا مین نے بیلچہ رکھ دیا پھر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون مرون تب تک تو مجھے لابُد روٹی کھانے کو چاہیے مین اُٹھ کر اپنا کام کرنے لگا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچھا کہ تم جنّت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنے کا حق ہے ایک بزرگ نے اپنے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ امّا بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم جس عالم مین ہین خیالات پریشان ہین **طول امل کے سببون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ دو سببون سے آدمی اپنے دل مین زندگی کو دراز تصوّر کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبّت دنیا محبّت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اس محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے چھین لیتی ہے سو اسواسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکھتا ہے اور موت اُسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف ہوتی ہے آدمی اُسے اپنے سے دور رکھتا ہے اور اپنے تئین پھسلا کر ہمیشہ اپنے دل مین اُن باتون کی صورت باندھتا ہے جو اُسکی آرزو کے موافق ہون پس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہین گے اور موت جو اُسکی آرزو کے برخلاف ہے اُسے بھولا رہتا ہے اگر کبھی اُسکے دل مین موت کا خیال بھی آتا ہے تو بھلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ابھی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کر لین گے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بڑھاپے تک صبر کر جب بوڑھا ہوتا ہے تو کہتا ہے ذرا یہ عمارت تمام کر لون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز بنوا کر اُس سے فارغ البال ہو لون اور یہ زمین سینچنے کو پانی سے اطمینان کر لون تا کہ موت سے مطمئن ہو جاؤن اور عبادت کی لذت پاؤن اور اُس دشمن نے جو میرے ساتھ بُرائی کی ہے اُسکی گوشمالی کر لون اسی طرح تاخیر کیا کرتا ہے تا کہ فارغ البال ہو جائے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبھی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اُس وقت جب اسے ترک کر دے اور یہ بیوقوف جانتا ہے کہ کبھی تو اس سے فراغت پاؤن گا اسی طرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتّے کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرین گے اور دنیا کی محبّت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تم سے چھین لین گے اور نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بڑھاپے کے پہلے ہی مرجائے ہزارون لڑکے اور جوان مرجاتے ہین اور شہرون مین بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مین مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعۃً مرجانا نادر ہے تو دفعۃً بیمار ہو جانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری پہونچی تو بیمار کا مرجانا نادرات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے آفتاب کے مانند ہے کہ اُسکی شعاع ہم پر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اُسے نہین پاسکتے **طول امل کا علاج** اے عزیز جان تو کہ سبب کو

دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو اُنھین دفع کرنے مین مشغول ہو محبتِ دنیا جو سبب طولِ امل ہے اس کا علاج اسی طرح پر کرنا چاہیے جو محبّتِ دنیا کے بیان مین ہم نے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی حقیقت جانتا ہے وہ اسے دوست نہین رکھتا اس واسطے کہ دنیا کی لذّت چندروزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہو جائیگی اور دنیا فی الحال بھی منغص اور رکمدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدّتِ آخرت کی درازی کا خیال کرے اور عمرِ دنیا کی کوتاہی کا تصوّر کرے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ نقد دنیا کے سرمایۂ آخرت کا بیچنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین ایک دم جاگنے کو تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا[1] اور نادانی کا علاج صاف تفکّر او معرفتِ یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھ لے کہ موت اُسکے اختیار مین نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اُسی وقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے **طولِ امل کے درجات** اے عزیز جان تو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہے يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ[2] اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی اُمید نہین رکھتا اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بھی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اور دن کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بھی اُمید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرورِ انبیا علیہ الصّلوٰۃ والثنا تیمّم کرتے ایسے وقت مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اُس کی آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بہرہ مند ہوا سمجھا کہ اُس سے پھر کامیاب نہ ہون گا اسود حبشی رحمۃ اللہ تعالےٰ نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت کا انتظار کرتا ہون کہ کس طرف سے آتے ہین غرضکہ اسباب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینے کی اُمید نہین رکھتا اُسے اُس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی اُمید رکھتا ہے اور معاملہ مین اُس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جس کے دو بھائی پردیس مین ہون ایک کے آنے کی اُمید مہینا بھر مین ہو دوسرے کے آنے کی اُمید سال بھر مین تو اُس شخص کو جسکے آنے کی امید مہینا بھر مین ہے اُسکے واسطے اسباب وغیرہ مہیّا کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جسکے آنے کی اُمید ہے اُسکے واسطے اسباب مہیّا کرنے مین تاخیر کرتا ہے پس ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اُسے مہلت ملتی ہے اُسے غنیمت جانے جیسا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کے پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب صحابہ

---

[1] آدمی سوتے ہین پھر جب مرین گے تو جاگین گے ۱۲ [2] دوست رکھتا ہے ایک ان مین کا زندہ رہنا ہزار برس ۱۲

رضی اللہ تعالے عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکھتے تو اُن کے بیچ مین ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اُسے سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے اَلرَّحِیْلُ الرَّحِیْلُ حضرت داؤد طائی کو لوگون نے دیکھا کہ نماز کو
دوڑے چلے جاتے ہین پوچھا کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مُردے جبتک مجھے ساتھ نہ لیلین گے
یہان سے کوچ نہ کرین گے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ تعالے آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تھے لوگون نے کہا کہ اگر نرمی کیجیے تو
کیا ہو کہنے لگے کہ گھوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے چونکہ موت
قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچھ اُٹھائے نہین رکھتا **سکرات موت اور جان کنی کا بیان** اے عزیز
جان تو کہ اگر جان کنی اور اُسکی شدت کے سوا اور کوئی خطر درپیش نہ ہوتا تو بھی لازم تھا کہ سکرات کا خوف دل مین رکھکر عیشِ دنیا
سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبھی آدمی کو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گھر مین گھس کر گرز سے مجھے
مارے گا تو خواب و خور اُسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور ملک الموت کا آنا اور روح قبض کرے جانا یقینی ہے
اور قبضِ روح کا صدمہ یقیناً ترک کے گرز سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت کے سبب سے لوگ اُس سے نہین ڈرتے
اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی اذیت سے سخت تر ہے اس واسطے
کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جہان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محلِ زخم مین
تلوار اسقدر روح کو دکھتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ تمام اجزائے بدن مین سرایت کرتی ہے
اور جان کنی کی اذیت عین روح مین جو آدمی کے تمام اجزائے بدن کو گھیرے ہوئے ہے ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت
آدمی بے طاقتی کے سبب سے اس واسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اُسکی سختی سے گنگ ہو جاتی ہے اور عقل بجا نہین رہتی یہ
سختی اُسی کو معلوم ہو کہ جسنے اُسکا مزہ چکھا ہے یا چکھنے کے پہلے نورِ نبوت سے اُسے دریافت کیا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
نے فرمایا کہ اے حوارئین تم دعا مانگو کہ حق تعالے مجھ پر جانکنی آسان کردے اسواسطے کہ مجھے موت کا خوف اسقدر ہے کہ اُسکے
خوف کے مارے مرتا ہون اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت یہ دعا مانگتے تھے
اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ[۲] اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ جس کی جانکنی
مین آسانی ہو اُس سے مین کچھ اُمید نہین رکھتی اس واسطے کہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوات واکمل التحیّات
کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھی اُسوقت آپ فرماتے تھے کہ یا اللہ ہڈیون اور رگون مین سے تو اس روح کو نکالتا ہے
یہ سختی مجھ پر آسان کردے اور رسولِ مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تھے کہ سکرات کا حال تلوار کے
تین سو زخمون کا سا ہے اور رسولِ مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتون سے زیادہ آسان ہوتی ہے اسکی مثال اُس گوکھرو کی
سی ہے جو پاؤن مین گڑ جائے کہ اُسکا نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالت مین تھا رسولِ مقبول صلعم اُسکے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے

---

[۱] کوچ ہے کوچ ہے ۱۲　[۲] اے اللہ آسان کر تو محمد پر سکرات موت کی ۱۲

کہ مجھے اُسکی سختی کی اطلاع ہے اُسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جداگانہ ایک درد نہین امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے تھے کہ اے مسلمانو کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضربین بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجھ پر آسان ہین بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گزرا اور دعا کی کہ حق تعالےٰ ان مردون مین سے ایک کو زندہ کردے حقتعالیٰ نے ایک کو زندہ کردیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو مجھے مرے ہوئے پچاس برس گزرے اور ہنوز جانکنی کی تلخی مجھ مین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اُن درجات کو وہ نہین پہونچا ہے تو اُسپر حق تعالےٰ جانکنی کو مشکل کردیتا ہے تاکہ وہ ان مرتبون کو پہونچ جائے اور اگر کافر نے نیکی کی ہے حق تعالےٰ اُسکے بدلے اُسپر جانکنی آسان کردیتا ہے تاکہ اُسکا کچھ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگِ مفاجات مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات کا وقت جب قریب پہونچا تو حق تعالیٰ نے اُنسے پوچھا کہ سکراتِ موت مین تم نے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اُسے بھونین اور وہ نہ اُڑ سکے نہ مرجائے کہ نجات پائے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے پوچھا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسی کے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین اُلجھے اور زور آور آدمی اُس شاخ کو کھینچے

جانکنی کی ہیبتون کا بیان

اے عزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک تین ہیبتین آدمی کو درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنے حضرت عزرائیل علیہ السّلام کی صورت دیکھتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ملک الموت علیہما السّلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھین اُس صورت پر دیکھون جس صورت سے تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموتؑ نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیے گا حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور دکھاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اُس صورت پر دکھایا تو وہ کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص کالا موٹے موٹے بالون والا کھڑا ہے کالے کپڑے پہنے ہے شعلہ اور دھوان اُسکے منہ مین نکل رہا ہے پس حضرت ابراہیمؑ بیہوش ہوکر گر پڑے جب یہ ہوش مین آئے اور وہ اپنی صورت پر آگئے تو اُنھون نے کہا کہ اے ملک الموت گنہگار اگر فقط تمھاری صورت ہی دیکھے تو اُسے کافی ہے اے عزیز جان تو کہ مطیع لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہت اچھی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائین گے تو اُنکا جمالِ صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمانؑ نے ملک الموت علیہما السّلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیلؑ نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ایک کے نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہون حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک دن سوار ہوا چاہتا تھا پوشاک طلب کی کئی جوڑے حاضر کیے گئے کوئی پسند نہ پڑا اسلیے کہ جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے سواری کو حاضر کیے وہ بھی نہ پسند پڑے پھر اُن مین جو سب سے اچھا تھا اُسپر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر با کرّ و فر کے ساتھ باہر آیا تکبّر سے کسی کی طرف دیکھتا ہی نہ تھا پھر حضرت ملک الموتؑ فقیر کی صورت بنائے میلے کچیلے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا ملک الموتؑ نے

گھوڑے کی لگام پکڑی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا بے ادبی کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اُترلون ملک الموت نے کہا نہین مین ابھی کہونگا بادشاہ نے کہا کہہ ملک الموت نے اُس کے کان مین منھ لگا کر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا ہون کہ اسی گھڑی تیری روح قبض کرلون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اُڑگیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ اتنی مہلت دیجیے کہ گھر جاکر جورو لڑکون کو وداع کرلون ملک الموت نے کہا نہ اور فوراً اُسکی روح قبض کرلی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھ سے کہا چاہتا ہون اُسنے کہا وہ کیا بات ہے کہا مین ملک الموت ہون اُس مسلمان نے کہا مرحبا مدت سے مین آپ کے انتظار مین ہون آپ کا تشریف لانا بہت عزیز ہے ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اُس سے فراغت کرلے اُس مسلمان نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خداوند کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح قبض کرون اُس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہریے کہ مین وضو کرکے نماز شروع کرون جب سجدے مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اُس سے بڑھ کر تمام روئے زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اُسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمھین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اُسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الٰہی ہوا کہ اس عورت کی روح قبض کرلے مین نے روح قبض کرلی اور اُس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اُس عورت پر اور تنہائی اور خرابی کے سبب سے اُس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اُس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روئے زمین پر کوئی بادشاہ اُسکا ہمسر نہ تھا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تم نے تنہا چھوڑا تھا بس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ اللَّطِيفُ لِمَا يَشَاءُ[1] کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرھوین شب کو ایک صحیفہ ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اس سال مین جسکی جسکی جان نکالنا چاہیے اُنکے نام اُسمین لکھے ہوتے ہین اور اُنمین سے دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی نکاح کرتا ہے کوئی جھگڑے جھگڑتا ہے حالانکہ اُس کا نام مُردون کی اُس فہرست مین لکھا ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہا السلام کے پاس گئے وہان جاکر حضرت سلیمانؑ کے ایک مصاحب کو گھور کر دیکھا جب باہر نکلے تو اُس مصاحب نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا کہ اسطرح میری طرف دیکھا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ملک الموت اُس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمائیے کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہونچا دے کہ پھر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم کردیا ہوا نے وہان سے اُٹھا کر اُسے سرزمین ہندوستان پر دھر دیا پھر جو ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس آئے تو حضرت سلیمانؑ نے پوچھا کہ تم نے میرے

[1] پاک ہے اللہ جو مہربان ہے جس پر چاہتا ہے ۱۲

فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الٰہی ہوا تھا کہ اسی گھڑی ہندوستان مین اسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گھڑی بھر مین یہ ہندوستان کو کیونکر پہونچے گا جب مین وہان گیا تو اُسے وہین پایا مجھے بڑا تعجب آیا۔ اَے عزیزان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ ملک الموت کو دیکھنے سے چارہ نہین دوسری ہیبت اُن دونون فرشتون کو دیکھنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلّط ہین اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا[1] ہمارے سامنے تونے بڑی اطاعت کی اور ہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لَا جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا[2] بہت بُری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اس وقت اُس بیچارے کی آنکھین ہوا مین کھلی ہوتی ہین پھر نہین بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی جنت یا دوزخ مین اپنی جگہ دیکھتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمنِ خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو پس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا[3] اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکھتا ہے اور جو ہولین قبر مین جا کر اور اسکے بعد دیکھے گا اسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین مردے کے ساتھ

قبر کی باتون کا بیان

جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابنِ آدم تو کس بات پر مجھے بھولا تھا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گھر ظلمت کا گھر تنہائی کا گھر کیڑون کا گھر ہون تو کس بات پر بھولا تھا کہ متکبّر دار ایک پاؤن آگے ایک پیچھے رکھتا ہوا مجھ پر چلتا تھا پس اگر وہ مرد صالح ہوتا ہے تو کوئی اسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر تو کیا کہتی ہے یہ صالح تھا اُسنے امرِ معروف اور نہیِ منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہے کہ اب خواہ نخواہ اسکے واسطے مین باغ ہوجاؤنگی پھر اُسکا بدن نور ہوجاتا ہے اور اُسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو اُسپر عذاب ہونے لگتا ہے پڑوسی مُردے اُسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنیوالے بارے تو ہم سے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھ سے پہلے آئے تونے ہم سے کیون نہ عبرت لی تونے یہ نہ دیکھا کہ ہم اس عالم مین آئے اور ہمارے اعمال تمام ہوگئے اور تونے مہلت پائی جو نیکیان ہم سے چھوٹ گئی تھین تونے اُن کا تدارک کیون نہ کیا اسی طرح زمین کے سب گوشے ندا کرتے ہین کہ اے ظاہرِ دنیا کے عاشق تونے اُن لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجھ سے پہلے آئے تھے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ بندۂ شائستہ کو جب قبر مین رکھتے ہین تو اُسکے نیک کام اُسے گھیر لیتے ہین اور اُسے عذاب سے محفوظ رکھتے ہین جب عذاب کے فرشتے پائین سے آتے ہین تو نماز سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ خدا کے واسطے یہ بہت کھڑا رہا ہے اور جب سرہانے سے آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ نہ اسنے دنیا مین خدا کے واسطے بڑی بھوک پیاس کھینچی ہے اور جب بدن کی طرف سے آتے ہین تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ نہ اسنے خدا کی راہ مین تمام بدن سے رنج کھینچا ہے جب ہاتھ کی طرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے کہ اے فرشتو تم اس سے دست بردار ہوجاؤ کہ اسنے اس ہاتھ سے راہِ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے اس مُردے سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ

[1] جزا دے تجھے اللہ نیک ۱۲ [2] نہ جزا دے تجھے اللہ نیک ۱۲ [3] پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی اس سے ۱۲

تجھے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین قبر مین بہشت کا فرش بچھاتے ہین اور قبر کو یہانتک وسیع کر دیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اُسکی روشنی مین رہے حضرت عبداللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردے کو قبر مین رکھدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اُسکے جنازے کے ساتھ آئے تھے اور کوئی اُس سے بات نہین کرتا مگر قبر کہ قبر اُس سے کہتی ہے کہ لوگون نے میرے ہول اور تنگی کا حال کیا بار ہا تجھ سے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی **منکر نکیر علیہما السلام کے سوال کا بیان** رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین اُنکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکھین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مُردے سے پوچھتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے اگر وہ مُردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسُول تھا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے رسول ہین پس اُسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لمبی کر کے روشن اور پر نور کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کی طرح اب ایسا سو کہ کوئی تجھے نہ جگائے گا مگر وہ جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر وہ مُردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچھ نہین جانتا لوگون سے سنتا تھا کہ وہ کچھ کہتے تھے وہی مین بھی کہتا تھا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مُردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اُسے دباتی ہے حتّٰی کہ اسکی پسلیان باہم مل جاتی ہین قیامت تک اسی طرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیسا دیکھتا ہے کہ تو مر جائے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز لمبی سوا گز چوڑی قبر کھودین پھر تجھے نہلا کفنا کر اُس قبر مین رکھین اور تیرے اوپر مٹی ڈال کر پھر آئین اور قبر کے فتنے والے یعنے منکر نکیر آئین اُن کی آواز رعد کی سی آنکھین برق کے مانند اُنکے بال زمین پر لوٹتے ہوئے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی درہم برہم کرتے ہوئے تجھے پکڑ کر ہلائین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میری عقل میرے ساتھ ہوگی آپ نے فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجھے کچھ باک نہین مَین اُنکا جواب دے لونگا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور اندھے بہرے مسلّط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اُس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے وہ ڈول جس سے اونٹون کو پانی پلاتے ہین وہ جانور اُس کافر کو ان گرزون سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھ رکھتے ہین کہ اُسکا حال زار دیکھ کر اُسپر رحم کرین نہ کان رکھتے ہین کہ اُسکی شور و فریاد سُنین اُم المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مُردے کو دباتی ہے اگر کوئی اُسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالے عنہا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اُنھون نے انتقال فرمایا آپ نے اُنھین قبر مین رکھا تو آپکا چہرۂ مبارک نہایت زرد ہوگیا جب باہر تشریف لائے تو چہرۂ نورانی بحال ہوا ہم نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ کس سبب سے آپکا یہ حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار اور عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالے نے زینبؓ پر فشار و عذاب آسان کر دیا مگر باایں ہمہ قبر اُسکو ایسا دباتی ہے کہ سب جانور اُسکی آواز سنتے ہین اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اُسپر مسلّط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے ۹۹ سانپ

ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اُس کافر کو ڈستے ہین اور اُسے لپیٹتے ہین اور پھنکارین مارتے ہین قیامت تک یہی حال رہتا
ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اُسمین آسانی گذری تو جو کچھ اُسکے بعد ہونے والا ہے وہ
بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونے والا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا اے عزیز جان تو کہ
قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین اُن مین پہلے نفخِ صور کی ہیبت ہے پھر روزِ قیامت کی ہول اور درازی اور گرمی اور پسینا ہے پھر
گناہون کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اُس رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت ہے
جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون اور
حق دارون کے مظالم کی اور اُسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے پھر دوزخ کی اور اُسکے فرشتون او طوق زنجیرون و زقوم
اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم پر ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین
مفصّل مذکور ہے اور جو دلیلین اُسپر وارد ہوئی ہین وہ بھی مذکور ہین علیٰ ہذا القیاس موت کی حقیقت کہ موت کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت
اور اُسکا حال جو مرنے کے بعد ہوتا ہے عُنوان مین ذکر ہو چکا جو شخص عذابِ جسمانی کی تفصیل دریافت کیا چاہے احیاء مین دیکھے اور
جو عذابِ روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عُنوان مین تلاش کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین عذابِ جسمانی کا بیان کرنا اور عذابِ روحانی
جو عُنوان مین مذکور ہو چکا اُسے پھر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مُردونکا حال جو بزرگون کو خواب مین معلوم ہوا ہے اُسے لکھ کر ہم کتاب
کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندون کو مُردون کا حال کشفِ باطن سے معلوم ہوتا ہے یا خواب مین یا بیداری مین مگر حواس سے مُردونکا حال
نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مُردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس اُنکا حال دریافت کرنے مین بیکار ہین جیساکہ کان رنگ دریافت کرنے مین
اور آنکھ آواز معلوم کرنے مین معزول اور بیکار ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہے اُس خاصیت کے سبب سے اُس عالم والونکو دیکھ سکتا ہے مگر وہ خاصیت
حواس اور دنیا کے مشغلون کی بھیڑ مین پوشیدہ ہے چونکہ سونے مین ان مشغلون سے آدمی کو نجات ملتی ہے تو اُسکا حال مُردونکے حال سے قریب
ہو جاتا ہے اور مُردونکا حال کھلنے لگتا ہے اور اسی خاصیت کے سبب سے مُردونکو بھی ہماری خبر ہوتی ہے حتےٰ کہ ہمارے نیک کامون سے
خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہمین اُنکی خبر اور اُنھین
ہماری خبر لوحِ محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور اُنکا احوال لوحِ محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے باطن کو سوتے
مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مُردونکا حال معلوم ہو جاتا ہے اور چونکہ مُردون کو
لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اُسمین ہمارا حال دریافت کر لیتے ہین اور لوح محفوظ کی مثل اس آئینہ کی سی ہے
جس مین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور مُردے کی روح بھی پس جسطرح ایک آئینہ
سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہو جاتی ہے اُسی طرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مُردون مین بھی پیدا ہو جاتی ہے اے عزیز یہ گمان نہ
کر کہ لوحِ محفوظ لکڑی یا بانس وغیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اُسے دیکھ سکین اور جو کچھ اُسمین لکھا ہے اُسے
پڑھ سکین اے عزیز اگر لوحِ محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے

اُسکا نمونہ اور شایبہ حق تعالےٰ نے تجھ مین رکھدیا ہے تاکہ اُسکے سبب سے تجھے سب چیزونکی پہچان حاصل ہو مگر تو اپنے سے آپ غافل ہے تو اور کو کیا پہچانے گا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گو یا کہ اُسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے اور وہ اُسے اور اُسکے حرفون اور اُسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ کو ریزہ ریزہ کرکے اس ظاہری آنکھ سے دیکھے تو اُسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئے گا پس اے عزیز جملہ اُمور کا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسی طرح سمجھ لے کیونکہ اُسمین بے نہایت امور منقوش ہین اور آنکہ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین پس اُسکا منھ اور اُسکی لوح اور اُسکا قلم اور اُسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی مضمون ہے جیسا کسی نے کہا

مصرع از خانہ بکد خدا ے ماند ہمہ چیز۔ پس اے عزیز اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ مُردون کو ہماری خبر اور ہمین مُردون کی خبر ہونا معلوم ہو جائے جیسا کہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکو اچھے حال یا بُرے حال مین دیکھنا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ راحت و نعمت مین یا عذاب و مصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل نیست و مردہ نہین ہین جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ[1]

مُردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے

جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اُسنے مجھے جاگتے مین دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھ سے یہ نہین ہوسکتا کہ روزہ مین اپنی اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمر رضؓ نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر نہ لینا اولی ہے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اورون سے کرین حضرت عباسؓ کہتے ہین کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے محبت تھی اُنکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا کہ اپنی آنکھین ملتے ہین فرمانے لگے کہ اب فراغت ملی اگر حق تعالےٰ کریم و رحیم نہ ہوتا تو بڑا خطر تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے ابو لہب کو خواب مین دیکھا آتشِ دوزخ مین جلتا تھا مین نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا کہ ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہتا ہون مگر چونکہ شب دوشنبہ کو رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور مجھے آپ کی ولادت کی خوشخبری پہونچی تھی اور مین نے اُس کی خوشی مین ایک بندہ آزاد کیا تھا اُسکے ثواب کی بدولت دوشنبہ کی رات کو مجھ پر عذاب نہین ہوتا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ساتھ آپ بیٹھے ہین مین بھی اُس محفل مین بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو حاضر کیا اور اُنھین ایک مکان کے اندر کرکے دروازہ بند کر لیا اُسوقت مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے قُضِيَ لِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے

---

[1] اور نہ گمان کر تو ان لوگون کو جو قتل کیے گئے راہ خدا مین کہ مردہ ہین بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے پروردگار کے پاس روزی دیے جاتے ہین خوش ہین اس چیز کے سبب سے جو عطا کی اُنھین خدا نے اپنے فضل سے ۱۲

اندے ہوکر مرے ابن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا
کہنے لگا کہ جس گناہ سے مین نے اقرار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہین کیا تھا اُسے نہین بخشا بی بی زبیدہ
رحمہا اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب دیکھا اور پوچھا کہ تمھارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولین کہ مجھ پر رحمت کی پوچھا کہ اُس مال کے
سبب سے رحمت کی جو تم نے مکہ کی راہ مین صرف کیا تھا کہا نہین اُس مال کا اجر تو مالکِ مال کو ملا مجھے میری نیت کی
بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا
بولے کہ مین نے ایک قدم تو پُل پر رکھا اور دوسرا جنّت مین احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے اپنی
جورو کو خواب مین دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اُسکا حُسن وجمال کبھی کسی مین مین نے نہ دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے اُسکا
چہرہ چمکتا تھا مین نے پوچھا کہ تیرا چہرہ کیون نورانی ہے کہنے لگی کہ تمھین یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئین یاد کرکے روئے تھے
مین نے کہا کہ ہان مجھے یاد ہے لگی کہ تمھارے آنسو مین نے اپنے چہرے مین مل لیے تھے یہ تمام نور اسی کے سبب سے
ہے کتانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین حضرت جنید بغدادی قدّس سرّہٗ کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالےٰ نے
آپ کے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھ پر تو کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد کیے اُنکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہ ہوا مگر وہ دو رکعت
نماز جو رات کو مین پڑھا کرتا تھا آئین بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالےٰ نے
تمھارے ساتھ کیا کیا کہنے لگین کہ چار کلمون کے سبب سے حق تعالےٰ نے مجھ پر رحمت فرمائی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُفْنِیْ بِھَا عُمْرِیْ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُدْخِلُ بِھَا قَبْرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَخْلُوْ بِھَا وَحْدِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْقٰی بِھَا رَبِّیْ حضرت بشر
حافی رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھ پر رحمت کی اور مجھ سے
ارشاد فرمایا کہ تجھے مجھ سے شرم نہ تھی اس سختی کے ساتھ مجھ سے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدّس سرّہٗ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور
پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھ پر رحمت کی اور کسی چیز سے مجھے نقصان نہین ہوا مگر دیندارون مین
انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدّس سرّہٗ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا لاٹھی اُٹھائی کہ اُسے مارون
اس سے وہ کچھ بھی نہ ڈرا پس ہاتف نے ایک آواز دی کہ لاٹھی سے نہین ڈرتا جو نور دل مین ہوتا ہے اُس سے یہ ڈرتا ہے مسوحی
رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ابلیس کو مین نے خواب مین دیکھ کر کہا کہ آدمیون سے تجھے شرم نہین آتی کہنے لگا یہ آدمی نہین ہین اگر
آدمی ہوتے تو جس طرح لڑکے گدے سے کھیلتے ہین مین اُن سے نہ کھیلتا آدمی وہ لوگ ہین جنھون نے مجھے بیمار اور نزار کر دیا یہ
صوفیۂ صافیہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف اشارہ کیا ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین دمشق مین تھا
رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے
تشریف لاتے ہین اور مین اپنے سینے پر اُنگلیان مار مار کر ایک شعر پڑھتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس فعل مین فائدے سے زیادہ

...ساہو نہین اسکے ساتھ اپنی قبر مین لا الہ الا اللہ خالص ہو جاؤن اسکے ساتھ اکیلا مین لا الہ الا اللہ ملاقات کرون مین اسکے ساتھ اپنے پروردگار کی ۱۲
نہن اسکے ساتھ اپنی عمر کو لا الہ الا اللہ

واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور فرمانے لگے وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اپنی
واللہ مین بھی بخشدیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے قبل ایک روز سو کر اٹھے
اُٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگون نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے کہ ظالمون نے حسین کو قتل کرڈالا لوگون نے
پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا
آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباسؓ تو نے دیکھا کہ میری اُمت نے میرے بعد کیا کیا میرے فرزند حسینؓ کو
قتل کرڈالا یہ اُسکا اور اُسکے ساتھیون کا خون ہے دادخواہی کے واسطے حق تعالے کے سامنے لاتا ہون چوبیس۲۴ دن کے بعد
خبر آئی کہ واقعی امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کرڈالا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے خواب
مین دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بہت کام مجھے درپیش ہین فرمایا اسی زبان سے مین نے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا حق تعالے نے میرے سامنے بہشت رکھدی یوسف ابن الحسین رحمہ اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا
کہ حق تعالے نے تمھارے ساتھ کیا کیا بولے مجھ پر رحمت کی پوچھا کہ کس عمل کے سبب سے کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے
مین نے کبھی نہین ملایا منصور ابن اسمٰعیل رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ عبداللہ بزاز کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے
تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مین نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالے نے اسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ اسکا اقرار کرتے مین مجھے شرم آئی
پس حق تعالے نے مجھے پسینے مین کھڑا رکھا حتےٰ کہ میرے منھ کا گوشت بالکل گر پڑا مین نے پوچھا کہ وہ کیا تھا کہا کہ ایک دن مین
نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالے کے سامنے اس گناہ کا اقرار کرون
ابوجعفر صیدلانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ صوفیون کا ایک
گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اترے ایک کے ہاتھ مین آفتابہ تھا ایک کے ہاتھ مین طشت پس رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا اور اُن صوفیون نے اپنے ہاتھ دھوئے وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور
آفتابہ لائے کہ مین بھی ہاتھ دھوؤن کسی نے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگون مین سے نہین ہے مین نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اُسی قوم مین سے ہے اور مین اُس قوم
کو دوست رکھتا ہون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرشتون سے فرمایا اس کے ہاتھ دھلاؤ یہ اسی قوم مین سے ہے
مجمع نامے ایک بزرگ تھے اُنھین کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ تم نے کیا معاملہ دیکھا کہا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی زاہد لوگ
لے گئے زرارہ ابن ابی اوفی رحمہ اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کس عمل کو تو نے افضل پایا کہا کہ خدا کے حکم
پر راضی رہنے کو اور اُمید کو تاہ رکھنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہین کہ اوزاعی رحمہ اللہ تعالے کو مین نے خواب مین دیکھا
کہ جو عمل بہتر ہے مجھے اُسکی خبر دو [illegible] اسکے سبب سے تقرب خدا کرون کہا کہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے
نہین دیکھا اسکے بعد غمگینون کا [illegible] یہ پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ [illegible] یا کیے

نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہٗ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ کیا [illegible] مین نا اُمید ہوا جب میری نا اُمیدی دیکھی تو مجھ پر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھ پر رحمت کی پوچھا کہ عبداللہ بن مبارک کا کیا حال ہے کہا کہ اُنھین دن بھر مین دو مرتبہ حق تعالےٰ کے دیدار کی بار ملتی ہے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہا کہ [illegible] کے سبب سے مجھ پر رحمت کی جو مین نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے جس شب کو انتقال فرمایا اُسی شب کو کسی شخص نے اُنھین خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور آواز آرہی ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ اے ابلیس تو آدمیون سے نہین شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہین ہین آدمی وہ ہین جو شونیزیہ[1] مین ہین کہ اُنھون نے مجھے نزار کر ڈالا حضرت جنید کہتے ہین کہ مین صبح ہی شونیزیہ کی مسجد تک پہونچا جیسے ہی دروازے کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہون کہ لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے تفکر مین بیٹھے ہین مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ اے جنید اُس ملعون بلید کے [illegible] سے دھوکے مین نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالےٰ نے جنت کی ایک حور کو خواب مین دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ مین تجھ پر عاشق ہون خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالےٰ تجھے باز رکھے عتبہ نے کہا کہ مین نے دنیا کو تین طلاقین دین ہین ہرگز اُسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تاکہ تجھے پاؤن ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالےٰ ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑھ گئے کہ اُس پر نماز نہ پڑھنا چاہیے اُس مُردے کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھ پر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابو ایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ یعنے خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمھارے ہاتھ مین ہوتے تو تم بخل کے سبب سے کچھ بھی نہ خرچ کرتے جس رات حضرت داؤد طائی قدس سرہٗ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ آسمان کے فرشتے آتے جاتے ہین اس شخص نے پوچھا کہ آج کون سی رات ہے فرشتون نے کہا کہ آج داؤد طائی نے انتقال کیا ہے بہشت انکے واسطے آراستہ ہے حضرت ابو سعید شحام قدس سرہٗ کہتے ہین کہ سہل صعلوکی کو مین نے خواب مین دیکھ کر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اُٹھا کہ وہ سب گئی گذری مین نے کہا کہ تمھارے وہ سب کار اور کردار کہان گئے کہنے لگے کچھ مفید نہ ہوا مگر اُن مسائل کا جواب جو بڑھیان پوچھا کرتی تھین ربیع بن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کو مین نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حقتعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر آبدار موتی مجھ پر پھینکے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ایک مشکل کام مجھے پیش آیا مین اُسمین عاجز ہوا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد ادریس کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا مَوْتًا

[1] پاک ہے خدا زندہ او رنہ مریگا ۱۲ [2] ایک گاؤن کا نام ہے ۱۲ [3] اے اللہ مین نہ مالک ہون اپنی ذات کے واسطے نقصان کا نہ نفع کا نہ موت کا نہ زندگی کا نہ پراگندہ ہونے کا اور نہ طاقت رکھتا ہون مین یہ کہ کچھ لون مگر وہ جو عطا کرے تو مجھے اور نہ یہ کہ بچو ان [illegible] تو مجھے اے اللہ توفیق دے تو مجھے اسکی جسے تو محبوب رکھتا ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے بات سے اور کام سے عافیت مین ۱۲

وَلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَآ اَعْطَیْتَنِیْ وَلَآ اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ صبح کو جب مین اُٹھا تو مین نے یہ دعا پڑھی کچھ دن بیتے کہ کام آسان ہوگیا اے عزیز تجھے چاہیے کہ اس دعا کو نہ بھول عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا اللہ نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پہ لکھی ہے مین جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکھی دیکھی یَاھَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ[1] وَیَارَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَامُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ كُلَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَآءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ذکر موت مین اسقدر باتین جو بیان کی گئین یہی بس ہین کتاب کیمیائے سعادت کو اسی پر ہم نے ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرین اور اس سے فائدہ لین اُن سے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعائے خیر مین نہ بھولین اور حق تعالے سے اُسکی مغفرت چاہین تاکہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام مین ہوا ہو یا تکلف یا ریا کا میل نیت مین ہوگیا ہو تو اُسے حق تعالے اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نہ رکھے اسواسطے کہ اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلاے اور خود ریا کے سبب سے درگاہ الٰہی سے دور ہوجاے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَنَقُوْلُ فِیْ خَاتِمَۃِ الْكِتَابِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِكَ[2] مِنْ عِقَابِكَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ ط

تمت

[1] اے راہ دکھانے والے گمراہون کے اور اے رحم کرنے والے گنہگارون کے اے محو کرنے والے لغزشون چوکنے والون کے رحم کر اپنے بندے پر کہ بڑے خطرے والا ہے اور سب مسلمانون پر سب کے سب پر اور کر تو ہمین ایسے زندون کے ساتھ جو رزق دیے گئے ہین ایسے کہ انعام کیا تو نے ان پر نبیون اور صدیقون اور شہیدون اور صالحون مین سے قبول کر تو اے پروردگار عالمون کے ۱۲

[2] اے اللہ پناہ مانگتے ہین بطفیل تیرے عفو کے تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتے ہین بطفیل تیری خوشنودی کے تیرے غصے سے اور پناہ مانگتے ہین تیری تجھ سے احصار حمد و ثنا نہین کرسکتے ہین ہم آپ اُسی قابل ہین جیسے اپنی تعریف آپ کرتے ہین اور ہر حمد ہر علاقہ ازل سے ابد تک خاص آپ کی ذات مقدس کے واسطے ہے ۱۲ سید جعفر علی نگینوی

خاتمۃ الطبع

حامداً و مصلیاً و مسلماً بادیہ ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق نے انھین ہدایت فرمائی مرض شقاوت کے گرفتارونکو فرحت ہو کہ شافی مطلق نے انھین صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ سراپا منفعت مسمّٰی بہ اکسیر ہدایت ترجمۂ کیمیائے سعادت مرتب ہوا اور مطبع منشی تیج کمار واقع لکھنؤ مین بسرپرستی جناب فیض مآب منشی تیج کمار صاحب مالک مطبع اور باہتمام ایم ڈی میھرا سپرنٹنڈنٹ بماہ نومبر سنہ ۱۹۵۹ء مطابق ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۹ھ چھپ کر بار ہفت دہم شائع ہوا